U 306 Date - 2-1-010

Title - ASHRAFUT TAWAREEKH.

Creator - Sayyed Shah Mohd. Akbar Daanapuri.

Publisher - Matba Agra Akhbar (Agra).

Date - 1325 H - 1328H.

Pages -

Subject - Tareekh - Islam.

اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللهم ایاک نعبد و ایاک نستعین. آغاز کردہ ام تو رسانی با تمام - اللهم صل علی سیدنا و مولنا محمد و آلہ علی قدر حسنہ و جمالہ و بارک وسلم اما بعد فقیر محمد اکبر ابو العلائی داناپوری غفر اللہ لہ و لوالدیہ ابن حضرت مرشدی و مولائی حاجی الحرمین الشریفین سید شاہ محمد سجاد قدس سرہ ابن حضرت مولنا سید شاہ تراب الحق مودودی ابن حضرت سید شاہ طیب اللہ نقاب پوش مودودی ابن حضرت مولنا سید شاہ امین اللہ شہید نوآبادودی قدس اللہ اسرارہم ارباب علم اور اصحاب حلم کی جناب میں عرض کرتا ہے کہ جب میں کتاب قرۃ عینی فی الصلوٰۃ کی تصنیف سے فارغ ہوا تو بیکار نہ بیٹھا گیا مثل مشہور ہے مرد بیکار دیوانہ شود یا بیمار میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالے کے پیارے بندوں کا ذکر کرنا اور اونکے عادات و اخلاق سے شائستگی و تہذیب کا سبق لینا اس سے بہتر کوئی مشغلہ نہیں ہے اللہ کا نام لیکر میں نے انبیا علیہم السلام کی بابرکت زندگی کے حالات لکھنے شروع کردیے چونکہ بنی نوع انسان میں ان سے زیادہ کوئی شخص شریف نہیں ہے لہذا اسکا نام اشرف التواریخ رکھا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے ذکر شریف کے خاتمہ پر نبوت کے بیان میں کچھ تحریر کرنا مقصود ہے لہذا اسکا ایک دوسرا نام بھی میرے دل نے تجویز کیا آثار نبوت اور یہ خیال ہوا کہ ایک حصہ کے دو حصے کردیے جائیں تو کتاب زیادہ ضخیم ہوگی ملاحظہ کرنے والوں کو آسانی ہو جائیگی حضرت انبیا و سیدنا آدم علیہ السلام سے تا بہ عیسی علیہ السلام اول حصہ اور ذکر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا ذکر خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے ساتھ دوسرے حصہ میں ہے

اوسکا نام **عہد رسالت** اور **سایہ خلافت** ہوگا انشاء اللہ تعالے اور چونکہ اسمین واقعات تاریخی
ہین لہذا ابتدا مین کچھ فوائد تاریخی بھی بیان کردیے ہین ہینے اس کتاب کو مقام صاحب گنج ضلع گیا مین بتاریخ
۲۶ - ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ مین لکھنا شروع کیا اور اپنے معبود برحق اور رازق مطلق سے اسکی قبولیت عام کی دعا
کی اور دعا کے بعد قلم اٹھایا - یا اللہ یا اللہ یا اللہ و باللہ التوفیق و علیہ التکلان وہو نعم المولی ونعم النصیر

تاریخ کی تعریف مورخین نے یون کی ہے یَوْمٌ مَعْلُوْمٌ یُنْتَسَبُ اِلَیْہِ زَمَانٌ یَاْتِیْ عَلَیْہِ
یعنی یہ ایک معین روز ہے کہ نسبت کیا گیا ہے طرف اوسی روز کے زمانہ آئے گا اوس پر **روایت** کسی
نے حضرت امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ وعنی بہرکتہ سے پوچھا کہ آدم سے پہلے کون تھا آپنے فرمایا
آدم اور سایل نے تین بار اسی سوال کی تکرار کی اور آپ نے ہر بار وہی جواب دیا جب سایل ساکت ہوا
توآپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو تیس ہزار بار بہی سوال کئے جاتا تو مین یہی جواب دیے جاتا **عالم**
کی کہنگی حضرت ولایت مآب رضی اللہ عنہ وعنی بہرکتہ کے قول محکم سے بہی ثابت ہے **فقیر محمد اکبر ابو العلائی**
عرض کرتا ہے کہ **آدم** علیہ السلام کی پیدایش کو صرف اسوقت تک آٹھ ہزار برس سے کچھ زیادہ ہوئے ہین اور یہ اتنا
علوی و سفلی جو ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہین یعنی آسمان - زمین - چاند - سورج بے انتہا ستارے انکی عمرین
کیا صرف آٹھ ہی ہزار برس کی ہین نہین نہین ہرگز نہین انکی اجرام علوی کا استحکام جو قادر قوی نے انہین بخشا ہے
بتلا رہا ہے کہ ہم لاکھون کروڑون برس کے ہین اور ایک زمانہ دراز تک یونہین قایم رہینگے تمہارے لاکھون بعد
فنا ہوجاینگے انہین جنبش بہی ہوگی مگر ہان ضرور اور بالضرور ہماری فنا کا بہی ایک دن ہے کہ جس سے ہمکو بہی
تمہاری ہی طرح خبر نہین مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ ہم قدیم نہین ہمارا اتمارا اللہ قدیم ہے اللہ کی کتاب جو سچے رسول پر
جنکا نام نامی اور اسم گرامی محمد رسول اللہ ہے اتری ہے اور اسکا خطاب مستطاب فرقان حمید و قرآن مجید ہے اوسمین اوس
قادر توانا اور حکیم دانا نے خود ارشاد فرمایا ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً
اس آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آسمان پر بہی ایک خلقت آدم علیہ السلام کے پہلے تھی اور زمین پر بہی کوئی خلقت
آدم سے پہلے آباد تھی جسکی سرکشی کے انتظام کیواسطے ایک نئے خلیفہ کی ضرورت ہوئی اور اسکو نیا طرز معاشرت و تمدن عطا کیا گیا اور وہ
خلقت جو زمین پر اس خلیفہ کے پہلے تھی وہ اپنے نافرمانیون کے سبب سے بالکل معدوم کردی گئی یہی قاعدہ دنیا کا ہے

کہ جب ایک اقلیم کا حاکم اپنی رعیت کو سنبھال نہین سکتا اور اوسکے فسادات کی اصلاح نہین کرسکتا تو بادشاہ
اوس اقلیم کے عامل کو بدل دیتا ہے اور دوسرا عامل بھیجتا ہے کہ وہ اوس قوم کے فسادات کی اصلاح
کرے اور راہ راست پر لائے اور اگر وہ باغی وطاغی قوم اوس نئے حاکم کو بھی اپنی اصلاح نکرنے دے
تو اوس حاکم کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ اُس قوم کو فنا کردے تاکہ اوسکا فساد دوسری قوم کو نہ چھوے اور فرمان بردار
قوم اوسکے اثر صحبت سے نافرمان ہو جائے جیسے بنی اسرائیل کی قوم کہ ایک سامری کے اخلاق نے بنی
اسرائیل کی قوم کو گوسالہ پرست بنا دیا اور وہ بلا ونہین ایسی شایع ہوئی کہ جو ہزارون آدمیون کی کشتی
حیات کو لیکر ڈوب گئی الغرض قدامت عالم ایک مدت معین تک ہر مذہب مین ثابت ہوا سکے
پنچر یون کے - اونکا خیال یہ ہے کہ عالم ہمیشہ کے واسطے قدیم ہے فنا کبھی اوسکو چھوے ہی گی
نہین اور معاذ اللہ منہا نقل کفر کفر نباشد خدا کا وجود تو موہوم ہے اگر وجود ہے تو اسی عالم کا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم - آمنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ
والبعث بعد الموت براہمہ ہنود بھی عالم کی فنا کے مقر ہین اور اونکی زبان مین قیامت کو پرلے
کہتے ہین اور عالم کی عمر اُنکے ہان تقریباً ایک ارب پچانوے کرور اٹھاون لاکھ چار ہزار نوسو تینتیس سال
شمسی کی ہے اور اونکا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اس عالم فانی مین تینتالیس لاکھ بیس ہزار
سال شمسی کا ایک دور پیدا کیا ہے اور تمام عالم کے چار قرن ہین اور ہر قرن کا نام جدا ہے پہلا **قرن**
ست جگ ہے یعنی ایمان راستی ہی رہتی ہے کوئی شخص جھوٹا دغاباز گنہگار پیدا ہی نہین ہوتا اور مدت عمر
اسکی سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال ہے شمسی حساب سے - دوسرا **قرن** تریتا ہے اور اوسکی عمر
بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال شمسی ہے خیریت مین یہ اُس قرن سے کم ہے اور عمر مین بھی تیسرا **قرن**
اسکا نام دواپر ہے اسکی مدت آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال شمسی ہے یہ قرن اپنے پہلے قرن سے
عمر مین اور خیریت مین کم ہے چوتھا **قرن** کلجگ ہے بقول براہمہ ہنود اس قرن کی ابتدا ماگھ بدی اماوس
یعنی ماگھ کی اٹھائیسوین سے ہے کہ آفتاب برج جدی مین تھا یہ دن قمر کے تحت الشعاع مین ہونے کا
پہلا دن ہے اسلئے اس قرن مین خیریت یعنی نیکی بہت ہی کم ہے برائیان ہین برائیان بھری ہوئی ہین چوری

دغابازی فساد کشت وخون وغیرہ اورعمر بھی اسکی اپنے پہلے قرن سے بہت کم ہے اب تک کم وبیش کلجگ کی عمر مین سے چار ہزار نوسو اٹھائیس برس گذر چکے ہین اور چار لاکھ ستائیس ہزار بہتر برس باقی ہین - براہمہ ہنود کا قول ہے کہ جب بقیہ زمانہ کلجگ کا گذر جائے گا تو اوسی پہلی ترتیب سے پھر دور ست جگ کا آغاز ہوگا **واللہ اعلم بالصواب** اب مین تھوڑے سے تاریخی فائدے بیان کرتا ہون جو خاص وعام کو مفید ہین **علم تاریخ** نہایت مفید علم ہے یہ جو بعض لوگونکا خیال ہے کہ علم تاریخ صرف قصّہ اور کہانی کا ایک ناقص مجموعہ ہے جیسے اُنخضرات کے بیان پر ہنسی ہی نہین آتی بلکہ افسوس بھی آتا ہے اگر آج ہم ان مین سے کسی شخص سے یہ پوچھین کہ سکندر ذوالقرنین کہان کا بادشاہ تھا جسکا حال قرآن شریف مین بھی ہے تو اونکو لامحالہ کسی تاریخ ہی کیطرف رجوع کرنی پڑے گی قرآن پاک مین تو اوسکا مختصر سا حال ہے جو سورہ کہف مین ہے مفسرین نے جب اس مقام کی تفسیر لکھی تو اونکو تاریخی کتابون سے بھی مدد لینے کی ضرورت ہوئی ورنہ ہم اس اجمال کو کیا سمجھتے جتنے انبیا علیہم السلام کا قرآن پاک مین ذکر ہے سب مجمل ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ عرب علم تاریخ اور علم نسب اور علم جغرافیہ سے خوب ماہر تھے پروردگار تعالیٰ شانہٗ کو اونکے سمجھانے کے لیئے تفصیل کی ضرورت نہوئی چونکہ قرآن پاک کمال فصیح وبلیغ ہے اوسکی شان یہ نہ تھی کہ ایک بات یا ایک مطلب کو چند دفعہ مین بیان فرماتا اوسنے بطور اجمال حضرت پر نازل فرمایا حضرت نے اوسکی تفسیر فرمادی صحابہ نے سمجھ لیا پھر تابعین نے صحابہ سے اوسکی روایت کی اب مطالب کثیر ہوگئے لہذا تبع تابعین کو قلمبند کرنے کی ضرورت ہوئی اگر عرب علم تاریخ اور علم انساب نجانتے تو اسوقت کی دنیا ان دونون علوم سے اندھیری ہوتی اور ملکون مین علم تاریخ نے تو ضرور غیر معمولی ترقی کی مگر علم انساب ویسا ہی معدوم رہا ہندون کے یہان علم انساب نہونے سے یہ خرابی پیدا ہوئی کہ کوئی تو سورج کا بیٹا بن گیا اور کوئی چاند کا یہی حال یورپ کا ہے **اور ہم** عربی الاصل ہین اور اللہ کے فضل وکرم سے ہمارے اجداد مین ہندوستانکی عورات کا بھی میل نہین ہے جب ہمارے جد مکرم حضرت امام محمد الملقب تاج فقیہ عرب سے آئے تو پورا خاندان ساتھ آیا تھا اپنے ہی خاندان مین پیوند ہوتا رہا لیکن خاک ہندوستان کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ ہم علم انساب سے جاہل ہوگئے اور ساٹھ ستر برس سے یہ بات بھی پیدا ہوگئی کہ پیوند دوسری قومون سے ہونے لگا الغرض

علم تاریخ کے فائدے بہت ہین خصوصاً بادشاہون کے لیئے اور ان فوائد سے وہی ذی شعور عالم واقف ہے جسے اللہ تعالی شانہ نے عقل خطا سے بچنے والی عطا فرمائی ہے اور دینی و دنیوی دونون ہی فایدے ہین **تہذیب نفس** اور **ترقی ملک و ملت** کے اسباب اسی علم کے ساتھ وابستہ ہین علم تاریخ نے آجتک ہزارون برس کے مرے ہوے لوگون کو اپنی حکومت مین نئی زندگی دیکر بسیار رکہا ہے اور قیامت تک مرنے نہ دیگا اور ہزارون برس کی عمارتون کو گو وہ دنیا سے منہدم ہوگئین مگر اسنے اپنی کتابون مین جون کا تون قایم رکہا ہے بعض حادثات دنیا مین ایسے واقع ہوئے کہ وہ کمال عبرتناک تہے اوسوقت کے لوگون نے اوس سے عبرت پکڑی مگر کتاب تاریخ مین آکر وہ ہمیشہ کے واسطے تنبیہ الغافلین ہوگئے۔ بادشاہون کے دربار اور امرا کی سرکار سب تاریخ کی کتابون مین موجود ہین اور اونکی خوش اسلوبی اور بد اسلوبی سب کا ذکر ہے جو آیندہ نسلون کے واسطے تعلیم اور تنبیہ کا مکتب ہے ملک آباد کرنے کے طریقے رعیت کو خوش رکہنے کی ترکیبین بادشاہون کے واسطے کتب تواریخ مین موجود ہین طالبان علم جب تاریخ کی کتابین پڑہتے ہین تو انکی عقل سلیم اُس سے بہت فائدہ حاصل کرتی ہے ہمکو دو عقلین ملی ہین ایک مطبوع اور دوسری مسموع عقل مطبوع ہماری عقل جبلی ہے جو اللہ تعالی شانہ نے انسان مین پیدا کی ہے اور عقل مسموع سے وہ عقل مطبوع مراد ہے جو تجربے اور کتب تواریخ کی سیر سے بڑہتی ہے **لمولفہ**

ہمکو دو عقلین خدا نے کین عطا — ایک اپنی دوسری ہے مستعار
ہے جو اپنی فطرتی نام اوسکا ہے — دوسری ہے تجربون کی یادگار
عقل دوم ہے سفر کی روشنی — یعنی سیر ملک و امصار و دیار
ہے اگر عقل اپنی صایب تو ہے خیر — فائدے پہونچینگے ہمکو بے شمار
ہے اگر اپنی ہی دانش مین فتور — پہر ہین لاشے تجربے گو ہون ہزار
اکبر اپنی عقل کو صایب تو رکہ — ورنہ ہوگا یار دن کی آنکھون مین خوار

قال اللہ تعالی شانہ اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَہِیْدٌ (جو شخص صاحب دل

ہے یا کان لگاکر حضور قلب سے بات کو سنتا ہے اُسکے لیئے تو ان باتوں مین پوری نصیحت موجود ہے)

علم تاریخ مین اُخروی فائدے بھی ہین جب کوئی عاقل اُسکو پڑہ کر غور کرے اور سمجھے کہ دنیا نے اہل دنیا مین کیا کیا انقلابات پیدا کیئے اور شاہان روئے زمین پر کیسے کیسے مصائب ڈالے گئے ہین اور اُنکے نفوس اور ذخائر کسطرح چہین لیئے گئے ہین اور اونکے کیسے کیسے محترم بزرگ اور عزیز بچون کو عدم کا راستہ دکہایا ہے اور کسی جلیل و حقیر کو باقی نچہوڑا اور نہ کوئی غنی و فقیر اوسکے اثر سے سلامت رہا ہے تو یہ باتین اوسکا خیال ایسا ہے کہ ہر دانشمند اوس سے اعراض کرے گا اور آخرت کے لیئے اپنا توشہ سنبہالے گا اور اوس گہر کی رغبت کرے گا جہان یہ خصایص نہین ہین اور ان نقایص سے اُسکے رہنے والے سلامت اور محفوظ ہین پس یہ کتنا بڑا دینی فائدہ علم تاریخ کے شایقین کو پہونچا۔

اسلام مین تاریخ لکہنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت سے شروع ہوا

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اپنی حکومت کے مقام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکہا کہ آپ کے پاس سے جو خطوط آتے ہین اُنمین تاریخ نہین ہوتی اسپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانون کو مشورہ کے واسطے جمع کیا کسی نے کہا کہ رسول اللہ کے نبی ہونے کے زمانہ سے تاریخ قایم کیجیئے۔ کسی نے کہا کہ اون کے زمانہ مہاجرت سے تاریخ لکہو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہان ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم کے زمانہ مہاجرت ہی سے تاریخ لکہینگے کیونکہ آپکی مہاجرت ہی کے وقت سے حق و باطل مین فرق ظاہر ہوا ہے یہ شعبی کا قول ہے اور میمون بن مہران کا قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور مین ایک دستاویز پیش ہوئی جو شعبان کی لکہی ہوئی تہی آپنے پوچہا کہ کونسا شعبان کیا شعبان جو آیندہ آئیگا یا یہ شعبان جو آجکل ہے پہر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم سے فرمایا کہ کوئی قاعدہ ایسا جاری کرو کہ جس سے اس بات مین تمیز ہو جایا کرے اسپر کسی نے کہا کہ روم والون

کی تاریخ لکھو۔ وہ لوگ ذوالقرنین کے زمانہ سے لکھا کرتے ہین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو بڑا لمبا زمانہ ہے۔ پہر کہا کہ فارس والون کی تاریخ لکھو ایک نے جواب دیا کہ فارس مین یہ دستور ہے کہ جو بادشاہ وہان بنا ہوتا ہے وہ اوس پہلی تاریخ کا لکھنا چہوڑ دیتا ہے جو لوگ اوس سے پہلے لکھا کرتے تھے اس لیے سب لوگون کی راے اس پر متفق ہوئی کہ دیکہین رسول اللہ مدینہ مین کتنی مدت قیام پذیر رہے ہین تو معلوم ہوا کہ دس برس پس یہ بات قرار پاگئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم کے ہجرت سے تاریخ لکہی جاے **محمد بن سیرین** کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہڑے ہو کر کہا کہ تاریخ لکھو آپ نے فرمایا کیسی تاریخ لکہین۔ اور تاریخ کیا چیز ہے اوس نے کہا کہ تاریخ وہ شے ہے کہ اُسے عجمی لکھا کرتے ہین کہ یہ بات فلان سنہ کے فلان مہینے مین ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو اچھی چیز ہے لکھو۔ پہر آپ نے فرمایا کہ کون سے مہینے سے شروع کیا جاوے۔ لوگون نے کہا کہ رمضان سے پہر آپ نے فرمایا محرم سے کیونکہ اوس وقت لوگ حج سے لوٹتے ہین اور وہ ماہ حرام ہے پہر اونہون نے اسی پر اتفاق کیا اور **سعید بن المسیب** نے کہا ہے کہ حضرت عمر نے لوگون کو جمع کیا اور کہا کہ کس دن سے ہم تاریخ لکھنا شروع کرین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم سے جب سے کہ وہ شرک کی زمین سے الگ ہو گئے ہین چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا اور **عمرو بن دینار** کہتے ہین کہ پہلی مرتبہ تاریخ یعلی بن امیہ نے لکہی ہے جو اوس وقت یمن مین تھے

عربون کی قدیمی تاریخین

اسلام سے پہلے اولاد ابراہیم نے خانہ کعبہ کی تعمیر تک آتش ابراہیم سے تاریخ مقرر کرلی تھی پہر جب حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل نے خانہ کعبہ کو بنایا تو یہ تعمیر تاریخ اونکی مقرر ہوگئی پہر وہ متفرق ہوگئے تو تاریخ کا دستور یہ ہو گیا کہ جب کوئی قوم تہامہ سے نکلتی تو وہ اپنے نکلنے کے وقت سے تاریخ مقرر کرلیتی اور جو لوگ تہامہ مین بنی اسمٰعیل کے باقی رہ گئے تھے وہ اوس وقت سے تاریخ معین کیا کرتے تھے جب سے کہ بنی زید سعد و نہد و جہینہ قبیلہ تہامہ سے نکلے تھے پہر جب کعب بن لوی مرا تو اونہون نے اوسکے مرنے سے تاریخ کا قاعدہ کرلیا اور عام الفیل تک یہی دستور رہا۔ پہر عام الفیل سے تاریخ لکھنے لگے۔ اوسکے

بعد حضرت عمر بن الخطاب نے ہجرت سے تاریخ مقرر کی اور یہ ابتداء سنہ ہجری کے سترہ یا اٹھارہوین سال سے ہوئی ہے **زمانہ** رات دن کی ساعتون کو کہتے ہین اور کبھی کبھی رات دن کے چھوٹے بڑے حصے مراد لیا کرتے ہین چنانچہ عرب لوگ اپنے محاورہ مین بولا کرتے ہین کہ صرام یعنی کھجورون کے پکنے کے زمانہ مین مین آیا تھا اور زمانہ صرام سے مراد اونکی صرام کے وقت سے ہوتی ہے اور ایسے ہی کہا کرتے ہین کہ مین حجاج کے زمانہ مین آیا تھا اور زمانہ کی جمع کرکے بولتے ہین اس سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ مین اوسکی حکومت کے اوقات مین سے کسی وقت آیا تھا ایسا ہی لکھا ہے علامہ ابن الاثیر الجزری نے اپنی کتاب التاریخ الکامل مین جسکا ترجمہ ایک لایق فایق مولوی نے کیا ہے جنکا نام مولوی محمد عبد الغفور خان صاحب ہے وطن اونکا رامپور ہے اور ریاست حیدرآباد مین ملازم ہین مین بھی اونکی کتاب دیکھنے کا مشتاق ہون - **زمانہ کی سب عمر کتنی ہے** علماے دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا اسمین اختلاف ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو سعید بن جبیر نے روایت کی ہے اوسمین سات ہزار برس بیان کئے ہین اور وہب بن منبہ نے چھہ ہزار برس تبلائے ہین اور ابو جعفر نے کہا ہے اور اسپر صحت کا یقین بہت ہے اور اسکی تصحیح اوس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا - کہ تمہارے زمانہ کی مدت عمر اگلے لوگون کے زمانہ کی مدت عمر سے ایسی نسبت رکھتی ہے کہ جیسے عصر کی نماز سے مغرب شمس تک کی مدت ہو - اور اسیطرح کا بیان حضرت انس اور ابو سعید کا بھی ہے مگر اونہون نے بجاے عصر کی نماز کے بعد عصر کے غروب شمس تک کا لفظ لکھا ہے - اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور پرنور نے انگشت سبابہ اور وسطی سے اشارہ کرکے فرمایا کہ مین اور قیامت دونون ایسے ملے ہوئے پیدا ہوئے ہین - اور اسی طرح جابر بن سمرہ اور انس بن سہیل و بریدہ و مستورد بن شداد اور کتنے ہی اشیاخ انصار نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ و الہ و اصحابہ وسلم سے روایت کی ہے اور یہی صحیح خبرین ہین - یہود کہتے ہین کہ توریت مین جو اونکے نزدیک خلق آدم سے ہجرت کا زمانہ گذرا ہے وہ چار ہزار تین سو بیالیس[۴۳۴۲] برس ہین اور نصاری یونان کی تحقیق مین پیدایش آدم سے ہجرت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تک پانچ ہزار نوسو بانوے ۵۹۹۲ برس ایک مہینا ہوتا ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہودیون نے مدت اِس لئے کم کردی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت کو تسلیم نکرین کیونکہ اونکی نبوت اور اونکی صفت توریت مین لکھی ہوئی تھی وہ کہتے ہین کہ وہ وقت ابھی نہین آیا ہے کہ جس مین حضرت عیسیٰ پیدا ہونگی۔ اِس لئے وہ اپنے خیال مین ابھی اونکے ظہور کے اور اونکے وقت کے منتظر ہی ہین ابوجعفر کا قول ہے کہ میرے نزدیک وہ جس کا انتظار کرتے ہین اور جس کی صفت توریت مین لکھی ہے وہ دجّال ہے۔ مجوس کہتے ہین کہ گیومرث کے زمانہ سے ہجرت تک تین ہزار ایک سو انتالیس ۳۱۳۹ برس ہوتے ہین اور اسکے سوا وہ ایسی کسی بات کا ذکر بھی نہین کرتے۔ جس کا ہونا گیومرث سے پہلے پایا جاتا ہو وہ کہتے ہین کہ وہی آدم ہے مگر مورخین کا اِس باب مین اختلاف ہے بعض تو اپنی راے مین مجوس ہی سے اتفاق کرتے ہین۔ اور بعض یہ کہتے ہین کہ جب گیومرث اقالیم سبعہ کا بادشاہ ہوگیا تو اُسے بنظر عزّت آدم کہنے لگے۔ اور گیومرث حام بن یافث بن نوح تھا یہ حضرت نوح علیہ السلام کا بڑا ادب کرتا تھا اِس لئے حضرت نوح نے اُس کو اور اُس کی اولاد کو دعائین دین کہ ان کی عمرین بڑی ہون اور ملک مین اونکی تمکنت ہو اور برابر اونکی حکومت جاری رہے یہ دعا مقبول ہوئی جیسے ہمارے حضور پُرنور کی دعا حضرت عباس کی اولاد کے واسطے مقبول ہوئی کہ وہ بادشاہ ہوئی۔ اور گیومرث اور اوسکی اولاد فارس کی مالک ہوئی اور اوس وقت تک وہ مالک رہی کہ مسلمان مداین مین داخل نہ ہوئے اور اونکے ملکون پر اونہین غلبہ حاصل نہ ہوا اور بعض اَور اَور باتین بھی بیان کرتے ہین یونہین ابوجعفر نے بیان کیا ہے پھر اسکے بعد ابوجعفر نے کچھ اُصول بیان کئے ہین کہ جن سے حدوث ازمان واوقات کا ثبوت نکلتا ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ زمانہ سے پیشتر بھی اللہ تعالےٰ شانہٗ نے کوئی چیز پیدا کی تھی یا نہین اور فناے عالم کا حال لکھا ہے اور کہا ہے کہ کوئی چیز بجز اللہ تعالےٰ شانہ کے باقی نہین رہیگی اور اُسی نے سب چیزین

بنائی ہین - اور اسپر طرح طرح کے دلائل لایا ہے جن کا ذکر بڑا طویل ہے اور وہ باتین تاریخ مین بیان کرنے کے لایق نہین ہین خصوصاً مختصر کتابون مین اونکا بیان نہین ہوسکتا بلکہ وہ باتین علم اُصول کے مناسب ہین متکلمین نے اونہین اپنی کتابون مین شرح وبسط کے ساتھ لکھدیا ہی اِس لیئے ہمنے اونکا نہ لکھنا ہی مناسب سمجھا*

خلق کی ابتدا اور سب سے پہلے کون چیز پیدا ہوئی

مین تاریخ لکھ رہا ہون اسلیئے اولیت کی احادیث مین زیادہ طوالت دینا نہین چاہتا جیسا مورخین کا مذہب ہے مجبوری اوسی کی پیروی کرنی پڑی وگرنہ مین اولیت مخلوقات مین اوس حدیث کو لکھتا جیسے شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مدارج وغیرہ مین لکھ گئے ہین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ - جو چیز کہ سب سے پہلے اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہی

تو اصلِ وجود آمدی از نخست   دگر ہرچہ موجود شد فرعِ تست

ارباب تاریخ لکھتے ہین اور وہ ایک صحیح حدیث عبادہ بن الصامت سے اپنے دعوی کے ثبوت مین پیش کرتے ہین کہ عبادۃ بن الصامت نے بیان کیا ہے کہ اُنہون نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سُنا کہ اوّل جو چیز اللہ تعالے شانہ نے پیدا کی وہ قلم ہے اور اوس سے کہا کہ لکھ تو اوس نے قیامت تک جو ہونے والا تھا سب لکھ دیا اور یہی ابن عباس نے بھی بیان کیا ہے مگر محمد ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو چیز اللہ تعالے نے اوّل پیدا کی وہ نور وظلمت ہے پھر اوسنے ظلمت کو کالی رات اور نور کو سفید روشن دن بنا دیا - لیکن وہی پہلی بات حدیث کی رو سے صحیح ہے ابن اسحاق نے اپنے قول کی کسی طرف اسناد نہین کی ہے اور ابو جعفر نے اپنے قول پر اوس روایت کی رو سے اعتراض کیا ہے جو سفیان نے ابو ہاشم سے اور اُس نے مجاہد سے اور اوس نے ابن عباس سے بیان کی ہے - اونہون نے کہا کہ اللہ تعالے قبل اس سے کہ کوئی چیز پیدا کرے اپنے عرش پر تھا پھر جو چیز اوسنے پہلے پیدا کی ہے وہ قلم ہے

پھراوس نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے لکھ دیا پھراوس نے جواب دیا ہے کہ یہ حدیث اگر صحیح بھی مان لی جائے تب بھی پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے۔ کیونکہ اسی حدیث کو شعبہ نے بھی ابوہاشم سے بیان کیا ہے اوسنے اوسمین یہ نہین کہا کہ اللہ تعالےٰ شانہ عرش پر تھا اوسنے اتنا ہی کہا ہے کہ اوّل چیز جو اللہ تعالےٰ شانہ نے پیدا کی ہے وہ قلم ہے **ارباب روایت** بیان کرتے ہین کہ قلم کی تخلیق کے بعد اللہ تعالےٰ شانہ نے اوسے لکھنے کا حکم دیا جب وہ تحریر سے فارغ ہوا تو اللہ تعالےٰ شانہ نے ایک رقیق سحاب پیدا کیا اور وہ وہی ابر ہے کہ جس کا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ذکر کیا ہے۔ ابورزین العقیلی نے حضور سرورِ عالم سے پوچھا کہ جب تک خلقت کو اللہ تعالےٰ شانہ نے نہین پیدا کیا تھا تب تک اللہ تعالےٰ شانہ کہان تھا حضور سرور عالم نے فرمایا کہ وہ ایک ابر مین تھا جسکے نیچے اوپر ہوا تھی۔ پھر اُسنے عرش کو پانی پر پیدا کیا اور وہ وہی ابر ہے جسکا ذکر خود پاک پروردگار نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ

ترجمہ کیا لوگ یہ انتظار کر رہے ہین کہ اللہ بادلون کا چھتر لگائے اِنکے سامنے آموجود ہو۔ مگر میرے نزدیک اسپر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کیونکہ اوپر یہ بیان ہوچکا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اوس سے کہا کہ لکھ تو اوس نے قیامت تک کا حال لکھ دیا پھر اِس فصل کے شروع مین بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قلم کی پیدائش کے بعد اور بعد اس کے کہ اوس نے ہونے والی باتون کو لکھ دیا ایک سحاب پیدا کیا اور یہ بات معلوم ہوئی کہ کتابت کے لئے ضرور ہے کہ کوئی آلہ ہو جس سے لکھا جائے تو وہ قلم ہے اور کوئی دوسری شئے ہو جس پر لکھا جائے وہ وہ چیز ہے کہ جسکی یہان لوح محفوظ سے تعبیر کیا کرتے ہین تو اِس لئے چاہئے تھا کہ قلم کے بعد لوح محفوظ کا ذکر کیا جاتا واللہ اعلم بالصواب مگر یہ احتمال ہے کہ اوسکا ذکر اس لئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ لازم وملزوم ہونے کے سبب سے اس قلم کے لفظ کا ذکر اوسپر دلالت کرتا ہے۔

عرش وکرسی آب وہوا وتاریکی کی پیدایش

علما کا اسمین باخود با اختلاف ہے کہ ابر کے بعد اللہ تعالےٰ شانہ نے کیا پیدا کیا ضحاک بن مزاحم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ اوّل اللہ تعالےٰ شانہ نے عرش کو پیدا کیا پھر وہ اوس پر مستوی ہوگیا ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے عرش سے پہلے پانی پیدا کیا تھا اور پھر عرش کو پیدا کرکے اوسپر رکھا یہ ابوصالح نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اور یہی قول ابن مسعود اور وہب بن منبہ کا ہے ایک فرقہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے قلم کے بعد کرسی پھر عرش کو پھر ہوا کو پھر تاریکی کو پھر پانی کو پیدا کیا اور عرش کو اوسپر رکھا۔ ابوجعفر کہتے ہین کہ یہ قول کہ پانی عرش سے پہلے پیدا ہوا ہے اوس حدیث کی رو سے اولیٰ بالصواب ہے جو حضرت رزین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بیان کی ہے یہ بھی کہتے ہین کہ جب عرش پیدا ہوا ہے تو اوس وقت پانی ہوا کی پشت پر تھا یہ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے اگر یہ بات صحیح ہو تو ہوا اور پانی دونون عرش سے پہلے پیدا ہوئے ہونگے بعض لوگون نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے قلم کو اور چیزون سے ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے۔

کون سی شئے کون سے روز پیدا ہوئی

بعض مطیعان عقل کا یہ خیال ہوتا ہوگا کہ آدمی کو اپنے مکان کی دیوار کے پیچھے کا حال تو معلوم ہی نہین ہے یہ آسمان وزمین کی خلقت کا کیونکر بیان کررہا ہے مین کہتا ہون کہ ان سر کی آنکھین تو ایسی ہی ہین کہ اپنی پشت پر کی چیزین نہین دیکھ سکتی ہین لیکن اوس پاک پروردگار نے اپنے خاص بندون کو دو آنکھین دل کی بھی عطا فرمائی ہین جن سے وہ چھپی ہوئی چیزین جنکو چشم سر نہین دیکھ سکتی اوسکو دیکھتے ہین اونہین بندون کو قوت سامعہ بھی ایسی بخشی ہے کہ کبھی کبھی

وہ ہزارون لاکھون کوس کی آواز گھر بیٹھے ہوئے سن لیا کرتے ہین اور اونکے کلام کرنے کے لئے اونہین بے انتہا زبانین ملی ہین جن سے وہ بعض اوقات کلام کرتے ہین ؎

گویم بہر زبان و بہ ہر گوش بشنوم — این طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست

اور وہ کون لوگ ہین - انبیا علیہم السلام بعد انکے اولیا رحمہم اللہ علیہم اجمعین چنانچہ **حضرت سیدنا عمر** رضی اللہ تعالے عنہ نے مدینہ طیبہ کی مسجد مبارک کے منبر شریف پر کھڑے ہوکر ساریہ کو آواز دی کہ اے ساریہ پہاڑ کو پشت پر لے لے وہ آواز ساریہ کے کانون تک سیکڑون کوس کے فاصلہ پر پہونچی اور **حضرت سیدنا عمر** رضی اللہ تعالے عنہ کی آنکھون نے کتنی دور کا واقعہ اپنی چشم دل سے ملاحظہ فرمایا اور یہ روایت باسناد قوی ثابت ہے پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مشاہدات و روایات مین کیا شک ہوسکتا ہے جو قوت اللہ نے انسان کو دی ہے اوسکو وہی دینے والا جانتا ہے دیکھو زمین سے آسمان کتنی دور ہے پھر ستارون کی رفتارین کسوف و خسوف کی حالت اور اوسکا وقفہ اور کس وقت ہوگا اور کتنی دیر تک رہیگا سبھی تو بیان کردیا اور اوسکے بے انتہا تجربے ہوئے اور ہوتے رہین گے اگر کوئی نیا ستارہ ہونے والا ہے اس فن کے جاننے والے بتادینگے کہ ستارہ فلان وقت ظاہر ہوگا اور فلان فلان ملک سے نظر آئیگا لِكُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ ہر فن کے واسطے اللہ نے ایک آدمی پیدا کیا ہے کہ اوسکے دقایق اوسی پر کھلتے ہین **انبیا علیہم السلام** جو تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہین اونپر اللہ تعالے شانہ زمین و آسمان کے اسرار کھولدیتا ہے اور وہ بیان کرتے ہین اگر سننے والون سے غلطی ہوتی ہے تو اونکی بعض اصطلاح کے سمجھنے مین ہوتی ہے لیکن انبیا کے واقعات و مشاہدات مین کچھ غلطی نہین ہوتی پھر وہ **نبی** جو **خاتم الانبیا** ہے وہ کس قدر ان اسرار کا جاننے والا ہوگا اسکو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کے بعد وہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم حضور پرنور اس فن اسرار کے واسطے خاص ہین **علما** رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا اسمین اختلاف ہے کہ اللہ تعالے شانہ نے قلم کو اور چیزون سے ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے - اور اوس دن بین

بھی اختلاف ہے کہ جس مین اللہ تعالے نے آسمانون کے اور زمین کے پیدا کرنے کی ابتدا کی ہے عبداللہ بن سلام سے کعب ضحاک مجاہد نے کہا ہے کہ یکشنبہ کے دن اللہ تعالے نے پیدا کرنا شروع کیا تھا مگر محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ شنبہ کے دن سے ابتدا کی ہے۔ اور ایسا ہی حضرت ابوہریرہ بھی فرماتے ہین اور اسمین بھی اختلاف ہے کہ کون سے دن کون سی شئے پیدا ہوئی عبداللہ بن سلام کہتے ہین اللہ تعالے نے پیدایش کا کام یکشنبہ کو شروع کیا اور زمینون کو یکشنبہ اور دوشنبہ کو پیدا کیا۔ اور اقوات قُوت کی جمع ہے یعنی کھانے پینے کی چیزین۔ اور رواسی یعنی پہاڑون کو سہ شنبہ اور چہارشنبہ کو پیدا کیا اور آسمان کو پنجشنبہ اور جمعہ کو پیدا کیا پھر جمعہ کی اخیر ساعت مین اللہ تعالے شانہ پیدایش سے فارغ ہوگیا پھر اوس ساعت مین آدم کو پیدا کیا علیہ السلام یہی ساعت ہے کہ جس مین بڑی ساعت یعنی قیامت قائم ہوگی اور ایسی ہی ابوصالح کی روایت مین حضرت ابن عباس اور ابن مسعود نے بھی بیان کیا ہے مگر اونہون نے آدم کی پیدایش اور قیامت کا ذکر نہین کیا ہے۔

پیدایش کیونکر ہوئی

علی بن طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالے شانہ نے زمین کو پیدا کیا کھانے کی چیزون کے ساتھ اب یہان گنجایش اوس اعتراض کی نہ رہی کہ پہلے تخم پیدا ہوا ہے یا شجر۔ زمین کو پیدا کیا پروردگار تعالے شانہ نے اور اپنی مخلوق کی ضرورت کی چیزین بھی اوسی کے ساتھ پیدا کردین اور پرندون کو اور حیوانات کو اونکا علم بھی دیدیا اور علم کے طریقے انسان وحیوان کے جدا کردئے انسان کو عقل روشن دی اوسنے اوسکے ذریعہ سے تجربے حاصل کئے حیوان کو قوت شامہ عطا فرمائی کہ مطبوع وغیر مطبوع اور مفید ومضر اشیا کو سونگھ کر پہچان لیتے ہین اور زمین کو پروردگار تعالے شانہ نے مع اقوات پیدا کیا مگر ابھی بچھایا نہین پھر اوس نے آسمان کے سات طبق پیدا کئے پھر اوسکے بعد زمین کو بچھایا چنانچہ پاک پروردگار

تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا اور یہ قول میرے خیال مین صحیح ہے۔ اور عکرمہ کی روایت مین حضرت ابن عباس سے یہ بھی آیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے بیت المعمور کو چار ستون لگا کر دو ہزار برس قبل خلقت اس دنیا کے پانی پر رکھا تھا۔ بیت کے نیچے زمین کو بچھایا۔ اور ایسا ہی حضرت ابن عمر نے بھی کہا ہے۔ اور سدی نے ابو صالح سے اور نیز ابو مالک سے اور اونھون نے ابن عباس سے اور نیز مرہ الہمدانی سے اوس نے ابن مسعود سے اللہ تعالےٰ شانہ کے قول پاک هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ترجمہ (اور وہی ہے اللہ تعالےٰ کہ جس نے تمھارے واسطے زمین کی سب چیزین پیدا کین پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان ہموار بنا دیے) مین روایت کی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنا عرش پانی پر پیدا کیا۔ اور مخلوقات مین سے پانی سے پہلے کوئی شے اوس نے نہین پیدا کی۔ پھر جب اوس نے چاہا کہ مخلوق کو پیدا کرے تو پانی مین سے اوس نے دھوان نکالا۔ پھر جب وہ پانی سے اوپر اوٹھا اور اوسے سما یعنی بلندی حاصل ہوئی تو اوسکا نام اللہ تعالےٰ نے سما یعنی آسمان رکھدیا پھر پانی کو خشک کیا اور اوس سے ایک زمین بنائی پھر الگ اوتارا اور پھر دو دن مین اوسکی سات زمینین کر دین اور زمین کو حوت یعنی مچھلی پر پیدا کیا اور یہ حوت وہی نون ہے یعنی مچھلی جسکا ذکر قرآن مین اللہ تعالےٰ نے اپنے قول ن والقلم مین کیا ہے اور حوت کو پانی مین اور پانی کو صفاۃ یعنی سخت چکدار پتھر پر پیدا کیا اور صفاۃ ایک فرشتہ کی پشت پر اور فرشتہ کو صخرہ یعنی سخت پتھر پر اور صخرہ کو ہوا مین بنایا یہ وہی صخرہ ہے جسکا لقمان نے ذکر کیا ہے لَيْسَتْ فِي السَّمَآءِ وَلَا فِي الْاَرْضِ یعنی نہ تو وہ آسمان مین ہے نہ زمین مین ہے معلق ہے پھر جب حوت ہلی تو اوس سے زمین کو زلزلہ آگیا اس لیے اوس پر پہاڑون کی میخین گاڑ دین جس سے وہ جم گئی اسواسطے پہاڑ زمین پر فخر کرتے ہین یہ بات اللہ تعالےٰ نے اپنے قول وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيدَ بِكُمْ (اور ہم نے زمین پر بھاری بھاری پہاڑ بنا دیے کہ زمین تمھین لیکر کسی اور طرف کو نہ جھکے) مین بیان کی ہے۔

آفرینش کے چھہ دن ہزار ہزار سال کے برابر تھے

حضرت ابن عباس سے ضحاک مجاہد کعب وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ان چھہ دنون مین سے جن مین اللہ تعالے نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہر ایک کی مقدار ہزار سال کے برابر تھی مصنف علامہ فرماتے ہین کہ جو احادیث مین ہے کہ اللہ تعالے نے فلان روز زمین کو پیدا کیا اور فلان روز آسمان کو پیدا کیا یہ سب مجازی دن ہین ورنہ اوسوقت نہ تو دن تھے اور نہ راتین کیونکہ دن اوس وقت کا نام ہے جو طلوع وغروب آفتاب کے درمیان ہو اور رات اوس وقت کو کہتے ہین جو غروب اور طلوع آفتاب کے درمیان ہے لیکن اوسوقت نہ تو آسمان تھا اور نہ آفتاب تھا اسلئے اوس سے یہی مُراد ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالے نے اوسے ایک دن کی مدت مین پیدا کیا جیسے اللہ تعالے لشانہ فرماتا ہے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا (یعنی اونہین وہان صبح وشام روزی ملتی ہے) حالانکہ جنت مین نہ تو صبح ہوتی ہے نہ شام ہوتی ہے ایک معتدل خوشگوار اور روشن وقت صبح کی نماز کا سا ہر وقت رہتا ہے اس **دنیا مین** بھی ایک مقام ایسا ہی جسے **مدینۃ الاولیا** کہتے ہین اور اوسمین غیر ولی کوئی شخص داخل نہین ہوسکتا یہ بھی ضرور نہین کہ ہر ولی اوس مین داخل ہو مگر جو اوسمین داخل ہوگا وہ ولی ضرور ہوگا وہان بڑے بڑے اولیاے کرام اور اقطاب عالی مقام ہین کوئی سجدے مین ہے کوئی رکوع مین کوئی قیام مین **قطب** مدار کو وہان ہر صبح کو حاضر ہونا ضرور ہے اور صبح کے وقت کی امامت وہان وہی کرتا ہے ہر وقت صبح کی نماز کا وقت رہتا ہے۔ حضرت والد ماجد مولٰنا الحاج سید شاہ محمد سجاد ابو العلائی دانا پوری قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے اور جب کبھی اسکا ذکر آتا تھا آپ چشم نم ہو جاتے تھے بزرگون کے قلوب فی الحقیقت اسرار کے دریا ہوتے ہین وہ اسرار کسی پر ظاہر نہین ہوتے ایک بار مین نے عرض کی کہ جب اولیا اللہ اپنے اسرار ظاہر نکرینگے تو آخر وہ مریدون تک کیونکر پہونچینگے فرمایا کہ اولیا اللہ مین سے اللہ تعالے لشانہ جس کو حامل اسرار بناتا ہے وہ خود اوسپر کھولدیتا ہے اسرار الٰہی پہنچنے والون

اور بکنے والون کے دلون مین تو ہوتے نہین وہ تو ایسے لوگون کے دلون مین ہوتے ہین کہ اونکو قتل بھی کر ڈالئے تو وہ زبان نہ ہلائین بیچارہ غریب منصور افشاے رازہی کے جرم مین سزاوار قتل قرار پایا۔ مشہور است کہ سِر در دل میباشد نہ بر زبان واقعی زیادہ بولنے والون کے قلوب اسرار کے متحمل نہین ہوتے المختصر مین اپنی کتاب کے مطلب کی طرف پھرتا ہون +

رات دن مین پہلے کون پیدا ہوا

اون چیزون کا ذکر اوپر ہو چکا ہے جو اللہ تعالے شانہ نے اوقات کی پیدائش سے پہلے پیدا کئے ہین اور زمانہ اور وقت رات اور دن کی ساعتون کا نام ہے اور رات دن شمس وقمر کی رفتار کو کہتے ہین جسمین وہ آسمان کے درجون کو قطع کرتے ہین اسلئے اب ہم بتاتے ہین کہ پہلے کون پیدا ہوا۔ علمار کا اسمین اختلاف ہے۔ بعض تو کہتے ہین کہ رات دن سے پہلے پیدا ہوئی ہے اور اونکی دلیل یہ ہے کہ دن تو آفتاب کے نور سے پیدا ہوتا ہے اِس لئے جب آفتاب غائب ہو جاتا ہے تو رات ہو جاتی ہو اِس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ دن جو نور ہے رات پر جو تاریکی ہے وارد ہوا کرتا ہے پس جب آفتاب کا نور نہ ہوگا تو رات ثابت وقائم رہے گی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رات ہی ان دونون مین اوّل ہے اور یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے اور ایک دوسری جماعت کہتی ہے کہ دن رات سے پہلے مخلوق ہوا ہے اور اونکی دلیل یہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالے تھا اور اوسکے ساتھ کوئی اَور شئے نہ تھی نہ اوس وقت رات تھی نہ دن تھا اور اوس کے نور سے ہر شئے جو مخلوق ہوئی چمکتی تھی یہانتک کہ اوسنے رات کو بھی پیدا کیا اور ابن مسعود نے کہا ہے کہ تمھارے رب کے نہ رات ہے نہ دن ہے اور آسمانون کا نور اوسی کے مُنہ کے نور سے ہے۔ ابو جعفر کہتا ہے کہ جو علّت اوپر مذکور ہوئی اوسکی رو سے پہلی بات اولیٰ بالصواب ہے اور اللہ تعالے شانہ کا قول اسکی تائید مین ہے قال اللہ تعالیٰ شانہٗ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ترجمہ آیا تم مستحکم زیادہ ہو آفرینش مین

یا آسمان خدا نے پیدا کیا آسمان کو اور بلند کیا اوسکے ارتفاع کو اور تاریک کیا رات کو اوسکے ظہور مین لایا
اوسکے روز کو انتہی یہ اللہ تعالے شانہ اوس مقام پر فرماتا ہے جہان کفار عرب قیامت مین دوبارہ
آدمیون کے پیدا ہونے کے منکر تھے اور اس کو بہت دشوار سمجھتے تھے کہ یہ استخوان بوسیدہ جن کے
ذرّے تک نامعلوم ہوگئے ہین کیونکر پھر زندہ ہوسکینگے تو اوس پاک پروردگار تعالے شانہ نے ارشاد
فرمایا کہ تم خلقت مین محکم زیادہ ہو یا آسمان جو قادر توانا ان آسمانون کے پیدا کرنے پر قادر ہے اوسکے
نزدیک دوبارہ آفرینش انسان کی کیا مشکل ہے افسوس کہ وہ زمانہ تو ایام جاہلیت کے نام سے
مشہور ہے اگر اوس زمانہ کے لوگون کی ایسی محدود عقلین تھین تو تعجب کی بات نہین ہے تعجب
تو یہ ہے کہ اس وقت جو تمام دنیا شائستہ اور مہذب کہلاتی ہے اس وقت اون سے بہت زیادہ
گمراہ لوگ موجود ہین اور وہی اعتراض کرتے ہین جو وہ کر رہے تھے کوئی نیا اعتراض بھی نہین پیدا
کیا اور علامہ اور مہذب تو بنے ہی ہوئے ہین لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الغرض
پروردگار تعالے شانہ نے اپنے کلام مین رات کا ذکر دن سے پیشتر کیا ہے اور عُبید بن عمیر الحارثی کا قول
ہے کہ مین حضرت علی کے پاس تھا ابن الکوا نے اوس سیاہی کا حال پوچھا جو چاند مین دکھائی
دیتی ہے کہا کہ خالق کی خالقیت کی یہ ایک آیت ہے جو چمکتی تھی اور اب ہٹ گئی ہے اور حضرت
ابن عباس نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور ایسا ہی مجاہد اور قتادہ بھی کہتے ہین کہ اللہ تعالے شانہ
نے اسی لئے آفتاب کو چاند سے زیادہ منور پیدا کیا ہے علامہ ابن الاثیر کہتے ہین چونکہ اوس مدت کا
ابتدا سے آخر تک بیان کر چکے جس مین اللہ تعالے نے اپنی مخلوق مین سے جسے پیدا کرنا چاہا اُسے
پیدا کیا اور کل کو پیدا کر کے فارغ ہو گیا اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ مدت ہماری دنیا کے برسون سے کتنی
ہوتی ہے اور اوس کا زمانہ دنیا کے لحاظ سے کس قدر ہے علامہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ ہماری
غرض جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے اس کتاب سے یہ ہے کہ ہم ایک تاریخ لکھین جس مین ملوک
جبابرہ کا ذکر کرین کہ کس نے اپنے رب سے عصیان کیا اور کون اوسکا مطیع رہا اور رسولون
اور نبیون کا حال بھی اوسمین لکھین اور اوس چیز کا بھی ذکر کر چکے جس سے تاریخین صحیح ہوتی

اور اوقات دریافت ہوتے ہین اور وہ شمس وقمر ہین تو ہم اب پہلے اوس شخص کا ذکر کرتے ہین جسے اللہ تعالےٰ شانہٗ نے ملک عطا کیا تھا اور اوسے نعمت دی تھی پھر اوس نے کفران نعمت کیا اور اوسکی ربوبیت کا منکر ہوگیا اور تکبر کیا جس سے اللہ تعالےٰ شانہٗ نے اپنی نعمت اوس سے سلب کر لی اور اوسے ذلیل وخراب کر دیا مین مؤلف کتاب تاریخ عرب محمدؐ اکبر اس مقام پر حضرت سعدی رحمہ اللہ علیہ کے چند شعر جو تکبر اور ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کے بیان مین ہین نقل کرتا ہون نظم سعدی رحمۃ اللہ علیہ ؎

تکبر مکن زینہار اے پسر	کہ روزے زدستش درآئی بسر
تکبر ز دانا بود نا پسند	غریب آید این معنی از ہوشمند
تکبر بود عادتِ جاہلان	تکبر نیاید ز صاحب دلان
تکبر عزازیل را خوار کرد	بہ زندانِ لعنت گرفتار کرد
کسے را کہ خصلت تکبر بود	سرش پُرغرور از تصور بود
تکبر بود مایۂ مدبری	تکبر بود اصل بدگوہری
چو دانی تکبر چرا می کنی	خطا مے کنی و خطا مے کنی

مین محمدؐ اکبر ابو العلائی مولف تاریخ عرب اپنے برادران طریقت اور نیز اپنے پسر رشید محمدؐ محسن مدعمرہم سے کہتا ہون کہ ابلیس کی وہ بادشاہی تھی کہ دنیا مین کسی کی بھی نہ تھی مگر مالک کی نافرمانی سے اِس درجے کو پہونچا کہ ابد الآباد تک سزاوار لعنت رہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تکبر غرور نخوت پندار عجب وغیرہم یہی اوصاف نامحمود ہین جن کا ترک کرنا فقر مین جہاد اکبر سمجھا گیا ہے جس فقیر مین ان اوصاف مین سے کسی صفت کا کوئی اثر بھی باقی رہا تو وہ فقیر نہین ہے دیکھو ابلیس علیہ اللعن کا کیا حال ہوا حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شعر مین اوسکی عمر بھر کی سرگذشت نظم کر دی شاعری ہے اور یہ ہے ؎

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت	بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

مین تنبیہاً اس کا ذکر اپنی کتاب مین لکھتا ہون اور علاّمہ رحمۃ اللہ علیہ کی روش پر چلتا ہون اور پھر اسکے بعد اس حصئہ مسمیٰ بہ **عہد رسالت** مین صرف انبیا علیہم السلام کا ذکر کرون گا انشاء اللہ تعالےٰ اسکے بعد **عہد خلافت** اور اوس کے بعد **عہد امامت و ولایت** یا اللہ مجھ سے یہ سب حصّے کامل اور بے خطا ہو کر نکل جائین آمین ثم آمین یارب العالمین آمین +

ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کی پُر زور حکومت اور اوسکا مکڑی کے جالون کی طرح ٹوٹنا

دنیا مین جتنے نافرمان اور ظالم خدا ناترس بادشاہ ہوئے ہین اور قیامت تک ہوتے رہینگے اون سب کا پیش رو اور رئیس یہی احمق ہے اسے پروردگار نے بہت عزت دی تھی اسکی شرافت کا ڈنکا آسمان و زمین پر بج گیا تھا ملائکہ کی جماعت کا معلم تھا دنیا بھر مین اسکی حکومت تھی جنت کا یہ بھی ایک داروغہ تھا مگر ایسا نشۂ حکومت چڑھا کہ بادشاہ حقیقی جو خالق و مالک تمام جہان کا ہے اوسی کی نافرمانی پر کمربستہ ہو گیا بس اوس قوی مالک کی پکڑ کا کیا ٹھکانا ہے ایسا مردود ہوا کہ کہین کا بھی نہ رہا یہ بے غیرت بھی اپنی بے غیرتی سے باز نہ آیا اور اپنی عبادت کی مزدوری لیکر بنی آدم کے اغوا کو اپنی اور اپنی ذریات ناپاک کا شعار قرار دیا وہان کیا تھا حکم ہوا کہ ہمنے تجھکو تیری عبادت کی مزد مین وہ شئے دی جو تو چاہتا ہے مگر ہمارے خاص بندے تیرے مکر مین نہ آئینگے اور ہمنے اونکو تیرے لئے ایک تازیانہ دیا ہے کہ قیامت تک ہزارون تازیانے تیری اور تیری اولاد کی پشتون پر پڑتے رہینگے فرشتون کو حکم ہوا کہ ایک لعنت کا طوق اسکے گلے مین ڈالدو اور اسکی ملکوتی صورت مسخ کردو اور اپنی جماعت سے اسے نکال دو اور یہ آسمان پر اب نہ آنے پائے ارشاد ہوا کہ ہمنے آخرت مین اسکا اور اسکی پیروی کرنے والون کا مقر و مسکن جہنم مقرر کیا العیاذ باللہ اے **ابلیس مغلوب و ملعون** کی اتباع کرنے والو اللہ سے ڈرو وہ بڑا قوی مالک ہے اوسکی آنکھین

ہرآشکار و نہان کو دیکھنے والی ہین اوس کی سماعت ہر بلند اور دھیمی صدا کو سننے والی ہے کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہین ہر شئے پر اوسکا قبضہ ہے سب کو اوسنے پیدا کیا ہے اگر اوسے غضب آیا تو کسی جگہ پناہ نہ ملیگی خصوصاً میری عرض اپنے مسلمان بادشاہون سے ہے جو اہل قرآن ہین وہ قرآن پاک کی تلاوت کرین اور اوس سے پاکیزگیِ نفس اور عدل و انصاف کا سبق حاصل کرین یہی قرآن ہے جو تمام دنیا کے مسلمانون کو نجات دلانے والا ہے +

ابلیس کی بادشاہی کا کمزور ہونا حوادث ملکی کے سبب سے

یہ ناعاقبت اندیش آسمان کا بادشاہ اور جنت کا خازن تھا حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ ابلیس دنیا کے آسمان کا بادشاہ اور فرشتون کے ایک قبیلہ مین سے تھا جنہین جن کہتے تھے اور اونہین جِن اِس لئے کہتے تھے کہ وہ جنت کے خازن تھے اور بادشاہ ہونے کے سوا ابلیس خازن جنت بھی تھا یعنی دربان۔ حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ پھر اوس نے اللہ کی نافرمانی کی جس کے سبب سے پروردگار نے اوسے شیطان رجیم بنا دیا اور اوسکا یہ دعویٰ تھا کہ اللہ کوئی نہین ہے مین ہی اللہ ہون پاک پروردگار نے وہ قول اوسکا اپنے کلام پاک مین نقل کیا ہے وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ یہ آیت خاص ابلیس کے لئے نازل ہوئی ہے اور اوس سے دنیا کے بادشاہون کی تنبیہ مراد ہے کہ یہ کہین نشۂ حکومت مین بیہوش ہو کر نمرود فرعون شدّاد نابانِ ابلیس کی طرح علم انانیت نہ بلند کردین یہ ایک بہت بڑا حادثہ تھا جو اسکی سلطنت مین پیدا ہوا اور یہ ایک ہی حادثہ ہزارون حادثون کا جواب تھا اور وہی اوسکو اور اوسکی سلطنت کو لے ڈوبا وہ بادشاہ علی الاطلاق جو تمام بادشاہون کا بادشاہ اور خالق اور مالک اور رازق ہے ارشاد فرماتا ہے فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ یہ مردود ہوا اس کو ہم جہنم کی سزا دینگے اور ہم نافرمانون کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہین انتھی اور ابن جریج نے

بھی ایساہی بیان کیا ہے خدا کرے ہمارے **مسلمان بادشاہ** تلاوت کے وقت جب اِس
آیت پر پہونچین توکَذَالِکَ نَجْزِی الظّٰالِمِیْنَ کے معنی اچھی طرح سمجھ لین لے **بادشاہان**
اسلام تم اپنا حال شاہانِ یورپ پر قیاس نہ کرو وہ چرواہے بنے ہین بکریان کھانے کے لئے اور
تم چرواہے بنائے گئے ہو انبیا کی روش پر جیسے ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تھے بکریون کی حفاظت کے لئے تم کو اللہ نے بڑا مرتبہ بخشا ہے بیدار ہو جاؤ
اور اپنی رعیت کی نگرانی کرو بادشاہ کے واسطے اِس سے زیادہ عیب کی کوئی بات نہین ہے
کہ وہ ایسا غافل اور بیہوش ہو جائے کہ اوسے اپنے ہی تن بدن کا ہوش نہ رہے سب سے
زیادہ ہوشیاری اور بیداری کی ضرورت بادشاہ کو ہے اور افسوس ہے کہ وہی غافل اور بیہوش
ہو مسلمان بادشاہ اللہ تعالےٰ شانہ کا خلیفہ ہوتا ہے اوسکے بندون پر اور اللہ تعالےٰ شانہ کا سایہ
ہوتا ہے جسے ظل اللہ کہتے ہین افسوس ہے کہ جس کا یہ خلیفہ ہے وہ تو کبھی سوتا ہی نہین اور
یہ اس قدر سوئے اور غافل رہے کہ بیدار کرنے سے بیدار نہ ہو اور اوٹھانے سے اوٹھے نہین
اے اسلام کے ڈوبتے ہوئے بیڑے کے ناخداؤ اِس بیڑے کی جلد خبر لو ایسا نہ ہو کہ بالکل
ڈوب ہی جائے تمھارے ہی دست و بازو کی قوت اِس طوفان خوردہ بیڑے کو تھام سکتی ہے
سب سے پہلے قیامت مین جو سوال تم سے ہوگا وہ یہی ہوگا کہ ہمنے اپنے بندون کا بادشاہ
تم کو مقرر کیا تھا تمنے کیونکر اونکی نگرانی کی دیکھو اور سنو مین تم کو اسلام کے ڈوبتے ہوئے
بیڑے کی ایک تصویر کھینچ کر دکھاتا ہون کہ شاہانِ اسلام کی غفلت نے مسلمانون کا کیا حال کر دیا
ہے جتنی قومین دنیا مین بستی ہین اون سب مین بہت زیادہ مصیبت کی ماری یہی قوم ہے
ہزارون ہونہار ذہین محنتی بچے عدم سامانی کی وجہ سے جاہل رہے ماں باپ کو مقدور نہین۔
قوم کے اُمرا عیش مین مبتلا اون مین ہمدردی کا مادہ نہین وہ خود جاہل علم کی قدر اونکو کیونکر
ہو بادشاہ وقت ہمارے ملک سے ہزارون کوس دور۔ دوسری بات یہ ہے کہ اوسکو ہمارے
ساتھ کیا خصوصیت اوسکی نگاہ مین جیسی سب رعایا ویسے ہی ہم بھی ہماری ترقی تو جب ہو

کہ ہمارے والیان ملک ہمین اس تاریک گڑھے سے نکالین آپ حضرات اللہ کے واسطے کمرِ ہمت باندھئے اور اپنی قوم کے راستے پر ایک روشن چراغ علم کا رکھ دیجئے اور ان سے کہدیجئے کہ اس راستے پر چلے جاؤ چراغ کے ہمیشہ روشن رہنے کا سامان آپ کر دیجئے ایسا نہو کہ ہواے مخالف زمانہ اوسے بجھادے تو پھر اندھیرے کا اندھیرا ہی قائم رہے **سلطان روم خلد اللہ ملکہٗ** ہم سے بہت دور ہین ہماری آہ و فریاد کی آوازین اون کے کانون تک نہین پہونچ سکتین **مصر کے خدیو** ہمارے اسلامی فرمانروا **شاہ دکن** خلد اللہ ملکہ سے ملک و دولت مین زیادہ نہین اور سواے اسکے وہ بھی سات سمندر کے پار اور پھر وہ خود ایک اولجھن مین مبتلا ہماری آنکھین تو **سلطان دکن** زاد اللہ عمرہٗ وملکہ کے جلوہ جمال کو دیکھ رہی ہین ہم تو اونہین سے کہین گے اور اونکے سوا **والی رامپور۔ والی ٹونک۔ والی جاورہ۔ والیہ بھوپال** زاد اللہ ملکھم سے مدد لیا چاہتے ہین **والی افغانستان** خود اپنے ملک کی ترقی مین مصروف ہین اوّل خویش بعدہٗ درویش **اسلام کا طوفان** خوردہ بیڑا دیکھئے وہ بہا جاتا ہے جو بہا در بحرِ ہمت کا شناور ہو اسے گھسیٹ کر کنارے پر لے آئے +

محمد اکبر کی فریاد قطعہ

اے تر و خشک کے مالک مرے پیارے اللہ
ناخدا قوم کی کشتی کے خدایا فریاد
کیسے منجھدار سے نکلے گی یہ ٹوٹی ہوئی ناؤ
نہین معلوم کدھر اس کو ہوا لے جائے
پاٹ دریا کا وہ چوڑا ہے کہ خالق کی پناہ
دھار کے توڑ سے گُن ٹوٹ گئے ہمت کے
موجین ہین سر بفلک کھول رہا ہے پانی
رات اس درجہ سیہ ہے کہ شبِ ہجر سفید

بنکے جو بگڑی ہو اوس قوم کی بگڑی کو بنا
کون ہے تیرے سوا دوسرا سُننے والا
نہ تو ڈانڈا اس مین نہ پتوار نہ کھیون ہارا
اب کنارے سے لگا جلد یہ بہتا بیڑا
سیکڑون کوس نہین جس کے کنارے کا پتا
ہیبتِ شورِ طلاطم سے ہے پانی پتا
اَسدِ چرخ سے لڑ آتا ہے نہنگ بیٹھا
رنگ پانی کا یہ تیرہ کہ اندھیرا او جلا

ہر طرف پڑتی ہے کس زور کی چادر ہیہات — تیرنے والا ذرا بھی کہین اولجھا کہ گیا
پڑ رہے ہین بھنور ایسے کہ نہ دیکھے نہ سُنے — جن کے چکرانے سے چکر مین ہے سارا دریا
کس بلا کی ہے مروڑ انمین کہ دیکھی نہ سُنی — تنکا سو ٹکڑے ہوا کھنچ کر اگر آ پہونچا
چرخ کے دائرے سے کم تو نہین قطران کا — ہے عمقِ آب کا گھراؤ مین تا تحت ثرے
اللہ اللہ رے اے بادِ مخالف ترا زور — توڑا استول کو یون تو نے کہ جیسے تنکا
اس طرح ٹوٹ گئین لوہے کی سب زنجیرین — جیسے ہیجان ہوا کرتا ہے کچا دھاگا
ڈانڈ ہاتھون سے جو نکلا تو نہ آیا پھر ہاتھ — دھجیان اوڑ گئین پردون کی طمانچہ جو پڑا
دفعتاً کھا گئی پھرکی کی طرح چکر ناؤ — پے بہ پے موج کی آمد سے جو لنگر ٹوٹا
ناؤ کو موج طلاطم نے جو اولٹا اک بار — ہوگیا کوئی تہِ آب کوئی کچھ تیرا
شور سا شور ہے دریا مین کہ خالق کی پناہ — کوئی سنتا ہی نہین ڈوبنے والون کی صدا
کوئی موجون کے طمانچون سے ہے بیہوش کہین — مونڈھے شل ہو گئے ہین پاؤن نہین ہل سکتا
غوطے کھاتا ہے کوئی ڈوبنے کی حالت ہے — کوئی تنکے کا سہارا ہی غنیمت سمجھا
جوڑیان ٹالو سے نکلین ہوئے بے قابو پاؤن — کاٹنا پانی کا مشکل ہے کہ بازو ہے تھکا
کون لے کس کی خبر کس کو نکالے کوئی — ہوگیا ہے اسے اُچھو تو دم اوسکا ہے فنا
کوئی تیر نکا تو کیا اسمین اوترنا ہے محال — حوصلے پست ہین اوستادون کے شاگرد مین کیا
بھائی خود دیکھتا ہے ڈوب رہا ہے بھائی — پاؤن دریا مین دھرے کون نہین ہوش بجا
نوجوان بیٹا ہے کھاتا ہے پیاپے غوطے — پدر انگشت بدندان لبِ ساحل ہے کھڑا
ڈوبنے والون کی گھبرائی ہوئی آوازین — تیرنے والون کا اوکھڑا ہوا دم ہوش خطا
نہ معلم ہی کو ہے ہوش نہ ملاحون کو — آیا دھاپی ہے پڑی رنگ ہی چہرون کا اوڑا
ایک کو ایک کی حالت سے نہین آگاہی — آپ بیہوش ہین سب اپنا پرایا کیسا
سارے دریا مین اب اک یاس کا سناٹا ہی — تیرنے والون کا غل کیسا کہان جے کارا

تختے کشتی کے جدا ہو کے بہے جاتے ہین
کچھ خبر ہے تجھے اے قوم یہ کشتی کیا تھی
علما اسکے تھے ملاح معلّم تھا امام
لنگر اوس بیڑے کا تھا علم تو پردے تھے عمل
صدق کہتے ہین جسے تھا وہ اسی کا سُکّان
صفتِ عدل تھا کمپاس اسی کشتی کا
گُن جسے کہتے ہین تھا حَبْلِ متینِ اسلام
بحر کہتے ہین اسی عالمِ ہستی کو ہم
یک بیک اوٹھا جو اس بحر مین طوفانِ نفاق
یک دلی کی جو وہ کشتی تھی ہوئی طوفانی
کھا گیا ایک ہی دم مین یہ زمانہ چکّر
جوش پر آگیا اس درجہ وہ طوفانِ نفاق
کچھ نہین سوجھتا کیونکر نہ ہو یہ ناؤ تباہ
اوٹھ گئی روشنیِ علم و عمل عالم سے
صورتین مسخ ہوئین قوم کے بگڑے اخلاق
جو خصائل تھے حمیدہ وہ تو باقی نہ رہے
پہلے تھے مثلِ زمین یہ متواضع سب سے
ہاے اس قوم کا تھا جوہرِ ذاتی کبھی حلم
آج یہ بخل کی فہرست مین ہے پہلی مد
آج اس مین نہ رہا ضبط کا یارا مطلق
کل قناعت کو تھا اس قوم پہ اک فخرِ عظیم

مال سب ڈوب گیا کچھ بھی تو باقی نہ رہا
تھا یہ جمعیتِ قومی کا مبارک بیڑا
تھا اِنھیں قوم کی کشتی کا چلانا آتا
اور مستول عَلَمِ دینِ محمّد کا تھا
جس نے گمراہی سے بیڑے کو برابر روکا
ڈانڈ تھے ہمّتِ مردانِ مبارک سیما
اِس نے کشتی کو ہر اک طرح سلامت رکھا
خواہشین موجین ہین اسکی نہین فرق اِسمین ذرا
دیکھتے دیکھتے بس قوم کا نقشہ بگڑا
اختلافات کے جھونکون نے جو لنگر توڑا
سیدھا اولٹا ہوا اور ہوگیا اولٹا سیدھا
اَبْرِ ادبار کا ساون کی طرح آ برسا
ہر طرف جہل کا دنیا مین اندھیرا چھایا
کفر و اِلحاد کی تاریکیون کا دور آیا
آدمی سے ہوے حیوان کی صورت بخدا
اون کی جا پر متمکّن ہین ذمایم صدہا
لے اوڑی آج فلک پر اِسے نخوت کی ہوا
اور اب قہر سے آتش کا بنی پرکالا
کل اِسے کہتے تھے سر دفترِ اربابِ سخا
انبیا کا سا تحمّل کبھی اس قوم مین تھا
حرص اور آز کو اب وِرد ہوا نام اِسکا

کلمہ پڑھتے تھے اس قوم کا کل اہلِ ہمم | پا ہے آج اس کی دنائت کا جہان مین شہرا

حق تو یہ ہے کہ نہ تھا اس سا کوئی شکر گذار | شاد غربت مین مصیبت مین اسے خوش پایا

مگر اس عہد مین کچھ اَور ہے حالت اِسکی | مال بھی پاس ہے اوسپر بھی ہے غربت کا گِلا

پہلے مشہور تھی مہمان نوازی اِس کی | اوس کی ضد کے لئے ہے آج یہ انگشت نما

دوسری قوم کے اخلاق جو سیکھے اِسنے | اپنے اوصاف جو تھے ہو گئے سب اس سے جدا

دل کو اک بار عبادت سے ہوئی یہ نفرت | جیسے مکتب سے لگے بھاگنے چھوٹا بچا

اِس کے بطلان پہ ہونے لگے دعوے قائم | سب نے ملکر اسے بے سود عمل ٹھیرایا

ان نمازون سے بھی بڑھکر ہوئے روزے کڑوے | نام اب ان کی کھیتی مین ہے اِس کا فاقا

خُمس کیا چیز ہے باقی نہ رہی جبکہ زکات | رہ گیا حجِّ حرم اوس کا ہے مشکل رستا

کہئے لندن کو تو پہونچین وہان سر سے سوبار | مگر اللہ کے رستے مین ہے پورا کھٹکا

پھر اسکول علیگڈھ ہے ہتیلی پر سر | نذر سرسید کو لی ہے متاعِ دنیا

کسی سید کے لئے خُمس جو کہئے تو حرام | قوم نیچر کے لئے جائے جو سر ہے یہ بجا

مانگین چندہ تو ابھی دس کی جگہ سو حاضر | اور مسجد کے لئے نکلے نہ کھوٹا پیسا

نام ہے اپنی نمازون کا تو اُٹھک بیٹھک | اور طرز اون کی بکر کود کا مرغوب ہوا

روزہ جو تنقیۂ مادۂ فاسد ہے | اوس کو بتلاتے ہین بیماریون کا سرچشما

قیدِ مذہب جو بڑے امن کا اِک دائرہ ہے | اوسے کہتے ہین کہ محبس کا ہے یہ اِک حلقا

ہاے اللہ سے کس مُنہ سے کرین ہم فریاد | حق تو یہ ہے کہ ندامت سے نہین لب کھُلتا

آپ کو آپ ہی ہم چاہین بگاڑین کہ بنائین | آنکھ بھی عقل بھی سب کچھ تو ہمین اوسنے دیا

ہے یہ ناحق کا سبھی الزام خدا پر اکبر
خود ہی بگڑین تو بگاڑے ہمین کیونکر نہ خدا

زمین پر آدمیون سے پہلے جنون کی سکونت تھی ابلیس نے بحکم خدا انکو دوسرے جزیرون مین نکال دیا

حضرت ضحاک نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ ابلیس ملائکہ کے ایک قبیلہ مین سے تھا جسے جن کہتے ہین یہ جن فرشتون مین گرم آگ سے پیدا ہوئے تھے اور مارج آگ کے زبانہ کو کہتے ہین حضرت باری تعالے شانہٗ ارشاد فرماتا ہے وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ اور ابلیس جنت کا خازن بھی تھا اور ابن عباس نے کہا ہے کہ اور فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہین اور آدمی مٹی سے پیدا ہوا ہے اور مٹی کیسی کھنکتی ہوئی خشک جیسا کہ پروردگار تعالے شانہ نے ارشاد فرمایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ جب زمین پر جنون نے آپس مین خون ریزیان کین تو اللہ تعالے شانہ نے فرشتون کی ایک فوج ابلیس کے ساتھ کرکے زمین پر بھیجا اور یہ فرشتے اوسی قبیلہ کے تھے جنھین جن کہتے ہین پھر ابلیس اور اوسکے ساتھی اون جنون سے لڑے اور اونھین سمندر کے جزائر اور پہاڑون کے کنارون پر نکالدیا اس لڑائی کو جیت کر وہ مادۂ غرور جو اس مغرور کے دماغ مین منزوی تھا ظاہر ہو گیا اب کوس لمن الملک بجانے لگا مگر اوسکی ہمراہی فوج اوسکے غرور سے مطلع نہ ہوئی اللہ کو اوسکا غرور برا معلوم ہوا ایسے ہی انس سے بھی روایت ہے اور ابو صالح نے ابن عباس سے اور مراۃ الھمدانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالے شانہ اون چیزون کو پیدا کر چکا جنھین پیدا کرنا تھا تو وہ عرش پر مستوی ہوا اور ابلیس کو دنیا کے آسمان کا مالک کر دیا اس سے اُس کے دل مین غرور آگیا اوس نے کہا کہ یہ اِمارت اللہ تعالیٰ شانہ نے مجھے کسی فوقیت کے سبب سے دی ہے بس یہی خیال اسکا اسکے غرور شکنی کا سبب ہوا اللہ تعالے کو یہ بات ناپسند ہوئی پھر کیا تھا ارشاد ہوا اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً یعنی مین زمین پر ایک خلیفہ اپنا مقرر کیا چاہتا ہون —

حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اوس کا نام عزازیل تھا اور یہ اون فرشتون مین جو طبقۂ جن سے تھے بڑا دانا اور عالم تھا یہ بھی ایک وجہ اسکے غرور کی تھی۔ حضرت عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے ایک مخلوق کو پیدا کیا اور اوسے سجدہ آدم کا حکم دیا اوس نے کہا کہ ہم اسے سجدہ نہ کرینگے اس لئے آتش غضب الٰہی نے اونکو جلاکر خاک کر دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے ایک اور مخلوق پیدا کی اور اوس سے کہا کہ مین مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرتا ہون تم کو اوسے سجدہ کرنا ہوگا اوس نے بھی انکار کیا وہ بھی جلاکر خاکستر کر دی گئی۔ پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے ان فرشتون کو پیدا کیا اور اُن سے کہا کہ مین مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرتا ہون تمہین اسکو سجدہ کرنا ہوگا ان فرشتون نے اللہ کے حکم کی اطاعت کی مگر ابلیس نے انکار کیا اور وہ راندۂ درگاہ باری تعالےٰ شانہ ہوگیا

حضرت سیدنا ابینا آدم علیہ السلام کی پیدایش

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدایش ابلیس کی سلطنت کے لئے ویسا ہی حادثہ تھا جیسا نمرود کی سلطنت کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدایش اور فرعون کی سلطنت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وجود مین آنا اور تمام دنیا کی آراستگی اور تہذیب کے لئے ہمارے حضور پُر نور سید کائنات مفخر موجودات رسول اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت ابلیس لعنت اللہ علیہ کا غرور اوس کے دل مین مخفی تھا پروردگار تعالےٰ شانہ نے چاہا کہ فرشتون کی جماعت پر بھی اس کا غرور ثابت ہو جائے کہ اس کے مردود ہونے کے لئے سبب کا وجود ثابت ہو اور اونکا یہ خیال نہ ہو کہ بے قصور یہ مردود ہوا غرور بھی کیا بُری چیز ہے ابن جریر نے سنبہات مین ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو گناہ از روئے غرور انسان سے سرزد ہوتا ہے اوس کی بخشش کی اُمید نہین ہے اس لئے کہ یہ گناہ ابلیس سے سرزد ہوا ہے بانی اول اس گناہ کا ابلیس ہے اور جو گناہ انسان سے از روئے شہوات سرزد ہوتا ہے اوسکی

بخشش کی امید ہے۔ ابلیس کی بادشاہی کے زوال وفنا کا سبب یہی غرور ہوا اللہ تعالے شانہ نے فرشتون سے کہا قال اللہ تعالے شانہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ مین پیدا کرنے والا ہون زمین پر ایک خلیفہ۔ فرشتون کو بڑا استعجاب ہوا اونکا قیاس آدم کی طرف بھی ویسا ہی ہوا جیساکہ جنون کی بادشاہی کی حالت تھی یعنی روزانہ آپس مین خونریزیان اور خانہ جنگیان ہوا کرتی تھین اور بادشاہ وقت اوسکا کچھ انتظام نہ کرتا تھا اور نہ اُسکے لئے کوئی قانون بنا بجنسہ حیوانون کی سی حالت تھی کہ ایک کو دوسرے نے مار ڈالا جو زور آور ہوا وہ کمزور کو پکڑ کر کھا گیا وہ سمجھے کہ یہ خلیفہ اور اسکی رعیت بھی ایسی ہی ہوگی مجرد اپنے قیاس پر کہنے لگے۔ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ ترجمہ یعنی کہا سب فرشتون نے یک زبان ہوکر کہ کیا ایسے شخص کو پیدا کریگا اور آباد کریگا زمین پر جو فساد کرے اور خون بہایا کرے۔ اگرچہ انسان کی ذات مجمع تمام گناہون کا ہے چوریان یہ کرین۔ شراب یہ پئین۔ زنا یہ کرین قتل یہ کرین مان باپ کی نافرمانی یہ کرین انتہا یہ ہے کہ خدا کے وجود کے منکر یہ ہین مگر فرشتون نے جو صرف قتل ہی کو لیا اسکا سبب یہ تھا کہ جنون کی بادشاہی مین یہی گناہ کثرت سے ہوتا تھا وہی اون کے خیال پر چڑھا ہوا تھا اور ہے بھی یونہین کہ قتل نفس بڑی سخت بات ہے باوجودیکہ ہزار دن قتل واقع ہوا کرتے ہین پھر بھی یہ بات عقل پر دشوار معلوم ہوتی ہے کہ آدمی کو آدمی کیونکر قتل کرتا ہے کلام اللہ مین ہے کہ جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر بیوجہ قتل کیا اوسکی جزا جہنم ہے ہمیشگی کے لئے سوا ے شرک اور قتل کے کسی گناہ کی سزا اتنی سخت نہین ہے جتنی قتل کی اور یہی ہونی تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتون نے یہ اس لئے کہا تھا کہ وہ جنون کی حکومت کو دیکھا کرتے تھے جو اس سے پہلے زمین پر رہا کرتے تھے اونھون نے اس لئے پروردگار سے عرض کی کہ کیا تو اوس مین پھر ویسی ہی خلقت بسائیگا وہ تو بڑی خونریز اور مفسد اور نافرمان تھی اگر ایسا ہی ہے تو ہم مین سے کسی کو چن لے اسواسطے کہ ہم تیری حمد کرتے ہین تیری تسبیح پڑھتے ہین اور تجھے پاک اور منزہ سمجھتے ہین تیرے فرمان بردار ہین نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ

وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ اسپر اللہ تعالے شانہ نے اون سے فرمایا اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ مین وہ باتین جانتا ہون جو تم نہین جانتے۔ یعنی جو ابلیس کے دل مین غرور ہوا ہے اور میرے خلاف حکم کرنے پر جو اوس کا ارادہ ہے اور وہ دھوکے مین پڑ گیا ہے اوسے مین جانتا ہون اور مین اوسے تم کو دکھا دونگا تاکہ تم اوسے آشکارا دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ کا آدم کا پتلا بنانیکے لئے زمین سے مٹی منگانا

جب اوس خالقِ ارض وسما نے آدم کے پیدا کرنے کا ارادہ کرلیا تو جبریل کو حکم دیا کہ زمین سے جاکر مٹی لائے زمین نے کہا کہ مین تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہون تو مجھ سے کچھ کم نکر اور میری صورت کو نہ بگاڑ اس لئے جبریل نے اوسمین سے کچھ نہ لیا اور لوٹ گئے اور کہا اے رب اوس نے تیری پناہ مانگی اس لئے مین نے اوسے تیری پناہ دی پھر اللہ تعالے شانہ نے میکائیل کو حکم دیا اون سے بھی اوس نے پناہ مانگی اور اونہون نے بھی اوسے پناہ دی اور لوٹ گئے اور حضور مین پروردگار عالم کے وہی عرض کیا جو جبریل نے عرض کیا تھا پھر اللہ تعالے شانہ نے ملک الموت کو حکم دیا بھلا یہ بغیر تعمیل حکم کیون واپس جانے لگے تھے زمین کا پناہ مانگنا اور عجز والحاح کرنا کچھ کام نہ آیا اُنہون نے کہا کہ تو جس کی پناہ مانگتی ہے اوسی مالک نے مجھے بھیجا ہے مین کیونکر بے حصول مقصد واپس جا سکتا ہون چنانچہ ملک الموت نے زمین پر سے مٹی لی اور اوسے ملایا اس لئے کہ ایک جگہ سے مٹی نہین لی تھی بلکہ سُرخ سفید کالی چکنی ہوئی مٹی مختلف مقامون سے لی تھی۔ اور ابو موسیٰ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو ایک مشت خاک سے بنایا جو اوس نے تمام زمین پر سے لی تھی اس لئے بنی آدم زمین کی طرح سرخ وسیاہ وسفید اور انہین رنگون سے ملے جُلے پیدا ہوتے ہین اور یہی حال آدمی کے مزاج کا ہے کسی مین سہولت ہے کسی مین حزن زیادہ ہے خوشی کم ہے کسی مین خوشی زیادہ حزن کم ہے کوئی بدمزاج ہے کوئی

خلیق اور نیک دل ہے زمین کے حصّون کی کمی وبیشی پر مزاج کی تقسیم ہے مگر محبت کا جزو زمین کے ہر حصّہ مین موجود ہے اوسکی دلیل یہ ہے کہ کسی چیز کو زمین کے حصّہ مین دفن کر دیجئے تھوڑی مدّت کے بعد زمین اوسے اپنا سا بنا لیگی یہی آثار محبت سے ہے۔

آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا اب خمیر ہوتا ہے

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے ایسے ہی شاعر کا مُنہ جواہرات گران بہا سے بھرا جاتا ہے ؎

دوش دیدم کہ ملایک درِ میخانہ زدند	گِل آدم بسرشتند وبہ پیمانہ زدند

روایت مین ہے کہ جب آدم کی مٹی گوندھی گئی تو وہ لُبدی کی طرح ہوگئی اور چپکنے لگی جیسے اللہ پاک نے قرآن شریف مین لازب کہا ہے پھر وہ چھوڑ دی گئی کہ جس سے وہ سڑکر بدبو دار ہوگئی پھر اور کچھ روزون تک چھوڑ دی گئی جس سے خشک ہوکر کھنکتی ہوئی ہوگئی قال اللہ تعالےٰ شانہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَسْنُوْنٍ○ ہمنے انسان کو کھنکتی ہوئی سڑی بدبو دار مٹی سے پیدا کیا۔ اور اوسکا نام آدم اس لئے ہوا کہ وہ ادیم یعنی سطح زمین کے اجزا سے پیدا ہوا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے آدم کی مٹی کو حکم دیا پھر وہ اوسکے پاس لائی گئی پھر آدم چپکتی اور سڑی بدبو دار مٹی سے پیدا کیا گیا پھر اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا تاکہ ابلیس اوسکے سجدہ سے تکبر نکرے اور حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ آدم کا پتلا چالیس رات اور بعض کا قول ہے کہ چالیس سال یونہین پڑا رہا اوس زمانہ مین ابلیس اوسکے پاس آتا اور اپنے پاؤن سے ٹھکراتا ہوا چلا جاتا جس سے صلصال ہوتا یعنی کھنکھنانے کی آواز آتی اسی لئے پروردگار تعالےٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ یعنی ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی۔ روایت ہے کہ وہ پتلا کھوکھلا یعنی بیچ مین سے خالی

ٹھوس نہ تھا ابلیس اوسمین اکثر داخل ہوتا اور نکل آتا اور کہتا کہ یہ تو کوئی بڑی چیز نہین ہے مگر ضرور کسی بڑے کام کے لئے ہے اور اوس سے مخاطب ہوکر کہتا کہ اگر مین تجھ پر مسلط ہوا تو تجھے ہلاک کر ڈالونگا اور اگر تو مجھ پر مُسلط ہوا تو مین تیری اطاعت نکرونگا اور فرشتے بھی جب اوسپر سے گذرتے تھے تو اوس سے ڈرتے تھے اور ابلیس اون سب سے زیادہ اوس سے خوف کرتا تھا۔

آدم کے جسد مین روح کا پڑنا

ے	اللہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست		آخر آمد زپس پردۂ تقدیر برون	
ے	گفتند ملائکہ بہ لحن داؤد		درتن درتن درآ درآمد درتن	

جب وہ نیک ساعت آئی کہ روح حضرت آدم علیہ السلام کے کالبد خاکی مین پھونکی جائے تو اللہ تعالےٰ شانہ نے فرشتون سے کہا کہ مین آدم کے قالب خاکی مین روح پھونکا چاہتا ہون پس جب مین اوسمین روح پھونکون تو تم اوس کو سجدہ کرنا پھر جب روح اوسمین پھونکی گئی تو سر سے اوسمین داخل ہوئی جہان جہان تک روح پہونچتی جاتی تھی وہان وہان تک وہ خاکی پتلا گوشت ہوتا جاتا تھا جب سر مین روح داخل ہوئی تو آدم کو چھینک آئی اِس پر فرشتون نے آدم سے کہا کہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور یہ روایت بھی ہے کہ خود پروردگار تعالیٰ شانہ نے آدم کے دل مین یہ خیال ڈال دیا تھا پس آدم نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہا اِسکے جواب مین خود اللہ سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا یَرْحَمُکَ رَبُّکَ پھر جب روح اوسکی آنکھون مین پہونچی تو جنت کے پھلون کی طرف اوس نے نظر کی اور اہلِ تحقیق نے یہ کہا ہے کہ آدم نے عرش پر نظر کی اور وہان لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر جب روح آدم کے پیٹ تک پہونچی تو اُسے اشتہا معلوم ہوئی پھر قبل اِسکے کہ روح آدم کی پاؤن تک پہونچے تو جلدی سے جنت کے پھلون کی طرف جھپٹنے کا ارادہ کیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ یعنی انسان جلدباز پیدا ہوا ہے۔

آدم کا مسجودِ ملک ہونا اور ابلیس کا غرور اور جنّت سے اوسکا نکلنا

جب حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے بدن مین روح پڑی اور یہ زمین سے اُٹھ بیٹھے تو یا تو ان کا خمیر سڑکر بدبو ہوگیا تھا جس کو خود پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے اور وہ آیت اوپر گذرچکی ہے یا کمال حسین ہوگئے اور پیشانی انکی ماہ دوہفتہ کی طرح چمکنے لگی اہل اسرار فرماتے ہین کہ وہی **نورِ محمدی** تھا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور وہی نور آدم علیہ السلام کے مسجود ہونے کا سبب واقع ہوا اور چونکہ آدم علیہ السلام کی خاک سرزمین طائف کی تھی اور وہین پتلا آدم کا پڑا رہا تھا یہ بھی اسباب شرافت مین سے ایک سبب تھا اور اللہ تعالےٰ شانہٗ کا انکو اپنے ہاتھون سے بنانا یہ سب شرافتون پرطرہ ہے الغرض آدم علیہ السلام بحکم پروردگار منبر **نور** پر متجلس ہوئے اور ملائکہ علیہم السلام نے سجدہ کیا ؎

ملک از نسبتِ آن سجدۂ آدم میکرد	کہ گِل قالبش از خاکِ سرِ کوے تو بود

مواہب لدنیہ مین حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ پہلے سجدہ حضرت آدم کو جبریل علیہ السلام نے کیا اون کے بعد میکائیل نے اون کے بعد اسرافیل نے اونکے بعد عزرائیل نے علیہم السلام اونکے بعد تمام ملائکہ مقربین نے اور ہماری جماعت علما کے ایک مستند عالم جن کا لقب مُسْتَنَدُ الْکُلِّ فِی الْکُلِّ ہے مولنا نورالدین عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی اپنے جوش مین ارشاد فرماتے ہین (مگر واضح رہے کہ یہ فعل اونکا ہم ناقصون کے لئے سند نہین ہوسکتا) گو تاریخ کے دائرہ سے تھوڑی دیر کے لئے باہر آگیا ہون مضائقہ نہین یہ نظم تو اس مقام پر ضرور لکھونگا **نظم**

یَا نَبِیَّ اللّٰہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ	اِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَیْکَ

بسلام آدمم جوابم دہ　　مرہمے بر دلِ خرابم نہ
بس بود جاہ و احترام مرا　　یک علیک از تو صد سلام مرا
گر زفتم طریق سنتِ تو　　ہستم از عاصیانِ اُمتِ تو
رحم کن بر من و فقیری من　　دست دہ بہر دستگیری من
مہر روے تو ہوش بُرد از من　　بنما روے خود ز بُردِ یمن
سویم افگن ز مرحمت نظرے　　باز کن بر دلم ز لطف درے
تلخ شد کام من ز بخت نژند　　ساز شیرین ز لعل شکر خند
زاریِ من بشنو تکلم کُن　　گریۂ من نگر تبسم کُن
شدا دیم زخم بخون جگری　　تا چو نعلین زیر پا سپری
ماندہ ام زیر بارِ عصیان پست　　اُفتم از پا اگر نگیری دست
خود بدستِ تو کے رسد دستم　　این قدر بس کہ در رہت پستم
خاکِ نعلین ارنہ دسترس است　　گردے از نعلِ توسنِ تو بس است
روے مجنون بر آن زمین اولیٰ　　کہ بود پائے ناقۂ لیلےٰ
عرش چون خاک شد براہ تو پست　　تا رسیدش بپا کہ بوسِ تو دست
پست بودن براہِ تو خوشتر　　کز بلندی بعرش سودن سر
کے بود با و لے ز غم رستہ　　حاجی احرام آن حرم بستہ
سوے آن بارگاہِ نورانی　　سودہ بر خاکِ راہ پیشانی
باچنین چہرۂ غبار آلود　　سوے آن روضۂ شریف سجود

المختصر اِس بے وحدت گستاخِ رجیم نے سجدۂ آدم علیہ السلام سے انکار کیا پھر جو کچھ اوس تمرد و طغیان کی سزا ملی وہ اظہر من الشمس ہے ہر قرآن پاک کی تلاوت کرنیوالا جانتا ہے اُس ذکر کی یہان اب ضرورت نہین اب حضرت آدم علیہ السلام سند خلافت حاصل کرکے ایوانِ شاہی

یعنی قصر فردوس برین مین مسند خلافت پر متجلس ہوئے اور اونکی تسکین خاطر اور دل بستگی کے لئے اون کے بائین پہلو کے گوشت سے حضرت **حوا** کو اللہ تعالےٰ شانہ نے پیدا کیا حکم شاہنشاہی نافذ ہوا یَا آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ترجمہ اے آدم تو اور تیری بی بی دونون جنت مین رہو اور اسمین جہان کہین سے تمہارا دل چاہے بفراغت کھاؤ پیؤ لیکن اس عمومیت مین ایک استثنا بھی لگی ہوئی تھی وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ترجمہ اور نہ جانا اس درخت کے پاس اور اگر ایسا کروگے تو ہو جاؤ گے تم دونون ظالمون مین سے۔ **ف** یہ وہ ظالم نہین جو لوگون پر جفا کرتے ہین قتل کرتے ہین بلکہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے اور وہ ظلم واقع ہوا ہم کہتے ہین کہ وہ ظلم کیون نہ واقع ہوتا ظہور کائنات انسانی تو اوسی پر منحصر تھا پھر وہ رُکتا کیونکر یہ امتناع پروردگار تعالےٰ شانہ تو بڑی تاکید تھی اَلْاِنْسَانُ حَرِيْصٌ عَلٰى مَا مُنِعَ انسان اوسی کام کرنے پر حریص ہوتا ہے جس سے وہ روکا جاتا ہے۔

شرافت آدم مین سے ایک بڑی شرافت تعلیم علم اسما بھی ہے جو آدم کو اللہ تعالےٰ شانہ نے تعلیم کیا تھا اور امتحان کے وقت فرشتے اوسکے بتانے سے عاجز رہے اور آدم نے سب بتا دئے اوس وقت فرشتون نے اپنی نادانی کا اقرار کیا اور کہا کہ یا اللہ اپنی باتون کو تو خود ہی خوب جانتا ہے ہمارے واسطے تو اتنا ہی علم ہے جو تو نے بتا دیا ہے جب ظہور کائنات انسانی کا زمانہ پہونچ گیا تو آدم نے باصرار حوا علیہا السلام وہ دانہ گندم نوشجان فرمایا جس کا حرص دلانے والا شیطان تھا اور جنت چھوڑنی پڑی اور نکلے جس طرح سے نکلے اب ہم اپنے ناپاک خبیث نفس کی طرف خیال کرتے ہین اور حافظ علیہ الرحمۃ کا شعر پڑھتے ہین ؎

ما بدان خرمن پندار زرہ چون نزدیم	چون رہ آدم خاکی بیکے دانہ زدند

بہشت وہ پاک مقام ہے جہان کے واسطے لقاے پروردگار کا وعدہ ہے وہان جس طرح ظہور کائنات انسانی کے قواعد مقرر کئے گئے ہین کب نافذ ہوسکتے تھے لہذا دوسرے مقام پر

بھیجدیئے گئے پھر ایک زمانہ اِن کے تجرید کا آتا ہے جب وہان بھیجے جائینگے انشاءاللہ تعالےٰ۔

جمعہ کے روز کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ اون سب دنون مین جن مین آفتاب طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن بہتر ہے اوسی روز آدم پیدا ہوا اوسی روز اوس کو جنت ملی اور اوسی روز وہان سے وہ باہر آیا اور اوسی روز اوسکی توبہ قبول ہوئی اور اوسی روز قیامت ہوگی اور اوسی دن مین ایک ساعت ہوتی ہے جسے اونہون نے فرمایا کہ وہ بہت چھوٹی ہوتی ہے جب وہ ساعت کسی مسلمان بندے کو مل جائے تو جو اچھی بات اللہ سے اوس وقت طلب کرے تو اللہ اوسے وہی دیدیتا ہے عبداللہ بن سلام نے کہا ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ وہ کونسی ساعت ہے وہ اوس روز کی اخیر ساعت ہے۔ اور ایک دوسری روایت مین ہے کہ جمعہ کے روز اہلِ جنت کو نعمتین جنت کی بہ نسبت اَور روز کے زیادہ ملینگی لہذا اہل جنت کی زبان پر نام اسکا یوم المزید ہے۔ ایک روایت مین ہے کہ آدم جنت سے نوین یا دسوین ساعت مین نکالا گیا ہے اور جب زمین پر پھینکا گیا ہے تو اُس وقت اوس روز کے نو گھنٹے گذر چکے تھے اور جنت مین وہ پانچ ساعت یا پانچ گھنٹہ رہا تھا اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ صرف تین گھنٹہ رہا تھا اگر اِس قول کے قائل کا یہ ارادہ ہے۔ کہ آدم فردوس مین اوس جمعہ کے دن کی دو ساعت رہا جو ہماری دنیا کے وقتون مین سے ہے اور جس کی مقدار اوس قدر ہے جتنی کہ ہوتی ہے تب تو اوسکا قول بعید الصواب نہین ہے کیونکہ جو اخبار متقدمین اہل علم سے وارد ہوئے ہین اونسے معلوم ہوتا ہے کہ آدم چھٹے دن کے اخیر ساعت مین پیدا ہوا ہے جس کی مقدار ہمارے برسون مین ایک ہزار سال ہے اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس دن کی ایک ساعت کی مقدار ہمارے ترا۸۳سی سال کی ہوگی اور یہ ہم ذکر کرچکے ہین کہ آدم کی مٹی کا جب پروردگار نے خمیر کرلیا تو روح

پھونکنے سے پہلے چالیس برس تک اوسکا پتلا پڑا رہا اور یہ بات متحقق ہے کہ یہان یہ ہمارے ہی برس مراد ہین پھر جب اوسمین روح پھونکی گئی اور اوسکے معاملات گذرے اور اوسے جنت مین سکونت کے لئے جگہ دی گئی۔ اور زمین پر پھینکا گیا۔ تو ان معاملات کی مدت مقدار یہ بعید نہین کہ ہمارے ہی برسون کے حساب سے پینتیس برس ہو اور اگر اسکا یہ مطلب ہو کہ وہ جنت مین اوس جمعہ کے دن عین دن کے وقت مین دو ساعت رہا جو اون دنون کے برابر ہے جس کی مقدار ہمارے برسون مین ایک ہزار سال کے برابر ہے تو اوس کی بات حق نہین ہو سکتی کیونکہ جس کسی اہل علم نے اس معاملہ مین کہا ہے اوس نے یہی کہا ہے کہ اوسمین جمعہ کے دن عین دن کے اخیر وقت مین قبل غروب آفتاب کے روح پھونکی گئی ہے اور ابو صالح نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آدم جنت مین نصف یوم رہا جس کی مقدار پانچ سو برس کی ہے یہ بھی اون احادیث کے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے وارد ہوئی ہین اور اون اقوال کے جو علمائے نے بیان کئے ہین خلاف ہے ۔

وہ مقام جہان آدم وحوا زمین پر گرے

روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالے نے جس دن آدم کو پیدا کیا تھا اوسی دن یعنی جمعہ کے روز آدم کو اور آدم کی زوجہ حوا کو آسمان سے گرا دیا چنانچہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس وقتادہ اور ابو العالیہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہے کہ آدم ہند کے جزیرہ سراندیپ مین ایک پہاڑ پر اور حوا جدہ مین گرے تھے حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ آدم حوا کی تلاش مین چلے اور اس سفر مین جہان جہان اونہون نے قدم رکھے وہان بستیان آباد ہوتی گئین اور دونون قدمون کے درمیان بیابان رہ گئے غرضکہ چلتے چلتے جمع کے مقام پر آگئے اور بی بی حوا نے بھی ازدلاف یعنی استقبال کیا اس لئے اوس مقام کا نام مزدلفہ ہوا اور عرفات مین ان دونون کا تعارف ہوا یعنی ایک نے دوسرے کو پہچانا یہ وجہ ہے کہ وہ مقام عرفات کے نام سے مسمیٰ ہوا

اور وہ دونون جمع کے مقام پر مجتمع ہوئے اس لئے وہان نماز عصر و مغرب کو جمع کرتے ہین اور اصفہان سانپ
مین گرا اور ابلیس سمسان مین گرا حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ جب حضرت آدم کوہ نود
پر گرے ہین تو اونکے پیر زمین پر تھے اور سر آسمان سے لگا ہوا تھا اس لئے وہ آسمان کے
فرشتون کی تسبیح کی آواز سنتے تھے اور فرشتے اون سے ڈرتے تھے اس لئے اونہون نے
دعا مانگی کہ آدم کا قد گھٹا دے پس اللہ تعالےٰ نے آدم کے قد کا طول گھٹا کر ساٹھ گز کا کر دیا
آدم کو اپنے قد کے گھٹنے کا رنج ہوا کیونکہ فرشتون کی آواز اور اونکی تسبیح سنکر اونکا دل بہلتا تھا
وہ بات جاتی رہی - آدم نے اللہ تعالےٰ شانہ سے عرض کیا اے رب مین تیرے گھر مین تیرے
پاس رہتا تھا - تیرے سوا اب مرا کوئی نہین تو نے مجھے جنت مین رکھا تھا اوسکا جو پھل جہان کا
مین چاہتا تھا کھاتا تھا پھر تو نے جبل مقدس پر گرا دیا وہان سے فرشتون کی آواز سنتا تھا اور
جنت کی ہوا مجھے میسر آتی تھی اب تو نے مجھے گھٹا کر ساٹھ گز کا کر دیا جس سے اونکی آواز کا سننا
نظر سے دیکھنا سب جاتا رہا اور جنت کی ہوا بھی اب نہین ملتی پروردگار نے جواب دیا کہ اے
آدم یہ سب تیری معصیت کا سبب ہے جو ہمنے کیا ہے تیرے ساتھ -

آدم و حوا کا لباس

جب حضرت آدم و حوا زمین پر گرے تو حلۂ بہشتی ان سے چھین لیا گیا تھا ۔ دونون زمین پر
برہنہ تھے اللہ تعالےٰ شانہ کو ان پر رحم آیا ان کے واسطے آٹھ جوڑے دُنبے جنت سے نازل
کئے گئے تھے اونمین سے ایک نر کے ذبح کرنے کا حکم ہوا آدم نے ایک نر دُنبہ ذبح کیا اور
اوسکی اون لی اور حوا نے اوسے کاتا اور آدم نے اوسے بنا اور اپنے واسطے اوس سے ایک
جُبّہ اور حوا کی درع جو ایک قسم کا پائجامہ ہوتا ہے اور اوڑھنی بنائی اور یہ کپڑے اونہون نے
پہنے کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا تھا جس نے دُنبے اور اونٹ کی کھالون کو
پہننے کا طریقہ سکھا دیا تھا اور ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ یہ صوف کا لباس اونکی اولاد کا ہر

آدم وحوا کا لباس وہی تھا جو اونہون نے جنت کے پتون کا بنا لیا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنایا اور حج کیا

قال اللہ تعالےٰ شانہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ترجمہ اللہ تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ نہین پیدا کیا ہے ہمنے جن اور انس کو مگر اس لئے کہ وہ عبادت کرین جب آدم زمین پر آئے تو برہنہ تھے اونکو لباس پہنایا گیا جب ستر پوشی ہو گئی تو شرعی احکام کا نفاذ ہوا اللہ تعالےٰ شانہ نے وحی بھیجی آدم کی طرف کہ میرے عرش کے مقابل میرا ایک حرم یعنی گھر ہے تو وہان جا اور میرے لئے ایک مکان اوس جگہ بنا پھر تو اوسکا طواف کر جیسے کہ تو نے فرشتون کو میرے عرش کا طواف کرتے دیکھا ہے اوس مقام پر مین تیری اور تیری اولاد کی جو میرے فرمان بردار ہونگے دعا قبول کیا کرونگا آدم نے عرض کی اے میرے مہربان رب یہ مجھ سے کیونکر ہوسکتا ہے نہ تو مجھ مین اتنی طاقت نہ وہ مقام مجھے معلوم نہ اوسکا نقشہ میرے پاس مین تو اس سے بالکل واقف نہین اللہ تعالےٰ شانہ نے آدم کے پاس ایک فرشتہ بھیجا کہ وہ آدم کی مدد کرے اور اوس کو وہ مقام بتائے وہ فرشتہ اوسے مکہ معظمہ کی طرف لے چلا اس وقت آدم جب کسی سبزہ زار پر گزرتے تو وہ فرشتے سے کہتے کہ ذرا یہان ٹھیر جاو وہ فرشتہ ٹھیر جاتا یہان تک کہ وہ مکہ مین پہونچے یہان ایک ہموار زمین تھی راوی کہتا ہے کہ اس سفر مین حضرت آدم جہان جہان ٹھیرے وہان وہان آبادیان ہوگئین اور باقی زمین بیابان رہی پھر اونہون نے طور سینا۔ اور طور زیتا (دمشق کے پہاڑ) اور لبنان اور جودی سے پتھر لئے اور کوہ حرا سے اوسکے ستون لئے غرضکہ ان پانچ پہاڑون سے بیت اللہ کو بنایا اور جب اوسکی تعمیر سے وہ فارغ ہو گئے تو فرشتہ اونہین عرفات پر لے گیا اور وہ مناسک اونہین دکھا دیئے جو آج کل وہان آدمی کیا کرتے ہین پھر وہ اونہین مکہ کو لایا اور اونہون نے اوس کا سات مرتبہ طواف کیا پھر ہند کو لوٹ آئے اور کوہ نود پر وفات پائی یہ قول اس بات کو قوت دیتا ہے کہ

آدم و حوا دونون ایک ہی مقام پر گرے تھے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام نے ہند سے پیادہ پا چالیس حج کئے تھے۔

جنّت کے اثمار اور خوشبوئین اور صنعت کے ابتدائی آلات

جب حضرت آدم علیہ السلام ہند مین آکر ٹھیرے تو اون کے سر پر جنت کے بیر کا ایک تاج تھا جب وہ زمین پر پہونچے تو وہ خشک ہوگیا اور پتّے یہان کی ہوا کے سبب سے مرجھا کر برگ خزان زدہ کی طرح گر گئے کہان جنّت کی لطیف آب و ہوا کہان دنیا کی باد سموم اثمار بہشتی کو کب موافق ہوسکتی ہے مگر یہ اثر اون پتّون کا ہوا کہ اون سے ہر طرح کی خوشبوئین پیدا ہوگئین اور ایک روایت یہ ہے کہ خوشبوئین اون پتّون کی ہین جو جنّت کے پتّون کا لباس آدم و حوا پہنے ہوئے آسمان سے گرے تھے بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ جب اونکو جنت سے نکلنے کا حکم ہوا ہی تو وہ جنت کے جس درخت کے نیچے سے نکلے اوسکی ایک ڈال توڑ لی اور جب گرے تو اون ڈالیون کو لئے ہوئے گرے اونہین ڈالیون سے ہند کے خوشبودار پھول اور گھاس وغیرہ پیدا ہوئے ہین اور اللہ تعالےٰ شانہ نے آدم کو جنت کے ثمر توشہ کے طور پر عنایت فرمائے تھے یہ پھل جو اِس دنیا مین ہین اونہین پھلون سے پیدا ہوئے ہین مگر یہان کی زمین اور آب و ہوا نے اُن کی خوشبو اُنکا رنگ اور مزہ اور جسامت کم کردی ہے اور سڑنے گلنے لگے اور اثمار بہشتی سڑتے گلتے نہین اور آدمؑ کو ہر چیز کا بنانا اللہ تعالےٰ شانہ نے سکھا دیا تھا اور جنّت کی خوشبوؤن سے بعض خوشبوئین اونہین دیدی تھین اور حجر اسود بھی اونکے ساتھ ہی آیا تھا یہ اوس وقت برف سے بھی زیادہ سفید تھا اور یہ جنّت کے یواقیت مین سے ایک یاقوت تھا مین اسکا حال اِسی کتاب کے پہلے حصہ مین لکھ چکا ہون اور وہ حصہ چھپ بھی گیا ہے اور حضرت موسیٰؑ کا عصا بھی اونہین کے ساتھ آیا تھا جو جنّت کے آس کا یا لُبان کا تھا۔ اور اسکے بعد اَہرن ہتوڑہ اور سنڈاسی یعنی سَنسی بھی اللہ تعالےٰ شانہ نے نازل فرمائی۔ آدم علیہ السلام کی ایسی اچھی صورت تھی کہ اونکی اولاد مین

بجز حضرت یوسف ؑ کے اَور کوئی اون کی صورت سے ملتا ہوا نہ تھا مین **عرض کرتا ہون** بیشک حضرت یوسف علیہ السلام بڑے خوبصورت تھے مگر حضرت یوسف ؑ صبیح تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ملیح تھے ؎

گفت کہ من ملیحم و یوسف بود صبیح	لاریب فی حدیثک یا ایہا الملیح

حضرت یوسف ؑ کے پہلے عاشق اونکے پدر بزرگوار یہ عشق مستند نہین اپنا بیٹا کسکو کی آنکھ مین بُرا معلوم ہوتا ہے اور یہ فطرتی بات ہے کہ سب اولاد مین جو سب سے چھوٹی اولاد ہوتی ہے وہ مان باپ کو زیادہ پیاری ہوتی ہے مردانہ عشق کا تو خاتمہ ہوگیا سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اور کوئی آپ کا عاشق نہ تھا زلیخا وہ غریب ناقصۃ العقل اوسکا عشق نفسی عشق تھا پاک عشق نہ تھا اگر پاک عشق ہوتا تو وہ اونکا زندان مین جانا ہرگز نہ پسند کرتی خودکشی کرتی یا اِس صدمہ سے اوسکی روح فنا ہو جاتی پس قصہ تمام ہوا ؎

بہت شور سنتے تھے سینے مین دل کا	جو چیرا تو اِک قطرۂ خون نہ نکلا

ایک روایت مین ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جتنا حُسن تھا سب ظاہر تھا اور ہمارے حضور پُرنور کا جتنا حُسن تھا اوس کا بہت کم حصّہ ظاہر تھا اور سب پر نقاب عظمت وجلال پڑی ہوئی تھی کسی بشر کو اوسکے دیدار کی طاقت نہ تھی اوس جمال کے نظارے کی آنکھین بعض مخصوص صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو ملی تھین جیسے خلفائے راشدینؓ حضرت بلالؓ حضرت ہلالؓ وغیرہم اور اوس جمال مبارک کے لمعات دور دور پہونچے اور عشاق نادیدہ عاشق ہوگئے اور ایسے عاشق ہوئے کہ عشق کا خاتمہ کرگئے وہ کون سر دفتر عشاق جہان **حضرت اویس قرنی** رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ وہ عاشق ہین کہ حضور پرنور نے اپنا جُبّہ انکے لئے بھیجنے کی وصیت کی تھی اور اوسکو دو جلیل الشان صحابی یعنی حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما لے گئے تھے ع

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید

اوس جُبّہ شریف کو حضرت اویس قرنی نے پہنا اور پھر جو کچھ اونکی حالت ہوئی وہ محتاج بیان نہین ہے

لمولفہ

مل جاتے ہین جب دل تونہین رہتی ہے دوری	حضرتؐ تو مدینہ مین رہے ویسؓ قرن مین

حضرتؐ کے حسن کی کوئی غایت نہین ہے

نہ حسنش غایتے دارو نہ سعدی راسخن پایان	بمیرو تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

روایت حضرت جابر بن سمرہ روایت کرتے ہین کہ دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کو چاندنی رات مین اور آپ حُلّہ سرخ پہنے ہوئے تھے پھر دیکھنے لگا مین آپ کی طرف اور چاند کی طرف سو بے شک حضرت میری نگاہ مین بہت اچھے معلوم ہوتے تھے چاند سے

حسنش باتفاق ملاحت جہان گرفت	آرے باتفاق جہان میتوان گرفت

ہر زمانہ اور ہر قرن مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عشاق بکثرت گذرے ہین جنکے حالات مفصل ہمین معلوم نہین چند عشاق کا ذکر بیان بطور اختصار کیا جاتا ہے۔ **حضرت عبدالرحیم بُرعی رحمۃ اللہ علیہ** ان کو کئی سو برس کا عرصہ ہوا عاشق رسولؐ مین یہ بھی ایک شان عجیب رکھتے تھے مُلکِ یمن کے ایک ملک التجار کے فرزند تھے بڑی ناز ونعمت سے پرورش پائی تھی جب ہوش سنبھالا باپ نے ان کی تعلیم کی طرف توجہ کی جلد علوم درسیہ سے فراغت کی اپنے زمانے کے بڑے یگانہ ادیب تھے۔ یمن کے لوگ تو یون بھی بڑے ادیب ہوا کرتے ہین مگر یہ اپنے ملک مین خصوصیت کے ساتھ جملہ اُدبائے عہد مین سر برآوردہ تھے ان کو ابتدائے عمر سے نعت گوئی کا شوق تھا بڑے عمدہ عمدہ قصائد ان کے عرب مین مشہور ہین اور نعت خوانون کا وظیفہ ہین مینے حرم محترم کے باب العمرہ پر ایک عربی کم عمر بچے کو انہین حضرت کے چند قصائد پڑھتے ہوئے دیکھا اوسکے گرداگرد سامعین کا ہجوم تھا یہ اپنے مکان کو انواع اقسام کے عطریات سے معطر کرتے اور اوسمین نہایت فاخرہ لباس پہنکر بیٹھتے اور قصائدِ نعتیہ نظم کیا کرتے تھے باپ کی رحلت کے بعد کرورون روپیہ ترکے مین پائے تھے سب اسی اہتمام مین صرف کر دئے اور جب مدینۂ طیبہ کا قصد کیا تو روک دئے جاتے تھے اور انکے روکنے کے قصے زبان عرب پر بہت جاری ہین

مین بیان اونکو ترک کئے دیتا ہون کئی بار روکے گئے آخر بار چہارم یا پنجم منزل **خلف** پر
روکے گئے اور وہین اُنکا انتقال ہوگیا ان کے مزار پر ایک گنبد بنا ہوا ہے وہان مدینہ طیبہ سے
واپسی کے وقت ہمارا قافلہ ٹھیرا تھا مین نے پوری دلائل شریف ان کی قبر مبارک پر پڑھی۔
ہندوستان مین بھی حضرت کے عشاق بہت ہوئے ہین جن کو مین نے دیکھا ہے یا میرے
زمانہ کے ہین اون کا ذکر کرتا ہون **کرامت علی شہیدی بریلوی** رحمۃ اللہ علیہ ہندیون
مین یہ شخص بھی بے مثل ہوا ہے اس نے نعتیہ قصیدہ لکھا ہے اوسکا اب تک اثر باقی ہے اور باقی
رہیگا اوسکا جواب تو بہت لوگون نے لکھا مگر ایک شعر کا بھی جواب نہ ہوسکا اوسکا مطلع یہ ہے **مطلع**

طلوعِ روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا	ظہورِ حق کی حجت ہے جہان مین نور احمد کا

اور یہ شعر اسکا مقبول ہوگیا جب قافلہ **جبل مفرح** پر پہونچا اور وہان سے **گنبد خضرا ے**
روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نظر آیا تمام قافلہ کے لوگ اونٹون پر سے کود پڑے
اُنہون نے اپنے شغدف سے نظارہ کیا پیرانہ سالی کی وجہ سے اُترنے سے مجبور تھے شغدف ہی مین
دم نکل گیا جو شخص ضعیف ہوتا ہے اور اوسے اوترنے کی اور زیادہ چلنے کی قوت نہین ہوتی وہ شغدف
ہی مین بیٹھا رہتا ہے مگر اُدباً روضہ کی زیارت وہان سے نہین کرتا اور جو قوی اور توانا ہوتے ہین
وہ جبل مفرح ہی سے شغدف چھوڑ کر پیدل ہو جاتے ہین یہ جو اوترنے سے معذور تھے اس صدمہ سے
ان کا دم نکل گیا ؎

تمنا ہے درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھے	قفس جسوقت ٹوٹے طائر روحِ مقید کا

اور اس قصیدے کا مقطع کیا خوب کہا ہے ؎

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے	زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا

دوسرا عاشق ہمارے عم مکرم حضرت مولنا **غلام امام شہید** رحمۃ اللہ علیہ انکا واسطہ نسب
ملا جیون صاحب اوستاد عالمگیر سے ملتا ہے حضرت پیر و مرشد مولنا **محمد قاسم** ابو العلائی
قدس سرہ کے حلقہ مسترشدین مین داخل تھے اور بیعت ان کو قادریہ طریقہ مین اپنے والد ماجد سے

تھی جس روز یہ ہمارے حضرت کے حلقۂ استرشاد مین بمقام آگرہ داخل ہوئے ہین یہ غزل تصنیف کرکے حضور کی نذر کی حضور نے **مدار بخش قوال** کو حکم کیا کہ اس کو ابھی یاد کرکے سناؤ پس اوسوقت عجیب لطف تھا اوس غزل کا مطلع و مقطع یہ ہے ؎

سیدنا ابو العلاؒ جان و دلم فدائے تو	دیدۂ مہر و ماہ را سرمہ زخاک پائے تو
عکس رخ نبی تو ئی آئینۂ علیؑ تو ئی	والی ہر ولی تو ئی مرضیٔ حق رضائے تو
درد شہید خویش را از سر رحم کن دوا	از در تو رود کجا خستۂ تو گدائے تو

حضرت والد ماجد قدس سرہٗ سے اور مولٰنا سے بہت اتحاد تھا مین کم عمری سے آپ کے آغوش شفقت مین پلا۔ مین آپ کو چچا کہتا تھا اور آپ کے کل خاندان کے لوگون سے پورا پورا برتاؤ برادری کا تھا۔ ہمارے حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ کچہری صدر دیوانی کے سررشتہ دار تھے اور والد ماجد اور مولٰنا قدس سرہما پیشکار تھے یہ جو ہندوستان مین میلاد شریف کی مجلسین ہوتی ہین یہ حضرت مولٰنا ہی کی قائم کی ہوئی ہین جو شخص آگرہ مین مجلس میلاد کرتا وہ پڑھنے کو آپ ہی کو بلاتا اگر وہ کوئی غریب آدمی ہوتا تو آپ اوسکو دس پانچ روپیہ اپنے پاس سے دیدیا کرتے اور فرماتے کہ اسی مین سامان میلاد کرو تمام شب میلاد خوانی مین گذر جاتی جب یہ بات مشہور ہوئی تو اکثر غربا میلاد کی مجلسین کرتے اور آپ کو پڑھنے کے لئے لے جاتے اور تمام تمام رات سلسلہ میلاد خوانی کا جاری رہتا اور ہر جگہ آپ ایسے جوش مین پڑھتے کہ معلوم ہوتا کہ یہی پہلی مجلس ہے اگر مین کسی مجلس مین حاضر رہتا تھا تو حکم ہوتا کہ اکرام علی اور فیاض علی کے ساتھ تم بھی جواب پڑھو مجھے پڑھنا تو نہ آتا تھا مگر تعمیل حکم کرتا تھا اور پہلے شاگرد آپ کے میلاد خوانی کے **حافظ محمد جان** اکبرآبادی تھے جن کے شاگرد **خواجہ نقی الدین** صاحب اکبرآبادی بالفعل مولد خوانون مین سر برآوردہ ہین **مولٰنا** قدس سرہٗ اپنے گھر مین جو مجلس میلاد کرتے تھے وہ ربیع الاوّل شریف مین کرتے تھے آپ موتی کٹرہ مین پٹنی مل کی ایک بہت بڑی حویلی تھی اوس مین رہتے تھے آگرہ مین یہ حویلی مشہور ہے مجلس شروع ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے آپ خود

حضرت پیر و مرشد قدس سرہٗ کے حضور مین حاضر ہوتے اور حضرت کو لیجاتے اور حضرت کی پالکی آگے ہوتی اور مولٰنا کی پالکی بہت پیچھے ہوتی اور معتقدین اور مریدین کا حلقہ حضرت قدس سرہٗ کی پالکی کے گرداگرد ہوتا تھا جب آپ اوس مکان مین داخل ہوتے اس قدر ہجوم ہوتا کہ لوگون کو ہٹنے اور سرکنے کا موقع نہ ملتا تھا جب حضور پالکی سے اُترتے تو مریدین اور معتقدین اللہ اکبر اللہ اکبر کا ایک نعرہ کرتے کہ لوگون کو اطلاع ہوجاتی اور تمام حاضرین مجلس دوڑ پڑتے اور ہاتھ چومنے والون کا ہجوم ہوتا کہ بڑی دیر مین اوس سے فرصت ہوتی جب مجلس تمام ہوجاتی تو ایک روغنی سفال کی رکابی مین اندازاً ڈیڑھ سیر مٹھائی فی حصّہ ہر کس و ناکس کو تقسیم ہوتی۔ مولٰنا امیر بھی تھے اور نازک اندام بھی تھے میلاد شریف تمام شب پڑھتے تھے اور تھکتے نہ تھے اور جوش اوّل سے آخر تک یکسان رہتا تھا۔ الہ آباد مین آپ نے انتقال فرمایا تہجّد کی نماز پڑھتے تھے کہ سجدہ ہی مین روح مبارک جنت کو گئی یعنی مدینہ طیبہ کو عشاق نبی کی جنت تو وہی ہے **کتاب چھوٹی تذکرے دراز** تھوڑا تھوڑا لکھتا ہون فارسی کے شعرا مین **محمدؐ جان قدسی** بھی عشاق نبی مین سے ایک منتخب گذرا ہے اس کی یہ غزل ایسی مقبول ہوئی ہے کہ ہندوستان کے جملہ شعرا نے اُسے خمسہ کیا ہے مین اعتقاد کرتا ہون کہ یہی غزل اوس کی نجات کا سبب واقع ہوگی انشاءاللہ تعالےٰ **مطلع**

مرحبا سید مکّی مدنی العربی — دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
نخل بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام — زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم — زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی
شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت — بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی
چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر — اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آبِ حیات — رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی — آمدہ پیش تو **قدسی** پے درمان طلبی

یہ قدسی شاہجہان بادشاہ کے وقت مین ملک الشعرا تھا۔ **نظیری** شاعر بھی عشق نبیؐ سے

غالی نہ تھا اوس کا یہ ایک شعر ایک دیوان ہے ؎

زبعد کعبہ **نظیری** زیارتِ ما کن ۔۔۔ کہ دلبر نمکین است در مدینۂ ما

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ یہ تو عشاق نبیؐ مین ایک شانِ عظیم رکھتے تھے یہ اونٹ پر سے اوترتے تھے اونٹ نے بیٹھنے مین دیر کی کو دپڑے گھٹنا اوکھڑ گیا غالباً یہ واقعہ **جبل مفرح** ہی کا ہوگا اوسی پاے شکستہ سے روضہ مبارک کا بیٹھے بیٹھے طواف کیا کرتے تھے اِسی واقعہ کو آپ یون فرماتے ہین ؎

بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ ۔۔۔ دلم چون پنجرہ سوراخ سوراخ

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی بھی عشاق نبیؐ کی فہرست مین ہے دربار شریف کی حاضری یون نظم فرماتے ہین ؎

نمی دانم چہ محفل بود شب جائے کہ من بودم ۔۔۔ بہر سو رقصِ بسمل بود شب جائے کہ من بودم

اسی غزل کا مقطع ہے جو دربار والا کی حاضری سے خبر دیتا ہے ؎

مرا از آتشِ شوقیکہ دامن سوختہ ای خسرو ۔۔۔ محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین وہ چار مصرعہ نظم فرمائے ہین کہ شاعری کی دنیا مین بیمثل ہین اور حضرت سعدیؒ کے عشق کی قبولیت کے چار تمغے ہین جو دربار رسالت سے عطا ہوئے ہین وھو ہذا

بلغ العلیٰ بکمالہ ۔۔۔ کشف الدجیٰ بجمالہ ۔۔۔ حسنت جمیع خصالہ ۔۔۔ صلوا علیہ وآلہ

بوستان مین جو نعت آپ نے لکھی ہے اوسکا مطلع بھی کیا خوب فرمایا ہے سبحان اللہ وبحمدہ ؎

کریم السجایا جمیل الشیم ۔۔۔ نبی البرایا شفیع الامم
امام رسل پیشواے سبیل ۔۔۔ امینِ خدا مہبطِ جبرئیل
شفیع الورے خواجۂ بعث و نشر ۔۔۔ امام الہدیٰ صدر دیوانِ حشر

اور کتاب لاجواب گلستان کے دیباچہ مین یہ شعر کیا خوب فرمایا ہے ؎

شفیعٌ مطاعٌ نبیٌ کریم	قسیمٌ جسیمٌ نسیمٌ وسیم

اِس وقت میرے سامنے تین بزرگون کی نظم نعتیہ موجود ہے ۔ **حضرت نظامی** ۔ **حضرت امیر خسرو** ۔ **حضرت جامی** رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہر نظم کے تھوڑے تھوڑے شعر لکھتا ہون کہ اہلِ نظر ہر بزرگ کے جذبات قلبی سے آگاہ ہوجائین ۔

نعت حضرت نظامی از مخزن اسرار نظم

اے تنِ تو پاک تر از جانِ پاک — روحِ تو پروردهٔ روحی فداک
نقطہ گہِ خامهٔ رحمت تولیٔ — خامہ بُر نقطهٔ رحمت تولیٔ
راه روانِ عربی را تو ماه — یاوگیانِ عجمی را تو شاه
ره بہ تو یابند تو ره ده نۂ — مهتر ده خود تو و در ده نۂ
از سرِ آن خوان کہ رطب خوردهٔ — از پئے ما زلّہ چہ آوردهٔ
لب بکشا تا همہ شکر خورند — ز آب وہانت رطبِ تر خورند
اے شبِ گیسوے تو روزِ نجات — آتشِ سوداے تو آبِ حیات
عقل شده شیفتهٔ روے تو — سلسلهٔ شیفتگان موے تو
چرخ ز طوقِ کمرت بندهٔ — صبح ز خورشید رخت خندهٔ
عالم تر دامن خشک از تو یافت — نافِ زمین نافهٔ مشک از تو یافت
از اثرِ خاک تو مشکین غبار — پیکرِ آن قوم شده مشکبار
خاک تو از بادِ سلیمان بہ است — روضہ چگویم کہ ز رضوان بہ است
کعبہ کہ سجادهٔ تکبیر تست — تشنهٔ جُلّاب تباشیر تست
تاج تو و تخت تو دارد جهان — تخت زمین آمد و تاج آسمان
سایہ نداری تو کہ نورِ مهی — بلکہ تو خود سایهٔ نور الٰہی
چار علم رکن مسلمانیت — پنج دعا نوبتِ سلطانیت

خاک ذلیلان شده گلشن بتو | چشم عزیزان شده روشن بتو
تا قدمت در شب گیسو فشان | قطعه | بر سر گردون شده دامن کشان
پر زر و پر گشته ز تو دامنش | پر زر و سوده شده پیراهنش
در صدف صبح بدست صفا | قطعه | غالیه بوی تو ساید صبا
لاجرم آنجا که صبا تاخته | لشکر عنبر علم افراخته
بوی کزان عنبر ارزان دهی | گر بدو عالم دهی ارزان دهی
سدره ز آرایش صدرت زهیست | عرش در ایوان تو کرسی نهیست
روز رخ تو چو شود صبح تاب | ذره بود مهر در آن آفتاب
گر نه ز صبح آینه بیرون فتاد | نور تو بر روی زمین چون فتاد
(از حضرت مراد ۱۲) ای دو جهان زیر زمین از چه | گنج ته خاک نشین از چه
تا تو بخاک اندری ای گنج پاک | شرط بود گنج سپردن بخاک
گنج ترا فقر تو ویرانه بس | شمع ترا ظل تو پروانه بس
چرخ مقوس هدف راه تست | چنبر دلوش رسن چاه تست
عقل شفا جوی و طبیبش توئی | ماه سفر ساز و غریبش توئی
خیز و شب منتظران روز کن | طبع نظامی طرب افروز کن
ای مدنی برقع و مکی نقاب | سایه نشین چند بود آفتاب
منتظران را بلب آمد نفس | ای ز تو فریاد به فریاد رس
سوی عجم ران منشین در عرب | زرده روز اینک و شبدیز شب
ملک برآرای و جهان تازه کن | هر دو جهان را تو پر آوازه کن
سکه تو زن تا امرا کم زنند | خطبه تو خوان تا خطبا دم زنند
خاک تو بوئی بولایت سپرد | باد نفاق آمد و آن بوی برد

بازکش این مسند از آسودگان | غسل ده این ممبر از آلودگان
خانهٔ غولند به پردازشان | در غله دان عدم اندازشان
کم بکن اجری که زیادت خورند | خاص کن اقطاع که غارتگر اند
ماهمه جسمیم بیا جان تو باش | ماهمه دیویم سلیمان تو باش
شحنه توئی قافله تنها چراست | قلب تو داری علم اینجا چراست
از طرفے رخنهٔ دین می کنند | واز دگر اطراف کین می کنند
یا علی درصفِ میدان فرست | یا عمرے بر سرِ شیطان فرست
شب بسرِ ماهِ یمانی درآر | سر چو مه از بردِ یمانی برآر
با دو سه دربند کمربند باش | کمزنِ این کم زدهٔ چند باش
پانصد و هفتاد بس ایام خواب | روز بلند است بمجلس شتاب
خیز و بفرماے سرافیل را | تا بدمد این دو سه قندیل را
خلوتیِ پردهٔ اسرار شو | ماهمه خفتیم تو بیدار شو
زآفتِ این خانهٔ آفت پذیر | دست برآور همه را دستگیر
هرچه رضاے تو بجز راست نیست | با تو کسے را درِ خواست نیست
گر نظر از راه عنایت کنی | جمله مهمات کفایت کنی
دائره بنماے بانگشت دست | تا بتو بخشیده شود هرچه هست
با تو تصرف چه کند وقت کار | از پۓ آمرزشِ مشتِ غبار
از تو یکے پرده برانداختن | وز دو جهان خرقه درانداختن
مغز نظامی که خبر جوے تست | زنده دل از غالیهٔ موے تست
از نفسی کوے وفاے به بخش | ملک فریدون به گداے به بخش
اے گهرِ تاجِ فرستادگان | تاج دهِ گوهرِ آزادگان

یعنی با وجود تو

هرچه زبیگانه و خیلِ تو اند   جمله درین خانه طفیلِ تو اند
اوّلِ بیت ارچه بنامِ تو بست   نام تو چون قافیه آخر نشست
این دهِ ویران چو اشارت رسید   از تو و آدم به عمارت رسید
انچه بدو خانه نو آئین بود   خشتِ پسین و آبِ نخستین بود
آدم و نوحی نه به از هر دولیُ   مرسله یک گرهٔ از هر دولیُ
آدم ازان دانه که شد هیضه دار   توبه شدش گلشکر خوش گوار
توبهٔ دل در چمنش بوی تست   گلشکرش خاکِ سرِ کوی تست
دل ز تو چون گلشکرِ تو به خورد   گلشکر از گلشکری تو به کرد
قطعه
گوی قبولی بازل ساختند   در صفِ میدانِ دل انداختند
آدمِ تو زخمه در آمد به پیش   تا برد آن گوی بچوگانِ خویش
بارگیش چون زپیِ خوشه رفت   گوی فرو ماند و فرا گوشه رفت
نوح که لب تشنه بدان خوان رسید   چشمه غلط کرد بطوفان رسید
مهد براهیم چو راهی اوفتاد   نیم ره آمد دو سه جای اوفتاد
چون دلِ داؤد نفس تنگ داشت   درخور این زیرکم آهنگ داشت
یوسف ازان چاه عیا بی ندید   جز رسن و دلو نصابی ندید
داشت سلیمان ادب خود نگاه   مملکت آلوده نکرد این کلاه
خضر عنان زین سفرِ خشک تافت   دامنِ خود ترشدهٔ چشمه یافت
موسی ازین جام تهی دید دست   شیشه بکهٔ پایهٔ ارنی شکست
عزم مسیحا نه به این خانه بود   کوز درون تهمتی خانه بود
همتو ملک طرح در انداختی   سایه برین کار بر انداختی
مُهر شد این نامه بعنوان رسید   ختم شد این خطبه بدوران رسید

خیز و برین چرخ مدارے بکن
گو نکند کار تو کارے بکن

خطِّ فلک خطّهٔ میدانِ تست
گوے زمین در خمِ چوگانِ تست

تا ز عدم گرد فنا بر نخاست
می تگ و می تاز که میدان تراست

کیست فنا کاب ز جامت برد
یا عدم سفله که نامت برد

پاے عدم در عدم آواره کن
دست فنا را به بقا پاره کن

اے نفست نطق زبان بستگان
مرہم سوداے جگر خستگان

عقل بشرع تو ز دریاے خون
کشتیِ جان برده بساحل برون

قبلهٔ چرخ بکویت درست
زمرهٔ شش روزه بمویت درست

ملک چو مویت همه درهم شود
گر سرِ مویت ز سرت کم شود

با قلم از پوست برون خوان ترے
با سخن از مغز درون دان ترے

زان نه زد انگشت تو بر حرف پاے
تا نشود حرف تو انگشت ساے

حرف همه خلق شد انگشت رس
حرف تو بے زحمتِ انگشت بس

پسته و شکر گشته غبارِ درت
پسته و خرما صدف و گوهرت

یک کفِ پشتِ تو بصحراے عشق
برگ چهل روز تماشاے عشق

تازه ترین صبح نجاتے مرا
خاکِ تو ام آب حیاتے مرا

خاک تو خود روضهٔ جانِ منست
روضهٔ تو جانِ جهان منست

خاک تو در چشم نظامی کشم
غاشیه بر سفت غلامی کشم

بر سرِ آن روضهٔ چون جانِ پاک
خیزم و چون باد نشینم چو خاک

تا چو سران غالیهٔ تر کنند
خاکِ مرا غالیهٔ سر کنند

حضرت نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی نواسنجی تمام ہوئی اب حضرت امیر خسرو قدس سرہ کے زمزمے گوشِ دل سے سُنئیے یہ عاشقانِ صادق کے آہ و نالے ہین نظم

پیش روِ کوکبۂ انبیا / کوکبش از منزلتِ کبریا

کرد لوا نصب در ایوانِ ہو / تحتِ لوا آدم و من دونہٗ

کون و مکان در خطِ امکانِ او / کائن و من کان گہرِ کانِ او

از حد ناسوت برون تاختہ / برخطِ لاہوت وطن ساختہ

لعل وے از خاتمت آگہ شدہ / خاتمِ انگشت ید اللہ شدہ

خاتمش از ہفت فلک حلقہ ساز / یافتہ از مُہر نبوت طراز

گرد شدہ خاتمۂ پیغمبران / خاتمتش مُہر نہادہ بران

گرچہ سلیمان بود انگشترین / خنصر او را نرسد در نگین

ختم نبوت شدہ برہانِ او / مصحفِ ختم آمدہ در شانِ او

سکہ چو از مُہر نبوت کشاد / محمدتش نام محمد نہاد

طرفہ کہ ہر حرف کزان کم کنند / فائدۂ خاص فراہم کنند

گر دہنِ میم شود رو نہان / حمدِ خداوند کند بیدہان

ور زمیان حلقۂ حا گشت دور / مد طلائی دہد آن شاخ نور

ور کمرِ میم دگر بر کشاد / دال برحمت شد و آن در کشاد

نادرہ نامے کہ بہر حرف خویش / نادرہ ہا بخشد از اندازہ بیش

نام محمد بدو تدویرِ میم / در حدِ خود یافت دو چشمِ سلیم

یعنی اگر کس ز محمد پرد / چشم وے آن بہ کہ ز حد نگذرد

بلکہ محمد ز دو میمِ درست / یافت دو حلقہ بحدِ خویش چست

حلقۂ او سلسلہ تافتہ / ہر دو جہان بستۂ او یافتہ

در شب تاریکِ عدم ره نبود ... ور چه که ره بود کس آگه نبود
نور نخستش که علم برکشید ... شام عدم را سحر آمد پدید
هستی ازان نور چراغے بدست ... راه نما گشت بهرکس که هست
یافت نخست آدم ازان نور تاب ... عطسه زد از دیدنِ آن آفتاب
چشمش ازان نور چو بینا شده ... عطسهٔ او نور مسیحا شده
باد مسیحاش چو دم ساز شد ... مریم ازو حاملهٔ راز شد
مُردِ مسیحش به دمِ بندگی ... دم نزده پیش وے از زندگی
سینهٔ آدم دم ازو یافته ... زخمِ عصئ مرہم ازو یافته
بلکہ خود آدم برہش خاک بود ... خاک ورا کرد ملایک سجود
آتش بدخواه چو شد تابناک ... دولتِ او گشت به یکمشت خاک
در تتقِ بارگہش گاهِ بار ... مایده کش عیسی و خضر آبدار
پیش چنان چشمهٔ دریا قیاس ... نوح ز بے آبیِ خود در ہراس
موسیٰ اگر در رهِ او نیست پیک ... کے ارِنیٰ گوید انظر الیک
زان رُخِ گلگون که گل افشان شده ... نارِ براہیم گلستان شده
خوے خوشش چون خوے گل گشت پاک ... از خوے او گل بدمیده ز خاک
گل که لباسِ خوشیش در براست ... از خوے دیباچهٔ پیغمبر است
ساخته نه حجره به از هشت باغ ... هشت بهشت از نهٔ او با فراغ
حجره نه خلد نه از هشت بیش ... یعنی ازان هست یک حجره پیش
تا بسرِیرِ عرب آن جم نشست ... رعبِ عرب در همه عالم نشست
خطبهٔ لولاک به پرداخته ... منبرِ نه پایه ازان ساخته
هستیٔ او تا بعدم خانه بود ... نقشِ وجود از همه بیگانه بود

چون ز وجودش عدم آوازه یافت   تختهٔ هستی رقم تازه یافت
سایهٔ رحمش که ز گردون گذشت   رزق رسان بر همه آفاق گشت
سایه ز بس نور نه بد پیش و پس   سایهٔ خورشید نه دیدست کس
سایه نه و ظلِّ ظلامت ازو   سایهٔ خورشید قیامت ازو
از پئے خورشید قیامت جهان   ساخته از گیسو او سایبان
موے بمو گیسوِ او مشک خشک   فرق نبوده سرِ موئے ز مشک
نے غلط آنجا که چنین مو بود   مشک نه گویم که ز آهو بود
اُمّت ازان سلسلهٔ مشک سا   یافته منشور نجات از خدا
کعبه ز مشکش بزمین داد نافه   خوش دم ازو نافهٔ عبد المناف
از کرمش غرقه در آبِ فنا   یافته در بحرِ بقا آشنا
ایمنی امت ازان گونه جُست   کامن خود از ایمنه خود نشست
عون عباد الله ازان سان نمود   کافتِ عبد اللهٔ اَسش آسان نمود
عذر ز عاصی بود اندر گناه   طرفه که من عاصی و او عذر خواه
سنگ وقارش بصفت اصطفا   مروهٔ حلم آمد و کوهِ صفا
تیغ زبانش که چنان تیز بود   بدگهرش بین که بسنگ آزمود
سنگ که بر گوهرِ تیغش رسید   رخنهٔ دندانش ازان شد پدید
گرچه که دندانه فتادش به تیغ   هم سرِ بدخواه بُرد بے دریغ
شرطِ کرم بین که بهنگامِ جنگ   گوهرِ خود ریخت بپاداشِ سنگ
خنجرِ تیزش همه تن شد زبان   تا کند آئینِ شریعت بیان
ریخته از لب همه دُرِّ ثمین   رشتهٔ آن دُر شده حبل المتین
خصم ز کیکش لعبیان و نهفت   شاعر گفت ارچه که شعرے نگفت

آنکه بدو وحی پیاپے رسد — شاعرِ کذّاب بدو کے رسد
آنکه سخن راست کند از دروغ — پیش چنان مرد نه دارد فروغ
من که بدل راستیم نیست کار — رُسته نه گردم بجز آن رستگار
نے بهوا گفت اگر راز گفت — کانچه بگفتند بدو باز گفت
ماه ز سیرش اثرے یافته — تاب نیاورده بشگافته
گرچه شب چاردهم راست مه — چاردہ مه خوانَدش نه بل چارده
ابرو و مژگان قلم و نون بهم — صورتِ او سورهٔ نون والقلم
اُمّیِ دانا که بعلم فزون — رانده قلم بر ورقِ کاف ونون
بے خط و قرطاس بعلمِ ازل — مشکلِ لوح و قلمش کرده حل
چون قلم اندازهٔ علمش نداشت — علم بدل کرد و قلم را گذاشت
اعلم و حاذق بوجود و عدم — افصح و صادق ز عرب تا عجم
ایکه نبی گفته او گفته‌ٔ — مُرده توان گفت اگر خفته‌ٔ
هست نبی گر سخنِ آن بشر — تو بشرے نیز بگوئی دگر
انچه دل از یک نقطش کم بود — کے بجدِ فکرتِ مردم بود
دور شو از حجتِ غیبت بدور — کین همه گفت آنکه بدانند حضور
سخت ترین کفر که اعراب داشت — غیر براهین نشدستند راست
مدتِ هفصد شد ازو تا بما — تازه تر است این خطِ والا بما
گر بگزافی بدے این ره بپاے — او شد و این نیز نماندے بجاے
هرچه نه آثار خدائے دهد — کے بهمه وقت روائے دهد
اینت شهے کو ز جهان بست بار — دولتِ او تا به ابد پاے دار
بار خدایا بحقِ آن رسولؐ — کین سخنِ چند کن از ما قبول

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے زمزمے تو سن لیے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی آہ دردانگیز بھی سن لیجئے وہو ہذا۔

نظم جامی رحمۃ اللہ علیہ

ز مہجوری برآمد جانِ عالم — ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی — ز محرومان چرا فارغ نشینی
ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
برون آور سر از بردِ یمانی — کہ روے تست صبح زندگانی
شبِ اندوہِ ما را روز گردان — ز رویت روزِ ما فیروز گردان
بہ تن در پوش عنبر بوے جامہ — بسر بربند کافوری عمامہ
فرود آویز از سر گیسوان را — فگن سایہ بپا سروِ روان را
ادیمِ طائفی نعلینِ پا کن — شراک از رشتۂ جانہاے ما کن
جہانے دیدہ کردہ فرشِ راہند — چو فرش اقبال پابوسِ تو خواہند
ز حجرہ پاے در صحنِ حرم نہ — بفرقِ خاکِ رہ بوسان قدم نہ
بدہ دستے ز پا افتادگان را — بکن دلدارئے دل دادگان را
اگرچہ غرق دریاے گناہیم — فتادہ خشک لب بر خاکِ راہیم
تو ابرِ رحمتی آن بہ کہ گاہے — کنی بر حالِ لب خشکان نگاہے
خوشا کز گردِ رہ سویت رسیدیم — بدیدہ گرد از کویت کشیدیم
بہ مسجد سجدۂ شکرانہ کردیم — چراغت را ز جان پروانہ کردیم
بگردِ روضہ ات گشتیم گستاخ — دلم چون پنجرہ سوراخ سوراخ
زدیم از اشکِ ابرِ چشمِ بیخواب — حریمِ آستانِ روضہ ات آب
گہے رُفتیم زان ساحت غبارے — گہے چیدیم زو خاشاک و خارے

ازان نورِ سوادِ دیدہ دادیم — وزان بر ریشِ دل مرہم نہادیم

بسوے منبرت رہ برگرفتیم — زچہرہ پایہ اش در زر گرفتیم

زمحرابت بسجدہ کام جستیم — قدم گاہت بخونِ دیدہ شستیم

بپاے ہر ستون قد راست کردیم — مقامِ راستان درخواست کردیم

زداغِ آرزویت با دلِ خوش — زدیم از دل بہر قندیل آتش

کنون گرتن نہ خاک آن حریم است — بحمد اللہ کہ جان آنجا مقیم است

بخود درماندہ ام از نفسِ خودراے — بہ بین درماندۂ چندین بہ بخشاے

اگر نبود چو لطفت دستیارے — زدستِ ما نیاید ہیچ کارے

قضا می افگند از راہ مارا — خدارا از خدا درخواہ مارا

چو ہولِ روزِ رستاخیز خیزد — بہ آتش آبروئے ما نہ ریزد

کند با اینہمہ گمراہی ما — ترا اذنِ شفاعت خواہی ما

چو چوگان سرفگندہ اوری روے — بمیدانِ شفاعت امتی گوے

بحُسنِ اہتمامت کار جامی — طفیلِ دیگران یابد تمامی

عشاق کے نالے عشاق کی آہین عشاق کے زمزمے یہ ہین جو ہجر کی راتون مین آلاپ رہے ہین اور شبِ فرقت سحر ہونے کا نام ہی نہین لیتی **عشاق** کی آشفتگی جتنی بڑھے کثرت حسن کی زیادتی پر دلیل روشن ہے نبوت کا ادب زبان کھولنے کی اجازت نہین دیتا ورنہ حضرت یوسف علی نبینا و علیہ السلام کے حسن کی روایتین بھی کتب سیر مین موجود ہین ہم مسلمان ہین سب انبیا پر ایمان لائے ہین خدانخواستہ باشد کسی کی طرف سے سوء عقیدت نہین مگر دل ہمارے اختیار مین نہین ہے

ہمہ شہر پر ز خوبان منم و خیالِ ماہے — چکنم کہ چشمِ بد خو نکند بکس نگاہے

محمد عربی کابروے ہر دو سرا است — کسے کہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او

خود آدم علیہ السلام کا جمال آپ کے نور مبارک کی ایک جھلک تھی ؎

آدم میں اگر جلوۂ جانا نہ ہوتا	مسجود ملائک کوئی بیگانہ نہ ہوتا

دنیا میں اوّل زراعت گندم کی ہوئی جبریلؑ نے حضرت آدمؑ کو زراعت کا طریقہ بتایا

روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گندم کی ایک تھیلی لیکر آئے حضرت آدمؑ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبریلؑ نے کہا یہ وہی چیز ہے جس نے تمکو جنت سے نکالا ہے آدمؑ نے کہا کہ پھر مین اس کا کیا کرون جبریلؑ نے کہا اسے زمین مین بکھیر دو آدمؑ نے وہ سب گندم زمین مین بکھیر دئے اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اونکو اوسی وقت اُگا دیا۔ پھر حضرت آدمؑ نے اونہین کاٹا اور جمع کیا اور اون کی مالش کر کے ہوا مین خشک کیا اور پھر اُنہین پیسکر گوندھا اور روٹی پکائی یہ سب باتین اونکو جبریلؑ نے بتائی تھین اور جبریلؑ نے اونکے لئے پتھر اور لوہا بھی اکھٹا کر دیا تھا پھر جب پتھر اور لوہے کو آپس مین رگڑا اور ضرب دی تو اوسمین سے آگ نکلی پھر جبریلؑ نے اونہین زراعت کا پورا کام سکھایا اونکو ایک بیل لا کر دیا جس سے وہ کھیتی کیا کرتے تھے مفسرین کہتے ہین کہ یہی وہ شقا ہے (یعنی محنت) کہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی کتاب پاک مین فرمایا ہے فَلَا یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّۃِ فَتَشْقٰی ترجمہ تو ایسا نہ ہو کہ شیطان تم دونون کو بہشت سے باہر کرا وے پھر تم دونون محنت اور سختی مین پھنس جاؤ۔

حضرت آدم علیہ السلام کا حج اور توبہ کرنا

اللہ تعالےٰ شانہ نے آدم کو پہاڑ سے نیچے اُتارا اور اونکو زمین اور زمین کی سب چیزون کا مالک اور بادشاہ کر دیا دد و دام اور چرند پرند وغیرہم جو زمین پر رہتے تھے سب انکی ضرورتون اور خدمتون کے لئے ان کو دیدیے گئے مگر آدمؑ کا دل ان چیزون سے خوش نہ ہوا آدمؑ نے

پروردگار سے عرض کی کہ اے پروردگار کیا میرے سوا اس دنیا مین تیری تسبیح پڑھنے والا کوئی اور نہین ہے۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا کہ مین تیری صلب سے ایسے لوگ پیدا کرونگا جو میری تسبیح اور تحمید کرینگے اور مین زمین پر ایسے مکانات بنواؤنگا جن مین میرے ذکر کی آوازین بلند ہونگی اور ایک مکان مین ایسا بناؤنگا جسے اپنی عظمت وجلال کے لئے خاص کرلونگا اور اوسکا نام اپنے نام پر **بیت اللہ** رکھونگا اور اوس کو دارالامن قرار دونگا اور اوسکی چار حدین مقرر کرونگا کہ اون حدود کے اندر جو آجائیگا وہ امن مین رہیگا اور جو کوئی میرے لئے اوسکی عظمت اور بزرگی کریگا وہ میری بخشش اور نوازش کا مستحق ہوگا اور جو شخص وہان کے رہنے والون کو خوف مین ڈالیگا اور ایذا پہونچائیگا وہ میرے ذمہ سے خارج ہوجائیگا اور میری حرمت کا ضائع کرنے والا ہوگا وہ آدمیون کے لئے سب سے پہلا **بیت** ہوگا اور جو شخص خاص اوسکی ہی زیارت کو آئیگا اور اوسکی زیارت کے سوا اور غرض نہ ہوگی وہ گویا میرے ہی پاس آئیگا اور میری زیارت کریگا اور میرا مہمان ہوگا اور مین کریم ہون مجھ پر یہ بات لازم ہوگی کہ مین اوسکا اکرام کرون اور اوسکی حاجتین پوری کرون اے **آدم** جب تک تو جیتا رہیگا اوسے بنایا کریگا اور جب تو مرجائیگا تو تیری نسل سے قومین اور گروہ اور انبیا اُمّۃً بعد اُمّۃٍ پیدا ہوتے رہین گے وہ اوسے بناتے رہین گے پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے آدم کو حکم دیا کہ وہ **بیت الحرام** کو جائے اور یہ بیت الحرام جنت سے ایک ہی یاقوت کا اور بعض روایت مین ہے کہ ایک ہی موتی کا بنا ہوا آیا تھا۔ اور اوس وقت تک دنیا مین تھا۔ جب تک کہ حضرت نوحؑ کے طوفان مین اون کی قوم نہ ڈوبی تھی اوس کے بعد وہ آسمان پر اوٹھا لیا گیا۔ اور اوسکی بنیاد باقی رہگئی۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توفیق دی۔ اونھون نے اسکو بنایا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام یہان آئے حج کیا اور توبہ کی اور وہ اپنی خطا پر اور جنت کی نعمتون کے فوت پر دوسو برس تک روتے رہے اور چالیس روز اس غم مین کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور سو برس تک اسی غم مین آدم و حوا ملے نہین اسکے بعد آدمؑ نے بیت الحرام کا حج کیا اور وہ کلمات جو پروردگار سے

انہین سکھائے تھے دعا کے طور پر عرض کئے تو دعا قبول ہوئی اور خطا معاف ہوئی وہ دعا یہ ہے
رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ط
ترجمہ اے رب ہمارے ہم نے اپنے آپ کو خود تباہ کیا اگر تو ہماری خطا نہ معاف کریگا اور رحم نفرمائیگا
تو ہم بالکل برباد ہو جاینگے - اِس دعا مین جو اکیلے آدم علیہ السلام نے بصیغۂ جمع مانگی ہے اپنی
سب ذریات کو بھی شریک کر لیا ہے باپ کو اپنی اولاد پر ایسی ہی شفقت چاہئے علیہ السلام -

حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے اونکی ذرّیات کی ارواح کا اخراج اور اون سے میثاق لینا

حضرت سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے ذریت آدمؑ سے عرفہ کے مقام پر نعمان مین میثاق لیا اور جس قدر اونکی ذریت قیامت تک پیدا ہوتی رہیگی سب کو اونکی پشت سے نکالا اور اونکے سامنے ذرہ ہاے ریگ بیابان کی طرح پھیلا دیا پھر اون سے یون ارشاد فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ آیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون سب روحون نے باتفاق عرض کیا بَلٰی یعنی ہان تو ہمارا پروردگار ہے یہ بَلٰی نفی کی اثبات کرتا ہے یعنی پروردگار نے فرمایا کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون اوس کے جواب مین ذریات آدمؑ نے عرض کیا کہ نہین تو ضرور ہمارا پروردگار ہے اگر نعم کہتے تو اوسکے یہ معنی ہوتے کہ ہان تو ہمارا پروردگار نہین ہے یہ جو اوپر گذرا بلاغت کا جواب ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ بھی روایت آئی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اون سے موضع وحنا مین میثاق لیا - اور سدی نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جب آدمؑ کو جنت سے نکالا مگر ابھی اُسے آسمان سے زمین پر نہین پھینکا تھا کہ اوسکی پیٹھ کی دائین طرف ہاتھ پھیرا اور اوسکی اولاد کو نکالا وہ سفید ذرون کی طرح ایسے تھے جیسے موتی ہوتے ہین پھر کہا کہ میری رحمت کے ساتھ تم جنت مین داخل ہو - پھر اوس کی پیٹھ کی بائین طرف مسح کیا اور اوس طرف سے جو ذرّیت نکلی اونکے رنگ سیاہ تھے اونکو حکم ہوا

کہ تم آگ مین جاؤ یہی لوگ ہین جنہین قرآن پاک مین اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال فرمایا ہے یعنی داہئین ہاتھ والے اور باہئین ہاتھ والے پھر اون سے میثاق اور وعدہ لیا کہ دنیا مین جاکر تیری عبادت کرینگے پس جو لوگ یہان آکر اپنے میثاق پر قائم رہے وہی اصحاب الیمین ہین اور جن لوگون نے اوس عہد کو توڑا وہ اصحاب الشمال ہین یعنی باہئین ہاتھ والے۔

دنیا مین عہد آدمؑ کے حادثات

آدم علیہ السلام کی اولاد مین سے جس نے سب سے پہلے خون ریزی کی وہ قابیل بن آدم ہے اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرڈالا اہل تاریخ لکھتے ہین کہ اسکا علوق جنت مین ہوا اور اس دنیا مین وضع حمل ہوا اسلئے حضرت حوا کو ایام حمل مین کوئی اثر حمل کا جیسا کہ اب عورات بار دار کو ہوتا ہے نہ ہوا کھانے کی چیزون مین سے نہ کسی سے رغبت نہ کسی سے نفرت اور نہ ولادت کے وقت دردزہ ہوا اور نہ رحم سے کسی قسم کی آلائش خارج ہوئی اور یہ بات جنت کی طہارت کے سبب سے تھی قابیل اور اوسکی ایک بہن توام پیدا ہوئی تھی اس لڑکی کا نام اقلیما تھا یہہ بہت خوبصورت تھی پھر جب زمین پر آکر حضرت حوا علیہا السلام باردار ہوئین تو پھر دو لڑکے توام پیدا ہوئے ہابیل اور اوسکی بہن اور اس ولادت مین وہ سب آثار ظاہر ہوئے جو عورات باردار کو اب ہوتے ہین ارباب روایت کہتے ہین کہ حضرت حوا کو ہر حمل مین ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوا کرتے تھے کل اولاد ان کی چالیس لڑکے لڑکیان تھین عمر بھر مین ان کو بیس حمل ہوئے اور اوس وقت کی شریعت یہ تھی کہ وہ لڑکی جو لڑکے کے ساتھ پیدا ہوتی تھی وہ اوس پر حرام ہوتی تھی سگی بہن کی طرح اوسکو چھوڑ کر ہر لڑکا ہر لڑکی سے نکاح کرسکتا تھا اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ اوسوقت سوائے ان لڑکیون کے دنیا بھر مین لڑکیان نہ تھین۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے قابیل کو حکم دیا کہ تو ہابیل کی توام بہن سے نکاح کرلے اور ہابیل کو حکم دیا کہ تو قابیل کی توام بہن سے نکاح کرلے اور آدم کہین چلے گئے تھے اور جاتے وقت آسمان سے کہتے گئے۔

کہ تو میرے بچون کی حفاظت کیجیو آسمان نے انکار کیا تو آدمؑ نے زمین سے کہا اوسنے بھی
انکار کیا تو پہاڑون سے کہا تو پہاڑون نے بھی انکار کیا پھر آپ نے اپنے بیٹے قابیل سے کہا اوسنے
کہا اچھا تو جا اور لوٹ کر آئیگا تو ایسی حالت پائیگا کہ اوس سے تو خوش ہوگا پھر حضرت آدمؑ
چلے گئے تو اون کے جانے کے بعد وہ واقعہ جانکاہ ہوا جسکا ذکر آگے آنے والا ہے۔ اور
ارباب تواریخ نے اِس آیت کی شان نزول اسی واقعہ کی طرف پھیر دی ہے قال اللہ تعالےٰ
شانہٗ وَاِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ الخ ترجمہ
ہم نے اِس ذمہ داری کو جواب انسان پر ہے آسمان پر اور زمین پر اور پہاڑون پر پیش کیا اور یہ بوجھ
اون پر لادنا چاہا تو اونھون نے اس کے اوٹھانے سے انکار کیا اور اوس سے ڈر گئے اور آدمی
نے بے تامل اوسے اوٹھا لیا درحقیقت وہ اپنے حق مین بڑا ہی ظالم تھا اور اسکے علاوہ وہ بڑا ہی
نادان بھی تھا **مذہب اہل تفسیر** کا اس آیت کے نزول مین یہ ہے کہ مراد **امانت** سے وہ
طاعتین ہین جن کو اللہ تعالےٰ شانہ نے فرض کیا ہے اپنے بندون پر پیش کیا اونکو اللہ تعالیٰ شانہٗ
نے آسمانون اور زمینون اور پہاڑون پر کہ وہ جب اداکرین اونکو تو ثواب دے اونکو پروردگار اور
اگر ضایع کرین اونکو تو عذاب کرے اونکو۔ یہ قول ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا
اور ابن مسعودؓ کہتے ہین کہ امانت سے مراد نمازین ہین اور اداے زکوٰۃ اور ماہ رمضان کے
روزے اور حج کرنا بیت اللہ کا اور سچی بات اور ادا کرنا دین کا اور عدل کرنا نپانے اور ترازو مین
اور اشد ان سب سے **امانتین** ہین کہ جون کی تون ادا کی جائین۔ اور مجاہد کہتے ہین کہ امانت
فرائض اور حدود دین کی ہین۔ اور ابو العالیہ نے کہا کہ امانتین وہ چیزین ہین کہ حکم ہوا اون کے
کرنے کا اور منع کئے گئے اونکے کرنے سے۔ اور کہا زید بن اسلم نے وہ روزہ ہے اور غسل جنابت
اور جو کچھ کہ پوشیدہ ہے شرایع سے۔ اور کہا عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے کہ اوّل جو پیدا کیا
اللہ تعالےٰ شانہ نے انسان مین وہ فرج ہے یعنی اوسکا ستر اور کہی یہ بات کہ امانت رکھی مین نے
تم دونون کے پاس یعنی مرد و عورت کے پاس پس فرج امانت ہے اور کان امانت ہین اور آنکھین

امانت ہین اور ہاتھ امانت ہین اور پاؤن امانت ہین وَلَا اِیمانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ یعنی جن جن چیزون کے لئے یہ اعضا پیدا کئے ہین اونہین بین صرف کرین بے محل صرف کرنا خیانت ہے مثلاً فرج ہے اسے زنا سے بچائے ہر مرد عورت۔ زبان ہے اس سے اللہ کا ذکر کرے اور دروغ غیبت دشنام وغیرہم سے روکے۔ کان ہین ان سے اچھی اور پاک باتین سنے۔ ہاتھ ہین ان سے سخاوت کرے غریبون محتاجون کی دستگیری کرے۔ پاؤن ہین ان سے مسجدون مین جائے تمام تمام رات نماز مین کھڑا رہے پیادہ پا حج کو جائے۔ آنکھین ہین ان سے نامحرم عورات کو نہ دیکھے ان سے مصحف مجید پڑھے اور کتب وظائف و دینیہ مطالعہ کرے۔ پس ان امانتون مین سے جس نے خیانت کی اوسکا ایمان ضعیف ہے۔ اور کہا بعض علماء نے کہ وہ امانتین لوگون کی امانتین ہین جو ایک دوسرے کے پاس رکھواتے ہین اور وفا کرنا عہدون کا ہے پس حق ہے مومن پر کہ نہ دغابازی کرے مومن سے اور نہ ذمّی سے کسی تھوڑی چیز مین یا بہت مین اور اہل اسرار کہتے ہین کہ اوس امانت سے مراد حضرت خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نور پاک ہے حافظؒ ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

واللہ اعلم بالصواب **الغرض** پھر جب حضرت آدمؑ نے قابیل اور ہابیل سے اونکی بہنون کے نکاح کے لئے وہ بات کہی جسکا بیان اوپر ہوچکا ہے۔ تو ہابیل نے اوسے تسلیم کر لیا مگر قابیل نے اوسے نہ مانا اور ہابیل کی بہن سے اوس نے کراہت کی اور اپنی بہن کا نکاح اوس کے ساتھ ناپسند کیا۔ بعض اہل علم کا بیان ہے کہ قابیل کی بہن بہت زیادہ جمیلہ تھی اس لئے اوس نے اوسکا جدا کرنا ناپسند کیا آدم نے کہا کہ اے بیٹے وہ تیرے لئے حلال نہین ہے مگر اوس نے اپنے باپ کا کہنا نہ مانا آخر کو آدم علیہ السلام نے یہ تصفیہ کیا کہ تم دونون الگ الگ قربانیان کرو اللہ تعالٰے شانہ جس کی قربانی قبول فرمالے وہی اس کا حقدار سمجھا جائیگا۔ قابیل کاشتکاری کرتا تھا اور ہابیل مویشی چراتا تھا اس لئے قابیل نے قربانی کے واسطے گیہون چڑھائے۔ اور ہابیل نے

اپنی بکریوں میں سے اچھے اچھے بکرے قربان کئے اور بعض نے یہ بھی کہا ہے اور اُسنے گائے
کی قربانی کی اس پر اللہ تعالےٰ شانہ نے ایک سپید آگ بھیجی اور اوس نے ہابیل کی قربانی کو کھا لیا۔
یعنی جلا ڈالا اور یہی قاعدہ قربانی کے قبول کرنے کا پروردگار تعالےٰ نے مقرر کیا تھا جس کی قربانی کو
یہ آگ جلا دیتی تو سمجھا جاتا کہ اس کی قربانی قبول ہوئی اور جس کی قربانی پڑی رہتی آگ اوسے
نہ چھوتی تو سمجھا جاتا کہ یہ اپنے دعوے میں سچا نہیں ہے لہذا اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔
پھر جب اللہ تعالےٰ شانہ نے ہابیل کی قربانی قبول کر لی جسمیں یہ حکم تھا کہ ہابیل کو قابیل کی
بہن بیاہ دی جائے تو قابیل کو غصہ آیا اور وہ غرور میں بھر گیا اور شیطان اوسپر سوار ہوا۔ ہابیل
سے بولا کہ میں تجھے قتل کرونگا تاکہ تو میری بہن سے نکاح نہ کر سکے۔ ہابیل نے جواب دیا اِنَّمَا
یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ لَئِنْ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا
بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ترجمہ سوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ قبول
کرتا ہے متقین سے اگر تو دراز کریگا میرے قتل کو اپنا ہاتھ میں اپنا ہاتھ تیری طرف نہ دراز کرونگا
پھر وہ ہابیل کی گھات میں لگا رہا جب وہ اپنی بکریوں کے گلے میں سو رہا تھا تو قابیل نے ایک
بڑا پتھر اوٹھا کر ہابیل کے سر پر پٹک دیا وہ غریب مر گیا دنیا میں یہ پہلا قتل ہے کہ عورت کیواسطے
سگے بھائی نے اپنے بھائی کو مار ڈالا جب وہ قتل ہو چکا تو قابیل اپنے مقتول بھائی کی لاش کو
اِدھر اُدھر لئے پھرتا تھا اور اوسکو کچھ نہ معلوم تھا کہ اسکو نظر خلق سے کیونکر چھپا لے۔ آخر کو
اللہ تعالےٰ شانہ نے دو کوے بھیجے کہ ایک نے دوسرے کو مار ڈالا اور پنجوں سے زمین کو کھود کر
داب دیا قابیل نے اِس واقعہ کو دیکھکر اپنے دل میں افسوس کیا اور کہا کہ افسوس ہے کہ میں
کوے سے بھی بدتر ہوں اوسی طرح اس نے زمین کھود کر اپنے بھائی کو دفن کر دیا۔ آدم
علیہ السلام کے پاس اللہ تعالےٰ شانہ کا حکم پہونچا کہ ہابیل کے قصاص میں قابیل کو قتل کرنا
چاہیئے قابیل نے جو یہ حکم سنا وہ بھاگا اور ملک یمن میں جاکر آباد ہوا اور آتش پرستی اختیار کی
اسکے مطلب یہ ہیں کہ اوس زمین پر آباد ہوئے جو اب ملک یمن کے نام سے مشہور ہے اور

آتش پرستی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے جلانے کو اللہ تعالےٰ شانہٗ کی طرف سے آگ ہی آیا کرتی تھی اوسی کو معبود قرار دیا اور اس پرستش مین اوس دشمن توحید ابلیس کا بھی مشورہ تھا۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم ؑ نے ہابیل کے قتل کے غم مین دو شعر کہے جن کا ترجمہ عربی زبان مین یہ ہے **قطعہ**

تَغَیَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَیْهَا	فَوَجْهُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِیْحٌ
تَغَیَّرَ کُلُّ ذِیْ طَعْمٍ وَلَوْنٍ	وَقَلَّ بَشَاشَۃُ الْوَجْهِ الْمَلِیْحِ

ترجمہ دنیا اور جو دنیا مین رہتے ہین وہ سب بدل گئے۔ جس سے تمام روے زمین غبار آلود اور قباحت آمیز نظر آنے لگا ۰۰ اور ہر رنگ اور ہر مزہ دار چیز مین تغیر و تبدل آگیا۔ اور چہرہ پر جو ملاحت آمیز بشاشت تھی وہ کم ہو گئی ۰

حضرت آدم ؑ دنیا کے بادشاہ اور نبی مرسل تھے پیغمبرونکی فہرس مین پہلا نام انہین کا ہے

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام دنیا کے بادشاہ بھی تھے اور اپنی اولاد کے واسطے اللہ کی طرف سے نبی اور رسول ہو کر بھی آئے تھے اللہ تعالےٰ شانہٗ نے اونپر اکیس [۲۱] صحیفے نازل کئے تھے اور حضرت آدم ؑ نے اپنے ہاتھ سے اونہین لکھا تھا اور جبریل ؑ نے اونہین لکھنا بتایا تھا حضرت ابوذر ؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت ؐ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاؑ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین ابوذر ؓ کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ یارسول اللہ انمین سے رسول کتنے ہین فرمایا کہ بہت کثرت سے ہین یعنی تین سو تیرہ (۳۱۳) مین نے پوچھا کہ اونمین اوّل کون ہے فرمایا حضرت آدم ؑ۔ ابوذر کہتے ہین کہ مین نے پوچھا یارسول ؐ اللہ کیا وہ نبی ؑ مرسل ہین فرمایا ہان اللہ تعالےٰ نے اونہین اپنے ہاتھ سے بنایا اور اونہین اپنی روح ڈالی اور اونہین پر مُردہ اور خون اور سور کے گوشت کی تحریم کا سب سے پہلے

حکم نازل ہوا ہے اور الف با تا کے سب حروف اور اکیس ۲۱ صحیفے بھی اون پر آئے ہین -

حضرت شیث کی ولادت علی نبینا وعلیہ السلام

جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی تھی اور ہابیل کے قتل کو پانچ برس گذر چکے تھے کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور روایت ہے کہ یہ تنہا پیدا ہوئے اور شیث کے معنی ہین اللہ کی بخشش اس سے یہ مطلب سمجھا گیا کہ وہ ہابیل کے بعد پیدا ہوئے یعنی اللہ تعالے لہ شانہ نے آدم کو ہابیل کا نعم البدل عطا فرمایا یہ بہت خوبصورت اور نہایت دانشمند تھے اور یہی حضرت آدم علیہ السلام کے وصی ہین جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو اونہون نے شیث کو اپنا ولی عہد کیا اور اونہین دن رات کی ساعتین بتائین اور ہر ساعت مین جو عبادت خلوت مین کرنے کی تھی وہ بتائی اور یہ بھی بتایا کہ طوفان آئیگا اور آدم کے بعد وہ رئیس ہونگے اللہ تعالے لہ شانہ نے اونپر پچاس صحیفے نازل فرمائے اور اب جتنے آدمی ہین اونکا نسب انہین سے ملتا ہے کہتے ہین کہ حضرت آدم علیہ السلام گیارہ روز بیمار رہے اور اپنے بیٹے شیث کو وصی بنایا اور اون سے کہا کہ قابیل اور اوسکی اولاد سے اس بات کو مخفی رکھے کیونکہ جب حضرت آدم نے ہابیل کو علم دینے کے لئے مخصوص کیا تھا تو اوسنے اوسے مار ڈالا تھا اس لئے حضرت شیث اور اونکی اولاد نے وہ علم چھپائے رکھا جو اونہین ملا تھا - اور قابیل اور اوسکی اولاد کے پاس وہ علم نہ تھا کہ جس سے وہ منتفع ہوتے - ابن اسحاق نے یحیی ابن اعباد سے اور اوس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ جب حضرت آدم کا انتقال ہوا تو اللہ تعالے لہ شانہ نے اون کے لئے کفن اور حنوط جنت سے بھیجے پھر فرشتے اونکی قبر بنانے اور دفن کرنے کے لئے مقرر کئے گئے اور اونہین قبر مین چھپا دیا روایت ہے کہ جب حوا نے فرشتون کو دیکھا تو وہ دوڑین کہ جلدی سے اندر آجائین حضرت آدم نے کہا کہ میرے پاس سے اور میرے رسولون کے پاس سے ہٹ جا جو واقعات اور مصائب مجھ پر پڑے ہین وہ سب تیرے ہی سبب سے

ہوئے ہین پھر جب روح قبض ہوگئی تو اونہین بیر کے پانی سے غسل دیا یہ وہی بیر ہے کہ جو جنت کے بیر کا تخم ہے اور وہ بہت خوشبودار تھا تین بار حضرت آدمؑ کو غسل دیا اور تین ہی کپڑون کا کفن دیا پھر قبر کھودی اور اونہین دفن کر دیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہین کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے انتقال کیا تو شیثؑ نے جبرئیلؑ سے کہا کہ تو نماز پڑھا جبریلؑ نے کہا کہ تو آگے ہو اور اپنے باپ پر نماز پڑھ تو اونہون نے تیس تکبیرین کہین پانچ تو یہی ہین جو نماز مین ہوتی ہین اور پچیس حضرت آدمؑ کی فضیلت سے تھین روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جبل ابوقبیس کے غار مین دفن کئے گئے تھے جسے غار الکبیر کہتے ہین اور روایت مین ہے کہ جب حضرت نوح اپنی کشتی سے نکلے تو اونہون نے حضرت آدمؑ کے تابوت کو جو اپنی کشتی پر رکھ لیا تھا بیت المقدس مین دفن کر دیا اور وفات آدم علیہ السلام کی جمعہ کے روز ہوئی اور حضرت حوا علیہا السلام انکے بعد ایک برس تک زندہ رہین کہتے ہین کہ حضرت حوا چرخہ کاتا کرتی تھین اور بنا بھی کرتی تھین اور آٹا گھوندھتی تھین روٹی پکاتی تھین اور جتنے کام عورتین کرتی ہین وہ سب کرتی تھین بعد انتقال حضرت آدم علیہ السلام کے حضرت **شیثؑ** اونکے مستقل جانشین مقرر ہوئے۔ کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ مکہ معظمہ مین رہا کرتے تھے اور اپنے انتقال تک اوسکا برابر حج و عمرہ کیا کرتے تھے اور صحیفے کہ اون پر اور حضرت آدمؑ پر اوترے تھے حضرت شیثؑ نے خود اون سب کو جمع کر لیا تھا اور جو اونمین احکام تھے اونہین پر عمل کیا کرتے تھے اور اونہون نے کعبہ آدمؑ کے اوٹھ جانیکے بعد اوسی بنیاد پر پتھر اور مٹی سے بنایا تھا حضرت **شیث** جب بیمار ہوئے تو اونہون نے اپنے بیٹے **انوش** کو اپنا وصی بنایا اور جوار رحمت حق مین آسودہ ہوئے اور اپنے باپ مان کے پاس غار ابوقبیس مین دفن کئے گئے اور جب آدم علیہ السلام کی عمر دوسو پینتیس ٢٣٥ برس کی تھی تو یہ پیدا ہوئے تھے اور ان کی عمر ان کے انتقال کے وقت نوسو بارہ ٩١٢ برس کی تھی۔

حضرت انوش کی کیفیت

جب حضرت شیثؑ نے دنیا سے رحلت کی تو انوش بن شیث اپنے باپ کے جانشین ریاست ہوئے اور ملک داری اور رعایا کا انتظام کرنے لگے اور پہلے قواعد مین کوئی تغیر و تبدیل نہ کی اور انوش کی عمر کل سات سَو پانچ برس کی ہوئی اور یہ اوس وقت پیدا ہوئے تھے جبکہ حضرت شیثؑ کی عمر کے چھ سَو پانچ برس گذر چکے تھے توریت والون نے ایسا ہی بیان کیا ہے اور ابن عباسؓ کہتے ہین کہ انوش وغیرہ بہت سے بچے حضرت شیث علیہ السلام کے پیدا ہوئے تھے مگر اونہون نے انوش کو مقرر کیا تھا۔ پھر انوش بن شیث کے اوس کی بہن نعمہ بنت شیث کے بطن سے جبکہ اوسکی عمر نوّے برس کی ہو گئی تھی قینان اور بہت سے بچے پیدا ہوئے اور انوش نے قینان کو وصی کیا اور قینان کی مہلائیل اور بہت سی اولاد ہوئی اور مہلائیل کو اُسنے وصی کیا اور مہلائیل کے یرد جسے یارد بھی کہتے ہین اور اَور بہت سے بچے پیدا ہوئے اور یرد وصی کیا گیا اور یرد کے خنوخ جو حضرت ادریسؑ نبی کا نام ہے پیدا ہوئی اور ان کے سوا اور بہت سے بچے پیدا ہوئے مگر ادریسؑ وصی مقرر کئے گئے۔

حضرت شیث علیہ السلام کے عہد کے حوادث جو یرد تک واقع ہوئے

مورخین کا بیان ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اپنے باپ آدمؑ سے یمن کی طرف بھاگا تو اوسکے پاس ابلیس آیا اور اوس سے کہا کہ ہابیل کی قربانی جو مقبول ہوئی تھی اور آگ نے اوسے کھا لیا تھا اوس کا سبب یہ تھا کہ وہ آگ کی خدمت کیا کرتا تھا اور اوسے پوجتا تھا تو بھی آگ کا مقام بنا کہ وہ تیری اور تیری اولاد کی حفاظت و حمایت کرے اِسلیئے اوس نے ایک آتش کدہ بنایا اور یہی سب سے اوّل آگ کا مقام بنانے والا اور اوس کی عبادت کرنیوالا ہے

قابیل کی اولاد اور لہو ولعب

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قین یعنی قابیل نے اپنی بہن بنت آدم سے جس کا نام آشوث تھا نکاح کیا جس سے ایک بیٹا خنوخ بن قین اور ایک بیٹی عذب پیدا ہوئی پھر خنوخ نے عذب سے نکاح کیا اوس سے تین بیٹے عیذ۔ محویل۔ انوشیل اور ایک دختر مولیث پیدا ہوئے پھر انوشیل نے اپنی بہن مولیث سے نکاح کیا اوس سے ایک لڑکا لامک پیدا ہوا لامک نے دو عورتوں سے نکاح کیا ایک کا نام عدی اور دوسری کا صلی تھا پھر عدی کے بطن سے پولس بن لامک ہوا جس نے سب سے اوّل قبہ بنایا اور اوسمین رہا اور مال جمع کیا اور دوسرا بیٹا توبلین پیدا ہوا۔ جس نے سب سے پہلے ونج اور چنگ باجے بجاے اور ایک اور توبلقین پیدا ہوا اس نے پیتل اور لوہے کا کام سب سے پہلے نکالا اور اسی کی اولاد مین فراعنہ اور جبارہ پیدا ہوتے گئے اور یہ لوگ بڑے بڑے جسم والے ہوتے تھے ابن اسحاق کہتا ہے کہ پھر قین کی اولاد منقرض ہو گئی اور اوسکے اعقاب کچھ ہی باقی رہ گئے اور آدم کی ذریت اونکے انساب کو بالکل بھول گئی اور اونکی نسل منقطع ہو گئی صرف حضرت شیث پیغمبر علیہ السلام ہی کی اولاد رہ گئی اب جس قدر آدمی ہین وہ سب اوسی سے ہین سواے حضرت شیث علیہ السلام کے اور کسی پسر آدم کی اولاد باقی نہین رہی۔

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام یرد کے بیٹے تھے اور یرد مہلائیل کا بیٹا تھا ایک نام حضرت ادریسؑ کا خنوخ بھی ہے اور یونانی حکما انہین ہرمس حکیم کہتے ہین بنی آدم مین یہ پہلے شخص ہین جو نبی ہوئے ہین اور قلم سے لکھنے کا قاعدہ نکالا ہے اور علم نجوم اور علم حساب کے موجد یہی ہین اور یرد حضرت ادریسؑ کے پیدا ہونے کے بعد آٹھ سو ۸۰۰ برس زندہ رہا اور اوس کے بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئین اور اوسکی عمر نوسو باسٹھ ۹۶۲ برس کی ہوئی حضرت ادریس پر تیس ۳۰ صحیفے نازل ہوئے

اور یہی پہلے شخص ہین کہ اللہ کی راہ مین جہاد کیا اور کپڑون کے قطع کرنے اور سینے کا قاعدہ نکالا۔ اور انہین نے قابیل کی اولاد کو قید کیا اور اونہین غلام بنایا اور یہ اپنے باپ یرد کے وصی تھے انہین اوس نے وہ علم عطا کیا تھا جو اوس کے باپ دادون نے اوسے دیا تھا اور جب حضرت آدمؑ کا انتقال ہوا تو حضرت ادریسؑ کی عمر تین سو آٹھ برس کی تھی اور حضرت ادریسؑ نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بُلایا اور اونہین وعظ کہا اور اونہین اللہ کی اطاعت اور شیطان سے نفرت کا حکم دیا اور کہا کہ قابیل کی اولاد سے نہ ملین ایک روایت مین یہ ہے کہ خنوخ ابن یرد یعنی حضرت ادریس نے ہَرانہ یا آذانہ بنت بادیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اوس وقت وہ پینسٹھ برس کے تھے اوس کے بطن سے متوشلخ بن خنوخ پیدا ہوا اور اوس کے پیدا ہونے کے بعد حضرت ادریس تین سو برس دنیا مین رہے پھر آسمان پر چلے گئے اور خنوخ نے اپنی اولاد پر اور اللہ کے کام پر اوسے مقرر کیا اور حضرت ادریس نے اوسے اور اپنی اہل بیت کو وصیت کر دی تھی اور اونہین بتا دیا تھا کہ اللہ تعالےٰ قابیل کی اولاد پر اور جو لوگ اون سے ملین گے اون پر بہت جلد عذاب بھیجے گا اور اون سے کہدیا تھا کہ وہ اون سے نہ ملا کرین صاحب **قصص الانبیا** لکھتے ہین کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا نام زبان عبری مین اخنوخ ہے جب اغواے شیطان لعین سے اولاد قابیل گمراہ ہو کر کفر و شرک مین مبتلا ہوئی یہان تک کہ رسم نکاح موقوف کرکے حرامکاریان شروع کردین تو حق تعالےٰ شانہ نے حضرت ادریسؑ کو نبوت کی شرافت عطا کرکے اونپر بھیجا بہت لوگ اونکی ہدایت سے راہ راست پر آئے اور شقاوت و بدبختی سے نجات پا کر سعادت مند ہوئے اور جو قساوت قلبی کے سبب سے کفر و شرک کے خوگر ہو گئے تھے اونکے دلون پر حضرت ادریس کے وعظ و پند کا کچھ اثر نہوا۔ ؎

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ | بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

آپ لوگون کو توحید اور عدالت اور عبادت کی راہ پر دعوت کرتے تھے اور نماز اور روزے اونکی شریعت مین مقرر تھے اور زکوٰۃ مال اور غسل جنابت کا حکم کرتے تھے اور خود حضرت ادریسؑ

اتنی عبادت کرتے تھے کہ ہر روز بارہ ہزار [۱۲۰۰۰] تسبیح کہتے اور فرشتے اونکی صحبت مین آتے جاتے تھے اور اعمال صالحہ اور افعال حسنہ اونکے تمام مخلوق کی عبادت کے برابر آسمان پر لیجاتے تھے جب حضرت عزرائیلؑ نے یہ حال دریافت کیا تو اون کو حضرت ادریس علیہ السلام کے دیکھنے کا شوق ہوا پروردگار تعالےٰ شانہ سے اجازت لیکر وہ اُنکے پاس آئے اور اُن کی صحبت مین رہے حضرت ادریسؑ نے دیکھا کہ یہ شخص نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے شاید فرشتہ ہے جب حضرت ادریس علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا کہ ملک الموت ہے تو حضرت ادریس نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ شربت موت کا تم مجھ کو چکھاؤ حضرت عزرائیلؑ نے خالق زمین و آسمان سے عرض کیا اور اجازت لیکر اونکی روح کو قبض کیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر اونکی روح مبارک کو اونکے قالب مین ڈال دیا پھر حضرت ادریسؑ نے فرمایا کہ مجھکو بہشت اور دوزخ دیکھنے کا شوق بدرجۂ کمال ہے حضرت عزرائیلؑ نے خدا کے حکم سے اونکو اپنے پرون پر بٹھا کر اوّل دوزخ کی سیر کرائی اور پھر جنت و خلد کی بہار دکھائی جب یہ سیر جنت سے فارغ ہوئے تو حضرت عزرائیلؑ نے تقاضا کیا کہ تشریف لیچلئے حضرت ادریسؑ تو قانون الٰہی سے واقف تھے ایک درخت کے ٹہنے کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ جب تک بہشت و دوزخ کا پیدا کرنے والا مجھے اس مکان سے نہ نکالیگا مین ہرگز نہ نکلون گا حق تعالےٰ شانہ نے ایک فرشتے کو ان کے فیصلہ کے واسطے بھیجا حضرت عزرائیلؑ نے سب حالات بیان کئے پھر حضرت ادریسؑ نے جواب دیا کہ مین بحکم كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ موت کے زہر کا کڑوا شربت پی چکا اور حسب امر وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا دوزخ مین بھی وارد ہوا اور بہشتیون کو یہ حکم ہے وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنْهَا پھر مین کیونکر بہشت سے باہر جا سکتا ہون صرف عزرائیلؑ کے کہنے سے مین بہشت سے باہر نہ جاؤنگا جب تک حکم خدا نہ پہونچے ندائے غیبی آئی بِاِذْنِيْ اُدْخُلْ وَبِاِذْنِيْ فَعَلَ هٰذَا اليس پھر کیا تھا عمر بھر کے لئے بہشت جائے قرار اونکا ہوگیا۔ حضرت کعبؓ احبار سے روایت ہے کہ مراد اس آیت سے حضرت ادریس علیہ السلام کا قصہ ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا

علیہا روایت ہے کہ حضرت ادریسؑ پھر بہشت سے باہر آئے اور چھٹے آسمان کے فرشتون کے ساتھ عبادت مین مشغول ہین اور جب تک ارادہ خدا ہے وہین رہین گے حضرت ادریسؑ بہت خوبصورت تھے گندمی رنگ اور قد مبارک مناسب تھا اور اکثر اوقات خاموش رہتے تھے اور چلنے کے وقت نظر مبارک قدمون پر پڑتی علیہ السلام

متوشلخ بن خنوخ یعنی حضرت ادریس علیہ السلام

متوشلخ کے پیدا ہونے کے بعد سے حضرت ادریسؑ تین سو برس دنیا مین رہے پھر آسمان کو چلے گئے اور اپنی اولاد پر اور اللہ کے کامون پر اپنے بیٹے متوشلخ کو مقرر کر گئے اور یہ متوشلخ ہی دنیا مین پہلا آدمی ہے جو گھوڑے پر سوار ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے باپ خنوخ کی طرح جہاد کیا کرتا تھا پھر متوشلخ نے بنت عزازیل بن الوشیل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اور اس وقت وہ ایک سو سینتیس ۱۳۷ برس کا تھا اوسکے بطن سے لمک بن متوشلخ پیدا ہوا اور لمک کے پیدا ہونے کے بعد سات سو برس تک زندہ رہا اور اوسکے بیٹے بیٹیان پیدا ہوئین۔ متوشلخ کی عمر آٹھ سو سینتیس ۸۳۷ برس کی ہوئی پھر وہ مرگیا اور اپنے بیٹے لمک کو وصی کرگیا وہ اپنی قوم مین وعظ کرتا اور اونہین قابیلیون کی مخالطت سے منع کرتا رہا اونہون نے نہ مانا یہان تک کہ جس قدر لوگ اوسکے ساتھ جبل مین تھے وہ سب اوتر کر چلے گئے اور یہ بھی کہتے ہین کہ متوشلخ کے لمک کے سوا ایک اَور بیٹا بھی تھا جسے صابی کہتے تھے اوس سے صابیون کا نام نکلا ہے۔

حضرت نوحؑ اور اونکی نبوّت اور کشتی

لمک بن متوشلخ نے قینوس بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اور وہ اسوقت ایک سو ستاسی ۱۸۷ برس کا تھا اوس کے بطن سے حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے پھر نوح علیہ السلام کے پیدا ہونے کے بعد لمک پانچ سو پچانوے ۵۹۵ برس جیتا رہا اور اوسکے اَور بھی

بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئیں پھر وہ مرگیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے عزرہ بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اور عمر حضرت نوح علیہ السلام کی اس وقت پانچ سو برس کی تھی اوس کے بطن سے سام - حام - یافث بیٹے پیدا ہوئے اور حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدمؑ کی وفات سے ایک سو چھبیس برس بعد پیدا ہوئے تھے روایت ہے کہ جب حضرت نوحؑ بالغ ہوئے تو اون کے باپ لمک نے اون سے کہا - کہ تجھے معلوم ہے کہ ہمارے سوا اس پہاڑ مین اب کوئی باقی نہین رہا ہے اس لئے تجھے چاہئے کہ تو متوحش نہ ہو اور جو قوم گناہگار ہے اوسکی تبعیت نہ کر اور حضرت اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلاتے اور اونہین وعظ سناتے تھے مگر وہ لوگ اونکو حقیر سمجھتے تھے اور یہ بھی کہتے ہین کہ حضرت نوحؑ بیوراسپ کے زمانہ مین تھے اور یہ لوگ اوسی قوم کے تھے جنہین وہ نوسو برس تک اللہ کی طرف بلاتے رہے جب ایک نسل گذر جاتی تو دوسری نسل اوسی ایک کفر کی ملت پر پیدا ہوجاتی تھی جسکے سبب سے اللہ تعالے شانہ نے اون پر اپنا عذاب نازل کیا - اور کلبی نے ابوصالح کی وساطت سے ابن عباسؓ کا قول بیان کیا ہے کہ لمک سے حضرت نوحؑ پیدا ہوئے اور جب حضرت پیدا ہوئے تو اوس کی عمر بیاسی برس کی تھی اوس زمانہ مین کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ برے کامون سے منع کرے اس لئے اللہ تعالے نے حضرت نوحؑ کو نبی کیا اور اوس وقت یہ چارسو اسی برس کے تھے پھر وہ ایک سو بیس برس تک اونہین دعوت کرتے رہے پھر اللہ تعالی نے اونہین کشتی بنانے کا حکم دیا تو اونہون نے کشتی بنائی اور اوسمین سوار ہوئے اُس وقت وہ چھ سو برس کے تھے پھر جو لوگ غرق ہوئے وہ غرق ہوئے اور یہ اس کشتی کے بعد تین سو پچاس برس زندہ رہے - اور متقدمین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیان دس صدیاں گزری تھین جن مین سب لوگ ملت حق پر چلتے تھے اسکے بعد کفر اوس صدی مین پیدا ہوا جس مین حضرت نوح نبی ہوئے اور اللہ تعالے نے اونہین رسول کیا اور یہی اوّل نبی ہین جو انذار اور دعوت الی التوحید کے لئے سب سے اوّل مبعوث ہوئے ہین یہ قول حضرت ابن عباس اور قتادہ کا ہے -

نوحؑ کی کشتی کا آگے ذکر کرونگا مختصر حال جمشید کا تحریر ہوتا ہے

جمشید کی نسبت علماے فارس کا بیان ہے طہمورث کے بعد جمشید بادشاہ ہوا شید کے معنی نور اور چمک کے ہین اور جم فارسی زبان مین چاند کو کہتے ہین چونکہ یہ بہت خوبصورت تھا اِس لئے نورماہ اسکا نام ہوا اسکا پورا نام جم بن دیوتجہان ہے اور یہ طہمورث کا بھائی ہے کہتے ہین کہ یہ ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا اور سر پر تاج پہنتا تھا جب اس کی عمر کا ایک برس گذرا تو اوسوقت سے اس نے پچاس برس تک برابر تلوارین اور زرہین اور تمام جنگی ہتیار اور آلات صنعت لوہے کے بنوائے اور پچاس برس سے سو برس تک ریشم کا کام کرایا اور اوسی نے کتوایا اور روئی اور کتان اور وہ تمام چیزین جو کاتنے اور بننے کے کام کی ہین اون کا کام کرایا اونہین رنگوایا اور اون سے لباس بنوائے اور سو برس سے پچاس برس تک اوس نے یہ کام کیا کہ آدمیون کے چار طبقے مقرر کئے ایک طبقہ سپاہیون کا دوسرا طبقہ فقہا کا تیسرا طبقہ کاتبون کا اور صناعون کا چوتھا طبقہ کاشتکارون کا اور انہین مین سے خادم بھی بنائے اور ہر کام کے لئے ایک خاتم اور مُہر بھی بنائی کہ وہ اوسی کام کے احکام پر لگائی جاتی تھی جنگ کی مُہر پر لکھا تھا (رفق و مدارات) اور خراج کے خاتم پر لکھا تھا (عمارت و عدل) اور ڈاک اور قاصدون کی مہر پر لکھا تھا (صدق و امانت) اور مظالم کی مُہر پر لکھا تھا (سیاست و انتصاف) اور ان مہرونکا قاعدہ برابر شاہان فارس کے ہان جاری تھا جب وہ مٹے اونکا قاعدہ بھی مٹ گیا پھر وہ ۱۵۰ برس سے دوسو پچاس ۲۵۰ برس تک برابر جنگ مین مصروف رہا اور دشمنون کو ذلیل وخوار کرکے مغلوب کیا اور جن سے یہ لڑا یہ لوگ بڑے سرکش اور شریر النفس تھے لہذا ان کو شیاطین کے لقب سے ملقب کیا اور ۲۵۰ برس سے ۳۱۶ برس تک ان شیاطین سے کام لیا اور اون سے پہاڑون کے پتھر ترشوائے اور سنگ مرمر اور گچ اور چونہ کا کام کرایا اور حمام بنوائے اور سمندر پہاڑ کی کانین کھودائین اور سونا چاندی جواہرات نکلوائے اور وہ تین دریافت کین جو پگھل جاتی ہین اور طرح طرح کی خوشبوئین اور دوائین اون سے منگوائین اور اونہون نے

اوس کے حکم کی تعمیل کی پھر اون سے ایک کاچ کی گاڑی بنوائی اور اون کو اوسمین جوتا اور اون پر سوار ہوا اور اوپر ہی اوپر دنباوند سے بابل تک ایک ہی دن مین چلا گیا یہ دن ہرمز تھا یعنی اس دن کا نام ہرمز تھا اور مہینا فروردین کا تھا اہل فارس کے ہان تیس ۳۰ دن کے تیس نام ہین۔

محمد اکبر ابو العلائی مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ وہ گاڑی کاچ کی غبارہ تھا اور اوسکو علم تسخیر ہوا ابھی تھا اوسکے نیچے تخت بندھے ہونگے جیسے اب غبارہ مین کشتیان وغیرہ بندھی ہوتی ہین دریا مین گرنے کی حفاظت کے لئے جیسے غبارہ کو دھوان اُڑاتا ہے اوسکے ساتھ ہی علم ہوا کے قاعدہ سے کچھ پردے بھی ہون جن کے ذریعہ سے ہوا کی استعانت لی جائے اسوقت کا کوئی شخص تازہ ایجاد کرنے والا نہین ہے اگلے لوگون کی ایجادین ہین جو اس وقت ناقص طریقہ سے برتی جاتی ہین اگر رفتہ رفتہ یہ کامل ہو جائینگی انشاء اللہ تعالے اگر کانچ یعنی شیشہ کو مضبوط کرکے اوسکی پٹری بنائی جائے اور قوت برقیہ سے گاڑی چلائی جائے اور اوسکے پہیے اوس شیشے کی پٹری پر ہون تو گاڑی بے مضرت بہت تیز چلے اور پہیے پٹری سے جدا بھی نہ ہون۔ اس وقت کے جتنے صناع اور فلسفی ہین سب اگلے ہی لوگون کی لکیر کے نفیر ہین کوئی خاص موجد نہین ہے۔

الغرض جمشید نے اس سفر کے بعد بڑی خوشی کی اور پانچ دن تک عید کا جشن کیا پھر اوس نے اپنی رعیت کے آرام کے لئے دجلہ پر ایک قنطرہ سنگین یا آہنی پل بنایا جو مدت تک قائم رہا افسوس کہ اوسے سکندر نے خراب کر دیا اور پھر جو بادشاہون نے چاہا تو ویسا پل نہ بنا سکے اوس کے بعد سے لکڑی کے پُل بنائے جانے لگے ۵ اللہ کو غرور و تکبر نہین پسند + ہر چیز کی ایک حد ہوا کرتی ہے جب تک وہ چیز اپنی حد کے اندر ہے اچھی ہے جب اپنی حد سے بڑھی بدنما ہو گئی ۵ جو خال اپنی حد سے بڑھا وہ مسا ہوا + آدمی کے قد و قامت کے لئے ایک حد مقرر ہے جبتک اوتنا قد ہے موزون ہے اوس سے جہان بڑھا بدنما ہو گیا شباب اپنی حد تک نہایت محبوب زمانہ ہے حد سے گذرا اور بڑھاپے کے خوفناک آثار نے صورت بگاڑ دی وہ سلک دندان جو گوہر خوش آب کی لڑیون سے بہت زیادہ قدر و قیمت رکھتے تھے جھوٹے موتیون سے ہزار دن درجے بے آب

ہین آنکھین جو کوسون کی چیزین دیکھتی تھین اب عینک کی مدد سے بھی قوت نہین پکڑتین وہ عارض جو عارض یار سے زیادہ رنگین اور چکنے تھے برگ خزان زدہ سے زیادہ کمھلائے ہوئے ہین وہ معشوق جو اپنے شباب کی حالت مین زاہد ہزار سالہ کا تقوے توڑنے والا تھا اب بڑھاپے مین کوئی اوسکا پوچھنے والا نہین اب اونکا یہ حال ہوگیا ۵ پھرے ہے بیچتی گلیون مین چھینکا۔ رسّی۔ ڈور + یہی حال عقل کا ہے جب یہ اپنے اعتدال کی حد سے بڑھی جنون ہوگئی جس بادشاہ کی تعریف اوپر گذر چکی ہے اوس کی عقل نے حد سے بڑھکر اوسے مغرور و متکبر بنا دیا بس سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا بادشاہی سے خدائی کا دعوی کرنے لگا آخر کو بیورسپ نے اسپر خروج کیا اور اسکے ملک کا مالک ہوگیا۔ یہ یعنی جمشید سات سو سولہ برس حکومت کرکے معدوم ہوا عقل سلیم اگر اللہ تعالے شانہ نے عطا فرمائی ہے تو انبیاؑ کو۔ ان کی عقل اوّل سے آخر عمر تک سلیم رہتی ہی

حضرت نوحؑ کے زمانہ کے حوادث

علماے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا اختلاف ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جس قوم پر رسول کرکے بھیجے گئے تھے اونکا دین و مذہب کیا تھا کوئی کہتا ہے کہ وہ لوگ ایسے عمل کرتے تھے جنہین اللہ پسند نہین کرتا ہے بدکاری کفر شراب خواری لہو و لعب مین مشغول رہتے تھے اور خداے تعالی کی اطاعت نہین کرتے تھے۔ ایک جماعت یہ بات کہتی ہے کہ وہ لوگ بیوراسپ کے مطیع تھے (غالباً ضحاک کا لقب بیوراسپ ہے دس ہزار کی تعداد کو اوس زبان مین بیور کہتے تھے اسکے پاس اتنے گھوڑے تھے اسی نے سب سے اوّل صابئین کا مذہب نکالا ہی) حضرت نوح علیہ السلام انہین لوگون کی طرف بھیجے گئے تھے اور کلام اللہ شریف مین یون وارد ہے وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَلَا يَعُوقَ وَنَسْرًا وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ترجمہ اور اون کفار نے ایک دوسرے کو بہکایا کہ اپنے معبودون کو نہ چھوڑنا اور نہ وَدّ کو چھوڑنا اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو اور بیہ

لوگ ایسی ہی باتین سمجھا سمجھا کر بہتیرون کو گمراہ کر چکے ہین پس یہ لوگ ضرور بت پرست تھے اور یہ صابئیون کے ایک فریق کا مذہب تھا صابیون کا اصل مذہب روحانیون یعنی فرشتون کی عبادت ہے تاکہ ان کے ذریعہ سے اللہ سے تقرب حاصل کرین اور وہان درجہ پاوین کیونکہ وہ اس بات کو مانتے تھے کہ عالم کا ایک صانع ہے اور حکیم ۔ قادر ۔ مقدس بھی ہے مگر وہ کہتے تھے کہ ہم پر واجب ہے کہ اوس کے جلال کی معرفت حاصل کرنے سے اپنے عجز کا اعتراف کرین ۔ ہم اوس تک صرف ایسے وسائط کے ذریعہ سے تقرب حاصل کر سکتے ہین جو اوسکے مقرب ہین اور وہ روحانی ہین اور چونکہ اونہون نے روحانیون کو معائنہ نہین کیا تھا ۔ اس لئے وہ ہیاکل سے تقرب حاصل کرنیکی کوشش کیا کرتے تھے ہیاکل وہ سات سیارات کو کہتے تھے کیونکہ یہ اون کے نزدیک ہمارے عالم کے مدبر اور منتظم ہین پھر اون مین ایک فریق نے جنہین اصحاب الاشخاص کہتے ہین دیکھا کہ ہیاکل نکلتے بھی ہین اور ڈوب بھی جاتے ہین رات کو دکھائی دیتے ہین اور دن کو نظر نہین آتے تو اونہون نے بت بنالئے تاکہ وہ اونکے پیش نظر رہین اور وہ ہیاکل اور اونکے درمیان وسیلہ ہون اور ہیاکل اونکے اور روحانیون کے درمیان واسطہ ہون اور روحانی صانع عالم سے اونہین ملا دین اور یہی اون کے بت بنانے کی اصل وجہ تھی اور اخیر زمانہ مین ملک عرب مین ایسے لوگ موجود تھے جن کا یہ اعتقاد تھا چنانچہ اللہ تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ترجمہ اور کفار کہتے ہین کہ ہم تو اونکی پرستش صرف اس لئے کرتے ہین کہ خدا سے ہم کو وہ نزدیک کر دین اور اس طرح بتون کے پوجنے سے صابئیون کا مذہب نکلا اور کفر بدکاری گناہ پیدا ہو گئے تھے پھر جب حضرت نوحؑ کی قوم کفر و عصیان مین حد سے زیادہ بڑھ گئی تو اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت نوحؑ کو بھیجا کہ وہ اونہین اللہ کے عذاب سے ڈرائین مگر وہ کیا مانتے تھے اوس وقت حضرت نوحؑ کی عمر پچاس برس کی تھی حضرت نوحؑ پچاس برس کم ہزار برس تک اونمین رہے پھر اسکے بعد تین سو پچاس برس اور زندہ رہے ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت نوحؑ کی قوم کے لوگ انہین مارا کرتے تھے اور گلا

گھونٹ دیا کرتے تھے جس سے اونہین غش آجاتا تھا پھر جب اونکو افاقہ ہوتا اور ہوش مین آتے
تو کہتے یا اللہ مجھے اور میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہین ہین یہان تک کہ وہ ایک مدت
دراز تک ایسی ہی معصیت کرتے رہے اور اونکی خطائین بہت بڑھ گئین اور حضرت نوح اور
اون پر ایک بہت بڑا زمانہ گذر گیا تو حضرت نوح پر مصیبت نے بڑا اثر کیا اور اونہون نے ایک
نسل کے بعد دوسری نسل کو دیکھا کہ کوئی قرن ایسا نہین آتا کہ جو پہلے قرن سے بدتر نہ ہو یہانتک
کہ موجودہ زمانہ کے لوگ اونہین کہنے لگے کہ یہ مجنون ہمارے باپ دادون کے ساتھ بھی تھا۔ اور
وہ اسکی بات کو نہین مانتے تھے غرض کہ وہ بدبخت لوگ آپ کو خوب مارتے تھے اور جب یہ سمجھ لیتے
تھے کہ یہ مرگیا تو گھر مین اوٹھا کر ڈال دیتے تھے لیکن جب اونہین ہوش ہوتا تو غسل کرتے اور
نکل کر پھر اونہین حسب دستور سابق اللہ کی طرف بلاتے پھر جب اس طرح بھی ایک مدت گذر گئی
اور دیکھا کہ اولاد اپنے باپ دادون سے زیادہ شریر نکلتی ہے تو کہا یارب تو دیکھتا ہے کہ تیرے
بندے میرے ساتھ کیا کرتے ہین اگر تجھے اونکی حاجت ہے تو اونہین ہدایت کردے اور اگر تجھے
کچھ حاجت نہین ہے تو تو مجھے اوس وقت تک صبر دیدے کہ اون کی نسبت تیرے حکم جاری
کرنے کا وقت آئے۔ اس پر اللہ تعالےٰ شانہ نے اون پر وحی بھیجی کہ تیری قوم کے لوگ جو
ایمان لے آئے ہین اون کے سوا آیندہ ایمان نہ لائینگے۔ جب اونہون نے یہ سُنا تو اون پر بددعا
کی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا
عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ
بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝ ترجمہ
اے میرے پروردگار تو ان کافرون مین سے زمین پر کسی کو زندہ نہ چھوڑ۔ کیونکہ اگر تو چھوڑ دیگا
تو وہ تیرے بندون کو گمراہ ہی کرینگے اور جو اون سے پیدا ہونگے وہ بھی سخت کافر ہی ہونگے
اے پروردگار تو مجھ کو اور میرے ماں اور باپ کو اور جو شخص ایمان لاکر میرے گھر مین آیا ہے
اوسکو اور تمام ایمان دار مرد اور عورتون کو بخش دے اور ایسا کر کہ ان ظالمون کی تباہی روز بروز

بڑھتی جائے۔ بس پھر کیا تھا نبی کی دعا تیر بہدف تھی حکم پروردگار پہونچا کہ کشتی تیار کرو ہم اس قوم پر طوفان بھیجتے ہین

حضرت نوح علیہ السلام کا کشتی بنانا

جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالے شانہ سے شکایت کی اور قوم کے مقابلہ مین پروردگار سے نصرت چاہی۔ تو اللہ تعالے شانہ نے اون پر وحی بھیجی قال اللہ تعالے شانہ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ترجمہ ہماری اعانت سے اور ہماری راے کے موافق ایک کشتی بناؤ اور ان نافرمانون کی نسبت ہم سے کچھ گفتگو نہ کرو یہ ضرور غرق کئے جاینگے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے مین مصروف ہوئے اور اپنی قوم کی دعا کو چھوڑ دیا اور لکڑی لوہا وغیرہم جو کشتی کے لئے ضروری سامان تھے مہیا کرنے لگے اور اونکی قوم کے لوگ جو اونپر ہو کر گذرتے تھے اور اون کو کشتی کا کام کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو اُن سے مسخرہ پن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر سے بڑھئی ہوگئے تو وہ اس کا جواب یہ دیا کرتے تھے اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ط ترجمہ اگرچہ تم اب ہم پر ہنستے ہو لیکن جیسے تم ہم پر ہنستے ہو اسی طرح ایک روز ہم تم پر ہنسینگے اور تم کو یہ بات جلد معلوم ہو جاینگی۔ اور وہ مسخرہ پن کا قول یہ تھا يَا نُوْحُ قَدْ صِرْتَ نَجَّارًا بَعْدَ النُّبُوَّةِ آثار قہر ظاہر ہوتے ہی وہ حکم جاری ہوا کہ العیاذ باللہ عورات کے رحم اس قابل نہ رہے کہ نطفے کو قبول کرین سلسلہ توالد وتناسل یک قلم موقوف حضرت نوح نے سال کی لکڑی سے کشتی بنائی۔ اور اللہ تعالے شانہ نے انہین حکم دیا کہ اوس کا طول اسّی گز اور عرض پچاس گز اور ارتفاع تیس گز رکھین اور حضرت قتادہ نے بیان کیا ہے کہ اوسکا طول تین سو گز اور عرض پچاس گز اور ارتفاع تیس گز تھا۔ اور حسن کہتے ہین کہ اوسکا طول بارہ سو گز اور عرض چھ سو گز تھا واللہ اعلم اور یہ بھی اللہ تعالے نے

حکم دیا تھا کہ اوسکے تین طبقے کرین ایک تو سب سے اوپر کا اوسمین آدمی رہین ایک درمیان کا اوسمین وحوش رہین ایک سب سے نیچے کا اوسمین پرندر ہین چنانچہ جیسے اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا تھا حضرت نوحؑ نے ویسی ہی کشتی بنائی یہان تک کہ اوس کے بنانے سے فارغ ہوگئے

طوفان کی علامت اور کعبہ کا آسمان پر اُٹھ جانا

اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت سے کہدیا تھا کہ اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ جب ہمارا حکم تمہارے پاس پہنچے اور تنور جوش پر آئے۔ اِحْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ۔ تو ہر قسم کے جانداروں مین سے نر و مادہ کے دو دو جوڑے اور اپنے گھر والے اور اون کے سوا جن کی نسبت ہمارا حکم ہو چکا ہے کہ وہ ہلاک ہونگے اور وہ جو ایمان لا چکے ہین کشتی مین سوار کرا لو اور اللہ تعالےٰ نے تنور کے جوش مین آنے کو اپنے اور حضرت نوحؑ کے درمیان طوفان کے ایک نشان ٹھیرا دیا تھا۔ کہ جب تنور جوش مین آئیگا تو طوفان شروع ہو جائیگا کہتے ہین کہ یہ تنور پتھر کا تھا اور حضرت حوا کے وقت کا تھا۔ ابن عباس کہتے ہین کہ یہ تنور ہندوستان مین تھا۔ اور مجاہد و شعبی کہتے ہین کہ وہ کوفہ مین تھا۔ پھر جب تنور نے جوش مارا تو اون کی بی بی نے تنور سے پانی نکلنے کی اونہین خبر دی اور اللہ تعالےٰ نے جبریل کو حکم دیا تو اونہون نے کعبہ کو چوتھے آسمان پر اوٹھا لیا جو جنت کے یاقوت سے بنا ہوا تھا۔ اور حجر اسود کو جبل ابو قبیس مین چھپا دیا یہ پتھر اوسی جگہ اوس وقت تک چھپا رہا کہ حضرت ابراہیم نے کعبہ کو نہین بنایا تھا۔ جب اونہون نے بنایا تو اوس پتھر کو وہان سے لے لیا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

کشتی مین آدمی اور جانور وغیرہ کی تعداد

جب پانی نے تنور سے جوش مارا تو حضرت نوحؑ نے اون لوگون کو کشتی مین سوار کرا لیا جنکے واسطے

اللہ تعالے شانہ نے اونہین حکم دیا تھا اور وہ اونکے تینون بیٹے سام حام یافث اور اونکی بیبیان اور چھہ اَور آدمی تھے یہ سب حضرت نوحؑ کو ملاکر تیرہ آدمی ہوتے ہین جن کا حساب یون ہے تین بیٹے ایک باپ چھہ آدمی اَور دس ہوئے تین بیبیان تیرہ ہوے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہین کہ کشتی مین اسّی آدمی تھے ایک اون مین جرہم تھا اور یہ سب حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد تھے اور قتادہ کا قول ہے کہ وہ آٹھ آدمی تھے ایک حضرت نوحؑ اور اونکی بی بی اور اونکے تین بیٹے اور تین تینون بیٹون کی بیبیان اور اعمش اونہین سات ہی بتاتے ہین یعنی ایک نوح کی بی بی کو چھوڑ دیتے ہین۔ آن کا بیان ہے کہ حضرت نوحؑ نے کشتی مین حضرت آدم علیہ السلام کی نعش کو بھی قبر مین سے نکالکر رکھ لیا تھا۔ پھر اونہون نے جانورون کو بھی لے لیا تھا جنکا اللہ تعالے نے حکم دیا تھا اور اون کا بیٹا یام جو کافر تھا رہ گیا اسی کا نام کنعان بھی تھا سعدیؒ فرماتے ہین ؎

چو کنعان را طبیعت بے ہنر بود	پیمبر زادگی قدرش نیفزود

محمد محسن اللہ تعالے تمہاری عمر تقوی کے ساتھ دراز کرے آمین تمہاری نسبت فرزندی کنعان سے زیادہ بزرگ اور مستند نہین ہوسکتی وہ حضرت نوح سے نبیؑ کا بیٹا تھا اور ایسے نبی نے اوس کے لئے دعا کی اور وہ رد کردی گئی اوس مالک کے حضور مین سب سے زیادہ تو اوس کے فضل کی ضرورت ہے اور پھر اوسکے اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب۔ بندہ جب تک اپنے مالک کا فرمان بردار نہ ہو وہ بندہ نہ کہلائیگا وہ تو حیوانون سے اور گھاس پات سے بدتر ہے ؎

زخاک آفریدت خداوند پاک	پس اے بندہ اُفتادگی کن چو خاک

جب حضرت نوح علیہ السلام کو حیوانات کے سوار کرنے کا حکم ہوا تو حضرت نوحؑ نے عرض کی کہ پروردگار مین شیر۔ بکری۔ گائے۔ بلی۔ چڑیا۔ چوہے وغیرہ جو ایک دوسرے کی خوراک ہین اور آپسمین دشمن ہین ان کو کیونکر ایک جگہ رکھون حکم ہوا کہ جس نے انہین دشمنی دی ہے وہی انہین محبت بھی دیدیگا۔ شیر کو بخار آگیا وہ اپنے بخار کی وجہ سے بے حس و حرکت پڑا رہا۔ کہتے ہین کہ جانورون مین یا تو شیر کو بخار آتا ہے یا ہاتھی کو کتے کو بخار نہین آتا چنانچہ ایک عربی

شاعر کا یہ شعر ہے ؎

وَمَا الْكَلْبُ مَحْمُوْمًا وَّاِنْ طَالَ عُمْرُهٗ	اَلَا اِنَّمَا الْحُمّٰى عَلَى الْاَسَدِ الْوَرْدِ

ترجمہ کتے کو بخار نہین آتا گو اوسکی کتنی ہی عمر ہو بخار جانورون مین شیر ہی کو آتا ہے جو بانی پر آتا رہتا ہے۔ حضرت نوح ؑ نے پرندون کو نیچے کے طبقے مین رکھا تھا اور وحوش کو درمیانی طبقے مین اور خود اپنے ساتھ کے بنی آدم کو لیکر اعلےٰ طبقے مین سوار ہوے۔

طوفان کا آنا اور تمام دنیا کا غرق ہونا

پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی مین باطمینان خاطر بیٹھ گئے اور جن کا حکم تھا وہ سب کشتی مین بٹھا لئے گئے اوس وقت حضرت نوح علیہ السلام کی عمر چھ سو برس کی تھی بس پانی آنا شروع ہوا جیسا کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا ہے فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ یعنی ہمنے آسمان کے دروازے کھولدئے جس سے موسلا دھار پانی برسنے لگا اور زمین کے چشمے بھی جاری کر دئے پھر ایک اندازۂ مقرر پہ آکر اوپر نیچے کا پانی ملگیا پھر پانی کی آمد کے آغاز سے چالیس دن اور چالیس رات کے بعد پانی اتنا ہو گیا کہ کشتی کو اوس نے اوٹھا لیا پھر اَور بڑھا اور شدت سے آگیا اور اتنا اونچا ہوا کہ کشتی تیرنے لگی اور حضرت نوح علیہ السلام نے آسمان کے پانی سے بچنے کے لئے کشتی کے طبقہ پر پردہ ڈال لیا اور کشتی امواج کے سبب سے ایسی جنبش کرنے لگی جیسے پہاڑ ہلتا ہو اور حضرتؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا جو اوسمین ہلاک ہوا اور وہ اوس وقت اون سے الگ ہو گیا تھا۔ حضرت نوح ؑ نے فرمایا کہ بیٹے میرے ساتھ ہو کافرون کے ساتھ مت رہ وہ کافر تھا اوسنے کہا کہ مین پہاڑ مین پناہ لونگا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ آج بجز اوس شخص کے جسپر اللہ رحم کرے اوسکے قہر سے کوئی نہین بچ سکتا۔ پھر حضرت نوح ؑ اور اونکے بیٹے کے درمیان موج آگئی اور وہ ڈوب گیا ؎

پسر نوح با بدان بنشست	خاندان نبوتش گم شد

پھر پانی پہاڑون کی چوٹیون کے اوپر تک پہونچ گیا۔ یہان تک کہ دنیا مین جو سب سے بلند پہاڑ ہے اوس سے بھی پندرہ۱۵ گز اوپر تک چڑھ گیا اس سبب سے زمین پر جس قدر جانور اور درخت تھے سب ہلاک اور غارت ہوگئے اور سبجز حضرت نوح اور عوج بن عوق کے اور کوئی باقی نہ رہا +

طوفان کا خاتمہ اور حضرت نوحؑ کا ثمانین مقام مین بسنا

علامۂ اثیرابن جرزی بحوالہ تورات تحریر کرتے ہین کہ پانی جس روز سے شروع ہوا ہے اوس روز سے لیکر خشک ہونے کی تاریخ تک چھ۶ مہینے اور دس۱۰ دن کی مدت کہی جاتی ہے ابن عباسؓ کہتے ہین کہ جب اللہ تعالےٰ نے برابر چالیس۴۰ روز تک پانی بھیجا۔ تو چوپائے اور پرندے مینہ کو دیکھکر حضرت نوح کے پاس آنے لگے اور اون کے مطیع ہوگئے اِس لئے اونھون نے اللہ کے حکم سے اونہین سے لے لئے اور یہ سب لوگ کشتی مین دسوین رجب کو سوار ہوئے تھے جو فارسی کے آب مہینے کی ۱۳ تاریخ تھی اور محرم کے یوم عاشورہ کو اوس سے نکلی تھی اس روایت کو جو لوگ جانتے ہین وہ یوم عاشورہ کو روزہ رکھتے ہین اور پانی جو آیا تھا وہ پانی آدھا تو آسمانی بارش کا تھا اور آدھا زمین کا تھا اور کشتی تمام زمین کے گرد گشت کر آئی تھی وہ کسی جگہ ٹھیرتی نہ تھی جب وہ کشتی حرم محترم کے پاس آئی تو اوس کے اندر نہ داخل ہوئی اور حرم کے گرد باہر ہی باہر سے سات طواف کئے اور پھر روانہ ہوگئی۔ اور کوہ جودی پر پہونچی جو مقام قردی علاقہ موصل مین ایک پہاڑ ہے اور اوسپر ٹھیر گئی یہین کہا گیا بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ اور جب ٹھیر گئی تو کہا گیا یَآ اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَ غِیْضَ الْمَآءُ وَ قُضِیَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ وَ قِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ مالک زمین و آسمان کا حکم پہنچا کہ اے زمین تو اپنا پانی

جذب کرلے اور اے آسمان تھم جا بس پانی کا چڑھاؤ اُتر گیا اور قوم کا کام تمام کردیا اور کشتی کوہ جودی پر جاکر ٹھیری - اور دنیا بھر مین یہ حکم شایع ہوگیا کہ ظالم خدا ناشناس مغرور متکبر لوگ دھتکارے گئے اور ایک سرے سے معدوم کردیے گئے **زبردست مالک** کی نافرمانی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے تھوڑا تھوڑا علم پڑھا اور یورپ کے فلسفی بن گئے اور مالک سے روگردانی کرکے **نیچری** ہوگئے جس چیز پر جی چلا اوسے کھایا پیا جسکے ساتھ چاہا بغیر نکاح سلسلۂ اتحاد قائم کرلیا بس ان چند باتون کے لئے **آزاد** بنگئے جب موت آئی تو ساری **آزادی** ہوا ہوگئی **اب صیاد اجل کے پنجہ مین گرفتار ہین** فلسفہ بالکل بھول گئے طبیعیات ذہن سے جاتا رہا لیکچر کیونکر دین زبان بند ہے خوب صورت عورات کو کیونکر دیکھین آنکھون کے تیور بجھتے جاتے ہین باغ اور مکانات دلکشا ساعت چند مین چھوٹنے والے ہین ڈھائی تین گز زمین کا گڑھا آنکھون کے سامنے پھر رہا ہے لیجئے وہ قفس عنصری ٹوٹ گیا ساری گٹ پٹ کا فیصلہ ہوگیا ؎

گربۂ موت نے جو دھر دابا	کچھ نہین نکلا سوائے ٹین ٹین

بس اتنی ہی بساط پر زمین و آسمان کے قلابے ملا رکھے تھے -

روایت ہے کہ جب تک پانی خشک نہ ہوا حضرت نوح کشتی ہی مین ٹھیرے رہے - پھر جب نکلے تو سرزمین جزیرہ مین قردمی کی طرف ایک مقام پسند کیا اور ایک بستی بسائی جس کا نام ثمانین ہے یعنی اسّی چونکہ نوح کے ساتھ کشتی پر بروایتے اسّی آدمی تھے اور اون لوگون نے علٰحدہ علٰحدہ اپنے لئے اسّی گھر بنائے تو اس بستی کا نام ثمانین ہوا اور اوسے اسوقت تک بھی سوق الثمانین کہتے ہین یعنی بازار ثمانین - پھر جب حضرت نوح کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو کسی نے اون سے پوچھا کہ آپ نے دنیا کو کیسا پایا - آپ نے جواب دیا کہ یہ ایسا گھر ہے کہ جس کے دو دروازے ہین آدمی ایک دروازے مین داخل ہوا اور دوسرے مین سے فوراً نکل گیا حضرت نظامی قدس سرہٗ ؎

دو در دارد این باغ آراستہ	درو بند ازان ہر دو بر خاستہ
در آز درسے باغ و بنگر تمام	ز دیگر در باغ بیرون خرام

پھر آپ نے اپنے بیٹے سام کو وصیت کی جو سب سے بڑا تھا اور اللہ سے مل گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مین نے یہ ارادکیا ہے کہ التاریخ الکامل سے صرف انبیا علیہم السلام کا ذکر اپنی کتاب تاریخ عرب کے لئے منتخب کرکے ترجمہ کرلون بادشاہون کا ذکر چھوڑ دون مگر بعض نامی بادشاہون کا بہت مختصر ذکر بطور مناسب درج کردون۔

بیوراسپ جسکا نام ازدہاق ہے اور عرب نے اپنی زبان کے قواعد کے موافق ضحاک کردیا

مصنفانِ اخوان الصفا نے انسان وحیوان کے غلامی کے فیصلہ مین فرضی سرپنچ بیوراسپ ہی کو کردیا ہے اہلِ فارس کہتے ہین کہ اسی نے جمشید کو شکست دیکر اوسکا ملک چھین لیا اور فریدون نے اس کو شکست دی اہل یمن کا دعوی ہے کہ ضحاک اونہین کے قبایل سے تھا اس صورت مین یہ فرعون ہوسکتا ہے کہتے ہین سب سے اوّل جسکا لقب فرعون ہوا ہے وہ یہی شخص تھا اور جس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ مصر کو آئے ہین تو وہ مصر کا بادشاہ تھا فارس والے اوسے اپنی نسل سے بتاتے ہین اور اوسکا نسب نامہ بھی پیش کرتے ہین۔

نسب نامہ ضحاک یعنی بیوراسپ ۔ بیوراسپ بن آروند اسپ بن رینگار بن وندرشتک بن یارین بن فروال بن سیامک بن میشی بن کیومرث ۔ فارس والے کیومرث ہی کو آدم کہتے ہین مورخین کہتے ہین کہ ضحاک ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا۔ اور بڑا جادوگر تھا۔ اور ہشام بن الکلبی کہتا ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ جم کے بعد ضحاک ہزار برس تک بادشاہ رہا تھا واللہ اعلم بالصواب اور یہ سواد کے ایک قریہ مین رہتا تھا جسے برس کہتے ہین وہ کوفہ کے راہ ۔ ...نی ان ہے کہ

فاجر اور بدکار اور ظالم تھا اور قتل کے لئے اوسکے ہاتھ ہمیشہ کھلے رہتے تھے اسی ظالم نے سب سے پہلے صلیب کی سزا ایجاد کی اور ہاتھ کاٹنے کا دستور نکالا اور اسی نے سب سے پہلے زمین پر عُشر لگایا اور درہم بنائے اور اسی نے سب سے پہلے گیت گائے اور گیت سُنے اور ہشام کہتا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ ضحاک ہی نمرود ہے اور حضرت ابراہیمؑ اسی کے زمانہ مین پیدا ہوے اور یہی شخص ہے جس نے اونہین جلانا چاہا تھا دو بدگوشت لمبے لمبے اسکے دونون شانون پر تھے جسے وہ لوگون کے ڈرانے کے لئے سانپ کہتا تھا اور کپڑون مین چھپاے رہتا تھا اس کو فریدون نے کاوہ آہنگر کی مدد سے شکست دی جسکا قصہ شاہنامہ مین درج ہے اہلِ تاریخ کہتے ہین کہ شہر بابل اور شہر صور اور شہر دمشق اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت

حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ شانہ کے قول وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ الْبَاقُوْن کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ وہ سام۔ حام۔ یافث ہین اور وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ عرب فارس اور روم سام کی اولاد مین ہین اور سودان حام کی اولاد مین ہین۔ اور ترک اور یاجوج ماجوج یافث کی نسل سے ہین۔ اور کہتے ہین کہ قبطی قوط بن حام کی اولاد مین ہین روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت نوحؑ سو رہے تھے کہین اونکا ستر کھُل گیا حام کی نظر پڑ گئی مگر اوسے چھپایا نہین اور جب سام کی اور یافث کی نظر پڑی تو اوسپر کپڑا ڈالدیا جب حضرت نوحؑ بیدار ہوئے اور حام اور اوسکے بھائیون کا حال اونہین معلوم ہوا تو اونکے کردار کے موافق دعا کی۔

سام کی نسل کی قومین

ابن اسحاق کہتے ہین کہ سام بن نوح کی بی بی صلب بنت باویل بن محویل بن خنوخ بن قین تھین اوس کے بطن سے ارفخشد اشوذ لاوذ اور ارم اوسکے بیٹے پیدا ہوئے تھے

اور کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہین کہ ارفخشد کی مان سے ہی ارم پیدا ہوا ہے یا کسی اَور سے اور
اوسکے اَور بھی کوئی بھائی ہے یا نہین اَور لاوذ بن سام کی اولاد مین فارس جرجان طسم
عمالیق ہین اور یہی شخص تمام عمالیق کا باپ ہے اور انہین مین سے شام کے جبابرہ جنہین کنعانی
کہتے ہین اور مصر کے فراعنہ ہوے ہین اور انہین مین سے بحرین اور عمان والے تھے جنہین جاشم
کہتے ہین اور انہین مین سے بنی امیم بن لاوذ ہین جو اہل دیار ہین جو سرزمین رمل مین رہتے تھے
یہ ملک یمامہ اور شحر کے درمیان ہے انکی بڑی کثرت ہو گئی تھی پھر جب اونہون نے اللہ تعالیٰ کی
معصیت پر کمر باندھی تو ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور وہ سب غارت ہو گئے اور جو کچھ اونمین
سے باقی رہ گئے وہ نسناس ہین اور طسم یمامہ سے بحرین تک رہتے تھے اور یہ طسم عمالیق
امیم جاشم عرب تھے ان کی زبان عربی تھی۔ اور عبیل یثرب مین قبل سے آرہے تھے کہ یثرب
آباد ہوا اور عمالیق صنعا مین چلے گئے اور ابھی صنعا بسا بھی نہ تھا کہ انہین مین سے کچھ لوگ
یثرب چلے آئے تھے اور اُنہون نے آکر عبیل کو نکال دیا تھا اس لئے عبیل جُحفہ کے مقام مین
آرہے تھے یہان پر ایک سیلاب آیا اور انہین احتجاف کرکے یعنی اوچک کرلے گیا اس لئے یہ
مقام جُحفہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ارم بن سام کے عوص عابر حویل تین بیٹے پیدا
ہوے۔ عوص سے عابر عاد عبیل پیدا ہوئے اور عابر بن ارم سے ثمود اور جدیس اور
یہی عرب تھے یہی مُضری زبان بولتے تھے۔ اور عرب ان سب قومون کو اور جرہم کو عرب العاربہ
کہتے تھے۔ اور بنی اسمٰعیل کو عرب متعربہ کہا کرتے تھے۔ اس لئے کہ یہ لوگ جب ان قومون
مین آکر رہے تو ان کی عربی زبان سیکھ لی تھی۔ اور عاد اس رمل مین حضرموت تک بستے تھے
اور ثمود حجر مین حجاز و شام کے بیچ مین وادی القریٰ تک رہتے تھے اور جدیس و طسم دونون
مل گئے تھے اور یمامہ مین بحرین تک بستے تھے۔ اور اوس وقت اس کا نام یمامہ نہ تھا بلکہ اسے
جَوّ کہتے تھے اور جاشم عمان مین رہتے تھے اور نبطی نبیط بن ماش بن ارم بن سام کی اولاد
ہین اور اہل فارس نیرش بن ماسور بن سام کی نسل سے ہین۔ اور یہی راوی کہتا ہے کہ

ارفخشد بن سام کا ایک بیٹا قینان بھی تھا جو ساحر تھا اور قینان کا ایک بیٹا شالخ بن قینان بن ارفخشد تھا اس قینان کا ذکر اس لئے نہین ہے کہ وہ ساحر تھا اور شالخ کا بیٹا عابر اور عابر کا بیٹا فالغ تھا فالغ کے معنی قاسم کے ہین اور اس کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اِسکے زمانہ مین زمین کی قسمت ہوئی تھی اور زبانون مین بھی اختلافات تھے جس سے اونکے بھی جدا جدا جھتے ہوگئے تھے اور اوسکا دوسرا بیٹا قحطان بن عابر تھا اور قحطان کے دو بیٹے یعرب اور یقطن تھے جو یمن مین رہتے تھے اور قحطان ہی سب سے اوّل یمن مین جاکر آباد ہوا ہے اور فالغ بن عابر کا بیٹا ارغو تھا اور ارغو کا بیٹا ساروغ اور ساروغ کا بیٹا ناحور اور ناحور کا تارخ اور تارخ کو عربی مین آزر کہتے ہین اور آزر کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ارفخشد کا ایک بیٹا نمرود بھی تھا اور بعض کہتے ہین کہ نمرود کوش بن حام بن نوح کا بیٹا تھا اور ہشام بن الکلبی کہتا ہے کہ سندھ اور ہند کے باشندے توفیر بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد ہین اور جرہم بھی یقطن بن عابر کی اولاد سے ہین اور حضرموت ابن یقطن ہے اور اس قول کے موافق جو یقطن کو حضرت اسمٰعیل کی طرف منسوب نہین کرتے یقطن قحطان ہی کو کہتے ہین۔ اور بربر ثمیلا بن مارب بن فاران بن عمر بن عملیق بن لاوذ بن سام بن نوحؑ کی اولاد سے ہین مگر انہین صنہاجہ کتامہ دونون قبیلہ داخل نہین ہین کیونکہ وہ افریقش بن صیفی بن بن سبا کی نسل سے ہین۔

یافث کی نسل کی قومین

اب رہا یافث اوسکے بیٹے تھے جامر موعع مورک بوان قوبا ماشج تیرش۔ جامر کی اولاد ہین ایک قول کے موافق فارس کے بادشاہ ہین۔ اور تیرش کی نسل سے ترک اور خرز ہین اور ماشج کی اولاد سے اشبان ہین۔ اور موعع کی اولاد ہین یاجوج وماجوج ہین۔ اور بوان کی اولاد ہین صقالبہ برجان اشبان ہین جو قدیم زمانہ مین قبل اس سے کہ عیص ابن اسحاق وغیرہ

کی نسل سے روم مین لوگ جابئین اوران تینون سام حام یافث کی اولاد اپنے خاص خاص مسکن منتخب کرے سرزمین روم مین رہا کرتے تھے اور یافث ہی کی اولاد مین روم والے ہین اور وہ لاطین بن یونان بن یافث بن نوح ؑ کی نسل سے ہین *

بنی حام کے فرقے اور شام کی قومین

اب حام کی اولاد کے فرقے دیکھیئے اوس کے بیٹے تھے کوش مصرایم قوط کنعان - کوش کا بیٹا نمرود بن کوش ہے جسے بعض سام کی اولاد مین بھی بتاتے ہین باقی حام کی اولاد سواحل نوبہ حبش اور زنگ پر رہنے لگی ہے - کہتے ہین کہ مصرایم کے بیٹے قبط اور بربر ہین - اب رہا قوط تو اوسے کہتے ہین کہ وہ ہند و سندھ کی طرف چلا گیا اور وہین رہنے لگا وہان کے باشندے اوسی کی نسل مین ہین - اور کنعانیون مین سے بعض تو شام مین جا بسے پھر اونکے بعد وہان بنی اسرائیل آئے اور اونھین وہان پر قتل کر ڈالا اور نکال دیا اور شام پر بنی اسرائیل ہی قابض ہوگئے - پھر رومیون نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا اور اونھین سے اکثر کو شام سے عراق کی طرف نکال دیا - پھر عرب آئے اور شام پر غالب ہوگئے -

سام کی اولاد کی عمرون کی تعداد

عاد کو عاد ارم کہا کرتے تھے جب یہ قوم مٹ گئی تو ثمود کو لوگ ثمود ارم کہنے لگے تھے اور یہی راوی کہتا ہے کہ تورات والون کے نزدیک ارفخشد سام کا بیٹا اوس وقت پیدا ہوا تھا جب سام کی عمر ایک سو دو برس کی ہوگئی تھی اور سام کی کل عمر چھ سو برس کی تھی - پھر ارفخشد کا بیٹا قینان اوس وقت پیدا ہوا جب کہ اوس کے باپ کی عمر پینتیس ۳۵ برس کی تھی اور کل عمر ارفخشد کی چار سو اڑتیس ۴۳۸ برس کی تھی - پھر قینان کے شالح اوس وقت پیدا ہوا جب قینان کی عمر اونتالیس ۳۹ برس کی تھی اور کتابون مین قینان کی عمر کا کچھ حال نہین لکھا ہے اور اس کا سبب

وہی سحر ہے یعنی یہ ساحر تھا اس لئے لوگون نے اِسے حقارت کی نظر سے دیکھا اور اسکے حالات کی طرف توجہ کم کی پھر شالخ کے عابر تیس برس کی عمر مین پیدا ہوا اور عابر کی کل عمر چار سو چونتیس برس کی تھی۔ اور عابر کے فالغ اور اوسکا بھائی قحطان ہوا اور فالغ طوفان سے ایک سو چالیس برس بعد پیدا ہوا تھا اور اوسکی عمر چار سو چوہتر برس کی تھی۔ پھر فالغ کے ارغو تیس برس کی عمر مین پیدا ہوا اور اوسکی عمر کُل دوسو اونتالیس برس کی ہوئی اور ارغو کے ساروغ بتّیس برس کی عمر مین پیدا ہوا اور اوسکی بھی دوسو اونتالیس برس کی عمر ہوئی۔ اور ساروغ کے ناحور تیس برس کی عمر مین پیدا ہوا اور اوسکی دوسو تیس برس کی عمر ہوئی۔ پھر ناحور کے تارخ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ پیدا ہوا ستائیس برس کی عمر مین اور اوسکی عمر دوسو اڑتالیس برس کی ہوئی اور تارخ کے جسے عرب آزر کہتے ہین حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ کی ولادت طوفان سے بارہ سو تریسٹھ برس کے بعد ہوئی تھی۔

قحطان کی نسل

قحطان بن عابر کے یعرب پیدا ہوا۔ اور یعرب کے یشجب اور یشجب کے سبا پیدا ہوا اور سبا کے چھ بیٹے ہین حمیر کہلان عمر اشعر انمار مُر پھر عمر بن سبا کا بیٹا عدی تھا اور لخم و جذام عدی کے بیٹے تھے۔

فریدون کی حکومت

یہ فریدون اشغیان کا بیٹا تھا اور اشغیان جمشید کی نسل سے تھا اور بعض نسابہ فارس فریدون کو نوح بتاتے ہین جو ضحاک پر غالب ہو گیا تھا اور اوسکا ملک چھین لیا تھا اور اونہین مین سے بعض یہ بھی کہتے ہین کہ فریدون وہ ذوالقرنین ہے جسے حضرت ابراہیمؑ سے تعلق رہا ہے خیر وہ جو کچھ ہو مگر اچھا با انصاف بادشاہ تھا اتنی بڑی سلطنت کے ساتھ بھی اوسکی نظر مآل کار پر تھی حضرت

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کی حکایت گلستان مین لکھی ہے **لطیفہ** این لطیفہ برطاق ایوان فریدون نوشتہ بود ؎

جہان اے برادر نہ ماند بہ کس	دل اندر جہان آفرین بند و بس
چو آہنگ رفتن کند جان پاک	چہ بر تخت مردن چہ برروے خاک

بادشاہ کے واسطے ایسے ہی خیالات ہونے چاہئین جب تو رعیت کی خشک کھیتیون پر سخاوت وعدالت کا بادل برسے گا ہمارے ہندوستان کے بادشاہون مین **اکبر اعظم - جہانگیر - شاہجہان - عالمگیر** اسی خیال کے بادشاہ تھے چنانچہ شاہجہان بادشاہ کے وضو کرنیکا جو مقام دہلی کے **مثمن برج** مین ہے اوس نہر پر جو علی مردان خان ہانسی حصار سے قلعہ شاہجہان آباد مین لایا ہے وہان شاہجہان بیٹھ کر وضو کیا کرتے تھے نظر کے سامنے جابجا **میزان عدل** کی تصویر بنی ہوئی تھی اور یہ رباعی بخط نستعلیق نہایت خوشخط وضو کے مقام کے سامنے لکھی ہوئی ہے ؎

اے بند بپاے وقفل بردل ہشدار	وے دوختہ چشم وپاے درگل ہشدار
عزم سفر مغرب و رو در مشرق	اے راہ روے پشت بمنزل ہشدار

فردوسی نے فریدون کی کیا خوب تعریف کی ہے سبحان اللہ ؎

فریدون فرخ فرشتہ نبود	ز مشک وز عنبر سرشتہ نبود
ز داد و دہش یافت این خسروی	تو داد و دہش کن فریدون توئی

اہل تاریخ لکھتے ہین کہ فریدون ہی پہلا شخص ہے جس نے ہاتھیون کو قابو مین کیا اور اوسپر سوار ہوا اور خچر پیدا کرائے اور بط اور کبوترون کو پالا - اور تریاق بنایا اور ظلم کو دور کیا اور اللہ کی عبادت اور احسان اور انصاف کا حکم دیا - اور ضحاک نے جن لوگون کی زمینین چھین لی تھین جہان تک اون کے وارث ملے اونکے حوالہ کین اور اونکا مالک نہ ملا تو مساکین کے حوالہ کردین اور راویون نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسی کو سب سے پہلے **صوفی** کا لقب دیا گیا ہے -

اور اوسی نے طب مین سب سے اوّل توجہ کی - اس کے تین بیٹے تھے بڑے کا نام سّرم تھا اور دوسرا طوج اور تیسرا ایرج کہلاتا تھا باپ کو یہ خوف ہوا کہ میرے بعد کہین انمین کشت و خون نہ ہو ملک کو تینون بیٹون پر تقسیم کردیا - اور حالات اسکے تاریخ کی کتابون مین درج ہین شایقین ملاحظہ فرمائین -

حضرت ہود علیہ السلام کی نبوت

اولاد نوح علیہ السلام نے باپ کے بعد زمین کو تقسیم کرلیا تھا اور سب جدا جدا مسکنون مین رہنے لگے تھے پھر انمین کچھ سرکش نافرمان لوگ پیدا ہوئے اللہ تعالے نے اونکی طرف رسول کو بھیجا - جب اونہون نے رسولون کی تکذیب کی تو اللہ تعالے شانہ نے اونہین ہلاک کیا یہ جو لوگ ہلاک ہوئے آرم بن سام بن نوح کی اولاد کے دو قبیلے تھے ایک عاد دوسرا ثمود - عاد تو عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح تھا اور انہین عاد الاولی کہتے تھے ان کے مساکن شحر عمان حضرموت کے درمیان احقاف مین تھے یہ بڑے جبار زبردست لمبے قد والے تھے کہ کوئی اُنکا مثل نہ تھا چنانچہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً اور خدا کا وہ احسان یاد کرو جب کہ اوس نے تم کو قوم نوح کے بعد اونکا جانشین بنایا اور ڈیل ڈول بھی تمہارا اورون سے زیادہ کیا - انکی طرف اللہ تعالے نے حضرت ہود علیہ السلام بن عبد اللہ بن رباح بن الجلود بن عاد بن عوص کو نبی کرکے بھیجا - اور بعض یہ کہتے ہین کہ اون کا نام ہود تھا اور وہ عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح تھے اور یہ لوگ جن کی طرف وہ بھیجے گئے تھے بت پرست تھے ان کے تین بت تھے ایک کا نام صَدَر دوسرے کا نام صمود اور تیسرے کا نام ہبا تھا - نبی نے اونکو اللہ کی توحید کی طرف ہدایت کی - اور کہا کہ اوسکے سوا اَور کسی کو مت پوجو اور آدمیون پر ظلم نکرو مگر اونہون نے حضرت ہودؑ کا کہنا نہ مانا اور بولے کہ ہم سے اَور کون زبردست ہے انمین سے حضرت ہودؑ پر

بہت ہی کم لوگ ایمان لائے۔ الغرض ان پہ بلاے خشک سالی نازل ہوئی۔ حضرت ہودؑ نے جو پروردگار کے حضور مین ان کے لئے بددعا کی برسات موقوف ہوگئی زراعتین خشک ہوگئین باغات برباد ہوگئے فاقہ کشی سے جان آفت مین آگئی ہرچند حضرت ہود علیہ السلام نے سمجھایا مگر وہ اپنے کفر سے باز نہ آئے اور جواب دیا کہ ہم تمہارے کہنے سے اپنے معبودون کو نہ چھوڑینگے اوس زمانہ مین یہ دستور تھا کہ جسپر کوئی بڑی مشکل پڑتی تھی اور مہم سخت منہ دکھاتی تو حرم محترم مکہ معظمہ مین جاکر التجا کرتے پروردگار اونکی دعا قبول فرماتا اون دنون قوم عمالقہ مکہ معظمہ مین رہتی تھی اور وہی قوم رئیس وشریف مکہ سمجھی جاتی تھی جب قوم عاد اون بلاؤن مین گرفتار ہوئی تو اوس قوم کے ستّر آدمی اشراف قوم سے جن کو قوم نے انتخاب کیا تھا نماز استسقا اور دعاے باران کے لئے جانے کو تیار ہوے سب قوم نے اونکو یہ وصیت کی کہ مکہ معظمہ مین پہونچ کر نہایت عجز والحاح سے طلب باران کرین یہ سب آدمی قطع منازل کرکے مکہ مین پہونچے اور معاویہ بن بکر کے گھر مین اُترے وہان ان لوگون کی شراب وکباب وسرود وغیرہ کی خوب خوب دعوتین ہوئین یہ جو وہان سے قحط کے مارے آئے تھے دعوت کے کھانے کھاکر رقص وسرود مین ایسے مستغرق ہوے کہ اصل مطلب جسکے واسطے اتنی دور ودراز کی منزلین طی کرکے آئے تھے بھول گئے روز وشب دعوتون کا کھانا زہرمار کرنا اور جاریات کا گانا سننا۔ سواے اسکے اور کوئی کام نہ تھا۔ انہین ملحدون کی شان مین حضرت سعدیؒ نے ارشاد فرمایا ہے ؎

ملحدِ گرسنہ وخانۂ خالی بر خوان	عقل باور نہ کند کز رمضان اندیشد

جب قوم کے وکلا نے جو مکہ معظمہ مین دعا کرنے آئے تھے اپنے میزبان کو رات دن کی دعوت اور لہو ولعب سے بیزار کیا تو اوس نے دل مین کہا کہ یہ لوگ توشراب وکباب ورقص وسرود مین ایسے مشغول ہین کہ اپنے فرض منصبی کو جس کے لئے یہ آئے ہین بالکل ہی بھول گئے اگر مین ان سے کچھ کہتا ہون تو بخل کے الزام مین گرفتار ہوتا ہون اپنی قوم مین مجھے لئیم وبخیل کہینگے آخر اوس نے شعر تنبیہ کے مضمون کے نظم کئے اور گانے والیون کو سکھا دئے اون جاریات نے قوم کے سامنے

گانے دو شعر اونمین کے نذر ناظرین کتاب ہذا ہین ؎

اَلَا یَا قَیْلُ وَیْحَکَ قُمْ فَهَیْنِمْ	لَعَلَّ اللّٰہَ یُصْبِحُنَا غَمَامَا
فَیَسْقِیْ اَرْضَ عَادٍ اِنَّ عَادًا	قَدْ اَمْسَوْا لَا یُبِیْنُوْنَ الْکَلَامَا

ترجمہ اے قیل تیرا بھلا ہو اوٹھ اور دعا مانگ ۔ شاید اللہ تعالےٰ ہم پر ابر سے پانی برساوے جس سے بنی عاد کی زمین سیراب ہو جائے کیونکہ بنی عاد ایسے ہو رہے ہین کہ پیاس کی شدت سے اون کے مُنہ سے بات نہین نکلتی ہے + جب اون لوگون نے گانیوالیون کی زبان سے یہ شعر سُنے تو دفعتاً ہوشیار ہوئے اور دعا کرنے کے لئے طیار ہوے اور اپنی غفلت پر افسوس کرنے لگے اب روز و شب دعا تھی اور قربانیان تھین اور وہ تھے مرثد بن سعد اونمین پوشیدہ مسلمان تھا اور حضرت ہود علیہ السلام پر اوسکا کامل ایمان تھا اوس نے قوم سے کہا کہ جبتک حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لاؤگے دعا تمہاری مستجاب نہ ہوگی اون لوگون نے اوس کو مسلمان سمجھکر اوس سے جُدائی کی اور جناب باری تعالےٰ مین بڑی عاجزی سے دعا مانگنے لگے اِس عرصہ مین تین ٹکڑے بادل کے سفید سیاہ سرخ پیدا ہوئے اور اوس بادل مین سے آواز آئی کہ اِن مین سے ایک ٹکڑا اختیار کرلو اور پھر حکم خدا کا انتظار کرو قوم ابر سفید اور سرخ سے روگردان ہوئی اور ابر سیاہ کو اختیار کیا۔ ہاتف نے آواز دی کہ تم نے وہ کالی بدلی اختیار کی کہ جو تمپر عذاب نازل کریگی قوم عاد کا کوئی شخص نہ بچیگا حکم الٰہی سے وہ ابر سیاہ ملک عاد پر روانہ ہوا عادیون نے جو دیکھا کہ سیاہ بدلی آئی وہ خوش ہوے کہ یہ ہماری امید کے باغون اور زراعتون کو شاداب کریگی حضرت ہود علیہ السلام سے کافر تمسخر کرتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو ہم کو عذاب دکھاؤ اوس کے مکرم نبی سے جو کفار نے تمسخر کیا بحکم ضرب الغلام امانة المولیٰ کے غیرت الٰہی جوش مین آئی اور اوس کالی بدلی سے آندھی کا طوفان ظاہر ہوا ایک آفت عظیم اونکے ملک پر آئی جب حضرت ہود علیہ السلام نے دیکھا کہ اس قوم پر اللہ تعالےٰ نے غضب نازل کیا تو وہ حسب الحکم خالق زمین و آسمان چار ہزار ۴۰۰۰ اہل ایمان کو اپنے ساتھ لیکر باہر نکل آئے اور مومنین سے ارشاد فرمایا کہ جو حلقہ اپنی اونگلی سے

مین کھینچے دیتا ہون اوس سے باہر نہ ہونا مین نے تم کو بحکم الٰہی اوسمین بٹھایا ہے جو کوئی اِس خط کے اندر رہیگا وہ اِس غضب کی آندھی سے محفوظ رہیگا۔ قوم عاد اوس طوفانِ قہر کو دیکھکر جمع ہوئی اور اپنے اہل و عیال کو لیکر حلقہ باندھکر مجتمع ہوئی اوّل تو اوس بادِ صرصر نے اون کے لوگون اور عورتون اور چارپایون کو زمین سے اوڑاکر آوارہ کیا اور نہایت زور و شور سے زمین پر پٹک پٹک کر پارہ پارہ کردیا عادی اِس حادثۂ عجیب کو دیکھکر اپنے گھرون مین پوشیدہ ہوئے بعض تو حویلیون کے گرنے سے دیوارون کے تلے دب کر فنا ہوئے اور بعض باہر بھاگ کر زانو تک زمین مین پاؤن گاڑکر کھڑے ہوئے سات دن اور رات مین اِس غضب کی ہوا نے سب کو فنا کردیا اور اونچی اونچی سنگین عمارتون کو ہموار زمین کے برابر کردیا العیاذ باللہ یا اللہ تجھی سے تیری پناہ مانگتا ہون مین بہت گناہگار ہون اور تو بڑا غفار ہے پروردگار مجھ سے تیری فرمانبرداری کچھ نہ ہوسکی سیدھی سیدھی نماز بھی نہین پڑھی جاتی تو اپنے فضل و کرم پر نظر فرما میری نافرمانیون کو مت دیکھو

رسم است کہ مالکانِ تحریر	آزاد کنند بندۂ پیر
اے بار خدائے عالم آرائے	بربندۂ پیر خود ببخشائے

یہ تو نافرمانون کا حال ہوا۔ اب فرمان بردار بندون کی کیفیت سنیئے وہی بادِ صرصر جس نے قوم عاد اور ملک عاد کو تباہ و برباد کرکے فنا کردیا جب وہ قہر کی ہوا مومنین کے دائرہ کے پاس آجاتی تھی تو نسیم رحمت بنجاتی تھی جب اِس قوم کا خاتمہ ہوچکا تو حضرت ہود علیہ السلام اپنے مومنین کو لیکر اوس حلقہ سے باہر آئے اور ملک کے ایک جانب اپنے رہنے کے مکان بنالئے جب عمر شریف حضرت ہود علیہ السلام کی چارسو چونسٹھ برس کی ہوئی تو آپ جوار رحمت حق مین جا کر بسے۔

شداد اور اوس کی بہشت

اکثر علماے تاریخ نے شداد کا ذکر حضرت ہود علیہ السلام کے بعد کیا ہے۔ مین نے بھی

ناظرین کتاب تاریخ عرب کے تفننّ طبع کے لیۓ اسی مقام پر کر دیا ہے بہت مختصر طریقہ سے اللہ تعالےٰ کافرون کے لیۓ کوئی حجّت باقی نہین رکھتا کہ اونکو پروردگار پر اعتراض کرنے کا موقع ملے یہ ہمنے خوب دیکھا ہے کہ اوّل کفر کی گندگی وہ لوگ پھیلاتے ہین جو فلسفہ پڑھتے ہین اور وہ بھی ناقص طریقہ سے۔ بھلا خیر اگر عربی زبان مین ہو تو اتنا موقع ضرور ملتا کہ مسلمانون نے جو کتابین فلسفہ کی تصنیف کی ہین اونکی دلیلون کو جابجا قطع بھی کرتے گئۓ ہین ذی شعور طالبعلم اِس سے گمراہ نہین ہوتا مگر انگریزی زبان مین اسکا اہتمام کہان۔ دوسری بات یہ ہے کہ انگریزی مدرسے کے طلبا اپنی مذہبی کتابون سے تو بالکل ناواقف جو کچھ پڑھا انگریزی کتابون مین عیسائی مدرسون سے پھر کیون نہ گمراہ ہون انہون نے جو عین شباب کی حالت مین مدرسہ چھوڑا پھر ان کی آزادی کو کون روک سکتا ہے خصوصاً امرا کے لڑکے مذہب کو خیرباد کہکر بیدینی کے جنگل مین حیوانون کی طرح مطلق العنان ہوکر دوڑنے لگے روپے پاس ہین شراب کی دوکانین پارسیون نے جابجا کھول دی ہین وہان حسینون کا بھی جمگھٹ ہے بس دیوانہ را ہوئے بس است یہ کسی ملّا کے قابو کے نہین واعظ غریب کی سنتا کون ہے اور یہ دستور ہے کہ غربا پر اُمرا کا اثر پڑتا ہے اُمرا کے لڑکون نے تو اللہ کے فضل سے عمدہ عمدہ کپڑون کے سوٹ بنوالیۓ اور انگریزی ٹوپی پہن کر بارہ ٹوپی کی تعداد کو تیرہ کر دیا غریب یہ سرمایہ کہان سے لاتے مگر تیرہ ٹوپی مین اثر کی وجہ سے ملنا تو ضرور تھا گرچہ کتّون کی طرح آگے کے چار چار اونگل بال رکھکر پیچھے کے بالون کا صفایا کر دیا اور ایک بید ہاتھ مین لیکر دو آنے والی ٹٹّی کے شیشے کی عینک پُرانا نیلامی انگریزی بوٹ پہن کر اس سامان کے ساتھ بے سامان بنگئۓ ؎

رہین تو جھونپڑون مین خواب دیکھین محلون کا	خدا کی شان یہ دل عشق یار کے قابل

اور سنئۓ جب ڈریس پورا انگریزی ہوگیا تو اب انگریزی بولنے کو بھی دل چلا بازار جاکر دوکانداروں سے انگریزی بولنے کی مشق بڑھائی لفظ چار پانچ بمشکل یاد کر لیۓ یَس نو وری ول مائی ڈیر ٹیک نو ٹیک اب حضرت اپنے خیال مین مسٹر پال اپولس اوڈرف ڈاین بیسٹرون

کے اوستاد ہین پہلے تو اس بیدینی کی ابتدا کالج کے امیر لڑکون نے شروع کی پھر غربا کے لڑکون
نے اونکا خاکہ اوڑایا رفتہ رفتہ ایک بڑا گروہ بیدین ہو گیا ایسے ہی حالات اوس قوم کے تھے
جن پر طوفان اور غضب پروردگار کا نازل ہوا **انبیا** غریب سیدھے سادے آدمی یہ کمبخت
اون کو مفلس سمجھ کر تمسخر کرین اللہ تعالے لاشانہ غصہ ہوا کہ یہ میرے رسولون کو حقیر سمجھتے ہین
وہی حال بدبخت **شداد** کا ہوا جب اوس نے نبی سے پوچھا کہ اگر ہم ایمان لائین تو ہم کو
کیا ملیگا اونہون نے کہا جنت حور و قصور اوس مردود نے کہا کہ مجھے اس امر کے لیے تمہارے
اللہ کا احسان لینے کی کیا ضرورت ہے مین دنیا ہی مین یہ سب چیزین مہیا کر لونگا مگر وہ
کمبخت یہ نہ سمجھا کہ آخر اس مہیا کرنے کی استعداد کس نے دی ہی پروردگار تو آخر تمام جہان کا
خالق اور قادر توانا ہے خدا نکرے کہ کوئی بندہ اوسکی گرفت مین آئے ایک ادنی سی چیونٹی ہی
کہ جب وہ کاٹتی ہے تو اتنے بڑے آدمی کو بیقرار کر دیتی ہے دریاے غضب جوش مین آگیا
فرشتون کو حکم ہوا کہ یہ جس چیز کی خواہش کرے اسکے لئے مہیا کر دو کوئی ارمان اس کے
دل مین نہ رہنے پائے یہ تو معمار ہے اسمین تو ہمارے اولیا رہین گے ہم اسکا نام **مدینۃ الاولیا**
رکھتے ہین انتہیات **محمد صلی اللہ علیہ وسلم** کے لئے یہ مکان طیار ہوتا ہے۔ اہل تاریخ
لکھتے ہین کہ اوس نے اپنے عاملون کو لکھا کہ تم سے جس قدر سونا چاندی جواہرات مروارید
مشک و عنبر مہیا ہو سکے لیکر فوراً حاضر ہو اور ایک دلکشا مقام جسکی آب و ہوا نہایت معتدل
تھی تجویز کر کے وہان تعمیر کے سب اسباب جمع کئے اور فن تعمیر کے جسقدر عمدہ اوستاد بہم
پہونچ سکے سب کو طلب کر لیا اور عمارت محکم اساس کے پائے یعنی ستون قائم کئے اور بہت
طولانی حدود اوسکی رکھین اللہ تعالے لاشانہ نے خود اوسکی تعریف فرمائی ہے لَمْ يُخْلَقْ
مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ دیوارین اوس کی سونے اور چاندی کی اینٹون کی تھین اور چھت اوسکی
سونے کے پترون کی تھی اور مرصع بجواہرات بلور کے ستونون پر قائم اور اوسکی نہرون مین
سنگریزون کی جگہ موتی بچھوا دئے تھے اور اوسکے درختون کو طلاے احمر سے مجوف بنا کر مشک

عنبر اوسمین بھروا دیا تھا ہوا جسوقت اون درختون پر سے گذرتی جدھر جاتی اودھر معطر کر دیتی اوس طرف کے رہنے والے اگر مریض ہوتے تو تندرست ہو جاتے تمام زمین پر مشک و عنبر بچھا دیا تھا اور بارہ ۱۲۰۰۰ ہزار کنگورے اوسکے محلون کے گرداگرد بنائے تھے اور یہ سب زر خالص کے تھے اوران پر بیش بہا جواہرات تعبیہ تھے اور اس باغ کی کوشکون کو زنان پری پیکر سے آراستہ کیا تھا الغرض یہ باغ دلکشا پانچسو برس مین طیار ہوا جب شداد کو اوس کی طیاری کی خبر دی گئی تو یہ اپنے مقام سے نہایت شان وشوکت کے ساتھ بہت بڑی فوج لیکر چلا جب باغ بہت قریب رہ گیا تو اسنے ایک جگہ قیام کیا اوس مقام پر اسے ایک نہایت خوبصورت ہرن نظر آیا وہ بھی جواہرات مین لدا ہوا تھا شداد اوسکی زیبائی کو دیکھکر حیران ہوا اور اوسکے پیچھے گھوڑا ڈال دیا جب یہ لشکر سے الگ ہوا تو ایک شخص نہایت مہیب صورت کا پیدا ہوا شداد اوس کو دیکھ کر گھبرایا اوس نے کہا کہ کیا اس عمارت بنانے سے تجھکو امان ہو جائیگی شداد کانپ اوٹھا اور اوس سے پوچھا تو کون ہے اوس نے کہا کہ مین ملک الموت ہون اس نے نہایت الحاح و زاری سے کہا کہ مجھے ایک نظر ہی اس باغ جان فزا کو دیکھنے دے اوس نے کہا کہ رب الارباب کا حکم نہین اب معلوم ہوا تجھے کہ خدا تو نہین ہے خدا وہ ہے کہ جس کا حکم لیکر مین آیا ہون اور تیرا اتنا بڑا لشکر میرا کچھ نہین کرسکتا مین تنہا تیرے تمام لشکر کو طرفۃ العین مین بے جان کرسکتا ہون تونے اسی مُنہ سے خدائی کا دعویٰ کیا تھا کہ اپنے بنائے ہوئے باغ مین داخل نہین ہوسکتا اور اب موت کے پنجہ مین گرفتار ہے اور خلاص کی کوئی تدبیر تیرے ہاتھ مین نہین بس آن واحد مین ملک الموت نے اوسکی روح قبض کرلی بعض اہل اسرار فرماتے ہین کہ اوس مکان کو اللہ تعالیٰ شانہ نے خاص اپنے اولیا کے واسطے محفوظ رکھا ہے اور بالکل جنت کی حالت اوسمین نظر آتی ہے۔ عام لوگون کی نگاہون سے مخفی ہے۔ حضرت والد ماجد مولنا سید شاہ محمد سجاد ابوالعلائی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ دنیا بھر کا قطب جسکا لقب قطب مدار ہے صبح کی نماز اسی باغِ بہشت مین جسے اب مدینۃ الاولیا کہتے ہین پڑھتا ہے اور ہزارون اولیاء اللہ ایسے

ہین کہ جو فرشتون کی طرح شبانہ روز اِسی مین مشغول عبادت ہین وہ یہان سے نکلتے ہی نہین کوئی شخص بجز قطب مدار کے اس باغ کا راستہ نہین جانتا اور جو ولی داخل ہوتا ہے اسمین وہ قطب مدار کے ہمراہ داخل ہوتا ہے اور روایت مین ہے کہ بعض صحابہ اس باغ مین داخل ہوئے تھے مگر کوئی اونکو لے گیا تھا وہ خود اس کا راستہ نہین جانتے تھے ۵

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو		کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معما را

قوم عاد بڑی زور آور اور دراز قد تھی راویون نے کہا ہے کہ وہ دراز قد چوڑے جسم والے قوتناک تھے سب سے دراز قد اونکا سو گز کا ہوتا تھا اور سب سے پست قد ساٹھ گز کا سنگتراشی کر کے پہاڑون مین مکان بنائے تھے آخر ہلاک ہوئے اللہ باقی اور کل فانی۔

حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت اور قوم ثمود

ثمود۔ یہ لوگ ثمود بن جاثر بن ارم بن سام کی نسل سے تھے اور اونکے مساکن حجر مین حجاز اور شام کے وسط مین تھے اور انکا زمانہ قوم عاد کے بعد تھا یہ بھی بہت کثرت سے تھے اور کفر و نافرمانی کے دریا مین غرق ہوگئے۔ اللہ تعالے شانہ نے اون پر حضرت صالح بن عبید بن اسف بن ماشج بن عبید بن جاور بن ثمود کو نبی کر کے بھیجا اور بعض اس اسف کو ابن کماشج ابن ارم بن ثمود بتاتے ہین حضرت صالحؑ نے قوم ثمود کو اللہ کی توحید کی ہدایت کی اور کہا کہ پرستش کے قابل سوائے اوس وحدہٗ لاشریک کے اور کوئی نہین ہے اوسکے سوا اور کسی کی پرستش نہ کرو اون لوگون نے کہا کہ ہمکو تو تجھ سے بڑی بڑی اُمیدین تھین تو تو ہم سے ہمارے معبودون ہی کو جدا کئے دیتا ہے۔ اللہ تعالے شانہ نے انہین بڑی بڑی عمرین دی تھین یہان تک کہ اونمین اکثر آدمی پتھر کے مضبوط مکان بناتے اور وہ مکان ٹوٹ پھوٹ جاتے تھے مگر یہ لوگ زندہ رہتے تھے۔ جب ان لوگون نے اپنی عمرون کی یہ حالت دیکھی تو اون لوگون نے پہاڑون کو کندہ کر کے گھر طیار کئے۔ یہ لوگ بڑے عیش و عشرت مین رہتے تھے اور کمال فارغ البالی سے

اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔

حضرت صالح اور اونکا ناقہ اور اونپر چند آدمیونکا ایمان لانا

حضرت صالح علیہ السلام ایک عرصہ دراز تک اون کو ہدایت کرتے رہے مگر سوائے چند غربا کے اونپر کوئی ایمان نہ لایا - جب حضرت صالحؑ نے اون کو بہت کچھ ہدایت کی اور اون کو ڈرایا اور خوف دلایا تو اونہون نے کہا کہ اے صالح تم ہمارے ساتھ عیدگاہ کو چلو - اور وہ اپنی عید مین اپنے بتون کو لیکر نکلا کرتے تھے اور اون سے کہا کہ ہمین اپنی نبوت کی کوئی نشانی دکھاؤ تم اپنے خدا کو پکارو اور ہم اپنے معبودون کو پکارتے ہین - اگر تمہارے خدا نے تمہاری بات سُنی تو ہم تمہاری اطاعت کرینگے اور اگر ہمارے معبودون نے ہماری بات سن لی تو تم ہماری پیروی کرنا - حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت اچھا اسپر وہ اپنے اصنام کو لیکر نکلے اور حضرت صالح بھی اونکے ساتھ چلے اور اونہون نے اپنے اصنام سے کہا کہ حضرت صالح کی دعا مقبول نہ ہو دین اون لوگون کا ایک سردار تھا - اُس نے حضرت صالح سے کہا - کہ اس پتھر کی چٹان سے ہمین ایک اونٹنی نکال دو - جو بہت بڑی ہو اور دس مہینے کی حاملہ بھی ہو اگر تم ایسا کروگے تو ہم تمہین سچا سمجھین گے اسپر حضرت صالحؑ نے اون سے مواثیق لے لئے - اور پھر اوس چٹان کے پاس آئے اور اوسپر نماز پڑھکر حضرت رب العزت سے دعا مانگی - کہ یکایک اوس چٹان مین ایسا اضطراب پیدا ہوا جیسا کہ حاملہ کو ہوا کرتا ہے - پھر وہ چٹان شق ہوگئی اور اوسکے اندر سے جیسا کہ وہ چاہتے تھے اونکی آنکھون کے سامنے ایک اونٹنی نکل آئی - اور جیسی وہ بڑی ڈیل ڈول کی تھی اوسی طرح کا ایک بچہ بھی پیدا ہوا - اس معجزے کو دیکھکر اون کا سردار جس کا نام جندع بن عمرو تھا وہ اور اوسکے ساتھ کے کچھ آدمی ایمان لے آئے - غرضکہ جب اونٹنی کا معجزہ واقع ہوا تو حضرت صالح علیہ السلام نے اون لوگون سے کہا کہ اس چشمہ سے ایک روز تو اونٹنی پانی پیئے گی اور ایک روز تم اپنے پینے کے لئے پانی بھر لیا کرو اور اگر تم

اسکی کونچین کاٹ دوگے تو اللہ تعالی شانہ تمہین ہلاک کرڈالیگا۔ بس یہ بات قرار پاگئی کہ چشمہ کا پانی ایک روز اونٹنی پیتی تھی اور ایک روز قوم ثمود۔ اور جب اوسکے پانی پینے کا دن ہوتا تو وہ لوگ اوسے چشمہ پرآنے دیتے اور خود جدا ہوجاتے تھے۔ اور اوسکا دودھ اتنا دوہتے کہ اون کے تمام برتن بھرجایا کرتے اور جب اونکے پینے کا دن ہوتا تو اوسے چشمہ پرسے لوٹا دیتے تھے وہ اوس روز پانی نہین پیا کرتی تھی۔ اور قوم اس قدر پانی لیجاتی تھی کہ دوسرے روز کے لئے جمع کرلیتی تھی۔ پھر اللہ تعالے شانہ نے حضرت صالح علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تیری قوم ناقہ کی کونچین کاٹین گی۔ حضرت صالح علیہ السلام نے یہی بات قوم سے بیان کردی وہ بولے کہ ہم ہرگز ایسا کام نہ کرینگے اونہون نے فرمایا کہ تم ضرور کونچین کاٹوگے اور تم مین عنقریب ایک بچہ پیدا ہوگا جو اوسکی کونچین کاٹیگا۔ اونہون نے پوچھا کہ اوسکی کیا پہچان ہے واللہ اگر ہم کو وہ معلوم ہوجائیگا تو ہم اوسے قتل کرڈالین گے حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ اوس لڑکے کا رنگ گلابی۔ آنکھین نیلی۔ بال بھورے۔ چہرہ سرخ ہوگا۔ اوس شہر مین دو شخص رہا کرتے تھے وہ بڑے ذی عزت اور دولتمند تھے ایک کے بیٹا تھا وہ کسی عورت سے نکاح ہی نہین کرتا تھا اور دوسرے کے ایک بیٹی تھی اوسکے لئے کفو مین کوئی مرد ہی نہین ملتا تھا۔ ان دونون نے اپنے بیٹے اور بیٹی کا باہم بیاہ کردیا ان دونون سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ جب حضرت صالحؑ نے اون سے کہا کہ ایک بچہ پیدا ہوگا وہ اوسکی کونچین کاٹیگا تو اونہون نے بستی کی دائیون کو بلایا۔ اور اونکے ساتھ کچھ سپاہی کردئے کہ بستی مین جاکر گشت کرین جب کسی عورت کو پائین کہ اوسکے بچہ پیدا ہوا ہے تو اوسے دیکھین کہ وہ کیسا ہے جب یہ بچہ پیدا ہوا تو عورتین چلائین کہ یہی بچہ ہے جسکی نبی اللہ نے خبر دی تھی۔ سپاہیون نے چاہا کہ اوسے پکڑلین مگر اوسکا نانا اور دادا بیچ مین آگئے اور کہنے لگے کہ اگر یہی بچہ حضرت صالحؑ کا بتایا ہوا ہوتا تو ہم اوسے ضرور قتل کردیتے مگر یہ نہین ہے اسلئے سپاہیون نے اوسے چھوڑدیا مگر وہ بڑا شریر لڑکا تھا۔ ایک دن مین اتنا بڑھتا جتنا کوئی ہفتہ مین بڑھتا ہو ✦

حضرت صالح علیہ السلام کے قتل کے لئے نوآدمیون کا جانا اور خود اون کا قتل ہونا

پھر اوس قوم مین سے نو آدمی آمادہ ہوے جو بڑے مفسد تھے اور وہ کسی طرح اس امر پر رضا مند نہ تھے کہ حضرت صالح پر قوم اتفاق کرے اور اونکی نبوت پر ایمان لالۓ اور ان لوگون نے اپنے بچون کو اس خوف سے قتل کرڈالا تھا کہ عاقر الناقہ اونہین کا بچہ نہ ہو اور جب بچون کو قتل کرچکے تو دوسری شیطنت نے برانگیختہ کیا اور قسم کھائی سبہون نے کہ حضرت صالح اور اونکے ساتھیون کو قتل کرین اور باہم یہ مشورہ کیا کہ سب لوگون کے ساتھ ہم بارادہ سفر شہر سے باہر نکلین اور اوس غار مین جاکر پوشیدہ ہو جائین جو حضرت صالح کے راستہ پر ہے۔ جب وہ مسجد کو آئین گے اونہین قتل کرڈالینگے پھر وہ چار روز کے بعد پلٹ کر گھر کو چلے آئینگے پھر کسی کا گمان بھی نہ ہوگا۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کا یہ دستور تھا کہ وہ بستی مین نہین سوتے تھے وہ اپنی مسجد کو چلے جایا کرتے تھے جو مسجد حضرت صالح کے نام سے مشہور ہے اور وہین سو رہتے تھے غرض کہ جب یہ لوگ اس ارادہ سے غار مین جاکر چھپے تو اتفاقاً اونپر ایک بڑی چٹان گر پڑی اور وہ سب مرگئے پھر جن لوگون کو اون کا حال معلوم تھا تو وہ غار پر خبر لینے گئے تو دیکھا کہ وہ سب مرے پڑے ہین۔ بس وہ لوٹ کر آئے اور چلانے لگے کہ صالح نے پہلے تو اون کے بچون کے مارنے کا حکم دیا تھا اب اونکو بھی قتل کرڈالا۔ بعض راویون نے یہ بھی کہا ہے کہ ان نو آدمیون نے ناقہ کی کونچین کاٹنے کے بعد جب کہ حضرت صالح علیہ السلام نے عذاب الہی سے ڈرایا تھا تو ان لوگون نے اونکے قتل کی قسم کھائی تھی۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ جب ان لوگون نے ناقہ کی کونچین کاٹین تو بولے کہ چلو صالح کو بھی مار ڈالین اگر وہ سچا ہے تو جلدی سے مار ڈالو تاکہ وہ عذاب نہ بھیجے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اوسے بھی ناقہ ہی کے پاس پہونچا دو اس لئے وہ رات کو اونکے مکان کے پاس آئے کہ فرشتون نے اونکا تیرزن سے کام تمام کردیا۔ اس لئے اونکے یار دوست حضرت صالح علیہ السلام کے مکان پر آئے تاکہ

ان کو قتل کرین حضرت صالحؑ کے گھر کے لوگ عزیز و اقارب بیچ مین آگئے اونہون نے کہا کہ اگر صالحؑ سچے ہین اور تمپر عذاب نازل ہونیکا خوف دلایا ہے تو اوسکے رب کو اور غصہ مت دلاؤ۔ اور اگر وہ جھوٹے ہین تو ہم اونہین تمہارے حوالہ کردینگے بس وہ لوگ اپنے گھرون کو لوٹ گئے علامہ ابن اثیر کہتے ہین کہ ان دونون قولون مین سے اوّل قول یہ بات ثابت کرتا ہے کہ یہ نو آدمی جنہون نے قسم کھائی تھی وہ نہ تھے جن لوگون نے ناقہ کی کونچین کاٹی تھین۔ اور دوسرا قول زیادہ صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب ؎

قدار کا ناقہ کو قتل کرنا اور بچہ کا بھاگ جانا

علاّمہ اثیر ناقہ کے قتل کی حکایت اور سبب یون بیان کرتے ہین کہ قدار بن سالف کے ہان ایک مجلس ہوئی اوسمین لوگون نے شراب پی مگر اونہین اسقدر پانی نہ ملا کہ شراب مین حسب دستور ملا کر پیئین کیونکہ اوس روز پانی پینے کی باری ناقہ کی تھی۔ اسپر ایک نے دوسرے کو ترغیب دی کہ آؤ ناقہ کو مار ڈالین۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ ثمود مین دو عورتین تھین ایک کا نام قطام اور دوسری کا نام قبال تھا۔ قدار کو قطام کا عشق تھا۔ اور مصدع قبال پر فریفتہ تھا اور یہ دونون ان دونون عورتون سے ملا کرتے تھے ایک رات وہ قدار۔ اور مصدع سے بولین کہ ہم تم سے اوسوقت تک بات نہ کرینگے جب تک کہ تم اس اونٹنی کو نہ مار ڈالوگے اون دونون نے اس کا اقرار کیا اور گھر سے نکل کر اپنے دوست احباب کو جمع کیا اور ناقہ کی طرف چلا وہ اوس وقت اپنے حوض کی طرف تھی۔ اس پر اس شقی نے اونمین سے ایک شخص کو کہا کہ جا اور اسکی کونچین کاٹ دے۔ وہ اوسکے پاس گیا مگر ڈر کر لوٹ آیا۔ پھر اوسنے دوسرے کو بھیجا وہ بھی خوف زدہ ہو کر بھاگ آیا۔ پھر وہ جس کسی کو اس کام کے واسطے بھیجتا یا تو وہ جاتا نہین اور اگر ہمت کرکے جاتا تو وہ بھی پلٹ آتا اس لئے قدار خود اوس کے پاس گیا اور اونچا ہو کر اوسکی کونچین کاٹین جس سے وہ گر کر تڑپنے لگی۔ یہ دن جب وہ قتل کی گئی ہے چارشنبہ کا تھا جسے وہ اپنی زبان مین جبار کہتے تھے۔

اور وہ لوگ یکشنبہ کو ہلاک ہوئے جسے وہ اپنی زبان مین اوّل کہتے تھے۔ جب اونٹنی قتل ہو گئی تو اونہین سے ایک شخص حضرت صالح علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ اپنے ناقہ کو دیکھو لوگون نے اوسکی کونچین کاٹ دی ہین یہ خبر سنکر وہ نکلے۔ اور لوگ بھی اون سے ملنے کو چلے اور عذر کرنے لگے۔ کہ یا نبی اللہ فلان شخص نے کونچین کاٹی ہین ہمارا کوئی قصور نہین آپ نے کہا کہ اوسکے بچے ہی کو لے آؤ۔ اگر تم اوسے بھی لے آؤ گے تو شاید اللہ تعالے شانہٗ تمھین عذاب سے نجات دے مگر وہ نہ ملا۔ جب بچے نے اپنی مان کو تڑپتے دیکھا تو وہ پہاڑی پر چلا گیا اوس پہاڑی کا نام قارہ تھا اور ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی وہ اوسپر چڑھ گیا جب یہ لوگ اوس کو ڈھونڈھنے گئے تو اللہ تعالے شانہٗ کے حکم سے وہ اتنی بلند ہوئی کہ پرندون کا بھی گذر وہان نہ ہو سکتا تھا۔

قوم ثمود کی ہلاکت اور ایک آدمی کا بچنا

حضرت صالح علیہ السلام بستی مین چلے آئے اور جب بچے نے اونہین دیکھا تو اونکے پاس آیا اور اپنی مان کے غم مین ایسا رویا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے پھر اوس نے تین آوازین دین حضرت صالحؑ نے قوم سے کہا کہ ہر آواز کے لئے ایک دن کی مدت ہے تم اپنے گھرون مین جا کر تین دن مین اپنے معاملات درست کر لو یہ وعدہ جھوٹا نہین ہے اور عذاب کی نشانی یہ ہے کہ پہلے روز صبح کو تمھارے چہرے زرد ہو جائینگے۔ اور دوسرے روز سرخ ہو جائینگے۔ اور تیسرے روز تمھارے مُنہ کالے ہو جائینگے۔ پھر جب صبح ہوئی تو اونکے چہرے زرد ہو گئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر چھوٹے بڑے نے اپنے مُنہ پر زعفران ملی ہے۔ پھر دوسرے روز جو صبح کو اوٹھے تو مُنہ سرخ ہو گیا تھا۔ اور تیسرے روز مُنہ سیاہ تھا۔ آخر اوس قوم نے کفن پہنے اور خوشبو لگائی اور حنوط ایلوا اور مُر کا کیا اوس زمانہ مین مُردون کے لئے اسی کا حنوط ہوتا تھا جیسا کہ اب مسلمانون مین کافور کا حنوط ہوتا ہے پھر وہ سب زمین پر لیٹ گئے اور زمین و آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ کدھر سے اونپر عذاب آئیگا۔ جب چوتھے دن کی صبح ہوئی تو آسمان سے ایک کڑک کی ہیبت ناک آواز اس زور سے آئی کہ اون

سب کے جگر شق ہو گئے فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جَاثِمِیْنَ اور وہ اپنے گھرون مین بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور اُس قوم کے جتنے آدمی مشرق و مغرب مین تھے اون سب کو اللہ تعالے شانہ نے ہلاک کر دیا۔ صرف ایک شخص اوس قوم کا جو حرم محترم یعنی کعبہ شریف مین تھا اس عذاب سے بچ گیا راوی نے پوچھا کہ وہ کون شخص تھا جو بچا تو کہا کہ وہ ابو رغال تھا جسے بعض لوگ ابو ثقیف بھی کہتے ہین مین اپنے بھائیون سے کہتا ہون کہ یہ جو قصص اس کتاب مین درج ہین ضرور ان کا وجود ہے اِس لئے کہ اکثر قصص تو انہین کلام اللہ شریف کے ہین جو کتاب مبین ہے فرق اتنا ہے کہ اس کتاب مین بطور اجمال ہے مگر مفسرین نے روایات صحیحہ و احادیث قویہ حضرت مخبر صادق سے اوسکی تفصیل کر دی ہے شک و ریب کو اسمین ہرگز دخل نہین یہ وہ حکایات ہین کہ اگر ذی شعور آدمی انہین پڑھے تو وہ بہ آسانی اپنے نفس کا تزکیہ کر سکتا ہے اور اپنے اور غافل بھائیون کو پڑھکر سنا سے کیا عجب ہے کہ اونکی طبیعت راہ راست پر آجائے جو لُب لُباب ان حکایات کا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہم لوگون کے آیتِ رحمت ہین اونکے احکام کی فرمان برداری کرے اور اونکے احسانات پر نظر کرے کہ اُنھون نے ہماری ہدایت کے لئے کتنی مشقت اُٹھائی اور ہم سے کچھ اجرت نہ طلب کی اور چار چار روز کے فاقے کئے اور اپنے حال سے اپنی قوم کو مطلع نہ کیا قوم کے سچے بھی خواہ آپ تھے کہ ایک پیسے کا چندہ نہ کیا اور قوم کی قوم کو سنوار دیا۔ اور اب اِس پر شور زمانے مین ایسے لوگ پیدا ہوئے ہین کہ پیٹ تو بھرین اپنا اور کہین کہ ہم قوم کے واسطے چندہ کرتے ہین۔ اور بعض لوگ اُسی طریقۂ نیچریہ کے ایسے بھی ہین کہ خود اونکے پاس بیس بیس لاکھ روپئے موجود اسلامی ریاست سے چوریان کر کرکے لائے ہین مگر روز و شب چندہ چندہ پکار رہے ہین اِتنے دنون سے علیگڈھ کا مدرسہ جاری ہوا ہے اس وقت بھی وہ قائم ہے علت غائی اوسکی یہی قرار دی گئی تھی کہ اِس سے مسلمانون کے دن پھرینگے واقعی دن پھرے کہ مسلمان سے نیچری ہو گئے اور ایک لڑکا بھی کسی غریب بے مایہ کا اوسمین موجود نہین اونہین اُمرا کے لڑکے ہین جو اپنے گھرون

مین بھی تعلیم پا سکتے تھے یہان آکر یہ بات بھی پیدا ہو گئی کہ اسلام سے روگردان ہو گئے پھر اس مدرسہ کا جو بانی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ مین اس مدرسہ کا مالک نہین یہ تو سب مسلمانون کا ہے مسلمانون کے مشورے سے کام ہوا کریگا اوسنے ہزارون روپیہ صرف اپنے اختیار سے اون لوگون کو دئے جو شرعاً اور عرفاً کسی طرح اونکو اس سے فائدہ اوٹھانے کا حق نہ تھا اپنے خانگی جھگڑون کی خصومتین اس مدرسہ کی آڑ مین نکالین اور پھر وہی شخص یہ کہنے لگا کہ مدرسہ میرا ہے مین اوسمین جو کارروائی چاہون کرون چاہے اسے رکھون اور چاہے اسے ملیا میٹ کر دون اے میرے بھائیو میری غرض اس تقریر سے یہ ہے کہ تم ان گندم نما جو فروشون کی صحبت سے بچو اگر حضرت رسول کریم دریاے رحمت کے دُرِّ یتیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قدم مبارک درمیان نہ ہوتا تو ضرور اس قوم پر ویسا ہی عذاب نازل ہوتا جیسا عاد وثمود کی قوم پر ہوا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ مین اس پاک کتاب مین ایسی ناپاک قوم کا ذکر کر رہا ہون مگر کیا کرون یہ خیال کیا کہ میری کتاب کی کیا ہستی ایک فانی آدمی اور آلودہ صد گناہ کی کتاب ہے کتاب قدیم مین جو پاک پروردگار کی زبان ہے **شیطان رجیم** کا ذکر ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اللھم ایاك نعبد وایاك نستعین اھدنا الصراط المستقیم اے میرے **نور چشمون** اس قوم سے بچنا اور آپسمین امر معروف اور نہی عن المنکر کا شغل ضرور رکھنا۔ شیطان کا تازیانہ یہی ہے دیکھو خوب غور سے اس روایت کو پڑھو برون کی صحبت تو بُری ہوتی ہی ہے اون کی بستی کی ہوا سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بچے ہین۔

روایت جب حضرت سرور عالم فخر اولاد آدم صلی اللہ علیہ وسلم ثمود کی بستی کی طرف ہو کر گذرے تھے تو آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ اوس بستی مین کوئی نہ جاوے اور نہ وہان کا پانی پیوے۔ اور آپ نے اصحاب کو وہ سیڑھیان دکھائی تھین کہ جن پر سے اونٹنی کا بچہ پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔ اور وہ راستہ بھی دکھایا تھا کہ جدھر سے اونٹنی آکر پانی پیا کرتی تھی الغرض اس عذاب کے بعد حضرت صالح علیہ السلام شام کو چلے گئے اور فلسطین مین رہنے لگے

پھر وہان سے مکہ معظمہ کو چلے آئے اور یہین اقامت اختیار کر لی اور اخیر وقت تک اللہ تعالے کی عبادت کرتے رہے۔ اور اون کی عمر اٹھاون برس کی ہوئی بیس برس اونھون نے اپنی قوم کو نصیحت کی۔ توریت والے حضرت عاد اور حضرت ہود اور قوم ثمود اور حضرت صالح کے حالات سے بے خبر ہین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات

آپ کا نام نامی اور اسم گرامی ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے علیہ السلام۔ علما کا اس باب مین اختلاف ہے کہ وہ کہان رہتے تھے اور کہان پیدا ہوے تھے۔ کوئی تو کہتا ہے وہ سوس علاقہ اہواز مین پیدا ہوئے تھے۔ اور کوئی اون کا مولد بابل مین بتاتا ہے۔ اور کوئی کوثی ہین۔ اور کوئی حران مین کہتا ہے۔ اور کہتے ہین کہ اونکے مان باپ اونہین یہان سے لے گئے تھے۔ اور تمام اہل علم یہ کہتے ہین کہ اونکی ولادت نمرود بن کوش کے زمانہ مین ہوئی تھی۔ اور تمام مورخ اس بات کے مقر ہین کہ نمرود اور ازدہاق بادشاہ یعنی ضحاک کا عامل تھا جسکی نسبت بعض کا خیال ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اسی ازدہاق کی جانب بھیجے گئے تھے۔ مگر متقدمین علما کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ وہ خود مختار بادشاہ تھا۔ کسی کا مطیع و ماتحت نہ تھا۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ نمرود تمام مغرب و مشرق کا بادشاہ تھا۔ اور بابل مین رہتا تھا۔ اور یہ بھی اوسنے کہا ہے کہ تمام دنیا کے جو بادشاہ ہوئے ہین صرف تین ہی شخص ہین۔ نمرود۔ ذوالقرنین۔ سلیمان بن داؤد۔ لیکن بعض نے انھین ایک چوتھا بادشاہ بخت نصر بھی شامل کر دیا ہے علامہ ابن اثیر کہتے ہین کہ ہم ثابت کر دین گے اس بات کو کہ یہ ناواقفان فن تاریخ کی غلطی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت اور غار میں پرورش پانا

مشیت پروردگار تعالےٰ شانہ اس بات پر متوجہ ہوئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبی کر کے بھیجے اور اونہیں اپنی حجت بنائے اور بندون پر اونہیں رسول کرے۔ اس وقت تک سولے حضرت صالح و ہود کے علیہما السلام نوح علیہ السلام کے زمانہ سے کوئی نبی مبعوث نہین ہوا تھا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا زمانہ قریب ہوا۔ تو اہل نجوم نمرود کے پاس آئے اور اوس سے اوس سال کی تقویم کے حالات بیان کئے اور خبر دی کہ ہمین معلوم ہوا ہے کہ فلان مہینے مین ایک لڑکا ابراہیم نام کا پیدا ہوگا تیرے اسی شہر مین اور وہ تیرا دین نہ اختیار کریگا۔ اور تیرے بتون کو توڑ ڈالیگا جب وہ مہینا آیا جس کا اون لوگون نے ذکر کیا تھا تو نمرود نے سب حاملہ عورتون کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مان کے سوا قید کر لیا حضرت ابراہیم کی والدہ اس وجہ سے بچ گئین کہ ان کا حمل اس طرح کا تھا کہ اوسکا کچھ اثر اور علامت ظاہر نہ ہوئی تھی انکے سوا جو لڑکے اوس ماہ مین پیدا ہوئے وہ ذبح کر دئے گئے مگر لڑکیان باقی رکھی گئین۔ پھر جب حضرت ابراہیم کی والدہ کو دردزہ کے آثار ظاہر ہوئے تو وہ رات کو شہر کے باہر غار کی طرف چلی گئین۔ وہان حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور یہ آفتاب نبوت نا سن تمیز بچ غار مین مخفی رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ غار کے منہ کو بند کر کے اپنے گھر چلی آئین۔ اور اپنے کامون سے فرصت کر کے اونہین دودھ پلا آتی تھین۔ جب یہ جاتین تو اون کو ہاتھ کے انگوٹھے چچوڑتے ہوئے پاتین وہ ایک روز مین اتنا بڑھتے جتنا کوئی بچہ ایک مہینے مین بڑھتا ہے اللہ تعالےٰ شانہ جس بندے سے اپنا کام لیا چاہتا ہے اوسکی حفاظت خود فرماتا ہے فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

آزر کا غار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نکالنا

آزر نے اپنی زوجہ سے دریافت کیا کہ تیرا حمل کیا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ

نے سب حالات وضع حمل کے بیان کردئے جب یہ واقعات اوسے معلوم ہوگئے تو اوس نے مصلحت وقت کے موافق بہت مخفی رکھا یہان تک کہ بادشاہ اوسکے ذکر کو بھول گیا پھر اُسنے اپنے دوستون سے بیان کیا کہ میرا ایک بیٹا ہے جسے مین نے چھپا رکھا ہے۔ کیا تم لوگون کو کچھ خوف ہے اگر مین اوسے لاؤن تو بادشاہ کو کچھ نقصان پہونچائیگا۔ لوگون نے کہا کہ اب وہ باتین لوگ بھول بھی چکے اِس لئے وہ گیا اور اوسے غار سے نکال لایا۔ حضرت ابراہیم نے غار مین سوائے اپنے مادر و پدر کے کسی کو نہ دیکھا تھا وہ جانتے ہی نہ تھے کہ دنیا کیسی ہوتی ہے وہ اوسی غار کو سب کچھ سمجھ رہے تھے۔ جب وہ غار سے نکلے اور جانورون کو دیکھا اور اتنے بڑے آسمان اور زمین اور مخلوقات پر نظر ڈالی تو ہر ایک چیز کا حال اپنے باپ سے پوچھنے لگے اونکے باپ نے بتانا شروع کیا کہ یہ اونٹ ہے یہ گائے ہے یہ بیل ہے یہ گھوڑا ہے یہ بکری ہے یہ آسمان ہے یہ زمین ہے یہ درخت ہین اب یہ اپنے دل مین غور کرنے لگے کہ ضرور ان چیزون کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کو معرفت حق حاصل ہونا

عالم شعور کا یہ مسئلہ ہے کہ پہلے معرفت پھر عبادت جب تک بندے کو معرفت نہ ہوگی خدمت اور بندگی کس کی کریگا یہی سبب ہے کہ بچے جب تک شعور سند نہین ہوتے وہ تکلیف عبادت سے معاف رہتے ہین یا دیوانہ آدمی کہ اوسپر تکلیف عبادت نہین ہے انبیا علیہم السلام کو پہلے معرفت دی جاتی تھی جس سے وہ اپنے پروردگار کی عظمت و شان کو پہچان لیتے تھے پھر اون کو عبادت کی تکلیف دی جاتی تھی اور شرع عنایت ہوتی تھی۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ جب عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پندرہ برس کی ہوئی تو سوچنے لگے کہ مجھکو کیا کرنا چاہئے میرا مالک کون ہے اور کس کی بندگی کرون یہ زمانہ تھا کہ نوح علیہ السلام کے بعد سے کوئی نبی مشہور نہین بھیجا گیا تھا انواع و اقسام کی بت پرستیان ہو رہی تھین کوئی بادشاہ کو پوجتا تھا کوئی

درختون کو پوجا تھا یہ ملک جس مین حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اسمین ستارہ پرست تھے اوسی رسم کے موافق جو تمام ملک مین پھیلی ہوئی تھی آپ نے زہرہ ستارے کی طرف توجہ کی اسکی روشنی اور چمک بہت اچھی معلوم ہوئی آپ نے اپنے دل مین سمجھا کہ میرا رب یہی ہے۔ بعض ارباب تاریخ کہتے ہین کہ یہ واقعہ اوس وقت کا ہے جب آپ غار سے رات کے وقت باہر آئے اور صحرا سے شہر کی طرف آرہے ہین شہر کا فاصلہ کچھ دور ہے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ زہرہ جو افق کے پاس نظر آیا تھا بہت نشیب مین آگیا اور نظر سے پنہان ہوگیا آپ نے اپنے دل مین کہا کہ یہ کیسا رب ابھی نظر آیا اور ابھی غروب ہوگیا مین ایسی معدوم شے کو اپنا رب نہین بنایا چاہتا کہ ناگاہ پشت کی طرف سے قمر ظاہر ہوا اس کو دیکھکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ یہ بہت بڑا اور روشن ہے یہ رب ہونے کی قابلیت رکھتا ہے صبح کے وقت جب وہ بھی غروب ہوگیا تو وہ بھی دل سے اوتر گیا۔ اب صبح کو شاہ خاور نے تخت زرین روز پر اجلاس فرمایا اور ساعت چند انہین بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رب بننے کا شرف حاصل ہوا ایک رات دن مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جتنی منزلین خداشناسی کے لئے پڑتی ہین ان سیارون کے ذریعہ سے طے کرلین پس غروب آفتاب کے بعد پورے موحد اور خداشناس تھے ان کے طلوع وغروب نے سب مرحلے خداشناسی کے طے کرا دئے ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؁

	این سعادت بزور بازو نیست		تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اب یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ ان سب کا پیدا کرنے والا رب دوسرا ہی ہے آخر کو اوس کی طرف رجوع کی اور عرض کی لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ترجمہ اگر مجھ کو میرا رب راہ راست نہ دکھاتا تو بے شک مین بھی گمراہ لوگون مین سے ہوجاتا۔ آفتاب کو خیرباد کہکر آپ خداپرست ہوگئے قال اللہ تعالے لےشانہ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ترجمہ پس جب آفتاب

غروب ہو گیا تو آپ نے اپنی قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے میری قوم مین اس سے بری
ہون جس کو تم اللہ کا شریک ٹھیرا رہے ہو جس شخص کو اللہ تعالےٰ شانہ مرتبہ نبوت عطا کرتا ہی
اوس کے نفس کا تزکیہ بچپنے ہی سے کر دیتا ہے اور اوس کو ایسی عقل سلیم عنایت فرماتا ہے کہ
اوس کی پیشانی کسی بت کے سامنے جھکتی ہی نہین پس آپ نے اپنی قوم کو خبردار کر دیا کہ مبادا
یہ مجھے بھی بت پرست نہ سمجھنے لگین پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے پاس رہنے لگے
اور اپنی قوم کے دین سے بیزاری ظاہر فرمائی مگر ابھی تک عام وعظ نہین فرمایا ہ

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

جیسے اہل ہند یون کہتے ہین ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات - اسی معنی کی تیسری مثل اور بھی
ہے پوت کے پاؤن پالنے ہی سے نظر آتے ہین - مادر مشفقہ بیٹے کو دیکھکر نہال تھین باپ
بھی خوش تھے - حضرت ابراہیم علیہ السلام موقع موقع سے قوم کو وعظ و پند کرتے تھے رفتہ رفتہ
یہ بات شہر مین پھیلنے لگی - چراغ ہر چند تہ دامن ہو مگر کچھ تو روشنی اوسکی پھیلے ہی گی دور
کے آدمی نہ دیکھینگے لیکن پاس کے آدمیون کو تو ضرور ہی نظر پڑیگی - ان کے حالات انجمنون
مین بیان ہونے لگے ہ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا +

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت مشہور ہونا کہ وہ بتون سے بیزاری ظاہر کرتے ہین

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے وہ سب حالات اپنے پیارے بیٹے سے بیان کئے
جن کی وجہ سے ان کو اس عمر تک غار مین چھپا رکھا تھا وہ یہ سب واقعات سُنکر دل مین
سوچنے لگے کہ مجھ کو کیا کرنا چاہیئے اور اون کی عقل سلیم نے یہ بھی اون سے کہدیا کہ تم
افراد بنی آدم مین سے کسی معمولی درجہ کے شخص نہین ہو تم سے اللہ تعالےٰ شانہ کوئی بہت بڑا

کام لینے والا ہے ان کی روح مبارک نے بھی اس قول کی تائید کی اور کہا کہ اگر تم کو یاد نہ ہو تو
مین بتادون تم روز الست اوس صف مین تھے جو انبیاے اولوالعزم کی صف تھی۔ نوحؑ
تمہارے داہین ہاتھ پر تھے اور تم اونکے بائین طرف۔ بس پھر کیا تھا حوصلہ ایسا فراخ ہوا
کہ زمین و آسمان کی وسعت اوسکے سامنے کف دست نظر آتی تھی۔ انکے باپ آزر اور
بروایت چچا وہ بت تراش تھے وہ بت بنا بنا کر اُن کو بیچنے کو دیا کرتے تھے کہ جا کر بیچ آیا کرین
یہ باپ کے فرمان بردار تھے لیجایا کرتے مگر ان کی بت فروشی کی شان ہی جُدا تھی۔ فرماتے تھے
کہ مین وہ چیز بیچتا ہون کہ جو کسی کو نہ نفع پہونچا سکتی ہے نہ ضرر کون عقلمند اس کو خریدتا ہے
یہ پہلی تعریف بتون کی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے۔ بتون کی بے اختیاری
اگر ہزارون جملون مین نئے نئے الفاظ کے بیان کی جاے تو اس سے زیادہ فصیح و بلیغ جملہ
نہ بن سکیگا وعظ کا وعظ اور باپ کی فرمان برداری کی فرمان برداری۔ بس یہ جملہ سنکر کوئی
اون بتون کی خریداری کی طرف متوجہ بھی نہ ہوتا تھا اور خریدنا تو کیسا۔ پھر یہ اون بتون کو واپس
لاکر باپ کے سامنے رکھ دیتے تھے کہ ہم سے تو انہین کوئی نہین خریدتا۔ مگر نمرود کو ابھی یہ بات
نہین معلوم ہوئی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل مین یہ بات آئی کہ اپنی قوم کو بت پرستی
سے روکین۔ اللہ تعالے شانہ جو وحدہٗ لاشریک ہے اوسکی عبادت کی ہدایت کرین تو پہلے
اپنے باپ ہی کو آپ نے توحید الٰہی کی ہدایت فرمائی مگر اوس نے قبول نہ کیا۔ اوس نے اپنے
دل مین خیال کیا کہ اگر مین نے یہ مذہب قبول کر لیا تو بت تراشی جو میری اوّل درجہ کی صنعت
ہے بیکار ہو جائیگی اور اِسی سے میرا تمول ہے پھر ایک بندۂ شکم اور اوسپر دنیا کے خیال کا
آدمی کیونکر رضامند ہو سکتا تھا۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوے تو قوم نے کہا کہ تو
کس کی عبادت کرتا ہے۔ حضرت نے جواب دیا کہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ قوم نے کہا
کیا نمرود ہے۔ آپ نے کہا کہ نہین بلکہ وہ پروردگار میرا پیدا کرنے والا ہے اور تمام عالم کا
بس یہ بات عام و خاص سب مین مشہور ہو گئی اور آپ نے باآواز بلند پکار دیا اِنِّیْ وَجَّھْتُ

وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ +

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی

نمرود مردود کو یہ خبر پہونچی - کہ ابراہیمؑ کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے لوگون پر وہ یہ بات ثابت کردین کہ اصنام جنکی وہ پوجا کرتے ہین کوئی اختیار نہین رکھتے اور وہ ذی روح نہین ہین اور اونکو کسی طرح کی حس نہین ہے اگر اونکو کسی بول وبراز کی جگہ مین رکھ دو تو اُن کو کچھ خبر نہین ہوتی اور اگر اُن کو کسی پاک جگہ رکھدو تو کچھ خبر نہین ہوتی اُن کی آنکھون مین بصارت نہین اُن کے کانون مین سماعت نہین آدمی نے اُنہین بنایا ہے اُس کے اختیار مین ہین ؎

دو ہی دن مین یہ صنم ہوش ربا ہوتے ہین
کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا ہوتے ہین

وہ بہت برہم ہوا - اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی موقع وقت کے منتظر تھے - اُس قوم کی ایک عید ہوا کرتی تھی جسمین وہ سب کے سب شہر کے باہر جاکر جمع ہوا کرتے تھے وہ دن آگیا - اُن لوگون نے اپنے اپنے کپڑے درست کرنے شروع کردئے اِن سب سے بھی کہا گیا وہ شب کا وقت تھا حضرت ابراہیمؑ نے ایک نظر ستارون پر ڈالی اور کہا کہ مین بیمار ہون یہ قصہ انہین لفظون سے قرآن شریف مین موجود ہے - صبح کو وہ لوگ عید مین چلے یہ رہ گئے - جب وہ لوگ جاتے تھے تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ قسم ہے خدا کی مین تمہارے بتون کے ساتھ ایک مکر کرونگا - جیسے با قسمیہ ہوتی ہے اور واو اُسی طرح تا بھی قسمیہ ہوتی ہے یہی مثال موجود ہے - اُن کی اس بات کو ضعیف لوگون نے اور اُن لوگون نے جو جانے مین پیچھے رہ گئے تھے سُنا - وہ لوگ بتون کی طرف چلے جو ایک بڑے گھر کے آنگن مین رکھے ہوئے تھے - اور برابر برابر ترتیب سے جمائے گئے تھے ہر بت کے قریب اُس سے چھوٹا بت رکھا گیا تھا مکان کے دروازے تک ان بتون کی قطار کا سلسلہ تھا - چونکہ عید کا دن تھا جو اچھے اچھے کھانے پکائے تھے وہ بتون کے بھوگ کے لئے بھی لائے تھے اور اُن کے سامنے کھانے کے برتن چن دئے تھے - اور کہا کہ

ہم اپنے لوٹنے تک انہین ایسا ہی چھوڑے جاتے ہین یہ کھانے مین مشغول رہین گے۔ جب وہ لوگ جا چکے تو آپ نے بتون سے پوچھا کہ یہ کھانا تم کیون نہین کھاتے۔ وہان جواب دینے کی قوت کہان تھی آنکھین وہ ضرور رکھتے تھے مگر آدمی کے ہاتھون کی بنائی ہوئی نور بینائی تو اللہ بخشتا ہے دونون طرف کانون کی صورت بنائی تھی مگر کس نے آزر نے اُن مین شنوائی کی قوت کہان وہ تو زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہے۔ ایک چھوٹا سا دہن خوبصورت دیکھنے کے قابل حسینون کے دہانِ تنگ کی نقل بنایا تھا مگر کیا اُس مین قوت گفتار تھی ہرگز نہین

لمولفہ

اے برہمن کبھی امید جواب اِن سے نہ رکھ | بت ہین پتھر کے یہ رکھتے ہین دہن پتھر کے

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب نہ پایا تو ایک کلہاڑی سے اُن سب کو توڑ پھوڑ کر بیکار کر دیا۔ اور جو سب سے بڑا بت تھا کلہاڑی اُسکے کندھے پر رکھدی اور آپ اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اور نمرود سے گفتگو

جب نمرود اور اُس کی قوم عید کر کے واپس آئے تو بتون کو بالکل شکستہ پایا بس اُن کی آتش غضب بھڑک اُٹھی اور آپس مین کہنے لگے مَنۡ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ باخود با اسکا خیال کرنے لگے کہ یہ کام کس نے کیا ہے آخر انہین مین سے ایک جماعت نے کہا فَقَالُوۡا سَمِعۡنَا فَتًى يَّذۡكُرُهُمۡ يُقَالُ لَهٗۤ اِبۡرٰهِيۡمُ ترجمہ ہمارے معبودون سے کس نے یہ گستاخی کی وہ بڑا ہی ظالم ہے۔ پس بولے کہ ہم نے ایک جوان کو جسکا نام ابراہیم ہے انکا ذکر کرتے سُنا تھا وہی ہمارے معبودون کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ سوائے اُس کے کسی اور سے ہمنے یہ بات نہین سُنی ہو نہ ہو وہی ہے۔ پھر یہ بات نمرود اور تمام اُمرائے شہر کو معلوم ہوگئی اور وہ بولے فَاۡتُوۡا بِهٖ عَلٰٓى اَعۡيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَشۡهَدُوۡنَ ترجمہ اُسے ہمارے

سامنے لاؤ کہ ہم دیکھ لین۔ کہ ہم اُس کے ساتھ کیا کر سکتے ہین۔ پس جب حضرت ابراھیم علیہ السلام نمرود کے سامنے لائے گئے اور قوم اُس کے گرد جمع ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا۔ کلام اللہ شریف مین یہ واقعہ یون بیان ہوا ہے جسکا کچھ ٹکڑا تو اوپر لکھا جا چکا اور باقی یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ قوم کے سامنے آئے اور نمرود نے سوال کیا اور آپ نے جواب دیا قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا - یہ جو ہم دیکھ رہے ہین بتون کا واقعہ بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اے ابراہیم تم نے کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا - بلکہ یہ فعل کیا ہے اس بڑے بت نے جس کے کندھے پر کلھاڑی رکھی ہے نہایت غصہ مین آکر کہ میرے سامنے مجھ سے چھوٹے چھوٹے بتون کی پوجا ہوتی ہے۔ فَسْـَٔلُوْهُمْ - پس پوچھو انہین بتون اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ - اگر یہ بول سکتے ہین۔ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ - پس وہ لوگ اپنے دلون مین فکر کرنے لگے اور سوچنے لگے۔ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ - پس سب آپس مین کہنے لگے بے شک تم لوگ ظالم ہو کہ ایسے بتانِ ناشنوا کی پرستش کر رہے ہو۔ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ - پس سر افگندہ کئے گئے اپنے سرون کی طرف خجالت و شرمندگی سے۔ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ - کہا اُنھون نے کہ تو جانتا ہے کہ یہ بت باتین نہین کرتے تو ہم سے کیون کہتا ہے کہ ان سے پوچھو۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن کا عجز بتون کی طرف سے دیکھا تو فرمایا قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

ترجمہ کہا ابراہیم علیہ السلام نے تم پوجتے ہو اوس چیز کو جو غیر خدا ہے اور وہ تم کو کچھ فائدہ نہین پہونچا سکتی اگرچہ لاکھون برس اُس کو پوجتے رہو اور نہ نقصان پہونچا سکتی ہے اگر اُسکی عبادت ترک کردو۔ پھٹکار ہے تم پر کیون پوجتے ہو ایسی چیز کو کیا تم اتنی بات کی بھی سمجھ نہین رکھتے اور تم کو اپنے اعمال بے سود کی بُرائیان نہین نظر آتین۔ جب قوم نمرود نے یہ بات سُنی شرمندہ ہو کر غصہ مین آگئی اور کہنے لگی قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

فَاعِلِيْنَ ○ کہا اُس قوم نے کہ جلاؤ اسے اور مدد کرو اپنے معبودون کی اگر تم کچھ کر سکتے ہو۔
اب قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احراق کی نسبت مشورہ کرنے لگی جلانے کا مشورہ دینے والا
ایک صحرائی فارسی تھا جسکا نام ہیزن تھا۔ جب یہ رائے قرار پا چکی تو ایک حظیرہ یعنی احاطہ بنانے کی
تجویز ہوئی اللہ تعالےٰ شانہ فرماتا ہے قَالُوا ابْنُوا لَہٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْہُ فِی الْجَحِیْمِ مفسرین نے
تفاسیر مین ذکر کیا ہے کہ اوس حظیرہ کی دیوار بلندی مین ساٹھ گز تھی اور ایک ماہ تک لکڑیان اُس مین
جمع کی گئین جب وہ پُر ہوا اور سیکڑون من روغن قیر و روغن زرد ڈالا گیا اور اس لکڑیون کے
جمع کرنے کا یہ جنون ہو گیا کہ عورت و مرد منت ماننے لگے کہ ہم ابراہیم کے لئے لکڑیان اس حظیرہ
مین جمع کرتے ہین ہماری فلان اُمید بر آئے۔ قوم مین عام جوش پھیلا ہوا تھا۔ جب اُس آگ کے
شعلے بلند ہوے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گلے مین طوق آہن اور پاؤن مین بیڑیان اور
ہتکڑیان ڈالکر لے چلے مگر آگ کے شعلے اس قدر بلند تھے کہ اوسکے اوپر سے پرند جانور اِس پار
سے اُس پار تک نہ جا سکتا تھا اور زمین پر دور دور تک اوسکے حلقے مین آدمی کا جانا محال تھا
اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ مین ڈالنے کی کیا فکر کیجاے کہ ناگاہ وہ راندۂ بارگاہِ کبریا
ابلیس علیہ اللعن آ پہونچا اور ترکیبین گڑھی جانے لگین۔ آخر کسی وقت مین یہ معلم الملکوت
تو تھا ہی نکالی پر نکالی۔ مگر اُس سے ہو کیا سکتا تھا۔ ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔
یہ تجویز نکالی کہ وہ مکان آتش پہاڑ کے نیچے تھا اوس پہاڑ پر اپنی ایجاد کردہ منجنیق استادہ کی اُسپر
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بٹھایا کہ ناگاہ بارگاہ رب جلیل سے خلیل کے امتحان کے واسطے حضرت
جبریل علیہ السلام پہونچے اور حضرت خلیل علیہ السلام سے پوچھا هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ آیا آپ کو
آپ کو کچھ حاجت ہے یعنی مدد کی ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ مدد کی تو بہت ضرورت ہے
اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا لیکن تم سے نہین جس سے ضرورت ہے مین اُس کی نگاہ کے سامنے ہون
وہ خود مجھے دیکھ رہا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا اچھا اُسی سے خلاصی کی درخواست کر۔
حضرت خلیل علیہ السلام نے کہا کہ جب وہ مجھے اِس حال مین دیکھ رہا ہے تو مجھے زبان ہلانے کی

ضرورت۔ جب توکل حضرت خلیل علیہ السلام کا اِس مرتبہ کو پہونچا اور کیفیت انقطاع ماسوے اللہ دل مین اِس استحکام کے ساتھ متمکن ہوئی تو ایک بار دریاے رحمت کو جوش ہوا اور آگ کی طرف خطاب پہنچا جس کو پروردگار تعالے شانہٗ کتاب مجید اور فرقانِ حمید مین یون ارشاد فرماتا ہے قُلْنَا يٰنَارُ كُونِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰىٓ اِبْرٰهِيْمَ ○ اے آگ ٹھنڈی ہوجا اور سلامت رکھ ابراہیم کو۔ اور اِدھر حضرت خلیل علیہ السلام کی زبان پر تھا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُلْكُ وَلَا شَرِيْكَ لَكَ ترجمہ یا اللہ کوئی دو جہان مین تیرے سوا معبود نہین تو معبود ہے اور تو مقصود ہے تو پاک ہے اور منزہ ہے ہر طرح کی تعریف تیرے ہی واسطے ہے اور بادشاہی دونون جہان کی تیرے واسطے ہے اور کوئی تیرا شریک نہین **روایت** ہے کہ جب قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالنے کا قصد کیا تو آپ کے بدن سے کپڑے اوتارے اور صرف ازار یعنی جسم زیرین کا لباس چھوڑ دیا ایک مردود نے اوس لباس کو بھی اوتارنے کا قصد کیا اوس کے ہاتھ شل ہوگئے۔ **روایت** ہے کہ جب حضرت خلیل کو آگ مین ڈالنے کے لئے پہاڑ پر چڑھایا ہے جہان منجنیق استادہ تھا تمام ارض وسموات مین بیقراری تھی ملائک وحیوانات واشجار وجمادات ونباتات سب اضطراب کی حالت مین تھے سوائے انسان اور جنات کے اور ایک شور برپا تھا کہ اے پروردگار جہان وجہانیان اپنے خلیل کو کس جرم کی سزا مین جلائے دیتا ہے اور حضرت خلیل اللہ گویا بزبانِ حال یون عرض کررہے تھے ؎

بجرم عشق تو ام میکشند غوغائیست		تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست	

شجر وحجر پکار اوٹھے کہ اے پروردگار یہ تیرا خالص دوست ہے ہم کو حکم ہو کہ ہم اس کی مدد کرین حکم ہوا کہ اچھا اوس سے درخواست کرو اگر وہ تمہاری مدد قبول کرے تو اوس کی مدد کرو۔ فرشتون کی طرف سے ملک السحاب یعنی ابر کا فرشتہ آیا اور اوس نے حضرت خلیل اللہ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو ایک ٹکڑا ابر کا حاضر ہو اور اِس شعلہ زن آگ کو ایک طرفۃ العین مین بجھادے

آپ نے فرمایا کہ لَا حَاجَةَ لِیْ اِلَیْكَ یعنی مجھے تیری مدد کی ضرورت نہین ہے مین حاجتمند
بندہ بے شک ہون مگر اپنی گرہ کشائی اپنے محبوب کے ہاتھون سے چاہتا ہون - پھر ہوا پر
جو فرشتہ موکل ہے حاضر ہوا اور اُس نے التماس کیا کہ اگر آپ چاہین تو مین ہوا کو حکم
دون کہ اس آگ کو بجھا کر ابھی خاکستر کر دے اور ایک چنگاری اسکی باقی نہ رہے حضرت
خلیل اللہ نے ارشاد فرمایا کہ لَا حَاجَةَ لِیْ اِلَیْكَ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ عرض کہ جو
مدد کرنے والے آئے یہی جواب پاتے گئے ابن کعب سے روایت ہے کہ جب کفار نے
آپ کو منجنیق پر بیٹھایا اور اُسے حرکت دی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے
حضور مین عرض کی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِیْكَ
لَكَ - روایت ہے کہ سب کے آخر مین حضرت جبریلؑ کی نوبت آئی آپ نے اُن سے بھی
یہی فرمایا کہ بندہ ضرور حاجت مند ہے کیونکہ بندگی اسی کا نام ہے مگر مین اُس کی مدد کا حاجتمند
ہون جو تم سبھون کی مدد کرتا ہے اور فرمایا آپ نے عِلْمُهٗ بِحَالِیْ یَكْفِیْ مِنْ سُؤَالِیْ
علم اوسکا میرا حال جاننے کو کافی ہے بہ نسبت میرے سوال کے ابو المنصور سماع کہتے
ہین کہ جس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا تم کو کچھ حاجت ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ
مین نے اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچا تھا مگر منتظر تسلیم تھا اب کہ وقت اُس کا آیا ہے تو اور کچھ
حاجت نہین سوا اِس کے کہ جو مین نے بیچا ہے مشتری اُسے اپنے فضل و کرم سے قبول کرے
اور میری بیع کامل ہو جاے روایت بزرگون نے کہا ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے
کہا کہ اچھا مجھ سے نہین تو اللہ سے اپنی حاجت مانگو اللہ اکبر کیا بلند جواب ہے آپ نے فرمایا
کہ اگر دوست دوست کا جلنا چاہے تو پھر دوست کو جلنا درست نہین روایت ہے کہ جب
توکل حضرت ابراھیم علیہ السلام کا حد سے زیادہ ہوا تو حضرت حق جل جلالہ نے آتش
کی طرف حکم با عظمت و شان روانہ فرمایا یَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ
اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور سلامت رکھ ابراہیم کو یعنی جس طرح وہ اپنی طبیعت سے نکلا ہے

توبھی اپنی طبیعت کے اثر کو چھوڑ دے اپنی صورت قائم رکھ اپنی سیرت بدل دے۔
کعب احبار سے **اخبار الدول** مین یہ روایت نقل کی ہے کہ جس وقت یہ حکم صادر ہوا تمام عالم کی آگ فرط مسرت سے ٹھنڈی ہو گئی **معالم التنزیل** مین ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافرون نے آگ مین پھینکا تو فرشتون نے دونون بازو تھامکر نہایت نرمی و آہستگی سے بٹھا دیا اور اُسی وقت آپ کے روبرو ایک شفاف چشمہ آب شیرین کا جاری ہو گیا اور گل وریاحین و یاسمن ویاسمین کے تختے پھول گئے وہ آتش شعلہ زن تمام گلشن نظر آتی تھی **خواجہ عبدالکریم مولف نادرنامہ** لکھتے ہین کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہی اور اُسپر ایک وسیع مسجد واقع ہے اور وہ چشمہ وسط مسجد مین ہے اور خارج المسجد ایک بہت بڑا حوض نہایت مستحکم بنا ہوا ہے کہ چشمہ کا پانی اوسمین جمع ہوتا ہے **روایت** کعب احبار سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات دن اور سات رات اُس آگ مین رہے اور سوائے طوق وزنجیر وغیرہ کے اَور کوئی چیز آپ کی نہین جلی **ابن لیسار** سے معالم مین یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ خدا نے ہمزاد فرشتے کو اُن کے پہلو مین ظاہر پیدا کر دیا کہ وہ حالت تنہائی مین رفیق تھا بعد اس کے حضرت جبریل ایک قمیص حریر بہشت کا لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنایا اور ایک تخت جنت سے لاکر بچھایا اور اُسپر آپ کو بٹھایا اور باتین کرنے لگے کہ اے ابراہیم پاک پروردگار ارشاد فرماتا تھا کہ میرے دوست کو آگ ضرر نہین پہنچا سکتی۔ جب سات روز گزر گئے تو نمرود نے اپنے وزیرون سے کہا کہ خوب دیکھو تو ابراہیم جلا یا نہین وزیرون نے اُس سے کہا کہ بھلا آگ بھی ایسی ہے کہ آدمی اُس مین ڈالا جاے اور نہ جلے یہ تو سنگ و آہن کو جلا کر خاک سیاہ کر دے نمرود نے کہا کہ مین نے خواب دیکھا ہے کہ ابراہیم صحیح و سالم آگ سے باہر آیا ہے آخرکار نمرود مردود خود بعض ارکانِ دولت کے ساتھ ایک بلند مکان پر چڑھا اور دیکھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک آدمی سے جو اُنکے پہلو مین بیٹھا ہے باتین کرتا ہوا پایا اور وہ کمال خوش وخرّم و بشاش ہین اور آگ چارون طرف سے شعلہ زن ہے اُس نے

پکار کر کہا کہ اے ابراہیم تیرا خدا بہت بڑا صاحب قدرت ہے کہ تجھے ایسی آگ مین جلنے نہ دیا
اے ابراہیم تو باہر آسکتا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے باہر آسکتا ہون اور آپ باہر
تشریف لائے اُس نے پوچھا کہ یہ دوسرا آدمی کون ہے آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ ہے نمرود نے
کہا کہ مین تیرے خدا کے کچھ نذر کرونگا چنانچہ چالیس ہزار گائین قربان کین آپ نے فرمایا کہ یہ
نذر قبول نہ ہوگی جب تک تو ایمان نہ لائیگا نمرود نے کہا کہ مین ملک وسپاہ چھوڑ نہین سکتا۔
بعض روایت مین ہے کہ نمرود کا میلان ایمان کی طرف ہوا مگر اُس کے وزیر ہامان نے اُسے
روکا اور کہا کہ ابراہیم آتش پرست ہے اور آگ فرشتہ ہے تو اُس نے بسبب محبت کے اُسے
ضرر نہ پہنچایا اُسی وقت ایک چنگاری آگ کی ظاہر ہوئی اور ہامان پر پڑی کہ وہ جلکر خاک ہو گیا
مگر کمبخت فساد ڈال گیا کہ بعض بے وقوف یہ سُنکر آتش پرست ہو گئے اور نمرود ایمان سے باز رہا
اور بعض روایت مین ہے کہ نمرود کی بیٹی مسماۃ رعضہ بھی اوس مکان پر باپ کے ساتھ
گئی تھی جب اُس نے حضرت ابراہیمؑ کو سلامت دیکھا تو باپ سے کہنے لگی کہ اب کیون ایمان
نہین لاتا اُس نے اُسے گھُڑک دیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی اور ایمان
لائی اور پھر اپنے باپ کے پاس آئی اُس نے اُسے قتل کا حکم دیا اُسکو بحکم خدا فرشتہ ہوا لے اُڑا
اور قاف کے پہاڑ پر لاکر بٹھا دیا وہ لڑکی نماز مین جو مشغول ہوئی تو آج تک اُسی حالت مین ہے
اور زندہ ہے اور اپنے سچے معبود کی عبادت مین مشغول ہے اور تا نفخ صور اسی حالت مین رہیگی۔
بعض روایت مین یون بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسماۃ رعضہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رہی
اور آپ نے اپنے بیٹے مدین سے اُسکا عقد کر دیا کہ اُس سے بتیس پسر پیدا ہوئے کذا فی البحر الزخار
و اخبار الدول اور بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ نمرود نے بعد ادائے قربانی نذر جب حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو رہا کیا ہے تو عمر آپ کی سولہ برس کی تھی منہال ابن عمر سے روایت
ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ سے نکلے تو فرماتے تھے کہ ان دنون نعمت وصل الٰہی
ایسی حاصل ہوئی کہ دل یہ چاہتا ہے ہمیشہ قائم رہتی کذا فی اخبار الدول و معالم التنزیل

مین ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ سے نجات پائی تو کئی شخص آپ پر ایمان لائے
اوّل تو حضرت **لوط** علیہ السلام اور بعضون کے نزدیک حضرت **سارہ** علیہا السلام ایمان لائین
اور ایمان لانے کے وقت فرمایا کہ اے ابراہیم مین ایمان لائی اُس اللہ پر جس نے آگ کو سرد کر دیا
ابن اسحٰق کے نزدیک **لوط** علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور اُن کے باپ
کا نام ہاران تھا اور ہاران بیٹا تھا تارخ کا اور ایک بھائی حضرت ابراہیمؑ کا ناحور بھی تھا۔
اور اخبار الدول مین ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برادر عم زاد تھے
اور بعض ارباب تفسیر نے اسی کو صحیح لکھا ہے۔ اور اسی طرح اہل سیر کو حضرت سارہؑ کے باپ
کے نسبت بھی اختلاف ہے کچھ لوگ یہ کہتے ہین کہ حضرت سارہؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
بھتیجی تھین اور شریعت ابراہیمی مین یہ نکاح جائز تھا۔ اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ حضرت
سارہؑ ہاران اکبر کی بیٹی تھین اور ہاران مذکور حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے دوسرے بھائی کا نام بھی ہاران تھا کذا فی المعالم و اخبار الدول۔ اور یہ بھی
کہتے ہین کہ بادشاہ حران کی بیٹی تھین اور نکاح بعد ہجرت ہوا ہے اور اس **واقعہ** کو
اہل تاریخ نے یون لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی تو شہر
حران مین پہنچے وہان دیکھا کہ اکثر لوگ آراستہ و پیراستہ ہو کر دروازۂ سلطانی پر جاتے ہین آپ نے
پوچھا کہ تم لوگ کہان جاتے ہو اونہون نے کہا کہ یہان کے بادشاہ کی دختر نیک اختر بہت حسینہ و
جمیلہ ہے وہ کہتی ہے کہ مین اپنی شادی اُس سے کرونگی جو مجھے پسند ہوگا اسی تمنا مین دور دور
کے شہزادے یہان آتے ہین اور وہ سب کا ملاحظہ کرتی ہے ابھی تک تو اُسے کوئی پسند
ہوا نہین یہ لوگ وہین جا رہے ہین آپ بھی یہ تماشا دیکھنے کو دروازہ سلطانی کیطرف چلے اور
وہان پہنچ کر سب سے الگ ایک مقام پر جا کر کھڑے ہو گئے کہ ناگاہ شہزادی اپنی سہیلیون کے ہمراہ
ترنج زرین ہاتھ مین لئے ہوے برآمد ہوئی اور ایک عمدہ نقاب اُس کے چہرے پر پڑا ہوا تھا
ایک ایک شخص کو دیکھتی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچی آپ کی پیشانی کے نور کو

دیکھکر از خود رفتہ ہوگئی اور گویا بزبانِ حال یون کہتی تھی ؎

روے خوبان راز حسنِ خود تماشا کردۂ		عالمے را بر جمالِ خویش شیدا کردۂ	

بے اختیار ہوکر تربیح زرین آپ پر ڈالکر قلعہ کی راہ لی ملازمانِ شاہی آپ کو قلعہ مین لے گئے بادشاہ نے بھی آپ کو دیکھکر پسند فرمایا اور کہا اے سارہ تونے نہایت مبارک جمال شوہر اپنے لئے تجویز کیا ہے اگرچہ غریب ہے لیکن سلاطین روے زمین سے افضل ہے اُسی وقت اُمراے شاہی حاضر ہوے اور حضرتؑ کا نکاح ہوگیا کذا فی تقریب الاذکیا فی احوال الانبیا۔ لیکن اہل تحقیق نے علامہ بغوی کے قول کو ترجیح دی ہے جو اس سے اوپر بیان ہو چکا ہے اور جیسا اسمین اختلاف ہے ویساہی نکاح کے وقت مین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ جسدن حضرت سارہ ایمان لائین اُسی دن نکاح ہوا اور ایک جماعت کا قول ہے کہ بعد ہجرت کے نکاح ہوا ہے اور یہ قول از روے احادیث صحیحہ قابلِ اعتماد ہے۔

تفصیلی حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہؓ اور حضرت ہاجرا اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آتش نمرود سے نجات پائی تو اب نمرودیون نے اور زیادہ تکلیف دہی کا ارادہ کرلیا اس بات پر حضرت لوط علیہ السلام مطلع ہوے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگاہ کیا ناچار آپ نے حضرت لوطؑ کو ہمراہ لیکر ہجرت فرمائی اور شہر حران کی طرف تشریف لیگئے اور ہاران اکبر اپنے چچا کے گھر اقامت فرمائی ہارانِ اکبر نے اپنی دختر بی بی حضرت سارہ سے آپ کا نکاح کردیا۔ اور استمالت قلب اور دلجوئی وخاطرداری مین سرگرم ہوا اور غرض اُس کی یہ تھی کہ شاید بطمع مال ومتاع اپنا عقیدہ اللہ کی طرف سے اُٹھا دین اور بتون کی نکوہش نہ فرماوین مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو روز بروز دینِ حق مین ترقی ہوتی گئی۔ اور

حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہمیشہ وعظ مین بتون کی مذمت اور بت پرستی کی بُرائیان بیان فرماتے رہے آخر کار ہاران نے مضطرب ہوکران پر غصہ کیا اور کہا کہ تم دونون میرے گھر سے چلے جاؤ اور جو کچھ اسباب ان کو دیا تھا وہ سب واپس لے لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بی بی سارہ کو ہمراہ لیکر چلے حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ مین کبھی کسی امر مین تمھاری مرضی کے خلاف نہ کرونگی بشرطیکہ تم بھی میرے کہنے مین رہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قبول کیا اور حرّان سے روانہ ہوئے اُس وقت سواے حضرت لوطؑ کے اور کوئی ہمراہ نہ تھا الغرض پہلے آپ مصر مین آئے یہان ایک فرعون وش نہایت جابر بادشاہ تھا اُس فاسق کا یہ دستور تھا کہ جو صاحب جمال عورت اُس کے شہر مین داخل ہوتی اور اُس کا شوہر اُس کے ہمراہ ہوتا تو شوہر کو قتل کرکے اُس کو چھین لیتا اور اگر اُس کا باپ یا بھائی وغیرہم مین سے کوئی ہوتا تو اُسکو شہر بدر کر دیتا اور عورت کو محل مین داخل کر دیتا اُس فاسق بادشاہ کی جو یہ خبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کانون تک پہنچی تو سخت پریشان خاطر ہوئی اور سبب پریشانی یہ تھا کہ حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا اُس وقت ایسی خوبصورت تھین کہ عالم مین اُن کا نظیر نہ تھا۔ چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حسن سے نصف حسن تو حضرت یوسف علیہ السلام کو اور ششم حصہ اُس حُسن کا حضرت بی بی سارہ کو ملا اور باقی مین سب آدمی ہین۔ القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت بی بی سارہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر بادشاہ تم کو بلالے اور پوچھے تو کہنا کہ یہ میرا بھائی ہے اور از روے دین کے بے شک بھائی ہون اور تم خاطر جمع رکھنا اللہ تعالےٰ شانہ ہر طرح محفوظ رکھے گا الغرض خبر تشریف آوری حضرت سارہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا بدین حسن وجمال لوگون نے بادشاہ کو پہنچائی اُس نے فوراً سپاہی بھیجے کہ وہ حضرت سارہؓ کو لیگئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کون ہو آپ نے فرمایا کہ مین دینی بھائی ہون سپاہی آپ کو چھوڑ گئے اور حضرت سارہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو لیگئے وہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوگیا اور قصد بے ادبی کا کیا حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے

اُس سے کہا کہ مجھے اس قدر مہلت دے کہ مین غبار راہ دفع کرون اور رسم عبادت بجالاؤن
اُسنے اپنے روبرو طشت وآفتابہ طلب کیا حضرت سارہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے وضو کیا
اور مشغول نماز ہوئین **فائدہ** اس روایت سے بھی ثابت ہے کہ ہر مصیبت کے وقت جب
دعا کی جاے تو آغاز نماز ہی سے ہو اللہ تعالےٰ شانہ ضرور اُس بندے کی مشکل کو آسان فرمائیگا
اور جس طریقہ مین نماز کی طرف دلی توجہ نہ ہو وہ طریقہ اہلِ سلوک کے فیضان سے بالکل خالی ہے
اولیاء اللہ اور اہلبیت علیہم السلام اُس طریقہ کے پیشوا نہین ہین اور اگر کسی ایسے بےنماز شخص نے
اُن کے اسماء داخل شجرہ کردئے ہین تو وہ ماننے کے قابل نہین ہین کیونکہ طغراے سلطانی
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی طرف سے اہل اللہ کو بطور تحفہ وسند عنایت
ہوا ہے وہ نماز ہے اور اس شخص کے پاس نہین ہے بس یہ شخص شاہی آدمی نہین ہے -
اور بعد نماز کے اپنی عصمت کی حفاظت کے لئے دعا کی جب دعا کی مدت دراز ہوئی تو بادشاہ نے
اپنے دربار کو خلوت کردیا اور بارادہ فاسد آپ کی طرف ہاتھ بڑھایا بحکم خدا جو دعا اور تضرع کرنے
والون کے بہت نزدیک ہے دونون ہاتھ بادشاہ کے خشک ہوگئے اور بیہوش ہو کر گر پڑا حضرت
سارہ رضی اللہ عنہا خوف زدہ ہوئین کہ مبادا شاہی محافظ مجھ پر اسکے قتل کا جرم قائم کرین
اُس کی صحت کی دعا کی اور وہ اچھا ہوگیا اُس نے تین بار ایسا ارادہ کیا اور ہر بار یہی واقعہ
پیش آیا- آخر وہ حضرت سارہؓ کی یہ کرامت اور شرافت نفس دیکھکر معتقد ہوا اور اپنے افعال
ناشائستہ سے توبہ کی اور یہ سب واقعات اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو
بیحجاب مشاہدہ کرادئے کہ حضرت کا قلب شریف مطمئن رہے اُس بادشاہ نے حضرت سارہ
رضی اللہ عنہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باعزت وحرمت رخصت کیا اور اپنی دختر
نیک اختر کو جنکا نام بی بی **ہاجر** تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کیخدمت مین پیش کیا کہ یہ بھی
آپ کی شرف زوجیت سے مشرف ہون- آپ نے قبول فرمایا اس بادشاہ کا نام رقیون تھا
اور یہی شخص پہلا بادشاہ ہے جو **فرعون** کے لقب سے مشہور ہوا ہے اور یہ شخص حکیم اور

دانشمند تھا بابل کا رہنے والا تھا افلاس کی حالت مین مصر مین آیا اور ارا کین سلطنت مین منسلک ہوا اور بعد چندے اپنی قابلیت ذاتی کے سبب سے بادشاہ مصر ہوکر فرعون کا لقب اختیار کیا۔ یہود کی معتبر تاریخ مین حضرت ہاجر کا فرعون کی دختر ہونا تحریر ہے اور ابی سلومہ اسحاق نے پیدائش کے سولھوین باب ورس اوّل مین لکھا ہے کہ ہاجر فرعون کی دختر تھین۔ فرعون کے معنی مین صاحب عزت وجاہ کے سپر حضرت ابراہیم علیہ السلام مع حضرت سارہ و ہاجرو لوط علیہم السلام وہان سے روانہ ہوے اور فلسطین مین جو ملک شام کا دل ہے یعنی وسط مین وہان اقامت اختیار کی اُس زمانہ مین وہان کا بادشاہ ابی مالخ تھا وہ بادشاہ اور اُس کی رعایا آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوے اور آپ کے قیام کو بہت غنیمت سمجھا اور بہت سی زمین آپ کو معاف کردی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس سے بہت وسعت اور فراغت حاصل کی آپ نے بہت غلام خریدے اور کاشتکار آباد کئے اور کثرت سے مویشی جمع کئے اور ایک لنگرخانہ برسم ضیافت قائم کیا اور یہ تاکید غلامون کو تھی کہ کوئی مسافر بغیر کھانا کھائے جانے نہ پائے۔ سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد جو اُس طرف آباد تھی آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئی اور سب نے اپنے اپنے گاؤن آباد کئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کو شریعت کی تعلیم فرمانے لگے۔ بعد اسکے حکم ہوا کہ بابل مین جاؤ اور نمرود اور اُسکے لشکر کو اسلام کی دعوت کرو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بابل مین تشریف لائے اور نمرود سے ملاقات کی اور پہلا کلام جو آپ نے نمرود سے کیا وہ یہ تھا کہ اے نمرود کہہ۔ اللہ ایک ہے اور ابراہیم اُس کا رسول ہے نمرود مردود نے کہا کہ مجھ کو تمھارے خدا کی حاجت نہین ہے بلکہ مین ارادہ رکھتا ہون کہ تیرے خدا سے ملک آسمان بھی لیلون آپ نے اوس سے فرمایا کہ تو دیوانہ ہوا ہے تیرا مقدور آسمان پر جانے کا نہین ہے تو کیونکر جا سکتا ہے اُس نے کہا کہ تم دیکھو مین اُس کی بھی تدبیر نکالتا ہون حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے معالم التنزیل مین روایت ہے کہ نمرود نے اپنے ندیمون سے مشورہ کیا

کہ مین چاہتا ہون کہ آسمان پر جاؤن اور ابراہیم کے خدا کو دیکھون اُسکے اراکین سلطنت نے کہا کہ آسمان بہت دور ہے اور اُس پر جانا ناممکن ہے نمرود نے کچھ بھی نہ سنا اور حکم دیا کہ ایک کوشک جسکی بلندی پانچ ہزار گز ہو اور عرض دو فرسخ ہو تعمیر کیا جاے چنانچہ اسی طرح کا کوشک تین برس مین تعمیر ہوا اور نمرود اُس پر چڑھا وہان سے جو آسمان کو دیکھا تو ویسا ہی معلوم ہوا جیسے زمین سے معلوم ہوتا تھا ناچار اُتر آیا دوسرے دن ایک ایسی ہوا آئی کہ وہ مکان بیخ و بن سے اُکھڑ کر گر گیا امام ثعلبی نے روایت کی ہے کہ ہوا نے سر اُس مکان کا اُٹھا کے دریا مین ڈالدیا اور بنا اُس کی زمین پر گرا دی اور ایک ایسی مہیب آواز ہوئی کہ زبان آدمیون کی متبدل ہو گئی اور یہی وجہ ہے کہ شہر کوفہ کا نام بابل ہو گیا ہے محمد ابن جریر طبری شافعی نے بیان کیا ہے کہ زبانین سب لوگون کی نمرود کے زمانہ مین سُریانی تھین جب سے کوشک گرا ہے اُسی زمانہ سے زبانون مین اختلاف پڑ گیا اور ہر قوم کی زبان مین اختلاف کلی واقع ہو گیا ایک آدمی دوسرے آدمی کی بات نہ سمجھ سکتا تھا۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو نمرود مردود کو بڑا غصہ ہوا اور اُس نے کہا کہ مین اب ابراہیم کے خدا کو ضرور دیکھونگا اُس نے چار کرگس پرورش کیے اور اُن کو خوب کھلا کر توانا کیا **فائدہ** یہ ایک بڑا عظیم الجثہ اور سریع الطیران جانور ہوتا ہے مشرق سے مغرب تک ایک دن مین طے کرتا ہے اُس طرف بڑے بڑے پہاڑون مین رہتا ہے الغرض جب وہ طیار ہو کر خوب زور ون پر آئے تو اُس نے ایک صندوق چار گوشون کا بنوایا اور اُس مین دو دروازے اوپر رکھے اور ایک دروازہ نیچے رکھا اور اُسمین چار نیزے اس طرح باندھے کہ جب چاہین اوپر کو کھینچ لین اور جب چاہین نیچے کو اور اُن نیزون مین چار مُردہ جانور لٹکا دئے اور کرگسون کو بھوکھا رکھا اور اُس صندوق کو اُن کرگسون کی پشت پر قائم کیا اور اُس مین اپنے ایک مصاحب کو لیکر بیٹھا اور یہ تعلیم کرگسون کو پہلے سے ہو چکی تھی کہ وہ اِس صندوق کو لیکر اُڑے ایک رات دن کے بعد نمرود نے اوپر کا دروازہ کھولکر دیکھا تو آسمان ویسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسا زمین سے نظر پڑتا تھا اُس نے اپنے رفیق سے کہا کہ نیچے کا دروازہ کھولکر تو دیکھ اُس نے جو دیکھا تو

سوائے پانی کے اور کچھ نظر نہ آیا بعد ایک شبانہ روز کے پھر اوپر کا دروازہ کھولا اور دیکھا تو بھی آسمان کا وہی حال تھا پھر نیچے کا دروازہ کھولکر دیکھا تو اُس کے رفیق نے کہا کہ اب بالکل دھوان نظر آتا ہے اُس وقت اُسے خوف ہوا تو اُسی نے وہ مُردہ جانورون کی لاشین جو نیزے پر اوپر کی طرف کو تھین نیچے کر دین اب کرگسون نے نیچے کا رُخ کیا اور زمین پر اُتر آئے اور یہ صندوق کا اہتمام سردی کے لئے تھا کہ ہوائے سرد سے بچین اور جب وہ کرگس زمین پر آئے ہین تو اُن کے پرون کی ایسی خوفناک آواز ہوئی جیسے کوئی بڑا قصر گرتا ہے پھر نمرود نے کہا اے ابراہیم مین اپنا لشکر جمع کرتا ہون تو بھی اپنے خدا سے اُس کا لشکر جمع کروا کہ مجھ سے لڑے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنا لشکر جمع کر لے میرے خدا کا لشکر تو طرفۃ العین مین موجود ہو جائیگا۔ نمرود نے اپنی تمام قلمرو مین فراہمی لشکر کا حکم جاری کر دیا کوسون تک لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا سات برس تک لشکر وہان پڑا رہا ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام وہان تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نمرود تو خالق ارض و سما سے شرم نہین کرتا تجھ کو لازم ہے کہ اللہ تعالے شانہ پر ایمان لا تا کہ جس طرح اُس نے تجھے دنیا مین مرتبہ بخشا ہے عقبیٰ مین بھی عنایت کرے یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ اُس طاغی نے کہا کہ مجھ کو تمہارے اللہ کی کچھ ضرورت نہین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خداوند بالا و پست اس مردود طاغی نے تجھ پر خروج کیا ہے اس کو ہلاک کر حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر پیغام دیا کہ خداوند کبریا نے آپ کی دعا قبول فرمائی قریب تر اس باغی پر عذاب آتا ہے چنانچہ بعد چندے ہوا کے فرشتے کو حکم پہنچا کہ پہاڑون کے سوراخ کھول دے۔ ہوا کے موکل فرشتے نے عرض کی کہ اے خداوند کبریا اگر سب سوراخ کھول دونگا تو اُس کے لپٹے زمین و آسمان مین بھی نہ سما سکین گے۔ ارشاد ہوا کہ ہر سوار کے حساب سے ایک ایک پشہ چھوڑ دے اُس نے ویسا ہی کیا تو دفعتاً پشون کی فوج ہوا مین ابر کی مانند پھیلی ہوئی اُڑتی نظر آئی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو نمرود سے فرمایا کہ اے خدا کے باغی نمرود دیکھ میرے خدا کا لشکر آپہونچا نمرود نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ ہے کہ

اس طرف چلا آتا ہے لشکر کو حکم دیا کہ علم کھڑے کرو اور نقارے بجاؤ کہ یہ پشے بھاگ جائیں ناگاہ
پشون کے اُڑنے کی ایک ایسی آواز آئی کہ تمام عالم پریشان ہوگیا اور ہر سوار کے سر پر
ایک ایک پشہ آبیٹھا کہ وہ بیٹھتے ہی سارے بدن مین گھستا ہوا چلا گیا اور جو کچھ گوشت پوست
وخون ورگ وپے بدن مین پایا سب کھا لیا اُس بے انتہا لشکر مین سے کوئی باقی نہ رہا گھوڑے
نہ آدمی نمرود مردود مع اپنے عیال کے بچ رہا جب اس کا بھی وقت آیا تو ایک لنگڑا پشہ
بحکم حضور خداوندی اس پر مسلط ہوا اللہ تعالے شانہ نے دکھا دیا کہ دیکھو او کافر تو اپنے آپ کو
بہت بڑا بادشاہ اور تمام دنیا کا مالک سمجھتا ہے تیرے مارنے کو یہ معذور پشہ کافی ہے وہ اُسکے
دیکھتے سے گھبرا گیا اور دربار سے اُٹھ کر گھر مین آیا وہ بھی اُس کے پیچھے پیچھے تھا گھر والون سے
کہنے لگا کہ دیکھو اسی طرح کے جانور تھے جو میرے لشکر کو برباد کر گئے یہان تک کہ وہ پشہ اُس کے
پاس آپہنچا اس نے جو اُس کے پکڑنے کو ہاتھ پھیلایا وہ اُس مردود کی ناک مین گھس گیا
اور بلندی دماغ مین پہنچکر دماغ کھانا شروع کر دیا چالیس دن تک کھاتا رہا اُس تکلیف سے
اُس کی یہ حالت تھی کہ ایک آلہ چمڑے کا جوتے کی طرح دبیز بنوایا تھا وہ سر پر پڑا کرتا تھا تو کچھ
تخفیف ہوتی تھی اب حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ جاؤ اور پھر
نمرود کو اسلام کی دعوت دو چنانچہ آپ نمرود کے پاس تشریف لے گئے اور اُس سے کہا کہ
اے نمرود تو نے اتنے آثار قدرت اُس بادشاہ علی الاطلاق کے اپنی آنکھون سے دیکھ لئے
اب بھی اسلام لائیگا یا نہین اُس کی اُلوہیت اور میری نبوت کا اقرار کر اور صدق دل سے کلمہ پڑھ
لا الٰہ الا اللہ ابراہیم رسول اللہ۔ اللہ رے اُس کافر کے کفر کی شدت اُس نے کہا کہ
کون گواہی دیتا ہے کہ اللہ تیرا برحق ہے اور تو اُس کا رسول برحق ہے۔ حضرت ابراہیم نے
فرمایا کہ اے ملعون جو کچھ تیرے گھر مین ہے وہ سب گواہی دینگے کہ خدا ایک ہے اور مین اُس کا
رسول ہون چنانچہ سب اشیا از قسم رخت وشجر سوائے آدمیون کے سب بول اُٹھین کہ
اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْن۔ نمرود نے حکم دیا کہ سب کو جلا دو اور درختون کو جڑ سے کھود کر

گرادو اور پھر بولا کہ لے ابراہیم اب کون گواہی دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ اب تیرے گھر کے ستون اور دیوارین اُن سے بھی یہی آواز آنے لگی ان اللہ ھوالحق المبین اُس نے حکم دیا کہ ان دیوارون اور ستونون کو بھی کھود کر گرادو وہ بھی گرا دئے گئے - پھر وہ مردود حضرت ابراہیمؑ سے بولا کہ اب کون گواہی دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرے بدن کے کپڑے پس اُن مین سے بھی وہی آواز آنے لگی اُس نے کپڑے بھی اُتار کر جلوا دئے - پھر کہا کہ اب کون گواہی دیتا ہے اُس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمانے لگے کہ اے خلیل اللہ سب کافر موت کے وقت کہ وہ یاس کی حالت ہوتی ہے ایمان لاتے ہین اگرچہ مقبول نہین ہوتا لیکن مردود بڑا کافر ہے اور دل اسکا نہایت سخت ہے اور قیامت مین اس سے بھی زیادہ ہوگا **فائدہ** حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ابوجہل ملعون کا سر کاٹنے کا قصد کیا تو اُس مردود نے کہا اے عبداللہ مین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمن رکھتا تھا اب اور بھی زیادہ سلسلہ دشمنی مستحکم ہو گیا - روایت کی گئی ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالےٰ شانہ مُردون کو قبرون سے اُٹھائیگا تو بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ اذان کہتے ہوئے اُٹھین گے جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کہینگے تو نمرود کہیگا کہ ابراہیم رسول خدا نہ تھے اور ابوجہل ملعون کہیگا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رسول خدا کے نہین ہین - الغرض حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خلیل اللہ اس مردود کے چند نفس اور باقی ہین چنانچہ بعد چند ساعت کے نمرود مردود مُخَلَّد فی النّار ہو گیا پس جو اُس کے خدم و حشم تھے سب نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے خلیل اللہ اب آپ ہمارے بادشاہ ہین اور یہ ملک و مال سب آپ کا ہے اور ہم فرمان بردار ہین آپ نے فرمایا کہ مجھے ملک و مال کی ضرورت نہین یہ سب اللہ کا ہے اور ہم سب اُسکے بندے ہین اور یہ عجم بادشاہون کی تخت گاہ ہے اور شام محل انبیا ہے اب مین شام کو جاتا ہون چنانچہ ارشاد باری تعالےٰ شانہ ہے وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ

ترجمہ یعنی چاہنے لگے کا فریب کرنا پس اُنہین کو ہمنے ڈالدیا نقصان مین اور خلاصی دی ہمنے اوسکو اور لوط کو اُس زمین کی طرف جسمین برکت رکھی ہے ہمنے جہان کے واسطے یعنی سرزمین شام- **فائدہ** ہمارے اثنا عشری حضرات قرآن کی تلاوت تو فرماتے نہین جو چاہتے ہین وہ عام طریقہ سے اہل شام کو برا بھلا کہتے ہین حالانکہ وہ مشہد انبیا علیہم السلام ہے اتنے جو اُس سرزمین مین آسودہ ہین اُن کی ارواح طیبات کی برکتین نیست و نابود ہوگئین ایک یزید کی قبر وہان ہونے سے تمام ملک کا ملک نجس ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن جو بات اپنے نفس کو پسند آئے وہ اچھی اگرچہ بُری ہی کیون نہ ہو اور جو بات مخالف اپنے دلکے ہو بُری اگرچہ اچھی ہی کیون نہ ہو کربلائے معلی مین جو کسی مقام پر دفن ہو جائے وہ قطعی جنتی ہم بھی اسکی شہادت دیتے ہین مگر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہوا دفن ہو وہ غریب جنتی نہین شاید مدینہ اور صاحب مدینہ کا رتبہ کربلا معلّٰی سے بہت ہی کم ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ کوئی عقل والا آدمی جس کے دل مین ایک دانہ خردل کی برابر بھی ایمان ہوگا وہ کبھی اِس عقیدہ کو دل مین جگہ دیگا- رسول اللہ جو حضرت سید الشہدا امام حسن وبشر حسین علیہ السلام کے نانا وہ تو ایسے کم قدر اور حضرت حسین علیہ السلام اپنے نانا سے بدرجہا بڑھے ہوئے- ایک شیعی فرماتے تھے کہ اللہ تعالے شانہ نے جو بزرگیان حسین السلام کو دی تھین وہ حضرت رسولؐ مین نہ تھین یعنی جیسی حضرت حسین علیہ السلام کی والدہ تھین ویسی آپ کی والدہ نہ تھین جیسے آپ کے باپ تھے ویسے رسولؐ اللہ کے باپ نہ تھے مین نے اُن کی خدمت مین بہت ادب سے زیرلب عرض کی کہ ان تمام بزرگیون کا سرچشمہ کون تھا تو کچھ جواب نہ ملا العیاذ باللہ کس قدر مرتبہ خاتمیت کی تنقیص واقع ہوئی **فائدہ**- **شام ابدالون کا مقام** جو اولیاء اللہ کہ ابدال کے مرتبہ سے مشرف ہین وہ کبھی تین سو چھپن سے کم نہین ہوتے اور ہمیشہ وہ درماندہ لوگون کی دستگیری اور گنہگارون کی عذرخواہی مین مشغول رہتے ہین اور انتظام عالم اُن کے ہاتھ مین ہے بزرگان صوفیہ اُن مین سے تین سو آدمیون کی جماعت کو

ابطال کہتے ہین اور چالیس آدمیون کا لقب ابدال ہے اور سات آدمی سیاح کہلاتے ہین
اور پانچ کا خطاب اوتاد ہے اور تین شخصون کو قطب الاوتاد کہتے ہین اور ایک بزرگ قطب الاقطاب
ہے جیسا کہ ہمنے مفصل کیفیت ان حضرات کی رسالہ احکام نماز المعروف بہ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ
مین تحریر کی ہے اور ان سب کا مقام شام ہے معالم التنزیل مین اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا
کی تفسیر کے تحت مین لکھا ہے وَقِيْلَ مَعْنَاهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَرْسَلَ عَلٰى قَوْمِ نَمْرُوْدَ الْبَعُوْضَ
فَاَكَلَتْ لُحُوْمَهُمْ وَشَرِبَتْ دِمَاءَهُمْ وَدَخَلَتْ وَاحِدَةٌ فِيْ دِمَاغِهٖ فَاَهْلَكَتْهُ
ترجمہ یعنی اللہ تعالےٰ شانہ نے بھیجے نمرود پر پشّے پس کھالیا پشّون نے نمرودیون کا گوشت
اور پی لیا خون اونکا اور داخل ہوا ایک پشہ نمرود کے دماغ مین پس ہلاک کرڈالا اوسکو۔ اور
یہ بھی معالم مین ہے کہ اللہ جل شانہ نے شام کو برکت دی ہے بسبب فراخی وکثرت اشجار و
اثمار وانہار کے اور اُسی زمین سے اکثر انبیا مبعوث ہوئے ہین۔ ابی ابن کعب کہتے ہین
کہ اللہ تعالےٰ نے نام اُسکا مبارک اسواسطے رکھا ہے کہ کل شیرین پانی صخرہ سے جسے بیت المقدس
کہتے ہین جاری ہوا ہے۔ الغرض حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ارض
عراق سے تشریف لے گئے یہان تک کہ فلسطین کی زمین پر پہنچے جہان حضرت سارہ کو چھوڑ گئے
تھے اور حضرت لوط علیہ السلام موتفکات مین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک رات دن کے
فاصلہ پر یا اس سے بھی کچھ قریب ہے ٹھیرے۔ اللہ جل شانہ نے انہین پانچ شہرون کا نبی کیا۔
اور روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو ہدایت اور دعوت
اسلام کے لئے سدوم عامور داروما ضرایم زغرا کی طرف روانہ کیا وہان کے لوگ
سخت بدکار اور بدفعل یعنی لواطت کے عادی تھے اللہ تعالےٰ شانہ نے ان کو بھی نبوت عطا کی
اور عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے وقت پچھتر برس کی تھی چنانچہ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام فلسطین مین پہنچے تو وہین اقامت فرمائی اور ابی مالح بادشاہ اور وہان کے باشندے
بکمال عقیدت پیش آئے وہان حضرت کو بہت وسعت اور فراغت حاصل ہوئی جب اس اقامت

دس برس گزرے تو ایک دن حضرت سارہ کو اشتیاق اولاد ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگین کہ مین عقیمہ ہون مجھ سے اب بسبب کبرسنی کے امید اولاد نہ رکھو تم حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح مین لاؤ شاید اللہ تعالے شانہ انہین سے کوئی اولاد عطا کرے کہ میرا غم غلط ہو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے مزاج مین غیرت اور رشک غالب ہے اگر اس بی بی سے کوئی لڑکا پیدا ہو گیا تو تم کو گران گزریگا اور تم اُس پر ناحق ظلم کرو گی حضرت سارہ کو جو اولاد کی تمنا تھی تو آپ نے نہایت اصرار کیا ناچار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے نکاح کیا اور وہ بی بی بحکم خدا بارور ہوئین اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اُس وقت بروایت صاحب اخبار الدول حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی برس کی تھی المختصر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام حضرت سارہ کی آغوش شفقت مین پرورش پانے لگے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف دودھ پلا دیتی تھین اور کوئی تعلق حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے نہ رکھتی تھین۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بخوف حضرت سارہ بیگانہ وار رہتے تھے ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خالی مکان مین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ کی گود مین پایا پدری شفقت جوش مین آئی آپ نے گود مین لیکر اُنہین پیار کیا مگر حضرت سارہ علیہا السلام اس بات پر مطلع ہو گئین مگر مادۂ رشک جو اُن کی فطرت مین تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام جس سے ڈرتے تھے اُس کو ہیجان ہوا حکم ہوا کہ اسی وقت دونون مان بیٹون کو ہمارے گھر سے باہر کر دو اور ایسے جنگل مین چھوڑ آؤ جہان دانہ ملے نہ پانی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہرچند سمجھایا مگر کچھ سود مند نہوا اگرچہ یہ فعل حضرت سارہ کا بادی النظر مین بہت سخت معلوم ہوتا ہے مگر وہ بمقتضائے مصلحت الٰہی واقع ہوا تھا۔ آخرکار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب باری مین التجا کی تو جبرئیل علیہ السلام کی معرفت حکم آیا کہ جیسا سارہ کہتی ہین کرو پھر کیا کرتے پروردگار تعالے شانہ کے ارشاد کے موافق آپ دونون مان بیٹون کو اُس دشت بے آب و گیاہ مین چھوڑ آئے جواب دیگر مصلحت ہے پروردگار تعالے شانہ کا اُن کے دل مین رشک پیدا کر دینا اس مصلحت پر مبنی تھا۔ یا رب –

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا اے پروردگار تعالیٰ ہم ایمان اس بات پر لا چکے ہین کہ تو خالق جملہ اشیاء کا ہے کوئی چیز تو نے فضول اور باطل نہین پیدا کی ہے ہمارا علم نہایت قلیل ہے ہم تیری حکمتون کو کچھ نہین سمجھ سکتے۔ یارب اپنے فضل و کرم سے مجھے وہ علم عطا فرما جسے علم لدن کہتے ہین اور اپنے عشق اور اپنے حبیب رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت مین میری عمر کو تمام کر اللھم آمین روایت صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود براق پر سوار ہوے اور حضرت ہاجر کو ردیف کیا اور اُن کے آغوش مین حضرت اسمٰعیل ع تھے اور طرفۃ العین مین وادی مکہ مین پہنچ گئے اُس وقت وحی ہوئی کہ ان کو اسی جگہ چھوڑ دو چنانچہ آپ نے ایک درخت کے تلے جو چشمۂ زمزم کی پشت پر اور مسجد کی بلندی کی طرف ہے دونون کو چھوڑا وہ مقام اُس وقت ایسا تھا کہ جہان ایک متنفس بھی نہ تھا اور نہ پانی تھا نہ کھانے کی کوئی چیز اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر دو برس کی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چند کاک اور ایک مشک پانی اور ایک تھیلی خرمون کی حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا کے پاس رکھکر چلے اور فرمایا کہ اس لڑکے کو دودھ پلاؤ اور اسی مقام مین رہو حضرت ہاجر نے پیچھے دوڑ کر پوچھا کہ یہان مجھے کس پر چھوڑتے ہو نہ یہان پانی ہے نہ گھاس نہ کوئی مددگار نہ کوئی درخت سایہ دار لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیٹھ پھیرے چلے جاتے تھے اور اُن کی گفتگو پر اصلا ملتفت نہوتے تھے تب حضرت ہاجر نے پوچھا کہ یہ کام تم بحکم خدا کرتے ہو یا اپنی خواہش سے۔ آپ نے فرمایا کہ بحکم خدا۔ حضرت ہاجر نے فرمایا کہ اب مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے وہ میرا حافظ ہے مجھے ہرگز ضائع نکریگا اور وہان سے واپس ہو کر آئین اور اپنے فرزند ارجمند کے پاس بیٹھ گئین اور اُنکے دودھ پلانے مین مصروف ہوئین۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب پہاڑ کے پشتے سے گذرے اور اُن کو خوب یقین ہوا کہ اب ہاجر کی نظر سے غائب ہون وہ اصلا نہ دیکھتی ہونگی لہذا بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے جو نوح کے طوفان سے ٹوٹ کر ایک تودہ ہو گیا تھا دونون ہاتھ اُٹھائے اور یہ دعا کی رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ترجمہ

اے میرے پروردگار مین نے بسائی ہے اپنی کچھ اولاد جہان کھیتی نہین ہے تیرے محترم گھر کے
پاس وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ترجمہ روزی دے ان کو میوون سے
شاید کہ یہ شکر کرین تیرا۔ دوسری دعا یہ تھی رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ
النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ ترجمہ یعنی اے رب ہمارے تا قائم رکھین نماز کو سو کر دے بعض
لوگون کے دل رغبت کرنے والے انکی طرف **فائدہ** جب حضرت سارہ ؓ نے حضرت ہاجرؓ کو
گھر سے نکالا تو غصہ مین اُنکے کان اور ناک چھید ڈالے گو حضرت سارہ نے اُنہین عیب دار کر دیا
مگر اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کا حُسن بڑھا دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد مین کان
چھیدنا سنت تھا اور ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین بھی عورتین کانون
مین زیور پہنتی تھین چنانچہ حدیث مین وارد ہے کہ ایک سال عیدین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کچھ صدقہ کی فضیلت بیان فرمائی تو عورات نے اپنے کانون کے زیور اُتار کر صدقہ کے لیئے
دیدیئے اور کتب **فقہ** مین ہے کہ عورتون کے کان چھدوانے مین کچھ مضائقہ نہین چنانچہ
درمختار مین ہے لَابَأْسَ بِثَقْبِ اُذُنِ الْبِنْتِ وَالطِّفْلِ اِسْتِحْسَانًا۔ وفی الہادیہ
لَابَأْسَ بِثَقْبِ اُذُنِ الطِّفْلِ مِنَ الْبَنَاتِ لِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ
زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اِنْكَارٍ **فائدہ** بچون کا اور عورتون کا
کان چھیدنا درست ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہ فعل بغیر انکار کے جاری تھا
الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا مانگ کر اور اپنی اولاد کو اللہ تعالےٰ شانہ کے سپرد کر کے
روانہ ہوئے۔ اب حضرت **ہاجر** رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا حال سنئے کہ جب تک کھانا پانی رہا
کھاتی پیتی اور بچے کو دودھ پلاتی رہین اور تشنگی کے وقت بچہ کو پانی بھی پلا دیتی تھین چند روز
مین جب کھانا پانی تمام ہو گیا اور تشنگی کا غلبہ ہوا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام خاک پر ماہی
بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور حضرت ہاجر سخت سراسیمہ ہوئین نہ کوئی معین نہ غمگسار جس سے
پانی کا نشان دریافت کرین نہ کہین آبادی نہ اشجار کہ ٹھنڈے سایہ مین قرار پکڑین کہ اُسکی

خنکی سے کچھ توتشنگی سے سکون ہوا آخرکار بیقراری کی حالت مین کوہ صفا پر جو وہان سے قریب تھا تشریف لے گئین کہ شاید وہان کوئی نظر آجائے جس سے پانی کا پتہ ملے مگر اُسی قدر پہاڑ پر چڑھتین کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام نظر سے غائب نہ ہوتے ہرچند داہنے بائین نظر دوڑائی مگر کہین کسی کا کچھ نشان نہ ملا آخرکو مایوس ہوکر اُس پہاڑ سے اُترین اور کوہ مروہ کی طرف متوجہ ہوئین تو میدان کی فضا مین یہ خطرہ دل مین آگیا کہ مین اس دم اپنے بچہ سے دور ہون مبادا کوئی درندہ اُسے اُٹھا نہ لیجائے اسی خطرہ کی حالت مین بطن وادی جو میدان کا ہوتا ہے دوڑین اور دامن سمیٹ کر بہت تیز دوڑین تاکہ جلد اپنے بچہ کے پاس جا پہنچین وہان تک پہنچین کہ جہان سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نظر آتے تھے جب متصل مروہ کے پہنچین تو اُسی قدر جانب بالا گئین کہ مقام اسمٰعیل نظر آتا تھا اور راست وچپ خوب نگاہ ڈالی لیکن کچھ نظر نہ آیا پھر جانب صفا متوجہ ہوئین اسی طرح سات مرتبہ سعی بین الصفا والمروہ عمل مین لائین اسی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی بین الصفا والمروہ ایام حج مین مقرر فرمائی کہ لوگون کو وہ حالت بیکسی وبیچارگی وبیتابی وعاجزی حضرت ہاجرہ کی اور فریادرسی حضرت ارحم الراحمین کی یاد آجائے اور اُسی طرح بیکسی وبیچارگی کی حالت مین اپنا حال پروردگار تعالے شانہ سے عرض کرین تاکہ مورد رحمت الٰہی ہون - علماے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہین کہ صفا - مروہ کا شعار اللہ ہونا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ کی برکت سے ہوا کہ مسبب الاسباب کی مشیت خاصۃً اُن کے حق مین انہین دو پہاڑون کے درمیان ظاہر ہوئی اور اُس نے ان کی مشکل کو حل کیا بعد اُسکے شعار اللہ ہونا اُنکا بمنزلہ جوہر ذاتی کے ہوگیا علماے دین رحمہم اللہ علیہم اجمعین اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ انبیا اور اولیا کے تبرکات اور آثار کی تعظیم وتکریم کرنا اور دین ودنیا کی حاجتون مین اُن سے توسل کرنا شعار دین ہے اور جو اسکا منکر ہے اور وہ علم بھی رکھتا ہے تو متعصب ہے اور اسرار الٰہی سے بیخبر ہے - الحاصل جب ساتوین مرتبہ حضرت ہاجرہ کوہ مروہ پر پہنچین تو ایک آواز کان مین آئی کہ اندیشہ نکر آواز کی طرف کان لگا

اچھی طرح سُن تب ساکت ہوئین تو آواز کان مین آئی آپ نے کہا اے آواز دینے والے کاش میری حاجت روائی ہو سکے تو کر اور بہت تیز دوڑین اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس تشریف لائین دیکھا کہ ایک فرشتہ زمزم کے مقام پر اپنا پاشنہ پا پڑ مارتا ہے اور وہان سے پانی کا چشمہ دودھ سے زیادہ صاف اور شہد سے زیادہ شیرین جاری ہے حضرت ہاجر رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ اُس آب روان کو ایک حوض مین جمع کرین اس لئے مٹی جمع کی اور چارون طرف مینڈھ باندھ دی کہ حوض کی صورت ہوگئی یہ کام آپ نے اسواسطے کیا تھا کہ کہین پانی تمام پھیل کر خشک نہو جائے اور پھر ہم پر تشنگی غلبہ نکرے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بعد تمام کرنے اِس حکایت کے فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ شانہ اسمٰعیل علیہ السلام کی مان کو بخشے اگر وہ جلدی نہ کرتین اور اُس پانی کو نہ روکتین تو ایک بڑا چشمہ جاری ہو جاتا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ہر مرتبہ اُس سعی بین الصفا والمروہ مین حضرت اسمٰعیل کے پاس ہو جاتی تھین ساتوین مرتبہ جو تشریف لائین تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو کمال متغیر الحال پایا یہ حالت دیکھکر بہت پریشان ہوئین اور غایت اضطراب مین کوہ مروہ پر چڑھ گئین تو ایک آواز کان مین آئی وہ آواز حضرت جبرئیل امین کی تھی کہ وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس موضع زمزم پر کھڑے تھے اُنھون نے کہا تو کون ہے آپ نے کہا کہ مین ابراہیم جو اللہ کا خلیل ہے اُس کی زوجہ ہون جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس نے تجھے کس طرح یہان تنہا بے یار و مددگار چھوڑ دیا آپ نے فرمایا اللہ حفیظٌ وعلیمٌ وقدیرٌ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا وَھُوَ حَسْبُکَ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ بعد اسکے اپنا پاشنہ پا زمین پر مارا کہ ایک چشمۂ رحمت ظاہر ہو گیا اُس وقت حضرت ہاجرؑ اپنے فرزند دلبند کے پاس تشریف لائین اخبار الدول مین ہے کہ سعی کے وقت حضرت ہاجرؑ کی زبان پر یہ دعا تھی اَللّٰھُمَّ اَنَا وَدِیْعَتُکَ وَوَدِیْعَۃُ نَبِیِّکَ وَخَلِیْلِکَ عِنْدَکَ فَلَا تُضَیِّعْ وَدِیْعَتَکَ مَا مِنْ مُوْدَعٍ لَا تُضَیِّعُ وَدِیْعَتَہٗ یا ارحم الراحمین الغرض وہ پانی جاری ہوا اور فرشتے نے اُن کی تسلی اور تسکین کردی کہ ہرگز ہرگز خوف نکرو حافظ حقیقی تم کو

ضائع نکریگا اس لئے کہ یہ مکان اُسی حافظ حقیقی کا گھر ہے اور یہ لڑکا تمہارا جوانی کے وقت اپنے باپ کے ساتھ شریک ہوکر اس کی تعمیر کریگا اور اس مکان کے مالک کا دستور یہ ہے کہ یہان کے باشندون کو کبھی ضائع نہین کرتا اب یہان ٹھیرو اور اطمینان سے بسر کرو پانی پیو اور فرزند کی پرورش کرو اور خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرو دیکھو کہ وہ تمھارے ساتھ کیسی بندہ نوازی کرتا ہے اور پانی کے کم ہونے کا ہرگز خوف نکرو کیونکہ یہ وہ چشمہ ہے کہ پروردگار عالم اِس سے اپنے دور و دراز کے مہمانون کو سیراب کریگا حضرت ہاجرؓ نے فرمایا بشرک اللّٰہ بخیر خانہ کعبہ اُن دنون مانند ایک ٹیلے کے تھا الغرض پانچ دن حضرت ہاجرؓ تنہا رہین چھٹے روز اتفاقیہ ایک قافلہ قوم جرہم یمن سے آوارہ ہوکر براہ گدا کہ بلندی مکّہ کی طرف ہے آیا اور ثنیہ سفلی مین فروکش ہوا تو اُن کو کبوتر وغیرہ طیور کعبۂ پُرنور کے اُس ٹیلے پر اُڑتے ہوے نظر آئے قافلے والے سخت متحیر ہوے کہ یہ طیور وہان ہوتے ہین جہان آبادی ہوتی ہے خصوصاً جس مقام پر پانی بھی ہو اور ہم لوگ اکثر اسطرف آئے ہین نہ کبھی ان طیور کو دیکھا نہ پانی کا نشان پایا یہ کیا معاملہ ہے چنانچہ ایک آدمی اِس بات کی تحقیق کرنے کو بھیجا اُس نے وہان جاکر بیان کیا کہ وہان عجیب ماجرا ہے کہ پانی کا ایک چشمہ بہت زور وشور سے جاری ہے اور ایک عورت وہان ہے جسکے آغوش مین دو برس کا بچّہ ہے یہ خبر سنی تھی کہ قافلہ مع سردار بہ نیت اقامت وہان آپہونچا۔ اوّل سب لوگ حضرت ہاجر رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہا کے پاس حاضر ہوے اور اجازت سکونت کی چاہی جناب موصوفہ راضی ہوئین اور اِس آبادی کو بہت غنیمت سمجھا مگر اُن لوگون سے یہ شرط کر لی کہ یہ چشمہ میری ملکیت خاص ہے اسمین کسی کی شرکت نہ ہوگی اُن لوگون نے قبول کیا اور ٹھیر گئے پھر اپنے اہل وعیال کو طلب کر لیا۔ اور اِن لوگون نے سات بکریان حضرت بی بی ہاجرہؓ کو نذر دین اُس مین اللّٰہ تعالےٰ شانہ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ بیشمار بکریان ہوگئین اخبار الدول کا مصنّف تحریر کرتا ہے کہ پانچ دن کے بعد یعنی

حضرت ہاجرؓ کے ورود کے بعد دو غلام عمالقہ کے اپنے اونٹ تلاش کرتے ہوئے جبل ابوقبیس
پر چڑھ گئے تو اُن کو پانی کی سفیدی نظر پڑی اُن غلامون نے اپنے مالکون سے جو عرفات
مین فروکش تھے خبر کی چند سردار وہان آئے اور حضرت ہاجرؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو دیکھکر متحیر
ہوئے اور باجازت حضرت ہاجرؓ مع اہل وعیال وہان مقیم ہوئے اِس عرصہ مین ایک دن
حضرت اسمٰعیلؑ کے دیکھنے کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آرزو ہوئی حضرت سارہ سے اذن
طلب کیا وہ بولین کہ شتر سواری سے نہ اُترنا چنانچہ آنجنابؑ سوار ہوکر وہان تشریف لائے
جہان چھوڑ گئے تھے تو اُس مقام کو آباد پایا حضرت ہاجرؓ نے دور سے پہچانا اور مکان پر لائین
اور حضرت اسمٰعیلؑ علیہ السلام سے کہا کہ یہ تمہارے والد بزرگوار ہین حضرت اسمٰعیلؑ بہت مسرور
ہوئے پھر حضرت ہاجرؓ نے کہا کہ اُترو تو سر وریش دھو دون فرمایا کہ مین نے سارہؓ سے عہد کیا ہے
کہ سواری سے نہ اُترونگا - ناچار وہ ایک پتھر لائین اور پائے مبارک حضرتؑ کا اُسپر رکھکر
دھویا اور آدھا سر اِدھر سے دھویا اسی طرح دوسری طرف عمل کیا چنانچہ دونون قدم شریف کا
پتھر مین نشان پڑگیا وہی اب سب مسلمانون کا مصلیٰ ہے - قال اللہ تعالےٰ شانہٗ وَاتَّخِذُوْا
مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى اسی طرف اشارہ ہے بعد ازان حضرت ابراہیم علیہ السلام
رخصت ہوئے اور معالم مین حضرت محمدؐ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
شام سے براق پر سوار ہوکر تشریف لاتے اور مکہ مین دن بھر رہتے اور شام کو پھر جاتے حتیٰ کہ
حضرت اسمٰعیلؑ اِس لائق ہوئے کہ باپ کے ساتھ چل سکین چنانچہ اللہ تعالےٰ شانہٗ اپنی کتاب
روشن مین فرماتا ہے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ یعنی جب ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے کے لائق ہوئے
ایک جماعت علما کی سات برس کی روایت بیان کرتی ہے اور ایک جماعت نے تیرہ ۱۳ برس کی
روایت اختیار کی ہے - کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ۸ - ماہ ذی الحجہ کو خواب دیکھا کہ کوئی
کہتا ہے کہ خالق زمین وآسمان کا حکم ہے کہ ہماری راہ مین اپنے بیٹے کو ذبح کرو حضرت ابراہیمؑ
صبح کو بیدار ہوئے اور شام تک متفکر رہے کہ یہ خطرہ شیطان ہے یا حکم رحمان اُسی دن سے

اس دن کا ترویہ نام ہوا پھر نوین تاریخ کو یہی خواب دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ پرور دگار ہی کا حکم ہے
اس دن کا عرفہ نام ہوا۔ مقاتل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ دسوین ذی الحجہ کو پھر وہی
خواب دیکھا اُس وقت حضرت سارہؑ سے اجازت حاصل کرکے مکہ مین تشریف لائے اور حضرت
ہاجرہؑ سے فرمایا کہ اسمٰعیلؑ کو نہلا کر کنگھی کرو اور سرمہ آنکھون مین لگا کر میرے ساتھ کرو چنانچہ
حضرت ہاجرہؑ نے نہلا دھلا کر کپڑے پہنا کر سرمہ لگا کر ساتھ کر دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام
اپنے پیارے فرزند اسمٰعیلؑ کو ہمراہ لیکر منا کی طرف چلے۔ سدی سے روایت ہے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصَّالِحِيْنَ ان کو بشارت ہوئی
تو حضرت نے خوش ہو کر نذر کی تھی کہ اگر میرے لڑکا ہوگا تو مین اُسے تیری راہ مین قربان کرونگا
بہ نیت تقرب۔ جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوے اور وہ سن رُشد کو پہنچے اور وہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی نظر مین نہایت محبوب معلوم ہونے لگے اور وہ اب اپنے مہربان باپ کے
پیچھے پیچھے دوڑنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل اُنکے حرکات وسکنات پر کمال فریفتہ
ہوگیا تو بس خلیلؑ کے امتحان کا وقت آگیا اور یہ بات تمام دنیا کے لوگون پر ثابت کر دی گئی
کہ ہمارے دوست ایسی شیفتگی اور فریفتگی کی حالت مین بھی ہماری محبت مین ثابت قدم ہین
بس حکم ہونا تھا کہ فرزند ارجمند کے گلے پر چھُری پھیر ہی تو دی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پر
یہ بات ثابت ہوگئی کہ میرا خواب من جانب اللہ ہے اور وسوسات شیطانی کو ہرگز دخل نہین ہے
تو اللہ کے حکم کی تعمیل پر کمر بستہ ہوگئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت
ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا کہ چھُری اور رسی لیلو اور میرے ساتھ ثبیر پہاڑ تک چلو کہ تمہارے
گھر کے واسطے لکڑیان لائین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام موافق حکم کے چلے اس اثنا مین ابلیس کو
یہ خیال ہوا کہ ایسے وقت مین آل ابراہیمؑ کو نہ بہکاؤنگا تو پھر کبھی میرا دسترس ان پر نہ ہوگا۔
اسلیئے پہلے حضرت ہاجرہؑ کے پاس آیا اور کہا کہ تم کو کچھ خبر بھی ہے کہ ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو کہان

لئے جاتے ہین آپ نے فرمایا کہ دونون باپ بیٹے لکڑیان لانے گئے ہین ابلیس نے کہا کہ تم بالکل بیخبر ہو بلکہ وہ اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کو لیگئے ہین حضرت ہاجرؑ نے فرمایا کہ وہ تو اسمٰعیلؑ کے باپ ہین کہین کوئی باپ بیٹے کو ذبح کرتا ہے اُس نے حضرت ہاجرؑ سے کہا کہ یہ تو سچ ہے لیکن اُن کو یہ زعم ہے کہ مجھکو اللہ نے ایسا حکم دیا ہے حضرت ہاجرؑ نے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو اُس حکم کا بجالانا ضرور ہے ایک اسمٰعیلؑ کیا دو ہزار اسمٰعیلؑ اُس کے حکم پر تصدق ہین - کیا خوب قسمت اُن مان باپ کی جن کی اولاد کی قربانی کے لئے پروردگار زمین و آسمان خود ارشاد فرمائے شیطان نے دیکھا کہ یہان تو میرا منتر کچھ نہ چلا چلو اسمٰعیلؑ کے پاس - اور وہ مردود یہ نہ سمجھا کہ شیر کے بچے شیر ہی ہوا کرتے ہین کہین نور مین ظلمت کو دخل ہوتا ہے یہ بے وحدت وہان سے بھاگا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس پہنچا اور اُن سے کہا کہ اے لڑکے تجکو خبر ہے کہ تجکو تیرا باپ کہان لئے جاتا ہے فرمایا کہ اِس کوہ کے شعبہ مین اپنے کام کو لئے جاتا ہے اُس نے کہا کہ مین تجکو سمجھائے دیتا ہون ہرگز یہ خیال نہ کیجیو یہ تجکو ذبح کرنے کو لئے جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ میرا کیا قصور ہے اُس نے کہا کہ وہ تجکو اللہ کی راہ پر قربانی کرینگے بیٹے نے بھی وہی جواب دیا جو اُن کی مادر معظمہ و مکرمہ نے دیا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ مین اگر مین قربان کیا جاتا ہون تو مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی شخص دنیا مین نہین ہے ؎

	سر در رہِ عشق تو فدا شد چہ بجا شد		این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد	

وہان سے جدا ہو کر ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور بہت ادب سے عرض کی یا شیخ آپ کہان تشریف لئے جاتے ہین حضرت نے فرمایا اِس پہاڑ کے شعبہ مین جاتا ہون اپنے کام کے لئے وہ بولا کہ مین سمجھتا ہون کہ تمہارے پاس شیطان آیا تھا کہ بہکا گیا ہے کہ تم اپنے لڑکے کو ذبح کرو اِس تقریر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ خود شیطان ہے فرمایا کہ دور ہو اے لعین - مین اپنے مالک کا حکم ضرور بجا لاؤنگا مین اُسکا نافرمان بندہ نہین ہون ابو الطفیل ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

جب تشریف لے چلے تو آگے سے ابلیس آملا حضرت نے اُسے دُتکار دیا بعد اُسکے جمرۃ العقبہ پر پھر آیا تب سات کنکریان مارین پھر جمرۃ وسطےٰ مین آیا پھر سات کنکریان مارین تو پھر جمرۂ کبریٰ مین آیا تو پھر سات کنکریان مارین یہان تک کہ دور ہو گیا چنانچہ یہ رمی جمار حجاج کا شعار قرار پایا۔ غرضکہ دونون پیغمبر علیہما السلام شعبۂ جبل مین پہنچے وہان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا یَا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ ترجمہ اے باپ میرے کرڈال جو حکم دیا گیا ہے تجھ کو تو پائیگا مجھ کو اگر اللہ نے چاہا صبر کرنیوالون مین سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیلؑ کو زمین پر سُلایا پیشانی کے بل تاکہ اسکا مُنہ دیکھکر مجھے محبت نہ آجائے اور بعض روایت مین ہے کہ خود حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یہ بات کہی کہ مجھے اُلٹا سُلائیے تاکہ آپ کو میری صورت دیکھکر محبت نہ آجائے اور میرے ہاتھ پاؤن باندھ دیجئے کہ اضطراب کی حالت مین آپ کا پیراہن مبارک آغشتۂ سچون نہو جاوے اور مین اس بے ادبی سے بدنام اور گنہگار نہو جاؤن ؏

اگر خونم بریزی غم ندارم زان ہمی ترسم ۔ کہ ناگہ دامن پاکت شود از خونم آلودہ

اور یہ بھی خیال ہے کہ اگر میری مادر مہربان جس نے مجھ کو نہایت جانفشانی سے پالا ہے اس خون کے داغ کو دیکھکر نہایت غمگین ہو گی اور اپنی چھری کو خوب تیز کر لیجئے اور جلد پھیرئے کہ جان میری آسانی سے نکلے اور جب گھر جائیے تو میری مادر مہربان کو میرا سلام کہدیجئیگا اور اُن کو یہ واقعہ معلوم ہو جائے تو اُن کی تسکین کر دیجئے گا کہ آدمی اپنے مان باپ کے پاس اللہ کی امانت ہے جب تک اُس نے چاہا رکھا اور جب چاہا لے لیا اور بہت خوش نصیب ہین وہ مان باپ کہ جن کی اولاد کی قربانی اللہ تعالےٰ شانہ اپنے واسطے پسند فرمائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ویسا ہی کیا جیسا کہ بیٹے نے بتایا اُس وقت دونون پر عجب حالت طاری تھی کہ زبان قلم اُس کے بیان سے بالکل معذور ہے یہ وہ دردناک حالت تھی کہ خود پروردگار تعالےٰ شانہ نے بھی اس کی تفصیل نہین فرمائی اور اُس کو ابہام ہی کی حالت مین چھوڑا۔

المختصر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری تیز کی اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر چلائی
مگر نہ چلی ڈویا تین مرتبہ یہ اتفاق ہوا پھر چھری پتھر پر تیز کی اور گردن پر زور دیکر چلائی مگر ایک رگ
بھی اُن کی نہ کٹی بعض اہل اسرار نے بیان کیا ہے کہ چھری بار بار جناب احدیت مین عرض کرتی
تھی کہ پروردگار مین دشمنون کے ہاتھ کے لئے پیدا کی گئی ہون نہ دوستون کے ہاتھ کے لئے میرے
مالک مجھے اپنے خلیل ع سے شرمندہ نہ کیجیو جبرئیل کو حکم ہوا ایک ٹکڑا مِس کا اسمعیل کی گردن پر
رکھ دو اور بعض روایت مین ہے کہ گردن آپ کی کٹ جاتی تھی اور پھر درست ہو جاتی تھی
الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حکم پہنچا کہ بس ٹھیر جا اے ابراہیم تو نے اپنی خُلت کا
پورا امتحان دیا اور اپنے خواب کو سچا کر دکھایا قال اللہ تعالیٰ شانہ وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَّا اِبْرَاھِیْمُ
قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ترجمہ پکارا ہمنے کہ اے ابراہیم
تو نے سچ کر دکھایا اپنا خواب اور البتہ ہم اسی طرح بدلا دیتے ہین احسان کرنے والون کو۔
بالجملہ جب خالق کبریا نے دونون پیغمبرون کو اپنی راہ مین عاشق صادق اور خلیل بے ریا
پایا اور ہر طرح فرمان بردار دیکھا تو ایک دنبہ بہشتی کہ چالیس برس تک مرغزار بہشت مین چرا تھا
حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ بھیجا اور یہ پیغام آیا کہ یہ دنبہ فدیہ ہے اسمٰعیل علیہ السلام کا
اِس کو ذبح کرو پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اور دنبہ نے بھی تکبیر
کہی بعد ازان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اور حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا اللہ اکبر و للہ الحمد۔ روایت صحیح یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
جب فدیہ اسمٰعیل علیہ السلام آسمان سے لاتے تھے تو بایں خیال کہ مبادا حضرت ابراہیم
علیہ السلام ذبح مین تعجیل کرین پکار پکار کر کہتے آتے تھے اللہ اکبر اللہ اکبر تاکہ حضرت ابراہیم ع
آگاہ ہو جائین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ یہ دنبہ وہ تھا کہ جسکو
ہابیل ابن آدم علیہ السلام نے قربان کیا تھا وَفَدَیْنَاہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ یعنی بدلا دیا ہمنے
ایک جانور ذبح کو بڑا اسی طرف اشارہ ہے مصحف پاک مین اور اکثر محدثین رحمہم اللہ

علیہم اجمعین یون فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کے وقت آنکھون سے پٹی باندھ لی تھی جب چھری زور سے چلاتے تھے اور چھری نہ چلتی تھی تو پٹی آنکھون سے کھول ڈالی تو دنبہ ذبح کیا ہوا پایا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام محفوظ تھے آپ نے اللہ کا شکر کیا۔

اخبار الدول مین کتاب مراۃ الزمان سے یہ روایت نقل کی ہے جب حضرت ہاجر علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کا قصہ سُنا تو زہرہ اُن کا شق ہو گیا اور وہ تیسرے دن دنیاے بے ثبات سے رحلت کر گئین اور موضع حجر مین مدفون ہوئین عمر اُن کی نوّے برس کی ہوئی تھی اور صحیح یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل جب بیس برس کے ہو گئے تو حضرت ہاجرؑ نے وفات پائی اور ذبح کا واقعہ ساتوین یا تیرھوین برس کی عمر مین واقع ہوا ہے۔

اختلاف ہے اسمین کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہین یا حضرت اسحاق علیہ السلام

بعض صحابہ مثل حضرت عمر اور حضرت علی اور حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور تابعین واتباع تابعین سے مثل کعب احبار و سعید ابن جبیر و قتادہ و مسروق و عکرمہ و عطا و مقاتل و زہری و سدی رضی اللہ تعالے عنہم کہتے ہین کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ملک شام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام منا مین لائے اور دنبہ کو ذبح کر کے ایک ساعت مین چلے گئے۔ اور حضرت عبد اللہ ابن عمر و سعید ابن مسیب و شعبی و حسن بصری و مجاہد و ربیع ابن انس و محمد ابن کعب و قرطبی و کلبی و عطا ابن ابی رباح و یوسف ابن مالک فرماتے ہین کہ ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام ہین۔ دلیل جماعت اولی کی یہ ہے کہ خداوند عالم اس واقعہ کی نسبت اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ تا آخر آیت یعنی پھر خوشخبری دی ہمنے اُس کو ایک لڑکے کی جو ہو گا تحمل والا پھر جب پہنچا اُسکے دوڑنے کی طاقت کو تو کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے

مین نے خواب دیکھا ہے کہ مین تجھ کو ذبح کرتا ہون اس سے ظاہر ہے کہ مبشّر اور ذبیح واحد ہے
اور قرآن شریف مین جہان کہین ذکر بشارت ہے بتصریح یا اشارہ وہان بشارت اسحٰق ع ہے
جیساکہ سورۂ ہود مین فبشرناها باسحٰق یعنی ہم نے بشارت دی سارہؓ کو اسحٰق کی
دلیل جماعت ثانی یہ حضرات فرماتے ہین کہ سورۂ والصافات مین بعد قصہ ذبح کے
ذکر بشارت اسحٰق کا ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذبوح کوئی اَور ہی ہے۔ اسواسطے کہ
فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ وَمِنۡ وَّرَاۤءِ اِسۡحٰقَ یَعۡقُوۡبَ یعنی ہمنے پھر خوشخبری دی اُسکو
اسحاق کی اور بعد اسحاق کے یعقوبؑ کی پس جس طرح بشارت حضرت اسحاقؑ کی ہے
اُسی طرح بشارت حضرت یعقوبؑ کی ہے اور خبر ہے نبی ہونے کی پھر کیونکر حضرت اسحاق
علیہ السلام کے ذبح کا حکم ہوتا جب کہ وعدہ یعقوب علیہ السلام کے ظہور کا ہو چکا تھا۔ علاوہ برین
اگر ذبح ہونے کی خبر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نہ ہوتی جیسا یہود و نصاریٰ کہتے ہین تو حضرت
ابراہیم علیہ السلام بیشک پروردگار تعالے شانہ سے پوچھتے کہ یاالٰہی تونے مجھ کو اسحٰق و یعقوبؑ
کی خوشخبری ایک ساتھ دی ہے تو اسحٰقؑ تو پیدا ہوا مگر یعقوبؑ نہین ہوا پھر اسحٰقؑ کس طرح
ذبح ہو جب تک یعقوبؑ پیدا نہ ہولے۔ دوسری دلیل صالحی کہتے ہین کہ ہم معاویہ ابن
ابی سفیان کے پاس دمشق مین بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ ذبیح اللہ کون ہے
اسمٰعیل یا کہ اسحٰقؑ حضرت معاویہ نے کہا کہ مین ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے حضور مین بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے خطاب
کرکے کہا یَا ابۡنَ الذَّبِیۡحَیۡنِ حضرت مُسکرائے کسی نے پوچھا کہ یا حضرت دو ذبیح کون تھے
فرمایا کہ میرے باپ عبداللہ اور میرے دادا اسمٰعیلؑ ولہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم فرمایا کرتے تھے اَنَا ابۡنُ الذَّبِیۡحَیۡنِ اور قرطبی فرماتے ہین کہ عمر ابن عبد العزیز نے
ایک یہودی عالم سے کہ اسلام لایا تھا پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کا کون سا بیٹا ذبح ہوا
تھا اُس نے کہا کہ اسمٰعیلؑ۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ شاخین دنبے کی کعبہ مین بنی اسمٰعیلؑ کے

پاس عہد عبداللہ ابن زبیر تک آویزان تھین یہان تک کہ حجاج ثقفی ظالم نے جب کعبہ شریف
کو جلایا تو وہ بھی جل گیئن چنانچہ شعبی فرماتے ہین کہ مین نے وہ دونون شاخین کعبہ شریف
مین اپنی آنکھون سے آویزان دیکھی ہین۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین
کہ واللہ باللہ مین نے دونون شاخین کبش کی مع سر اوّل زمانۂ اسلام مین کعبہ شریف
مین آویزان دیکھی ہین **اصمعی** کہتا ہے کہ مین نے ابوعمر ابن العلا سے پوچھا کہ ذبیح اسمٰعیل
تھے کہ اسحٰق علیہما السلام اُس نے کہا کہ اے اصمعی تیری عقل و دانش کہان گئی
اسحٰق ابن ابراہیم علیہما السلام کعبہ مین کب تھے مگر کعبہ مین اسمٰعیل علیہ السلام تھے کہ انہین نے
کعبہ اپنے باپ کے ساتھ بنایا تھا اور مکہ ہی مین عمر بھر رہے **جلال الدین سیوطی**
کہتے ہین کہ حضرت اسحٰق کو ذبیح کہنا تحریفات اہل کتاب سے ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام مکہ مین اُس وقت تک تشریف نہین لائے تھے جب تک حضرت اسمٰعیلؑ جوان
اور خانہ دار نہین ہوئے تھے پھر کس طرح ذبح کیا **جواب** اُس کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام ہر مہینے مین ایک بار براق پر سوار ہو کر آتے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ اور ہاجرؓ کو دیکھ
جاتے تھے اور قیلولہ شام مین کرتے تھے یہ قصہ بعض زیارات مین واقع ہوا ہے کذا فی اخبار الاُوَل
نقلاً عن نزہتہ النواظر معالم مین علامۂ بغوی نے لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی وجہ تسمیہ یہ ہے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوند تعالے سے درخواست کی کہ یا الٰہی مجھ کو اولاد دے
اور دعا یون مانگی کہ اِسْمَعْ یَا ایل یعنی قبول کر اے خدا تو جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
پیدا ہوئے تو اسمٰعیل نام رکھا اور عبرانی مین یشمعیل ہے دونون طرف کے دلائل مین نے
اسمین لکھ دئے ہین چونکہ بہت قلیل العلم ہون مجھے اپنی راے ظاہر کرنے کی جرأت نہین ہوئی
اہل علم خود فیصلہ کرلین **القصّہ** حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد واقعہ ذبح شام مین جلوہ فرما
ہوئے اور مہمانداری مین فقرا و مساکین کی مصروف ہوئے حضرت کا معمول تھا کہ مہمانون کی

بہت خاطر و تواضع کیا کرتے تھے اس کا ذکر آپ کی صفات مین آگے تحریر ہوگا اسی اثنا مین
ایک دن حضرت خلیل اللہ اپنے مکان مین بیٹھے تھے کہ آٹھ۔ یا گیارہ۔ یا بارہ اور بروایت صحیح
تین شخص بصورت جوانان سادہ رو مہمانون کی طرح آئے اور سلام علیک کرکے بیٹھ گئے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام سلام کا جواب دیکر جلدی سے گھر مین گئے اور ایک بچھڑا تلا ہوا اُنکے
واسطے لے آئے اور سامنے رکھدیا چنانچہ سورۂ ہود مین ارشاد ہوا ہے وہو ہذا (لقد جاءت
رسلنا ابراہیم بالبشری قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنیذ)
یعنی آئے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس بشارت لیکر بولے سلام وہ بولا سلام پس
جلدی سے لایا ایک بچھڑا تلا ہوا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ حضرت
اسحٰق کے پیدا ہونے کی بشارت لائے تھے اور کچھ لوگون کا یہ قول ہے کہ قوم لوط کے ہلاک
کی خوشخبری لائے تھے اور حقائق سُلمی مین ہے کہ دوام خُلّت و محبّت کی بشارت لائے تھے۔
اور کشف الاسرار مین بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ اور ایک جماعت اہل اسرار کی یہ تحقیق ہے
کہ مژدہ ظہور حضور پرنور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم لائے تھے اور ایک گروہ یہ
کہتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام تو قوم لوط کی ہلاکت کے لئے آئے تھے اور میکائیل علیہ السلام
حضرت لوطؑ اور اُن کی اولاد کی حفاظت کے لئے آئے تھے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام حضرت
اسحٰقؑ کے تولد کی خوشخبری کے سنانے کو آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انکو نہ پہچانا
اور حسب عادت کھانا اُن فرشتون کے آگے رکھا مگر کسی نے نہ کھایا تو حضرت خلیل اللہ سمجھے
کہ ان کو انکار ہے اور اپنے دل مین ڈرے اس وجہ سے کہ اُس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو شخص
کسی کے گھر اُسکی ایذا رسانی کی نیت سے جاتا تو وہ اُس کے گھر کا کھانا نہ کھاتا اور جو شخص
اِس نیت سے نہ جاتا تو وہ ضرور اُسکے گھر کا کھانا کھاتا جب اِن لوگون نے کھانے مین ہاتھ
بھی نہ ڈالا تو حضرت خلیل اللہ متوحش ہوئے اور سمجھے کہ یہ لوگ دشمن ہین یا چور ہین مبادا مجھے
ان سے ضرر پہنچے اسی کو اللہ تعالے لے شانہ نے ارشاد فرمایا ہے فلما را ای ایدیہم لا تصل

اِلَيۡهِ نَكِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ترجمہ پھر جب دیکھا کہ اُنکے ہاتھ نہین آتے
کھانے پر اوپری سمجھا اور دل مین اُن سے ڈرا جب فرشتون نے معلوم کیا کہ ابراہیم علیہ السلام
ڈر گئے ہین تو اُنھون نے اُنکو آگاہ کیا قال اللہ تعالے شانہ لَا تَخَفۡ اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمِ
لُوۡطٍ ترجمہ یعنی مت ڈر ہم بھیجے آئے ہین قوم لوط پر اور اُس وقت حضرت سارہؓ بھی آڑ مین کھڑی
تھین اور باتین سُن رہی تھین اور بعض کہتے ہین کہ وہ مہمانون کے پاس کھڑی تھین اور سبب
بڑھاپے کے اب وہ کسی سے پردہ نہ کرتی تھین اور یہی روایت صحیح ہے اسواسطے کہ سورۂ ذاریاتؔ
مین واقع ہے فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُهٗ فِيۡ صَرَّةٍ یعنی پھر سامنے آئی اُسکی عورت بولتی بالجملہ
فرشتون کی باتین سنکر ہنسین اور سبب ہنسنے کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے ڈرنے پر ان کو ہنسی آئی یا کہ فرشتون کو آدمیون کی صورت مین دیکھکر ہنسین اور متعجب
ہوئین یا قوم لوط کی ہلاکت سے خوش ہوئین کہ وہ اہل فساد اور نابکار قوم تھی بہرتقدیر
جب حضرت سارہؓ ہنسنے لگین تو فرشتون نے حضرت اسحٰقؑ کی ولادت کی بشارت دی
جیسا کہ سورۂ ہود مین ہے وَامۡرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتۡ فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ وَمِنۡ
وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ يَعۡقُوۡبَ یعنی اُس کی عورت کھڑی تھی تو وہ ہنس پڑی پھر ہم نے خوشخبری
دی اُس کو اسحٰق کی اور بعد اسحاقؑ کے یعقوبؑ کی تخصیص بشارت کی حضرت سارہؓ کو
یہ معلوم ہوتی ہے کہ سب سے زیادہ عورت کو خوشی اولاد کی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہین کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت ہاجرہؓ سے حضرت اسمٰعیلؑ ہو ہی چکے تھے حضرت
سارہؓ کے اولاد نہ ہوئی تھی لہذا ان کی تخصیص ہوئی اور باتفاق مفسرین حضرت سارہؓ کی
عمر اُسوقت اٹھانوے برس کی یا ننانوے برس کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر
ایک سو بارہ یا ایک سو بیس برس کی تھی اس باعث سے حضرت سارہؓ نے عادتاً کہا نہ
ازروے انکار کہ اے خرابی مین کیا جنونگی حالانکہ مین بڑھیا ہون اور یہ میرا خاوند بوڑھا یہ تو
ایک عجیب بات ہے قال اللہ تعالے شانہ قَالَتۡ ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوۡزٌ وَّهٰذَا بَعۡلِيۡ

شَیْخًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ اور سورۂ ذاریات مین ہے فَصَکَّتْ وَجْھَھَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ترجمہ پھر پیٹا اپنا ماتھا اور کہا کہین بڑھیا بانجھ بھی جنتی ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت سارہؓ متعجب ہوئین تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے گھر کی چھت تو دیکھو حضرت سارہؓ نے جو چھت کی طرف نظر کی تو درخت خرما کی لکڑیان جن سے چھت پٹی ہوئی تھی اُن کو سبز اور میوہ دار پایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اللہ تعالےٰ شانہ جو خالق ہے زمین و آسمان کا اوسکے حکم پر تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ یہ بات کہکر وہ فرشتے قوم لوط علیہ السلام کے طرف چلے گئے اُسوقت عمر حضرت اسمٰعیلؑ کی چودہ برس کی تھی۔ اور قوم جُرہُم کے ایک سردار نے بکمال آرزومندی اپنی لڑکی سے آپ کا نکاح کردیا تھا۔ حضرت اسمٰعیلؑ زبان عربی سیکھ کر نہایت تیز فہم اور فصیح ہوگئے تھے جب حضرت اسحٰق علیہ السلام سارہؓ کے بطن سے پیدا ہوے تو فی الجملہ آپکا رشک کم ہوا اور اُن کی پرورش مین مصروف ہوئین روایت ابن قتیبہ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے تو کنعانیون کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیادتی عمر سے اولاد ہونے کا یقین نہ تھا۔ اور حضرت اسحٰقؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت مشابہ تھے جب جوان ہوئے تو دونون مین کچھ فرق نہ معلوم ہوتا تھا تو خداوند عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محاسن شریف کو سفید کردیا کہ باپ بیٹے مین تمیز پیدا ہو۔ الغرض بعد پیدا ہونے حضرت اسحٰقؑ کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہؓ سے پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی مگر مشروط کہ گھوڑے سے نہ اُترین اور وہان شب باش نہ ہون اور توقف نہ کرین چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اِنہین شرطون کے بعد روانہ ہوے جب مکہ معظمہ مین پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت اسمٰعیلؑ جوان ہوکر خانہ دار ہوگئے ہین اور اُن کی والدہ حضرت ہاجرؓ نے انتقال فرمایا اور اسمٰعیل علیہ السلام شکار کو گئے ہین اور اُن کی معیشت یہی ہے کہ تیر و کمان سے شکار کرتے

کرتے ہین اور آب زمزم سے پکاکر کھاتے ہین اور رزاق مطلق نے اُنہین اسی پر قناعت عطا کی ہے
جب حضرت ابراہیم نے اُن کو نہ پایا تو اُن کی بی بی مسماۃ عمارہ بنت سعد جرہمیہ کو دروازے
پر بُلا کے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہان گیا ہے اور کب آویگا اُس نے کہا کہ جنگل کو بتلاش معیشت
گئے ہین شام تک آجائینگے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیفیت معاش استفسار فرمائی بی بی صاحبہ
نے کہا کہ بہت عُسرت سے بسر ہوتی ہے نہایت تنگی و مشقت سے ایام گذرتے ہین۔ اِسکے سوا
اَور بھی شکایتین کین کہ حضرت کو بُرا معلوم ہوا آپ نے دل مین خیال کیا کہ اگر شام تک
ٹھیرتا ہون تو وعدہ خلافی ہوتی ہے اور مقصود بالذات احوال پُرسی ہے حالات معلوم
ہوچکے آپ نے باگ پھیری اور فرمایا کہ اپنے شوہر کو میرا اسلام کہدینا اور یہ کہدینا کہ اپنے
دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈالو یہ تمہارے لایق نہین ہے اور روانہ ہوگئے اتنے مین حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام تشریف لائے تو دیکھا کہ دروازے پر انوار نبوت چمک رہے ہین اپنی
بی بی سے پوچھا کہ کوئی شخص یہان آیا تھا اُس نے سب حالات مفصل بیان کر دیے حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے تمہاری شکایتون سے ناخوش ہوے
لہذا مین نے اُنکے حکم کے موافق تمکو طلاق دی۔ بعد اسکے ایک دوسرے شخص نے قبیلہ جُرہم
سے اپنی دختر نیک اختر آپ کو بیاہ دی درج الدرر مین ہے کہ حرث نامی سردار جُرہم نے اپنی
دختر آپ کو دی اخبار الدول مین ہے کہ مضاض ابن عم رئیس نے مسماۃ رعلہ سے نکاح
کردیا اور صحیح نام اُس کا ہالہ تھا۔ بعد مدت کے پھر حضرت ابراہیم نے بی بی سارہ سے اجازت
چاہی اور کہا کہ پہلے جو مین گیا تھا تو اسمٰعیل ع سے ملاقات نہین ہوئی تھی اب پھر میرا دل
چاہتا ہے اگر کہو تو دیکھ آؤن پھر حضرت بی بی سارہؓ نے بشرائط سابق اذن دیا چنانچہ آپ
تشریف لائے اور اتفاق وقت پھر آپ سے ملاقات نہ ہوئی دروازہ پر بی بی کو بُلا کر حالات پوچھے
یہ بی بی بڑی شکر گزار اور قانع تھین اُنھون نے حضرت کی بڑی خاطر کی اور عرض کی کہ آپ
تشریف رکھین مین آپ کی خدمت کردون سر و ریش مبارک گرد آلود ہے اُسکی شست و شو

کردون آپ نے فرمایا کہ مجھے اُترنے کی اجازت نہین ہے وہ بی بی گئین اور ایک بلند پتھر
اُٹھا لائین اور رکاب کے نیچے رکھا اور اُس پر چڑھ کر سر مبارک حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا
دھویا اور کنگھی کی اس حالت مین آپ احوال پُرسی کرتے رہے اور آپ شکرگزاری کرتی
رہین یہان تک کہ کیفیت معاش پر نوبت آئی تو بی بی صاحبہ نے بڑی شکرگزاری اللہ تعالے
کی کی کہ بہت فارغ البالی سے بسر ہوتی ہے آپ نے دعاے خیر فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالے
شانہ تم کو گوشت اور پانی مین برکت دیگا حدیث شریف مین ہے کہ خاصیت اس دعا
مین یہ ہے کہ جو کوئی مکہ معظمہ مین گوشت اور پانی پر قناعت کرتا ہے اُس کو غلّہ وغیرہ کی حاجت
اصلا نہین ہوتی اور طاقت اُسکی اپنی حالت پر رہتی ہے بعد اسکے حضرت ابراہیم علیہ السلام
رات کے رہنے سے خوف کرکے رخصت ہوئی اور اپنی بہو سے فرما گئے کہ جب اسمٰعیل آوین
تو میرا سلام کہدینا اور یہ کہنا کہ تیرے دروازے کی سردل بہت اچھی ہے اس کی قدر کیجیو حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام حسب دستور شکار کرکے تشریف لائے پھر وہی نور نبوت محسوس ہوا تو اپنی بی بی
سے پوچھا آج کوئی یہان آیا تھا وہ بولین کہ ایک بزرگ تشریف لائے تھے اور اُن کی صورت
ایسی تھی مین نے اُن کی بہت تواضع کی اور اُن کا سر دھویا لیکن وہ بزرگ گھوڑے سے
نہین اُترے اور میرے واسطے دعا کر گئے حضرت اسمٰعیل ع نے پوچھا کہ اَور کیا کہہ گئے وہ بولین
کہ تم کو سلام کہہ گئے ہین اور یہ فرما گئے ہین کہ تیرے دروازے کی یہ سردل بہت خوب ہے
اس کو غنیمت جانکر اچھی طرح رکھیو حضرت نے فرمایا کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے تمہارے حق مین
سفارش فرما گئے ہین جب اس معاملہ پر ایک مدت گذری تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
حضرت سارہؓ سے فرمایا کہ مین دو مرتبہ گیا اور اسمٰعیل سے ملاقات نہوئی اب اجازت دو تو اُسکو
دیکھ آؤن اور وہان چندروز رہون کہ میرے قلب کی تسلی ہو حضرت سارہؓ نے اجازت دی
حضرت ابراہیم علیہ السلام وہان سے روانہ ہوکر مکہ معظمہ مین پہنچے کیا دیکھا کہ حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام زمزم کے پاس ایک درخت کے نیچے بیٹھے اپنے تیرون کو درست کر رہے ہین حضرت

اسمٰعیل علیہ السلام نے دیکھنے کے ساتھ ہی اپنے پدر بزرگوار کو پہچانا اور بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوے اور معانقہ کرکے شرط خدمت بجا لائے اور دونون باپ بیٹے ایسا روئے کہ انکے گریہ بے اختیار پر پرندے بھی رونے لگے بعد اسکے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ خالق ارض وسمٰوات نے اِس جگہ عبادت خانہ بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ کام مین اپنے ہاتھ سے کرونگا اگر تم بھی میری مدد کرو تو بہتر ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ کہان بنائیےگا فرمایا کہ اِس تودہ پر جہان بیت المعمور تھا آپ نے عرض کی کہ اللہ کا حکم اور آپ کا ارشاد میرے سر آنکھون پر ہے مین بیشک اعانت کرونگا چنانچہ غرہ ذیقعدہ کو کعبہ شریف کی بنا شروع کی اور پچیسوین ۲۵ کو تمام کی اور اس طرح تعمیر کا کام ہوتا تھا کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بناتے تھے اُس وقت عمر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تیس ۳۰ برس کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو تینتیس ۱۳۳ برس کی تھی حاکم نے بطریق صحیح اور بیہقی نے دلائل مین حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ بنانیکا حکم ہوا تو نہایت متردد تھے کہ کس طرح بناؤن مبادا کچھ کمی وزیادتی ہو جائے تو حق تعالےٰ نے سکینہ کو بصورت ہواے پیچیدہ بھیجا کہ اُسکے دونون طرف سر تھا وہ ہوا سے بدلی کی مانند خانہ کعبہ پر سایہ افگن ہوئی اور ٹھیری رہی حضرت کو حکم ہوا کہ اِس سایہ کے موافق زمین پر خط کھینچ لو اور اُس خط پر بنیادین اُسکی قائم کرلو اور وہ بنا بقول شارح حیرۃ الفقہ طول مین تیس ۳۰ گز اور عرض مین بیس گز تھی اور ارتفاع مین نو ۹ گز۔ صاحب تفسیر جدادی لکھتا ہے کہ وہ ہوا مکڑی کے جالے کی طرح تنی تھی اور مشہور تر یہ ہے کہ ایک ٹکڑا ابر کا اوس مکان مقدس کے عرض وطول کے برابر ہوا مین کھڑا ہوا تھا اُس سے آواز آئی کہ میرے برابر مکان بناؤ اور یہی روایت کلبی سے معالم التنزیل مین لکھی گئی ہے اور ابوالشیخ نے تاریخ ازرقی مین اور کتاب العظمۃ مین اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے زمین پر گرے تو جناب الٰہی مین گزارش کی کہ مین اب فرشتون کی

تسبیح اور تہلیل نہین سنتا ہون میرا دل پریشان ہے تو حکم ہوا کہ ایک گھر جہان تجھ کو نشان
دیا جاتا ہے بنا اور اُسکا طواف کیا کر اور اُسی کی طرف نماز پڑھا کر حضرت جبرئیل علیہ السلام
پروردگار کا حکم لیکر آئے اور وہ جگہ بتلا دی۔ علما فرماتے ہین کہ یہ مقام بیت المعمور تھا اور
حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک زمین پر تھا طوفان کے وقت آسمان پر اُٹھا لیا گیا اور وہ
ٹھیک بلندی فلک پر کعبہ شریف کے مقابل ہے اور ہر وقت فرشتے اُسکے طواف مین مشغول
ہین جیسے اسکا طواف انسان کرتے ہین ایسا ہی حدیث معراج سے ثابت ہے علامہ ابن اثیر
لکھتے ہین کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت الحرام بنانیکی اجازت دی
یعنی حکم ہوا مگر حضرت ابراہیمؑ نے اس کام کو اپنی طاقت سے باہر پایا وہ کچھ سمجھتے ہی نہ تھے
کہ مکان بنانے کا کیا طریقہ ہوتا ہے اور اس پیرانہ سالی مین یہ محنت کیونکر ہو سکیگی حیران تھے
کہ کیا کرنا چاہیے اس لئے اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر سکینہ کو بھیجا۔ یہ سکینہ ایک خجوج ہوا تھی
خجوج ہوا اُس کو کہتے ہین جو دھیمی دھیمی چلے اُس کے دو سر تھے اُس کے ساتھ حضرت
ابراہیم علیہ السلام چلے وہ ہوا چلتے چلتے اُس مقام پر آئی جہان خانۂ کعبہ ہے یہان آکر وہ ہوا ایسی
گول ہو گئی جیسے ڈھال گول ہوتی ہے پھر جہان وہ ہوا ٹھیری اُس جگہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو مکان بنانے کا حکم ہوا۔ اور یہ بھی روایت مین ہے کہ کوئی شے ایسی بھیجی تھی
جیسے ابر ہوتا ہے اُس کا سر تھا اُس نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے باتین کین یہ روایت
اور دوسری روایتین اوپر لکھی گئی ہین علامہ لکھتے ہین کہ جب حضرت ابراہیمؑ مکان بنانے لگے
اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اُنہین پتھر لاکر دینے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی
اچھا پتھر لاؤ تو مین اُسے رُکن کے طور پر زاویہ کی جگہ قائم کردون جو لوگون کے لئے علامت ہو
جبل ابو قبیس سے آواز آئی کہ میرے پاس تجھے دینے کے لئے امانت رکھی ہے اور بعض
کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر اُنہین حجر اسود کی خبر دی تھی تو حضرت نے اُس
پتھر کو لیا اور اپنے موقع پر رکھ دیا۔ اور یہ دونون حضرات جب مکان بناتے تھے تو یہ کہتے جاتے

تھے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - اے پروردگار ہمارے تو ہماری طرف سے یہ نذر قبول فرما تو سب کی سنتا ہے اور سب کی نیّتون کو جانتا ہے - جب وہ عمارت بلند ہوگئی اور حضرت ابراہیمؑ کو پتھر اُٹھانا مشکل ہوگیا تو وہ ایک پتھر پر کھڑے ہوگئے وہی مقام ابراہیمؑ ہے وہان پر حضرت اسمٰعیل اُنہین پتھر دیتے تھے اور بحکم خدا وہ بقدر ضرورت پست و بلند ہونا جاتا تھا **فائدہ** راقم الحروف فقیر محمد اکبر ابو العلائی دانا پوری مؤلف اس کتاب تاریخ عرب کا کہنا ہے کہ کعبہ شریف جتنا بلند اسوقت ہے اُتنا ہی بلند پہلے تھا مختلف اوقات مین جو تعمیرین اسکی ہوئی ہین وہ دیوارون کی ہوئی ہین بلندی مین اسکی کچھ کمی و بیشی نہین ہوئی ہے اور وہ زمانہ جب حضرت خلیل اللہ نے اسکی تعمیر فرمائی ہے مکہ معظمہ ایک کف دست میدان تھا وہان پاڑ باندھنے کے لئے سیکڑون بانس اور بلیون کی ضرورت تھی یہ سامان کہان موجود تھا نہ بانس کے درخت نہ بڑھئی کی دوکان بازار ملک شام سیکڑون کوس دور لامحالہ اس بات کو ماننا پڑیگا کہ یا تو آسمان سے فرشتے نازل ہوکر آپ کی مدد فرماتے تھے یا وہ پتھر جسے مقام ابراہیمؑ کہتے ہین گھٹتا بڑھتا تھا - پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر سے فارغ ہوگئے تو اللہ تعالےٰ شانہ کا حکم پہنچا کہ لوگون کو وہان حج کرنے کے لئے اذان دین یعنی پکارین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کہ اے رب میرے آواز کہان تک جائیگی حکم ہوا کہ تو اذان تو دے اُس کا پہنچانا تو ہمارے ذمہ ہے - اس واسطے اُنھون نے اذان پکاری کہ لوگو اللہ تعالےٰ نے بیت اللہ کا حج تم پر فرض کیا ہے - یہ آواز آسمان زمین مین جتنی چیزین ہین یہان تک اصلاب رجال اور ارحام نسا تک پہنچ گئی اور جنہین اللہ تعالےٰ شانہ جانتا تھا کہ فلان فلان شخص قیامت تک حج کرینگے اُن سب مومنین نے اُس کا جواب دیا اور کہا لبیک لبیک - حاضر ہین حاضر ہین - پھر وہ ترویہ یعنی پانی لانے کے لئے حضرت اسمٰعیلؑ کو لیکر نکلے اور منیٰ مین آکر وہ اور جو مسلمان اُنکے ساتھ تھے سب اُترے اور وہان ظہر - عصر - مغرب - عشا کی نماز پڑھی پھر صبح تک سور ہے اور صبح کی نماز بھی اُن کے ساتھ پڑھی اور

عرفہ کو گئے اور وہان اتنی دیر تک ٹھیرے رہے کہ آفتاب نیچے جھک گیا وہان ظہر اور عصر کی نماز
ملا کر پڑھی پھر عرفہ سے موقف کی طرف گئے۔ جس پر امام کھڑا ہوا کرتا ہے پھر وہ اراک پر کھڑے
ہوئے پھر جب آفتاب غروب ہوگیا تو خود بھی وہان سے مزدلفہ کو چلے اور اپنے ساتھ کئی
آدمیون کو لے چلے وہان مغرب اور عشا کی نماز ملا کر پڑھی پھر روشنی نکلنے تک قزح (پہاڑی)
پر ٹھیرے رہے بعد ازان وہ اپنے لوگون کو لیکر چلے اِس وقت وہ اُنہین دکھاتے اور بتاتے
جاتے تھے کہ وہان کیا کیا کرین پھر اُنہون نے کنکریان پھینکین اور اُنہین قربان گاہ دکھائی
پھر وہان قربانی کی اور بال منڈوائے اور بتایا کہ کیسے طواف کرتے ہین پھر مِنیٰ کی طرف
لوٹ کر آئے تاکہ اُنہین کنکریان پھینکنے کا طریق دکھا دین بس حج سے فارغ ہوگئے اور
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ حج کرنے کا طریق حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا تھا اور آج تک وہی طریق جاری ہے کہ جسمین
ذرا بھی تغیر واقع نہین ہوا ہے چونکہ یہ حج شعایر اللہ ہے لہذا اُسکو تغیر نہین اللہ کی سنت
بدل نہین سکتی وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما
حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ یہ بیت اللہ جس طرح
ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اُسی طرح پر چلا آتا تھا یہان تک ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
پینتیس۳۵ سال گزر چکے تھے کہ اِس وقت قریش نے اُسی بنیاد اور اُسی ارتفاع پر از سر نو
بنایا روایت ہے کہ جب سکینہ بصورت ابر آیا اور اُس کا سایہ زمین پر پڑا تو حضرت جبرئیل
علیہ السلام نے زمین پر ایک خط کھینچ دیا کہ اُسی خط پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین کھودنی
شروع کی یہانتک کہ بنا آدم علیہ السلام ظاہر ہوئی اور دونون حضرات نے تعمیر کعبہ شریف
شروع کی اور خالق ارض وسموات نے سات فرشتے اُن کی مدد کو بھیجے۔ پہلے حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے قاعدون کو کوہ حرا کے پتھرون سے اُٹھایا اور فرشتون نے کوہ سینا اور زیتا۔
اور جودی اور لبنان کے پہاڑون سے پتھر لا کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دئے آپ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کو دیتے جاتے تھے آپ اُن پتھروں کو دیوار پر جماتے جاتے تھے حضرت ابوبکر قطان فرماتے ہین کہ اُس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام زبان سریانی بولتے تھے اور حضرت اسمٰعیل زبان عربی اور باہم سمجھ لیتے تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے تھے ھب لی کیتا یعنی مجھے پتھر دے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام فرماتے تھے خُذِ الحجر - مین عرض کرتا ہون کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی زبان تو سریانی تھی اور یہ اُنھیں کی گود مین پلے وہ عربی بالکل نہ جانتی تھین تو حضرت اسمٰعیل کا سریانی زبان جاننا تو مسلم ہے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عربی جاننا البتہ مشتبہ ہے صرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا سریانی جاننا کافی ہے وہ اپنے والد ماجد کو سمجھا دیتے ہونگے - بعض رُوات روایت کرتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گارہ بناتے تھے اور کوہ ابوقبیس اور حرا اور لبنان سے پتھر لاتے تھے اور اپنے والد ماجد کو دیتے تھے یہان تک کہ دیوارین قد آدم بلند ہو گئین تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلند چیز کی حاجت ہوئی کہ اُسپر چڑھکر بنائین حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کسی بلند پتھر کی تلاش مین جبل ابوقبیس کی طرف چلے راستے مین حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُنھون نے آپ سے کہا کہ مین بڑے بڑے دو پتھر آپ کو بتاتا ہون یہ وہ پتھر ہین کہ جسکو حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے وقت اِس پہاڑ مین رکھ دئے گئے تھے ان کو لیجائیے ایک تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کو دیجئے اور دوسرا دروازے کے دائین طرف لگا دیجیے کہ جو کوئی اِس گھر مین آئے اوّل اسکو بوسہ دے چنانچہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے دونون پتھر لئے اور چلے حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی آپ کے ساتھ آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوسرے پتھر جمانے کی تدبیر بتا گئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسی طرح جما دیا یہ وہی پتھر ہے جسکا نام حجر اسود ہے اور اب تک اُسی جگہ ہے اور دوسرے پتھر پر چڑھکر اب بیت اللہ کی تعمیر کرنے لگے وہ ایسا نرم ہو گیا کہ حضرت کے پائے مبارک کی اُنگلیون کے نشان اُسپر پڑگئے اور اُس پتھر مین اللہ تعالےٰ شانہٗ نے کرامت دی تھی کہ وہ گھٹ بڑھ جاتا تھا

پھر کسی دوسرے بلند پتھر کی حاجت نہ ہوئی اور حجر اسود کی روشنی ایسی پھیلی کہ بیت اللہ کی چارون
سمتین روشن ہوگئین بلکہ اُسی روشنی سے حد حرم معین ہوئی اور بعد تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے حد حرم کا ایک نشان کر دیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے کہ رکن و مقام دونون بہشت کے
یاقوت ہین نور ان کا زائل کر دیا گیا ہے اگر نور باقی رہتا تو مشرق سے مغرب تک انہین کا نور ہوتا
اور یہ بھی صحیح حدیث مین ہے کہ حجر اسود جب بہشت سے آیا تھا تو نہایت سفید تھا گنہگارون
کے ہاتھون سے سیاہ ہوگیا ہے **فائدہ** اس حدیث مین ایمان کا امتحان مراد ہے اگر کامل
الایمان ہے اُس حجر کا بوسہ دینے والا تو اُسے حجر مبارک بے تردد و بے تامل قبول کر لیتا ہے
اور اگر ضعیف الایمان ہے تو تردد کرتا ہے اور کافر سے انکار کرتا ہے حضرت شیخ عبد الحق
محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہین کہ اس حدیث مین کوئی بات ایسی نہین جو دلیل
قاطع کے مخالف ہو اور ظاہر حدیث مین تاویل کرنا پڑے اور یہ قول اہل ضلالت کا ہے کہ بہشت
اور جو کچھ اُس مین ہے جواہرات وغیرہ سے مخالف ہین اُن چیزون کے جو اس عالم فانی مین
مخلوق ہوئے ہین یعنی جو بہشت کی چیزین ہین اُن کو زوال و فنا نہین اور حجر اسود کو خود آفتین
قرامطہ اور ملاحدہ سے پہنچین کہ ٹوٹ گیا اور ہنوز اثر اُسکا باقی ہے **جواب** اسکا یہ ہے کہ
حجر اسود اس عالم مین آتے ہی متغیر ہوگیا جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی وہ صورت اور
قد و قامت دنیا مین آکر باقی نہ رہا جیسا کہ بہشت مین تھا اور یہان پہنچتے ہی گرسنگی اور تشنگی
اُن پر غالب ہوگئی حتی کہ اپنی عمر کا زمانہ تمام کر کے انتقال بھی فرماگئے یہ اُمور سب مخالف
دار الجنان کے ظاہر ہوئے یہی حال حجر اسود کا ہوا لہذا اعتراض معترض محض نادرست ہے
روایت مشہور یہ جو السنہ عام پر ہے کہ حجر اسود مین کچھ سفیدی باقی ہے وہ بھی زائل
ہوجائیگی تو زمانہ قیامت بہت قریب ہوگا بلکہ قیامت ہی آجائیگی اسکی تائید مین حضرت شیخ
عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ مین فرماتے ہین کہ فقیر اس بات مین متحیر تھا

یہان تک کہ مین نے تاریخ مکہ مین دیکھا کہ ابن جبیر فرماتے ہین کہ مین نے حجر اسود مین کئی نقطے سفید چھوٹے چھوٹے دیکھے تھے ۵۷۹ھ ہجری مین اُن کی وفات ہوئی ہے۔ اور فقیہ سلیمان عسقلانی نے اپنی مناسک مین بیان کیا ہے کہ مین نے حجر اسود مین تین جگہ سفیدی دیکھی بعد اُسکے دیکھا تو ہر وقت کم ہوتی جاتی تھی فقیر محمد اکبر ابو العلائی مولف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ جب گناہون کا اثر دل کی روشنی پر ہوتا ہے تو اُس بہشتی حجر پر ہونا بعید از قیاس نہین ہے تھوڑی سی نافرمانی نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے بدن کو سیاہ کر دیا تھا جب بعض کہ روزے اُن کو بتائے گئے تو وہ سیاہی دفع ہوئی دیکھ لیجئے ایک گنہگار نافرمان آدمی کا چہرہ اور زاہد و مرتاض شخص کا مُنہ روز روشن اور شب تار کا فرق معلوم ہوتا ہے اگرچہ گنہگار گورہ اور زاہد سانولا ہی کیون نہ ہو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا رنگ سانولا تھا مگر تمام ماہرویان عرب کی جان تھے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال آج تک ضرب المثل ہے جس مسلمان کا جمال منور ہوتا ہے اُس سے صحابہ رسول اللہ کے جمال سے مثال دیجاتی ہے۔ فقیہ سلیمان عسقلانی کی شہادت رویت بھی بہت قریب زمانہ کی ہے یعنی ۱۰۷۱ھ ہجری کی ہزارون گنہگارون کے ہاتھون نے اُسے مس کیا اور ہمیشہ مس کرتے ہین اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری ہے کہانتک اثر ہوگا اَلصُّحْبَۃُ مُتَاَثِّرَۃٌ ؎

صحبت سفلہ چو انگشت نماید نقصان　　　گرم سوزد بدن و سرد کند جامہ سیاہ

فائدہ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف بنایا تو ارتفاع اُسکا نو گز تھا۔ رکن شامی شمالی سے۔ رکن حجر اسود شرقی تک ۳۲ گز۔ اور رکن حجر اسود شرقی سے رکن یمانی جنوبی تک بیس۲۰ گز۔ رکن یمانی جنوبی سے رکن عراقی غربی تک اکتیس۳۱ گز۔ رکن عراقی غربی سے رکن شامی شمالی تک چوبیس۲۴ گز۔ اور دروازہ کعبہ کا زمین سے ملا ہوا تھا اور اُس مین کواڑ نہ تھے۔ تُبَّع حمیری نے دروازہ مین کیواڑ اور قفل اور زنجیر لگائین اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے داہنی طرف ایک حفرہ کھودا تھا کہ از قسم نذور و ہدایا جو کچھ

آئے بطور خزانہ اُسمین جمع رہے یہ بات معلوم ہوئی کہ چہار دیواری اور سقف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنائی حضرت آدم علیہ السلام کے وقت مین صرف ایک بلند بنیاد تھی اور اُسپر یاقوت مجوف کا ایک مکان بطور خیمہ تھا جسکا نام بیت المعمور ہے روایت کرتے ہین کہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمالقہ اور جُرہُم نے کعبہ کو بنایا۔ اور بعد اُسکے قصی ابن کلاب نے بنایا اور چھت کو گوگل کی لکڑیون سے پاٹا اور خرمے کی لکڑیون کے تختے بنائے اُسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت مین قریش نے پھر بنایا چنانچہ اُسی زمانہ مین حجر اسود کے رکھنے مین باخودہا نزاع واقع ہوئی اُس کا فیصلہ یون ہوا کہ اوّل جو شخص قبیلہ بنی ہاشم کا کل صبح کو دروازہ بنی شیبہ سے حرم مین داخل ہو اُسے حکم بناؤ وہ جو فیصلہ کردے اُسپر سب رضامند ہون چنانچہ اوّل اُس دروازے سے حضور پُرنور سرور عالم سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوے سبھون نے حضرتؐ کو حکم مقرر کیا آپ نے حکم دیا کہ ایک چادر لاؤ اور اُسے بچھاکر اُسپر اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو رکھا اور حکم دیا کہ ہر قبیلہ کا سردار اس چادر کا گوشہ پکڑکر اُٹھائے اور موضع حجر اسود تک لائے وہان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے رکھدیا اور پتھرون سے وصل فرما دیا اُس وقت عمر شریف ہمارے حضور پُرنور کی پینتیس ۳۵ برس کی تھی روایت کی ہے ثقہ راویون نے کہ جب قریش نے خانہ کعبہ کی بنا کی تو باخودہا مشورہ کیا کہ جس قدر روپیہ اسمین صرف ہو وہ سب مال حلال سے ہو کوئی مشتبہ رقم اسمین صرف نہ ہو غرضکہ اس اہتمام سے ازسرنو خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی اور اس تعمیر مین کئی نئی چیزین زیادہ کی گیئن اوّل یہ کہ کئی گز زمین اور نئی حطیم مین داخل کرلیگئی دوسرے یہ کہ دروازے کو زمین سے بہت بلند کردیا تیسرے یہ کہ کعبہ شریف کے اندر دو صفین ستونون کی قائم کردین چوتھے یہ کہ بلندی خانہ کعبہ کی باہر سے بڑھادی کہ نو سے اٹھارہ گز ہوگئی پانچوین یہ کہ کعبہ کے اندر رکن یمانی کے متصل ایک زینہ بنایا کہ اوسی سے سقف کعبہ پر جاتے ہین اندر اُسکے تین ستون ہین دو صنوبر کی لکڑی کے اور ایک ساج کی

لکڑی کا یہ درمیانی ستون ہے اور چھت مین اُسکی اٹھارہ کڑیان ساج کی ہین صحیح بخاری
و دیگر کتب احادیث مین روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کعبہ شریف کے قریب لیجا کر فرمایا دیکھو قریش نے جب کعبہ شریف
کو بنایا تو قواعد ابراہیمی مین اختصار کر دیا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے
التماس کیا کہ یا رسول اللہ آپ اسکو تمام کرین فرمایا کہ یہ قوم نو مسلم ہے اگر مین اسکو پھر گرا کر
بناؤن تو یہ طعن کرینگے کہ اپنی طرف سے اور زمین داخل کر دی اگر یہ خیال نہ ہوتا تو مین بناتا
اور اسکے دروازے کو زمین سے ملا دیتا اور دو دَرہ کر دیتا ایک در جانب شرقی اور ایک در
جانب غرب لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین اسکی نوبت نہ آئی مگر اسی
حدیث کے مطابق حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ مین بنایا اور بنار
ابراہیمی قائم کی اور بدعات جاہلیت سب مٹا دین اور حطیم کو خانہ کعبہ مین داخل کیا اور دو دَرہ
کر دیا اور طول دو سو بیس گز کر دیا اور بجائے گلاب کے ورس کہ خوشبو دار چیز ہے کام مین لائے
اور اندر اور باہر مشک وعنبر سے کہگل کی اور دیباج کی پوشش پہنائی اور ستائیسوین [٢٧] رجب
کو سنہ ٦٤ ہجری مین تمام ہوئی بعد اسکے حجاج نے اپنے وقت مین عبد الملک کے اشارے
سے جانب شرقی کو گرا کر بنیاد قریش پھر قائم کی اور زمین کعبہ پتھرون سے بھر دی اور دروازہ
شرقی کو بلند کیا اور دروازہ غربی کو بند کیا اور کچھ اصلاح نہ کی یہ بنا سنہ ٧٤ ہجری مین واقع
ہوئی اُس وقت سے تا عہد سلطان مراد تجدید نہین ہوئی مگر ملوک اور سلاطین نے کچھ
ترمیم اور اصلاح بنار حجاج مین کی تھی سلطان مراد نے پھر بنایا اور سوائے حجر اسود کے باقی
سب کو گرا دیا یہ عمارت سنہ ١٠٤٠ ہجری مین واقع ہوئی اور اب تک وہی عمارت باقی ہے اسوقت
کہ مجھے تاریخ عرب لکھنے کا شرف حاصل ہے الحمد للہ علی احسانہ اس آخر تعمیر کو دو سو اُناسی [٢٧٩]
برس ہوئے ہین دیکھئے اب کس بادشاہ سے اللہ تعالے شانہ اپنی بیت مکرم کی تعمیر کی
مبارک خدمت لیتا ہے۔ مین جب شرف داخلی کعبہ شریف سے مشرف ہوا ہون تو اُس دروازہ

جو بند کر دیا گیا ہے سنگ مرمر پر سلطان مراد کا نام اُبھرے ہوئے حرفون مین لکھا ہوا دیکھا
بادشاہی تو کچھ ایسی فخر کی چیز نہ تھی مگر یہ نام البتہ عزت و فخر کا سبب ہوا اُس بادشاہ کی روح کو
جس قدر ناز ہو زیبا ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ فضائل مکہ
مین تحریر کرتے ہین کہ کعبہ معظمہ مین کسی طرف دیوار نہ تھی جیسا کہ اب چارون طرف احاطہ کھنچا ہوا
ہے اور حرم کے گردا گرد لوگون کے گھر تھے کہ وہ مانند دیوارون کے محیط تھے اور گھرون مین
راہین تھین کہ اُنہین راہون سے حرم مین آتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اپنی خلافت مین وہ سب گھر خرید کر کے کھدوا ڈالے اور اُسکی زمین حرم مین داخل کر کے حرم شریف
کو فراخ کیا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو اٹھائیسوین
برس ہجرت سے جس قدر اور گھر باقی تھے اُن کو بھی خرید کر کے اُن کی زمین حرم مین داخل
کردی کہ نہایت کشادہ ہو گیا پھر ۶۴ھ ہجری مین حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ
تعالےٰ عنہما نے بہت گھر ارزان اور گران قیمت کو خریدے اور سب کو گرا کر زمین اُس کی
حرم مین داخل کردی بعض مکان ساٹ ساٹ ہزار دینار کو خریدے بعد اسکے عبدالملک ابن
مروان نے حرم شریف کو بہت خوبصورتی سے تعمیر کیا لیکن اُس نے کچھ زیادہ نہین کیا صرف
دیوارون کو بلند کیا اور سقف خانہ کو ساج کی لکڑیون سے پٹوا دیا اور قندیلین اُسمین لٹکائین
بعد اسکے ولید ابن عبدالملک نے کچھ زیادہ کیا اور بعضے ستون سنگ رخام سے بنوا لئے۔ پھر
منصور ابن جعفر نے کچھ کچھ زیادہ کیا پھر دو مرتبہ مہدی ابن منصور نے کچھ زیادہ کر کے حرم کو
تعمیر کیا اوّل (۱۶۰ھ) ایک سو ساٹھ ہجری مین دوسری بار (۱۶۷ھ) ایک سو سڑسٹھ ہجری مین
اور ۱۶۹ھ ہجری مین اُس نے وفات کی اُس کی عمارت آج تک قائم ہے کذا ذکرہ النووی فی
مناسکہ بحر العمیق کا مصنف لکھتا ہے کہ زیادت مہدی مشہور بہ باب الندوہ ہے اور طول
دروازہ کعبہ کا چھ گز اور ثلث اور نصف سدس گز کا ہے اور عرض چار گز کا ہے اور وہ دروازہ
دیوار شرقی مین ہے اور ساج کی لکڑیون کے تختون کا ہے اور نقرہ خالص کے تختے نقرئی

میخون سے اُسپر جڑے ہین اُس سے کمال استحکام ہوگیا ہے اور آستانۂ کعبہ کی بلندی زمین سے ساڑھے چار گز ہے اور پرنالہ کعبہ شریف کی چھت کا جسکو **میزاب الرحمۃ** کہتے ہین درمیان رکن عراقی اور شامی کے واقع ہے اور حجرہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا اُسی کے نیچے ہے اور حجر اسود کی بلندی زمین سے دو گز اور نصف و سدس گز سے کچھ زیادہ ہے اور عرض اُس مقدار کا جنکے عمق مین حجر اسود ہے ایک وجب چار اُنگل ہے **فائدہ - حافظ الحجاز تقی الدین فارسی** تاریخ مکہ مین لکھتے ہین کہ دس بار کعبہ بنا ہے اوّل بناے ملائک - دوم بناے آدم - سوم بناے بنی آدم چہارم بناے ابراہیم - پنجم بناے عمالقہ - ششم بناے جرہم ہفتم بناے قصئے - ہشتم بناے قریش - نہم بناے عبد اللہ ابن زبیر دہم بناے حجاز -

قتادہ سے روایت ہے کہ قبل از اسلام یہ عادت تھی کہ مقام ابراہیمؑ سے کوئی ہاتھ نہین لگاتا تھا اِس وقت یہ بات رائج ہے اور جو لوگ قبل از عہد اسلام دیکھ چکے تھے وہ بیان کرتے ہین کہ دونون پاؤن کی اُنگلیون کے نشان اُس مین موجود تھے اب ہاتھون کے لگانے سے وہ نشان بخوبی ظاہر نہین ہین - **ابن ابی شیبہ** نے عبد اللہ ابن زبیر سے نقل کیا ہے کہ جب عبد اللہ ابن زبیر نے لوگون کو دیکھا کہ مقام ابراہیمؑ کو ہاتھ سے چھوتے ہین تو آپ نے منع کیا اور کہا کہ تم کو اللہ تعالےٰ نے یہان نماز پڑھنے کو فرمایا ہے کہ مسح کرنے کو - **بیہقی** نے اپنے سنن مین روایت کی ہے کہ یہ پتھر جو مقام ہے زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانۂ خلافت حضرت صدیق اکبر تک کعبہ کے متصل تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خلافت مین سیل اُم نہشل سے بہہ کر اپنی جگہ سے ہٹ گیا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ خود تشریف لائے تو اُسکو اُٹھا کر جہان تھا پھر رکھا اور گرد اُسکے اَور پتھر رکھوا دئے تاکہ جنبش نہ کرے چنانچہ اب تک اُسی جگہ پر ہے خلیفہ **ہارون رشید** نے اپنی سلطنت کے زمانہ مین حضرت امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر ارشاد ہو تو مین پھر حضرت عبد اللہ ابن زبیر کی بنا پر بیت اللہ شریف کو بناؤن آپ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے اور عمل اُسکے مطابق

عین اتباع ہے لیکن مصلحت نہین کہ بار بار کعبہ شریف کو گرا کر اُس کی تغیُّر اور تبدیل کیجا ئے
اسواسطے کہ بیت اللہ شریف بازیچہ سلاطین ہوجائیگا اور ہر بادشاہ اپنے عہد سلطنت مین یہی
کام کیا کریگا پھر یہی رسم پڑجائیگی اور مفسدہ عظیم ہوگا اور جس جگہ مصلحت مفسدہ پیدا کرے
تو رعایت دفع مفسدہ کی مقدم ہے اور اُس مصلحت سے دست بردار ہونا چاہئے۔ کیا اچھی
تقریر ہے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی واقعی مجتہد کی ایسی ہی راے ہونی چاہیئے
بادشاہ بھی اِس راے کو مان گیا اور اُن کے ارشاد کی تعمیل کی اور تعمیر کعبہ کے خیال سے باز آیا

فائدہ بعض مقام پر جو کلام الٰہی مین اِس گھر کی نسبت اللہ کی طرف واقع ہے جس طرح
طَهِّرَ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ۔ یعنی پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنے والون کے لئے۔ اِسکے
کیا مطلب ہین اگر نسبت خالقیہ مُراد ہے تو سب مکانون مین یہ اضافت لگ سکتی ہے۔ اور اگر
نسبت سکونت اور بود و باش کا خیال ہے تو ذات پاک الٰہی اس سے منزہ ہے۔ اور اگر اِس
لحاظ سے ہے کہ اِس مکان مین اُس کی عبادت کیجاتی ہے اور شان معبودیت اس مکان سے
ظاہر ہوتی ہے تو اور معابد سے اس سے کیا فرق ہے ہر مقام پر اُس کی شان کا ظہور ہے
بتون کی صورت بتون کی مورت بہ نسبت خالی مکان کے زیادہ تر دلچسپ ہے اور طالب حق اپنے
شوق کو ہر مقام پر ظاہر کرسکتا ہے **الجواب** سبب اختصاص کا یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے
عبادت اور شوق طلب کے واسطے بنایا گیا ہے اور کسی طرح کا علاقہ مخلوقات سے نہین رکھتا
اور معابد کفّار بحکم خدا نہین قائم ہوے کوئی کافر اپنے معابد کی یہ سند نہین پیش کرتا کہ فلان
تیرتھ خاص خدا کے حکم سے بنا اور بڑی دلیل اسکی یہ ہے کہ ہر تیرتھ پتھر یا سونا یا چاندی کی
مورتون سے بھرا ہے اگر اُس بیچون و بے چگون بے شبہ و بے نمون کے حکم سے بنتا تو فنا
ہونے والی اور مٹنے والی اور بگڑنے والی صورتون سے پاک ہوتا جیسے بیت اللہ شریف ابتداے
تعمیر مین صورتون کے ہجوم سے پاک تھا اور پھر جب حضور پر نور کا زمانہ آیا اور مکہ فتح ہوا تو سب سے
پہلا کام آپ کا یہی تھا کہ بت اُس مین سے نکالے گئے اور جو تصاویر کہ دیوارون پر تھین وہ پانی

سے دھو دی گئین لہذا اس مقام متبرک کو اور معابد سے مطلق نسبت نہین ہے اسکی غرض یہ ہے کہ غیراللہ کا سجدہ حرام ہے اور معابد کی غرض یہ ہے کہ بتون کو سجدہ کیا جاے ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + ارباب تحقیق فرماتے ہین کہ قبلہ بنانے کے واسطے دو چیزین لازم ہین اوّل یہ کہ حکم خدا سے ہو اسواسطے کہ نسبت ظہور الٰہی ہر جگہ پر ہے لیکن اُس کے شیون مختلف ہین جس شان کا ظہور ہے اُسی شان کی تجلی وہ کریگا اور عارف ویسا ہی لطف اُٹھائیگا مثلاً کوئی عارف شراب خانے مین جائے تو وہان اُسی کے متعلق حظ اُٹھائیگا انگور کا خیال کرے گا کہ جب یہ عرق خوشون مین تھا تو بے اختلاف ہر شخص کا کام و دہان اس سے شیرین ہوتا تھا اور بدن مین پہنچکر پاک خون پیدا کرتا تھا اور اب ایک ذرا سے خفیف جوش مین اس کی حالت ہو گئی کہ مزیل عقل و ہوش ہو گیا کوئی عارف وہان جا کر نماز نہ پڑھے گا لہذا ظہور عام عقلاً یا لاجماع توجہ عبادت کا مصحح نہین ہوتا۔ پس عبادت کے واسطے ظہور خاص کی ضرورت ہے اور اس ظہور کے اسرار عقول اُمت سے خارج ہین جب تک شارع علیہ السلام مطلع نہ فرمائے پس ارشاد شارع اور تعلیم شریعت کی ضرورت ہے اور بڑی ضرورت ہے ؎

محال است آنکہ بے علم شریعت	کشا یندت بنور راہ طریقت

دوسرے یہ کہ مکان عبادت کو مخلوق سے کسی طرح کا علاقہ نہ ہو ورنہ توجہ کے وقت شائبہ شرک شامل ہو جائیگا اور توجہ صرف باقی نہ رہیگا اسی وجہ سے قبور انبیا اور اولیا و اشجار و آتش و آب و نجوم وغیرہ کا قبلہ بنانا ممنوع اور حرام ہے اور معابد کفار ان صفات سے خالی ہین۔

اب مین بطور اختصار فرائض و واجبات حج کے بیان کرتا ہون بیت اللہ شریف کی فضیلت کی حدیثین اس کتاب کے حصہ اوّل مین لکھی جا چکین اور وہ چھپکر شائع بھی ہو گئی ہے شائقین اُسکا ملاحظہ کیا چاہین تو شہر اکبر آباد سے طلب فرمائین

فرائض و واجبات حج

اگرچہ فرائض و واجبات حج کتب فقہ و حدیث مین بتفصیل تمام تحریر کئے گئے ہین لیکن بقدر ضرورت

یہان پر بالاجمال ضرور ہے **فرائض حج** تین ہین۔ [1] احرام باندھنا۔ [2] وقوف عرفہ اگرچہ ایک ہی ساعت ہو۔ [3] طواف الزیارہ۔ انہین سے اگر ایک بھی ترک ہوگا تو حج نہ ہوگا۔ **اور واجبات** مین اختلاف ہے۔ یعنی بعض کے نزدیک پچیس [25] اور ایک جماعت کے نزدیک اٹھارہ [18] ہین۔ [1] وقوف مزدلفہ۔ [2] سعی بین الصفا والمروہ۔ [3] رمی جمار۔ [4] طواف الصدر یعنی رخصت مسافر کے لئے [5] سر منڈانا پورا یا بال کتروانے میقات سے۔ [6] احرام باندھنا۔ [7] عرفات مین غروب تک ٹھیرنا۔ [8] طواف حجر اسود سے شروع کرنا۔ [9] طواف داہنی طرف سے کرنا۔ [10] اور اگر عذر نہ ہو تو پیادہ طواف کرنا۔ [11] دوڑ مین پیادہ ہونا اگر عذر نہ ہو۔ [12] ایک بکری ذبح کرنا قران اور تمتع کرنے والے کو۔ [13] ستر عورت کرنا طواف مین۔ [14] سعی مین صفا سے سعی شروع کرنا۔ [15] سات مرتبہ طواف کرکے دو رکعت نماز پڑھنا۔ [16] کنکریان مارنا۔ [17] ترتیب ذبح مین کرنا یعنی قربانی کے دن اوّل کنکریان مارے پھر ذبح کرے پھر سر منڈائے اور عورت صرف بال کترائے۔ [18] طواف الزیارت صرف قربانی کے دنون مین کرنا اور بیت اللہ کا طواف مع حطیم کے کرنا۔ اور قاعدہ معرفت واجب کا یہ ہے کہ جس کے ترک کرنے سے ذبح کرنا لازم آئے وہ واجب ہے اور سوا سے فرض و واجب کے اور جو کچھ کام ہین وہ سنت ہونگے یا مستحب۔ جیسے خرچ مین کشائش کرنا۔ اور باطہارت رہنا۔ اور گالی اور غیبت سے باز رہنا۔ اور والدین اور دائن وضامن سے اجازت سفر کی لینا اور مسجد مین دو رکعت نماز پڑھکر دوستون سے رخصت ہونا اور اُن سے اپنی تقصیرات معاف کرانی اور اپنے حق مین استدعا یعنی طلب دعا کرنی اور بروز پنجشنبہ سفر کرنا اور چلتے وقت کچھ خیرات کرنا۔

اور پوشیدہ نہ رہے کہ ایام حج کے شوال و ذیقعدہ و عشرہ ذیحجہ مین ان دنون سے پیشتر احرام باندھنا مکروہ ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ عمرہ کرنا سنت موکدہ ہے۔ اور تعریف عمرہ یہ ہے کہ احرام سے طواف اور سعی بین الصفا والمروہ ادا کرے اور عمرہ تمام سال درست ہے مگر عرفہ سے تیرھوین ذیحجہ تک مکروہ تحریمی ہے۔ اور مواقیت احرام کے پانچ ہین یعنی وہ مکان جہان سے مکہ جانیوالے کو بدون احرام جانا درست نہین ہے۔ مدینہ والون کا میقات ذوالحلیفہ ہے اور عراق والونکا

ذات عراق اور شام کے لوگون کا جحفہ۔ اور نجد والون کا قرن۔ اور یمن والون کا یلملم۔ اور ہندوالون کا بھی یلملم ہی ہے اسلیئے کہ ہند کے جہاز یمن ہوکر جاتے ہین۔ پس ان مکانون سے تاخیر احرام حرام ہے لیکن تقدیم درست ہے اور مکہ والے احرام حرم سے کرین اور احرام عمرہ مسجد تنعیم سے اور طریق احرام یہ ہے کہ وضو کرے اور اگر غسل کرے تو مستحب ہے اور سر کا منڈوانا اور مونچھ کتروانا اور ناخن کتروانا اور پاکی لینا بھی ادب ہے اور اگر سر پر بال ہون تو کنگھی کرے پھر تہمد جدید باندھے اور چادر اوڑھے اور اگر تہمد اور چادر پرانی ہو تو دھو ڈالے پھر بدن مین خوشبو لگائے اگر میسر ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر صرف حج کا ارادہ کرنے والا یون کہے اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی اور اس طرح کہے لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اس لبیک سے کوئی لفظ کم کرنا جائز نہین ہے اور اگر کوئی مناسب جملہ زیادہ کرے تو مضائقہ نہین۔ جب یہ جملے ادا کرچکا تو محرم ہوا۔ اب بچنا چاہیئے جماع سے اور عورتون کے نزدیک جماع کی باتون سے اور گناہ سے اور رفقا سے لڑنے جھگڑنے نہین اور شکار خشکی مین نکرے نہ اشارہ کرے نہ بتاوے مگر صید بحر۔ اور خوشبو نہ لگاوے اور ناخن نہ ترشواوے اور منہ اور سر نہ چھپائے اور موے سر و ریش خطمی سے نہ دھوئے اور موے بدن نہ کترے نہ اکھاڑے نہ کتروائے نہ مونڈے اور کرتہ پایجامہ قبا پگڑی موزے رنگین خوشبودار کپڑے نہ پہنے لیکن حمام کرنا اور سایہ عماری و خانہ مین ہونا درست ہے اور ہمیانی دوختہ کمر سے باندھنا جائز ہے اسی طرح ہتھیار باندھنا انگشتری پہننا فصد لینا مرہم پٹی کرنا سرمہ بے خوشبو کا لگانا اور سر و بدن کھجلانا اسطرح کہ بال نہ ٹوٹے جون نہ جھڑے درست ہے۔ اور محرم کو لازم ہے کہ ہمیشہ لبیک کہا کرے جب تک وہ احرام مین ہے۔ اور جب مکہ معظمہ مین داخل ہو تو دن کو باب السلام سے لبیک کہتا ہوا نہایت عاجزی سے مسجد حرام مین جاوے۔ اور سنت ہے کہ غسل کرے اور جب بیت اللہ پر نظر پڑے تین بار اللہ اکبر کہے اور کلمہ توحید پڑھے پھر سیدھا حجر کی طرف جاوے اور

اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے اور نماز کی طرح رفع یدین کرے یعنی دونون ہاتھ بلند کرے اور حجر اسود کو کفِ دست سے مس کرے اور چومے بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو ورنہ دور ہی سے اشارہ سے شرط استلام بجا لائے اور اگر ہجوم کی وجہ سے یہ بھی میسر نہ آئے تو حجر کے روبرو ہوکر اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے اور حمد الہٰی کرے اور درود پڑھے۔ پھر طواف القدوم شروع کرے کہ مسافر کے لئے سنت ہے اس طرح کہ حجر اسود سے اپنے داہنی طرف کو جدھر بیت اللہ کا دروازہ ہے طواف شروع کرے اس طور سے کہ چادر کو بغل راست کے نیچے سے نکال کر بائین مونڈھے پر ڈالے اور بیت اللہ کا طواف مع حطیم کرے سات بار اور اوّل تین طوافون مین اکڑکے دوڑے اور دونون مونڈھے ہلاوے جس طرح غازی صف جنگ مین چلتے ہین اور جب طواف کرتا ہوا حجر اسود کے پاس آوے تو اُسکو مس کرے اور ہاتھون کو چومے اور طواف ختم کرے اور رکن یمانی کا چھونا طواف مین مستحب ہے پھر دوگانہ طواف مقام ابراہیم مین یا میزاب رحمت کے نیچے یا حرم ہی مین ادا کرے یہ نماز امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہین ایک سنت دوسرا فرض لیکن پڑھنا اس دوگانہ کا اس طرح چاہئے کہ کوئی پتھر سامنے امام کی جگہ پر ہو اسی لئے ان دونون مقام کی خصوصیت کی گئی ہے۔

فائدہ۔ حضرت مولٰنا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ بعد طواف خانہ کعبہ کے دو رکعت تحیۃ الطواف عقب سنگ پڑھنا مقرر ہے تاکہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام تا قیام قیامت جاری رہے سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب حدیث مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ٹھیرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس فتح مکہ کے دن تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ یہ مقام ابراہیم ہے اس کی شان مین اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا ہے واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعم۔ اور صحیح مسلم مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف کے گرد تین بار گھومے اور چار بار چلے جب طواف سے فارغ ہوے تو مقام ابراہیم

علیٰ نبینا وعلیہ السلام پر ٹھیرے اور دو رکعت نماز اُسی مقام مین ادا فرمائی اور پڑھا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ۔ اور جملہ کتب صحاح مین وارد وموجود ہے کہ آیتہ کریمہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ بتوافق راے حضرت امیرالمومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نازل ہوئی ہے القصہ حاجی کو چاہئے کہ اِس نماز کے بعد حجراسود کو چومے اور مسجد سے باہر نکلے اور کوہ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کے سامنے ہو کر اللہ اکبر کہے اور کلمہ پڑھے اور درود پڑھے اور جو دل مین ہو اُس کے لئے دعا کرے اور رفع الیدین کرے اور پھر مروہ کو چلے اور راہ مین دو سبز میناروں کے درمیان مین دوڑے جب مروہ پر چڑھے تو جو صفا پر کرچکا ہو وہان بھی کرے اسی طرح سات بار کرے صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے اور مستحب ہے کہ اسکے بعد مسجد الحرام مین جا کر دو رکعت نماز پڑھے پھر مکہ مین جا کر رہے۔ اور احرام باندھکر نفل طواف کیا کرے جتنا اُسکا جی چاہے مسافر کے واسطے نفل نماز سے نفل طواف بیت اللہ کا افضل ہے **فائدہ** فقیر مولف کتاب ہذا کے والد ماجد حضرت مولنا حاجی الحرمین الشریفین سید شاہ محمد سجاد صاحب ابوالعلائی داناپوری قدس اللہ سرہ العزیز نے پانچ حج ادا فرمائے اور جدہ شریفہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور عرفات وغیرہ کی مسافت سب پیادہ پا طے کی حالانکہ چار چار اور پانچ پانچ اونٹ آپ کرایہ کر لیتے اور اونپر ساکین اور معذورین کو بٹھا دیتے اور خود سب کی خدمت کرتے چلتے جب آپ نے رحلت فرمائی تو آپکے بستہ سے ایک بہت بڑی فہرست نکلی جسمین احباب اور برادری کے لوگ اور خدام وکنیز و غلام سب کے نام جن کی طرف سے آپنے طواف کیا تھا تھے مگر تا زندگی کسی پر ظاہر نہ کیا نہ کسی دوست سے اسکا ذکر کیا نہ کسی عزیز واقارب سے۔ خیرات وحسنات وعبادات مین آپ کو اس قدر اخفا تھا۔ مردان حق ایسے ہوتے ہین ایک ہم ہین کہ کرنا کچھ بھی نہین اور کہنا بہت کچھ وما توفیقی الا باللہ۔

فائدہ - مکہ معظمہ کے چودہ نام - کتب احادیث وتفاسیر مین اور خود کلام الٰہی مین بعض اسما موجود ہین یعنی آٹھ نام کلام الٰہی مین ہین اوّل مکہ قال اللہ تعالیٰ شانہ ببطن مکۃ - اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مکہ لغت مین بمعنی زائل کرنا - اور پستان سے دودھ پینا - اور کم ہونا پانی کا واقع ہے

پس مراد یہ ہے کہ برکت اِس شہر کی زائل کردیتی ہے حاجیون کے گناہون کو۔ اور خلق کو اطراف عالم سے اپنی طرف جذب کرتی ہے اور کھینچتی ہے جس طرح بچہ دودھ کو پستان مادر سے کھینچتا ہے۔ یا زمین نے تمام پانی اُس کا اپنی طرف کھینچ لیا ہے اسواسطے کہ مکہ وسط زمین مین واقع ہے اور چشمے اُسکے نیچے سے جاری ہوتے ہین یہی سبب ہے پانی کی قلت کا۔ دوسرا بکہ قال اللہ تعالیٰ شانہٗ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ لغت مین بکہ کے معنی توڑنے والے کے ہین پس یہ شہر سرکشون کی گردن توڑ ڈالتا ہے۔ مشہور ہے کہ مکہ اور بکہ دونون لفظ واحد ہین اور قلب با۔ و میم بسبب قرب مخرج کلمات عرب مین شائع و مطرد ہے جس طرح لازم اور لازب اور آتم و آتب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ فج سے حجر تک مکہ ہے اور بیت اللہ سے بطحا تک بکہ ہے پس اِس قول سے بکہ تمام حرم شریف ٹھیرتا ہے اور مکہ یہی شہر ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ بکہ بالبا ر زمین خانہ اور حوالی مسجد کا نام ہے ماسواے اسکے سب مکہ ہے بالمیم اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مکہ اُسی موضع کا نام ہے جس موضع مین کعبہ واقع ہے اور ایک روایت مین واقع ہے کہ جب قریش نے کعبہ بنایا تو ایک سنگ رخام بنا مین نکلا اُسپر لکھا تھا بکہ بحرف بارموحدہ۔ تیسرا بلد کما قال اللہ تعالے شانہٗ لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ چہارم بلد امین یعنی شہر امان دہندہ یا امان یافتہ کما قال اللہ تعالے شانہٗ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ اِس شہر سے بالاتفاق مفسرین شہر مکہ مراد ہے اسواسطے کہ ہر ایک شہر مین سپاہی اور تاجر اور غنی اور فقیر اور عورت اور مرد اور بادشاہ اور حاکم اور امکنہ متبرکہ اور مشاہد شہدا اور قبور انبیا اور اولیا اور مساجد و معابد اور اقسام نباتات و حیوانات ہوتے ہین لیکن کسی شہر مین خانہ خدا نہین ہے کہ مہبط تجلی دائمی اور کعبہ عبادات خلائق ہو مگر اس شہر کو اس سبب سے جمعیت اتم میسر ہے اور دوسرا شرف اس شہر کو یہ ہے کہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا مقام بعثت ہے اور اسرار محمدیہ کا جامع ہے اور انوار نبوت وولایت اُسمین ساطع اور لامع ہین اور یہ نبوت وولایت جامع ترین نبوات وولایات ہین شہر مکہ شہر مستطیل ہے کہ طول اُسکا عرض سے زائد ہے اور قلعہ کی دیوارون کی طرح اُسے

چارون طرف سے پہاڑ گہیرے ہوئے ہین اور باوجود اسکے تین طرف دیوار شہر پناہ کی بہی ہے چنانچہ دیوار شرقی کو دیوار باب المعلات کہتے ہین اور دیوار غربی کو کسیقدر شمال مقابل مدینہ باسکینہ واقع ہے سور باب الشبکہ کہتے ہین اور جانب یمن کو سور باب الیمن کہتے ہین اور یہ دیوارین سید حسن ابن عجلان شریف مکہ کے حکم سے سنہ ۸۱۶ ہجری مین تعمیر ہوئی ہین اور طول وعرض شہر کا یون ہے باب المعلات سے سور باب یمن تک چار ہزار چار سو بہتر ۴۴۷۲ درعہ ہے اور باب الشبکہ تک بہی اسی قدر یا زیادت دو سو اٹہہ درعہ اور دو پہاڑ اسکو گہیرے ہین بوقبیس اور قعیقعان اور ان دونون پہاڑون کو اخشبین کہتے ہین اخشب شرقی بوقبیس اور اخشب غربی قعیقعان اور یہ شہر داخل ولایت حجاز ہے جو مابین شام وعراق ومصر ویمن کے واقع ہے اور حجاز کے بہت سے شہر ہین منجملہ اون کے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ ہے اور مکہ کا عمل بعض جوانب سے دس کوس تک ہے چنانچہ سرحد یمنی ضنکان واقع ہے اور بعض اطراف سے کم اور اسکے گرد حد حرم ہے واضح ہو کہ حرم کتب مشہورہ فقہ مین مندرج نہین ہے لیکن حواشی کتب فقہ مین ہے کہ حرم مکہ کے گرد کو کہتے ہین جانب مشرق چہ ۶ میل - اور جانب مغرب چوبیس ۲۴ میل اور بعض کے نزدیک تین ۳ میل وہو الصحیح - اور جانب شمال اٹہارہ ۱۸ میل - اور جانب جنوب چونتیس ۳۴ میل حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین دور حرم کا کوسون کے حساب سے سینتیس ۳۷ کوس ہے اور بحساب درعہ یون ہے کہ باب بنی شیبہ سے دو مناروں تک جو کہ جانب عرفات حد حرم پر قایم ہین سی و ہفت ہزار و دو صد و دہ درعہ اور باب معلات سے سی و ہفت ہزار و بست و پنج درعہ اور جانب تنعیم سے کہ حد جانب مدینہ ہے دوازدہ ہزار چار صد و بست درعہ اور جانب یمن دیوار باب الماجن سے بست و دو ہزار ہشت صد و ہفتاد و شش درعہ ہے چار حد دو حرم ہین انتہی **فائدہ** جسطرح حرم مکہ ہے اسیطرح حرم مدینہ ہے اور حرمین کی حرمت مساوی ہے میر سید شریف نے شرح مشکوۃ مین تورپشتی سے روایت کی ہے کہ حرم مدینہ سے تعظیمی مراد ہے نہ حرم احکامی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہ

اصحابہ وسلم نے کہ مدینہ حرام ہے عیر سے ثور تک اور یہ دونون مدینہ باسکینہ کے دو طرف
مین دو پہاڑ ہین انتہی پنجم پانچوان نام مکہ معظمہ کا قریۂ آمنہ ہے کہ اپنے بیچ کے رہنے والون
کو لوٹ مار سے امان مین رکھتا ہے ششم چھٹا نام قریۂ مطمئنہ کہ باشندے اس شہر کے
انتقال و ارتحال سے مطمئن رہتے ہین اور یہ دونون نام اس آیت مین ہین ضرب اللہ
مثلا قریۃ کانت اٰمنۃ مطمئنۃ ہفتم ساتوان نام ام القری ولتنذر ام القرےٰ
ومن حولھا ہشتم آٹھوان نام بلدہ حرام رب ھذہ البلدۃ التی حرمھا
نہم نوان نام صلاح مثل قطام کہ معدول ہے صالحہ سے یعنی بقعہ شائستہ دہم دسوان نام
باسّہ یہ نام اسواسطے ہوا ہے کہ جو کوئی وہان بے ادبی کرتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے -
یازدہم گیارہوان نام حاطمہ یعنی توڑنے والا جبّارونکی گردن کا اور ہلاک کرنے والا
ستمگارون کا دوازدہم بارہوان نام کوثا لیکن بعض کا قول ہے کہ کوثا نام کوفہ کا
ہے سیزدہم تیرہوان نام کوسما یہ تفسیر کبیر مین ہے اور قیاس یہ ہے کہ یہ لغت غیر عربیہ
ہے معنی اسکے معلوم نہین چہاردہم چودہوان نام اُمّ الرّحم ہے معالم التنزیل مین
ہے کہ یہ نام اسواسطے ہے کہ طائفین اور عاکفین پر رحمت نازل ہوتی ہے ؎

کدام بندہ براین آستان نہاد سرے | که لطف خواجہ نہ بر روے او کشاد درے

نکتہ ؎ ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست ؛

عرفاے جلیل القدر فرماتے ہین کہ حضرت خلیلؑ نے ظاہر مین کعبہ بنایا - اور حضرت رب جلیل
نے باطن مین کعبہ بنایا کعبہ خلیل احجار سے ہے - اور کعبہ جلیل اسرار سے ہے کعبہ خلیل
قضاء ناس ہے اور کعبہ رب جلیل محل استیناس ہے - وہ کعبہ قبلۂ المومنان ہے اور یہ
کعبہ نشانہ نظر رحمان ہے - وہ طوافگاہ خلایق ہے اور یہ مطاف الطاف خالق ہے وہ
مقصود خلق ہے یہ منظور حق ہے - وہ قبلہ مکاشفہ ہے یہ تجلۂ مشاہدہ ہے — وہ
بیت الحرام ہے اور یہ بیت الکرام ہے - وہ کعبہ فتنۂ اشرار سے مامون ہے اور یہ کعبہ اندیشۂ

اغیار سے مصون ہے - وہ بنایا گیا ہے وادی غیر ذی زرع مین - اور یہ گلستان و بوستان شرع مین - اوس کعبہ کے ایک طرف دریاے زخار ہے - اس کعبہ کے ہر طرف ہزار در ہزار دریاے اسرار ہے - وہان میقات ہے - یہان تصفیہ اوقات ہے - وہان احرام ہے یہان فیض الہام ہے - وہان تجرید از لباس ہے یہان تفرید از ملاحظہ اجناس ہے - وہان مسجد حرام ہے یہان مشہد کرام ہے وہان کوہ عرفات ہے - یہان نجات و کرامات ہے - وہان مروہ و صفا ہے یہان مروت و وفا ہے وہان قدم خلیل ہے یہان کرم جلیل ہے - وہان سقایۂ حاج ہے یہان ہدایۂ حجاج ہے - وہان چشمۂ زمزم ہے یہان الطاف داد مہر وہان حطیم ہے یہان رحمت رحیم ہے وہان میزاب ہے یہان قرب رب ارباب ہے - وہان حج مبرور ہے یہان سعی مشکور ہے - وہان عاکف و طایف یہان معارف و لطایف - وہان رکوع و سجود ہے یہان شہود و وحدت وجود ہے - وہان رکن یمانی ہے یہان گنج معانی ہے - وہان حجر اسود ہے یہان سر سودا سے سرمد ہے - وہان اعلام مناسک ہے یہان اعلام ملایک ہے - وہان نعرۂ لبیک ہے یہان دلولہ سلام علیک ہے - وہان استلام حجر ہے یہان احترام نظر ہے - وہان کوہ منا ہے یہان نفی من و ما ہے - وہان مزدلفہ ہے یہان سر معرفہ ہے - وہان مسجد خیف ہے یہان نیاز خفیف ہے - وہان افاضت ہے یہان ریاضت ہے - وہان قربانی ہے یہان قرب ربانی ہے - وہان حلق ہے یہان ترک خلق ہے وہان تقصیر در موے یہان نکردن یک سر موے - وہان طواف وداع ہے یہان ذوق سماع ہے ٥

کعبہ ہر چند خانۂ بر اوست	دل من نیز منزل سر اوست

طایفان کعبۂ عشق کو نوید مسرت ہے کہ محراب دل انکا قبلۂ اصل جمال ہے اور مقصد جاودان انکا دونون جہان مین حرم وصال ہے ٥

عرفات عشق یاران سر کوے یار باشد	بطواف کعبہ زین در بزوم کہ عار باشد

چو سرے برآستانش بہ سر صفا نہادی — بصفا و مردہ اید ل دگرت چہ کار باشد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی حضرت سارہ کی وفات اور حضرت ابراہیم کی اولاد و ازواج کا بیان

اس امر پر جملہ اہل علم کو اتفاق ہے کہ حضرت بی بی سارہ کی وفات شام مین ہوئی اور اوسوقت اونکی عمر ایک سو ستائیس ۱۲۷ برس کی تہی یہ بہی کہتے ہین کہ وہ اسوقت جبابرہ کے ایک قریہ واقع سرزمین کنعان مین تہین جب بی بی سارہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت ابراہیمؑ نے اونکے بعد قطورا سے نکاح کرلیا جو کنعانیون مین سے ایک شخص یقطن کی بیٹی تہی اسکے بطن سے بہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہ بیٹے پیدا ہوئے۔ نفشان ۔ زمران ۔ مدین ۔ مدان ۔ نشق ۔ سرح ۔ المختصر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کل اولاد حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰقؑ کو ملاکر آٹھہ ہوئین ان مین سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سب سے بڑے تہے ۔ نفشان کی اولاد اہل بربر ہین اور مدین کی اولاد مین حضرت شعیب کی قوم مدین والے ہین بعض اہل تاریخ کہتے ہین کہ حضرت ابراہیمؑ نے قطورا کے بعد بہی ایک اور عورت سے نکاح کیا تہا جسکا نام حجون تہا یہ عورت ایک شخص اہیر نام کی بیٹی تہی ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات اور اونکے صحیفونکی تعداد جو اون پر نازل ہوئے

روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دور سے اپنے گہر کیطرف آتے ہوئے ایک بوڑہے آدمی کو دیکہا آپ نے فوراً اوسکے واسطے ایک مرکب بہیجا کہ اوسکو سوار کرکے یہان

لائین وہ آیا تو بہت بوڑہا تہا ہاتہہ پاؤن مین رعشہ کہانے کے وقت اوسے کہانا دشوار لقمہ کبہی آنکہون کی طرف چلا جائے کبہی کانون کی طرف پانی پیئے تو کٹورے سے پانی چہلک جائے آپ نے جو اوسکی یہ حالت دیکہی تو آپ کو بہت افسوس اوسکے حال پر ہوا اور خیال کیا کہ اگر چندے اور مین زندہ رہا تو میرا بہی حال ہونا ہے آپ دنیا کے رہنے سے بیزار ہوگئے اور پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور مین التجا کی پروردگار تیرا خلیل ایسی زندگی نہین چاہتا تو اپنے جوار رحمت مین مجہے بلالے ملک الموت کو حکم ہوا کہ ہمارا خلیل دنیا سے بیزار ہے اور ہمارے جوار رحمت مین لینے کی تمنا کرتا ہے جلد اوسے یہان لاؤ ملک الموت پروردگار تعالیٰ شانہ کا سلام لیکر آئے اور آپ کی روح مطہر کو قفس خاکی سے جدا کرکے مقام قرب مین لیگئے اوسوقت عمر آپ کی دوسو برس کی تہی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن **حضرت ابوذر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم پر دس صحیفے نازل کئے تہے وہ کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اون صحیفون مین کیا تہا آپ نے فرمایا کہ وہ سب کے سب امثال تہے یعنی حکیمانہ اقوال۔ جیسے اونمین تہا۔ اے بادشاہ مسلط آزمائش مین پڑے ہوئے مغرور۔ مینے تجہے اِسلئے نہین بہیجا ہے کہ تو دنیا کی چیزین تلے اوپر جمع کرتا جائے بلکہ اسلئے بہیجا ہے کہ مظلوم کی دعا مجہ تک نہ آنے دے۔ کیونکہ جب وہ میرے پاس آتی ہے تو وہ کافر ہی کی کیون نہو اوسے رد نہین کرتا اور اونمین سے ایک نصیحت یہ بہی ہے۔ عاقل کو چاہیئے کہ اپنی بڑی عقل سے مغرور نہوجائے اوسے چاہیئے کہ اپنے اوقات اپنے کامون کے لئے تقسیم کرلے۔ ایک وقت اپنے رب کی مناجات وعبادات مین لگاوے۔ دوسرا وقت اللہ تعالیٰ شانہ کی صنعت کے تفکر مین گزارے۔ ایک وقت مین اپنے نفس کے کامونکا حساب لے۔ اور ایک وقت ایسا رکہے کہ جسمین اپنا کہانا پینا وجہ حلال سے پیدا کرے۔ اور عاقل کو چاہیئے کہ تین باتون کا خیال رکہے ۱ زادراہ آخرت کی تیاری۔ اور ۲ معاش دنیوی کی درستی۔ اور ۳ غیر محرم سے لذت اوٹہانے مین اپنی حفاظت کرے۔ اور یہ بہی اونمین نصایح سے ہے کہ عاقل کو چاہیئے کہ اپنے زمانے کے رنگ ڈہنگ

کو دیکھے اور اپنے کام مین دل لگائے اور اپنی زبان کو مخاطب کرے - اور جو شخص کہ اپنے کلام کو عمل کے ساتھہ حساب لگائے گا وہ صرف اتنا ہی تھوڑا کہے گا جتنا کہ اوسکو ضرور ہے -

اور حضرت ابراہیم ہی ہین جنھون نے سب سے اول ختنہ کیا - اور اونھون نے سب سے پہلے مہمانی کا دستور نکالا اور سب سے اول پایجامے بنائے - حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مین اختلاف ہے ایک سو پچہتر برس کہتے ہین اور اہل کتاب کا قول نقل کرتے ہین جسکی تفصیل یہ ہے کہ تولد آپ کا تین ہزار تین سو تیئیس سنہ ھبوط آدم علیہ السلام مین ہوا اور القا نار کے وقت آپ بینتالیس برس کے تھے اور وقت وفات تین ہزار چار سو اٹھانوے ھبوط آدم سے گزرے تھے پس بلے کم و کاست ایکسو پچہتر برس کی عمر ہوئی اور تاریخ قدس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وقت القاے نار عمر آپ کی چھبیس برس کی تھی تو اس صورت مین آپ کا تولد تین ہزار تین سو انتالیس ھبوطی مین ہوا - اور اسی سن مین ہجرت جانب فلسطین فرمائی - اور تقویم التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت تولد تین ہزار تین سو ترانوے تھے اور فریدون بادشاہی اوسیوقت مین تھا تو اس صورت مین عمر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وقت ہجرت ستر برس کی ٹھیرتی ہے اور کعب احبار کے نزدیک دو سو برس کی ہوئی اور قدس خلیل مین آپ کا مزار ہے اور صاحب اخبار الدول نے لکھا ہے کہ قبر شریف آپکی حبیرون مین ہے -

اور حضرت سارہ کا مزار شریف بھی یہین ہے - اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ آپ کی زندگی ہی مین حضرت اسمعیل قوم جرہم مین اور حضرت اسحاق ارض شام مین اور یعقوب کنعان مین - اور لوط سدوم مین نبی ہو چکے تھے - جامع اعظم مین ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پچیس دن بیمار رہے اور نوین محرم بروز پنجشنبہ وفات پائی - بعض علما کا قول ہے کہ یہ روایت روایات صحیحہ کے خلاف ہے - اس لئے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت داود اور حضرت سلیمان علیہم السلام نے مرگ مفاجات سے وفات پائی ہے واللہ اعلم بالصواب اتفاق علما کا اسپر ہے کہ قبر شریف آپ کی خلیل الرحمن مین ہے جو اراضی مقدسہ سے متعلق ہے -

حالات حضرت لوط علیہ السلام

آپ کا نام لوط اسواسطے مشہور ہوا کہ آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کیطرف نہایت میلان تھا قال الثعلبی انما سمی لوط لانہٗ لاط قلبہ الی ابراہیم وکان ابراہیم یحبہٗ حبًّا شدیدًا ایک مرتبہ اہل روم نے حضرت لوط کو قید کرلیا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جہاد کرکے چھڑایا حضرت لوط حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچازاد بھائی تھے اور بعض کہتے ہین بھتیجے تھے اللہ جل شانہ نے انکو پانچ شہرون کا نبی کیا۔ سدوم حرامیہ عمودا دواما زعرا یہ پانچون شہر نواح اردن ہین کہ متعلقات بلاد شام یا کرمان سے ہے واقع ہین اور ان شہرون مین لاکھہ لاکھہ مرد شمشیرزن رہتے تھے اور بڑے گناہ انکے یہ تھے بت پرستی لواطت قزاقی مساحقہ اور اور بہی حرکات و بدعات اسطرح کی جاری تھی کہ جسکی انتہا نہین مثلاً کبوتر بازی کرنا سیٹی بجانا زفیلنا بٹیر لڑانا پتھرون سے لڑنا گولی کھیلنا شراب پینا مزامیر بجانا مہمان کو گھر مین جگہہ نہ دینا مسافر کو غلہ نہ دینا مزاح فحش بکنا راہ چلتون سے مسخراپن کرنا لوگون کے روبرو برہنہ ہوجانا مسی لگانا ہاتھہ پاون مین مہندی لگانا انکی سب قبائح اٹھارہ لکھے ہین ازانجملہ ڈاڑھی منڈانا الغرض حضرت نے ان لوگون کو بہت سمجھایا کہ ان بیجیائیون سے توبہ کرو تم سے پہلے یہ بیجیائی کسی نے نہین کی تھی مگر کسی نے نہ سنا بلکہ نافرمانی کرنے لگے اور یہ کہتے تھے کہ اگر تم سچے نبی ہو تو ہمپر آفت لے آو حضرت لوط نے بمقتضائے شفقت دوبارہ سمجھایا اور عذاب خدا سے ڈرایا مگر چونکہ وہ بڑے شریر النفس تھے یہی کہتے تھے کہ ہمپر بلا لاؤ ناگزیر حضرت لوط علیہ السلام نے بعجز و انکسار درگاہ حضرت تعالیٰ مین عرض کی اے رب مجکو اور میری اہل کو اس قوم سے اور انکے اعمال سے نجات دے اور میری مدد کر یہ قوم بلا مانگتی ہے چنانچہ بقول حضرت مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارہ فرشتے امردون کی صورت مین کہ اونمین حضرت جبرئیل علیہ السلام بہی تھے بھیجے گئے اول وہ فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور اسحاق علیہ السلام کی تولد کی بشارت دی اور کہا کہ ہم موتفکات پر عذاب کا حکم لیکر جاتے ہین

چونکہ حضرت لوط کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہیجا تہا اس سبب سے آپ نے زبان سفارش
کہولی ارشاد ہوا یَا اِبْرَاهِيمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهُ قَدْ جَاءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ
عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ترجمہ یعنی اے ابراہیم اس خیال کو چہوڑ کیونکہ آچکا حکم
تیرے رب کا اون پر آتا ہے عذاب جو پہیرا نجاوے اہل تفسیر نے بیان کیا ہے کہ جب
فرشتون نے عذاب کا نام لیا تو حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم اوس موضع کے لوگون کو ہلاک کرنے
آئے ہو جسمین سو آدمی مسلمان ہون فرشتے بولے ہرگز نہین تو پہر آپ نے فرمایا کہ اگر نوے
ہون فرشتون نے کہا تو بہی نہین اسی طرح آپ دس دس کم کرتے گئے یہان تک کہ آپ نے کہا
کہ اگر ایک شخص بہی ایماندار ہو تو بہی عذاب نکروگے فرشتون نے کہا کہ ہان تو پہر حضرت ابراہیم
نے فرمایا کہ لوط اور اوسکی بیٹیان وہان موجود ہین اور وہ مومن ہین پہر کسطرح عذاب کروگے فرشتون نے
کہا۔ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ اِلَّا اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا امْرَاَتَهٗ
قَدَّرْنَا اِنَّهَا لَمِنَ الْغَابِرِيْنَ ترجمہ یعنی ہم بہیجے آئے ہین ایک قوم گنہگار پر مگر
لوط کے گہر والے ہم اون سب کو بچالینگے مگر ایک اونکی عورت ہمنے ٹہیرالیا ہے وہ ہے
رہجانے والون مین سے فائدہ اسامی موضع مین اختلاف ہے اخبار الدول مین ہے سدوم [1]
عامر [2] دارا [3] دوما [4] ضبعہ [5] نینوہ [6] بعض کہتے ہین لعبا [1] صفده [2] عمره [3]
دوما [4] سدوم [5] اور کچہہ لوگ یہ کہتے ہین سدوم عموا اروما صفر
واصلویم صاحب اخبار الدول لکہتا ہے کہ ان شہرون کو موتفکات اس لئے کہتے کہ حضرت
جبرئیل نے انکو اوٹہا کر پلٹ دیا ہے فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتِ الْمُؤْتَفِكَاتُ اے المنقلبات
القصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتون سے کہا کہ مین بہی تمہارے ساتہہ چلونگا فرشتون
نے کہا کہ آپکو عذاب کے مشاہدہ کی طاقت نہوگی مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ پر سوار ہو کر
چلے جب آدہ کوس کے قریب چلے تو فرشتون نے روکدیا کہ بس آگے جانے کا حکم نہین ہے
لہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام اونٹ سے اوتر پڑے اور عبادت خدا مین مشغول ہو گئے —

فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رخصت کر کے موتفکات کو چلے اور سدوم مین پہونچے
لوط علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ کچھ اپنی زراعت کا کام کر رہے تھے اور ایک **روایت**
یہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کھیت پر گئے تھے اور فرشتے گہر پر آئے اونکی بیٹیان موجود
تہین انکو مسافر سمجھکر خاطر داری سے ٹھیرایا اور کہا کہ ہمارا باپ آتا ہو گا تم لوگ ٹھیرو ایک ساعت کے
بعد حضرت لوط علیہ السلام گھر مین تشریف لائے فرشتون نے سلام کیا حضرت لوطؑ نے جواب سلام ادا
کر کے فرمایا کہ میری قوم سخت ناپاک بیباک بدفعل شریر ہے تم خوبصورت لوگ کہان آئے آج کا دن
مجھپر سخت ہوا کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الھود وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا
سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا قَالَ يَوْمٌ عَصِيبٌ ترجمہ یعنی جب آئے ہمارے بھیجے
ہوئے لوط کے پاس ناخوش ہوا اونکے آنے سے اور رُک رہی مین اور بولا آج بڑا سخت
روز ہے انتہیٰ یہ ناخوشی اور رُکاوٹ مہمانداری کی وجہ سے نتہی بلکہ اس وجہ سے تہی کہ فرشتے
امردون کی صورت مین آئے تھے اور اونکو اپنی قوم کی عادت معلوم تہی اسلئے خوف ہوا کہ اب
فتنہ برپا ہو گا اور مجھکو اونکے واسطے لڑنا پڑے گا اور یہ اونکو معلوم نہ تہا کہ یہ فرشتے ہین اہل تحقیق
لکھتے ہین کہ پروردگار کا حکم تہا کہ جب تک لوط چار مرتبہ اپنی قوم کی شکایت نکرلین عذاب نکرنا یہ معاملہ
یون واقع ہوا کہ جب لوط علیہ السلام سے کھیت پر ملاقات ہوئی تو حضرت لوط نے کہا کہ تم لوگ
شاید اس قوم کی حرکات سے واقف نہ تھے کہ بے تکلف باینہمہ شکل شمایل داخل شہر ہوئے
فرشتون نے پوچھا کہ یہان کے لوگ کیسے ہین حضرت لوط نے نہایت شرم سے کہا کہ یہان کے
لوگ تمام عالم کے لوگون سے بدوضع ہین جبریل علیہ السلام نے میکائیل علیہ السلام سے کہا کہ ایک بات
ہوگئی اور جب حضرت لوط فرشتون کے ساتھ کھیت پر سے چلے اور شہر کے دروازے پر پہونچے تو
وہی بات پہر فرمائی اور جب شہر مین داخل ہوئے تب بھی وہی فرمایا اور جب اپنے گھر مین آئے
تو بھی وہی شکایت فرمائی فرشتون نے چارون شہادتین سن لین اور خاموش ہو رہے **روایت**
ہے کہ حضرت لوط کی بی بی نے جو اوسی قوم کی تہی شہر کے لوگون کو اطلاع کر دی اور بروایتے خبر

مہمانون کی آمد کی مشہور ہوگئی یا خود شہر مین آتے ہوئے بازاریون نے دیکھ لیا بہر تقدیر شہر کے باشندون نے آپ کے دولتخانہ کو گھیر لیا کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الھود وجاءہ قومہٗ یھرعون الیہ ومن قبل کانوا یعملون السیات ترجمہ یعنی آئی قوم حضرت لوط کی جمع ہوکر اوسکے دروازے پر دوڑتے بے اختیار اور آگے سے کر رہے تھے بد کام جب یورش ہوئی تو حضرت لوط کیواڑ بھیڑ کر ڈیوڑھی سے بولے۔ یا قوم ھٰؤلاء بناتی ھن اطھر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل رشید ترجمہ یعنی اے قوم یہ میری بیٹیان حاضر ہین یہ پاک ہین تکو اونسے سو ڈرو اللہ سے اور نہ رسوا کرو مجھکو میرے مہمانون مین کیا تم مین ایک مرد بھی نہین ہے نیک راہ وہ مردود بولے کہ تم جانتے ہو کہ ہمین تمہاری بیٹیون سے کچھ سروکار نہین ہے اور ہماری عادتین تمکو بخوبی معلوم ہین کیا ہمنے تمہین دنیا جہان کے لوگون کے بلانے سے منع نہین کیا تھا پھر جب اونہون نے حضرت لوط کی نصیحت نہ مانی تو حضرت لوط نے کہا لو ان لی بکم قوۃ او اٰوی الی رکن شدید ترجمہ کاش مجھکو تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا مین کسی زبردست سہارے کا آسرا پکڑتا تو مین اپنے دل کا ارادہ پورا کرتا جب حضرت لوط سے فرشتون نے یہ کلمات سُنے تو وہ بولے ان رکنک لشدید طیعنی تیرا سہارا تو بڑا زبردست ہے اور اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا پیدا نہین کیا کہ قوم کی طرف سے ثروت اور خاندان کی طرف سے اوسے قوت نہ دی ہو۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی تباہی

آپنے اپنے مکان کا دروازہ بند کر لیا تھا اونکی قوم نے آکر دروازہ بجایا تو حضرت لوط علیہ السلام نے کھولدیا پھر وہ لوگ مکان کے اندر گھس آئے حضرت جبریل نے پروردگار سے عذاب کرنے کی اجازت چاہی اور اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اجازت دی پس فوراً جبرئیل علیہ السلام نے اپنے بازو

کھولے اور انکی آنکھین پھوڑدین جس سے وہ اندھے ہو کر ایک دوسرے پر گرتے پڑتے نکلے اور بولے بچو بچو لوط کے گھر مین ایسے جادوگر لوگ ہین کہ دنیا مین کہین نہونگے پھر فرشتون نے حضرت لوط سے کہا اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ترجمہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہین کچھ خوف نکر یہ لوگ تیرا کچھہ نکر سکین گے کچھہ رات رہے اپنے اہل کو لیکر چلا جا اور تو اونکے پیچھے پیچھے چل اور تم مین سے کوئی پیچھے کو ندیکھے اور جہان تمہین حکم ہے چلے جاؤ حضرت لوط نے فرشتون سے کہا کہ انہین ابہی ہلاک کرڈالو فرشتون نے کہا کہ صبح سے قبل ہم ایسا نہین کرسکتے اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ پھر حضرت لوط علیہ السلام کچھہ رات رہے ملک شام کیطرف روانہ ہوگئے جب صبح ہوگئی تو جبرئیل نے اور بعض کہتے ہین کہ میکائیل نے اپنا بازو اونکی پانچون بستیونکی زمین کے نیچے ڈالا اور اونہین اتنا اونچا اُٹھا دیا کہ آسمان والون نے مرغون اور کتون کے بھونکنے کی آوازین سُنین پھر اونہین لوٹ دیا اور اوسکے اوپر کے حصہ کو نیچے کا حصہ کردیا اور اونپر کھرنجے کے پتھر برسائے جن سے وہ لوگ جو بستی کے باہر تھے وہ بہی ہلاک کردیے گئے جب حضرت لوط کی عورت نے گڑ بڑ کی آواز سنی تو بولی ہائے میری قوم اتنے مین اوسکے بہی ایک پتھر آکر لگا اور وہ مرگئی اللہ تعالی نے حضرت لوط اور اونکی اہل کو بچا لیا صرف اونکی عورت نہ بچی اہل تاریخ کہتے ہین کہ اونکے چار لاکھہ آدمی تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اوپر دیکھہ رہے تھے کہ سدوم آج تباہ ہو رہا ہے اور حضرت لوط کے پانچ شہر تھے سدوم صبعہ عمرہ دوما صعوہ اور سدوم ان سب سے بڑا شہر تھا یہ روایت کتاب تاریخ الکامل علامہ ابن الاثیر سے لکھی گئی اور اوپر کی بعض روایتین تفریح الازکیا فی احوال الانبیا سے لکھی گئین

———•※•———

حالات حضرت سیدنا اسمعیل علیہ السلام

نام مبارک حضرت کا عجمی ہے اور دو طرح پر تکلم مین آتا ہے اسمٰعیل و اسمعین یعنی اسکے مطیع اللہ ہین
اور لقب مبارک ایک قول کے موافق اعراق الثریٰ اور وجہ تسمیہ معالم التنزیل مین یون لکھی ہے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد کی دعا مانگی اور کہا اسمع یا ایل یعنی قبول کرے خدا جب حضرت
اسمعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اسمعیل نام رکھا اور عبرانی مین آپ کو شمعیل کہتے ہین
ولادت باسعادت آپکی حدود شام مین حضرت ہاجر قبطیہ کے بطن سے ہوئی اور صغرسن مین
مبتلائے بلائے ہجرت دریغ ہوئی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات مین اوپر
گذرچکا اجداد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم مین سے اول آپ نے
زبان عربی مین تکلم کیا اور آپ ہی نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کعبہ تعمیر کیا
اللہ جل شانہ نے آپکو اہل یمن اور حضرموت پر بعد حضرت ابراہیم اور صحیح قول یہ ہے کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے سامنے ہی نبی مقرر کیا اور اپنے کلام پاک مین آپ کا ذکر کیا وَاذْكُرْ
فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا مجاہد
سے روایت ہے کہ حضرت اسمعیل جب کبھی وعدہ فرماتے تھے تو وفا کرتے تھے۔ اور کلبی سے
روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تک تو نہ آئیگا مین اسی جگہ حاضر رہونگا
اتفاقاً وہ شخص اس بات کو بھول گیا اور آپ اوسی مقام پر حاضر رہے اور درخت کی پتیان کھا کر
سال بھر وہین رہے اتفاق سے اوس شخص کا سال بھر بعد وہان گذر ہوا اور دیکھا تو آپ موجود
تھے اوسکو اپنی خلاف وعدگی کا نہایت افسوس ہوا آپ کا وعظ ہمیشہ اداے نماز اور اداے زکوٰۃ
کے واسطے ہوا کرتا تھا کما قال اللہ تعالےٰ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ
وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ حنفیت آپ پر فرض تھی جسطرح ہم لوگون
پر ہے اور شریعت آپ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت تھی معجزات اہل بادیہ نے کہا کہ

کہ خشک پستان سے دودہ نکال دیجیے حضرت نے ناقہ کے بچے سے کہ دودہ دینے کے لایق نہ تہا دودہ نکالا از انجملہ اہل بادیہ نے کہا کہ درختِ شوکت مین اگر پہل لگین توہم ایمان لائین حضرت نے دعا کی تو اوسمین پہل لگے مدت دعوت پچاس برس ہے اور عمر ایک سو سینتیس ۱۳۷ برس ہے مرقد مبارک بین المیزاب والحجر ہے اخبار الدول مین ہے کہ جب ابن زبیر نے بناے کعبہ کہودی تو ایک تابوت سبز رنگ مرمر کا نکلا ابن زبیر نے اوسکا حال علماے عہد سے پوچہا تو معلوم ہوا کہ یہ قبر شریف ہاجرو اسمعیل کی ہے بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام نے دو نکاح قبیلہ جرہم مین کئے پہلے کو بحکم والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام طلاق دی اور پہر دوسرا نکاح کیا جسکا ذکر اوپر مفصل گذر چکا ہے زوجہ ثانیہ سے بارہ یا گیارہ بیٹے پیدا ہوئے اگرچہ تمام اولاد آپکی قوم مین سردار تہی لیکن قیدار و ثابت بڑے نامور تہے چنانچہ ہمارے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم بنی قیدار مین سے ہین۔

درج الدرین ہے کہ نور محمدی حضرت اسمٰعیل سے قیدار کی پیشانی مین آیا اُن سے عہد نامہ لکھوایا گیا اور اُس کو حضرت اسمٰعیل نے تابوت سکینہ مین رکھکر قیدار کے سپرد کیا پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے وفات پائی اور قیدار نے قوم جرہم مین اوقات بسری اختیار فرمائی اور صفت شجاعت و فن تیر اندازی و شہسواری مین مشہور ہوئی بعد چندے یہ خیال پیدا ہوا کہ حسب و نسب کا کمال اولادِ اسحاق علیہ السلام مین منحصر ہے اسلیئے اُس قوم کی عورتون سے کئی نکاح کیئے مگر اُس نور سراسر سرور نے انتقال نہ کیا آخرکار یہ خواب دیکھا کہ یہ نور حجازی عربیات مین جاری ہوگا تو ناحق تقدیر کے خلاف تدبیرین کرتا ہے تو آپ نے مسماۃ غاضرہ عربیہ سے نکاح کیا کہ وہ نور اُن سے منتقل ہوا بعد ازان قیدار نے چاہا کہ تابوت سکینہ کو کھولون غیب سے آواز آئی کہ تم کو اجازت نہین یہ امانت کنعان مین جاکر یعقوب ابن اسحٰق کے سپرد کرو چنانچہ قیدار نے تابوت سکینہ اپنی پشت پر لادا اور پیادہ پا جانب کنعان متوجہ ہوئے متصل شہر مذکور کے تابوت سے ایک آواز نکلی کہ حضرت یعقوب اُس آواز کو سنکر مع اپنے بیٹون کے تعظیم و استقبال کیلئے روانہ ہوئے اور قیدار سے ملاقی ہوکر تابوت سکینہ لیا اور فرمایا کہ آج رات کو مسماۃ غاضرہ سے ایک بیٹا ہوا ہے اور آفتاب نبوت

محمدی برج حمل سے طالع ہوا جب قیذار گھر آئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت حمل نامی بیٹا انکے گھر مین پیدا ہوا ہے اور نور محمدی اوسکی پیشانی سے چمک رہا ہے پھر جب حمل جوان ہوا تو قیذار اوسکو جبل ابوقبیس پر لے گئے اور بطریق وصیت ء بطرز کتابت ایک اقرار لیکر وفات پائی اور اوسی مقام مین مدفون ہین اور پھر وہ نور مطہر حمل سے نبت مین اور نبت سے ہمیسع مین اور ہمیسع سے اُدَد مین اور اوس سے اُدّ مین اوس سے عدنان مین وہذا ہو الصحیح - اور محمد ابن اسحاق مطلبی نے سیرۃ النبی مین لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ابن اسمعیل کی نسل مین ہین اور صاحب بہجۃ المحافل نے بھی اسکو تصحیح کیا ہے اسپر اکثر محققین کا اعتماد نہین ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حضرت اسمعیل ع کے بارہ بیٹے تھے ۱ ثابت ۲ قیذار ۳ اذبل ۴ میشا ۵ مسمع ۶ دما ۷ ماشی ۸ ازر ۹ قطورا ۱۰ قافس ۱۱ طیما ۱۲ قیدمان اور آپ کو قبیلہ عمالیق اور یمن کے قبایل پر رسول کیا تھا

حالات حضرت اسحٰق علیہ السلام

یہ نام بھی عجمی ہے گو عربی سے بھی موافق ہوا اور زبان عبری مین اسحٰق کے معنی ضاحک کے ہین آپکو اللہ نے نہایت حسین پیدا کیا تھا حضرت اسمعیل ع سے آپ چودہ برس یا تیئیس ۲۳ برس چھوٹے تھے اللہ تعالیٰ شانہ نے انکو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روبرو ہی عہدہ نبوت عنایت فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا یعنی بخشا ہمنے ابراہیم کو اسحٰق و یعقوب اور دونون کو نبی کیا روایت ہے کہ جب عمر حضرت اسحٰق کی چالیس برس کی ہوئی تو حضرت لوط علیہ السلام کی دختر سے نکاح کیا اور صحیح یہ ہے کہ ربقا بنت تنویل سے جب ساٹھ برس کی عمر آپکی تھی نکاح کیا اور اولاد کے دعا مانگی اللہ تعالیٰ شانہ نے آپ کی بی بی کو دو فرزند ایک ہی حمل سے عطا فرمائے ایک یعقوب اور دوسرے عیصو بزیادت واو اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت عیص یعنی عیصو کی ایڑیان پکڑے پیدا ہوئے

لہذا آپ کا نام یعقوب ہوا اور حضرت یعقوب ایام طفولیت مین موصوف برحمت ولینت تھے ایام شباب مین صاحب پیشۂ زراعت ہوئے۔ اور عیصو طفولیت ہی سے موصوف بغلظت وسختی تھے عنفوان شباب مین صاحب صید وشکار ہوئی بی بی ربقا کو اپنے چھوٹے بیٹے سے محبت زیادہ تھی اُن کی سفارش سے حضرت اسحق علیہ السلام نے حضرت یعقوبؑ کے واسطے دعا فرمائی پیغمبری ہوئے اور بشارت بھی انہین کے واسطے تھی اور عیصو کے واسطے ملک وسلطنت کی دعا کی اور کثرتِ نسل اور بقاے ذریت کی۔ حضرت مجیب الدعوات نے قبول فرمائی چنانچہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد مین نبوت آئی اور عیصو کی اولاد مین سلطنت۔ چنانچہ عیصو تمام روم کے باپ کہلاتے ہین۔ بنی الاصفر انہین کی اولاد ہین اکثر بادشاہ انہین کی اولاد ہین اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ذریت اُن کے بعد کے انبیا چنانچہ حضرات نوح و ہود و صالح و لوط و ایوب و شعیب و اسمٰعیل و حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہین اخبار الدول مین ہے کہ حضرت اسحق کو بھی ذبیح اللہ کہتے ہین اور مذبح اُن کا بیت ایلیا ہے ؞

روایت علامہ ابن الاثیر الجزری لکھتے ہین پھر عیص نے اپنے چچا کی دختر یعنی حضرت اسمٰعیل کی بیٹی سے نکاح کیا اُس سے روم بن عیص پیدا ہوا جس کی اولاد مین تمام بنی الاصفر ہین یعنی بادشاہانِ روم یا روم والے جنہین یونان والے کہنا چاہیئے اور بعض لوگون کا یہ بھی خیال ہے کہ اشبان بھی اسی کی اولاد ہین حضرت یعقوب ابن اسحٰق نے جن کا لقب اسرائیل ہے اور یہ لقب ایک فرشتہ کا رکھا ہوا ہے اور معنی اسرا مقبول کے ہین اور ئیل خدا کا نام ہے یعنی مقبول خدا۔ اپنے ماموں لبان بن تبویل کی بیٹی لیّا سے نکاح کیا تھا اُس کے بطن سے روبیل جو حضرت یعقوب کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور شمعون۔ اور لاوی یہودا۔ زبالون یشجر جسے بعض یشحر بھی کہتے ہین پیدا ہوئے۔ پھر جب لیّا بی بی کا انتقال ہوگیا تو حضرت یعقوبؑ نے اُس کی بہن راحیل سے نکاح کرلیا اس کے بطن سے حضرت یوسف اور بنیامین جسے عربی شداد کہتے ہین پیدا ہوئے اور سواے ان کے دو کنیزون سے چار بیٹے ہوے جن کے

نام یہ ہین دان نفتالی جاد اشر یہ سب بارہ بیٹے ہوے باپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ شانہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو نبی کیا اور حضرت عیص کو دولت مند اور بادشاہ کیا۔

محمد اکبر ابو العلائی داناپوری جامع تاریخ ہذا عرض کرتا ہے کہ اکثر روایتین مسلمانون کی کتاب مین یہود کے ہفوات سے نقل کردی گئی ہین اور وہ سراسر درایت کے خلاف ہین وہ قلم انداز کی گئین مثلاً عیص و یعقوب کے پیدا ہونے کا مناظرہ یا حضرت اسحٰق علیہ السلام سے فریب دیکر دعاے نبوت کا حاصل کرنا یہ باتین عام دنیاداروں سے زیبا نہین تو نبی سے کیونکر وقوع مین آسکتی ہین مگر یہ ثابت ہے کہ حضرت عیص و یعقوب علیہ السلام مین باخود رنجش تھی جس سبب سے انہون نے اپنے مامون کے گھر کی سکونت اختیار کی تھی اور وہین کتخدا بھی ہوئے بعض اہل کتاب یہ کہتے ہین کہ حضرت یعقوبؑ نے ایک ہی وقت دو مامون زاد بہنون سے نکاح کیا اور پہلے یہ جائز تھا جیسا کہ قرآن پاک مین ہے لَا تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۔ اور اہل تاریخ کہتے ہین ایک بہن کے مرنے کے بعد دوسری بہن سے نکاح کیا واللہ اعلم بالصواب پھر حضرت یعقوب اپنی بی بی راحیل کے انتقال کے بعد بیت المقدس لوٹ آئے اُن کے مامون نے چلتے وقت ایک گلہ بکریون کا دیا حضرت یعقوب نے گلہ بان سے کہدیا کہ اگر کوئی تم سے آکر پوچھے کہ تم کون ہو تو کہہ دینا کہ ہم یعقوب کے آدمی ہین جو عیص کا غلام ہے راستہ مین حضرت عیص ملے اور گلہ بان سے پوچھا کہ تم کون ہو اُن لوگون نے وہی جملہ حضرت یعقوب کا تعلیم کیا ہوا کہدیا اُس کو سنکر جتنا غصہ حضرت عیص کا تھا ٹھنڈا ہو گیا ؎

فروتنی است دلیل رسیدگانِ کمال	کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود	

حضرت عیص آتش سوزندہ تھے اور حضرت یعقوب آب خنک۔ پانی نے آگ کو بجھا دیا۔ وہ بادشاہت کی آن بان تھی اور یہ نبوت کی شان ؎

	از بہاران کے شود سرسبز سنگ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ	

حالات حضرت ایوب علیہ السلام

علامۂ ابن الاثیر نے حضرت اسحٰقؑ و یعقوبؑ کے بعد آپ ہی کا ذکر لکھا ہے۔ اور صاحب تفریح الاذکیا نے حضرت یعقوبؑ کے بعد حضرت یوسفؑ کا ذکر کیا ہے مین نے چونکہ علامۂ موصوف کی تصنیف سے بہت زیادہ خوشہ چینی کی ہے لہذا اُسی ترتیب کو پیش نظر رکھا حضرت ایوب علیہ السلام رومیون مین سے تھے جو عیص کی اولاد ہین اور نام اُن کا تھا ایوب ابن موص بن رازح بن عیص بن اسحٰق بن ابراہیم اور بعض کہتے ہین کہ ایوب ابن موص بن روعیل بن عیص اور اُن کی بی بی لیّا یعقوب ابن اسحٰق کی دختر تھین جن کی نسبت اُنھین حکم ہوا تھا کہ گھانس کے مٹھے سے اُنھین مار لین۔ اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اُن کی بی بی کا نام رحمت بنت افرائیم بن یوسف تھا اور حضرت ایوب کی والدہ لوط علیہ السلام کی اولاد مین سے تھین اور اُن کا دین توحید اور اصلاح بین الناس تھا اور جب خدا سے اُنھین کچھ حاجت ہوتی تو سجدہ کر کے مانگا کرتے تھے۔ اور اُن کا قصۂ مصیبت اور داستانِ شکرِ نعمت مورخین راست گفتار نے یون بیان کیا ہے فی الحقیقت مالک کا شکر نعمت عجب لازوال دولت ہے جس صوفی مین اِس صفت کی کمی ہے اُس کے حقائق و معارف بھی ناقص ہین بندۂ شاکر عجب بندہ ہے دیکھو اور پڑھو اور سمجھو اور عمل کرو اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَّ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ جس نے مالک کا شکر نہین کیا اُس نے مالک کو نہین پہچانا اور اُس کی نعمتون کی لذت نہین اُٹھائی۔ بندہ وہی ہے جو شکر گزار ہے اے میرے عزیزو اِس جملے سے میری تمام اولاد قلبی و صلبی اور میرے احبا مراد ہین اے عزیزو اگر اللہ کا بندہ بننا چاہتے ہو تو مالک کا شکر کرو اور اُس کی نعمتون کو پہچانو اور پھر اُن نعمتون کا مزا اُٹھاؤ محسن مدظلہٗ

تو باز ساعدِ شاہی بہ استخوان مںنگر	ہمائے ہمت خود را بلند دہ پرواز

تمھارا باپ محمد اکبر اگر اپنے اب و جد کی روش پر نہین ہے تو تم اُس کی طرف خیال نہ کرو

سمجھ لو کہ اچھے خاندان مین کوئی بُرا بھی نکل آتا ہے تم اپنے جد کی تواضع اور اخلاق اور حقائق ومعارف کی طرف نظر کرو اُن کے اخلاق اختیار کرو اُن کا مجاہدہ برتو اُن کا حلم وانکسار سیکھو اُن کی نماز گزاری اور تقوے پر نظر کرو۔ اللہ تعالے تمھین عمر دراز عطا کرے تم کو اُن کی جگہ پر بیٹھنا ہے دادا کی جگہ پر وہی پوتا بیٹھتا ہوا اچھا معلوم ہوتا ہے جس مین دادا کے اخلاق بھی ہون۔ نیستان کی شوکت تو شیرون ہی سے ہوتی ہے ہزارون شغال اگر نیستان مین روز وشب چلایا کرین تو کیا ہوتا ہے اور جہان ایک شیر کبھی نیستان مین آکر ڈکارا وہ تمام نیستان گونج اُٹھا اور تمام جوانب مین پکار پڑگئی کہ اس جنگل مین کوئی بہت بڑا شیر آیا ہوا ہے۔ تمھارے دادا بے شک وشبہ اپنے وقت کے شیر تھے اور جو اکابر اُن کے وقت کے اُن کے ملنے والے تھے اُنہین اِس بات کا اقرار تھا کہ یہ بزرگ اِس وقت انتخاب روزگار سے ہین۔ پھر مین کہتا ہون کہ میری نالائقی پر نظر نہ کرو اپنے دادا کے حالات پر خیال کرو وما توفیقی الا باللہ اپنے پیر بھائیون کو یہ نہ سمجھنا کہ یہ میرے باپ کے مرید ہین لہذا مجھے ان پر سبقت اور فضل ہے مین خیال کرتا ہون کہ اُن مین بہت سے ایسے شخص ہین کہ وہ تم سے اثر ونسبت مین بہت اچھے ہین اگر تمھین اُن پر فی الجملہ کچھ فضل ہے تو علم رسمی کا۔ مولانائے روم فرماتے ہین ؎

علمِ رسمی سر بسر قیل است وقال	نے ازو کیفیتے حاصل نہ حال

علم قیل وقال کی بھی سالک کو بے شک ضرورت ہے مگر وہ قیل وقال جو اللہ اور اُس کے رسول کے واسطے ہو مثلاً قال اللہ تعالے شانہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نہ یہ قیل وقال ہو جو بالفعل مساجد اور درس گاہون مین ہے کہ امام اعظم کو آتا کیا تھا صرف اُن کو سات حدیثین پہنچین تھین معاذ اللہ منہا وقس علی ہذا الغرض حضرت ایوب علیہ السلام کے شکر گزار بندے ہونے پر ابلیس علیہ اللعن کو بڑا حسد ہوا خصوصاً جب اُس کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جس وقت اللہ تعالے شانہ حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر کرتا ہے تو فرشتے اُن پر درود بھیجا کرتے ہین اُسی دن سے اُس کو خیال ہوا کہ ان کو کسی طرح ان کے مقام سے گرانا چاہئے

لیکن جس کا اللہ تعالےٰ نگہبان ہوتا ہے اُس پر کس کو غلبہ ہوسکتا ہے ایک شیطان تو کیا اگر ایسے ایسے دس لاکھ شیطان بھی ہوتے تو اُن کو حضرت پر غلبہ نہ ہوتا اِس لئے کہ خداوندِ عالم اُن کا محافظ تھا لیکن اِس ناشکرے نے حضرت باری تعالےٰ شانہ کے حضور مین التجا کی کہ مجھے ایوب پر مسلط کر کہ مین اُن کے دین کی آزمائش کرون لہذا اللہ تعالےٰ شانہ نے اُس کو حضرت ایوب علیہ السلام کے مال پر مسلط کیا۔ ابلیس نے اپنے عفریتون مین سے بڑے بڑے ارکان کو جمع کیا اور اُن سے اس امر مین مدد چاہی۔ حضرت **ایوب علیہ السلام** کا حلیہ اہلِ تاریخ نے یون لکھا ہے حلیہ طویل القامت عظیم الراس مجعد الشعر حسن العینین قصیر العنق غلیظ الساقین والساعدین ومکتوب علی الجبہتہ الشریفۃ المبتلی الصابر۔ اور زوجہ بھی آپ کی اپنے جد حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حُسن ظاہر و باطن سے آراستہ تھین اُنہین سے حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد ہوئی نہایت صالح و پرہیزگار مستثنا سے روزگار اللہ تعالےٰ نے آپ کو اہلِ بثنیہ کا جو کہ متعلقات جولان سے ہے اور حوالی دمشق و جابیہ مین واقع ہے نبی کیا تھا۔ اور علامۂ ابن الاثیر لکھتے ہین کہ بثنیہ اور اُس کے علاقہ کے مالک تھے جو اعمال دمشق سے ہے جہان حضرت یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور آپ کی ہزار بکریان تھین اور اُن کے چرواہے تھے پانچ سو ہل چلتے تھے اور ہر ہل پر ایک غلام تھا اور ہر غلام کے پاس بی بی بچے اور مال و اسباب تھا اور گدھے ہل چلانے کے لئے تھے۔ اور صاحب تفریح الاذکیا لکھتے ہین۔

روایت۔ وہب ابن منبہ سے معالم مین روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے ایوب علیہ السلام کو بکریان اور گائین اور اونٹ سات سات ہزار عنایت کئے تھے اور زر و زیور نقد و جنس فراوانی کے ساتھ بخشا تھا اور حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے ایسا وسیع اخلاق عنایت فرمایا تھا کہ تنورِ مہمانی ہمیشہ گرم رہتا تھا کہ ہر یتیم و مسکین خوانِ نعمت سے لقمہ ہائے فیض حاصل کرتا تھا با اینہمہ شب و روز عبادت کیا کرتے اور شکرِ منعم مین مصروف رہتے اور دنیا کا کام بہت کم کرتے عقبیٰ کی درستی مین سرگرم تھے۔ تین شخص حضرت کے یارون مین بڑے بوڑھے تھے

البقرمنی - ویلدو - وصافر - **الغرض** ابلیس نے اپنے ایک رکن کو روانہ کیا اُس نے اپنا
کام کیا ابلیس آپ کے خادم کی صورت مین آیا آپ اُس وقت نماز مین مشغول تھے اُس نے آکر
کہا کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے تمہارے سب اونٹ اور اُن کے چرواہے مار ڈالے صرف مین باقی
رہا ہون آپ نے فرمایا الحمد للہ حین اعطانی وحین نزع منی ابلیس بولا کہ اللہ نے
آگ آسمان سے بھیجی تھی اُس نے جلا دیا اِس بات سے اکثر حضار مجلس متعجب ہوئے اور
بعضے عبادت پر طعنہ زنی کرنے لگے اور بعض خدا کو اور بعض حضرت ایوب کو بُرا کہنے لگے اور
بعض بولے کہ جس کی عبادت کرتا تھا وہ ناراض ہوگیا ہے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ خوب جانتے
ہو کہ اللہ نے مجھے تنہا پیدا کیا تھا اور تنہا عالم سے اُٹھاویگا یہان جو کچھ میرے پاس ہے عاریت
و امانت ہے پھر امانت کے دینے مین کیا شکایت ہے بلکہ کمال شکر ہے کہ امانت مین خیانت
نہین ہوئی اے شتربان اگر تجھ مین کچھ سعادت ہوتی تو لباس شہادت تو بھی پہنتا مگر افسوس
کہ تو بے نصیب ہے اس بات سے شیطان نہایت ذلیل ہوکر پھرا اور اپنے لشکریون سے بولا
کہ اب کسی کو طاقت ہے ایک دیو بولا کہ اگر مین آواز کرون تو ذی روح کی روح نکل پڑے ابلیس نے کہا
کہ ایوب کی بکریان چرتی ہین اُن پر آواز دے اُس نے بکریوں کے گلے مین کھڑے ہو کر ایک
آواز دی سب بکریان مرگئین اور چرواہے بھی بیجان ہوگئے ابلیس حضرت ایوب علیہ السلام کے
پاس آیا آپ اُسی طرح عبادت مین مشغول تھے اُس نے تقریر پارینہ پیش کی اور وہی جواب پایا
جیسے اوّل پایا تھا بہت شرمندہ ہوا اور نہایت پژمردہ پھرا اور اپنے ارکان کے پاس آیا اور
کہنے لگا کہ اب بھی کسی کو زور و طاقت ہے ایک عفریت بولا کہ مجھ مین یہ طاقت ہے کہ جس کے
بدن مین ہوا ہوکر لگ جاؤن وہ جل کر خاک ہوجائے ابلیس بولا کہ ایوب کے کھیت اور
مزارعین کو جلا دے کہ اُس کا اطمینانِ قلب باقی نہ رہے چنانچہ اُس مردود نے سب کھیت وغیرہ
جلا دئے یہان تک کہ کھیتون کا کوئی نشان باقی نہ رہا پھر ابلیس ایک نوکر کی صورت بن کر
آیا اُسی طرح حضرت کو عبادتِ خدا مین مشغول پایا اُس نے صورتِ معاملہ عرض کی اور وہی

جواب پایا شرمندہ ہوا اور آسمان پر گیا اور حضور باری تعالے لے شانہ مین عرض کی کہ پرور دگار
اُس کی اولاد باقی ہے اس وجہ سے اُس کو اطمینان حاصل ہے اگر مجھ کو اُس کی اولاد پر
تسلط تمام حاصل ہو تو امتحان کرون کیونکہ یہ مصیبت ایسی ہے کہ جسے انسان اُٹھا نہین سکتا
حکم ہوا کہ تو اولاد پر مسلط کیا گیا چنانچہ وہ کمبخت زمین پر آیا اور دیکھا کہ دس اولادین ہین یعنی سات
بیٹے تین بیٹیان بقول وہب ابن مُنبّہ۔ اور بقول صحیح تیرہ یعنی سات بیٹے تھے بقول عباس
وابن یسار اور چھ بیٹیان سوائے اُن کے لونڈیان وغیرہ اکثر آدمی ایک حویلی مین اپنے کام مین
مصروف تھے اُس نے اُس حویلی کو ہلا دیا اور بیخ و بن سے ہلا کر گرا دیا اُس پر یہ ظلم کیا کہ لڑکون
کی ہڈیان چور کر ڈالین مگر ایک بی بی حضرت کی باقی رہین وہ بھی غم والم سے بیجان تھین۔
اس کے بعد ابلیس ایک مرد معلم حکمت کی صورت مین آیا اور تمام حال واقعہ عرض کیا جب آپ نے
لڑکون کے مرنے کا حال سنا تو بمقتضائے بشریت آپ کو کچھ رقت ہو لی وہ مردود اتنی بے صبری
کو بھی غنیمت سمجھا اور جانب آسمان روانہ ہوا تا کہ فریاد و فزع کی کیفیت حضرت حق مین التماس
کرے مگر حضرت نے فی الفور توبہ کی اور فرشتون نے اس مردود کے پہنچنے سے پہلے آپ کی توبہ
اور ندامت حضور لا اُبَالِی مین پہنچا ئی ناگزیر وہ مردود طاغی پشیمان ہوا اور کچھ بھی کہہ نہ سکا
عرض کیا یا الٰہی ایوب کا دل ہلاکت مال واسباب و اولاد سے بھی نہ ٹوٹا اُس کو تیری عنایت و
کرم پر تکیہ ہے وہ جانتا ہے کہ پھر مال تیری عنایت سے مل سکتا ہے اب یہ درخواست کی کہ مجھ کو
ایوب کے جسم پر تسلط ہو حکم ہوا کہ سوائے زبان و دل کے تمام جسم پر تسلط اپنا ظاہر کر سُبْحَانَ
اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ جسم کو صابرون کے حق مین عبرت گردانا اور زبان و دل کو اپنے ذکر اور یاد
کے اور نزول رحمت کے لئے محفوظ رکھا پھر ابلیس زمین پر آیا اور حضرت کو سجدہ صلوٰۃ مین
پایا وہ مردود کمال سرعت سے زمین مین گھس گیا اور اپنی زہریلی سانس آپ کے منخرین یعنی
بینی شریف کے دونون پرون مین پھونک دی کہ تمام بدن مبارک سیاہ ہو گیا اور از سر تا قدم
چھالے پڑ گئے اور خارش کی شدت سے تمام بدن کی کھال گر گئی اور تمام بدن مین کیڑے پڑ گئے

اور ایسا تعفن یعنی بدبو غالب ہوئی کہ مردم شہر نے شہر سے نکال دیا کوئی دوست آشنا نہ رہا
صرف بی بی رحمت کہ حضرت یوسف کی پوتی اور آپ کی زوجہ تھین آپ کی خدمت مین سرگرم
تھین اور وہ جو آپ کے دوست تھے الیفن و یلدد و صافر وہ بھی ملامت کرتے تھے اگرچہ
ایمان اپنا تینون نے ضائع نہین کیا لیکن حضرت کو عاصی سمجھ کر توبہ وندامت کی تعلیم کرتے
تھے اور حضرت اُن کو نصایح فرماتے تھے جیسا کہ معالم التنزیل مین مذکور ہے اور اخبار الدول مین
ہے کہ اس شدت مرض مین بھی آپ کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو عارضہ کی شدت مین تکلیف ہوتی
تو آپ فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا رِضَاكَ فَشَدِّدْہُ وَاِنْ کَانَ مِنْ سَخَطِكَ
فَاغْفِرْہَا۔ ترجمہ یعنی اے اللہ اگر یہی تیری مرضی ہے کہ مین عارضہ کی شدت مین مبتلا رہون
تو اور زیادہ کر میری تکلیف کو میرے عارضہ کو اور اگر یہ میرے کسی گناہ کے سبب سے ہے تو
بخشدے حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سات برس
سات ماہ مزبلہ بنی اسرائیل پر پڑے رہے اور کوئی شخص سوائے آپ کی زوجہ شریفہ مسماۃ
بی بی رحمت کے نزدیک نہ آیا وہ غریبہ حضرت کی شائستہ خدمت بھی کرتی تھین اور دریوزہ گری
سے اوقات بھی اپنی بسر کرتی تھین اور حضرت ایوب شکر خدا کرتے تھے اور کسی وقت ذکرِ حق
اور عبادتِ معبود برحق سے غافل نہ رہتے تھے اور جزع فزع کا تو کیا ذکر۔
روایت ہے کہ آدھی رات کو آسمان اوّل سے ندا ہوتی تھی کہ اے ایوب تیرا مزاج کیسا
ہے وہ وقت حضرت ایوب علیہ السلام کے ذوق وشوق کا ہوتا تھا کسی نے کہا کہ اے ایوب
تم اللہ کے نبی ہو اپنی صحت کے لئے دعا کیون نہین کرتے آپ نے فرمایا کہ روزانہ نصف شب کو
میرا پروردگار میری مزاج پرسی کرتا ہے اگر مین اچھا ہوگیا تو پھر میرا مالک میری مزاج پرسی کیون
کریگا۔ دوسری روایت ہے کہ جب آپ کے بعض دوستون نے آپ سے کہا کہ آپ اپنی
صحت کے واسطے اللہ سے دعا کیجئے اللہ تعالےٰ آپ کی دعا کو قبول فرمائیگا آپ نے فرمایا کہ
مین نے جو حساب کیا تو میری صحت کا زمانہ میری بیماری کے زمانہ سے بہت زیادہ ہے اگر یہ

زمانے برابر بھی ہو جاتے تو کسی قدر حق دعا کرنے کا پیدا ہو جاتا اور ابھی تو شرم آتی ہے۔
الغرض جب ابلیس نے یہ ثابت قدمی جو آپ کی دیکھی تو بہت مضطرب ہوا اور اپنی ذریات سے کہنے لگا کہ یہ عجب خدا کا بندہ ہے کہ کسی حالت مین بے صبر نہین ہوتا اور ہر مصیبت مین صابر و شاکر ہے اور کبھی اپنی عبادت اور اپنے معبود سے غافل نہین ہوتا۔ اب تم میری مدد کرو اُس کے شاگردون نے کہا کہ تیرا وہ مکر و فریب اب کہان ہے جس سے بڑے بڑے عابد و زاہد ہلاک ہوئے اُس مردود نے جواب دیا کہ اِس کے سامنے کوئی داؤن نہین چلتا۔ ایک شاگرد بولا کہ وہ مکر کہان گیا جو آدم کے خروج کا سبب واقع ہوا تھا ابلیس نے کہا کہ اُن کی بی بی کی سازش مین کام چلا تھا اُس شاگرد نے کہا کہ ان کی بھی تو بی بی موجود ہے یہ سُن کر وہ مردود بہت خوش ہوا اور اُس عفیفہ کی خدمت مین آیا وہ ستم رسیدہ صابرہ دریوزہ گری کو اُٹھی تھی ابلیس نے کہا کہ تمہارا شوہر کہان ہے فرمایا کہ یہ ہے اور مرض کی کیفیت بیان کی وہ کم بخت اس کلام کو بے صبری پر حمل کر کے جزع سمجھا اور وسوسہ پر مستعد ہوا اور کہا کہ یہ بیماری رفع نہ ہو گی ہم کو ایوب کی خوبصورتی اور جوانی پر نہایت افسوس ہے اور مال و اسباب کے فنا ہو جانے پر بڑا رنج ہے اس کلام پر وہ بیچاری رونے لگی اب اِس کم بخت کو امید پڑی تو یہ مردود فوراً ایک بچہ گوسفند کا پکڑ لایا اور کہا کہ اگر ایوب اس کو میرے نام پر ذبح کرے تو فی الفور صحت ہو جائیگی اُس بلا کشیدہ نے بامید صحت اُس کو لے لیا اور حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ اب تو بہت بیجان ہے اِس گوسفند کو ذبح کرو تو صحت ہو جائے آپ نے فرمایا کہ شاید تیرے پاس شیطان آیا تھا وہی تجھے بہکا گیا ہے افسوس اتنی مدت بلا پر صبر نہ کر سکی اوّل بیس برس مال و اولاد کے نہ ہونے پر صبر کرتی رہی قسم خدا کی اگر مجھے صحت ہوئی تو سو تازیانے مارون گا کہ تو نے مجھے ذبح لغیر اللہ کا حکم کیا اب تو میرے پاس نہ آیا کر اور اب مین تیرے ہاتھ کی چیز نہ کھاؤنگا ناگزیر یہ چلی آئین حضرت ایوب تنہا رہے تب سجدہ کر کے دعا کی رَبِّ اَنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ یعنی اے پروردگار میرے مجھ کو لگ گیا ہے ضرر اور

تو مہربان ہے۔ ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی اپنے پیر کی ایڑی زمین پر مار حضرت ایوب نے ایک پاؤن زمین پر مارا تو ایک چشمۂ آب جاری ہوا حکم ہوا کہ اس مین غسل کر نا تھا کہ تندرست ہوگئے گویا بیمار ہی نہ تھے پھر چالیس قدم چلے حکم ہوا کہ دوسرا پاؤن زمین پر مار بس دوسرا چشمہ جاری ہوا اُس کا پانی پیا تمام بیماری پیٹ مین کی نکل گئی قال اللہ تعالےٰ شانہ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ترجمہ زمین مین اپنا پاؤن مار یہان نہانے اور پینے کے لئے ٹھنڈا پانی ہے اخبار الدول مین ہے کہ جمعہ کے دن صبح کو اللہ کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام نے پیغام دیا کہ تم کو شفا عطا ہوئی اور مال و اسباب جو فنا ہوگیا تھا عنایت ہوا حدیث مین ہے کہ غسل کے بعد دو جامے جنت سے آئے ایک کو ازار اور دوسرے کو چادر کیا اور پہن کر کھڑے ہوئے تو تمام مال و اسباب و اولاد دو چند نظر پڑے اور ایک مکان نہایت مکلف و آراستہ نشست و برخاست کو طیار ملا۔ اخبار الدول مین ہے کہ وہ چشمہ اب تک جاری ہے اور اُس کا اثر بھی باقی ہے۔

بی بی صاحبہ آپ کے حکم کے موافق چلی تو گئی تھین مگر دل نہ مانا اُٹھین کہ دیکھ تو آؤن اُنھین تنہا کیونکر چھوڑون کوئی اُن کے پاس آنے جانے والا نہین ہے اُن کو کھانا کون کھلائے گا کہین ایسا نہ ہو کہ کوئی درندہ اُن کو ایذا پہنچائے جب وہ یہان آئین تو اُنھین اپنی بیماری کی حالت مین نہ دیکھا تو تعجب کیا اور کہا کہ اے بندۂ خدا تو نے اُس شخص کو دیکھا ہے جو یہان بیمار پڑا تھا حضرت ایوب نے کہا کہ کیا تو اُسے پہچانتی ہے اگر تو اُسے دیکھے تو پہچان لے گی کہا ہان حضرت ایوب نے کہا کہ وہ تو مین ہی ہون یہ سنتے ہی اُنھین پہچان لیا۔

علما فرماتے ہین کہ مَسَّنِيَ الضُّرُّ آپ نے اُس وقت کہا تھا کہ جب کیڑے زبان اور دل تک پہنچے تھے آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہین مین ذکر و یاد خدائے بے نیاز سے باز رہون ؎

مردانِ خدا خدا نہ باشند
لیکن ز خدا جدا نہ باشند

مردانِ خدا کا دل اور زبان ایسی ہوتی ہے کہ جس کی حفاظت وہ پاک پروردگار خود فرماتا ہے

روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس فرشتہ کو بھیجا اُس نے آکر کہا کہ چونکہ آپ نے بلا اور مصیبت پر صبر کیا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ شانہ نے تحفہ سلام آپ کو بھیجا ہے یہاں سے نکل کر آپ اپنے خرمن پر جایئے حضرت ایوب علیہ السلام نکلے اور خرمن پر گئے اللہ تعالےٰ شانہ نے ایک ابر بھیجا جس سے طلائی ٹیڑیان اُن پر برسین یہ ٹیڑیان گو طلائی تھین مگر چلتی تھین حضرت ایوب بھی اُن کے پیچھے پیچھے چلتے اور اُنھین گھیر گھیر کر خرمن مین لاتے تھے۔ فرشتے نے یہ دیکھ کر کہا کہ کیا خرمن کے اندر کی ٹیریون پر آپ کو قناعت نہین ہوتی جو باہر کی ٹیریون کو آپ گھیرتے پھرتے ہین آپ نے فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کی عنایت ہے جہان تک زیادہ ہو میرے واسطے خیر و برکت کا سبب ہے پھر حضرت ایوبؑ اس بلا کے دور ہونے کے بعد ستّر برس دنیا مین زندہ رہے اور جب اچھے ہوگئے تو اللہ تعالےٰ شانہ نے حکم دیا کہ ایک کھجور کی ڈالی توڑو جس مین سو شاخین پتون کی ہون اور اُس سے تم اپنی بی بی کو ایک مار دو تمھاری قسم پوری ہو جائیگی چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور اپنی قسم اُتار دی اور یہ جو حضرت ایوبؑ نے کہا مَسَّنِیَ الضُّرُّ یہ دعا ہے شکایت نہین ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالےٰ شانہ کا قول ہے فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ یعنی ہم نے اُسے قبول کر لیا۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ جَارٍ عَيْنُهٗ تَرَانِیْ اِنْ رَاٰیٔ حَسَنَةً سَتَرَهَا وَاِنْ رَاٰیٔ سَيِّئَةً ذَكَرَهَا یعنی اے اللہ تعالےٰ مجھے اُس ہمسایہ سے بچا جس کی آنکھ مجھ کو دیکھے اور وہ ایسا ہو کہ جب میری بھلائی دیکھے تو اُسے چھپا دے اور جب میری برائی دیکھے تو اُسے کہتا پھرے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے تین رفیقون کا آپ کو ملامت کرنا اور ایک لڑکے کا اُنہین جواب دینا اور آپ کا اُن تینون سے ناراض ہونا۔

کہتے ہین کہ حضرت

ایوب علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اُس کا سبب یہ تھا کہ تین شخص اُن کے دین کے متبع ہو گئے
تھے ایک کا نام یلدو تھا اور دوسرے کا نام الیفز تھا جس کو بعض نے الیقن بھی کہا ہے اور تیسرے
کا نام صافر تھا یہ تینون اُن کے پاس اُس وقت آئے جس وقت اُن پر یہ بلا نازل ہوئی تھی
اور اُن کو بہت کچھ ڈرایا اور دھمکایا۔ اور کہا کہ تم نے کوئی بڑا گناہ کیا ہے کہ ایسا کسی نے
نہین کیا ہوگا اسی سے تم پر یہ بلا نازل ہوئی ہے اور یہ عذاب دور نہین ہوتا اس پر حضرت ایوبؑ
سے اور اُن سے بڑا جھگڑا ہوا ان لوگون کے ساتھ لیک نوجوان بھی تھا اُس نے ان کی باتون
کی تردید کی اور کہا کہ تم نے اچھی بات اور سچی رائے چھوڑ دی ایوب کا تم پر جس قدر حق ہے وہ
اُس سے بہت بڑھ کر ہے جو تم نے بیان کیا۔ کیا تم اُس کے حق اور حرمت و عزت کو جانتے ہو
جس کی توہین و تحقیر کر رہے ہو جس کا تم عیب بیان کرتے ہو۔ یہ کون شخص ہے تم کو نہین معلوم
ایوب اللہ تعالےٰ کا نبی اور آج تمام مخلوق مین برگزیدہ اور خیر الوریٰ ہے پھر تمھین نہ تو یہ معلوم
ہے۔ اور نہ اللہ تعالےٰ نے تمھین یہ بتایا ہے کہ وہ اُس کی کس بات سے ناراض ہو گیا ہے اور
نہ اُس سے اُس کی کرامت چھین لی ہے جس سے اللہ تعالےٰ اپنے بندون کو مکرم کیا کرتا ہے۔
اور نہ ایوب نے کبھی تمھارے سامنے کوئی ایسا کام کیا ہے جو حق کے خلاف ہو اب جو تم نے
اُس کی بلا کو دیکھ کر اُسے اپنے نزدیک حقیر سمجھ لیا ہے اور اپنے دل مین اُسے ذلیل سمجھنے لگے
تم اس بات کو خوب جان لو کہ اللہ تعالےٰ بارہا اپنے نبیون اور صدیقون اور شہدا اور صالحین کو
بلاؤن مین مبتلا کرتا ہے لیکن یہ اُن کی بلا اس بات کی دلیل نہین ہوتی کہ خدائے تعالےٰ
اُن سے ناراض ہے یا اُن کو حقیر جانتا ہے بلکہ یہ اُن کی کرامت اور بہتر ہونے کی علامت
ہوتی ہے اور اسی طرح کی اور بھی بہت باتین کین پھر اُس نے اُن سے کہا کہ:۔ کہ ایوب کو
اللہ تعالےٰ نے عظمت و جلال دیا تھا۔ وہ سوت کا ذکر کیا کرتے تھے کہ جس سے تمھاری
زبانین گنگ ہوتی تھین اور تمھارے دل لرز جاتے تھے۔ اور تمھاری حجتین قطع ہو جاتی تھین
کیا تم نہین جانتے کہ خدا کے ایسے بندے ہوا کرتے ہین جو خدا کے خوف سے خاموش

رہا کرتے ہین حالانکہ نہ تو وہ ہکلاتے ہین اور نہ گونگے ہین بلکہ وہ بڑے فصیح ولبیب ہوتے ہین اور اللہ کو اور اُس کی نشانیون کو جانتے اور پہچانتے ہین۔ لیکن جب اللہ کی عظمت کا ذکر ہوتا ہے تو اُن کے دل کانپ جاتے ہین۔ اور زبانین بند ہو جاتی ہین اور اللہ تعالے کی ہیبت وخوف سے اُن کے عقل وہوش پران ہو جاتے ہین لیکن پھر جب ہوش مین آتے ہین تو پھر بھی اللہ ہی کے رہتے ہین اور اعمال زاکیہ بجا لاتے ہین۔ وہ گو کہ ابرار اور اتقیا اور دانا ہوتے ہین مگر اپنے آپ کو گناہگارون اور مقصرین مین سمجھتے ہین اور اللہ کے سامنے کسی بہت چیز کو بہت نہین سمجھتے اور اُس کے واسطے کسی تھوڑی یا بہت چیز سے راضی نہین ہوتے اور اعمال حسنہ پر اُس کے روبرو ناز کرتے ہین۔ اُن کو جب تم دیکھو گے تو خائف اور ڈرتا ہوا پاؤ گے۔ جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اُس کا کلام سنا۔ تو کہا اللہ تعالے نے حکمت کا تخم صغیر وکبیر سب کے دل مین بویا کرتا ہے اور جب کسی کے دل مین حکمت ہوتی ہے تو اُس کی زبان سے ظاہر ہو جایا کرتی ہے دانائی کے لئے عمر اور بڑھاپے اور بڑے تجربہ کی ضرورت نہین ہے اور جب اللہ تعالے نے اپنے کسی بندہ کو لڑکپن مین حکمت دیتا ہے تو اُس کا مرتبہ حکام کے نزدیک نہین گراتا ہے۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام اُن تینون کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ کہ تم لوگ اس سے پہلے ڈر گئے کہ تمھین کوئی ڈرائے اور اس سے پہلے رو پڑے کہ تمھین کوئی مارے اگر مین تم سے کہتا کہ اپنے اموال مین سے میرے لئے صدقہ دو شاید اللہ مجھے اس سے نجات دیدے یا قربانیان کرو کہ جس سے اللہ اُنھین قبول کرکے مجھ سے راضی ہو جائے تو تمھاری کیا کیفیت ہوتی۔ تم بڑے مغرور ہو گئے ہو۔ یہ سمجھتے ہو کہ تم اپنی نیکیون کے سبب سے اچھی حالت مین ہو رہے ہو یہ بغاوت اور تکبر کی باتین ہین اگر تم راستی پر آؤ اور اپنی حالت کو دیکھو اور پروردگار کی عنایتون پر نظر کرو تو تمھین معلوم ہو جائے۔ کہ عاقبت کے پردہ مین اللہ تعالے نے تمہارے کس قدر عیب چھپا دئے ہین۔ میری بھی پہلے یہی حالت تھی۔ اور لوگ میری توقیر کرتے تھے اور میری

باتین مانتے تھے۔ اب میری یہ حالت ہے کہ میری بات کچھ چیز نہین رہی۔ اور تم میری بات کو نہین مانتے۔ اور تم مجھ پر میری مصیبت سے بھی زیادہ مصیبت ہو گئے ہو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی کچھ عرض معروض اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی اپنے ایوب ؑ بندے پر

پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے اُن سے مُنہ پھیر لیا اور اپنے رب کی طرف فریاد کے لئے متوجہ ہوے اور اُس سے زاری کرکے عرض کی۔ یارب مجھے تو نے کیون پیدا کیا ہے اگر تو مجھے بُرا سمجھتا ہے تو تو نے پیدا ہی نہ کیا ہوتا۔ کیا اچھا ہوتا جو مین مان کے پیٹ سے ساقط ہو جاتا تو مجھے وہ گناہ بتادے جو مین نے کیا ہے اور اُس کے سبب سے تو نے اپنی توجہ مجھ سے اُٹھا لی ہے کیا اچھا ہوتا جو مین مرجاتا۔ کیا مین غریبون اور مسکینون کو اپنے یہان نہین ٹھیراتا تھا۔ اور یتیمون کی دیکھ بھال اور بیواؤن کی خبر گیری نہین کرتا تھا۔ الٰہی مین تیرا ذلیل بندہ ہون اگر مین اچھا کام کرون تو تیرا احسان ہے اور اگر مین کوئی برا کام کرون تو عذاب کا تجھے اختیار ہے تو نے مجھے بلا کا نشانا بنایا ہے اُس سے مجھ پر بلا نازل ہوئی ہے اگر تو اُسے کسی پہاڑ پر مسلط کرتا تو وہ بھی اُس کا بار نہ اُٹھا سکتا۔ بھلا مین ضعیف کیا چیز ہون جو اُسے اُٹھا سکون میرا تمام مال جاتا رہا مین بھیک مانگتا پھرتا ہون وہ لوگ مجھے کھلاتے ہین جو میرے یہان کھایا کرتے تھے اور وہی لوگ مجھ پر اپنا احسان جتاتے ہین اور مجھے عار دلاتے ہین۔ میری اولاد بھی مر گئی۔ میری بی بی بھی آزردہ ہو گئی اور میرے قرابت دار مجھے چھوڑ گئے۔ میرے شناسا مجھ سے نفرت کرنے لگے اور دوست بھاگ گئے میرے حقوق کا لوگ انکار کرتے ہین۔ میرے احسانات کو بھول گئے۔ میرے مالک میری فریاد تو سُن وہ فریاد نہین سنتے تو میرے عذر کو قبول کر وہ میرا عذر نہین مانتے مین نے اپنے غلام کو بلایا اور وہ نہ آیا مین نے اپنی لونڈی کے سامنے تضرع کی اور اُسے کچھ رحم نہ آیا۔ اور یہ سب کچھ جو ایذا ہو رہی ہے اور میری صورت بُری ہو گئی ہے

یہ سب تیری ہی قضا سے ہے اور تونے ہی مجھے بیمار کیا ہے اگر تو اپنی ہیبت کو جو میرے دل
مین بیٹھی ہے تھوڑی دیر کے لئے نکال لے اور میری زبان کھول دے کہ مین دل کھول کے بول
سکون تو کیا اچھا ہو۔ عبد کے لئے ضرور ہے کہ اپنے مولی سے اپنا حال دل عرض کرے اور
اگر کوئی مصیبت اُس پر پڑی ہو تو کہہ سنائے۔ لیکن میرا مولیٰ تو بڑی عظمت والا ہے مجھے اُس کے
سامنے لب کھولنے کی جرأت نہین وہ بڑی شان والا ہے اُس نے مجھے نیچے ڈال دیا ہے وہ مجھے
دیکھتا ہے مین اُسے نہین دیکھ سکتا وہ میری باتین سنتا ہے اور مین اُس کا کلام نہین سنتا وہ باوجود
قدرت میری طرف نہین دیکھتا جو رحم کرے اور نہ میرے نزدیک آتا ہے۔ جو اُس سے مین اپنی
نجات کے لئے گفتگو کرون۔

جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اس طرح عرض کیا تو ایک ابر آیا اور اُس مین سے آواز آئی
کہ ایوب اللہ تعالےٰ تیرے پاس آیا ہے اور ہمیشہ تیرے پاس تھا اور ہمیشہ رہیگا اُٹھ اور اپنی
حجت بیان کر۔ اور اپنی برأت کی دلیل پیش کر اور آکر سامنے جبّار کے کھڑا ہو۔ کیونکہ مجھ سے
مخاصمت کوئی شخص جبّار کے سوا نہین کرسکتا۔ تو شیر کے مُنہ مین ہاتھ اور اژدہے کے مُنہ مین
لگام دیتا ہے۔ اور نور کو پیمانے سے ناپتا ہے اور ہوا کو ترازو مین تولتا ہے۔ اور دھوپ کو
ہتھیلی مین بند کرتا ہے۔ اور گزرے ہوئے کل کے دن کو لوٹانا چاہتا ہے۔ تیرے نفس نے تجھے
آرزو دلائی ہے۔ کہ جس تک تو اپنی صحت کی حالت مین نہین پہنچ سکتا اب ایسے ضعف کی حالت
مین تو اُس سے مکابرہ کرنا چاہتا ہے۔ اور ایسے ہکلانے پر مجھ سے کلام کرنے کا ارادہ ہے۔
ایسے گونگے پن پر مجھ سے حجت کرنے کا خیال ہے۔ تو اُس وقت کہان تھا جب مین نے زمین کو
پیدا کیا تھا۔ تو جانتا ہے کہ مین نے اُسے کتنا بڑا بنایا ہے۔ تو اُس وقت کہان تھا جب مین نے
آسمان کو معلق بنایا جس کے قائم رہنے کے لئے کوئی ستون نہین۔ کیا تیری اتنی بڑی عقل ہے
کہ تو اُس کے نور کو جاری رکھے یا اُس کے ستارون کو چلائے یا تیرے حکم سے رات دن ہوا کرین
اور اسی طرح اور بھی اللہ نے اپنی مصنوعات کا ذکر فرمایا **حضرت ایوب علیہ السلام**

کانپ گئے اور عرض کی یارب مین نے بڑا قصور کیا - کیا اچھا ہو جو زمین پھٹ جائے اور مین اُس مین سما جاؤن اور کوئی بات ایسی نہ کہون جس سے تو مجھ سے ناراض ہو - میرے مالک مجھ پر بلائین آکر نازل ہو گئی ہین - مین جان گیا جو تو نے بیان کیا یہ سب تیرے کام ہین اور تیری ہی حکمت کی تدبیر اور حکم سے ہوے ہین - تیرے سامنے کوئی زبردست نہین کوئی چھپی بات تجھ سے مخفی نہین - دلون کے حال تو سب جانتا ہے - تو وہ باتین میری مصیبت کی جانتا ہے جو مین نہین جانتا - مین پہلے تیری سطوت کا حال کانون سے سنا کرتا تھا لیکن اب آنکھون سے دیکھ رہا ہون - جو کچھ مین نے کہا وہ تو کہا اب مجھے معاف کر اب مین کچھ نہین کہتا مجھ پر رحم کر مین نے اپنے مُنہ پر ہاتھ رکھ لیا اور زبان بند کر لی اور مُنہ پر مٹی ڈال لی - ایسی بات مین پھر کبھی نہ کہون گا جس سے تو ناراض ہو - اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام نے دعا کی اور وہ قبول ہوئی اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اُنہین صحت عطا فرمائی جیسا ہم اوپر بیان کر چکے ہین -

علامہ جزری لکھتے ہین کہ بعض لوگون نے حضرت ایوب علیہ السلام کے ذکر کو حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ سے پہلے بیان کیا ہے اس واسطے مین نے بھی اُسی ترتیب سے لکھا - حضرت ایوبؑ حضرت یعقوبؑ کے عہد مین ایک نبی تھے - کہتے ہین کہ ایوبؑ کی عمر ۹۳ برس کی ہوئی تھی اور اُنہون نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے **حومل** کو وصی کیا تھا اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے بعد اُن کے بیٹے **بشیر بن ایوب** کو نبی کیا تھا اور اُن کا نام **ذوالکفل** رکھا تھا یہ شام مین رہا کرتے تھے اور اُسی جگہ اُنہون نے **وفات** پائی تھی اور اُن کی عمر چھہتر برس کی ہوئی تھی اُنہون نے بھی اپنے بیٹے **عبدان** کو وصی کیا تھا اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کے بعد حضرت **شعیب** بن صفیون بن عنقا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم علیہ السلام کو نبی کیا تھا -

اب مین تھوڑی عبارت توارت کے ترجمہ سے نقل کرتا ہون آپ کی عمر مین فی الجملہ اختلاف ہے

ایوب کی کتاب عوص کی سرزمین مین ایوب نام ایک شخص تھا۔ اور وہ شخص کامل اور صادق تھا اور خدا سے ڈرتا تھا اور بدی سے دور رہتا تھا اُس کے سات بیٹے اور تین بیٹیان پیدا ہوئین اُس کے مال مین سات ہزار بھیڑین اور تین ہزار اونٹ اور پانچ سو جوڑی بیل اور پانچ سو گدھیان تھین اور اُس کے نوکر چاکر بہت تھے ایسا کہ اہل مشرق ایسا مالدار کوئی نہ تھا انتہی۔ **ایوب کی کتاب** باب چہل و دوم ورس ہفدہم۔ **ایوب** ایک سو چالیس برس جیا اور اپنے بیٹے اور اپنی بیٹون کے بیٹے چار پشت تک دیکھے۔ اور ایوب بوڑھا اور عمر دراز ہو کر مر گیا۔ انتہی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر

اہل تاریخ کہتے ہین کہ جب حضرت اسحٰق علیہ السلام نے وفات پائی تو ایک سو ساٹھ برس کی عمر تھی اور اُن کی قبر اُن کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مزرعہ حبرون مین ہے اور قبر اُن کے دو بیٹون عیص اور یعقوب نے بنائی تھی۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی عمر ۱۴۷ برس کی ہوئی تھی اور اُن کے بیٹے یوسفؑ اور اُن کی مان کے حصہ مین نصف حسن دنیا بھر کا دیا گیا تھا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُنھین اپنی بہن حضرت اسحٰق کی بیٹی کو سپرد کر دیا تھا وہ اُن کی پرورش کرتی تھین اس لئے اُن کو حضرت یوسفؑ سے بڑی محبت ہو گئی تھی اور حضرت یعقوبؑ کو بھی حضرت یوسفؑ سے بہت محبت تھی حضرت یعقوبؑ نے اپنی بہن سے کہا کہ یوسف کو مجھے دیدے واللہ مین اُسے ایک گھڑی بھی جدا نہین رکھ سکتا ہمشیر صاحبہ نے بھی یہی فرمایا کہ مین اُسے گھڑی بھر جدا نہین رکھ سکتی۔ اس پر حضرت یعقوبؑ نے اُن کے لینے پر اصرار کیا۔ ہمشیر صاحبہ نے فرمایا کہ اچھا چند روز کے واسطے میرے پاس اسے میری تسلی کے لئے رہنے دو۔ پھر اُنہون نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کا کمربند جسے پیٹی کہتے ہین لیا اور یہ اُنھین کے پاس رہا کرتا تھا اس لئے کہ وہ اولاد اسحٰقؑ مین

سب سے بڑی تھین پھر وہ بیٹی حضرت یوسفؑ کی کمر مین باندھ دی اور مشہور کیا کہ وہ کمربند کھوگیا ہے دیکھو اُسے کون لے گیا ہے اور اُسے تلاش کرنے لگین اور بولین کہ گھر والون کی تلاشی لو جب تلاشی لی تو اُسے حضرت یوسفؑ کے پاس پایا اُس زمانہ کا دستور تھا کہ جس کا مال چوری جاتا اور وہ چور کو پکڑ لیا کرتا تھا تو اُس کا کوئی معاوضہ نہین کرتا تھا۔ اس لئے اُنہون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پکڑ لیا اور جب تک زندہ رہین اپنے پاس رکھا۔ اُن کے مرنے کے بعد حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے کو لے لیا۔

علامہ جزری کی کتاب کا ترجمہ **تفریح الازکیا** کا اقتباس۔ **یوسف** بعض کے نزدیک عبرانی ہے لہذا ممنوع الصرف ہے۔ عین المعانی مین ہے کہ قصہ یوسف علیہ السلام کا اس سبب سے احسن القصص ہے کہ صاحب قصہ احسن تھا اور بحر الحقائق مین ہے کہ اس وجہ سے احسن ہوا کہ احوال انسان سے اشبہ ہے یعنی یوسف دل و یعقوب روح راحیل نفس و اخوان قوی و جوارح۔ اللہ تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے **وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم** اور **علامہ ترمذی** فرماتے ہین کہ وجہ احسن ہونے کی یہ ہے کہ اور پیغمبرون کے ذکر قرآن شریف مین متفرق ارشاد ہوئے ہین اور اُن کا قصہ ایک ہی سورہ مین ہے چنانچہ حضرت **آدم** علیہ السلام کا قصہ بارہ[۱۲] سورتون مین ہے۔ اور حضرت **نوح** علیہ السلام کا قصہ چھہ[۶] سورتون مین ہے اور حضرت **ابراہیم** علیہ السلام کا قصہ اٹھارہ سورتون مین ہے۔ اور حضرت **لوط** علیہ السلام کا قصہ نو[۹] سورتون مین ہے اور حضرت **موسیٰ** علیہ السلام کا اُنتیس[۲۹] سورتون مین ہے اور حضرت **شعیب** علیہ السلام کا قصہ تین[۳] سورتون مین ہے اور حضرت **عزیر** علیہ السلام کا قصہ دو[۲] سورتون مین اور حضرت **سلیمان** علیہ السلام کا چار سورتون مین اور حضرت **داوٗد** علیہ السلام کا پانچ سورتون مین اور حضرت **زکریا** علیہ السلام کا تین[۳] سورتون مین اور حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کا نو[۹] سورتون مین۔

اخبار الدول مین ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سفید رنگ اور حسن الوجہ تھے

اور بال آپ کے گھونگر والے تھے اور چشمان مبارک سیاہ تھیں اور یہ بہت بڑی تھیں اور نہ بہت چھوٹی تھیں اور مابین چشمانِ مبارک ایک خال سفید تھا جو ماہ شب چار دہم کی طرح تابان تھا اور بینی بلند اور رخسارے پرگوشت اور رخسارۂ راست پر ایک خال سیاہ اور دندان مبارک روشن و تابان جب آپ تبسم فرماتے تو نور کی چمک سے روشنی ہو جاتی اور وقت تکلم ثنایا یعنی دندانِ پیشین سے ایک نور نظر آتا۔ اور شکم مبارک باریک اور ناف چھوٹی اور ساعدین و ساقین و بازو پرگوشت اور نزاکت اس مرتبہ کی تھی کہ جب آپ فواکہات مین سے کچھ تناول فرماتے تو سبزی اُس کی گلوے صاف سے نظر آتی تھی اور روشنی چہرہ مبارک کی ایسی تھی کہ مکان کے در و دیوار پر اُس کی چمک پڑتی تھی۔

احسن القصص ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قصص کی زینت و آرائش کے لئے جو سامان بہ تکلف قائم کئے جاتے ہین وہ اس مین اصلی موجود۔ حاسد و محسود کی حالتین۔ عاشق و معشوق کا وصل و فراق اور پھر وصل مالک و مملوک کی کیفیت۔ عورتون کا مکر۔ اور عاشق کا فراق کے ایام مین صبر۔ اور یہ سب واقعات راست و صحیح۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے تفسیر سراج المنیر مین روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام کی شان مین فرماتے ہین۔ الکریم ابن الکریم ابن الکریم یعنی یوسفؑ بن یعقوبؑ بن اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ۔ انیس العاشقین مین ایک روایت غریب ابن عباسؓ سے لکھی ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یوسفؑ حسین تھے یا آدمؑ۔ حضور نے فرمایا کہ یوسفؑ مین آدمؑ کا نشان تھا کیونکہ آدمؑ کو اللہ تعالےٰ شانہ نے دو نعمتین دی تھین حسن اور انگشتری۔ حُسن کی برکت سے حور و ملک کے مخدوم تھے۔ اور انگشتری کی ہیبت سے فرشتون کے مسجود۔ جب زلّت صادر ہوئی تو نور عرش پر گیا اور خاتم شاخِ طوبیٰ پر۔ جب اُن کی ذریت پھیلی تو حسن یوسفؑ کو ملا۔ اور خاتم سلیمان کو۔ اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یوسفؑ متوسط القامت تھے اور بال اُن کے

بہت سیاہ تھے کہ شب تار کو اُس سے نسبت نہین اور چہرہ ایسا نورانی و روشن تھا کہ آفتاب
روز کو اُس سے کچھ مناسبت نہین اور آنکھین نہایت خوشنما اور آبدار اور ایک رخسار پر خال
گویا اختر بے زوال اگر بھو کا آدمی اُن کی صورت دیکھتا تو سیر ہو جاتا اور بیگانہ آدمی یگانون
کے مثل آپ سے محبت کرنے لگتا حالانکہ اللہ تعالےٰ شانہ نے یوسفؑ کو بھی خاک ہی سے
پیدا کیا تھا۔ اے اعرابی اللہ کیا اچھا خالق ہے کہ آب و خاک سے ایسے جلوے دکھاتا ہے
اعرابی نے کہا یارسول اللہ یہ کس طرح ہوا۔ تو آپ نے **عبداللہ ابن عمر** رضی اللہ عنہما
سے جو نہایت خوش آواز تھے فرمایا تو پڑھ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ
طِيْنٍ اِلَى اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ **عبداللہ ابن عباس** رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے
ہین کہ جب یہ آیت تمام ہوئی تو اعرابی اسلام لایا اور آسمان کی طرف دیکھتا اور ہنستا تھا اور
ایسا متحیر تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس حالت سے تعجب ہوا اور اسی حالت مین
حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ اب تک یہ اعرابی آپ کے
بساط پر تھا اور اب بساط الٰہی پر ہے اسی حال مین وہ اعرابی جان بحق تسلیم ہوا۔ اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا سر اپنے آغوش مبارک مین رکھ لیا حضرت جبرئیلؑ نے کہا
یارسولؐ اللہ یوسفؑ کا دیکھنا رویت الٰہی کا نمونہ ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ یوسف تلاوت فرما رہے تھے
جب آپ آیت نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ پر پہنچے تو ایک صحابی نے
التماس کیا یارسول اللہ خداوند کبریا نے اَور کسی قصے کو احسن نہین فرمایا آپ نے ارشاد کیا
کہ متکلم فصیح اور صاحب قصہ احسن۔ اس پر اور صحابی بولے کہ اور پیغمبر کیا حسین نہ تھے
آپ نے فرمایا کہ حسین کیون نہ تھے لیکن یوسف کے مثل نہ تھے اس لئے کہ یوسف نمونۂ
بہشت تھے کہ ان کو اللہ تعالےٰ شانہ نے اپنی مخلوقات کے دکھانے کو دنیا مین بھیجا تھا
تاکہ لوگ دیکھین کہ بہشت مین مسلمانون کی ایسی ہی صورتین ہونگی تب صحابہؓ نے عرض کیا

کہ یارسول اللہ حضرت یوسف عم نے ایسا کیا کام کیا تھا جو اُنکو ایسی صورت عنایت ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہ حسن تقسیم ازلی مین بلاسبب عنایت ہوا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر مدینہ مین شہرت پذیر ہوئی اور عورتون مین اس کا چرچا ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو غیرت دامنگیر ہوئی جب حضرت دولت خانہ مین جلوہ فرما ہوئے تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو متغیر پایا اور سبب پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ مین نے یہ بات سنی ہے یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو غمگین نہ ہو مین یوسف سے احسن ہون کیونکہ یوسف کا حُسن چہرے مین تھا کہ فتنہ کا سبب ہوا اور رنج و کلفت کا باعث ٹھیرا اور میرا حُسن خوشخوے اور خُلق ہے کہ خلق اللہ کو بہت پیارا ہے۔ چنانچہ میری شان مین وارد ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور میری صفت ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ یہی مباحثہ اس وقت حسن یوسف اور آپ کے نور کا آسمان پہ درپیش تھا آخرکار یہ فیصلہ ہوگیا کہ حسن ظاہری یوسف کو ملا۔ اور شجاعت و سخاوت و تقویت و ہمت و حمیت و سیادت و شفاعت و دعوت و اجابت و قناعت و امانت و مسکنت و خلت و محبت و شہریت و خلافت و صبر و شکر و خلق و تادیب و تکبیر و تحلیل و تسبیح و تحمید و سیف و جہاد و آیات مفصلات کمالات منزلات و ازواج طاہرات معراج و مقام محمود و حوض مورود و محبوبیۃ مطلقہ و اصطفاے مطلق و رویت الٰہی قرب اتم و علم وسیع عرفان اتم و قضا و فتوی اجتہاد۔ احتساب۔ قرأت آپ کو عنایت ہوئی جب حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے یہ فضائل حضور پُرنور کے سُنے تو اُن کی تسلی ہوئی مگر معراج کی حدیث مین کہ بخاری و مسلم نے اُسے روایت کیا ہے صاف وارد ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ مین نے یوسف کو تیسرے

آسمان پر دیکھا اُن کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا یوسفؑ نے مجھے دیکھ کر مرحبا کہا اور دعاے خیر فرمائی اور براء ابن عازب سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب ماہ مین ازار سرخ اور رداے سرخ پہنے ہوے دیکھا تو مین ایک نظر حضرت کے روے مبارک پر کرتا تھا اور ایک نظر چاند پر پس بخدا چمک حضرت کے روے مبارک و صفا کی چاند کی روشنی پر غالب تھی اور شیخ ابن حجر شرح شمائل ترمذی مین لکھتے ہین کہ جو محاسن ظاہرہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین مجتمع ہوے تھے کبھی کسی انسان مین جمع نہین ہوئے تھے کیونکہ محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ اور اخلاق کریمہ پر دلالت کرتے ہین اور کوئی شخص حضرت سے کامل تر خَلق نہین ہوا ع کہ معنی بود صورت خوب را +

اور علامہ قرطبی کہ اکابر محدثین مین ہین بعض علما سے نقل فرماتے ہین کہ تمام حُسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصحاب پر ظاہر نہین ہوا اس لئے کہ اُن لوگون کو تحمل جلوہ جمال مصطفوی کا نہ تھا جس طرح خورشید کو قریب سے نہین دیکھ سکتے اور جو دیکھتا ہے تو آنکھین جھپک جاتی ہین اور دیکھ نہین سکتا اسی طرح حسن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی صحابی نہ دیکھ سکا ھ

این حُسن چہ حُسن است نہ حد بشر است این		از جنس بشر نیست صفائے دگر است این
ھ	اے صبح سعادت ز جبین تو ہویدا	این حسن چہ حسن است تقدس و تعالے

ربیعہ بنت مُعَوَّذ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ اگر دیکھتی ہین حضرت کو تو دیکھتی آفتاب کو طلوع کرنے والا - ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما فرماتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کے مقابل کھڑے ہوتے تو نور آفتاب مغلوب اور مضمحل ہو جاتا تھا ھ لمولفہ

قیس کی آنکھین بلین تو حسن لیلیٰ دیکھئے	دیدۂ اصحاب سے حضرت کا جلوا دیکھئے

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو چھری سے لیموں کے بدلے اپنی اُنگلیاں

تراش ڈالین اگر حسن وجمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کرتین تو اپنے جگر چاک کر ڈالتین
واضح ہو کہ اگرچہ حضرت فرماتے ہین کہ نصف حسن یوسف کو ملا ہے لیکن حسن وجمال و ملاحت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسن یوسف اور جمیع انبیا علیہم السلام کے حسن سے زیادہ ہے ؎

	گفتی کہ من ملیحم و یوسف بود صبیح	لاریب فی حدیثک یا ایہا الملیح	

نظیری نیشاپوری نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے ؎

	زبعد کعبہ نظیری زیارت ما کن	کہ دلبر نمکین است در مدینۂ ما	
؎	حیران شدہ در حسن تو صد یوسف مصری	شرمندہ ز لعل لب تو چشمۂ حیوان	

اور یہ بات تو آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہے کہ حسن وجمال اور انبیا علیہم السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے مقتبس ہے پس حضرت آفتاب اور جمیع انبیا ستارے ہین اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث معراج مین جو وارد ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مین نے دیکھا یوسف کو فضیلت دیے گئے ہین آدمیون پر از روے حسن کے مانند لیلۃ القمر کے۔ قسطلانی کہتے ہین کہ مراد آدمیون سے غیر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اس لئے کہ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ فرمایا حضرت نے کوئی نبی مبعوث نہین ہوا مگر خوبصورت اور خوش آواز و نبیکم احسن وجہا و احسن صوتا۔ اور مسلم مین جو روایت ہے کہ ناگاہ یوسف نظر آئے اُن کو ملا تھا پارہ حسن سے تو مراد اُس پارہ حسن سے پارہ حسن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہے اور شیخ ابوالحسن اشعری فرماتے ہین بہترین نعماے بہشت سے رویت الٰہی ہے بعد اُس کے رویت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم ؎

بے جمالت حشمت فردوس ہیچون دوزخ است	با جمالت آتش دوزخ ز جنت خوشتر است

فائدہ۔ سورہ یوسف کے نازل ہونے کی وجہ علما نے یون بیان کی ہے کہ نضر ابن حارث قریشی کافر دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا مالدار تھا اُس نے عجمیون کے قصے

اور حکایتین خرید کر کے عربی مین ترجمہ کئے اور مکہ معظمہ مین قصہ گوئی کرنے لگا اور قریش جمع ہو کر سننے لگے تب اُس مردود نے یہ بات اختیار کی کہ بعد قصہ گوئی قریش سے پوچھتا کہ مین اچھے قصے کہتا ہون یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے جواب مین وہ جاہل بے دین کہتے کہ تو اچھی قصہ گوئی کرتا ہے حضور کی نسبت کہتے کہ وہ کچھ بھی نہین کہتے تو اول اُس کافر مردود کی حق مین سورہ لقمان مین یہ ارشاد ہوا کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ بِهٖ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ کچھ لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کود کی باتون کے تاکہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھیراوین اُس کو ہنسی وہ جو ہین اُن کو ذلت کی مار ہے اور جب کہ یہ مقولہ اور مکر اُس کافر کا مشہور ہوا تب تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الٰہی مین گلہ کیا ارشاد ہوا نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ یہ ارشاد الٰہی جواب ہے اُس کافر کے کلام کا کہ اَنَا اَحْسَنُ حَدِيْثًا اَمْ مُحَمَّدٌ اور وجوہ بھی مفسرین نے بیان کئے ہین قوی وجہ اس مقام پر لکھ دی گئی اور وجہین بوجہ طوالت قلم انداز کی گئین جو حضرات شائق ہون وہ کتب سیر اور احوالِ انبیا ملاحظہ فرماوین۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب دیکھنا اور بھائیون کا حسد کرنا

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون نے اپنے باپ کی محبت حضرت یوسف پر دیکھی تو اُن کو یہ امر نہایت گران گزرا اور حضرت یوسف سے حسد پیدا ہو گیا۔ بارہ برس کی عمر حضرت یوسف علیہ السلام کی تھی کہ آپ نے خواب دیکھا کہ مین ایک بلند مقام پر ہون اور گیارہ ستارے اور شمس و قمر مجھے سجدہ کرتے ہین آپ نے یہ اپنا خواب اپنے پدر بزرگوار سے بیان کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ

عَلٰی اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ
ترجمہ اے میرے پیارے بیٹے اپنے اس خواب کا حال اپنے بھائیون سے نہ کہنا اگر اُنھون
نے سُن لیا تو وہ تیرے کسی بلامین پھانسنے کی فکر کرینگے شیطان آدمیون کا صریح دشمن ہے
وہ انہین ضرور بہکائیگا۔ پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کے خواب کی تعبیر اُنھین
بتلائی اور کہا كَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَ یُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ
فرمایا حضرت یعقوبؑ نے جیسا تو نے خواب مین دیکھا ہے ویسا ہی ہوگا تیرا پروردگار تجھ کو
برگزیدہ کریگا اور تجھ کو خواب کی تعبیر سکھائیگا۔ جب یہ بات حضرت یوسفؑ نے اپنے باپ سے
کہی تو اُن کی سوتیلی مان سن رہی تھین باوجودیکہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی بی بی
سے کہا کہ یہ خواب جو یوسف نے بیان کیا ہے اپنے بیٹون سے نہ کہنا لیکن اُن کے بیٹے
چراگاہ سے آئے تو اُنہون نے سب قصہ مفصل اپنے بیٹون سے بیان کردیا اس سے
اُن کا رنج و حسد اور بھی بڑھ گیا وہ اپنی مان سے کہنے لگے کہ شمس سے یوسف کی مراد
بجز ہمارے باپ کے اور قمر سے بجز تیرے اور ستارون سے سوا ہمارے اور کچھ نہین
ہے ابن راحیل چاہتا ہے کہ ہمارا مالک بنے اور اپنے آپ کو ہمارا سردار بنایا چاہتا ہے
پھر اُن سنگ دلون نے آپس مین مشورہ کیا کہ کسی طرح اُنھین باپ سے جدا کردین اور با خود
کہنے لگے لَیُوْسُفُ وَ اَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤی اَبِیْنَا مِنَّا وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّ اَبَانَا
لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ۞ ترجمہ یوسف اور اُس کا بھائی ابن یامین ہمارے باپ کو بہت
پیارے ہین بہ نسبت ہمارے حالانکہ ہماری بڑی جماعت ہے اور ہم بڑے قوت والے ہین
کچھ شک نہین ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے پس حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کا
مشورہ ہونے لگا لیکن یہودا نے قتل کے نسبت اختلاف کیا اور کہا کہ قتل نفس بہت
بڑا گناہ ہے لیکن اس کو کسی ایسے کنوئین مین جو راہ پر ہو ڈال دینا کہ کوئی آنے جانے والا
اُسے نکال کر لیجائے اس کی جان بھی بچ جائے اور باپ سے جدا بھی ہو جائے۔

قال اللہ تعالیٰ شانہٗ اُقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا مِنْ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ یعنی مارڈالو یوسف کو یا پھینک دو کسی ملک مین کہ خاص رہے توجہ تمھارے باپ کی تم پر اور اس کے بعد توبہ کرکے نیک لوگون مین شامل ہوجانا۔ جب قتل کا مشورہ پختہ ہوچکا تو کہا یہودا نے جو اُن مین سب سے افضل اور عاقل تھا جسے اللہ تعالےٰ شانہ فرماتا ہے قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ ترجمہ کہا اُن مین سے ایک کہنے والے نے مت قتل کرو یوسف کو قتل بڑا بُرا کام ہے۔ مگر وَاَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اور اگر ایسا ہی کرنا ہے تم کو تو پھینک دو اُسے کسی کنُوے مین کہ نکال لے اُسے کوئی راہ چلتا = اور اس بات پر کہ اُسے مار نہ ڈالین یہودا نے عہد وپیمان لے لیا پھر اس کے بعد اُن لوگون نے ارادہ کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس جائین اُن سے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ جنگل لے جانے کی درخواست کرین چنانچہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور سامنے کھڑے ہوئے اس طرح کہ جب کچھ عرض معروض کرنا ہوتا تھا تو وہ آکر کھڑے ہوا کرتے تھے جب حضرت یعقوبؑ نے اُنھین دیکھا تو پوچھا کیا ہے قال اللہ تعالےٰ شانہ پاک پروردگار نے اُن کا قول نقل کیا ہے قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ترجمہ کہا اُن سب نے اسے والد بزرگوار کیا آپ ہم کو امین نہین سمجھتے اور یوسف کی نسبت ہم پر اعتبار نہین کرتے ہم تو اُس کے ناصح مشفق ہین ہم اُس کو جب تک آپ کے پاس نہ لائینگے برابر اُس کی حفاظت مین مشغول رہین گے۔ پروردگار تعالےٰ شانہٗ اُن کا قول نقل فرماتا ہے اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ترجمہ اُس کو ہمارے ساتھ کل بھیجدیجئے کہ جنگل کے پھل کھائے اور وہان کھیلے کودے اور ہم اُس کی حفاظت کے ذمہ دار ہین۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا قال اللہ تعالےٰ شانہ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ

ترجمہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے فرمایا کہ تمھارا لیجانا یوسف کو مجھے بہت غمگین کرتا ہے اور مجھے اس کا بھی خوف ہے کہ کہین تم اُس سے غافل ہو جاؤ اور اُسے بھیڑیا لیجائے۔ یہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن سے اسلئے کہی تھی کہ اُنھون نے ایک خواب دیکھا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک پہاڑ کی چوٹی پر ہین اور دس بھیڑئیے اُن پر حملہ کرکے اُن کو ہلاک کیا چاہتے ہین اور ایک بھیڑیا اُن مین سے یوسف علیہ السلام کو بچاتا ہے کہ ناگاہ وہان کی زمین شق ہو گئی اور یوسف علیہ السلام اُس مین داخل ہو گئے اور پھر تین دن کے بعد اُس مین سے نکل آئے اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کہین اُسے بھیڑیا نہ کھا جائے اس پر آپ کے بیٹون نے کہا جس قول کو پروردگار تعالے شانہ اپنی کتاب قدیم و کلام مبین مین نقل فرماتا ہے کہ لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ = کیونکر اُسے بھیڑیا کھا سکتا ہے کیا ہم لوگ صاحب قوت نہین ہین اگر کاش یہ بات ہولی تو ہم سے بڑھ کر نکما کون ہے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن کی باتین سنین تو اُن کو فی الجملہ اُن کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی اُن کی معیت پر اصرار کیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُنھین جانے کی اجازت دیدی اور اُن کے بالون مین شانہ کرکے اور کپڑے پہنا کر بھائیون کے ساتھ کر دیا۔

حضرت یوسف عٰ کا بھائیون کے ساتھ جنگل مین جانا اور برادرانِ نامہربان کا آپ کو مارنا اور چاہ مین ڈال دینا اور پھر بعد نکلنے کے چند درم مین فروخت کرنا

نظم

فغان زین چرخ دولابی کہ ہر روز	بچاہے افگند ماہے دل افروز
غزالے در ریاضِ جان چرندہ	نہد در پنجۂ گرگِ درندہ

چو یوسف را بدان گرگان سپردند
فلک گفتا که گرگان بره بردند

به چشمانِ پدر تا می نمودند
زیکدیگر به مهرش می ربودند

گهے آن بر سر و دوشش گرفتے
گه این تنگ اندر آغوشش گرفتے

چو پا بر دامنِ صحرا نہادند
برو دستِ جفاکاری کشادند

ز دوشش مرحمت بارش فگندند
میانِ خاره و خارش فگندند

برہنہ پا قدم بر خار می زد
به گل از خار و خس مسمار می زد

فگنده کفش ره بر خاره می کرد
کفِ سیمین ز خاره پاره می کرد

کفِ پائے که می بودش ز گل تنگ
ز خون در خار و خاره گشت گلرنگ

چو ماندے پس ازان ز اسخت پنجه
طپانچه کردیش رخساره رنجه

به تیغے قطع باد آن دست کوتاه
که سرپنجه زند با پنجهٔ ماه

چو رفتے پیش کردے زخم سیلی
قفالیش چون رخِ بدخواه نیلی

به لبسته از قفا آن پشت دستے
که بیند از قفا از وے شکستے

چو با ایشان شدے پهلو به پهلو
رسیدے مالشِ گوشش ز هر سو

گہے کان گوش را مالد به انگشت
جز انگشتش مبادا هیچ در مشت

به زاری هر که را دامن کشیدے
به بیزاری گریبانش دریدے

به گریه هر کرا در پا فتادے
به خنده بر سرِ او پا نهادے

به ناله هر کرا آواز کردے
نواهاے مخالف ساز کردے

چو شد نومید زیشان ناله برداشت
ز خونِ دیده به گل لاله می کاشت

گہے در خون گہے در خاک می خفت
ز اندوهِ دلِ صد چاک می گفت

کجائی اے پدر آخر کجائی
ز حالِ من چنین غافل چرائی

بیا بنگر کنیزک زادگان را
ز راهِ عقل دور افتادگان را

بیا بنگر مرا تا در چه حالم ‌ بدستِ این حسودان پائمالم
عزیزِ خویش را خود خوار کردی ‌ بدستِ دشمنان افگار کردی
مرا در چنگِ بے مهران فگندی ‌ غزالے در کفِ گرگان فگندی
که باکامِ دلت در دل چه دارند ‌ حقِ الطافِ تو چون می گزارند
گلے کز روضهٔ جانت دمیداست ‌ براو بارانِ احسانت چکیداست
چنان از تشنگی بے تاب مانده ‌ که نے رنگ اندرو نے آب مانده
نهالِ نازِ پرورده بهشتی ‌ که در بستان سرائے عمر کشتی
چنان از بادِ جور افتاده برخاک ‌ کزو جوید بلندی خار و خاشاک

قطعه

مهے کز وے شبت را نور بودے ‌ ز ظلمتهائے دوران دور بودے
رسیدش از فلک زان سان وبالے ‌ که جوید لمعهٔ نور از هلالے
بدینسان بود حالش تا سه فرسنگ ‌ ازو صلح و ازان سنگین دلان جنگ
ازو نرمی ازیشان سخت روئی ‌ ازو گرمی و زیشان سرد گوئی
که ناگه بر سرِ چاهے رسیدند ‌ ز رفتن بر لبِ چاه آرمیدند
چهے چون گورِ ظالم تنگ و تیره ‌ ز تاریکیش چشمِ عقل خیره
لبِ او چون دهانِ اژدهائے ‌ پئے قوت از برون مردم ربائے
درونش چون درونِ مردم آزار ‌ برائے مردم آزاری بِه از مار
مدارِ نقطهٔ اندوه دورش ‌ برون از طاقتِ اندیشه غورش
محیطش پر کدورت مرکزش دور ‌ هوائش پر عفونت چشمه اش شور
نفس زن گرد رو یکدم نشستے ‌ نفس را بر نفس زن راه بستے
چو ایشان دفعِ آن گل چهره را ‌ پسندیدند آن بے بهره چه را
دگر بار از جفاشان داد برداشت ‌ بنوعے ناله و فریاد برداشت

که گر آن سنگ را معلوم گشتی — ز سوزش نرم تر از موم گشتی
ولی آن ساز تیز آهنگ تر شد — دل چون سنگ ایشان سنگ تر شد
چه گویم کز جفا ایشان چه کردند — دلم نه دهد گواهی آن چه کردند
بران ساعد که گر بر وی رسیدی — حریر خلد ازان آزار دیدی
رسن بستند از موی بزو بیشش — برو شد هر سر موی یکی نیشش
میانش را که بودی موی مانند — به پشمین ریسمان دادند پیوند
کشیدند از بدن پیراهن او — چو گل از غنچه عریان شد تن او
بقدر خود بریدند از ملامت — لباس تا بدامان قیامت
فرود آویختند آنگه بچاهش — در آب انداختند از نیمه راهش
ز خوبی بود خورشید جهانتاب — فگندش چرخ چون خورشید در آب
برون از آب در چه بود سنگی — نشیمن ساخت آن را بی درنگی
چه دولت یافت آخر بنگر آن سنگ — که کان گوهری شد بس گران سنگ
زلعل خوشگوار و شکر آئین — شد آن شوراب همچون شهد شیرین
شد از نور رخش آن چاه روشن — چو شب روی زمین از ماه روشن
شمیم گیسوان عطر سایش — عفونت را برون برد از هوایش
ز نور طلعت آن هر گزنده — سوی سوراخ دیگر شد خزنده
به تعویذ اندرش پیراهنی بود — که جدش را ز آتش ایمنی بود
فرستادش به ابراهیم رضوان — ازان رو شد برو آتش گلستان
رسید از سدره جبریل امین زود — ز بازوی وی آن تعویذ بکشود
برون آورد ز انجا پیرهن را — بدان پوشید آن پاکیزه تن را
ازان پس گفت ای مهجور غمناک — پیامت میرساند ایزد پاک

که روزے این خیانت پیشگان را — گروہے ناصواب اندیشگان را
زتو دل ریش تر پیشت رسانم — فگندہ پیش سر پیشت رسانم
برایشان این جفاہا را شماری — وازیشان حالِ خود پوشیدہ داری
تو دانی مو بمو ایشان کیانند — سرِ موئے ترا ایشان نہ دانند
زجبریل این سخن یوسف چو بشنود — زرنج و محنتِ اخوان برآسود
شود آن تختہ سنگے تختگاہے — نشست آنجا چو نیکو بخت شاہے
پے تسکین دادنِ جانِ حزینش — ندیمِ خاص شد روح الامینش

راویانِ صداقت آثار و مفسرانِ راست گفتار تحریر فرماتے ہین کہ گرگ خصلت برادرانِ نامہربان باپ کے سامنے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو بڑی خوشی اور نہایت عزت کے ساتھ اپنے دوش پر بٹھا کر لے چلے اور باپ کی نظر سے غائب ہوتے ہی بارِ گران کی طرح اُس نازنین گل اندام کو دوش سے زمین پر ڈال دیا اور اُن ناعاقبت اندیشون نے صدمہ پہنچانا شروع کیا اور بال پکڑ کر کھینچا۔ الغرض کوئی دقیقہ ایذارسانی کا باقی نہ رکھا تین کوس تک کشان کشان لے گئے ان ناعاقبت اندیشون کا تو ارادہ قتل ہی کا ہو چکا تھا مگر یہودا نے اُن سنگ دلون کو روکا اور کہا کہ تم عہد کر کے چلے ہو اس ارادہ سے باز آؤ آخر اُسی کنوے مین جس پر آرام لینے کے لئے بیٹھے تھے حضرت یوسف علیہ السلام کو ڈال دیا اور مشکین باندھین اور پیراہنِ مبارک بدن نازنین سے اُتار لیا۔ جب آپ نے برادرانِ نامہربان سے فرمایا کہ مجھے کرتہ تو دیدو کہ مین اپنا بدن ڈھانکون۔ وہ بولے کہ شمس و قمر اور گیارہ ستارون کو بلا کہ وہ تیری موانست کرین۔ اُن کی مشکین باندھکر کنوے مین لٹکا دیا جب نصف کنوے تک پہنچے تو بقصد ہلاکت رسی ہاتھ سے چھوڑ دی حضرت کی کہنیان دیوار کے رگڑون سے مجروح ہو گئی تھین اُس کنوئے مین ایک بڑا پتھر پانی سے باہر نکلا ہوا تھا آپ اُسی پر کھڑے ہو گئے پھر اُن سنگ دل بھائیون نے

آپ کو پکارا آپ سمجھے کہ شاید بھائیون کو رحم آیا آپ نے جواب دیا پھر اُن بے رحمون نے سنگ باری کا ارادہ کیا مگر یہودا نے منع کیا پھر اللہ تعالےٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ اس بات سے تنگدل نہ ہو۔ ایک دن ایسا آئیگا کہ تو ان کو ان کی اس بدسلوکی سے متنبہ کرے گا اور وہ جانینگے کہ تجھ پر وحی آتی ہے۔ یہ کنوان جس مین حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیون نے ڈال دیا تھا بیت المقدس کی سرزمین مین مشہور و معروف ہے۔

روایت ہے کہ حضرت یوسف سے یہودا کو کچھ محبت تھی اس لئے وہ گاہ گاہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حال چاہ پر آکر دریافت کرلیا کرتا تھا ایک روز یہودا نے بھائیون سے کہا کہ احوال و اطوار یوسف ؑ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اُس کا خواب درست ہوگا وہ بولے کہ اس پر کیا دلیل ہے یہودا نے کہا کہ وہ کنوان تاریک تھا اور اب روشن ہے اور جب مین بر سر چاہ جاتا ہون تو یوسف ؑ سے کسی آدمی کی باتین کرنے کی آواز آتی ہے مگر کوئی آدمی نظر نہین آتا یہ سنکر سب نے مشورہ کیا کہ یوسف ؑ کو کنوئین سے نکال کر باپ کے پاس لے جائین اور اُس سے مضبوط عہد لیلین کہ وہ یہ واقعہ باپ سے بیان نکرے آخر سب کی رائے اس بات پر متفق ہوئی اور چلے کہ کنوئین سے نکالین کہ اس اثنا مین شیطان پہنچا اور کہا کہ اے اولادِ یعقوب کہان جاتے ہو اور بڑی موافقت اور غمگساری اُن سے ظاہر کی اُن لوگون نے اپنا حال بیان کیا اُس نے کہا کہ تم لوگ سخت بے عقل ہو پہلے تو باپ سے کہدیا کہ اُسے بھیڑئیے نے کھا لیا اور اب جو اُس کو باپ کے سامنے لیجاؤ گے تو کیا حیلہ کروگے ہمیشہ کے واسطے تمھارا اعتبار جاتا رہیگا مناسب وقت یہی ہے کہ پلٹ جاؤ اور بالکل خاموش ہو جاؤ جو ہوا سو ہوا مجبور اُن لوگون نے اس کی نصیحت پر عمل کیا اور پلٹ گئے۔ تین چار روز کے بعد مدین سے مصر کو جاتا ہوا ایک قافلہ اُدھر سے گذرا اور اس قافلہ مین تین سو گیارہ ۳۱۱ یا تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی تھے اور سردار قافلہ مالک ابن زعر خزاعی تھا اُسی میدان مین وارد ہوا۔ اور یہ مالک قافلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتون مین

تھا چنانچہ یہ اپنے خطوط مین لکھتا تھا ابو دلامہ مالک ابن زعر ابن نو ابن عنقان ابن مدین ابن ابراہیم۔ اور اکثر تفسیر مین مذکور ہے کہ یہ مصری تھا اس نے لڑکپن مین ایک خواب دیکھا تھا کہ مین کنعان مین گیا ہون کہ یکایک آفتاب میری آستین مین چلا گیا مین نے اُس پر موتی نثار کیئے اور چن چن کر صندوق مین رکھ لئے جب بیدار ہوا تو ایک معبر کے پاس گیا اور اپنا خواب بیان کیا اُس نے کہا کہ اے مالک تجھ کو ایک غلام کہ حقیقتہً غلام نہ ہوگا زمین کنعان سے ہاتھ لگیگا اُس کی برکت سے تجھے ثروت و غنا حاصل ہو گی اور وہ ثروت قیامت تک تیری اولاد مین رہیگی اور اُس عالم مین آتش دوزخ سے نجات ملیگی اور تیرا نام قیامت تک قائم رہیگا جب یہ تعبیر سنی تو مالک نے تہیہ سفر کیا اور براہ دمشق ملک شام کو روانہ ہوا جب کنعان مین پہنچا تو کبھی زمین پر نگاہ کرتا اور کبھی آسمان کی طرف اسی تحیر مین تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اے مالک جس کا تو متلاشی ہے ابھی تجھ مین اور اُس مین پچاس برس کا زمانہ حائل ہے ناگزیر پھر آیا مگر ہر سال دو مرتبہ بر سبیل تجارت جایا کرتا تھا یہان تک کہ پچاس برس گذر گئے تو ایک دن مالک نے اپنے غلام سے جس کا نام بُشریٰ تھا کہا کہ اگر مجھے ایسا غلام جس کو معبر نے بتایا ہے ملجائے تو مین تجھ کو آزاد کر دون اور آدھا مال تجھ کو دے ڈالون اور اپنی دختر سے تیرا نکاح کر دون چنانچہ جب حضرت یوسف کا واقعہ پیش آیا مالک مذکور دمشق مین پہنچا تھا پھر وہان سے چلکر تیسرے دن کنعان مین آیا اور پانی کے خیال سے اُسی کنوئین کے قریب جس مین حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ فرما تھے فروکش ہوا۔

معالم مین ہے کہ ایک قافلہ مسافرون کا مدین سے مصر کو جاتا تھا اُس نے راہ گم کی اور متصل اُس جنگل کے جس مین چاہ حضرت یوسف علیہ السلام واقع تھا نازل ہوا اور پانی اُس چاہ کا جو اوّل شور تھا جب حضرت یوسف اُس مین ڈالے گئے تو شیرین ہو گیا بالجملہ اُس مقام پر آنکر مالک نے پانی مانگا۔ اور ایک روایت ہے کہ چارپایون نے حضرت یوسف کی بوے خوش پا کر اُس جگہ سے جنبش نہ کی ناچار قافلہ وہین اُترا صبح کے وقت

مالک نے دیکھا کہ طیور حاجیون کی طرح اُس کنوئین کا طواف کر رہے ہین اُس وقت مالک نے بشریٰ اور بشیر دونون غلامون کو پانی لانے کے لئے کنوئین پر بھیجا۔ بشیر نے ڈول کنوئین مین ڈالا حضرت یوسف علیہ السلام سمجھے کہ میرے بھائی مجھ کو نکالتے ہین اتنے مین حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے یوسف اُٹھو آپ نے فرمایا کس لئے حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ تم کو وہ دن یاد ہے کہ جب تم نے کہا تھا کہ اگر مین کسی کا غلام ہونا چاہون تو میری قیمت کوئی نہ دے سکے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہان مجھے خوب یاد ہے مین ایک روز آئینہ دیکھ رہا تھا اور یہی خیال کر رہا تھا حضرت جبریلؑ نے کہا آج وہی دن ہے اپنی قیمت دیکھو۔ غرضکہ بشیر نے ڈول کنوئین مین ڈالکر جھانکا اور پکار اُٹھا یا بُشریٰ هذا غلام یعنی جس کو پچاس برس سے ڈھونڈھتے تھے وہ یہی ہے۔ اور ایک اور دوسری روایت مین ہے کہ مالک نے جو دو غلام پانی کے واسطے بھیجے تھے اُس مین ایک بُشرا تھا اور دوسرا حامد تھا جب یہ دونون کنوئین پر پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام سجدے مین پڑے تھے اور جناب باری مین عرض کر رہے تھے یَاغِیَاثُ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ اور حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اے یوسف اب رنج وغم کا خاتمہ ہوا اور وقت فرحت وسرور آیا۔ اس ڈول مین بیٹھ لیجئے آپ ہی کے واسطے اللہ تعالیٰ شانہ نے اس قافلہ کو یہان بھیجا ہے بس حضرت یوسف علیہ السلام ڈول مین بیٹھکر نکلے آب کش نے جو آپ کا حُسن ملاحظہ کیا تو بے اختیار پکار اُٹھا یَابُشریٰ هذا غلام اور قافلے والون سے چھپا رکھا چنانچہ پروردگار تعالےٰ شانہ وعم نوالہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔ وَجَآءَتْ سیارۃ فارسلوا وارد ھم فادلی دلوہ قال یا بشریٰ هذا غلام واسروہ بضاعة واللہ علیم بما یعملون یعنی آیا ایک قافلہ پھر بھیجا اُس نے اپنا بھشتی اُس نے لٹکایا اپنا ڈول بولا کیا خوشی کی بات ہے یہ ہے ایک لڑکا اور چھپا لیا اُس کو ایک پونجی سمجھ کر اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہین۔ اسی آیت سے معلوم

ہوتا ہے کہ اس قافلہ مین سردار لوگ تھے کہ آپ کنوئین پر پانی کو نہین آئے بلکہ خادم کو بھیجا اور یہ جو ارشاد ہوا واللہ علیم بما یعملون اس طرف اشارہ ہے کہ یہود اس مقام پر قصہ کو بدل دیتے ہین چنانچہ توریت مین اور ہی طرح سے بنایا ہے اور اللہ تعالے شانہ وعم نوالہ نے اس آیت مین لفظ غلام جو ارشاد فرمایا ہے اِس لئے تاکہ بندہ ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کا پوشیدہ رہے۔ انبیا کے واسطے شرافت حسب ونسب کی بھی بڑی ضرورت ہے لقمان حکیم کی نبوت متحقق نہین یہی سبب تھا کہ وہ عبد تھے خلعت حکمت اُن کو پہنایا گیا لباس نبوت اُن کے قامت پر موزون نہ تھا۔

فائدہ۔ جب تک بچّہ اپنی ماں کے پیٹ مین رہتا ہے اُسے جنین کہتے ہین اور جب بطن مادر سے جدا ہوا تو صبی کہلایا۔ لڑکا ہو یا لڑکی اس سن سے نو[۹] برس تک غلام کہلائیگا پھر جو نتیس[۳۴] برس تک شاب یعنی جوان کہا جاتا ہے اور اکیاون[۵۱] برس تک کہل ہے بعد اس کے شیخ ہے آخر عمر تک۔ اور عُرفِ شرع مین زمانہ تولد سے پندرہ برس تک یعنی تابلوغ غلام کہلائیگا اور اس کے بعد شاب اور فتی تیس[۳۰] برس تک بعد ازان پچاس[۵۰] برس تک کہل پھر شیخ۔

مذہب صحیح یہ ہے کہ بشیر نے دوڑ کر مالک سے کہا کہ یہ وہ دولت ہے کہ جس کی پچاس برس سے آپ کو تلاش تھی اب ہاتھ آئی ہے مالک نے کہا کہ اسکو پوشیدہ کرنا چاہیئے چنانچہ چھپا کر قافلہ مین لائے مگر اہل قافلہ مطلع ہو کر مالک کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام اُن کو نظر آئے پوچھا یہ لڑکا کہان سے ہاتھ لگا مالک نے کہا کہ ایک دوست نے بیچنے کو دیا ہے وہ بولے کہ یہ تو غلام نہین معلوم ہوتا ہے طور وطریق صورت ووجاہت مین شاہزادون کی مانند ہے شاید کہین سے چرا لائے ہو بہانہ کرتے ہو اس رد وبدل مین نوبت مخاصمت پہنچی اور شور وغوغا بلند ہوا کہ ناگاہ یہودا جو حضرت یوسف علیہ السلام کا برادر مہربان تھا حسب معمول کنوئین پر کھانا لیکر آیا ہر چند پکارا مگر جواب نہ ملا اُس نے جانا

کہ آپ انتقال فرما گئے رونے لگا اور ادھر اُدھر دیکھتا تھا ناگاہ ایک انبوہ آدمیون کا نظر آیا وہان جاکر دیکھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے گرداگرد ایک انبوہ آدمیون کا ہے فوراً وہان سے لوٹا اور اپنے بھائیون کو اس سے مطلع کیا اُنھون نے اس خیال سے کہ یوسف علیہ السلام اپنا حال اُن سے کہدینگے اور یہ راز فاش ہو جائیگا اور باپ کو خبر پہنچیگی تو بڑی رسوائی ہوگی وہ اُفتان وخیزان چاہ پر پہنچے اور وہان سے پلٹ کر قافلے والون پر دعویٰ کیا اور قافلہ کو گھیر لیا ناچار اہلِ قافلہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ظاہر کیا پہلے سب نے مارنے کا قصد کیا پھر یہودا کے روکنے سے یہ بات قرار پائی کہ یہ اس ولایت سے چلا جائے تا کہ راز سربستہ رہے القصہ بھائیون نے بہت کم دام کو سردار کے ہاتھ اپنا غلام نافرمان قرار دیکر بیچ ڈالا۔ اب حضرت کی طیاری سفر کی ہوئی۔ زلیخا کے عشق نا دیدہ نے غضب کی کشش کی جب قافلہ مصر چلنے کو طیار ہوا تو آپ کو فراق وطن اور مہربان باپ کی جدائی نے بے قرار کر دیا روتے روتے ہچکیان لگ گئین ؎

حبِ وطن از ملکِ سلیمان خوشتر	خارِ وطن از سنبل وریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد	میگفت گدا بودنِ کنعان خوشتر

مالک نے آپ کے رونے کی آواز سُنکر پوچھا کہ میری سواری کے وقت کون روتا ہے کسی نے کہا کہ وہی عبری غلام روتا ہے اُس نے حضرت یوسفؑ کو اپنے سامنے بلوایا اور پوچھا کہ کیون روتے ہو کیا حاجت ہے آپ نے فرمایا کہ تھوڑی مہلت ملے تو مین اپنے بیچنے والون سے مل آؤن کہ شاید پھر اُن کو نہ دیکھون مالک نے کہا کہ مین نے تم سا باوفا غلام اور اُن سا بے حیا نہ دیکھا ہے نہ سنا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے لائق کام کرتا ہے غرض مالک نے اجازت دی کہ حضرت یوسف علیہ السلام بقلوس حبشی غلام کے ساتھ جس کی نگرانی مین تھے اور بخوف فرار آپ کے پاے مبارک مین ایک بھاری زنجیر ڈال دی تھی رات کے وقت کشان کشان بہ دشواری تمام وہان پہنچے اُس وقت یہودا

پہرے پر تھا اور لوگ سو رہے تھے یہودا نے زنجیر کی آواز سنکر پوچھا کون آتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ یوسف آتا ہے کہ باوجود جفا وستم بھی بھائیون کی محبت کے سلسلہ کا اسیر اور اُس اسیری پر یہ دوسری زنجیر ہے۔ یہودا دوڑکر حضرت یوسف سے لپٹ گیا اور بہت رویا اور کہا کہ اے بھائی دیکھیں قیامت مین ہمارا کیا حال ہوتا ہے افسوس کہ میرا کوئی شریک نہین مین تن تنہا ہون اُن سے عہدہ برا نہین ہوسکتا (یہودا بھی اُن کا سوتیلا بھائی تھا حضرت یوسف کی طرح) پھر بھائیون کو آواز دی کہ بیدار ہو کہ یوسف تم سے ملنے کو آیا ہے اب وہ ہم سے اور تم سے اور زمین کنعان سے رخصت ہوتا ہے بعض تو شرم سے نہ اُٹھے اور بعض اُٹھ بیٹھے اے مسلمان بھائیو ایک نبی کے اخلاق پڑھو اور اُس وقت کا اخلاق جب وہ نبی نہین ہوئے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک ایک بھائی کو گلے سے لگایا اور فرمایا یہ کلمات طیبات سنو۔ اے میرے بھائیو تم کو اللہ سلامت رکھے اگرچہ تمنے مجھ کو غلام بناکر بیچ ڈالا۔ اللہ تم کو اپنی حفاظت مین رکھے اگرچہ تم نے مجھ کو ضائع کیا۔ اللہ تم پر رحم کرے ہرچند کہ تم نے مجھ پر رحم نہین کیا۔ اللہ تمھاری مدد کرے اگرچہ تم نے میری مدد نہین کی۔ نامہربان بھائیون نے شرمندہ ہوکر سر نیچا کرلیا۔ بعد اس کے حضرت یوسف علیہ السلام اُن سے رخصت ہوئے اور قافلہ مین آئے۔ **اے تندمزاج اور زود خشم بھائیو** کیا تم اس برگزیدہ نبی اللہ کے اخلاق کی پیروی نہین کرسکتے اگر بہت نہین تو تھوڑی ہی سہی الغرض قافلہ روانہ ہوا اثناے راہ مین حضرت اسحٰق علیہ السلام کا مقبرہ پڑا اُس مین آپ کی والدہ ماجدہ کا مزار بھی تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام بے اختیار ہوکر اونٹ سے کود پڑے اور اپنی مادر مہربان راحیل کی قبر سے لپٹ کر بہت روئے اور اپنی سرگذشت بیان کی اُس مین سے ایک آواز حزین آپ کے کانون مین آئی کہ اے قرۃ العین مین تیری حالت دیکھکر سخت غمگین ہوئی تو نبی کا بیٹا ہے نبی کا پوتا ہے نبی کا پرپوتا ہے بلا تیرے ہی واسطے ہے فاصبر وما صبرك الا باللہ غرض کہ اِس مقام مین آپ کو توقف ہوا اور حبشی غلام اونٹ کی نکیل پکڑے

آگے بڑھ گیا تھوڑی دور جاکر جو اُس نے مُنہ پھیر کر دیکھا تو آپ کو اونٹ پر نہ پایا قافلہ مین شور ہو گیا کہ وہ عبرانی غلام بھاگ گیا قافلہ کے لوگ پیچھے کو پلٹے دیکھا کہ حضرت یوسف ع ایک قبر سے لپٹے ہوئے رو رہے ہین اُس غلام حبشی نے آپ کو قبر سے جدا کیا اور ایک طمانچہ زور سے مُنہ مین مارا اور گھسیٹتا ہوا اسواری کے پاس لایا اور کہا کہ تیرے بیچنے والے سچ کہتے تھے کہ یہ غلام بھاگنے والا ہے حضرت یوسف علیہ السلام بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو آپ نے عرض کی۔ یا رب مین گنہگار و ذلیل و خوار تیرے در پر آیا ہون میرا قصور معاف کر اور جو میری عرض سننے کے قابل نہین ہے تو ابراہیم و اسحاق و یعقوب کے واسطے مجھ پر رحم کر۔ القصہ حضرت یوسف علیہ السلام قافلہ کے ساتھ مدینہ نیسان مین پہنچے وہان کے لوگ اُن کو دیکھتے ہی عاشق ہوگئے اور اُنکی صورت کی مورتین بناکر پوجنے لگے ؎

بتون کی ذات نہین	بتون کی قوم نہین ہے		وہی ہے بت جسے خالق نے اچھی صورت دی	
	تو نے	بت ہی کو بنا دیا	للمولفہ	واہ رے حُسن مین تیرے قربان ؎

وہان سے قافلہ چلا تو نابلس مین پہنچا یہ دوسری بوالعجبی حُسن کی دیکھئے وہان کے لوگ بت پرست تھے آپ کو جو دیکھا تو بتون کو توڑکر آپ پر ایمان لائے فتبارک اللہ احسن الخالقین للمولفہ ؎

جس کی جیسی آنکھ یہ مجنون ہوا وہ کوہکن		حسن کی شانین بہت اسکی ادائین بے شمار

تفسیر سجتانی کا مصنف لکھتا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر قدس کے قریب پہنچے تو امیر قدس کو خواب مین حکم ہوا کہ ایک نیک آدمی تیرے ملک مین آتا ہے اُس کا استقبال کر اور اپنے مکان پر لا اور اُس کے حکم پر چل۔ امیر قدس بیدار ہوا اور استقبال کے واسطے شہر سے باہر نکلا اور طیاری ضیافت کا حکم دے گیا جب قافلہ شام مین پہنچا تو اہل قافلہ سے پوچھا کہ تمھارا امیر و سردار کون ہے۔ بولے مالک ابن زعر اُس کو سخت تعجب ہوا کہ مالک ابن زعر تو ہر سال دو تین بار آتا جاتا ہے مجھ کو کبھی اُس کے استقبال کا

حکم نہین ہوا یہ خیال کر رہا تھا کہ اُس کو حضرت یوسف علیہ السلام نظر آئے اور اُس جمال مین وہ شان ملکوتی نظر آئی کہ بے اختیار ہو گیا اور دوڑ کر آپ کے ناقہ کو روکا اور اُتارا اور آپ کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین وہی ہون جس کے استقبال کو تو آیا ہے اُس نے عرض کی کہ آپ کو کس نے خبر دی فرمایا کہ جس نے تجھے میرے استقبال کا حکم دیا امیر نے عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ بت پرستی چھوڑ دے اُس نے عرض کی کہ اس شرط پر کہ آپ اوّل میرے بت سے ملین اگر وہ آپ کو سجدہ کرے اور یہ کہے کہ یہ شخص صادق ہے تو جیسا آپ فرماتے ہین بجا لاؤن گا آپ نے ارشاد کیا رَبِّیْ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ عرض کہ امیر قدس حضرت سے باتین کرتا قافلے کے ساتھ شہر مین داخل ہوا اور آپ کو اپنے مکان مین لایا اور اپنا بت حضرت کے سامنے اُٹھا لایا اُس نے فوراً سجدہ کیا اور زمین پر گر کر کئی ٹکڑے ہو گیا۔ امیر قدس ایمان لایا اور شرط خدمت و ضیافت بجا لایا اور خوان نعمت چُنا گیا۔ امیر قدس ایک پیالہ شیر و برنج کا حضرت کے واسطے لایا۔ حضرت نے اوّل اُس مین سے لقمہ اُس کو دیا جو حضرت کے پہلو مین بیٹھا تھا بعد اُس کے حضرت نے تمام محفل کو اُسی پیالے سے کھلایا اور آخر مین خود تناول فرمایا سَیِّدُ الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ شُرْبًا امیر قدس نہایت متحیر ہوا اور قافلے والون سے پوچھا کہ یہی تمھارا سردار ہے وہ بولے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے جس کو ہم نے بیس درم کو خریدا ہے۔ امیر قدس نے کہا کہ پھر تمھارا سردار کون ہے اہل قافلہ نے کہا کہ مالک ابن زعر۔ امیر نے کہا کہ جب تمھارے غلام کا یہ معجزہ ہے تو سردار کا تو بہت زیادہ ہو گا اہل قافلہ امیر کا یہ قول سُنکر نادم ہوئے۔ امیر نے کہا اَلْعَبْدُ خَیْرٌ مِّنَ السَّیِّدِ القصہ مالک قدس سے روانہ ہوا اور منزل بمنزل قطع منازل کرتا ہوا حوالی مصر مین دریاے نیل پر پہنچا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کی کہ یہ دریاے نیل شہر مصر کا دریا ہے آپ غسل کیجئے اور پوشاک بدل ڈالئے حضرت یوسف علیہ السلام نے غسل کیا مالک نے آپ کو لباس شاہانہ پہنایا اور تاج طلائی سر مبارک پر رکھا اور منطقہ نقرئی کمر سے باندھا اور

اور گلوبند مرصع بجواہرات گلوے مبارک مین لٹکایا اور زلیخا کی امیدون کی طرح آراستہ کرکے ایک کنعانی اونٹ پر سوار کرا کے لے چلا

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر	کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

منادی غیب نے ندا دی ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام شہر مین داخل ہوئے تو شہرہ آپ کے حسن کا تمام کوچہ و بازار مین پھیل گیا اور مالک کے مکان پر طالبان دیدار کا ہجوم ہوا۔ مالک نے نظارہ فروشی کی دوکان کھول دی اور نہایت قیمتی جلوے کو بہت کم دامون بیچنا شروع کر دیا ایک نظر کی قیمت ایک دینار لمولفہ

رونمائی کے لئے بیٹھے ہین بن ٹھن کے وہ آج	قابل دید ہے میلا یہ خریدارون کا

تھوڑے عرصہ اور قلیل مدت مین چھ لاکھ دینار جمع ہو گئے۔ مالک ابن زعر مالک دینار ہو گیا اور مصریون کا یہ حال ہو گیا کہ مشاہدہ جمال یوسفی سے مجنون ہو گئے جب اُس گھر سے نکلنے کا قصد کیا تو دروازہ بھول گئے مالک نے اپنے غلامون سے کہا کہ ان کے ہاتھ پکڑ کے گھر سے باہر کر دو اور جب گھر سے باہر آئے تو ایک دوسرے کو نہ پہچانتے تھے اور اپنے گھر کی راہین بھول گئے اور جب ہوش مین آئے تو سواے ذکر یوسف علیہ السلام کے اُن کا کوئی مشغلہ نتھا انتہی یہ کہ اپنی زبانون سے نا آشنا ہو گئے اور بزبان حال یون پکارتے پھرتے تھے۔ غزل

جان بیتاب اسیر خم گیسوے تو شد	دل شہادت طلب از خنجر ابروے تو شد
چشم آئینہ دگر جلوہ گہہ روے تو شد	دیدہ ام محو رخ و نرگس جادوے تو شد
بہ رخت ماہ فلک در چہ حساب است ببین	روے خورشید قیامت خجل از روے تو شد
فارغ از در و سر سجدۂ محراب شدم	صندل روے جبین خاک سر کوے تو شد

دوسرے دن مالک نے آپ کو ایک بلند مکان پر تخت زرین بچھا کر بٹھایا اور منادی کی کہ آج پھر دیدار عام ہے اور دو دینار قیمت یک نظر قرار دی گئی ہے

هردو عالم قیمتِ او گفتۂ — اے مالک — نرخ بالا کن کہ ارزان است ہنوز

اِس دیدارِ عام مین بارہ لاکھ دینار جمع ہوگئے کعب احبار سے روایت ہے کہ دوسرے یا تیسرے دن جب اہلِ مصر جمع ہوکر آئے تو مالک اپنے گھر کے صحن مین تخت پر تاج طلائی سر پر رکھکر ایک چھڑی ہاتھ مین لیکر تنہا بیٹھا اور مشتاقانِ حسنِ یوسفی کا داخلہ شروع ہوا مالک نے اکثر لوگون کو تحائف شام دئے اور عمدہ کھانا کھلایا نفیس شربت پلائے بعد اُس کے اُن سے پوچھا کہ آپ کی کیا حاجت ہے اُن لوگون نے متفق ہوکر کہا کہ ہم اُس محبوب کو دیکھا چاہتے ہین جسکے غلغلۂ حسن وجمال سے مصر کا ہر مکان اور ہر کوچہ اور ہر بازار گونج رہا ہے اور اگر تم کو اُس محبوب کی بیع مقصود ہو تو زیادہ سے زیادہ قیمت دینے کو حاضر ہین۔ مالک نے کہا کہ مجھ کو اُس ماہِ دل آرا کو بیچنا منظور ہے مگر ماہِ آیندہ کے جمعہ کو اُسی بازار مین جہان غلامون کی بیع وشرا ہوتی ہے لیکر آؤنگا جس خوش نصیب کی قسمت لڑجائیگی اُس کا مکان اِس شمع دل افروز کے جلوون سے منور ہوجائیگا۔

روایت ہے کہ مالک ابن زعر نے اُس مقام پر جہان غلامون کا بازار تھا ایک نہایت عمدہ قبہ بنوایا اور اُس مین صندل کا تخت مرصع بہ جواہرات بچھایا جب یوم معہود آیا تو علی الصباح محرم کی دسوین تاریخ حضرت یوسف علیہ السلام کو انواع زیورات جواہرین سے آراستہ کرکے جلوہ آرا کیا اور منادی نے ندا کی کہ یہ غلام جس کا ایک عالم غلام ہے یکتا ہے خریدار حاضر ہون الغرض مصر کی مخلوق اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ سے بہت زیادہ قیمتین لیکر حاضر ہوئے۔ اُن روزون مین مصر کا بادشاہ ابن ولید عملیق تھا مگر اُس نے عنانِ سلطنت قطفیر یا اطفیر ابن روحیب مصری جس کو عزیز بھی کہتے ہین سپرد کردی تھی یہ خبر سُن کر عزیز بھی بصد تزک و احتشام آپ کے نظارۂ جمال کے لئے حاضر ہوا۔ جب اُس میدان مین کثرت آدمیون کی ہوئی تو مرد ایک طرف کھڑے کئے گئے اور عورتین ایک طرف اور حال یہ تھا کہ بعض بنظر خریداری آئے تھے اور ایک جماعت کثیر نظارۂ جمال کے واسطے جب عشاق کی صفین مرتب ہوگئین تو

سب نے باخود ما مشورہ کر کے ایک ایلچی مالک ابن زغر کے پاس بھیجا کہ آپ اُس محبوب کو جلد جلوہ گر کیجئے اب تاب انتظار نہین جب ایلچی مالک کے پاس پہنچا تو مالک نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر عرض کی اب آپ تخت مجوبلی پر جلوہ گری فرمائیے حضرت یوسف علیہ السلام چہرہ مبارک پر نقاب ڈالے ہوئے تشریف لائے اور ایک گلگون باد پا پر سوار ہوئے اُس وقت مالک ابن زغر کے ساتھ سرداران مصر اور ارکین شہر و سلطنت مین سے دس ہزار آدمی آپ کی رکاب مین روان تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام قبہ بیع کے پاس پہنچے اور رہوار سے اُتر کر تخت پر متجلس ہوئے تو اہل مصر نے گھیر لیا۔ منادی نے آواز دی کہ کون اس غلام کو مول لیتا ہے کوئی خریدار جو اس کی قیمت دے سکے تمام حضار شرما گئے اور اپنے اپنے سر نیچے کر لئے پھر منادی نے ندا کی کہ کون اس غلام فصیح و بلیغ و صبیح کو مول لیتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے منادی سے کہا کہ یون ندا کر کہ کون اس غلام غریب و مسکین و حزین کو لیتا ہے منادی نے عرض کی کہ میری یہ جرأت نہین ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما فرماتے ہین کہ اُس وقت اہل مصر کے تین فرقے ہوگئے تھے مست بیہوش مجنون

صاحب کشف الاسرار کہتے ہین کہ اُسی مجمع مین ملک ریان بادشاہ مصر بھی بھی حاضر تھا اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی مبارک صورت دیکھکر کہا کہ یہ لڑکا ہرگز غلام نہین ہے مین تو اس کی شمائل مین آثار سعادت و امارت پاتا ہون اس کا خریدنا بہتر نہین ہے اور مین اس کی قیمت نہین دے سکتا ہون یہ کہکر مع خدم و حشم پلٹ گیا اُس وقت اور لوگون نے مول لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ایک سوداگر نے دو ہزار دینار قیمت کہی۔ دوسرے نے بیس ہزار دینار کہے اسی طرح ایک لاکھ دینار کی نوبت پہنچی یہان تک کہ زلیخا کی نوبت آئی ؎ لمولفہ

شور ہے حضرت یوسف کی خریداری کا	محمل اس وقت زلیخا کا بھی بازار مین ہے

اپنے دل کی تجھے مین سیر کراؤن ادھر آ	اے زلیخا ترا یوسف اسی بازار مین ہے
کونسے غیرت یوسف کی لگی ہے قیمت	نرخ کا اَور ہی رنگ آج تو بازار مین ہے

وہ ملک ریان بادشاہ مصر کے ادب سے خاموش کھڑی رہی بادشاہ کے پلٹ جانے کے بعد اُس کے شوہر نے جس کا نام یا عہدہ عزیز تھا اپنی پیاری بی بی زلیخا سے کہا کہ ہمارے کوئی اولاد نہین ہے اگر تیری مرضی ہو تو اس لڑکے کو خرید لین زلیخا نے کہا بہت مناسب ہے میرے پاس بھی نقد و جنس بہت ہے اگر تو میری مدد کرے تو مین خرید لینے کی جرأت کرون۔ یہی گفتگو زن و شو مین باخود با ہو رہی تھی کہ بازغہ بنت طالون عمالیقہ ابن مسعود ابن زیاد اکبر بانیِ ارم جس کا قرآنِ پاک مین ذکر ہے اہالیان مصر مین سے بڑی مالدار تھی اور قوم کی شہزادی تھی خریداری کے لئے حاضر ہوئی اور ایک ہزار موتی دو دو مثقال کے اور ہزار یاقوت پانچ پانچ مثقال کے اور ایک طبق مین فیروزے اور جواہرات اور ایک ہزار خچر سونے سے لدے ہوئے اور ایک ہزار خچر چاندی سے بھرے ہوئے اپنے ساتھ لائی جب حضرت یوسف علیہ السلام پر اُس کی نگاہ پڑی تو بزبانِ حال یون زمزمہ سنج ہوئی ؎

خوشبوئے خطت بلائے جانہا	روئے تو بہار گلستانہا
سودائے تو دشت کرد آباد	ویران فگند خانمانہا

پھر اُس نے عرض کی کہ اے لڑکے تو کون ہے اور تجھے کس نے پیدا کیا ہے اور اس طرح مخاطبت کی ؎

توئی کہ نعل سمندت سر فلک را تاج	بہ کحل خاک رہت دیدۂ ملک محتاج
رخ تو کعبہ و زمزم چہ زنخدانت	قد تو طوبیٰ و زلفِ تو لیلۃ المعراج
توئی بکشورِ دل بادشاہِ لشکرِ غم	روا مدار کہ ملکِ دلم کنی تاراج
تراست صورت و معنی کہ صورت و معنیٰ	ہمی آمدہ از صورتت در استخراج
گزیدہ دُرِّ یتیمی ز بحرِ غیب الغیب	کہ از تو لجۂ توحید می شود معراج

دو چشم مست تو آشوب جملہ ترکستان	بچین زلف تو ما چین و ہند داد خراج
بیاض روے تو روشن تر آمد از رخ روز	سواد زلف تو تاریکتر ز ظلمت داج

اے برگزیدہ صاحبزادے مجھے اپنے حقیقت حال سے آگاہ کر کہ مین تجھ پر ایمان لاؤن یہ سب مال تیری رونمائی ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شاہزادی مین ایک بندہ ہون بندگان خدا سے مجھے بھی اُسی نے پیدا کیا ہے جس نے تجھے پیدا کیا ہے اور ایک دن یہ صورت بھی اُسی طرح خاک ہو جائیگی جیسے اور صورتین ہو گیئن یہ سن کر شاہزادی نے کہا اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الَّذِیْ صَوَّرَکَ ایمان لائی مین اُس اللہ پر جس نے تیری صورت بنائی اور وہ سب مال بیکران آپ پر نثار کر کے اپنے گھر کی طرف چلی اور یہ ترانہ گویا اُس کی زبان پر تھا ؎

صد رہ بصد کرشمہ زمن بردیار دل	بخشید فیض عشق بہ بیدل ہزار دل
بر روے آتشین تو ہر گہ فتد نگاہ	بیرون جہد ز سینہ برنگ شرار دل
جان را فداے شعلہ عذاران کہ میکند	پروانہ دل۔ فریفتہ دل۔ بے قرار دل
ہر چند باز بزم تو بیرون کشیدہ ام	بر جاے خود گذاشتہ ام یادگار دل
ہر جا کہ ہست خاک رہ جلوہ گاہ تست	بیچارہ دل۔ ستم زدہ دل۔ خاکسار دل

حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ بازغہ کا قصہ اپنی کتاب مین یون رقم فرماتے ہین چونکہ مین اس نظم کو اپنی کتاب کی زینت سمجھتا ہون لہذا داخل کتاب کی جاتی ہے۔

داستان دختر بازغہ از نسل عادیان کہ غائبانہ بہ جمال حضرت یوسف علیہ السلام عاشق شدہ دران آئینہ جمال حقیقت دیدہ از مجازی بہ حقیقی رسیدہ

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

در آید جلوهٔ حسن از رهِ گوش / زجان آرام برباید ز دل هوش
ندارد بیش ازین دلاله کارے / که گوید قصهٔ زیبا نگارے
ز دیدن هیچ اثرے درمیانه / کند عاشق کسان را غائبانه
به ملکِ مصر زیبا دخترے بود / که نسلِ عادیان را سرورے بود
زده درجِ عقیقش خنده بر دُر / ز شکر خندِ او مصر از شکر پُر
ز بس شیرین که شکر خندِ او بود / دل نیشکر اندر بندِ او بود
چو شکر ریختے از لعلِ خندان / شکر انگشت بگرفتے به دندان
شکر بود از دهانش با دلِ تنگ / نبات از رشکِ لعلش شیشه بر سنگ
چو در لطف از نباتش لب فره شد / نبات اندر دلِ شیشه گره شد
نبات ارچند دادے شیشه را دل / نمی شد با لبِ لعلش مقابل
نه بود ایمن ز لعلِ مے پرستش / که با آن پُر دلی آرد شکستش
جهان را فتنه بود آن غیرتِ حور / ز شیرین شکر او مصر پُر شور
سرانِ ملک در سوداش بودند / بتانِ شهر ناپرواش (یعنی بے صبر) بودند
ولے بر چرخ بوده افسرِ او / بهر کس در نمی آمد سرِ او
ز عز و مال و استغنائے جاهش / نمی افتاد سوئے کس نگاهش
حدیثِ یوسف و وصفش چو بشنید / سیاه روئے او مهرش بجنبید
چو شد گفت و شنیدِ او پیاپے / شد آن اندیشه محکم در دلِ وے
بدیدن میلش افتاد از شنیدن / بلے باشد شنیدن تخمِ دیدن
نصابِ قیمتش معلوم خود ساخت / ز ترتیبِ نصابش دل بپرداخت
هزار اشتر همه پاکیزه گوهر / بپا از دیباج و مشک و گوهر و زر
ز انواعِ نفائس هر چه بودش / که دادن در بها لایق نمودش

مرتب کرد و راهِ مصر برداشت / به مخزن از خزائن هیچ نگذاشت
فتاد از مقدمش آوازه در مصر / برآمد هاے و هوئے تازه در مصر
بمصر آمد سرش در راهِ یوسف / خبر پرسان ز جولان گاهِ یوسف
چو از جولانگهِ یوسف خبر یافت / دلِ خرم بسوے او عنان تافت
جمالے دید بیش از حدِ ادراک / چو جان ز آلودگی آب و گل پاک
به گیتی مثلِ او نادیده هرگز / ز کس مانند او نشنیده هرگز
نخست از دیدنِ او بیخود افتاد / ز ذوقِ بیخودی گشت از خود آزاد
وزان پس بیهشی هشیاری آورد / ز خوابِ غفلتش بیداری آورد
زبان بکشاد پرسش کرد آغاز / جواهر جست زان گنجینهٔ راز
بگفت اے از تو کارِ نیکوئی راست / بدین خوبی جمالت را که آراست
که لامع ساخت خورشیدِ جبینت / که آمد خرمنِ مه خوشه چینت
کدامین خامه زن نقشِ تو پرداخت / کدامین باغبان سروِ تو افراخت
که زد پرکار طاقِ ابروت را / که داد این تاب بندِ گیسوت را
گلِ سیراب تو آب از کجا خورد / بدین آبش درین بستان که آورد
به سروت خوب رفتاری که آموخت / به لعلت نغز گفتاری که آموخت
به روئے تو لوحِ نامهٔ کیست / سرِ زلفِ تو حرفِ خامهٔ کیست
که بینا نرگست را چشم بکشاد / ز خوابِ نیستی بیداریش داد
که بر درجِ درت زد قفلِ یاقوت / که دل را قوت است و روح را قوت
که کندت در زنخدان چاهِ غبغب / که آبِ زندگی کرده لبالب
که خالِ عنبرینت زد به رخسار / نشیمن ساخت زاغے را به گلزار
چو یوسف این سخنها کرد از و گوش / غذاے جان فشاند از چشمهٔ نوش

بگفتا صنعتِ آن صانعم من / که از بحرش برشحے قانعم من
فلک یک نقطه از کلکِ کمالش / جهان یک غنچه از باغِ جمالش
ز نورِ حکمتش خورشید تابے / ز بحرِ قدرتش گردون حبابے
جمالے بود پاک از تهمتِ عیب / نهفته در حجابِ پردهٔ غیب
ز ذرّاتِ جهان آئینه ها ساخت / ز روے خود بهر یک عکس انداخت
بچشمِ تیز بینت هر چه نیکوست / چو نیکو بنگری عکسِ رخِ اوست
چو دیدی عکس سوے اصل بشتاب / که پیشِ اصل نبود عکس را تاب
معاذ الله ز اصل ار دور مانی / چو عکس آخر شود بے نور مانی
نباشد عکس را چندان بقائے / ندارد رنگِ گل چندان وفائے
بقا خواهی بروے اصل بنگر / وفا جوئی ببوئے اصل بنگر
همه چیزے رگِ جان را خراشد / که گاہے باشد و گاہے نباشد
چو دانا دختر این اسرار بشنید / بساطِ عشقِ یوسف در نوردید
به یوسف گفت چون وصفت شنیدم / به دل داغِ تمنایت کشیدم
گرفتم پیش راهِ آرزویت / سراپا ساختم در جستجویت
چو دیدم روے تو افتادم از پاے / بجان دادن ته پایت زدم راے
ولے چون گوهرِ اسرار سفتی / نشان زان منبعِ انوار گفتی
به تحقیقِ سخن بشگافتی موے / مرا از مهرِ خود برتافتی روے
حجاب از روے امیدم کشودی / ز ذرّه ره بخورشیدم نمودی
کنون بر من در این راه بازاست / که با تو عشق ورزیدن مجاز است
چو باشد بر حقیقت چشم بازم / به افتد ترکِ سوداے مجازم
جزاک الله که چشمم باز کردی / مرا با جانِ جان همراز کردی

زمهرِ غیر بگسستی دلِ من حریم وصل کردی منزلِ من
اگر هر موے من گردد زبانے به هریک رانم از تو داستانے
نیارم گوهرِ شکرِ تو سُفتن سرِ موے ز احسانِ تو گفتن
پس آنکه کرد پدرودی و در رفت بر بست از مایۂ سودی و در رفت
بنا کرد از پسِ رفتن به تعجیل عبادت خانۂ بر ساحلِ نیل
و لے از ملک و مال و عالم آزاد به مسکینان و محتاجان صلا داد
که ملک و مال وے تاراج کردند بقوتِ یک شبش محتاج کردند
بجاے تاج از گوهر مرصع قناعت کرد با فرسوده سقنع
بجاے لبستِ زرین عصا به بسر بربست پشمین پاشنا به
تنِ خود را اطلس واکسون به پرداخت لباس آئینه آسا از نمد ساخت
بدستِ وے ز گوهر دار پاره (یعنی کلبه) سفالین سُبحه آمد در شماره
به کنجِ آن عبادت خانه ره کرد ز عالم رو دران محرابگه کرد
ز گلخن دامنِ خاکستر آورد بجاے بسترِ سنجاب گسترد
ز خارا زیرِ سر بنهاد بالش در آمد گیتی از درویش بنالش
دران معبد بسر می برد تا بود به طاعت پاے می افشرد تا بود
چو در طاعت گرهی عمرش سر آمد بجان دادن خوش آوازے بر آمد
نه پنداری که جان را رایگان داد فروغ روے جانان دید و جان داد
دلا مردانگی زان زن بیاموز به ماتم شیوۂ شیون بیاموز
غمِ خود خور اگر این غم نداری بکن ماتم اگر ماتم نداری
بسر شد عمر در صورت پرستی و مے زاندیشۂ صورت نه رستی
بهر دم حسنِ صورت را زوال است زحالے هر زمان گردان بحال است

مزن ہردم قدم بر سنگ لاخے ۔۔۔ ز شاخے ہرزمان بنشین بشاخے
نشیمن برتر از کون و مکان گیر ۔۔۔ فراز کاخ معنی آشیان گیر
بود معنی یکے صورت ہزاران ۔۔۔ مجو جمعیت از صورت شماران
پریشانی بود ہرجا شمار است ۔۔۔ وزان رو در یکے کردن حصار است
چو تاب حملۂ دشمن نیاری ۔۔۔ بہ آن کز جنگ او باشی حصاری

روایت۔ بعض رواۃ کی تحریر ہے کہ شہزادی بازغہ نے مالک سے کہا کہ یہ سب مال حاضر ہے اپنے خزانہ مین داخل کر اور یوسف کو میرے حوالہ کر مالک نے چاہا مگر یہ بیع کامل نہ ہونے پائی تھی کہ زلیخا نے ایک اپنا معتمد مالک کے پاس روانہ کیا اور یہ پیغام بھیجا کہ جس قدر نقد و جنس بازغہ دیتی ہے مین بھی دینے کو حاضر ہون اور تیس دانہ مروارید بیش بہا اور یوسف کے برابر مشک و کافور و عنبر اور ہزار جامۂ دیبائے مصری اور زیادہ کرتی ہون شاہزادی بازغہ نے مالک سے کہا کہ مین اس اضافہ پر سو رطل سونا اور زیادہ کرتی ہون یہ نرخ بڑھتا ہی جاتا تھا کہ ملازمین زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو تخت سے اُٹھا لیا اور زلیخا کے گھر پہنچا دیا اور شاہزادی بازغہ اسی حسرت و اندوہ مین تارک دنیا ہو کر عبادت خانہ مین بیٹھ گئی اور یادِ خدا مین عمر بسر کردی۔ لمولفہ ؎

مجاز ہو کے حقیقت کا راستہ طے کر ۔۔۔ یہی سلوک ہے ہرچند پھیر راہ مین ہے

حضرت عبداللہ ابن عباس اور وہب ابن منبہ سے منقول ہے کہ زلیخا کی بیتابی کا سبب یہ تھا کہ زلیخا طیموس بادشاہ کی بیٹی تھی اور حسن و جمال مین نظیر اپنا نہ رکھتی تھی سات برس کی عمر مین یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین دیکھا جب بیدار ہوئی تو عشق سر شار تھا حتی الوسع اُس کے اِخفا اور کتمان مین کوشش کی مگر ع

کہ عشق و مشک را نہ توان نہفتن ؎

نمی توان عشق نہان داشت زمردم لیکن ۔۔۔ زردیِ رنگِ رخ و خشکیِ لب را چہ علاج

چہرہ زرد ہوگیا آنکھین تر رہنے لگین اپنے بیگانے سے وحشت پیدا ہوگئی خواب آنکھون سے رخصت صبر کو آتش عشق کی حرارت نے سیماب کی طرح اُڑا دیا۔ بیقراریون نے یمین و یسار سے گھیر لیا قاصدان نالہ و آہ کچھ تو کنعان کو روانہ ہوئے کچھ مصر کی طرف آخر جذب عشق نے اس طرح کشش کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام دوان دوان گرتے پڑتے نہ گڑھا دیکھا نہ کنوان مصر مین پہنچ ہی گئے ایسا زبردست عشق بھی نہین دیکھا گیا کہ ایک عورت کی کشش حضرت یعقوب علیہ السلام کے عشق پر غالب آجائے۔ ع

فہذا عجیبٌ عجیبٌ عجیبٌ

روایت ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد ایک برس زلیخا کو تب و تاب اور بیقراری و اضطراب مین گذرا۔ دوسرے برس پھر وہی مبارک صورت نظر آئی زلیخا نے اس بار اپنے دل کو سنبھالا اور اُس مبارک صورت سے بعجز و نیاز عرض کی آپ کون ہین اور آپ کا اسم گرامی کیا ہے آپ کس خاندان کے آفتاب ہین اُس نورانی شکل نے جواب دیا کہ اے زلیخا مین انسان ہون اور تیرے واسطے ہون اور تو میرے واسطے ہے تو کوئی شوہر نہ اختیار کیجیو سوائے میرے اب جو بیدار ہوئی تو وہ آتش پنہان جو صبر و تحمل و غیرت و شرم کی خاک مین دبی ہوئی تھی افسردہ انگارے سے روشن ہوئی اور اُس کی چنگاریان شعلہ جوالہ بنکر آسمان تک پہنچنے لگین اور نالہ و آہ کی وہ دردناک صدائین کہ ماں باپ کے دل شق ہونے لگے آخر طیموس نے پوچھا کہ اے زلیخا تیرا کیا حال ہے مجبور کہنا پڑا کہ شب گذشتہ مین پھر وہی خواب دیکھا اور وہی جمال بیمثال نظر آیا جس نے میری بیقراریون کو نئے سرے سے ترقی دیدی اب لوگون کو جنون کا خیال ہوا بادشاہ نے بھی جو بہت آشفتہ دیکھا بنظر علاج پابزنجیر کرکے داخل محبس کیا۔

دیوانے کا پاؤن درمیان ہے	زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو

دوسرا برس اس حالت مین گذرا۔ تیسری بار حالت فیند مین پھر اُسی بابرکت صورت نے

جلوہ گری فرمائی زلیخا نے عرض کی اے میرے ٹوٹے پھوٹے دل کے مکین اپنا مقام تو مجھے بتا دے ارشاد ہوا ع عزیز مصرم و مصرم مقام است ٭ جب بیدار ہوئی تو مہربان باپ سے کہا کہ اب مجھے قید سے نجات دیجئے کہ مین مصر جا کر اپنا مدعا حاصل کرون اور خواب کا حال مفصل بیان کیا۔

روایت ہے کہ مصر اُس مقام سے چھ مہینے کی راہ پر تھا مگر جب طیموث بادشاہ نے اپنی دختر زُلیخا کو بہت بیقرار دیکھا تو عزیز مصر کو ایک خط لکھا کہ میری لڑکی ہے جو بصفات کمال آراستہ ہے اور زیور حسن و جمال سے پیراستہ ہے اکثر شاہزادگان دیار و امصار نے اُس کی خواستگاری کین مگر وہ رضامند نہ ہوئی لیکن مین بطیب خاطر اُس کو تجھ سے بیاہنا چاہتا ہون عزیز مصر اپنا فخر سمجھ کر نہایت بیش بہا تحف و ہدایا ہمراہ لیکر اپنے ملک سے ایک جماعت اعیان و اشراف منتخب کر کے اور ساتھ لیکر طیموث بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا ایک بڑے پُر فضا میدان مین شاہی خیمہ جات نصب تھے زُلیخا بھی اُنھین مین سے ایک پُر تکلف خیمہ مین تھی جب عزیز کی سواری آئی اور زُلیخا نے خیمہ مین سے دیکھا تو عزیز کو دیسا نہ پایا جیسا خواب مین دیکھا تھا عجب اضطراب پیدا ہوا مگر کیا کرتی خود کہہ چکی تھی چار و ناچار عزیز مصر کے ہمراہ مصر کو روانہ ہوئی حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سین کو اپنی بیمثال نظم مین یون دکھایا ہے جن لائق حضرات نے کم عمری مین زلیخا پڑھی ہے وہ یاد بھی نہ رہی ہوگی۔ یہ اشعار پڑھین اور حضرت مُلّا کا زور قلم ملاحظہ فرمائین نظم

سحرگاہان کہ زد چرخ مکوکب	زرزّین کوس کوچ رحلتِ شب

شرح شب کے واسطے رحلت کا یون استعمال کیا کہ وہ رات باوجودیکہ شبِ وصال تھی اور جائز شبِ وصال تھی مگر عزیز چونکہ فطرتاً عورات کے قابل نہ تھا شبِ ہجر کی طرح اُس کی صبح ہوئی اور وہ کیونکر قابل ہو سکتا تھا اس لئے کہ یہ امانت پیغمبر کی تھی یہ تو صرف امانتدار تھا امانت پہنچانے کے لئے زلیخا کو لے چلا تھا انتہیٰ محمد اکبر ابو العلائی داناپوری ؒ

کواکب نیز محفل بر شکستند — به همراهی شب محمل ببستند
شد از رخشانیِ آن زرفشان کوس — به رنگِ پرِّ طوطی دمِّ طاوس

شرح - زرفشان کوس آفتاب - دم طاوس اُس کی رنگارنگ کی شعاعین - پر طوطی آسمان سبز سادہ ستارون سے ۱۲

عزیز آمد به قدرِ شهریاری — نشاند از خیمه مه را در عماری
سپه را از پس و پیش و چپ و راست — به آیینے که می بایست آراست
ز چتر زر به فرقِ نیک بختان — بپا شد سایهٔ زرین درختان

یہ کیفیت ہودج اور محملون کی بیان کی ہے جن کے قبون پر مصنوعی زرین درخت سایہ کئے ہوئے تھے ۱۲

مرصع زین به پایۂ هر درختے — شده مسند برائے نیک بختے
درخت و سایه و مسند روانه — نشسته نیک بخت اندر میانه
طرب سازان نواها ساز کردند — شتربانان حُدی آغاز کردند
شد از بانگِ حُدی و غلغلِ لحن — فلک ها را طبق پُر دشت را صحن
ز بس رفتار گه اسپ و شتر بود — در و دشت از هلال و بدر پُر بود

شرح - بدر - نشان کف پائے شتر - و ہلال - نشان ہائے نعلِ اسپان ۱۲

گہے کنده بهر سو از تگ و پوے — هلال از زخمِ ناخن بدر را روے
گہے طالع شده فرخنده بدرے — هلال از وے شده ناچیز قدرے
زمین را کرده ریش اسپ از سمِ خویش — کفِ پائے شتر مرهم بر آن ریش
پئے مست آهوانِ زین نشیمن — صهیلِ بادپایان ارغنون زن
پئے آسودگانِ هودجِ ناز — نفیرِ ساربانان پرده پرداز
کنیزانِ زلیخا خرم و خوش — که رست از دیو هجران آن پریوش

عزیز و اهل او هم شادمانه
که شد زینسان بتی با بوی خانه
زلیخا تلخ عمر اندر عماری
رسانده بر فلک فریاد و زاری
که ای گردون مرا زینسان چه داری
چنین بی صبر و بی سامان چه داری
نه دانم در حق تو من چه کردم
که افگندی چنین در رنج و دردم
نخست از من بخوابی دل ربودی
به بیداری هزارم غم فزودی
گه از دیوانگی بندم نهادی
گه از فرزانگی بندم کشادی
چو شد از تو شکست خود درستم
خطا کردم که از تو چاره جستم
چه دانستم که وقت چاره سازی
مرا از خانمان آواره سازی
مرا بس بود داغ بی نصیبی
فزون کردی بران درد غریبی
چو باشد جانگدازی چاره سازیت
معاذ الله چه باشد جان گدازیت
منه دررہ دگر دام فریبم
میفگن سنگ بر جام شکیبم
دهی وعده کزین پس کام یابی
وزان آرام جان آرام یابی
بدین وعده نیابت شادمانم
ولی گر باشد این بختم چه دانم
زلیخا با فلک این گفتگو داشت
که آن بر واشتن را آمد فرو داشت
برآمد بانگ ره دانان به تعجیل
که اینک شهر مصر و ساحل نیل
هزاران تن سوار و پا پیاده
خروشان بر لب نیل ایستاده
عزیز مصر را در حق گذاری
به کف بهر نثار آن عماری
طبقهای زر از زر و درم پر
طبقهای دگر از جوهر و دُر
گهر ریزان برو صاحب نثاران
چو بر طرف چمن ابر بهاران
ز بس کف ها زر و گوهر فشان شد
عماری در زر و گوهر نهان شد
نهی آمد نه گوهر زیر مردم
دران ره مرکبان را بر زمین سم

چو گشتے سُمِ اسپان آتش افگن ‏— زلعل و لعل بودے سنگ و آہن
ہمہ صف ہا کشیدہ میل در میل — نثار افشان گذشتہ از لبِ نیل
بہ نیل اندر شد از دُرہائے شاہی — چو پُر گوہر صدف ہر گوش ماہی
بدین آرائشِ شاہانہ رفتند — بہ دولت سوئے دولت خانہ رفتند
سرائے بلکہ در دنیا بہشتے — ز فرشش ماہ خشتے مہر خشتے
دران دولت سرا تختے نہادہ — بہ زیبائی ز ہر تختے زیادہ
دران پردہ بکار اُستادِ زرکار — پئے گوہر فشانی زر بخروار
بہ پا تختِ زر مہدش رسانند — گہر وارش بہ تختِ زر نشانند
ولے جانش ز داغِ دل برشتہ — ازان زر بود در آتش نشستہ
مرصع تاج بر فرقش نہادند — میانِ تخت و تاجش جلوہ دادند
ولیکن بود ازان تاجِ گران سنگ — بہ زیرِ کوہ از بارِ دل تنگ
فشاندندش بتارک گوہر انبوہ — ولے بود آن بروبارانِ انبوہ
ز گوہر ہا کہ بر روئے خوبران رشک — بچشمش در نیامد جز دُرِ اشک
کسے کش دل نہ ہجران لخت لخت است — بیک لخت اگر مائل بہ تخت است
دران میدان کرا باشد سرِ تاج — کہ صد سر می رود آنجا بہ تاراج
چو چشم از اشکِ نومیدی بود پُر — کجا باشد درو گنجائشِ دُر

بیقراری زلیخا کی عزیزِ مصر کو دیکھکر کہ وہ نہین ہے جسے مین نے خواب مین دیکھا تھا

ایک روایت مین یون بھی آیا ہے کہ عزیزِ مصر زلیخا کے گھر خود نہین گیا تھا اُس نے معذرت کی کہ مین ملکی معاملات کی وجہ سے نہایت عدیم الفرصت ہون اور آپ خود ایک بڑی

سلطنت کے حکمران ہین آپ ان معاملات سے بے خبر نہین ہین لہذا شاہ طیموس نے زلیخا کو دلھن بنا کر اور بے انتہا جہیز دیکر رخصت کیا جب زلیخا کی سواری قریب مصر کے پہنچی اور عزیز مصر با تزک و احتشام بطور استقبال آیا اور زلیخا نے عماری کے پردہ سے اُسے دیکھا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت نہ پائی تو کمال بیقرار ہوئی اور قریب تھا کہ اُس بے قراری مین اُس کی روح فنا ہو جائے مگر رشتہ حیات باقی تھا خواصون نے بہت کچھ سمجھایا اور کشود کار کی امید دلائی کہ فی الجملہ اُس کی تسکین ہوئی مگر کیا تسکین ہوئی ؎

	برخاک نشست دست پیچان		با حسرت و داغ و درد حرمان
	طاقت ز بدن کنارہ می کرد		جان سوے اجل اشارہ می کرد

دایہ سے بولی اے دایۂ مہربان کیا کرون یہ وہ شخص نہین ہے جسے مین نے خواب مین دیکھا تھا ؎

	بخون غلطید از حسرت نگاہِ واپسین من		ستم شد انتظارِ مرگ بر جانِ حزین من
	ز خاکِ گلشنم جز نخل حسرت برنمی خیزد		عجب خاصیتے دارد ہوا ے سرزمین من

؎	نہ آنست این کہ من در خواب دیدم		بجست و جویش این محنت کشیدم
	نہ آنست این کہ عقل و ہوشِ من برد		عنانِ دل بہ بیہوشیم بسپرد
	نہ آنست این کہ گفت از خویش رازم		ببیہوشی بہوش آورد بازم
	دریغا بخت بستم سختی آورد		طلوعِ اخترم بدبختی آورد

بعض نامحرم راز خواصون نے عرض کی کہ شاہزادی اب کس بات کا رنج ہے۔ زلیخا نے چشم نم ہو کر جواب دیا ؎

گواہ دردِ پنہان نالۂ حزین من است		دلیلِ سوزِ درون آہِ آتشین من است

کہ ناگاہ ہاتفِ غیب نے آواز دی کہ اے زلیخا اِصْبِرِی لِاَنَّ الصَّبْرَ وَسِیْلَۃُ الظَّفَرِ

یوسفِ گم گشته باز آید به کنعان غم مخور — کلبهٔ احزان شود روزے گلستان غم مخور
پائے در میدانِ عشق ار می نہی مردانہ نہ — از بلائے سر مترس و زافتِ جان غم مخور
گرچہ جان سوز است در ہجرِ جانان صبر کن — کز وصالِ او رسی روزے بدرمان غم مخور
چون ترا با وصلِ جانان اتصالِ سرمدی است — گہ بصورت دیدہ است از دیدہ جانان غم مخور

اسی بیان مین حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین

چو دل با دلبرے آرام گیرد — ز وصلِ دیگرے کے کام گیرد
کجا پروانہ پرّد سوے خورشید — چو باشد سوے شمعش روے امید
نہی صد دستہ ریحان پیشِ بلبل — نخواہد خاطرش جز نکہتِ گل
ز مہر آتش چو در نیلوفر افتد — تماشاے مہش کے در خور افتد
چو خواہد تشنہ جانے شربتِ آب — نیفتد سودمندش شکرِ ناب
زلیخا را دران فرخندہ منزل — ہمہ اسبابِ حشمت بود حاصل
غلامے بود پیشِ او عزیزش — نبود از مال و زر کم ہیچ چیزش
پرستاران گل بوے و گل اندام — پرستاریش را بے صبر و آرام
کنیزانِ دل آشوب و دل آراے — پئے خدمت گری بنشستہ از پاے
غلامانِ قصب پوشش و کمر بند — ز سر تا پاے شیرین چون نئے قند
سیہ فامانِ از عنبر سرشتہ — ز شہوت پاکدامن چون فرشتہ
مقیمانِ حرم در پاک بازی — امینانِ حرم در کارسازی
ز خاتونانِ مصری ہمنشینان — بہ رعنائی و خوبی نازنینان
ہمہ ہم قامت و ہم زاد با او — ز ذوقِ ہمنشینی شاد با او
زلیخا با ہمہ در صفۂ بار — کہ یکسان باشد آنجا یار و اغیار
بساطِ خرمی افگندہ بودے — درون پرخون و لب پرخندہ بودے

بظاهر با همه گفت و شنود داشت / ولے دل جاے دیگر در گرو داشت
لبش با خلق در گفتار می بود / ولے جان و دلش با یار می بود
ازان بار گران در شادی و غم / نبودش با کسے پیوند محکم
بصورت بود با مردم نشسته / بمعنی از همه خاطر گسسته
ز وقت صبح تا شب کارش این بود / میان دوستان کردارش این بود
چو شب بر چهره مشکین پرده بستے / چو مه در پرده اش تنها نشستے
خیال دوست را در خلوت راز / نشاندے تا سحر بر مسند ناز
به زانوے ادب نشستیش پیش / بعرض او رسانیدے غم خویش
ز ناله چنگ محنت ساز کردے / سرود بیخودی آغاز کردے
بدو گفتے که اے مقصود جانم / بمصر از خویشتن دادی نشانم
عزیز مصر گفتی خویش را نام / عزیزی روزیت بادا سرانجام
به فرقم تاج عزت از عزیزیت / بر و آثار دولت از کنیزیت
بمصر امروز مهجور عزیزم / ز اقبال وصالت بے نصیبم
نه دانم تا بکے سوزم درین داغ / چراغ محنت افروزم بدین داغ
بیا و رونق باغ دلم باش / بوصلت مرهم داغ دلم باش
بنومیدی کشید از عشق کارم / سروش غیب کرد امید وارم
بدین امید اکنون زنده ماندم / ز دامن گرد نومیدی فشاندم
بنورے کز جمالت بر دلم تافت / یقین دارم که آخر خواهمت یافت
ز شوقت گرچه خونبار است چشمم / بسوے شش جهت چار است چشمم
خوشا وقتے که از راهے بر آئی / ببرج دیده چون ماهے درآئی
چو دیدار تو بینم نیست گردم / بساط هستی خود در نوردم

کنم سررشتهٔ پندار خود گم
شوم از بیخودی در کار خود گم

مرا دیگر بجاے خود نه بینی
چو جان آئی به جای من نشینی

توئی از هردو عالم آرزویم
ترا چون یافتم از خود چه گویم

نهم یکسو خیال ما و من را
ترا یابم چو جویم خویشتن را

سحر کردے بدین گفتار شب را
نه بستے زین سخن تا روز لب را

چو باد صبح جستن کردے آغاز
بر آئین دگر کردے سخن ساز

چه گفتے گفتے اے باد سحرخیز
شمیم مشک در جیب سمن ریز

تماشاگاه سرو و سوسن آرائے
ز سنبل جعد تر بر روے گل سائے

به شاخ از برگ جنبانی جلاجل
شود رقصان درخت پائے در گل

بمعشوقان بری پیغام عاشق
بدین جنبش دهی آرام عاشق

ز دلداران نوازشنامه آری
کنی غم دیدگان را غمگساری

کس از من در جهان غمدیده تر نیست
ز داغ هجر ماتم دیده تر نیست

دلم بیمار شد دلداری کن
غمم بسیار شد غمخواری کن

بعالم هیچ منزلگه نه باشد
کت آنجا گاه و بیگه ره نباشد

وگر در خود بود ز آهن در آئی
چو در بندند از روزن در آئی

ببخشا بر من بے راه و روئے
بکن از جانب من جستجوئے

در آ در دار ملک شهریاران
بر آ بر تختگاه تاجداران

بهر شهرے خبر پرس از مه من
بهر تختے نشان جو از شه من

گذر افگن بهر باغ و بهارے
قدم نه بر لب هر جویبارے

بود هر طرف جوئے زین تگاپوے
بچشم آید ترا آن سرو دلجوے

بصحرائے ختن نه از کرم گام
بصورت خانهٔ چین گیر آرام

تماشا کن ز روی او مثالی　　به دام آور به بوی او غزالی
چو گیرد رای رفتن زین دیارت　　بهر کوه و دری افتد گذارت
اگر پیش آیدت کبکِ خرامان　　بیادِ او بزن دستش بدامان
وگر بینی به راهی کاروانی　　درو سالار گشته دلستانی
بچشمِ من ببین آن شاه جان را　　باین کشور رسان آن کاروان را
بود کان دلستان را چون ببینم　　گلی از گلبنِ امید چینم
ز وقتِ صبح تا خورشید تابان　　به جولان گاهِ روز آمد شتابان
دلِ پر درد و چشمِ خون فشان داشت　　بیادِ صبحدم این داستان داشت
چو شد خورشید شمعِ مجلس افروز　　زلیخا همچو خورشید انجمن سوز
پرستاران به پیشش صف کشیدند　　رفیقان با جمالش آرمیدند
بآن صافی دلان و پاک سینه　　بجا آورده راه و رسم دینه
بهر روز و شبی این بود حالش　　بدین آئین گذشتی ماه و سالش
چو در خانهٔ دلِ او تنگ گشتی　　بعزم گشت تیز آهنگ گشتی
گهی با داغ سینه ز آه و ناله　　بدشت افراختی خیمه چو لاله
ازان گلرخ به لاله راز گفتی　　ز داغِ دل سخنها باز گفتی
گهی چون سیل سر دادی به تعجیل　　شدی با دیدهٔ گریان سوی نیل
نهادی در میان با او غمِ خویش　　زدی در نیل دلقِ ماتمِ خویش
بسر می برد زینسان روزگاری　　بره میداشت چشمِ انتظاری
که یارش از کدامی ره برآید　　چو خور طالع شود چون مه برآید
بیا جامی که همت بر گماریم　　ز کنعان ماه کنعان را برآریم
زلیخا با دلِ امید وار است　　نظر بر شاه راهِ انتظار است

زحد بگذشت دردِ انتظارش	دوا بخشی کنم از وصلِ یارش
چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے	بامیدے رسد امید وارے

اس مبارک قصے مین واقعات بہت بڑے ہین - ایک تو حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیون کا حسد سے کنوئین مین ڈالنا - دوسرا واقعہ آپ کا بازار مصر مین جاکر فروخت ہونا - بحمد اللہ کہ وہ واقعات بہ خوب ترین وجہ تحریر ہو چکے - اسکے بعد میری طبیعت علیل ہوگئی اور چندے اس کی تحریر کا سلسلہ بند رہا - اللہ کا شکر ہے کہ اب اچھا ہون اور ۲۷ ماہ مبارک رمضان ۱۳۱۹ھ سے تیسرا واقعہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا عزیز مصر کے گھر مین جاکر با اختیار ہونا اور پھر عزیز مصر ہونا اور پدر بزرگوار سے ملنا وہ اب شروع ہوتا ہے یا اللہ ۵ آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا -

روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ملازمان زلیخا تخت پر سے اٹھا کر لے گئے اور قصر شاہی مین پہنچا دیا تو بیچاری شہزادی بازغہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ملنے سے مایوس ہوگئی اور ترک دنیا کرکے عبادت خدا مین مشغول ہوئی جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے -

روایت بعض راویون کا یہ بیان ہے کہ زلیخا محل[ف] مبایعت مین نہین گئی تھی اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک جھروکے سے دیکھا اور بیہوش ہوگئی جب ہوش مین آئی تو دایہ سے کہا کہ یہی وہ شخص ہے جسے مین نے چند بار خواب مین دیکھا تھا تو جا اور اُس سے کہہ کہ سوا میرے کسی کو اختیار نہ کرے مین تیری پوری قیمت دونگی جو تیرے مالک کے قیاس سے باہر ہوگی اور ایسے عاشقانہ پیام دایہ کے ہاتھ بھیجے کہ جو بزبانِ حال یون بیان کئے جا سکتے ہین ۵

ف یعنی جس بازار مین حضرت بکے تھے ۱۲

تا چند کشم فغانِ حسرت	آتش افتد بجانِ حسرت ۵
زخونِ سرخ دلِ من شراب ناب خجل	بود ز سینۂ بریانِ من کباب خجل

قمر بدورِ جبینِ تو شرمسار نشست	زپیشِ روے تو برخاست آفتاب خجل
زفرطِ کاہشِ غم ناتوان تر از پیرم	شدم بعہدِ شباب از رخِ شباب خجل
حدیثِ دردِ ہجران ماجرائے داغِ دل بشنو	؎ زفریادِ حزینِ من زآہِ آتشینِ من
بپرس ازماجرائے خون فشانیہائے مژگانم	ببین اے شوخ گلرنگے کہ دارد آستینِ من

قصہ مختصر خواص نے حاضر ہوکر زلیخا کا پیامِ شوق عرض کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مین نے بھی اُس کو خواب مین دیکھا ہے تو میری طرف سے جواب دے کہ ہین تیرے واسطے ہون اور تو میرے واسطے ہے لیکن وصال کسی کو بے رنج وتعب میسر نہین ہوتا چندے اَور صبر کر۔

فائدہ۔ محنت اور محبّت مین تجنیس خطی ہے محنت مین نقطہ اوپر ہے اور محبت مین نیچے ہے یعنی زمین وآسمان دونون طرف سے اُس پر یعنی عاشق پر بلائین نازل ہونے لگتی ہین پس محبت کے واسطے بلا ومحنت لازم ہے۔ کسی نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ جو شخص دعوی محبت الٰہی کرتا ہے اُس کو تازیانہ بلا سے ادب دیتے ہین اور پے درپے محنت ودرد مین مبتلا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اس واسطے یہ تادیب ہوتی ہے کہ ہرگدا وہر سفلہ دعوی محبت نہ کرنے لگے ؎

ہزار تیغِ بلا برکشیدہ غیرتِ عشق	کہ مدعی نہ تواند بہ لاف برخیزد
مخنثان نہ توانند لافِ مردی زد	نفیرِ جنگ چو روزِ مصاف برخیزد

القصہ منادی نے پھر ندا کی کہ کون لیتا ہے اس غلام کو جس مین دس صفتین ہین **ملاحت۔ صباحت۔ فصاحت۔ شجاعت۔ مروت۔ قوت۔ انابت۔ صیانت۔ امانت۔ فتوت۔** اہلِ اسرار نے روایت کی ہے کہ منادی نبوت کا لفظ بھی کہا چاہتا تھا کہ اُس کی زبان خود بخود رُک گئی۔ زلیخا نے پھر ایک آدمی عزیزِ مصر کے پاس جو محل بیع وشرا مین حاضر تھا بھیجا کہ اس غلام کو

ضرور خریدنا اگرچہ تمام مال صرف ہوجائے۔ جب کہ خریدارون نے زلیخا کی رغبت حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری مین کامل پائی تو قیمت کا بڑھانا بند کردیا۔ عزیز مصر نے مالک سے پوچھا کہ کس قیمت کو بیچے گا مالک نے کہا کہ ہموزن اس کے سونا چاندی جواہر دیجئے تو یہ بے بہا غلام بکتا ہے اُسی وقت ایک کفہ میزان مین حضرت یوسف علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے اور دوسرے کفہ میزان مین زروسیم وجواہر تھا بس سودا ختم ہوگیا مگر عشاق کے دل پکار پکار کر گویا بزبانِ حال یون کہہ رہے تھے ؎

	نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز		ہردو عالم قیمتِ خود گفتۂ	

عاشقانِ صادق کی روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا پلہ ایسا گران تھا کہ تمام خزانہ عزیز کا اُس پلہ مین آگیا مگر حضرت یوسف علیہ السلام کا پلہ زمین سے نہ اُٹھتا تھا جب عزیز کے خزانہ دار نے آکر عرض کی کہ اب خزانہ باقی نہین رہا تو وہ متردد ہوا۔ آپ نے یہ امر دریافت کیا اور ایک حریر کے ٹکڑے پر لکھ دیا لا الٰہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ و اسحاق ذبیح اللہ و یعقوب اِسرائیل اللہ اور عزیز کو دیا اُس نے اُس کو پلہ سیم وزر مین رکھ دیا اُس کی برکت سے کفہ نقد وجنس غالب ہوا۔

عاشقانِ خدا فرماتے ہین کہ جب آوازۂ انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض کہ عبارت عشق ومحبت سے ہے معتکفانِ ملک وملکوت کے گوش زد ہوا توسب کے سب دوڑ پڑے اور عرضداشتین گذرنے لگین مگر نظر عنایتِ الٰہی جلشانہ خاکِ دردناک کی طرف متوجہ تھی لہذا آدم علیہ السلام کو سپرد ہوئی۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

	قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند		آسمان بارِ امانت نتوانست کشید	

ایک دوسرا عاشق اِسی مضمون کو دوسرے لفظون مین یون کہتا ہے رحمت برجانِ او باد ؎

دست در گردنِ من کرد ومرا پیش کشید	مژدگانے کہ مرا یار سوے خویش کشید

باوجود ہمسر شاہان کہ گدایانِ ویند	رقمِ عشق بنامِ من درویش کشید
ہمہ کس طالبِ یار ند ولیکن چہ توان	کہ دلش جانبِ این خستۂ دل ریش کشید

حضرت یوسف علیہ السلام نبوت کے نور کے سبب سے خزائن عزیز مصر پر غالب آئے اسی طرح عرصات قیامت مین جب میزان عدل قائم ہوگی تو کلمۂ توحید جو بسبب نور وحدانیت ہے گناہون کے پلہ پر غالب پڑیگا۔

روایت ہے کہ میدانِ حشر مین جب نامۂ اعمال گنہگارون کے پلّہ مین رکھینگے تو معاصی طاعات پر غلبہ کرجاینگے اور گنہگار سر خجالت جھکا کر عذاب کے منتظر ہون گے اُس وقت خطاب رب العزت جلّ شانہ فرشتون کو پونچھیگا کہ اے مقربانِ بارگاہ میرے ان بندون کی امانت زیر عرش رکھی ہوئی ہے اُسے لے آؤ چنانچہ فرشتے پارہاے کاغذ جسپر کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا لے آئینگے اور ہر گنہگار کے پلۂ طاعات پر رکھدینگے جس کے سبب یہ پلّہ پلّۂ معاصی پر غالب ہوجائیگا۔

اب عزیز مصر یوسف علیہ السلام کو اپنے گھر پر لایا اور اپنی زوجہ سے کہا قال اللہ تعالیٰ شانہٗ وقال الذی اشتراہ من مصر لامرأتہ اکرمی مثواہ عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہٗ ولدا ترجمہ کہا جس شخص نے خرید کیا اُس کو مصر سے اپنی عورت سے آبرو سے رکھ اس کو شاید ہمارے کام آوے یا ہم اس کو اپنا بیٹا کرلین۔

فائدہ۔ اِس آیت مین جو اللہ تعالےٰ شانہ نے زلیخا کا نام نہ لیا اُسکا سبب یہ ہے کہ عورات کے نام سے مردون کو عار ہوتی ہے اور یہ امر عرب کی تہذیب مین داخل تھا لہذا کلام اللہ شریف مین سواے حضرت مریم علیہا السلام کے اور کسی عورت کا نام نہین ہے اور اس کا سبب یون مفسرین نے بیان کیا ہے کہ کفار عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ حضرتِ مریم کو اُس پاک پروردگار کی زوجہ قرار دیتے تھے جو تمام آلائشون سے پاک اور منزّہ ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اس وہم باطل کے رفع کرنے کے لئے

بالتصریح آپ کا نام قران مین آیا۔ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ اور اس آیت مین اللہ تعالیٰ شانہ نے خریدار کا نام تو ظاہر فرمایا اور بیچنے والے کا نام نہ لیا اس کا یہ سبب ہے مفسرین فرماتے ہین کہ غلام کا بیچنا عیب ہے اور خریدنا ہنر لہذا وہ نام پروردگار تعالےٰ شانہ کی زبان پاک پر نہ جاری ہوا اور مصداق اس بیان کا یہ آیت شریفہ ہے ان اللہ اشترىٰ من المومنین انفسھم واموالھم بأن لھم الجنۃ اس مبارک بیع مین بھی پروردگار نے اپنا اسم گرامی ظاہر فرمایا اور مومنین جو بائع ہین اُن کا نام نہ لیا کیونکہ مول لینے مین مواصلت ہے اور بیچنے مین مفارقت ہے ؎

از فراق تلخ می گوئی سخن		ہرچہ خواہی کن ولیکن آن مکن	

تنبیہ تین شخصون کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش ہوئی وہ تینون اپنے اپنے مقاصد کو پہنچے عزیز کو عزت وجلال کی خواہش تھی اُس کو دونون چیزین ملین بادشاہ مصر کی نگاہ مین اُس کا اقتدار بہت بڑھ گیا عامہ خلائق اُسے جان گئی یہانتک کہ قرآن پاک مین اُس کا نام آگیا یہان پر عزت وجلال کا خاتمہ ہوگیا مالک جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیون سے خرید کر بیچا اتنی دولت کا مالک ہوا کہ پشت ہا پشت اُسکی اولاد مالدار رہی۔ زلیخا کو خواہش وصال تھی اُس کو نیا شباب ملا کافر تھی مسلمان ہوئی اور بہت بڑی بزرگی اور فضیلت یہ حاصل ہوئی کہ پیغمبر کی بی بی ہوئی۔

تنبیہ۔ حضرت پیر و مرشد مولنٰا سید شاہ محمد قاسم قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ پیغمبر کی بی بی کا لقب ام المومنین ہوتا ہے اُن کی بڑی عظمت ہے۔ لیکن زوجۂ لوط علیہ السلام اس سے مستثنا ہین تو ایام طفولیت مین اس کاتب الحروف کو حضرت موصوف الصدر میرے مولیٰ میرے آقا میرے دستگیر میرے بڑے باپ یعنی عم بزرگ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجھے یوسف زلیخا پڑھا رہے تھے جب سراپائے زلیخا کے مقام مین پہنچا تو حضور نے روک دیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھ کو حضرت جامی رحمۃ اللہ کی تصنیفات

سے نہایت موانست قلبی ہے لیکن اسی سراپا مین مجھے گفتگو ہے اور میری طبیعت اِسے پسند نہین کرتی۔ زلیخا کا نام نامی ام المؤمنین کی فہرست مین ہے الغرض طالبانِ یوسف علیہ السلام اپنے اپنے مقاصد کو پہنچے مگر جس نے حضرت یوسفؑ کی خواہش کی وہی دونون سے اچھی رہی۔

لطیفہ ایک دن خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے ممالیک کو جمع کیا اور نقد و جنس ہر قسم کی اُن کے روبرو رکھکر فرمایا کہ جس کو جو پسند ہو اُس پر ہاتھ رکھ دے وہ اُس کے لئے ہے۔ ایک لونڈی نے اپنا ہاتھ ہارون پر رکھ دیا۔ ہارون نے کہا کہ مین تیرے لئے ہون اور تو میرے لئے ہے اور اُسے آزاد کر کے ازواج کے حلقہ مین داخل کر لیا۔

ارباب سلوک فرماتے ہین من کان للہ کان اللہ لہٗ یعنی جو اللہ کا ہو گیا اللہ اُس کا ہے۔

روایت صحیح یہ ہے کہ زلیخا نے خیال کیا کہ عزیز نے مجھ سے یوسف کے حق مین کہا ہے اَکْرِمِیْ مَثْوٰاہُ تو چاہیے کہ ایک مکان ایسا تعمیر کراؤن کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہو تو زلیخا نے اپنی مان مسماۃ غنظریفہ ملکہ یمن کو خط لکھا کہ مین چاہتی ہون کہ اپنے بت کے لئے ایک نفیس بتخانہ تعمیر کراؤن تو بھی خرچ کی مدد کر اور مہندسون اور کاریگرون اور حکیمون کو میرے پاس بھیجدے اُس کی مان نے دولتِ بے قیاس معمارون اور کاریگرون کے ساتھ روانہ کی زلیخا نے مہندسون کو اور حکیمون کو حکم دیا کہ مین ایسا گھر بنوایا چاہتی ہون کہ یوسف اُس گھر مین جس مقام پر ہو نظر اُس کی میری ہی طرف ہو ایک حکیم نے کہا کہ ایسا گھر شیشے کا ہو سکتا ہے چنانچہ وہ گھر مربع اس طور کا بنایا گیا کہ ایک طرف کی دیوار شیشے کی اور دوسری طرف زمرد کی اور تیسری طرف فیروزے کی اور چوتھی طرف عقیق کی اور عقیق کی دیوار کو انواعِ اقسام کی جواہرات سے مرصع کر دیا اور چار ستون اُس مین چاندی کے کھڑے کروائے اُسپر دو دو تصویرین ایک بیل کی تصویر

نقرئی دوسری گھوڑے کی تصویر طلائی اور مکان کے اندر چڑیون کی طلائی اور نقرئی رکھین
اور زمین پر سونے اور چاندی کے درخت لگائے اور چھت عقیق کی بنوائی اور اُس مین
سات دروازے رکھے صندل اور دانت کے۔ ہر دروازے پر ایک تصویر طاؤسی جس کا
سر زمرد کا اور تمام جسم سونے کا اور پاؤن چاندی کے اور منقار عقیق کی اور دُم فیروزے
کی اور اُس کو مجوّف رکھ کر اُس مین مشک بھرا جس کی خوشبو سے تمام مکان معطر ہو گیا
اور یہ بھی روایت ہے کہ ہر مکان مین اپنی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی تصویرین
رکھوائین کہین تو دست بدست کہین دست دربغل اور کہین دونون لپٹے ہوئے اور
اُس مکان کے اندر ایک گھر بالکل شیشے کا طیار کروایا اُس مین ایک تخت زرین مرصع
بہ جواہر بچھایا اُس پر سونے کے طبق مشک سے بھر کر رکھوائے اور دیوارون پر مشک و
گلاب چھڑک دیا اور ایک پردہ بھی ڈال دیا اور زلیخا عروس کی طرح آراستہ ہو کر اُس پر بیٹھی
اور دایہ کو حکم دیا کہ یوسف کو لاؤ دایہ فی الفور گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ حضرت یوسف
علیہ السلام دو خط زمین پر کھینچے ہوئے بیچ مین بیٹھے ہین اُس نے پوچھا کہ کیا شغل ہو رہا
ہے آپ نے فرمایا کہ والدین کی قبرون کی زیارت کرتا ہون وہ بولی کہ کیا زیارت قبور
اِسی طرح کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ غریبون اور مسکینون کا یہی طریق ہے۔ دایہ نے کہا
کہ آپ کی سیدہ بلاتی ہے حضرت یوسف وہان سے چلے تو وہ ظہر کا وقت تھا کہ یوسف
علیہ السلام اُس گھر کے دروازے پر پہنچے تو اَور ہی مکان نظر آیا پہلا مکان ہی نہ تھا
آپ کے قلب مبارک مین خدشہ پیدا ہوا کہ آج مجھے زلیخا نے کس ارادے سے بلایا ہے
اُس مکان کی تصاویر نے آپ کے مزاج مبارک کو برہم کر دیا ایک پاؤن آپ کا دروازے
کے اندر اور ایک پاؤن باہر تھا آپ نے پوچھا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے زلیخا نے آگے بڑھکر
آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا اور کہا ؎

وفائے وعدۂ وصلِ تو در گمان دارم	ز در درآ کہ گمانِ غلط یقین گردد

حضرت نے زلیخا کو اس طرح آراستہ و پیراستہ دیکھکر پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور مین عرض کی یا الٰھی لا ینجی منھا المعصوم فاعصمنی بعصمتک یا ارحم الراحمین۔ ترجمہ یا اللہ اس سے کوئی معصوم نہین بچ سکتا اپنی عصمت کے طفیل مین مجھ کو بچا اے سب رحم کرنے والون کے رحم کرنے والے۔ خواصون نے سب دروازے بند کردئے اور جدا ہو گئین حضرت یوسف علیہ السلام اپنا سر مبارک نیچے کئے ہوئے بیٹھے تھے اور جو کبھی داہنی یا بائین طرف کو نظر اُٹھ جاتی تھی تو وہی صورت نظر آتی تھی اور زلیخا آپ کو باتون مین مشغول کرتی تھی اور اپنی محبت کو آپ پر ثابت کرتی تھی اور آپ باربار لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی تکرار فرماتے تھے وہ ہر بار یہ کہتی تھی ادھر دیکھئے ؎

درچمن پردۂ رخسار عرقناک انداز	آبروئے گل شبنم زدہ برخاک انداز
حرف شیرین زلبت گرنہ توانی گفتن	سخن تلخ بگو زہر بہ تریاک انداز
اے سہی قامت رعنا زمزارم بگذر	سایۂ سرو خرامان بسر خاک انداز
شہسوارانہ بیفگن ذوسہ تیرے بردل	کز دل صید مرا کار بفتراک انداز

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا میرے باپ نے مجھ سے محبت فرمائی اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بھائیون نے کوئی دقیقہ مجھے اذیت پہنچانے کا باقی نہ رکھا یہان تک کہ ایک تیرہ و تار چاہ مین ڈال دیا وطن چھوٹا غلام بنکر مصر کے بازار مین بکا اب تیری دوستی خدا جانے مجھے کس عذاب مین مبتلا کریگی زلیخا نے کہا کہ اے یوسف باوجودیکہ تو میری محبت سے آگاہ ہے اور پھر بھی میری طرف ملتفت نہین ہوتا ؎

گل مرادنہ چیدم ازین چمن گاہے	بحسرت عجبے رفتم ازجہان افسوس
بسینہ یک دو نفس گرم خون نشد پیکان	کنارہ کرد خدنگ توازنشان افسوس

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا مین نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ آدمی اپنے اللہ کو فراموش نہ کرے اور حق اپنے ولی نعمت کا نگاہ رکھے۔ اسے

زلیخا مین آدمی ہون اپنے اللہ کو فراموش نہین کیا چاہتا مین جدھر نظر اُٹھاتا ہون مجھے میرے خدا کی عظمت نظر آتی ہے اور اُس کے ہیبت و جلال نے میرے دل پر قبضہ کر لیا ہے کیا تو مجھ کو انسان سے حیوانات کی صف مین داخل کیا چاہتی ہے۔ اے زلیخا تیرا شوہر میرا آقا ہے مین اُس کی امانت مین خیانت کیونکر کرون۔ مین خوب جانتا ہون کہ مین اُس کا بیٹا ہون جو کریم ابن الکریم ہے کیا ایسے عالی خاندان کے لڑکے ایسا نازیبا کام کرسکتے ہین جس کی طرف تو بلا رہی ہے۔ اے زلیخا نہ میری مان کا نسب گندہ نہ باپ کا پھر مین کس طرح اپنے اجداد کے جامۂ طہارت وکرامت مین داغ لگاؤن۔ زلیخا نے جو یہ تقریر سنی تو اُس نے بھی اپنی تقریر کا عنوان بدل دیا اور دوسرے سلسلے سے اظہار محبت کرنے لگی۔ اے یوسف تیرے بدن سے کیسی اچھی خوشبو آتی ہے اور تیرے لب و دندان کیسے خوش رنگ اور باآب وتاب ہین ؎

شکستی از لبِ نازک بہائے لعلِ رنگین را — ز رشکِ گوہرِ دندان گسستی عقدِ پروین را
شرر در خرمنِ دل ریختی از چہرۂ تابان — ز رنگِ تن بہ پیراہن شکستی خارِ نسرین را
خطِ ہندو نژاد از قبلۂ رویت برون آمد — میانِ کعبۂ اسلام دیدم رہزنِ دین را

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا جن چیزون کی تو نے تعریف بیان کی ہے اُن سب کو فنا ہے۔ خوشبوے تن اور رنگِ لبِ لعلین اور صفاے گوہرِ دندان سب کے سب خاک مین ملکر فنا ہو جائینگے اگر باقی رہنے والی چیز ہے تو اعمال صالحات جس کے حاصل کرنے کی مین کوشش کر رہا ہون لبِ لعلین اس واسطے ہین کہ اُس کی عظمت وجلال کے آگے ان سے مین خاکِ ادب پر بوسہ دون اور اپنے حقیقی مالک کی چوکھٹ کو چومون میرے بدن مین بوے خوش اُسی وقت تک ہے جب تک مین نجاست کفر و شرک وعصیان سے بچون میری آنکھین تجھے ضرور اچھی معلوم ہوتی ہونگی مگر یہ تو شرطِ محبت نہین کہ تو مجھے نظارۂ جمال حق کی طرف سے اندھا کر دے اگر میری نظر کا دامن اس

دنیا کے لوث سے پاک گیا تو فہو المراد نہین تو ان کا کور ہی ہو جانا بہتر ہے اِس سے کہ عذاب آخرت مین یہ مجھے مبتلا کرین زلیخا نے کہا اے یوسف تیرے موے سر کیسے فروہشتہ اور پیچیدہ اور نرم وسیاہ وخوشبودار ہین حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ یہ وہ سُست پیمان رفیق ہین کہ سب اعضا سے پہلے قبر مین بدن سے یہی جھڑ جائینگے پھر بولی کہ اے یوسف مین تجھ سے قریب ہوتی جاتی ہون اور تو مجھ سے دور ہوتا جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ مین جس سے قریب ہونا چاہتا ہون وہ اِس وقت تجھ سے دور رہنے کا حکم کر رہا ہے اور قرب جسے کہتے ہین وہ اُسی کا قرب ہے جو سب سے نزدیک تر او رسب سے دور تر ہے پھر زلیخا نے کہا کہ اے یوسف یہ فرش حریر اور بستر دیبا مین نے تیرے ہی واسطے اِس قصر عالی شان مین بچھایا ہے اور اغیار سے خالی کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے زلیخا جنت کے فروش اِس سے بہت زیادہ نفیس ہین نہ جن مین داغ لگے نہ میلے ہون جن کا استر دیبا ے بہشت کا ہوگا اور ابرہ نور کا اور قصر وہان کے وہ پر تکلف ہونگے کہ جن کی مثال اِس دنیا مین قائم ہو ہی نہین سکتی اور تو جو کہتی ہے کہ مین نے اسے اغیار سے خالی کیا ہے تاکہ اِس کے واقعات کوئی نہ دیکھے مجھے افسوس ہے کہ تجھے یہ معلوم نہین کہ پروردگار کی آنکھون سے یہ واقعات کسی پردہ کے مکان مین چھپ نہین سکتے وہ بڑا دیکھنے والا ہے اور خوف اُسی کے دیکھنے کا ہے جس کے سامنے حساب کے روزنامۂ اعمال پیش ہونگے دنیا کے لوگون کے دیکھنے نہ دیکھنے کا اندیشہ نہین جس سے چھپانیکا خیال ہے وہی دیکھ رہا ہے زلیخا نے کہا اے یوسف مین نے جس دن سے تجھے دیکھا ہے اُسی دن سے تیرے فراق مین ماہی بے آب کی طرح تپان ہون اب تو مجھ پر رحم کر اور اپنا ہاتھ میرے دل پر رکھ دے کہ اسے تسلی ہو حضرت نے فرمایا کہ زلیخا جو ہاتھ کہ نامحرم کے بدن پر پہنچتا ہے وہ اِس قابل ہے کہ یا کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے اور مجھے اس کا تحمل نہین کیا تیری محبت اِس بات کی مقتضی ہے کہ میرا ہاتھ دوزخ کی ایک لکڑی ہو زلیخا نے کہا کہ

اے یوسف میں نے تجھے مول لیا تھا اور اب اپنا شوہر بناتی ہون اور تو قبول نہین کرتا تیری عزت کس قدر بڑھتی ہے حضرت نے فرمایا کہ اے زلیخا مین بندہ ہون غلامی کے دائرہ سے قیامت تک نہین نکل سکتا تجھے معلوم نہین کہ تمام دنیا کی مجبوریون کے مجموعہ کا نام بندہ ہے تو مجھے کیونکر مالک بنا سکتی ہے مین جس کا حقیقی بندہ ہون اُس کا حکم ابھی صادر نہین ہوا ہے کہ مین تجھے چھو سکون مجھے معلوم نہین کہ کب وہ زمانہ آئیگا کہ مین تیرا اور تو میری محرم ہوگی اور حالتِ موجودہ یہ ہے کہ تو ایک دوسرے شخص کی ملک ہے اور اللہ سے ڈرنے والا آدمی کسی غیر شخص کی زمین مین زراعت نہین کرسکتا۔ اے زلیخا تو مجھ پر ستم نہ کر اور عرصات قیامت مین جبکہ مجمع اولین و آخرین ہوگا اُس مین میری فضیحتی روا نہ رکھ اور وہان کیلئے طوق شرمندگی وندامت میرے گلے مین نہ ڈال زلیخا نے کہا اے یوسف اگر تو خدا سے ڈرتا ہے تو مین اپنا مال تیرے خدا پر نثار کرتی ہون کہ وہ تجھ سے خوش رہیگا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا ہوش کی باتین کر تیرے پاس مال ہی کتنا ہے تمام دنیا مین لوگون کے پاس تھوڑا یا بہت جو کچھ ہے یہ سب مال خدا ہی کا مال ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے اور کانون مین دریاؤن مین آسمان پر ہے اُس کا اندازہ کون کرسکتا ہے اتنے کثیر مال کے مالک کو اتنی قلیل رشوت پر کیونکر راضی کرسکتی ہے اور کیا ایسے عادل بادشاہ علی الاطلاق جو تمام دنیا کے بادشاہون کا بادشاہ اور پیدا کرنے والا اور تمام مخلوق کو رزق دینے والا ہے اور زندہ رکھنے والا اور مارنے والا اور پھر زندہ کرنے والا اور نیک و بد کا حساب لینے والا ہے اُس کے حضور مین رشوت چل سکتی ہے اَستَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ یہ ضرور ہے کہ وہ گدا نواز بادشاہ اپنے بندون کی تھوڑی چیز قبول کرتا ہے مگر پھر اُن بندون کے قیاس کے اندازہ سے بہت زیادہ دیدیتا ہے مگر وہ تھوڑی چیز کن لوگون کی لیتا ہے نیک لوگون کی۔ آخر مجبور ہو کر زلیخا نے کہا کہ اے یوسف اگر تو کہے تو مین تیرے خدا پر ایمان لاؤن آپ نے فرمایا کہ اے زلیخا میرا

خدا دانائے آشکار و نہان ہے وہ ہر دل کی بات کو ہر آدمی کے خیال کو جانتا ہے ایسا ایمان جو ایک ناجائز بات پر مبنی ہو وہ قبول نہیں کرتا اُس کی کائنات مین ایمان والون کی کمی نہین ہے آسمان پر جتنی مخلوق ہے وہ سوائے عبادت کے اور کوئی کام جانتے ہی نہین ہمہ تن نور ہین رہی زمین وہ بھی انبیا - اولیا - صلحا - مقتین - ابرار - ابدال - نجبا - نقبا - اغواث - اقطاب عامہ مسلمین و مومنین سے بھری ہوئی ہے تیرے ایمان کا وہ پاک پروردگار محتاج نہین ہے - اب زلیخا کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام میرے قصد پر مطلع ہو گئے اور وہ میرے دام مین نہ آئینگے تو اُس نے تخت سے اُترکر آپ کے پکڑنے کا قصد کیا آپ بھاگے اور دروازے جو مقفل تھے وہ آپ کی انگشت مبارک کے اشارے سے کھُلتے جاتے تھے یہان تک کہ زلیخا آپ تک پہنچی اور پیچھے سے آپ کا دامن مبارک پکڑا اور وہ پھٹ گیا مگر آپ اُس مکان سے باہر آ گئے زلیخا بھی آپ کے پیچھے تھی اتفاق وقت عزیز مصر بھی اُس مقام پر پہنچ گیا اور اُس نے یہ واقعہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیا بس زلیخا نے اپنی محبت کا رنگ بدل دیا اور عزیز سے کہا کہ جس نے تیری اہل کے ساتھ خیانت کرنے کا قصد کیا ہے اُس کی سزا یہ ہے کہ وہ قید کیا جائے عزیز کو تامل ہوا کہ ایسی حرکت کے حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ السلام مرتکب ہوئے یا نہین ہوئے وہ قیافہ شناس تھا قیافہ سے اُس پر یہ بات ثابت تھی کہ یہ بشرہ خیانت کرنے والون کا نہین ہے - اور کلام اللہ شریف مین یہ واقعہ پورا موجود ہے اللہ تعالےٰ شانہ جل جلالہ و عم نوالہ نے سورہ یوسف مین یون ارشاد فرمایا ہے - قال اللہ تعالےٰ شانہٗ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ط قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ط إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ترجمہ اور پھسلایا اُس کو عورت نے جس کے گھر مین تھا - اپنا جی تھامنے سے اور بند کئے دروازے اور بولی شتابی کر کہا وہ عزیز مالک ہے میرا اچھی طرح رکھا ہے مجھ کو - البتہ فلاح نہین پاتے جو لوگ بے انصاف ہین

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَاجۚ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ
عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ○ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ
وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ط قَالَتْ مَا جَزَآءُ
مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ترجمہ
اور البتہ عورت نے فکر کی اُس کی اور اُس نے فکر کی عورت کی اگر نہ ہوتا یہ کہ دیکھے
قدرت اپنے رب کی یونہین ہوا اسواسطے کہ ہٹاوین برائی اور بے حیائی البتہ وہ ہے
ہمارے چنے بندون مین سے - اور دونون دوڑے دروازے کو اور عورت نے چیرڈالا
اُس کا کرتا پیچھے سے اور دونون مل گئے عورت کے خاوند سے دروازے کے پاس -
بولی اور کچھ سزا نہین ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر مین بُرائی مگر یہی کہ قید پڑے یا
دُکھ کی مار - قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا
اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَاِنْ
كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاٰ
قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ط اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ○
ترجمہ یوسف علیہ السلام بولے اِسی نے مجھ سے خواہش کی کہ نہ تھا سون اپنا جی اور
گواہی دی ایک گواہ نے عورت کے لوگون مین سے اگر ہے اُس کا کرتا پھٹا آگے سے
تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے اور اگر ہے اُس کا کرتا پھٹا پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے
اور وہ سچا ہے پھر جب دیکھا عزیز نے کُرتا اُس کا پیچھے سے پھٹا ہوا کہا بے شک یہ ایک
فریب ہے عورتون کا البتہ تمھارا فریب بڑا ہے - يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا سکتہ
وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ج اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِئِيْنَ ترجمہ یوسف جانے دے
اِس مذکور کو - اور عورت تو بخشوا اپنا گناہ یقین ہے کہ تو ہی گنہگار تھی -
تنبیہ سُوْٓءَ اِس جگہ بمعنی مقدمات زنا ہے مانند نظر بشہوت وغیرہم - ارباب اشارات

فرماتے ہین کہ سُوْءَ کنایت ہے خواطر ردیّہ سے یعنی اندیشہ ہاے ناپسندیدہ جو دل مین گذرین اور فَحْشَاءَ عبارت ہے افعالِ نامرضیہ سے جوارکان سے ظاہر ہون مگر اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ہرطرح محفوظ رکھا اور ارشاد فرمایا کہ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ اور علامت بندۂ مخلص کی چار ہین اوّل یہ کہ خلق سے علیحدہ رہے یعنی اگر تمام خلق اُس کی مدح وثنا کرے توشاد نہ ہو اور جو تمام دنیا اُس کی بُرائی اور بدی کرے تو رنجیدہ نہ ہو اور جو تمام عالم اُس کے واسطے کمر عبودیت باندھے تو مغرور نہ ہو۔ دوسری علامت یہ ہے کہ دنیا سے بے پروا ہو یعنی اگر تمام نعماے دنیا اُسے دین تو سمجھے کہ سب مُردار ہین اور اگر تمام دنیا کی بلائین اُس پر ڈال دین تو دل تنگ نہ ہو اور سمجھے کہ سب گذر جانے والی ہین۔ تیسری علامت یہ ہے کہ اپنے نفس کو بالکل خیال مین نہ لائے ہمیشہ راضی بقضاے الٰہی رہے اور جفا و وفا کو مساوی رکھے وفا اختیار کرے اور جفا پر شکر کرے ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت	سرِ دوستان سلامت کہ تو خنجر آزمائی

حضرت والد ماجد قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہین ؎

جفا و وفا ہین یہ دونون ہین پیار کی باتین	جو جانتا ہے وہی جانے یار کی باتین

چوتھی علامت یہ ہے کہ سواے ذکرِ حق اور وصلِ محبوب مطلق کسی چیز سے آرام نہ پکڑے ہمیشہ اُس سے ملا رہے اور جو کچھ چاہے اُسی سے چاہے غیر کو درمیان سے اُٹھاوے اور دل صیقلِ ذکر سے صاف کرتا رہے۔

تنبیہ حضرت یوسف علیہ السلام اس لئے بھاگے کہ زنا بدترین گناہ ہے حدیث مین وارد ہوا ہے کہ اعظم الکبائر تین ہین اوّل شرک دوم عقوق والدین۔ سوم زنا۔ اور پڑوسی کی جورو سے اور بھی سخت ہے کہ زنا بھی کیا اور حق ہمسایہ بھی تلف کیا۔ یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ یا اللہ توبہ۔ زنا مین اور بھی دس آفتین کھُلی کھُلی ہین۔

نقصانِ دین۔ نقصانِ عقل۔ نقصانِ عمر۔ نقصانِ علم۔ نقصانِ ورع غضب الٰہی۔ زوالِ نور بشرہ۔ غلبہ نسیان۔ عداوت و بغض صالحین۔ ردّ عبادت و دعوت۔ اور اُس کی پیشانی پر لکھا جاتا ہے هٰذَا عَبْدٌ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ وَبَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ وَبَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ اور حدیثون مین وارد ہے کہ زانی دنیا سے نہین جاتا جب تک وہ فقر و فاقہ مین مبتلا نہ ہو۔

نکتہ بلند۔ ارباب اشارات فرماتے ہین کہ زلیخا نے ساتون دروازے بند کر دیے تاکہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ بفراغ دل خلوت مین بیٹھے مثال اُس کی یہ ہے کہ آدمی مین ہفت اندام قائم مقام ہفت خانہ زلیخا کے ہین اور اُس پر سات دروازے ہین۔ آنکھین طریق آمد و شدِ بینائی۔ گوش دروازہ آمد و رفت شنوائی۔ زبان گویائی۔ حلق مورد و راہ فرو رفتن اشیاے غذائی۔ ہاتھ آلہ گیرائی۔ پاؤن مرکب مشی و روائی۔ فرج موضع شہوت قوائی۔ جب تک آدمی یہ سات دروازے بند نہ کریگا اور ان آلات کو بیکار نہ کریگا خلوت الٰہی میسر نہین ہوتی پس زلیخا نے بھی گھر کے ساتون دروازے بند کر دیے تاکہ خلوت صحیحہ حاصل ہو مگر جب حضرت یوسف نے کہا مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اللہ تعالے شانہ نے بلاے زنا سے محفوظ رکھا اور آیہ کریمہ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا مین بہت توجیہین ہین جن کو **تفریح الاذکیا** کے مصنف علام نے بڑی قابلیت کے ساتھ اپنی کتاب مین بیان کیا ہے اُن کا خلاصہ مین اس مختصر کتاب مین درج کرتا ہون اس لئے کہ مجھے کتب مقدسہ سے بھی لکھنا ہے **بعض** کہتے ہین کہ زلیخا کا ارادہ یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام ٹھیرین اور حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوا کہ بھاگین۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ قصد حضرت یوسف علیہ السلام از روے طبع بشری ہوا تھا مگر عقل نبوت نے روک دیا اور صحیح یہ ہے هَمّ اُس آرزو کا نام ہے جو دل مین پیدا ہو اور یہ بمقتضاے بشریت آدمی کے اختیار سے خارج ہے لہٰذا اس مین مواخذہ بھی نہین ہے

لایکلف اللہ نفسًا اِلّا وُسعہا پس اس وجہ سے نہ ھَمَّ زلیخا تھا نہ قصد یوسف
مگر زلت زلیخا اس سبب سے ہوئی کہ اُس خطرے پر عازم ہوئی اور عزم از جملہ مکتسبات ہے
لہذا ماخوذ ہوئی پس معلوم ہوا کہ ہَمّ دو قسم ہے ایک ہَمّ ثابت و قائم کہ اُس کے ساتھ
عزم و عقد و رضا لگے ہوتے ہین اور اس پر بے شک مواخذہ ہوتا ہے۔ دوسرا ہَمّ عارض
کہ وہ صرف خطرہ اور خدشۂ نفس ہے بلا عزم و اختیار مثل ہَمّ یوسف علیہ السلام اور
اُسپر کچھ مواخذہ نہین ہوتا۔
عبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین نے حضرت **سفیان ثوری** سے
سوال کیا کہ آیا قصدِ دل پر بھی مواخذہ ہوتا ہے یا نہین فرمایا کہ اگر اُس ارادہ کے ساتھ
عزم بھی ہو تو مواخذہ ہوتا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ ہَمّ زلیخا مع العزم تھا اور ہَمّ یوسف
علیہ السلام بلا عزم۔ لہذا قابلِ مواخذہ نہ تھا۔ اور حضرات محققین رحمہم اللہ اجمعین نے
طہارت ذیل حضرت یوسف علیہ السلام پر لَوث گناہ سے دلائلِ قویہ قائم کئے ہین
اوّل یہ کہ زنا اعظم الکبائر ہے اسناد اس کا پیغمبر کی طرف ہرگز جائز نہین خصوصاً جب
خود حضرتِ حق ارشاد فرماتا ہے ولنصرف عنہ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ دوسرے یہ کہ
اگر یوسف علیہ السلام کا دامن خطرہ گناہ سے ملوث ہوتا تو ذکر اُن کا کلامِ باری مین
بطریق عتاب آتا نہ بطریق الطاف کیونکہ مناسب قاعدہ حکمت کے نہین کہ کوئی شخص
اقدام بمعصیت کرے اور پھر اُس کو محمدتِ عظیمہ سے یاد فرماوین کہ اِنَّہٗ مِنْ عِبَادِنَا
المخلصین۔ تیسری بات یہ ہے کہ جب کسی پیغمبر سے کوئی فعل خلاف وضع پیغمبری یا
زلت یعنی لغزشِ قدم واقع ہوئی ہے تو وہ پیغمبر ایک مدت تک نادم و پشیمان رہا ہے
اور ہمیشہ توبہ کرتا رہا ہے اور اس معاملہ مین کوئی بات اس قسم کی قرآن مجید اور
فرقانِ حمید مین مذکور نہین۔ **برہان** حضرت یوسف علیہ السلام۔ وہ برہان جو حضرت
یوسف علیہ السلام نے دیکھی کیا تھی حضرت **قتادہ** رضی اللہ تعالے عنہ اور دیگر مفسرین

فرماتے ہین کہ سقف خانہ مین ایک فرجہ ہوگیا اور اُس سے صورت پُر نور حضرت یعقوب علیہ السلام کی ظاہر ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ اے یوسف اگر ایسا کریگا تو مرتبۂ نبوت سے گرجائیگا **حضرت حسن بصری** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارک حاضر ہوئی اور اُنگلی دانتون کے نیچے دبائے ہوئے تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو متنبہ کرتی تھی کہ اے قرۃ العین تیرا نام دفتر انبیا مین مندرج ہے ایسی زلت اختیار نکرنا وگرنہ ندامت ہوگی حضرت یوسف علیہ السلام نے بندرا زارمین خوب مستحکم گرہین دین۔

ہمارے وہ بھائی جو مجلس میلاد مین کی بزرگی اور حضور پرنور کی تشریف آوری مین بہت ستوقف ہین آیا وہ اس بُرہانِ قرآنی کو مانتے ہین یا نہین اور اگر آپ کو میری بات باور نہ ہو تو تفاسیر کا مطالعہ فرمائیے۔ اب مین علامہ ابن الاثیر الجزری کی تاریخ الکامل کی طرف رجوع کرتا ہون۔

زلیخا کا زنانِ مصر کے سامنے اپنی بدنامی کی معذرت پیش کرنا

مفسرانِ صداقت شعار اور مورخانِ راست گفتار یون بیان کرتے ہین کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی چاک پیراہنی نے زلیخا کے عشق کی پردہ دری کی تو یہ معاملہ مصر کے گلی کوچون مین مشہور ہوگیا اور زنانِ مصر مین داستانون اور قصون کی طرح بیان ہونے لگا یہان تک کہ زلیخا کو بھی معلوم ہوا کہ میری محبت کی کہانی ہر شخص کی زبان پر ہے اور حسینانِ مصر کی زبانِ طعنہ مجھ پر دراز ہوئی ہین تو زلیخا نے اُن بی بیون کے بلانے کے لئے قاصد بھیجے اور اُن کے واسطے اچھے مسند تکیہ بچھوا لئے اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً ط ایک محفل اُن کے لئے طیار کی کہ جہان وہ آرام سے اور عزت سے تکیہ لگا کر بیٹھین۔ جب وہ حسینانِ ماہ جبین آئین

اور آرام سے تکیہ لگاکر بیٹھین تو زلیخا نے اُن مین سے ہر ایک کو ایک چھری اور ایک ترنج دیا۔ پروردگار تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اُس مکان کے ایک گوشہ مین مخفی رکھا جب وہ بی بیان تخت پر بیٹھین تو حضرت یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے بُلایا اور کہا کہ نقاب اُٹھا دو اور اُن بی بیون سے کہا کہ تم ترنج تراشو وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ کہا زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہ ظاہر ہوجیئے پھر جب وہ ظاہر ہوئے اور عورتون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو وہ بیخود ہوگئین اور ترنج کے بدلے اپنی اُنگلیان تراش ڈالین وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ اور کہا اُن عورتون نے قسم کھا کر کہ یہ بشر نہین ہے بلکہ یہ تو کوئی مقرب فرشتہ ہے۔ اب زنان مصر کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ زلیخا کا عشق حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بے شک بے اختیاری ہے اور وہ اپنی طبیعت کے روکنے پر قدرت نہین رکھتی اپنی حالت سے زلیخا کی حالت کا اندازہ کرلیا اور اپنی طعنہ زنی پر شرمندہ ہوئین حقیقت حال یہ ہے کہ آدمی بہت بے اختیار ہے انسانی طبیعتین فسق مین بے اختیار ہوجاتی ہین اور یہ تو اور عشق تھا کیونکر وہ اپنی طبیعت کو سنبھالتی ع

چاہتے ہین کہ دل پہ قابو ہو	ہے یہ بات اختیار سے باہر

وہ عورتین بھی اپنی خطا کی مقر ہوئین اور زلیخا نے بھی اقرار کیا وَقَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ترجمہ اور بولی کہ یہی تو ہے جس کی نسبت تم مجھ کو ملامت کیا کرتی تھین بے شک مین نے اُسے اپنے مطلب کے لئے پھسلایا تھا مگر وہ بچا رہا زلیخا کا حُسن بھی اعلیٰ درجہ کا تھا اور اُس پر اُس کی آرائش اور تزئین لباس اور آراستگی مکان و فرش و فروش اور اسپر انکا بچپنا

یہی بات اس مسئلہ کو ثابت کرتی ہے کہ واقعی عصمت انبیاہی کے واسطے ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی زندان مین رونق افروزی۔ لمولفہ

زلیخا تیرے گھر کا بھی عجب پُرہول رستہ ہے	کُنوان تھا پہلی منزل مرحلہ آخر تھا زندان کا

تقدیری واقعات کا سمجھنا آدمی کا کام نہین کاتب قدرت اُس کا لکھنے والا ہے وہی سمجھتا ہے نہ ہم اُس کے حرفون کو پہچانتے ہین نہ اُس کی زبان سمجھتے ہین جب کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو متحیر ہو جاتے ہین اور جب اُس عقدہ کی گرہ کشائی ہوتی ہے تو جو خاصانِ خدا ہین وہ لوگ اُس وقت کچھ مطلب اُس کے نکالیتے ہین اور غالباً وہ قرینِ قیاس بھی ہوتے ہین۔
حضرت یوسف علیہ السلام کنعان سے مصر کو زلیخا کے لئے بھیجے جاتے ہین عمر آپ کی بہت کم ہے نہ کوئی گناہ نہ قصور بھائیون کے ہاتھ سے اُن کی سزا ہو رہی ہے اور وہ سزاے سخت کہ سُننے والے اختیار سے بے اختیار ہوئے جاتے ہین جس بچّے نے معشوقانہ طریقے سے باپ کے آغوشِ شفقت مین جگہ پائی اور آرام کیا وہ دفعتًا چاہِ تیرہ و تار مین ڈالا گیا اور پھر اُس مین سے نکال کر غلامون کی حیثیت سے ایک شخص کے ہاتھ بیچا گیا اور قیمت اتنی کم جو کہتے ہوے شرم آتی ہے اور پھر وہی مصر کے بازار مین بکا اور جواہر کی تول سے فروخت ہوا اور پھر وہی گوہرِ آبدار ایک قیدی کی حیثیت سے زندان مین جاتا ہے ع کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے + لمولفہ

یہان آتا ہے قیدی بنکے جو نورِ نظر اُن کا	سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زندان پر

روایت ہے کہ جب حضرت یوسف عٓ نے زلیخا کا کہنا نہ مانا تو اُس نے آپ کو دھمکایا کہ مین تمھین قید کر دون گی حضرت یوسف علیہ السلام نے معصیت اللہ پر قید خانے کو پسند فرمایا فَقَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ ترجمہ اور کہا کہ پروردگار جس حرکت کی طرف مجھے وہ بُلاتی

ہے اُس سے تو قید خانہ ہی اچھا ہے اور اگر تو نے مجھے ان کے مکر سے نہ بچایا تو مین
اُن کی طرف مائل ہی ہو جاؤنگا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ شانہ
کی جناب مین یہ دعا کی فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ پروردگار تعالیٰ
شانہ نے اُن کی دعا قبول فرمائی اور اُن سے عورتون کے مکر دفع کر دئے۔ پھر جب
عزیز نے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی پوری شہادتین پائین اور نشانیان
دیکھین تو اُس نے چاہا کہ حضرت کو چھوڑ دے مگر زلیخا کے اصرار سے سات برس کے لئے
قید کر دیا آپ کے ساتھ دو آدمی اور بھی قید ہوے تھے ایک تو شاہی باورچی اور دوسرا
شاہی ساقی۔ ان پر یہ الزام تھا کہ بادشاہ کو زہر دینے کا ارادہ کیا تھا باورچی کا نام مجلث
تھا اور ساقی کا نام نبو تھا آپ نے ان سے کہا تھا کہ مین خواب کی تعبیر کہنا جانتا ہون
اُن دونون نے آپس مین مشورہ کیا کہ چلو اس شخص کا امتحان لین یہ کیسی تعبیر کہتا ہے
اُن مین سے نان بائی نے کہا قَالَ اللہ تعالیٰ شانہ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ
خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ترجمہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین اپنے سر پر روٹیان
اُٹھائے ہوئے ہون اور طائر اُس مین سے کھا رہے ہین۔ اور ساقی نے کہا اِنِّیْٓ
اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ترجمہ مین کیا دیکھتا ہون کہ گویا شراب بنانے کے لئے انگورون
کا عرق نچوڑتا ہون۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تمھارا اس وقت کا کھانا جو
تم کو ملنے والا ہے آنے بھی نہ پائیگا کہ مین تمھارے خوابون کی تعبیر تم کو بتا دونگا حضرت
یوسفؑ نے شفقت کے سبب سے نہ چاہا کہ اُن کی تعبیر بیان فرمائین اس لئے کہ ایک
شخص کے خواب کی تعبیر جو نان بائی تھا اچھی نہ تھی مگر اُن کے اصرار نے مجبور کیا اور آپ نے
تعبیر کا سلسلہ اُن کی ہدایت سے شروع کیا اور اُن کو بہلانے لگے اُسی تقریر کو اللہ تعالیٰ
شانہ مصحف مجید اور فرقان حمید مین بیان فرماتا ہے يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ
مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اے میرے قیدخانے کے دونون

رفیقو یہ جدا جدا معبود اچھے ہین (اور وہ بھی بے اختیار محض) یا وہ اللہ اچھا ہے جو اکیلا
زبردست ہے مگر یہ دونون خواب کی تعبیر ہی پوچھکر رہ گئے ایمان نہ لائے مجبور ہو کر آپ نے
اُن سے خواب کی تعبیر بیان کی۔

کتاب مقدس یعنی زبور شریف مین یہ واقعہ یون ہے کتاب پیدائش
باب ۴۰ پہلا ورس بعد ان باتون کے یون ہوا کہ شاہ مصر کا ساقی اور نان پز اپنے خداوند
شاہ مصر کے مجرم ہوئے اور فرعون اپنے دو سردارون پر جن مین ایک ساقیون کا اور دوسرا
نان پزون کا داروغہ تھا غصے ہوا اور اُس نے اُن کو نگہبانی کے لئے جلوداروں کے سردار
کے گھر مین اُس جگہ جہان یوسف بند تھا قیدخانے مین ڈالا جلوداروں کے سردار نے
اُنھین یوسف کے حوالہ کیا اور اُس نے اُن کی خدمت کی وے ایک مدت نظر بند رہے۔
اور ہر ایک نے اُن دونون مین سے یعنی شاہ مصر کے ساقی اور نان پز نے جو قیدخانہ مین
بند تھے ایک ہی رات ایک ایک خواب اپنی تعبیر کے موافق دیکھا۔ اور یوسف صبح کو اُن کے
پاس اندر گیا اور اُن پر نگاہ کی اور دیکھا کہ وے اوداس ہین ۷ اُس نے فرعون کے
سردارون سے جو اُس کے ساتھ اُس کے خداوند کے گھر مین نگہبانی کے لئے اسیر تھے
پوچھا کہ آج تم کس لئے اوداس نظر آتے ہو ۸ وے بولے ہم نے ایک خواب دیکھا
ہے جس کا تعبیر کرنے والا کوئی نہین۔ یوسف نے اُنھین کہا کیا تعبیر کی قدرت خدا کو نہین
مجھ سے بیان کیجئے ۹ تب سردار ساقی نے اپنا خواب یوسف سے بیان کیا اور اُس سے کہا
دیکھ میرے خواب مین ایک تاک میرے سامنے تھی ۱۰ اُس تاک مین تین ڈالیان تھین
اُن مین کلیان نکلین اور اُس مین پھول آئے اور اُس کے سب گچھون مین انگور پکے۔
۱۱ اور فرعون کا پیالہ میرے ہاتھ مین تھا سو مین نے اُن انگورون کو لیکے فرعون کے جام
مین نچوڑا اور وہ جام مین نے فرعون کے ہاتھ مین دیا ۱۲ تب یوسف بولا اس کی تعبیر
یہ ہے کہ یہ تین ڈالیان تین دن ہین ۱۳ اور فرعون اب سے تین دن مین تیری روبکاری

کریگا اور تجھے تیرا منصب پھر دیگا اور تو آگے کی طرح جب فرعون کا ساقی تھا اُس کے ہاتھ
مین جام پھر دیگا ۱۴ لیکن جب تو خوش حال ہو تو مجھے یاد کیجیو اور مجھ پر مہربانی کیجیو اور فرعون
سے میرا ذکر کیجیو اور مجھے اس گھر سے مخلصی دلوائیو ۱۵ کہ وے عبرانیون کی ولایت سے
مجھے چرا لائے اور یہان بھی مین نے ایسا کام نہین کیا کہ وے مجھے اس قیدخانہ مین رکھین
۱۶ جب سردار نان پز نے دیکھا کہ تعبیر خوب ہوئی تو یوسف سے کہا کہ مین نے بھی خواب
مین دیکھا تھا اور دیکھ کہ میرے سر پر تین خوان روٹی کے تھے ۱۷ اور اوپر کے ٹوکرے مین
فرعون کے لئے سب قسم کا پکا ہوا مال تھا اور پرندے میرے سر پر اُس ٹوکرے مین سے
کھاتے تھے ۱۸ یوسف نے جواب دیا اور کہا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ تین ٹوکریان
تین دن ہین ۱۹ فرعون اب سے تین دن مین تیرا سر تیرے تن سے جدا کریگا اور ایک
درخت پر تجھے لٹکائیگا اور پرندے تیرا گوشت نوچ نوچ کر کھائینگے ۲۰ اور تیسرے دن
جو فرعون کی سالگرہ کا دن تھا یون ہوا کہ اُس نے اپنے سب نوکرون کی مہمانی کی اور
اُس نے سردار ساقی اور نان پز کی اپنے نوکرون مین سے روبکاری کی ۲۱ اور اُس نے
سردار ساقی کو اُس کی خدمت پر پھر قائم کیا اور اُس نے فرعون کے ہاتھ مین جام دیا ۲۲
پر اُس نے سردار نان پز کو پھانسی دی جیسا یوسف نے اُن سے تعبیرین کہی تھین
۲۳ پھر سردار ساقی نے یوسف کو یاد نہ کیا بلکہ اُسے بھول گیا باب ۴۱ پھر فرعون نے
(یعنی ریان بن الولید بن الہروان بن اراشہ بن قاران بن عمرو بن عملاق بن لاوذ
بن سام بن نوح) دوسرے سال کے اخیر دنون مین خواب دیکھا کہ وہ لب دریا کھڑا
ہے ۲ اور کیا دیکھتا ہے کہ دریا سے سات خوبصورت اور موٹی گائین نکلین اور نیستان
مین چرنے لگین ۳ اور کیا دیکھتا ہے کہ ان کے بعد اور سات گائین دبلی اور بدشکل
دریا سے نکلین اور دریا کے گھاٹ پر اُن سات گایون کے نزدیک کھڑی ہوئین ۴ اور
اُن بدصورت اور دبلی گایون نے اُن خوبصورت اور موٹی سات گایون کو کھا لیا تب

فرعون جاگا ۵ اور پھر سو گیا اور دوبارہ خواب دیکھا کہ اناج کی بھری ہوئی اور اچھی سات
بالین ایک ڈانٹھی سے ظاہر ہوئین ۶ اور کیا دیکھتا ہے کہ بعد اُن کے اور سات بالین
پتلی اور پُروا ہوا سے مُرجھائی ہوئی نکلین ۷ اور وے پتلی سات بالین اُن اچھی
بھری ہوئی سات بالون کو نگل گیئن اور فرعون جاگا اور دیکھا کہ وہ خواب تھا ۸ اور
یون ہوا کہ صبح کو اُس کا جی گھبرایا تب اُس نے مصر کے سارے جادوگرون اور اُس کے
سب دانشمندون کو بُلا بھیجا اور فرعون نے اپنا خواب اُن سے کہا پر اُن مین سے کوئی
فرعون کے خواب کی تعبیر نہ کر سکا ۹ اُس وقت سردار ساقی نے فرعون سے کہا کہ میری
خطائین آج مجھے یاد آئین ۱۰ کہ فرعون اپنے بندون پر غصے تھا اور مجھے جلودارون کے
گھر مین قید کیا تھا مجھے اور سردار نان بائی کو بھی ۱۱ تب ہم نے یعنی مین نے اور اُس نے
ایک ہی رات مین ایک خواب دیکھا ہم مین ایک ایک نے خواب دیکھا اپنے خواب کی
تعبیر کے موافق ۱۲ اور ایک عبری جوان جلودارون کے سردار کا نوکر وہان ہمارے
ساتھ تھا ہم نے اُس سے کہا اُس نے ہمارے خوابون کی تعبیر کی اور ہر ایک خواب کی
اُس کے موافق تعبیر کی ۱۳ اور اُس نے جیسی ہم سے تعبیر کی تھی ویسا ہی ہوا مجھے اپنے
منصب پر قائم کیا اور اُسے پھانسی دی ۱۴ تب فرعون نے یوسف کو بلوایا وے جلد
اُسے قیدخانے سے لے آئے اور اُس نے سر مونڈایا اور کپڑے بدل کے فرعون کے
حضور مین آیا ۱۵ فرعون نے یوسف سے کہا مین نے خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر
کوئی نہین کر سکتا اور مین نے سنا ہے کہ تو خواب کو سمجھکر اُس کی تعبیر کرتا ہے ۱۶
یوسف نے جواب مین فرعون سے کہا کہ میری کیا طاقت ہے خدا فرعون کی سلامتی کا
جواب اُسے دیگا ۱۷ تب فرعون نے یوسف سے کہا مین نے خواب مین دیکھا کہ دریا کے
کنارے پر کھڑا ہون ۱۸ اور کیا دیکھتا ہون کہ موٹی اور خوبصورت سات گائین دریا
سے نکلین اور نیستان مین چرنے لگین ۱۹ اور کیا دیکھتا ہون کہ بعد ان کے نہایت

بدصورت اور خراب اور دُبلی ساٹ اور گائین ایسی بُری کہ مین نے ساری زمین مصر مین
کبھی نہین دیکھین ۲۰ اور وے دبلی اور بدشکل گائین پہلی موٹی سات گایون کو نگل گئین
۲۱ جب وے اُنھین کھا گئین تو یہ معلوم نہ ہوا کہ وے اُن کے پیٹ مین گئین اور وے ویسی ہی
بدصورت تھین جیسی پہلے تھین تب مین جاگا ۲۲ اور پھر خواب مین دیکھا کہ اچھی گھنی سات بالین
ایک ڈانٹھی سے نکلین ۲۳ اور کیا دیکھتا ہون کہ اور ساٹ بالین پتلی اور پُروا ہوا سے مُرجھائی
ہوئی اُن کے بعد اُگین ۲۴ اور اُن پتلی بالون نے اچھی ساٹ بالون کو نگل لیا۔ اور
مین نے یہ جادوگرون سے کہا ہرگز کوئی تعبیر مجھ سے نہ کرسکا ۲۵ تب یوسف نے فرعون سے کہا
کہ فرعون کا خواب ایک ہی ہے خدا نے جو کچھ وہ کیا چاہتا ہے فرعون کو دکھلایا ۲۶ وے
ساٹ اچھی گائین ساٹ برس ہین اور وے اچھی ساٹ بالین ساٹ برس ہین خواب ایک ہی
ہے ۲۷ اور وے دُبلی بدصورت گائین جو اُن کے بعد نکلین ساٹ برس ہین اور وے
ساٹ خالی بالین جو پُروا ہوا سے مُرجھائی ہوئی ہین سو کال کے سات برس ہین ۲۸ یہ وہی
بات ہے جو مین نے فرعون سے کہی خدا نے جو کچھ وہ کیا چاہتا ہے فرعون کو دکھلایا ۲۹ دیکھ
کہ سات برس تک ساری زمین مصر مین بڑی سستی ہوگی ۳۰ اور بعد اُن کے سات برس کا
کال ہوگا اور زمین مصر کی ساری بڑھتی بھول جائیگی اور یہ کال زمین کو ہلاک کریگا ۳۱ اور وہ
بڑھتی ملک مین اُس آنے والے کال کے سبب سے ہرگز معلوم نہ ہوگی کیونکہ وہ سخت کال ہوگا
۳۲ اور فرعون پر جو خواب دُہرایا گیا سو اس لئے کہ یہ بات خدا سے مقرر کی گئی ہے اور خدا
جلد اُسے کریگا ۳۳ اس لئے فرعون کو چاہیئے کہ ایک ہوشیار عقلمند مرد کو کھوجے اور اُسے
مصر کی زمین پر مختار کرے ۳۴ اور فرعون اُسے حکم دیوے کہ وہ اِس زمین پر تحصیلدارون کو
مقرر کرے اور بڑھتی کے سات برس تک پانچوان حصہ مصر کی زمین سے لیا کرے ۳۵ اور وے
اُن اچھے برسون کے لئے جو آتے ہین سب کھانے کی چیزین جمع کرین اور غلہ فرعون کے حکم مین رکھین
سب کھانے کی چیزون کی محافظت شہرون مین کرین ۳۶ اور وہی خورش کال کے ساٹ

برس کے لئے جو مصر کی زمین مین پڑیگا ذخیرہ ہوگی تاکہ یہ ملک کال کے سبب سے ہلاک نہ ہو
۳۷ یہ تعبیر فرعون کی نگاہ مین اور اُس کے سب نوکرون کی نظر مین اچھی معلوم ہوئی ۳۸
فرعون نے اپنے نوکرون کو کہا کیا ہم ایسا جیسا یہ مرد ہے کہ جس مین خدا کی روح ہے پا سکتے
ہین ۳۹ اور فرعون نے یوسف سے کہا ازبس کہ خدا نے تجھے اس سب مین بینائی دی ہے
سو کوئی تجھ سا عاقل اور دانشور نہین ہے ۴۰ تو میرے گھر کا مختار ہو اور اپنا حکم میری سب
رعیت پر جاری کر فقط تخت نشینی مین مین تجھ سے بزرگتر رہونگا ۴۱ پھر فرعون نے یوسف سے
کہا کہ دیکھ مین نے ساری زمین مصر پر تجکو حکومت بخشی ۴۲ اور فرعون نے اپنی انگشتری اپنے
ہاتھ سے نکالکر یوسف کے ہاتھ مین پہنا دی اور اُسے کتان کا لباس پہنایا اور سونے کا طوق
اُس کے گلے مین ڈالا ۴۳ اور اُس نے اُسے اپنی دوسری گاڑی مین سوار کر دیا تب اُس کے
آگے منادی کی گئی سب ادب سے رہو اور اُس نے اُسے مصر کی ساری مملکت پر حاکم کیا
۴۴ اور فرعون نے یوسف کو کہا مین فرعون ہون اور بغیر تیرے مصر کی ساری زمین مین کوئی
انسان اپنا ہاتھ پاؤن نہ اُٹھائیگا ۴۵ اور فرعون نے یوسف کا نام **جہان پناہ** رکھا اور
اُس نے شہر اُون کے کاہن **فوطیفرع** کی بیٹی **آسناہتہ** کو اُس سے بیاہ دیا اور یوسف
مصر کی زمین مین پھرا ۴۶ اور یوسف جس وقت مصر کے بادشاہ فرعون کے حضور مین کھڑا ہوا
تیس برس کا تھا اور یوسف فرعون کے حضور سے نکلکر مصر کی ساری زمین مین پھرا ۴۷
اور بڑھتی کے سات برس مین زمین مالامال ہوئی ۴۸ تب اُس نے اُن سات برسون کی
ساری چیزین کھانے کی جو زمین مصر مین تھین جمع کین اور اُس نے اُن کھانے کی چیزون کو
بستیون مین ذخیرہ کیا اور اُن کھیتون کی جو ہر بستی کے آس پاس تھا کھانے کی چیزین اُسی
بستی مین رکھین ۴۹ اور یوسف نے غلہ بہت کثرت سے جیسے دریا کی ریت ایسا کہ وہ حساب
کرنے سے باز رہا جمع کیا کیونکہ وہ بےحساب تھا ۵۰ اور یوسف کے دو بیٹے شہر اُون کے
کاہن فوطیفرع کی بیٹی آسناہتہ کے پیٹ سے کال سے پیشتر پیدا ہوئے ۵۱ اور یوسف نے

پلوٹھے کا نام مَنَسّی رکھا کیونکہ اُس نے کہا کہ خدا نے سب میری اور میرے باپ کے گھر کی مشقت بُھلادی ۵۲ اور دوسرے کا نام افرائیم رکھا اور کہا کہ خدا نے مجھے میرے رنج کی زمین مین پھلدار کیا ۵۳ اور سات برس سستی کے جو زمین مصر مین تھے آخر ہوئے اور گرانی کے سات برس جیسا کہ یوسف نے کہا تھا آنے شروع ہوئے ۵۴ اور سب زمین مین گرانی ہوئی پر ہنوز مصر کی ساری زمین مین روٹی تھی ۵۵ پر جب ساری زمین مصر بھوک سے ہلاک ہونے لگی تو خلق روٹی کے لئے فرعون کے آگے چلائی فرعون نے سب مصریون کو کہا کہ یوسف کنے جاؤ وہ جو تمھین کہے سو کرو ۵۶ اور تمام روے زمین پر کال تھا اور یوسف نے ذخیرے کے کھتے کھول کے مصریون کے ہاتھ بیچے اور مصر کی زمین مین کال بہت بڑھا ۵۷ اور سارے ملک مصر مین لوگ یوسف کنے غلہ مول لینے آئے کیونکہ سب ملکون مین سخت کال تھا۔

یہان تک توارت شریف کی عبارت تھی جو بجنسہ لکھی گئی اب اسکے بعد تاریخ کامل سے ترجمہ کرکے بعض حالات لکھے جاتے ہین جسمین جابجا قرآن شریف سے مدد لی گئی ہے لطف عبارت تو عربی ہی مین ہے عوام الناس کیلئے ترجمہ بھی ہے

ارباب تاریخ لکھتے ہین کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے کام پر مقرر ہو گئے تو اُنھون نے رَیّان بادشاہ سے ایمان لانے کو کہا اور وہ ایمان لایا پھر جب وہ مرگیا۔ تو اُس کے بعد قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن السلواس بن قاران بن عمرو بن عملاق مصر کا بادشاہ ہوا حضرت یوسف ؑ نے اس سے ایمان لانے کو کہا مگر ایمان نہ لایا اور حضرت یوسف ؑ

نے اُسی کے عہد حکومت مین وفات پائی۔ پھر حضرت یوسف ؑ کے عامل ہونے پر ریان نے راعیل یعنی زلیخا کے ساتھ جب اُن کا شوہر جس نے یوسف علیہ السلام کو خرید اتھا مر چکا تھا نکاح کرا دیا پہلی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرا نکاح تھا جب آپ اور زلیخا ایک جا ہوئے تو آپ نے زلیخا سے کہا جس کو تو پہلے چاہتی تھی اُس سے یہ بہتر ہے یا نہین زلیخا نے کہا اے یوسف مجھے ملامت مت کر میرے خمیر مین تیری محبت تھی اُس پر مجھے کیونکر قابو ہو سکتا تھا جو محبت کہ افراط کے ساتھ آتی ہے وہ مردون سے تو رُک نہین سکتی ہے اور مین تو عورت ہون اور اس کے سوا جیسا کہ تیرا حسن ہے اس پر کون صبر کرسکتا ہے اور ایک بات یہ بھی ہے کہ میرا شوہر عورتون کے کام کا نہ تھا اور پھر نفس اُس پر آدمی کیونکر غالب ہو سکتا ہے اُس نے مجھ کو مغلوب کر لیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا اُس سے نکاح ہوا ہے تو زلیخا مردنا رسیدہ تھی اور اُس سے اُن کے دو بیٹے پیدا ہوئے اُن کے نام افرائیم اور منسیا تھے یہی دونون نام کتاب مقدس مین آپ کے دونون فرزندون کے ہین مگر زلیخا اور زلیخا کے باپ کے نامون مین اختلاف ہے اس کی بحث ترک کر دی گئی یہان اِس سلسلہ کو طول دینے کا کچھ حاصل نہ سمجھا گیا واللہ اعلم بالصواب۔

قحط سالی مین حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا غلہ خریدنے کو مصر جانا اور حضرت یوسف ؑ کو نہ پہچاننا اور آپ کا اُنہین غلہ دیکر بنیامین کے لانے کا وعدہ کرانا

پھر جب حضرت یوسف ؑ مصر کے خزانون پر مقرر ہو گئے اور اچھی فصل کے ساتون برس گزر گئے اور حضرت یوسف ؑ نے بالیون مین غلہ جمع کر رکھا۔ اور قحط سالی کا زمانہ آیا اور مخلوق پر خشک سالی آئی اور خلق اللہ مرنے لگی تو کنعان بھی اُس مصیبت سے بری نہ تھا

حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون کو مصر کی طرف روانہ کیا اور بنیامین کو جو حضرت یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے اپنے پاس رکھ لیا جب یہ لوگ حضرت یوسف ؑ کے پاس گئے تو آپ نے اپنے بھائیون کو پہچان لیا مگر بھائیون نے آپ کو نہ پہچانا کیونکہ اُن لوگون نے حضرت یوسف ؑ کو مدت کے بعد دیکھا تھا اور آپ شاہانہ لباس مین تھے۔ جب حضرت یوسف ؑ نے اُنھین دیکھا تو پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ ہم شام کے رہنے والے ہین اور یہان غلّہ کے واسطے آئے ہین حضرت یوسف ؑ نے کہا کہ تم جھوٹے ہو غلّہ کے واسطے نہین آئے ہو بلکہ تم جاسوس ہو مجھے اپنا ٹھیک ٹھیک حال بتاؤ کہا کہ ہم سب دسون ایک ہی شخص کی اولاد ہین ہمارا باپ صدیق ہے پہلے ہم بارہ بھائی تھے ایک بھائی ہمارا ہمارے ساتھ جنگل کو گیا تھا وہان وہ مرگیا اور باپ اوسے ہم مین سب سے زیادہ پیار کرتا تھا حضرت یوسف ؑ نے پوچھا تو پھر اب تمھارے باپ کی تسکین کس سے ہوتی ہے کہا ایک اور بھائی ہے جو اُس بھائی سے چھوٹا ہے حضرت یوسف ؑ نے کہا کہ اُسے میرے پاس لاؤ مین اُسے دیکھون کہ تم سچّے ہو یا جھوٹے اور اگر تم اُسے نہ لاؤ گے۔ تو پھر مین تمھین غلّہ نہ دونگا فَاِنۡ لَّمۡ تَاۡتُوۡنِیۡ بِہٖ فَلَا کَیۡلَ لَکُمۡ عِنۡدِیۡ وَلَا تَقۡرَبُوۡنِ آپ کے بھائیون نے جواب دیا کہ ہم اپنے باپ سے اُس کی درخواست کرینگے اور ہم ضرور لائین گے قَالُوۡا سَنُرَاوِدُ عَنۡہُ اَبَاہُ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اِس وعدہ کے پورا کرنے کے لئے اپنے بھائیون مین سے کسی ایک کو میرے پاس اوُل مین رکھ جاؤ وہ میرے پاس اُس وقت تک رہیگا کہ جب تک تم لوٹ کر نہ آؤ۔ پھر اُنھون نے باخود باقرعہ ڈالا کہ اوُل مین کون رہے۔ اور شمعون کا نام نکلنے پر اُسے وہان چھوڑ دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن کے غلہ کا سامان کردیا۔ اور حضرت یوسف ؑ نے نوکرون سے کہا کہ اُن کی جمع پونجی بھی اُن کی بوریون مین رکھ دو۔ تاکہ یہ لوگ جب اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ کر جائین تو اپنی پونجی کو پہچانین۔ اور اِس سے عجب نہین کہ پھر بھی غلہ لینے کو آئین کیونکہ حضرت یوسف ؑ جانتے تھے کہ وہ امانت والے اور دیانت دار ہین۔ وہ اِس

پونجی کو لوٹانے کے لئے ضرور آئینگے اور بعض کا یہ قول ہے کہ حضرت یوسفؑ نے یہ خیال کیا کہ مبادا ان کے پاس اگر کچھ نہ ہوا تو بار دگر یہ غلہ لینے کیونکر آئینگے۔

بھائیون کا حضرت یعقوبؑ سے ابن یامین کے مصر لیجانے کی درخواست کرنا

ارباب تاریخ یون بیان کرتے ہین کہ جب برادران یوسف علیہ السلام مصر سے کامیابی کے ساتھ وطن کی طرف پھرے اور کنعان مین پہونچے تو پہلے وہ اونٹون کی قطار غلہ سے لدی ہوئی لیکر باپ کے سامنے حاضر ہوے اور اُن سے عرض حال کیا کہ عزیز نہایت کریم الصفات ہے اُس نے ہم پر بڑی مہربانی کی جیسا کہ اپنے حقیقی بھائی بھائی کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہین مگر جب اُس نے ہمارا حال سنا اور اُسے معلوم ہوا کہ ہمارا ایک بھائی وطن مین اور بھی ہے اور اُسے ہمارا باپ ہمارے گم شدہ بھائی کی یاد کا باعث تسلی سمجھتا ہے تو اُس نے ہم سے اُسے بھی طلب کیا اور ہمارے بھائی شمعون کو اس ضمانت مین رکھ لیا ہے کہ جب ہم اسے لیکر جائین وہ رہا ہو تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا مین تم پر پھر اعتبار کرون جیسا کہ یوسفؑ کی سپردگی مین تم پر اعتبار کیا تھا۔ جب ان لوگون نے اپنا اپنا بورا غلہ کا کھولا تو اپنی اپنی جمع جون کی تون اُن بورون مین رکھی ہوئی پائی تو نہایت متعجب ہوئے اور باپ سے کہا کہ دیکھیے عزیز مصر کی کریم الصفاتی کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ اُس نے ہمارا سرمایہ بھی ہمارے بورون مین رکھوا دیا۔ اب ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم ابن یامین کو لیکر جائین اور کافی غلہ لیکر واپس ہون اور ہم عہد واثق کرتے ہین کہ راستہ مین ہم اس کی پوری حفاظت کرینگے اور اس کے حصہ کا ایک بار شتر اور لے لینگے یہ غلہ جو ہم لائے ہین ہمارے اہل وعیال کو کافی نہین ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُن سے فرمایا کہ جب تک تم اللہ کی قسم کھا کر عہد نہ کروگے مین اسے تمھارے ساتھ نہ کرونگا

پس جب عہد واثق اُن لوگون سے لے لیا اور ابن یامین کو اُن کے حوالہ کر دیا۔ پس یہ نامہربان
اخوان اپنے بھائی کو لیکر حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوے اور آپ نے
ابن یامین کو پہچان لیا اور اُنھین ایک عمدہ قصر مین ٹھیرایا اور اُن کے لئے سامانِ دعوت
شاہانہ طریقہ سے مقرر کر دیا اور اُن کے سامنے دنیا کی نعمتین دستر خوان پر چُن دی گئین اور
دو دو بھائیون کو ساتھ کر دیا ابن یامین اکیلے رہ گئے اُس وقت وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا
خیال کر کے بہت غمگین ہوئے اور آنکھون سے آنسوؤن کا تار بندہ گیا آپ نے نامہربان
بھائیون سے کہا کہ یہ تمھارا بھائی اکیلا رہ گیا ہے مین اس کو اپنے ساتھ بٹھا لیتا ہون
حضرت یوسف علیہ السلام ابن یامین کے ساتھ بیٹھ گئے اور کھانا تناول فرمایا۔ جب شب
ہوئی تو فرش استراحت یون بچھایا گیا کہ دو دو بھائی ایک ایک فرش پر آرام کرین۔ پھر
ابن یامین تنہا رہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مین اس کے برادر یوسفؑ کی
جگہ ہون یہ میرے ساتھ سوئیگا چنانچہ ابن یامین رات بھر حضرت یوسف علیہ السلام کو سونگھتے
رہے اور لپٹے رہے اور تمام رات یوسفؑ و یعقوبؑ کی کہانی کہا کئے اور خود بھی رو لئے اور
اُن کو بھی رُلایا کئے اور اپنے غم کی مصیبت بھی سناتے رہے اور اُس کمرے مین جس مین یہ
دونون بھائی سوئے تھے وہ کمرہ مجلس ماتم بنا ہوا تھا اور صبح تک یہ حالت قائم رہی۔ حضرت
یوسف علیہ السلام نے ابن یامین سے فرمایا کہ اگر مین تیرے برادر گم شدہ کی جگہ تیرا بھائی ہوجاؤن
تو پسند کریگا ابن یامین نے کہا کہ بے شک میری عزت بڑھ جائیگی یوسف علیہ السلام نے فرمایا
کہ تجھے صبر نہ آئیگا آپ نے عرض کیا کہ یوسف سے بھائی کے فراق مین ابن یامین کو صبر آنا
تا بہ زیست محال ہے اور یہ وہ زخم ہے کہ اس کا مرہم سوائے یوسف کے ملنے کے اور کوئی
شے نہین ہے حضرت یوسف علیہ السلام یہ سنکر بیقرار ہوگئے اور اپنے چہرۂ نورانی سے نقاب
اُٹھا کر فرمایا کہ دیکھ مین ہی تیرا بھائی یوسف ہون اور اس راز کو ابھی سربستہ رکھنا۔ اور
بعض مورخین یون بھی کہتے ہین کہ جب گیارہ بھائی ایک ساتھ حضرت یوسفؑ کی

خدمت مین حاضر ہوے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا کٹورہ بجایا اور کہا کہ یہ کٹورہ تمھارے حال سے خبر دیتا ہے اُن لوگون نے پوچھا کہ کیا خبر دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کہتا ہے یہ بارہ بھائی تھے ایک کو ان لوگون نے بیچ ڈالا ہے وہ لوگ یہ سنکر سفید ہوگئے اور ابن یامین حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدے مین گر پڑے اور کہا کہ آپ اس کٹورے سے یہ بھی پوچھئے کہ وہ ہمارا بھائی زندہ ہے یا مر گیا آپ نے اُس کٹورے کو بجایا اور فرمایا کہ کٹورہ کہتا ہے کہ وہ زندہ ہے اور تو بہت جلد اُس سے ملیگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا ابن یامین کے بورے مین کٹورا رکھوا دینا اور اس حیلہ سے اُن کو اپنے پاس رکھ لینا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون کے اونٹ غلہ سے بھروا دلئے اور ملازمین سے اشارہ کر دیا کہ ابن یامین کے تھیلے مین غلہ ناپنے کا پیمانہ جو ایک نقرئی کٹورہ تھا رکھ دین چنانچہ حسب الحکم یوسف علیہ السلام کے وہ کٹورہ رکھ دیا گیا اور بھائیون مین سے کسی کو نہ معلوم ہوا جب یہ لوگ غلہ لیکر چلے اور مصر سے تھوڑی دور گئے تھے کہ ملازمان حضرت یوسف علیہ السلام پہنچے اور اُنھون نے پکارا قال اللہ تعالےٰ شانہ۔ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسَارِقُوْنَ ؁ ترجمہ ایک پکارنے والے نے پکارا اے قافلہ والو تم چور ہو۔ ٹھیرو۔ ان لوگون نے نہایت تعجب سے کہا کہ ہم اُس قوم کے آدمی ہین جنمین چور پیدا ہی نہین ہوتا تو ملازمون نے کہا کہ اچھا تو تلاشی دو اور اُن کو حضرت یوسف ؑ کے حضور مین لے آئے آپ نے اُن سے کہا کہ اگر تم مین سے کسی کے پاس کٹورا نکل آئے تو اُس کی کیا سزا ہے اور یہ آپ نے اس لئے پوچھا کہ وہ اپنی شریعت کے موافق جواب دینگے وہی حکم ابن یامین پر جاری کیا جائیگا آپ نے سب کے بورون کی تلاشی لی آخر مین ابن یامین کے بورے سے وہ کٹورا بر آمد ہوا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت یہ تھی کہ

چور کو صاحب مال اپنا غلام بنالیا کرتا تھا اُسی حکم شریعت کے موافق ابن یامین حضرت
یوسف علیہ السلام کے پاس رہے بھائیون نے کہا قَالُوْٓا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ
لَّهٗ مِنْ قَبْلُ یعنی اگر اِس نے چوری کی تو تعجب کی بات نہین ہے اِس کے حقیقی بھائی
نے بھی پہلے چوری کی تھی بھائیون نے ابن یامین سے مخاطب ہوکر کہا۔ بنی راحیل تمھارے
سبب سے ہمپر ہمیشہ بلائین نازل ہوا کرتی ہین ابن یامین نے کہا کہ نہین بلکہ تمھارے
سبب سے بنی راحیل پر بلائین نازل ہوتی رہتی ہین۔ یہ کٹورا میرے بورے مین اُسی
شخص نے رکھا ہے جس نے درہم تمھارے بورون مین رکھے تھے۔ جب بھائیون نے دیکھا
کہ قانون شریعت کے موافق تو ہماری زبان بندی ہوچکی کوئی عذر مسموع عدالت نہ ہوگا
ناچار عاجزی کرنے لگے۔ قَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ
اَحَدَنَا مَكَانَهٗ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا
عِنْدَهٗٓ کا ترجمہ کہا سب نے اے عزیز اُس کا باپ بہت بوڑھا ہے آپ مہربانی کرکے
ہم مین سے کسی کو اُس کے بدلہ مین اپنا غلام بنالین اور اُس کو چھوڑ دین کہا یوسفؑ نے
اللہ پناہ دے کہ ہم اُس شخص کو جس کے پاس ہماری چیز نکلی ہے چھوڑ دین اور کسی دوسرے
شخص کو پکڑ رکھین۔ پھر جب وہ اُس کی رہائی سے مایوس ہوگئے۔ تو مشورے کے لئے
الگ ہو بیٹھے۔ تو شمعون یا روبیل نے جو سب سے بڑا تھا کہا کہ کیا تم بھول گئے کہ باپ نے
ابن یامین کی نسبت تم سے قول لیا ہے۔ اور خدا کی قسم بھی لی ہے کہ ہم اپنے بھائی
کو ضرور اُس کے پاس واپس لیجائینگے ہان صرف اُسی وقت نہین کہ جب ہم خود ہی گھر جائین
اور اِس سے پہلے تم ایک بڑی خیانت یعنی یوسف کے باب مین تقصیر وار ہوچکے ہو۔
مین تو یہان سے اُس وقت تک حرکت نہ کرونگا کہ جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے
تم باپ کے پاس جاؤ اور اُس سے یہ سارا حال بیان کرو۔ چنانچہ حسب مشورہ یہ لوگ
باپ کے پاس لوٹ کر گئے تو اُن سے ابن یامین کا سب قصہ بیان کیا اور کہا کہ شمعون وہان

اسی لئے رہ گیا قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ترجمہ کہا ابن یامین نے تو چوری نہین کی بلکہ یہ بات تم اپنے دل سے بنا کر لائے ہو صبر ہی اچھا ہے۔ اللہ میرے سب لڑکون یوسف اور اُس کے بھائی اور شمعون کو مجھ سے ملا دے گا وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ○ پھر یعقوب اُن کی طرف سے ہٹ کر الگ ہو گئے اور یوسف کو یاد کر کے کہنے لگے ہائے یوسف اور روتے روتے اُن کی آنکھین سفید ہو گئین اور وہ دل ہی دل مین رنج کیا کرتے تھے یہ حالت دیکھکر اُن کے بیٹون نے کہا کہ تم تو ہمیشہ یوسف ہی کو یاد کیا کرتے رہو گے اور اسمین مصروف رہا کرو گے پس دائم المرض یا از کار رفتہ ہو جاؤ گے۔ اور یا بالکل جان ہی سے جاتے رہو گے قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللّٰهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○ بیٹون کی غمخواری کا جواب حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیا۔ کہا مین تم سے تو کچھ نہین کہتا جو صدمہ و رنج مجھ کو ہے اُسے مین اللہ سے کہتا ہون اور اُسی اللہ کی طرف سے مجھے وہ باتین یوسف کے خواب سچ ہونے کی نسبت معلوم ہین جو تمھین معلوم نہین۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ابتلا کا سبب

کہتے ہین کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو فراق یوسف علیہ السلام کا اتنا صدمہ تھا جتنا ستر مان باپون کو اولاد کے مرنے کا ہو اور اسپر اللہ تعالےٰ شانہ نے اُنھین ستر شہیدون کا ثواب عطا فرمایا تھا۔ اور اس بلا کے نازل ہونے کا سبب یہ بیان کرتے ہین۔ کہ حضرت یعقوب کے پاس اُن کا ایک ہمسایہ آیا اور کہا کہ یعقوب تمھارا یہ کیا حال ہے تم تو بالکل ضعیف اور ناتوان ہو گئے ہو حالانکہ ابھی تمھاری عمر تمھارے باپ دادون کے برابر نہین ہوئی ہے۔ کہا مجھے اللہ نے یوسف کے غم اور محبت مین مبتلا کر دیا ہے اس سبب سے

مین ایسا نحیف و نزار ہو گیا ہون فوراً پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور سے وحی آئی کہ اسے یعقوب تو نے میری شکایت میری مخلوق کے روبرو کی۔ حضرت یعقوب نہایت شرمندہ ہوے اور التجا کی کہ پروردگار تعالےٰ شانہ میرے قصور سے درگزر مجھ سے بڑی خطا ہوئی اللہ تعالےٰ شانہ نے معاف کر دیا۔ اس کے بعد سے جب کبھی کوئی حضرت یعقوب علیہ السلام سے ایسا سوال کرتا تو آپ فرماتے اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ جس کے سبب سے اُن پر وحی آئی کہ اگر یوسف اور ابن یامین مر بھی گئے ہوتے تو ہم اُنھین تیرے لئے زندہ کر دیتے۔ ہم نے تجھے بلا مین اس لئے مبتلا کیا کہ تو نے گوشت بھونا اور تیرے ہمسایہ نے اُس کی بو سونگھی مگر تو نے اُسے نہ کھلایا۔

سبب دیگر ابتلا کا حضرت یعقوب کے پاس ایک بچے والی گائے تھی اُنھون نے اُس کے بچے کو اُسی کے سامنے ذبح کیا تھا اور اُس کے چلانے پر بھی اُنھون نے کچھ رحم نہ کھایا۔ اس لئے اُن کا سب سے عزیز بیٹا اُن سے جدا کر دیا گیا۔

محسن مدعمرہٗ سنو مین کیا کہتا ہون اور اُس کو پڑھو جو مین نے لکھا ہے اور میرے جتنے فرزندان قلبی ہین سب کو مین مخاطب کرتا ہون فرزندان قلبی جو سعادت مند اور نیک چلن ہین اُن کو تم سے کم نہین سمجھتا ہون تم بھی اُن کی بزرگداشت کرو اور اس نصیحت کو اُنھین سمجھاو دیکھو جو شے اللہ تعالےٰ شانہ نے تم پر حلال کی ہے اُس کو حلال سمجھتے رہنا ابدالآباد کے لئے وہ کبھی حرام نہین ہو سکتی اور جو شے تم پر اللہ تعالےٰ شانہ نے حرام کی ہے اُس کو حرام ہی سمجھتے رہنا ابدالآباد تک وہ کبھی حلال نہین ہو سکتی۔ قربانی حلال ہے حلال ہی سمجھتے رہنا مگر بیماری کی حالت مین جو لوگ قربانی کرتے ہین اُس کو مین ناجائز نہین کہتا مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ اُس قربانی کی قیمت نقد غربا اور مساکین کو تقسیم کی جاے اور جان ایک جانور کی محفوظ رکھی جائے۔ مین سواے حج اور عقیقہ کے اور وقت مین قربانی سے بہتر اُس کی قیمت دینا پسند کرتا ہون اور خاص اپنے لئے کبھی بکری یا مرغی یا کبوتر وغیرہ کا

ذبح کرنا نہین پسند کرتا قربانی عید الضحیٰ اپنی وسعت کے موافق صاحب نصاب ہونے پر جو میسر آجائے گائے بکری دنبہ اونٹ یہ قربانی تمھارے جان و مال کے واسطے برکت کا سبب ہوگی یا کسی مہمان کے واسطے اپنے گھر کے پلے ہوئے جانورون مین سے جسے اللہ تعالےٰ نے حلال کیا ہے ذبح کر سکتے ہو مگر اپنے نفس کے واسطے اس بات کو پسند نہ کرنا اور اگر کوئی دوسرا شخص تمھارے لئے اپنے گھر سے حلال گوشت پکا کرلے آئے یا دعوت مین میسر ہو جائے یا گھر کے لوگ بازار سے منگوا کر پکالین بہت شوق سے کھا لینا اللہ کی نعمت ہے اب مین تمھارے واسطے ایک حکایت بیان کرتا ہون اُس کو پڑھو اور سمجھو کہ میری غرض اس سے کیا ہے۔

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مین ایک درویش دلق پوش سیاحت مین مصروف تھے اور اُس پاک پروردگار کی نشانیون سے سبق اور تہذیب نفس حاصل کر رہے تھے اور اللہ کی راہ مین سرگرم تھے اُن کا گذر اتفاقاً ایک صحرا مین ہوا وہ گرمی کا وقت تھا درخت کے سایہ مین آرام کرنے کی ضرورت سے ایک درخت جو نہایت سایہ دار تھا مل گیا درویش صاحب نے اُدھر کا رخ کیا اُس پر ایک جوڑا پرند جانور کا بیٹھا تھا مادہ نے جو درویش صاحب کو اِدھر آتے ہوئے دیکھا اُڑنے کا قصد کیا نر نے کہا کہ ابھی بہت گرمی ہے کہان جاینگی یہ درخت تو بہت سایہ دار ہے اُس نے کہا کہ یہ شخص جو اُدھر چلا آتا ہے مبادا ہم کو تکلیف پہنچائے نر نے مادہ سے کہا کہ تو دیکھتی نہین کہ یہ دلق پوش ہے اس لباس کے آدمی بھی کسی کو تکلیف دیا کرتے ہین مادہ نے کہا کہ اچھا تو خیر کسی اونچی شاخ پر جہان اس کا ہاتھ نہ پہنچے بیٹھ جایئن نر نے کہا کہ تو بڑی بدگمان ہے درویش اور فقرا کی طرف ایسا خیال کرتی ہے بیٹھی رہ جہان بیٹھی ہے یہ بزرگ جو وہان پہنچے تو دیکھا کہ ایک پرند جانور کا جوڑا کا جوڑا بہت قریب درخت کی شاخ پر بیٹھا ہے آپ نے ہاتھ بڑھا ہی تو دیا اور قضا کار غریب نر جو آپ کا بہت معتقد تھا آپ کے پنجہ ظلم مین اسیر ہو گیا مادہ اُڑکر بلند شاخ پر

بیٹھ گئی اور بہت کچھ چلائی مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی وہ اُڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور مین حاضر ہوئی اور فریاد کی آپ نے فوراً اُس درویش کو بُلا بھیجا وہ حاضر ہوا آپ نے اُس سے پوچھا اُس نے کہا کہ حضور اللہ تعالےٰ شانہ نے اسے ہماری غذا کیا ہے اگر ہم نے اسے پکڑا تو کیا گناہ کیا آپ نے اُس طائر سے پوچھا کہ تمھارے پاس اس کا کیا جواب ہے طائر نے کہا حضور اس درویش صفا کیش کی تقریر بہت درست ہے مجھے بھی اس مین کچھ عذر نہین مین انسان کی غذا ہون لیکن عذر یہ ہے کہ ہم اس لباس کے دھوکھے مین آگئے یہ لباس تو اُن لوگون کا ہے جو اپنے دشمن کو بھی ایذا دینا پسند نہین کرتے اگر یہ درویش صاحب دنیادارون کے لباس مین ہوتے اور ہم کو پکڑ لیتے تو میری مادہ کی فریاد غلط تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس درویش سے کہا کہ تیرے پاس اس کا کوئی جواب ہے ایسے سخن لاجواب کا کیا جواب ہوسکتا تھا غریب اور ریاکار درویش شرمندگی سے اپنا سر کھجا کر رہ گئے حکم ہوا کہ دلق ان کے بدن سے اوتار لو اور اس طائر کو رہا کر دو اور اس دلق کو پھر کبھی ہاتھ سے نہ چھونا تم ہمیشہ کے واسطے ناپاک ہوگئے اور تمھارے بدن کے موافق اس دلق مبارک کی قطع و برید نہین ہوئی ہے

اے عزیزو اب غالباً تم میرے خیالات سے مطلع ہوگئے ہوگے مگر اس پر عمل بھی کرو صرف مطلع ہو کر رہ جانا یہ پسندیدہ بات نہین ہے

ایک وجہ ابتلا کی یہ بھی بیان کی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بکری ذبح کی اور دروازہ پر ایک مسکین آیا اور آپ نے اُس کی دعوت نہ کی اللہ تعالےٰ شانہ نے بذریعۂ وحی آپ کو مطلع کیا کہ یہ سبب تم پر بلا نازل ہونے کا ہوا تو آپ نے فوراً کھانا پکوایا اور بہ آواز بلند پکار دیا کہ جو کوئی روزہ دار ہو وہ یعقوب کے پاس آکر افطار کرے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیٹون کو مصر بھیجنا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا اُن پر ظاہر ہونا

حضرت یعقوب عؑ نے اپنے بیٹون کو حکم دیا کہ وہ پھر مصر کو لوٹ جائین اور یوسف عؑ اور اُن کے بھائی کی خبر لگائین لہذا حسب حکم پدر شفیق وہ مصر کو پلٹ گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حضور مین حاضر ہوئے اور باپ کی دردآگین حالت کچھ ایسے لفظون مین بیان کی کہ وہ بیقرار ہو گئے اس کو اللہ تعالےٰ شانہ یون فرماتا ہے قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَیْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا ترجمہ کہا سب نے کہ اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل وعیال کو قحط کی وجہ سے بڑی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم بضاعت مزجاۃ یعنی تھوڑی سی پونجی لائے ہین ہمین پورا غلّہ دلا دیجئے۔ بعض نے مزجاۃ کی تفسیر یہ کی ہے کہ اُن کے درہم کھوٹے تھے اور کچھ لوگ کہتے ہین کہ درہم نہ تھے بلکہ گھی اور اُون لے گئے تھے۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اُنہون نے کہا کہ ہم کو بقدر قیمت نہین بلکہ اپنی خیرات دیجئے۔ اور ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ اُنکی مراد یہ تھی کہ ہم کو ہمارے بھائی کو دیدیجئے اس لئے کہ اُس کے واسطے کوئی قیمت اور نرخ تو تھا ہی نہین وہ تو شرعی قیدی تھا لہذا یون کہا کہ اُسے اپنی خیرات مین چھوڑ دیجئے اور ہم آپ کے واسطے ہدیتًا یہ شئے جو جنس محقر ہے لائے ہین حضرت یوسف علیہ السلام نے جو یہ تقریر اُن کی سُنی بے اختیار ہو گئے اور آنکھون سے اشک جاری ہوئے اور آپ نے بھائیون پر ظاہر کر دیا کہ مین یوسف ہون۔

اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ حضرت یعقوب عہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا تھا اور وہی خط اظہار کا سبب ہوا اُس کا مضمون یہ ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا خط حضرت یوسف علیہ السلام کے نام

حضرت یعقوب علیہ السلام کا جذب عشق بزبان حال یون فرماتا ہے ؎

سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوئے تو ۔ کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروئے تو

حضرت یوسف علیہ السلام بزبان ادب پدر مہربان کی جناب مین یون عرض کرتے ہین ؎

اے ہُدہُد صبا بہ سبا می فرستمت ۔ بنگر کہ از کجا بہ کجا می فرستمت

حضرت یوسفؑ تخت شاہی پر دست بستہ کھڑے ہین اور یون آنکھون سے اشک ریز اور زبان سے دُرفشان ہین ؎

قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ۔ در حیرتم کہ جان بہ کدامی کنم نثار

شب تار ہجر کی تاریکی مین شب وصال کے انوار نظر آرہے ہین کوئی ندا کرنے والا بہ آواز خوش و صدائے دلکش یون کہہ رہا ہے ؎

رسید مژدہ کہ ایام غم نہ خواہد ماند ۔ چنان نہ ماند چنین نیز ہم نخواہد ماند

مضمون مکتوب شریف حضرت یعقوب علیہ السلام

یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ کی طرف سے عزیز مصر کو معلوم ہو جو بڑا عادل ہے کہ ہم ایسے خاندان کے لوگ ہین جن پر ہمیشہ بلا آتی رہی ہے میرے دادا کے ہاتھ پاؤن باندھے گئے اور وہ آگ مین ڈالے گئے تھے جن پر اللہ تعالےٰ شانہ نے آگ کو سلامتی کے ساتھ ٹھنڈا کر دیا تھا۔ میرے باپ کے بھی ہاتھ پاون باندھے گئے اور ذبح کرنے کے لئے اُن کے حلق پر چھری رکھی گئی مگر اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کا فدیہ دے دیا۔ اور میرا حال یہ ہے کہ میرا ایک بیٹا تھا اور مین اُس کو اپنی اولاد مین

سب سے زیادہ پیار کرتا تھا۔ اُسے اُس کے بھائی جنگل کو لے گئے اور وہان سے لوٹ کر اُس کا خون آلودہ قمیص مجھے لاکر دکھایا اور کہا کہ اُسے بھیڑیا کھاگیا اُسی کی مان سے میرا اور ایک بیٹا تھا مین اُس سے اپنی تسلی دے لیا کرتا تھا۔ اُسے بھی اُس کے بھائی لے گئے اور اب لوٹ کر آئے ہین اور کہتے ہین کہ اُس نے کچھ چوری کی ہے اور تو نے اُسے قید کر لیا ہے ہم ایسے گھرانے کے لوگ ہین کہ چوری نہین کرتے ہمارے نطفہ سے چور نہین پیدا ہوتا۔ اگر تو اُسے چھوڑ دے تو بہتر ہے ورنہ مین تجھے بد دعا دونگا جو تیری سات پشت تک اثر کریگی۔ جب یہ خط اُنھون نے پڑھا تو اُن سے رُکا نہ گیا روتے روتے بیہوش ہوگئے اور بھائیون پر ظاہر کر دیا کہ مین یوسف ہون اور یہ بنیامین میرا ہی بھائی ہے اللہ تعالے شانہ نے ہم پر بڑا فضل کیا کہ ہم سب کو باہم ملا دیا پھر بھائیون نے اپنے قصور کی معذرت کی اور اقرار کیا کہ بے شک ہم پر تجھ کو اللہ نے بڑی برتری دی ہے اور بے شک ہم ہی قصوروار تھے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم پر کچھ الزام نہین ہے خدا تمھین معاف کرے

حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنا قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجنا اور آپ کا بینا ہوجانا

یوسف شد واز مصر فرستاد قمیصے روشن گر عالم	در دیدۂ یعقوب چو انوار برآمد نور دل و جان شد

مولٰنائے روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا حوالہ قلم ہوا حافظ رحمۃ اللہ علیہ یون زمزمہ سنج ہین ؎

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید	کہ ز انفاس خوشش بوے کسے می آید

سعدی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے لفظون مین شکر فشان ہین ؎

کاروانِ شکر از مصر بہ شیراز آید	اگر آن یارِ سفر کردہ ما باز آید

یہ حکایت یون بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے نامہربان بھائیون سے یہ سنا کہ جب سے بنیامین اُن سے جدا ہوا ہے تو جو کچھ تھوڑی سی بصارت رہ بھی گئی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ آپ کو بڑا صدمہ ہوا آپ نے بھائیون سے کہا کہ یہ میرا قمیص لیجاؤ اور اُن کے مُنہ پر ڈال دینا گئی ہوئی بصارت عود کر آئیگی قال اللہ تعالےٰ شانہ اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا ۚ وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ یہ قمیص میرا لیجاؤ اور اُس کو میرے باپ کے مُنہ پر ڈال دو وہ بینا ہو جائینگے۔ اور تم اپنے تمام کنبے کو میرے پاس لے آؤ یہودا نے کہا کہ مین اِس کُرتے کو لیجاؤنگا کیونکہ مین ہی خون آلود کرتہ باپ کے پاس لے گیا تھا اور اُنہین خبر دی تھی کہ یوسف کو بھیڑئے نے کھا لیا ہے۔ اب یہ خوشخبری بھی مین ہی اُنھین پہنچاؤنگا کہ یوسف زندہ ہے اور وہ مصر کا بادشاہ ہے اس لئے جو اللہ تعالےٰ نے بشیر کا لفظ فرمایا ہے وہ یہی بشیر ہے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ ۝ اور جب قافلہ مصر سے چلا تو پہلی قاصدی نسیم نے کی یعنی ہوا حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو لیکر حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئی اور گویا حضرت یعقوب علیہ السلام بزبان حال یون ارشاد فرما رہے ہین حضرت اُستاد مکرم مولنا وحید الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ؎

اُسی کوچہ کی صورت ہے معطر اپنا صحرا بھی	کہان کھولے ہین گیسو یار نے خوشبو کہانتک ہے

سورخانِ راستی شعار یون فرماتے ہین کہ اُس وقت کہ خوشبو یوسف کی یعقوب تک پُہنچی ہے تو دونون مین اسّی فرسخ کا فاصلہ تھا یعنی حضرت یوسفؑ مصر مین تھے اور حضرت یعقوبؑ کنعان مین کہ ناگاہ حضرت یعقوب علیہ السلام فرمانے لگے اِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ۝ ترجمہ یعنی اگر تم مجھے بوڑھاپے عقل نہ سمجھو تو مین تم سے ایک بات کہون مجھے تو یوسفؑ کی بو آرہی ہے وہ لوگ جو آپ کے

پاس تھے یعنی اولاد برادرانِ یوسف علیہ السلام کہنے لگے کہ بخدا تم وہی اپنے قدیمی خبط مین مبتلا ہو نہ یوسف ہے نہ یوسف کی خوشبو آہ صد آہ یہی حال بجنسہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے حضرت والد ماجد قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے کہ کسی وقت روضہ مبارک کی نسیم جانفزا ایسی نہین آتی کہ جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کی عطریت سے معطر نہ ہو مگر مشام ارادت چاہیئے کوئی قدیم بزرگ پرانی زبان کی شاعری مین ارشاد فرماتے ہین اور کیا خوب فرماتے ہین سبحان اللہ وبحمدہ

اپنی خاطر مین کب آتی ہے گلستان کی بو	ہم نے سونگھی ہے کسی گل کے گریبان کی بو

قال اللہ تعالیٰ شانہ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ○ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ پھر جب آیا بشیر ڈالا قمیص یوسف کو اُن کے منہ پر پس وہ بینا ہو گئے پس کہا یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے جو اُن کے ایسے اقوال پر خندہ کرتی تھی کہ آیا مین نہ کہتا تھا تم سے کہ مین اللہ کی طرف سے اُن باتون کو جانتا ہون جن کو تم نہین جانتے یعنی مین جانتا ہون کہ یوسفؑ کا خواب ضرور سچا ہوگا۔ پھر جب یہ بشیر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آیا تو پوچھا کہ یوسف کو تو کیسا دیکھکر آیا ہے۔ کہا مین نے دیکھا ہے کہ وہ مصر کا بادشاہ ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمین بادشاہی لیکر کیا کرنا ہے یہ بتا کہ وہ کس دین و ایمان پر ہے۔ بشیر نے کہا کہ اُس کا دین اسلام ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اب اللہ کی نعمت پوری ہوگئی۔ پھر جب اُن کی اولاد نے جو اُن کے پاس تھی حضرت یوسفؑ کا قمیص دیکھا اور اُن کا حال سنا کہ وہ زندہ ہین تو کہنے لگے قَالُوْا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِيْنَ ○ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ○ اے پدر مہربان ہمارے قصور خدا سے معاف کرائیے بیشک ہم قصوروار تھے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مین قصور کے معافی کی صبح کے وقت

جمعہ کی رات کو التجا کرونگا۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیان مین چند شعر لکھے ہین کتنا بڑا مسئلہ کس اختصار کے ساتھ بیان کردیا محسن مدعمرہٗ کے فکر کرنے اور سمجھنے کے لئے اس مقام پر تحریر ہوتا ہے نظم

کسے پرسید ازان گم کردہ فرزند	کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوے پیراہن شنیدی	چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفتا حال من برقِ جہان است	گہے پیدا و دیگر دم نہان است
گہے بر طارم اعلی نشینم	گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حسب الطلب حضرت یوسف علیہ السلام کنعان سے مع خاندان مصر کو روانہ ہونا اور مان باپ اور بھائیون کا اُنھین سجدہ کرنا

روایت ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام اور اُن کے سب بال بچے روانہ ہوئے اور مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام اُن کے استقبال کو اراکین و اشراف مصر کے ساتھ نکلے اور وہ لوگ حضرت یوسف کی بڑی تعظیم کرتے تھے پھر جب حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو حضرت یعقوبؑ نے سوار و پیادہ دیکھکر اپنے بیٹے یہودا جس کے سہارے سے پیادہ پا چل رہے تھے پوچھا کہ اے بیٹے کیا یہ فرعون ہے یہودا نے کہا نہین یہ آپ کا بیٹا یوسف ہے جب قریب آئے تو حضرت یوسفؑ نے چاہا کہ پہلے خود حضرت یعقوب علیہ السلام کو سلام کرین مگر کچھ ایسی بیخودی کی حالت طاری ہوئی کہ وہ سلام نہ کرسکے حضرت یعقوب ہی نے ابتدا فرمائی اور ان لفظون سے سلام کیا۔ اے رنج کے دور کرنے والے السلام علیک اور پھر باپ بیٹے دونون ملکر ایسے روئے کہ دونون کو غش آگیا

اور دیکھنے والون کی حالت دردناک ہوگئی اور پھر وہ مصر مین داخل ہوئے رَفَعَ اَبَوَیْہِ عَلَی الْعَرْشِ اور اپنے مان باپ کو تخت پر بٹھا کر لے چلے راویون کا بیان ہے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی خالہ تھین بعد انتقال مادرِ یوسفؑ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یا اُن کی زندگی ہی مین ان سے نکاح کیا تھا اور عہدِ سلف مین اجماع بین الاختین جائز تھا۔ اور حضرت یعقوبؑ اور اُن کی بی بی اور گیارہون بیٹے حضرت یوسفؑ کے سجدہ مین بطور تعظیم نہ بطور عبدیت گر پڑے اور آپ کا خواب اللہ تعالےٰ شانہ نے سچا کیا۔

سجدہ عبودیت ہمیشہ سے حرام ہے اللہ تعالےٰ شانہ نے کسی کو مانؔ ہو یا باپ پیر ہو یا مرشد۔ نبی ہو یا صدیق۔ غوث ہو یا قطب اِس سجدے کا شایان نہین کیا یہ اپنے ہی واسطے رکھا ہے اور **سجدہ تعظیم** پہلے جائز تھا دور **محمدی** صلی اللہ علیہ وسلم مین جب **توحید خالص** ہوئی تو یہ بھی موقوف کردیا گیا اور سجدۂ تعظیم صرف نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قائم ہوا تھا ؎

ملک از نسبتِ آن سجدۂ آدم میکرد	کہ گُلِ قالبش از خاکِ سرِ کوے تو بود

اور جبین جس پیشانی پر یہ نور چمکا اُس کے واسطے یہ سجدہ رہا اسے بادشاہون نے اُڑا لیا پھر دور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آیا اور حضور خلوت خانہ محبوبیت مین رونق افروز ہوئے تو اِس کی ضرورت باقی نہ رہی واللہ اعلم بالصواب

حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر اور اولاد کا مفصل بیان

کہتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب یہ خواب دیکھا اُس کے چالیس[۴۰] برس یا اسّی[۸۰] برس بعد تعبیر ظہور مین آئی۔ یون کہتے ہین کہ جب وہ کنوئے مین ڈالے گئے تو اُن کی عمر سترہ[۱۷] برس کی تھی اور جب وہ اپنے باپ سے ملے ہین تو ستانوے[۹۷] برس کے تھے۔ اور

اس کے بعد تیئیس ۲۳ برس وہ اَور زندہ رہے ایک سَو تیس ۱۳۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا۔ اور اپنے بھائی یہودا کو اپنا وصی اور جانشین فرمایا۔ اور بعض کا قول ہے کہ حضرت یوسف اپنے پدرِ بزرگوار سے صرف اٹھارہ ۱۸ برس جدا رہے۔ اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ جب حضرت یوسف مصر مین گئے ہین تو اُن کی عمر سترہ ۱۷ برس کی تھی اور اس کے تیرہ برس بعد فرعون نے انہین اپنا وزیر مقرر کیا۔ **فرعون** مصر کے بادشاہون کا خاص لقب تھا ہر بادشاہِ مصر کو فرعون کہتے تھے یہ بھی فرعون ہی کے لقب سے پکارا جاتا تھا اور حضرت موسیٰؑ والا فرعون بھی اِسی لقب سے پکارا جاتا تھا۔ تو اس تحقیق کے حساب سے حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ سے بائیس ۲۲ برس جدا رہے اور حضرت یعقوبؑ اور اُن کے اہل وعیال مصر مین اُن کے پاس سترہ ۱۷ برس رہے۔ مگر یہ اختلافی مسئلہ ہے اس مین موشگافی کی ضرورت نہین دیکھی گئی۔

جب حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے وفات پائی تو حضرت یوسفؑ سے وصیت کی کہ اُنھین اُن کے بعد حضرت **اسحاق** علیہ السلام کے پہلو مین دفن کرین۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور خود **شام** کو گئے اور اُن کو حضرت اسحاق علیہ السلام کے پاس دفن کرکے واپس آئے۔ اور حضرت یوسفؑ نے وصیت کی تھی کہ مجھے بھی شام ہی مین دفن کرنا چنانچہ اُن کے تابوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ مین اپنے ساتھ لے گئے۔ جب وہ بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے نکلے ہین **حضرت یوسفؑ** کے دو بیٹے تھے **افرائیم** اور منشا یا **مَنَسّیا** توراۃ مین یہی نام لکھا ہے۔ افرائیم کا بیٹا نون اور نون کا بیٹا **یوشع** جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اور منشا کی اولاد مین موسیٰ بن عمران تھے لیکن توراۃ والے کہتے ہین کہ اُس کی اولاد مین خضر والے موسیٰ تھے اور منشا کی ایک بیٹی رحمت تھی جو ایک قول کے موافق حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی تھین۔

اے عشق والے حسن تمہارا جھگڑا طے ہوا ہے نہ قیامت تک طے ہوگا

دفتر تمام گشت و بہ پایان رسیدہ عمر	ما ہمچنان در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

روایت ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام عالم استغراق مین تھے جب افاقہ ہوا تو فرزند ارجمند سے فرمایا کہ اے یوسف مین چاہتا ہون کہ حقیقت حال دریافت کرون کہ ہم دونون مین گنہگار کون ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مین عاصی ہون کیونکہ مین نے آپ کا حکم نہ مانا اور اپنا خواب بھائیون سے بیان کر دیا اُسی کی شامت سے یہ بلا پڑی اور اُس کا اثر آپ تک بھی پہنچا حضرت یعقوب علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا کہ اے فرزند گناہ میری طرف سے ہے جو مین بھیڑئے سے ڈرا اور تیرے بھائیون پر اعتماد کیا اور تجھے اُن کے سپرد کیا اور تیرے لئے خدائے کریم سے حفاظت اختیار نہ کی اسی سبب سے یہ غم واندوہ مجھے لاحق ہوئے اور اُسی کی وجہ سے تجھے بھی مصیبتین اُٹھانی پڑین۔ یہ باپ بیٹے اسی گفتگو مین تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوے اور اللہ تعالےٰ شانہ کا پیام لائے کہ اے یعقوب و یوسف اب جو تم نے انصاف کر کے اپنا اپنا گناہ اپنے ذمہ لیا تو میرے فضل وکرم نے تم دونون کو بری کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے پدر بزرگوار سے عرض کی کہ آپ میرے پاس **قلعے** مین تشریف لے چلین اور وہین رونق افروز رہین حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ نور و سرور دل وجان تیرے باپ کی یہ شان نہین ہے میرے واسطے ایک مختصر مکان علیحدہ چاہیئے کہ اُس مین اپنے معبود کی عبادت کرتا رہون چنانچہ ویسا ہی مکان بنایا گیا اور آپ رہنے لگے تمام دن روزہ رکھتے اور تمام شب عبادت مین مصروف رہتے اور سب بھائیون کے لئے علیحدہ علیحدہ مکان بنوائے گئے صرف بنیامین کو اپنے پاس قلعے مین رکھا اور حضرت زلیخا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت یعقوب علیہ السلام سے احکام دین سیکھنے لگین یہانتک کہ افضل اہل مصر ہوئین

حضرت پیر و مرشد عم مکرم مولٰنا سید شاہ محمد قاسم داناپوری قدس اللہ سرہ العزیز کی حکایت **حکایت**۔ جب زمانہ غدر جو ۱۸۵۷ء مین واقع ہوا تھا اُس سے چند برس قبل آپ بتقریب شرکت عرس حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز۔ دہلی تشریف لے گئے تھے تو شاہ علیم الدین صاحب عرف امام جی کے دادا صاحب کے مکان مین ٹھیرے تھے مجلس مین ظفر شاہ بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی زیارت کی اور آپ کے حالات کے اپنے رفقا اور ارکین سے مستفسر ہوئے جناب مولٰنا مفتی صدر الدین صاحب اور جناب خواجہ علی احمد نقیب الاولیا جو بادشاہ کے خاص ملازم تھے دونون بزرگون نے حضرت قدس سرہٗ کے مفصل حالات بیان کئے ظفر شاہ نے آپ کو قلعہ مین بُلایا اور دعوت اور تا قیام دہلی وہین قلعہ مین رہنے کی التجا کی آپ نے جواب مین خواجہ علی احمد صاحب نقیب الاولیا سے فرمایا کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خادم صاحب کے آستانے پر حاضر ہون میرا قلعہ اور میرا حصار تو یہی ہے مین معاف رکھا جاؤن یہ بزرگون کے اخلاق ہین اور یہ بزرگی کی شان و علامت ہے ؎

جائے کہ بزرگ بایدت بود		فرزندی کس نمی دہد سود	

نور چشم محمد محسن مد عمرہٗ یہ خیال نہ کرنا کہ مین ایسے بزرگ کا پوتا ہون جو بادشاہ کے قلعہ مین نہ گیا بلکہ ایسی شان پیدا کرنا کہ جو ریا سے خالی ہو اور بادشاہون کی صحبت سے مستغنی کردے اگر اللہ تعالےٰ شانہ اپنے کسی بندے کو بے ریا فقر عنایت فرمائے تو تمام دنیا کی بادشاہی اُس کے تحت حکم ہے۔ دیکھو حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز بے ریا درویش تھے اُن کے مزار فایض الانوار پر ہند کا بادشاہ اکبر اعظم رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے اجمیر شریف تک پاپیادہ گیا اور جہانگیر۔ شاہجہان۔ عالمگیر سب بادشاہ وہان حاضر ہوئے ہین اور

اپنی اپنی یادگارین بنائی ہین جو اس وقت تک موجود ہین ؎

اے ہما پیشِ فقیری سلطنت کیا مال ہے	بادشہ آتے ہین پا بوسِ گدا کے واسطے

اکبر بادشاہ کے ساتھ حضرت شیخ سلیم چشتی بھی تھے رحمۃ اللہ علیہ وقدس سرہٗ انکی بھی بڑی بلند شان ہے۔ فیضی نے بطور طعن مخفی بادشاہ سے کہا کہ آپ حضرت شیخ سے دریافت فرمائین کہ صاحبِ مزار کس مقام پر ہے اور کیا درجہ اُن کا ہے بادشاہ نے شیخ سے پوچھا آپ نے فوراً جواب دیا کہ ان کا یہ مرتبہ اور مقام ہے کہ اکبر سا بادشاہ اور سلیم سا فقیر دونون ان کی تربت کے پائین دست بستہ حاضر ہین اور اپنی ناک رگڑ رہے ہین

؎ اگر بوسہ بر خاکِ مردان زنی	بمردی کہ پیش آیدت روشنی

محسن مدعمرہٗ اگر تمھین اللہ تعالےٰ شانہ ان بزرگون کی تبعیت مین کوئی درجہ بلند اپنے تقرب کا عطا فرمائے تو اس گنہگار باپ کی نجات کے لئے دعا کرنا۔ اور دیکھو ریا اور نخوت سے دور رہنا اور اپنی دونون بہنون کو جو تم سے بڑی ہین کبھی آزردہ نہ کرنا۔ بڑے بھائی کی عزت باپ کے برابر ہوتی ہے بڑی بہن کی عزت مان کے برابر ہوتی ہے دیکھو حضرت یوسفؑ نے اپنی نامہربان بھائیون کے ساتھ کیا اچھا سلوک کیا ؎

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند	جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

روایت۔ صاحب تفریح الاذکیا لکھتے ہین اور حوالہ تکملۃ القصص کا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس برس یا چوبیس برس مصر مین رہے اور ہر ایک بیٹے کے بارہ بارہ بیٹے ہوئے جملہ صالح اور متقی اور متبع ملت ابراہیم علیہ السلام۔ تفسیر مدارک مین ہے کہ حضرت یعقوبؑ مصر مین چوبیس ۲۴ برس رہے بعد اُس کے وفات پائی اور وصیت کی کہ مجھ کو شام مین حضرت اسحٰقؑ علیہ السلام کے پہلو مین دفن کرنا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین راوی بیان کرتا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام والد بزرگوار کو دفن کر کے مصر مین آئے تو تیئیس ۲۳ برس زندہ رہے اور افرائیم سے نون پیدا ہوئے اور حضرت نون سے حضرت یوشع

ہوئے بعد اُن کے فراعنہ مصر پر مسلط ہوئے اور جو بعض کہتے ہین کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب بیٹے نبی ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے سب کو فقہ سکھائی اور علم دین تعلیم کیا یہ امر ظنی ہے صرف حضرت یوسف علیہ السلام کا نبی ہونا قطعی یقینی ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات

اختلاف اقوال

روایت ہے کہ بعد مدت کے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ اپنے اجداد کی زیارت کو ارض مقدس مین جائیے کہ اُن کی ارواح آپ کی مشتاق ہین چنانچہ آپ نے حضرت یوسفؑ کو بلوایا اور فرمایا کہ مجھ کو آرزو ہے کہ مین اپنے بزرگون کی زیارت کرون یا یہ بھی فرمایا ہو کہ مجھ سے جبریل کہہ گئے ہین کہ اب آپ بیت المقدس مین جاکر رہین یہان تک کہ اجل آلے۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ سُنکر بہت روئے اور اسباب سفر مہیا کرنے مین مشغول ہوئے اور حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو طلب فرمایا اور وصیت کی جس کا اشارہ سورہ بقر مین ہے۔ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ترجمہ کیا تم حاضر تھے جس وقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا اپنے بیٹون کو تم کیا پوجوگے میرے بعد بولے ہم بندگی کرینگے تیرے رب کی اور تیرے باپ دادون ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے رب کی وہی ہے ایک رب اور ہم اُسی کے حکم پر ہین۔ تفاسیر معتمدہ مین ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وصیت اس سبب سے کی کہ اُس وقت مصر مین چند مذہب تھے۔ بت پرستی۔ ستارہ پرستی۔ آفتاب پرستی آتش پرستی اس خوف سے آپ نے اپنی اولاد سے عہد لیا کہ مبادا یہ لوگ گمراہ نہ ہوجاین

اور ملت حنفیہ کا یہی خاصہ ہے اور اسلام اِسی کا نام ہے اور اس امر کا ادعا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹون کو یہودیت کی وصیت فرمائی یہود کا افترا ے محض ہے القصہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ تم میرے بعد اپنے بھائیون سے ناخوشی کا اظہار نہ کرنا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ معاذ اللہ مین عفو کر کے پھر انکار کرونگا اور یہہ بھی وصیت کی کہ جب وعدہ وصل الٰہی پہنچ جائے تو اپنی اولاد سے وصیت کر دینا کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادون کی قبر کے پاس پہنچا دین بعد اُسکے حضرت یعقوبؑ رخصت ہوئے اور مصر سے چل کر ارض مقدسہ مین جہان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہنچے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک قبر کھدی ہوئی طیار ہے اور اُس مین فرش حریر کا بچھا ہوا ہے اور ایک گروہ ملایک اُسپر منتظر کھڑا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ قبر کسکی ہے فرشتون نے کہا جو شخص بہشت کا مشتاق ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ مین مشتاق ہون اگر اجازت ہو تو اُترون فرشتون نے اجازت دی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے قدم مبارک اُس قبر مین رکھا کہ فوراً حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جام شربت طہور حضرت کو پلایا اور وہی شربت وصال ہوا ملائک نے حضرت کو غسل دیا اور نماز پڑھی۔

یہ بھی روایت ہے کہ اُسی دن آپ کے بھائی عیص بھی شام مین داخل ہوئے اور وفات پائی اور اُسی قبر مین دفن ہوئے عمر دونون کی ایک سو ستاون یا ایک سو سینتالیس ۱۴۷ برس کی ہوئی پچاس برس ابلاغ رسالت اور مراسم دعوت مین مشغول رہے۔ اور کعب احبار سے روایت ہے کہ عمر حضرت یعقوبؑ کی دو سو برس کی ہوئی۔

بیان وفات حضرت یوسف صدیق علیہ السلام

ارباب تفسیر اور اہل تاریخ تحریر فرماتے ہین کہ جب دعا حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کی بجواپنے انتقال کے واسطے کی تھی قبول ہوئی اور حضرت کو یقین ہوا کہ وفات قریب تر

ہونے والی ہے تو بھائیون کو بلا کر وصایا فرمائے اور خطبہ وداع پڑھا اور یہودا کو امیر اور سردار بنی اسرائیل کا مقرر کیا اور بنی اسرائیل کو یہودا کی انقیاد امر و نہی اور اطاعت و فرمان برداری پر مامور فرمایا جب اولاد یعقوبؑ نے وصیت قبول کی تو فرمایا کہ جب تک تم لوگ ملت ابراہیم پر مستقیم رہو گے اور متابعت آبا و اجداد مین ثابت قدمی کرو گے تم مین برکت رہیگی مگر میرے بعد تھوڑے دنون کے گذرنے پر ایک بادشاہ ستمگار ظالم و قہار اسباط عملاق و قبط سے مصر مین ہوگا اور دعواے ربوبیت کریگا اور چارسو برس تک اُس کو حق سبحانہ و تعالےٰ فرمان روا رکھیگا اور تمام بنی اسرائیل کو اپنی عبودیت و بندگی کی طرف حکم کریگا پھر جب اُس کی شوکت انتہی کو پہنچیگی تو اولاد لاوی ابن یعقوب سے ایک پیغمبر دین پرور موسیٰ نام مبعوث ہو کر اُس بادشاہ کو فنا کریگا یعنی **فرعون**۔

اور بعض اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے موت مانگی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی موت کا وقت نہین پہنچا ہے جب تک تم سے اور تمہارے لڑکون اور پوتون سے چہ سو آدمی پیدا نہ ہو لینگے وعدۂ وصال ایفا نہ ہوگا لہذا آپ نے نہایت اطمینان سے اہل مصر کو دعوتِ اسلام شروع کی اور چالیس ہزار آدمی کے قریب حضرت یوسفؑ اور آپ کے بھائیون کی اولاد مین سے ہوے اُس وقت مصر سے دس کوس باہر نکل کر خیمہ ڈالا اور وہین رہنے لگے پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یہین ایک شہر آباد کیجئے اور اُس کا نام مدینۃ الحرمین رکھئے اور اپنی بود و باش یہین اختیار کیجئے چنانچہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے ایک شہر آباد فرمایا اور اُس مین سکونت اختیار کی اُس جگہ پانی نہ تھا لوگون نے عرض کی کہ پانی یہان سے دور ہے بہت تکلیف ہوگی لہذا حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے دعا کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم خدا ایک نہر دریاے نیل سے مدینۃ الحرمین پہنچا دی۔

اور بعض کے نزدیک جب وفات قریب ہوئی تو حضرت نے اپنے فرزند اکبر افرائیم سے

وصیت فرمائی کہ تابوت ہمارا رود نیل مین رکھ دینا۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا جب تک غیب سے ندا نہ آوے دفن نہ کرنا۔ اور وہب ابن مُنبّہ سے روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات ہوئی تو افرائیم نے آواز غیب سُنی کہ یوسف کو بعد تجہیز و تکفین نہر قیوم پر لیجا چنانچہ افرائیم نے ویسا ہی کیا جب تابوت نہر پر پہنچا تو پانی کے دو حصے ہو گئے اور ایک قبر سطیب تیار ہوئی اُس مین تابوت رکھ دیا گیا اور پانی بدستور جاری ہو گیا۔ اور اخبار الدول مین ہے کہ جب وفات یوسف علیہ السلام کی ایک سو دس برس کی عمر مین ہوئی تو اہل مصر نے اختلاف کیا بعض رئیسون نے کہا کہ ہمارے محلہ مین مزار ہو اور بعض نے کہا ہمارے محلہ مین ہو اس رد و بدل مین قریب تھا کہ نوبت قتال پہنچے آخرکار از روے صلح یہ امر قرار پایا کہ دریاے نیل مین دفن ہون تاکہ اُس پانی سے تمام مصر کو برکت ملے چنانچہ ایک تابوت عمدہ سنگ مرمر کا بنا کر اُس مین جسد مطہر رکھکر نیل کے وسط مین جانب مدینۃ الحرمین دفن کر دیا اُس جگہ ایک مسجد بھی ہے۔

ایک روایت مین یون ہے کہ قبل وفات حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ ایک قافلہ جنگل مین آیا ہے اور اُس مین آپ کے ماں باپ ہین میدان مین گشت کر رہے ہین اور پکارتے ہین کہ یوسف جلد آ ہم تجھے تلاش کرتے ہین اُسی وقت آپ چونک پڑے اور دعا کی تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً پس فوراً حضرت عزرائیل آ پہونچے آپ نے اُن کو دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا عَجِّلْ عَجِّلْ فَاِنِّیْ مُشْتَاقٌ اِلٰی اَبِیْ۔ اور بھائیون کو بلایا اور اُن سے عذر کیا اور یہودا کو خلیفہ کیا اور فرمایا کہ میرا تابوت یہان نہ رکھنا شام مین پہنچا دینا اور جب تم کو یہان سے نکلنا پڑے تو تابوت کو ساتھ لیجانا پھر زلیخا کو طلب کیا حضرت جبرئیل نے کہا اس وقت معاف کیجئے ایسا نہ ہو کہ آپ کا دل اُس طرف متوجہ ہو جاوے تب آپ نے پوچھا کہ وہ کیا کرتی ہے اور کہان ہے کہا وہ

محراب عبادت میں ہے اور روتی ہے اور کہتی ہے کہ الہٰی میری جان یوسف کی جان سے ملادے کہ مجھ کو تاب مفارقت نہیں ہے آپ نے جبریل سے کہا کہ اگر وہ نہ دیکھے گی تو حسرت میں رہیگی حضرت جبریل نے کہا کہ اللہ تعالے لشانہ اُسے صبر جمیل عطا فرمائیگا بعد اس گفتگو کے حضرت جبریل نے آپ کو سیب جنت دیا آپ نے اُسے سونگھا اور ایک ایسی اچھی نیند آئی کہ چشمان مبارک بند ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جب بھائیوں کے رونے کا شور زلیخا کے کانوں تک پہنچا تو وہ بیہوش ہوگئیں اور تین روز بیہوش رہیں اور چند روز تک گریہ وزاری میں مشغول رہیں اور پھر انتقال کرگئیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت یوسفؑ سترہ۱۷ برس کے تھے جب چاہ میں ڈالے گئے اور اسی برس حبس وحکومت میں رہے اور بعد زیارت پدر بزرگوار تیس۳۰ برس اور زندہ رہے اس حساب سے عمر شریف آپ کی ایک سو ستائیس۱۲۷ برس کی ہوئی

آپ کے معجزات اکثر تو تعبیر خواب تھے اور یہ دو روایتیں اس کے علاوہ بھی ہیں

روایت جب قابوس ابن مصعب بادشاہ کو اور بروایتے کسی اور سردار کو آپ نے دعوت ایمان فرمائی تو اُس نے کہا کہ اگر یہ خشک درخت سبز ہوجائے تو ایمان لاؤں آپ نے دعا فرمائی اور وہ درخت سبز ہوگیا اور اُس کے پتے زنگار رنگ کے ہوگئے۔

روایت ایک لڑکا کسی امیر کا کور مادرزاد تھا اُس کے باپ کو آپ نے دعوت ایمان فرمائی اُس نے کہا اگر یہ لڑکا بینا ہوجائے تو ایمان لاؤں آپ نے دعا کی اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اُسے بینا کردیا۔

آپ کا پیشہ لڑکپن میں تو تجارت تھا آپ اپنا مال اکثر ابیون کو دیدیا کرتے تھے اور نفع میں شریک ہوجایا کرتے تھے اور جب وزیر ہوئے تو سوائے اداے مراسم وزارت کسی اور حرفے میں شریک اور مشغول نہ ہوتے تھے۔

اہل تاریخ لکھتے ہین کہ بعد وفات حضرت یوسف علیہ السلام مصر ہین دین نو آئین کا فساد برپا ہوا سحر و کہانت نے رواج پکڑا اور اسباط یعقوب علیہ السلام پر سلاطین مفسدین ظاہر ہوئے تو اللہ جل شانہ نے موسیٰ ابن منشا ابن یوسف کو پیغمبر کیا یہ معاملہ دو سو برس پیشتر حضرت موسیٰ ابن عمران کی بعثت سے ہوا اور اہل کتاب نے گمان کیا ہے کہ موسیٰ ابن منشا ہی صاحب خضر تھے مگر عامہ علما فرماتے ہین کہ موسیٰ ابن عمران تھے۔ اہل تاریخ فرماتے ہین کہ کل ذرّیات حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک کرور ایک لاکھ تھی واللہ اعلم بالصواب

قصہ حضرت شعیب علیہ السلام ابن صنیعون بن عنقا بن نابت بن مدین بن ابراہیم

بعض کہتے ہین کہ اُن کا نام شعیب بن میکیل ہے جو اولاد مدین ہین سے تھا اور کچھ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہین کہ حضرت شعیب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہین سے نہ تھے بلکہ وہ کسی ایسے شخص کی اولاد ہین سے تھے جو ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لایا تھا اور اُن کے ساتھ شام کو ہجرت کر گیا تھا۔ لیکن وہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی کے بیٹے تھے۔ اور حضرت شعیب ضریرۃ البصر تھے۔ اور جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت شعیب کا ذکر کرتے تو فرمایا کرتے تھے کہ شعیب اپنی قوم کو ایسا اچھا جواب دیتے تھے کہ انھین خطیب الانبیا کہنا چاہیئے۔

حضرت شعیب کی قوم کی نافرمانی اور اون پر یوم الظلّہ کا عذاب

اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت شعیب کو اہلِ مدین کی طرف نبی کر کے بھیجا تھا یہی لوگ

اصحاب الایکہ کہلاتے ہیں - اَیکَہ گھنے درختون کو کہتے ہین ان کے باغات اکثر ایسے ہی تھے یہ لوگ اللہ تعالےٰ شانہ کے ساتھ کفر کرتے تھے اور مخلوق کو ناپ اور وزن مین دھوکے سے کم دیتے اور تمام ملک مین فساد پھیلا رکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے باوجود اس کفر و طغیان کے اُن کو وسیع الرزق اور فارغ البال کر رکھا تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ بھائیو خدا ہی کی عبادت کرو اُس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہین۔ اور ناپ تول مین کمی نہ کیا کرو۔ مین تم کو فارغ البال اور خوش حال دیکھتا ہون۔ اگر تم ایسا کروگے تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہین ایک نہ ایک دن تم پر ایسا عذاب نہ آپڑے کہ تم سب کو گھیر لے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحتون نے کچھ اثر نہ کیا۔ اور اللہ تعالےٰ شانہ کے عذاب کا اُنہین کچھ خوف نہ ہوا۔ بلکہ وہ اپنی ضلالت اور غوایت ہی مین بڑھتے گئے۔ اب اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کا ہلاک کرنا چاہا تو اُن پر یَوْمُ الظُّلَّہ کا عذاب بھیجا جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنی کتاب کریم قرآن مجید مین ارشاد فرمایا فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ۔ پھر اُن کو واقعہ سائبان کے عذاب نے آلیا۔ بادل سائبان کی طرح آیا اور اُس مین سے بجلی گری اور وہ جل کر خاک سیاہ ہوگئے۔ اسمین شک نہین کہ یہ واقعہ بھی بڑے ہی سخت دن کا عذاب تھا۔ اِس قول کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر نہایت شدت کی گرمی اور حرارت بھیجی تھی جس سے وہ بیتاب ہوگئے تھے اور گھرون سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے وہان اُن پر اللہ تعالےٰ شانہ نے ایک بدلی بھیجی جس نے دھوپ مین اُن پر سایہ کر لیا اور وہان اُن کو ٹھنڈک اور آرام معلوم ہونے لگا جس سے ایک نے دوسرے کو پکارا۔ اور وہ اُس کے نیچے وہان جمع ہوگئے پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر آگ بھیجی۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ یہی واقعہ سائبان کے عذاب کا تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام دو قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین - کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دو امتون کی طرف بھیجا تھا جو اہل مدین. اور اصحاب الایکہ یعنی بن والے کے لقب سے مشہور تھے اور یہ بن گنجان درختون کا تھا - جب اللہ تعالےٰ شانہ نے چاہا کہ اُنھین عذاب کرے تو اُن پر سخت گرمی کر دی - اور بادل کی صورت مین اُن پر عذاب بھیجا جب وہ ابر قریب آیا تو اُس کے نیچے ٹھنڈک کی اُمید پر وہ نکل کر وہان گئے اور جب اُس کے نیچے پہنچ گئے - تو اُن پر وہان آگ برسنے لگی - قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ کے قول فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کے یہی معنی ہین - رہے اہل مدین وہ مدین بن ابراہیم الخلیل کی اولاد مین ہین - اُن پر اللہ تعالےٰ نے رجفہ یعنی زلزلہ کا عذاب بھیجا تھا - جس سے وہ ہلاک ہو گئے - بعض علما کہتے ہین کہ حضرت شعیب کی قوم نے حدود اور تعزیر کو معطل کر رکھا تھا اس پر اللہ نے اُن کے رزق مین کشادگی دی - پھر بھی اُنھون نے حدود کو معطل ہی رکھا - تو اللہ تعالےٰ نے اُن کا رزق اَور کشادہ کیا اسی طرح وہ جس قدر حدود کو معطل کرتے رہے - خدا اُن کے رزق مین فراخی کرتا رہا - آخر کار اُس نے اُن کی ہلاکی کا ارادہ فرما لیا اور اُن پر ایسی سخت شدت کی گرمی کر دی کہ اُس کی برداشت اُن کی طاقت سے باہر ہو گئی - اور اُن کو کہین سایہ اور پانی مین چین نہین پڑتا تھا - اسی مین اُن مین سے ایک شخص کہین نکل کر گیا اور سایہ بان کے نیچے جا کر سایہ مین ٹھیرا اور وہان کچھ ٹھنڈک اُسے حاصل ہوئی - اس لئے اُس نے اپنے لوگون کو پکارا کہ اِدھر ٹھنڈک مین آؤ - یہ سُنکر وہ جلدی جلدی اُدھر کو گئے - اور وہان جا کر جمع ہوئے تو اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر آگ برسائی یہی سائبان کے عذاب کا واقعہ ہے - اور مجاہد کہتے ہین عذاب یوم الظُّلَّہ کا یہ تھا کہ عذاب نے شعیب کی قوم پر سایہ کر لیا تھا -

محقق علام مولوی ابو المحسن کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تفریح الاذکیا
مین فرماتے ہین روایت بعض کہتے ہین کہ اوّل عذاب اہل مدین پر آیا پھر اصحاب ایکہ
پر اور یہ جو لوگ کہتے ہین کہ حضرت شعیب علیہ السلام اصحاب الرس پر بھی مبعوث ہوے
تھے تو یہ روایت کسوتِ صحت سے عاری ہے بلکہ کتبِ سِیر و تفاسیر معتبرہ کے ملاحظہ سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اِس قوم پر حنظلہ ابن صفوان مبعوث ہوئے تھے۔ اور
رَسّ نام کنوے کا ہے جو بقیۂ آلِ ثمود کا بنوایا ہوا تھا اُسی کو بیر معطلہ کہتے ہین۔
حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ اصحاب الرس ایک قوم تھی
جو صنوبر کی پرستش کرتی تھی اُن کے پیغمبر نے بددعا کی وہ خشک ہوگیا تو اُن کافرون نے
اپنے پیغمبر کو قتل کیا اور کنوئین مین ڈالا اُن پر ابر سیاہ آیا اور چلا گیا اور وہ پیغمبر اولاد
یہودا ابن یعقوب علیہ السلام تھے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما فرماتے ہین
کہ اصحابِ رس ایک قوم آذربائیجان مین تھی اُن کے ہان ایک کنوان تھا سو اُنھون نے
اپنے نبی کو قتل کیا تو وہ کنوان خشک ہوگیا اور درخت اور کھیت وغیرہ بھی خشک ہوگئے
تو وہ قوم گرسنگی اور تشنگی سے مرگئے۔
اور عکرمہ کے نزدیک رسّ ایک کنوان تھا زمین سے ملا ہوا اُس مین اپنے نبی کو ڈال دیا۔
اور سعید ابن جبیر نے کہا ہے کہ نبی اِس قوم کے حنظلہ ابن صفوان تھے اور اُن کے شہر مین
عنقا طائر تھا ایک لڑکے کو اُٹھالے گیا اُن کی قوم نے شکایت کی اپنے پیغمبر سے آپ نے
بددعا کی اور وہ عنقا ہلاک ہوا اور اُس کی نسل معدوم ہوگئی اور قوم نے پیغمبر کو ہلاک کیا
الغرض حضرت شعیب علیہ السلام کی مدتِ دعوتِ امت ستاون یا اٹھاون
برس تھی۔ اور حضرت موسیٰ سے اور آپ سے ملاقات قوم کی ہلاکت کے بعد ہوئی ہے
اور اس کے بعد سات برس اور چار مہینے اور زندہ رہے کل عمر شریف آپ کی دو سو چوبیس (۲۲۴)
برس کی ہوئی اور صاحب اخبار الدول کے نزدیک عمر آپ کی ایک سو چالیس برس کی تھی

اور بعض دوسو برس بتاتے ہین۔ اور مزار شریف آپ کا مابین شام اور طایف کے ہے یا میان صفا و مروہ واقع ہے۔ اور اصح یہ ہے کہ حرم شریف مین وسط رکن اور مقام مین مدفون ہین کیونکہ بعد مفارقت حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام مکّے مین تشریف لائے اور اسی جگہ وفات پائی اور ذکر حضرت شعیب کا اور اُن کی قوم کا سورہ اعراف۔ اور ہود۔ اور شعرا۔ اور عنکبوت۔ اور صاد مین ہے۔

قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نسب آپ کا چار واسطون مین حضرت یعقوب علیہ السلام تک پہنچتا ہے یعنی موسیٰ ابن عمران ابن نصیر ابن یافث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام اور نام آپ کی والدہ مکرمہ کا **نوخائیل** اول نون پھر واو پھر خا معجمہ اور بعضے **یوخانذ** یاے مثناۃ تحتانیہ قبل واو و آخر ذال معجمہ بیان کرتے ہین اور تراجم تورات مین **یوخابذ** ہے بالجملہ والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی اولادِ لاوی ابن یعقوب علیہ السلام سے تھین۔ اور تفسیر معالم التنزیل مین علامہ بغوی نے یوخایذ بیاء مثناہ تحتیہ بیان کیا ہے۔ اور بعض کہتے ہین یوعایذ بالعین بعد الواو بنت اشموئیل بھی کہتے ہین۔ انھین کے بطن سے دو بیٹے بکمال برکت والے پیدا ہوئے ایک موسیٰ اور دوسرے ہارون علیہما السلام اور ایک بیٹی کہ مشہور نام اُن کا مریم ہے مگر صحیح کلثم ہے اور ان کے زوج کا نام کالب ابن لوقنا تھا۔ اور بروایت صحیح کُلثم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑی تھین۔

ولادت باسعادت حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی فرعون مصر کے عہد مین ہوئی اور نام اِس فرعون کا ولید ابن مصعب ابن ریّان تھا۔ اور بعض ولید ابن ریان کہتے ہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ فرعون ولید ابن ریان کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ مصعب ابن ریان کو فرعون موسیٰ کہتے ہین چارسو برس کی عمر تھی

چہرہ اُس کا چمکتا تھا اسی سبب سے یہود و نصاریٰ اُس کو قابوس کہتے ہین۔
فرعون شاہانِ مصر کا لقب ہے جس طرح اس زمانہ مین شاہان مصر کا لقب خدیو ہے یونہین اُس زمانہ مین فرعون تھا۔ اور شاہانِ روم کا لقب **قیصر** اور شاہانِ فارس کا لقب **کسریٰ** اور شاہانِ ترک وچین کا لقب **خاقان** اور فرمان روایانِ یمن کا لقب **تبّع** اور ہندوستان کے بادشاہون کا لقب **راجہ**۔ اور کچھ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہین کہ فرعونِ موسیٰ علیہ السلام وہی فرعون یوسف علیہ السلام تھا جب یوسف علیہ السلام نے وفات پائی تو وہ مرتد ہوگیا اور تا زمانِ موسیٰ علیہ السلام زندہ رہا لیکن صحیح یہ ہے کہ حوالی مصر مین دو گروہ تھے ایک عمالقہ اولاد عملیق ابن لاؤذ ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام اس قوم کے آدمی بڑے قدآور اور زور آور اور درازی عمر مین مشہور تھے انہین کے سردار کو فرعون کہا کرتے تھے۔ اور دوسرا گروہ فراعنہ قبط کا تھا یہ بھی منسوب بہ عمالقہ تھا۔ اوّل سرداران کا سنان بن علوان بن عبید بن عوج بن عملیق ہے۔ اسی نے حضرت سارہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھین لینا چاہا تھا۔
دوسرا سردار فرعون ثانی ریان ابن ولید اولاد عمرو ابن عملیق سے تھا اُس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کیا اور ایمان بھی لایا۔ تیسرا رئیس قابوس ابن مصعب ابن ریان تھا کہ اواخر حیات یوسف علیہ السلام مین تخت مصر پر قائم اور کافر رہا مگر حضرت یوسف علیہ السلام کو عہدۂ معینہ پر بحال رکھا۔ اس کے مرنے کے بعد مسمّی ولید نامی قابوس کا بھائی بادشاہ ہوا۔ یہی مردود فرعون عہد موسیٰ علیہ السلام ہے کذا حققہ مولنا ولی اللہ فی تفسیر نظم الجواہر۔
روایت۔ بعض راوی یون بیان کرتے ہین کہ فرعون بلخی تھا اور وہ بطریق سیاحت مصر کی طرف چلا موضع بوشخنہ مین ہامانِ مردود سے اور اُس سے ملاقات ہوئی وہ بھی ہمراہ ہولیا اور یہ دونون سفر کرتے ہوئے مصر مین داخل ہوئے۔ فرعون نوکری کی

تلاش مین تھا۔ سلطان مصر کی خدمت مین حاضر ہوا اور نوکری کی درخواست کی بادشاہ
نے پوچھا کہ تو کیا نوکری چاہتا ہے اُس نے کہا کہ مجھ کو مقبرون کی شحنگی عنایت ہو حکم ہو گیا
اور یہ شحنگی کے کام کو انجام دینے لگا۔ یہ گورستان کے دروازے پر بیٹھ گیا اور فی نعش
ایک درم مقرر کر دیا اتفاقاً اُس سال وبا کی کثرت ہوئی لہذا اس کو بہت آمدنی ہوئی
تھوڑے زمانہ مین یہ نابکار بہت مالدار ہو گیا۔ چلتا ہوا پرزہ تو تھا ہی وزیرون سے
ملکر اور کچھ دے دلاکر تمام شہر کا شحنہ ہو گیا اور بادشاہ مصر اس کی خدمت اور انتظام
سے بہت خوش ہوا اور اس نے ایسی نمایان ترقی کی کہ وزیر کے مرنے کے بعد یہ وزیر
اعظم ہو گیا اور تمام فوج پر اپنا پورا اختیار حاصل کر لیا جب بادشاہ مرا تو یہ مستقل سلطان
مصر ہو گیا اور ہامان کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ اور تمام اولاد یعقوب علیہ السلام جو وہان بسی
ہوئی تھی اور بادشاہ سابق نے اُنھین جاگیرین اور سامانِ عزت عطا فرمایا تھا اُس کے
چھیننے مین کوشش کی اور اس قوم کو ذلیل کرنے لگا اور کوئی دقیقہ ظلم کا نہ چھوڑا اور
اولاد یعقوب علیہ السلام کو قبطیون کی خدمت کے واسطے مقرر کیا۔ اور یہ ایک طریقہ سلطنت
ہے کہ جب نیا بادشاہ کسی قوم یا ملک پر مسلط ہوتا ہے تو اپنی بنیادِ سلطنت مضبوط کرنیکے
لئے وہ پہلی ترقی یافتہ قوم کو رفتہ رفتہ دباتا جاتا ہے اور ادنیٰ درجہ کی قوم کو اعلیٰ درجہ کی
بناتا جاتا ہے تاکہ یہ قوم اُس کا احسان زیادہ مانے اور بہت مطیع ہو جیسا کہ ہندوستان مین
ہوا کہ پہلے مسلمان نہایت اعلیٰ درجہ کی قوم سمجھی جاتی تھی اور تمام اعلیٰ عہدے انہین کے
واسطے تھے اور اب وہی عزت بنگالیون کو حاصل ہے اور مسلمان کمال پستی کی حالت مین
ہین آخر کو فرعون مردود کے دماغ مین یہ خیال پیچیدہ ہوا کہ مجھ کو خدائی کا دعویٰ کرنا چاہیے
ہامان جو اُس کا وزیر تھا اُس نے کہا کہ ابھی یہ دعویٰ چندے ملتوی رکھو جب تک دین ابراہیمی
قائم ہے یہ دعویٰ نہ چلیگا۔ جب تک علماے دین اور واعظون کی جماعت کمزور نہ ہو جائے
اُن کے واسطے یہ قانون بنایا گیا کہ علمِ دین کی تعلیم روک دی جاے اور امور تمدن کی طرف

اِن کے خیالات پھیر دئے جائین بچون کو بھی یہی تعلیم ہو اور وعظ بند کر دیا جاے یس
تیس چالیس برس کے بعد ملک کا اور قوم کا رنگ دوسرا ہو گیا۔ اس حکم کے جاری ہونیکے
وقت جو لوگ جوان تھے وہ چالیس برس مین بوڑھے ہو کر از کار رفتہ ہو گئے اور جو بچے تعلیم
یافتہ ہو کر نکلے وہ مذہب سے نا آشنا تھے پہلے فرعون نے قبطیون کو بت پرستی کا حکم دیا
بیس برس تک قبطیون سے بت پرستی کرائی جب وہ بت پرستی کے خوگر ہو گئے۔ بس
خود پرستی آغاز کرا دی اور اپنے سجدہ کا حکم دیا۔ اور ابھی بنی اسرائیل سے کوئی تعرض
نہین کیا۔ جب قبطیون کو فرعون پرستی مین بھی چالیس برس گذر چکے تو گویا ستر پچھتر
برس کا زمانہ گذر گیا مذہبی خیال کے لوگ بنی اسرائیل مین بھی بہت کم باقی رہے۔
اب اُن کے واسطے بھی شاہی قانون نافذ ہوا اور اُن کو طلب کر کے حکم دیا کہ ہم کو سجدہ
کرو مگر ہر قوم ایک جداگانہ فطرت پر پیدا کی جاتی ہے اور پشت ہا پشت اُس مین وہی اثر
باقی رہتا ہے اس قوم نے جو عہد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خدا پرست ہوتی چلی آئی
تھی اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کی نزع کے وقت کی نصیحت اور حضرت یوسف علیہ السلام
کی تاکید گویا اُن کے خون کے ذریعہ سے رگون مین گردش کر رہی تھی اُس نے بنی اسرائیل کو
فرعون کی خدائی کے اقرار پر رضامند نہ ہونے دیا۔ اُس مردود نے صرف اسی جرم پر
بنی اسرائیل کو قتل کرنا شروع کر دیا بہت سردار بنی اسرائیل کے شہید ہو گئے اُس وقت
ہامان نے کہا کہ ان کو مہلت دی جاے شاید سمجھ کر قبول کرین لہذا فرعون نے سردست
قتل سے ہاتھ اُٹھایا اور یہ حکم دیا کہ زور آور وقوی لوگ پہاڑ سے پتھر لایا کرین اور یانی بھرین
اور بیگار کرین اور ضعفا گارہ بناوین اور حدادی اور نجاری دخاکروبی کرین اور جو کوئی معذور ہو
وہ ماہ بماہ جزیہ داخل کرے چنانچہ ہر شخص روزانہ مزدوری کر کے وقت غروب آفتاب
تاوان داخل کرتا تھا ورنہ ایک ماہ کامل با طوق و زنجیر قید رہتا تھا۔ اور عورتون کے واسطے
یہ قانون بنا کہ سوت کاتین اور پارچہ بافی کرین اور قبطیون کے محلات مین دایہ گری اور

ناماؤن کا کام کرین اور خیاطی بھی کیا کرین۔ الغرض ایسے ظلم ان پر کئے کہ جس کے سننے سے دل ہل جاتا ہے اور یہ لوگ اپنی زندگی سے عاجز آگئے مگر دین ابراہیمی و یوسفی سے مُنہ نہ پھیرا۔ اور فرعون کے دلائل باطلہ کو بوجوہ قویہ باطل کیا کئے۔ بالجملہ جب ظلم فرعون کا حد سے گذرا تو لطف خداوندی متوجہ حالِ مظلومان ہوا۔ اور ارادۂ قدیمۂ ازلیہ آفرینش حضرتِ موسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہوا۔ اور مقدماتِ ظہور انوارِ نبوت ظاہر ہونے لگے۔ ازانجملہ ایک دن فرعون نے خواب دیکھا کہ ایک آگ **بیت المقدس** سے آئی اور قلعۂ شاہی پر گری اور اُسی آگ نے حوالی مصر اور تمام مملکت قبط کو جلا دیا مگر بنی اسرائیل کے محلے بالکل محفوظ رہے۔ اور پھر یہ خواب فرعون نے دیکھا کہ ایک اژدہا بنی اسرائیل کے محلہ سے نکلکر دوڑا کہ خوف سے فرعون تخت پر سے نیچے گر پڑا۔ فرعون نے نجومیون کو اور مُعبّرون کو جمع کیا اور تعبیر پوچھی نجومیون نے کہا کہ ستارون کی گردش سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہایت جلد اولادِ یعقوب علیہ السلام سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ تیری بادشاہی کے زوال کا سبب ہوگا اور اِس بات کو تین برس کی مدت باقی ہے۔ فرعون نے بعد چند روز کے ایک آواز سنی کہ بنی اسرائیل پر ظلم نکر قریب تر ایک لڑکا بنی اسرائیل مین پیدا ہوتا ہے کہ تو اور تیرے لوگ اُس کے ہاتھ سے ہلاک ہونگے تو فرعون نے کوتوال کی معرفت یہ انتظام کیا کہ بنی اسرائیل کے ہزار محلے قائم کئے اور اُن مین اُن کو بسا دیا اور اُن کے ساتھ ہزار دائیان کین کہ گھرون مین جایا کرین جب کہین بیٹا پیدا ہو قتل کرین دو برس یا پانچ برس مین بنی اسرائیل کے بارہ ہزار لڑکے قتل کئے اور نوّے ہزار حمل ذی عزت عورتون نے بےحرمتی کے خوف سے گرا دئے مولوی معنوی قدس سرہٗ مثنوی مین فرماتے ہین ؎

صد ہزاران طفل سر ببریدہ شد	تا کلیم اللہ صاحب دیدہ شد

اسی حالت مین بنی اسرائیل پر وبا نے بھی دستِ غارت دراز کیا اور ہزارون جانین

ضائع ہوئین یہ مصیبت بالائے مصیبت ایسی دردناک طریقہ سے آئی کہ دشمنون کے دل بھی اُس سے متاثر ہوئے قبطیون کے سردارون نے فرعون سے عرض کیا کہ بنی اسرائیل کے بوڑھون اور جوانون پر وبا ہے اور جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ دائیون کے ہاتھ سے قتل کرادیا جاتا ہے اگر یہی حال ہے تو نسل بنی اسرائیل منقطع ہو جائیگی پھر ہمین خدمتگار اور مزدور کہان ملینگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

نور چشم محمد محسن مد اللہ عمرہٗ زمانہ کے تغیرات پر نظر کرو اور قوم کے کمال و زوال کا ملاحظہ کرو۔ یہ وہی برگزیدہ قوم ہے کہ جس کے اجداد حضرات ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف علیہم السلام تھے اللہ تعالےٰ شانہ نے اس قوم کو اعلیٰ درجہ کی ترقی عطا فرمائی تھی جب تک یہ قوم اپنے اجداد کے قدم بقدم چلتی رہی ہر طرح کی ترقی کرتی رہی جب اس نے اپنی حالت کو خراب کردیا ایسی پستی مین جا پڑی کہ قبطیون کو ان کے قتل پر اس وجہ سے افسوس ہوا کہ اگر یہ قوم دنیا سے معدوم ہو گئی تو ہمین خدمتگار اور مزدور کہان سے ملینگے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اُس وقت تمام دنیا مین یہ بدترین پیشے انہین کے واسطے خاص ہو گئے ہزار افسوس کہ ہم مسلمانون نے بھی اپنی حالتین ایسی ہی بگاڑ دین ہین جیسی بنی اسرائیل نے۔ زمانۂ غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے اس ہندوستان مین جو ہم مسلمانون کا مفتوحہ ملک ہے سوائے مسلمانون کے کوئی دوسری قوم کا آدمی اعلیٰ درجہ کے عہدون پر نظر نہ آتا تھا۔ اور آج اُس کا عکس ہے یعنی سوائے بنگالی اور ملک کے ہندوٴن کے کوئی مسلمان نظر نہین آتا۔ اور انگریزون کی خدمتگاریون پر یہی مسلمان مقرر ہین جب سے ہم نے اپنے مذہبی خیالات سے کنارہ کشی کی اپنے تمام سرمایۂ عزت کو خاک مین ملادیا اُس خاندان کے بچے جن کے اجداد علماے کرام سے تھے افسوس ہے کہ وہ اوّل درجہ کے شراب خوار اور آزاد مزاج ہین اور جب سے مرنے والے سید احمد خان نیچری نے مذہب اسلام مین آزادی کو ترکیب دیا اور قوم کو یہ دھوکا دیا کہ ہم قوم کے

بہی خواہ ہین سیکڑون مسلمان اِس فریب مین آگئے اور رفتہ رفتہ شراب خوار ہوگئے جب یہ نیچری صاحب لندن گئے اور پھر واپس آئے تو ان کے مطیع مردار خوار اور خنزیر خوار ہوگئے ہر طرح کے انگریزی باورچی خانہ کے مردہ جانور کھانے لگے اور حجت یہ قائم کی کہ جس طرح ان کا باورچی جانور کو مار ڈالے وہی ان کا ذبیحہ ہے مگر سور کے واسطے ابھی تک کوئی من گھڑت تاویل اس قوم کو ہاتھ نہین آئی اور میرے خیال مین اُن کو تاویل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے نہ خدا کا خوف نہ رسول کا ڈر نہ بادشاہ وقت کا کھٹکا آزادی مین کیون فرق آئے اِس قوم کا کوئی مذہب نہین ہے یہ وہی قوم ہے جسے عربی مین دہریہ کہتے ہین اُن کے عقائد یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ شانہ کا وجود ثابت نہین - دنیا قدیم ہے اور ہمیشہ رہیگی یہ عالم جو ہماری آنکھون کے سامنے ہے آپ سے آپ بنگیا ہے کوئی اس کا بنانے والا نہین ہے جو مل جائے وہ کھالو سب حلال ہے - عورات مین بھی کوئی ہو - مان یا بہن حلال و حرام کی تفریق نہین لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العلی الْعَظِیْمِ اِس قوم کے لوگون سے ہرگز ملنا درست نہین ہے بری صحبت کا اثر بہت جلد ہوتا ہے اور اچھی صحبت کا اثر دیر مین ہوتا ہے ایک تو نفس سرکش بغل مین موجود دوسرے آزاد یار اُس کے مددگار پھر دو دشمنون مین ایک ضعیف آدمی کیونکر سلامت رہ سکتا ہے - میرے اُستاد مولانا وحید الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ؎

پاس سے ٹلتا نہین نفسِ شقی دم بھر وحید	اک بلا ہے صحبتِ ناجنس انسان کے لئے

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎

با شیر مردیت سگِ ابلیس صید کرد	اے بوالہوس بمیر کہ از گربہ کمتری

فقیر مولف ؎

نفس پر جو ہوگیا غالب وہ ہے اکبر جری	جس نے اس کافر کو مارا اُس کا غازی نام ہے

الغرض حسب درخواست امرائے قبط فرعون مردود نے حکم دیا کہ ایک سال کے بعد

دوسرے سال بچے قتل کیے جائین اس سال محفوظ مین حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے یہ کمبخت عارضۂ طاعون اگر فرعون کے زمانہ مین پیدا ہوتا تو اُس کا مطلب بھی نکل آتا اور قتل کی بدنامی سے بھی بچ جاتا - پھر جب دوسرا سال قتل کا شروع ہوا تو نجومیون نے فرعون مردود سے کہا کہ اس سال مین آج وہ لڑکا پیدا ہوگا جس کو تو نے خواب مین دیکھا ہے فرعون سخت مضطرب ہوا اور تقدیر سے مقابلہ کرنے کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ آج کوئی مرد عورت سے نہ ملنے پائے اور یہ منادی کی گئی کہ آج بادشاہ تمام بنی اسرائیل کے قصور معاف کریگا بنی اسرائیل کے سب مرد شہر سے موضع اسکندریہ مین حاضر ہون اور اپنی عورتون کو گھرون پر چھوڑین چونکہ بنی اسرائیل نہایت ستم رسیدہ تھے اس بدمعاشی کے حکم کو سچا حکم سمجھ کر غریب اُس مقام پر پہنچے جو بتایا گیا تھا اور اُسی مقام کو سکندر نے آباد کیا تھا اور اپنے نام پر اُس کا اسکندریہ نام رکھا اور فرعون بھی آسیہ بنت مزاحم کو لیکر گیا اور خیال یہ کیا کہ شاید وہ لڑکا میرے ہی گھر مین پیدا ہو جائے اللہ جو پروردگار عالم ہے وہ اپنے دشمنون کی بھی امیدین برلاتا ہے چونکہ تقدیر الہٰی یونہین واقع ہوئی تھی کہ وہ بچہ قوم بنی اسرائیل مین پیدا ہو تو پیدا تو اُسی قوم مین ہوا مگر فرعون کی بھی خواہش پوری کردی کہ اُس کے گھر مین پرورش پائی ؏

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری

محسن ما **عمرہ** دیکھو ہرگز ہرگز کبھی کسی آدمی پر بھروسا نہ کرنا جب بھروسا کرنا اپنے اللہ پر کرنا وہ کبھی تم کو محروم نہ کریگا انشاء اللہ تعالےٰ -

الغرض یہ سعادت اللہ تعالےٰ شانہ نے ازل سے **عمران** کی قسمت مین رکھی تھی اُس کا سامان یون ہوا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کے والد عمران کو اپنی ڈیوڑھی پر مقرر کیا اور خود محل مین سو رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ آسیہ زن فرعون نے

کی رشتہ دار تھین اور ان کی خواص تھین وہ اور عورتون کے ساتھ شب کو اس مجمع کی سیر کرنے کو نکلین اور اپنے شوہر کے کمرہ مین آئین اللہ تعالےٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام کو بطن مادر مین اُسی شب کو پہنچا دیا اب نجومیون نے جو ہر ہر ساعت پر نظر کر رہے تھے شور مچانا شروع کیا فرعون آواز سنکر باہر نکل آیا پہلے عمران سے سبب پوچھا اُس نے کہا کہ شاید بنی اسرائیل آپ کی عنایت شاہانہ کی شکرگزاری کر رہے ہین اور دعائین دے رہے ہین اگرچہ فی الجملہ مطمئن تو ہوا مگر تمام شب نہین سویا۔ صبح کو نجومیون نے دربار مین حاضر ہوکر بیان کیا کہ آج شب کو وہ فرزند خجستہ اختر صلب پدر سے رحم مادر مین جلوہ افروز ہوا فرعون نے کوتوال شہر پر تاکید کی کہ جب کوئی بیٹا بنی اسرائیل مین پیدا ہو تو بغیر میری اطلاع کے قتل کر ڈال کوتوال شہر پھرنے لگا اور جس کے گھر مین احتمال حمل تھا وہان دائیان مقرر کر دین اور والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اگرچہ حاملہ تھین مگر اُن کے حمل کو ایسی بالیدگی نہ تھی جیسے زنان باردار کو ہوا کرتی ہے لیکن فرعون کی دائیان ان کی جانب سے بھی غافل نہ تھین بلکہ ایک دائی ان کے پاس رہا کرتی تھی جب نو مہینے گذرے تو دردزہ شروع ہوا وہ دائی آپہنچی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوے تو اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کی محبت اُس دائی کے دل مین ڈال دی اور وہ حضرت کو دیکھتے ہی عاشق ہو گئی اور کہنے لگی کہ مجھے اِس لڑکے سے بہت محبت ہو گئی ہے میرا ہاتھ اسپر نہین اُٹھتا لیکن یہ خبر جب فرعون تک پہنچیگی تو مین ماری جاؤنگی کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہ لڑکا اور مین فرعون کے ظلم سے محفوظ رہین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے تھوڑا گوشت اور خون ہانڈی مین بھر کر دائی کو دیا۔ دائی نے اُس کا مُنہ بند کر کے پیادون سے کہا کہ اِس گھر مین ایک لڑکا پیدا ہوا تھا مین نے اُسے حسب حکم فرعون قتل کر ڈالا اب جنگل مین پھینکنے جاتی ہون پیادون کو جو دائیون پر اعتماد تھا اُن لوگون نے اُس کی بات سچ جانی اور پھر اِس گھر کی تفتیش نہ کی اور واپس گئے صبح کو نجومیون نے

فرعون کو اطلاع کی کہ وہ لڑکا بنی اسرائیل مین پیدا ہو گیا۔ فرعون نے کوتوال کو طلب
کر کے بہت خفگی کی اور کہا کہ دیکھو وہ لڑکا آج پیدا ہو گیا اُس کا سُراغ لگاؤ کوتوال نے
پیادون پر تشدّد کیا اور خود تلاش مین مصروف ہوا بعد چند روز کے پیادون نے
کوتوال سے عرض کی کہ ہم نے تمام گھر تلاش کئے کہین پتہ نہین چلتا صرف ایک گھر
دائی کے اعتماد پر چھوڑا ہے اگر شاید ہو تو پھر دیکھ آئین کوتوال نے کہا کہ جاؤ اور جلد جاؤ
اور بے تامل گھر مین گھُس جاؤ اگر کوئی لڑکا چھپا ہوگا تو ظاہر ہو جائیگا چنانچہ کئی پیادے
بلا تامل عمران کے گھر مین گھُس پڑے اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی خواہر
مکرمہ مسماۃ کلثم یا مریم کی گود مین تھے اُنھون نے پیادون کو دیکھکر یہ اندیشہ کیا کہ اگر
یہ لڑکا ظاہر ہوا تو گھر کے سب لوگ مارے جائینگے اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو کپڑے مین لپیٹ کر دہکتے ہوے تنور مین ڈال دیا اور پیادون نے تمام گھر عمران کا
ڈھونڈھا مگر کہین پتا نہین لگا اور حضرت موسیٰ کی والدہ مین کسی طرح کے آثار ولادت
کے نہ پائے گئے اور تنور مین اس واسطے نہ دیکھا کہ وہ مقام محل قیام ذی روح نہ تھا
پیادے واپس گئے۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مادر مشفقہ نے اپنی دختر سے
پوچھا کہ بچہ کیا ہوا اُنہون نے کہا کہ مین نے تنور مین ڈال دیا تھا تنور کو آکر دیکھا تو
تنور آگ سے دہک رہا ہے اور بچہ ایک گوشہ مین پڑا ہے اور زندہ ہے مان کی محبت
تو مشہور ہے گھبرا کر ہاتھ ڈال دیا وہ آگ ایسی سرد تھی کہ کچھ گزند ہاتھ کو نہ پہنچا اور بچہ
تنور سے نکل آیا اور اُس کے جسم پر آگ کا کہین اثر نہ پہنچا تھا۔ اب عمر حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی چالیس دن کی ہوئی مگر اس عرصہ مین بھی رو ئے نہین کہ کوئی محلہ کا
آدمی اُن کی ولادت سے آگاہ ہوتا مگر حضرت موسیٰ کی والدہ ماجدہ کو یہ تردد ہوا
کہ مبادا کبھی وہ رو اُٹھین اور فرعون کے پیادے جو خانہ بخانہ تلاشی لیتے پھرتے ہین
آواز اُن کی سن لین تو ایک بچے کے لئے تمام گھر کا گھر قتل کر دیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ

اس بچّے کو ایک صندوق مین رکھکر محفوظ طریقہ سے دریا مین بہادون شاید یہ اپنی جان سے بچ جاے
اور ہم بھی فرعون کے ظلم سے بچے رہین چونکہ یہ الہام غیبی تھا گھر والون نے بھی پسند کیا
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ نے سالوم بڑھئی کو سب سے پوشیدہ بلایا
اور کہا کہ مجھ کو ایک صندوقچہ اتنا لنبا چوڑا درکار ہے اُس کے تختے ایسے ہون کہ پانی نہ پہنچے
اُس نے کہا کہ ایسا صندوقچہ کس کام کے لئے مطلوب ہے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے
جھوٹ بولنے کو بُرا سمجھا اور صاف صاف کہدیا سالوم بڑھئی نے کہا کہ ہم کسی سے
نہ کہینگے اور صندوقچہ بنا لئے لاتے ہین۔ جب گھر کی طرف پھرا تو راستہ مین منادی ملا اور
وہ پکارتا تھا کہ جو کوئی اُس لڑکے کا پتا لگاوے جس کی خبر اہل نجوم نے دی ہے تو
بادشاہ اُسے انعام دے گا یہ گھر مین پہنچ چکا تھا اُس نے ارادہ کیا کہ کوتوال سے ملون
اور اِس بچّہ کا حال بیان کرون گھر کے دروازہ سے باہر نکل کر اندھا ہو گیا اور پاؤن
اُس کے زمین مین گھس گئے یہ اپنے ارادہ سے بہت پشیمان ہوا اور اپنے خیال سے
باز آیا اور گھر مین داخل ہوا اور اُس صندوقچہ کے بنانے مین مصروف ہوا اور بہت جلد
طیّار کر لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دیا وہ پانچ بالشت کا بصورت مربع تھا
اور اُس کی پوری اُجرت پائی اُس بڑھئی نے اپنا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
سے بیان کیا اور وہ اُجرت پھیر دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے کہا کہ مین
اُس فرزند نیک اختر کے دیکھنے کی تمنّا رکھتا ہون اور مین اُس کا معتقد ہون چنانچہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اُس کی خواہش کے موافق اُس کو حضرت موسیٰ ع
کو دکھا دیا پھر آپ کی والدہ نے دن بھر توقف کیا رات کے وقت فرزند نیک اختر کو
نہلا کر اچھے کپڑے پہنا لئے اور عطر لگایا اور صندوقچہ مین رکھا اور روتی ہوئی مریم اپنی دختر
کے ساتھ رود نیل پر لے گئین اور بے تامل اُس صندوقچہ کو دریا مین ڈال دیا اور اپنی
دختر سے کہا کہ تو اس کے پیچھے پیچھے ہو لے دیکھ تو یہ کدھر جاتا ہے اگر شہر کی حد سے

گذر جاوے تو چلی آیو مریم اُس صندوقچہ کے ساتھ بیگانہ وار چلین یکایک وہ صندوقچہ وسط دریاے نیل سے نہر عین الشمس مین پہنچا اور وہان سے باغ عین الشمس مین داخل ہوا قضارا اُس وقت فرعون سیر باغ کو اہل وعیال کے ساتھ آیا ہوا تھا کسی شخص نے اُس صندوقچہ کو نہر عین الشمس سے نکال کر فرعون کے پاس پہنچایا مریم نے مضطربانہ یہ خبر اپنی مان سے کہی وہ بیتاب ہوکر قریب تھا کہ رودین اور بے صبری سے گھر کے باہر نکل بھاگین اُس وقت الہام ہوا کہ اے ضعیفہ غم نہ کر اور میری قدرت کا تماشا دیکھ چنانچہ یہ آیت سورہ قصص مین وارد ہوئی ہے۔

فائدہ اختلاف ہے مدت رضاعت مین بعض علما آٹھ مہینے کہتے ہین اور بعض چار مہینے اور بعض تین مہینے بیان کرتے ہین کہ اس عرصہ تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر مین چھپے رہے نہ روئے اور نہ حرکت کی اور اپنی مان کا دودھ پیتے رہے۔

علامہ بغوی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے اپنی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ ان دنون مین فرعون کی ایک بیٹی تھی دوسرے محل سے اس کو سفید داغ کی بیماری تھی ہرچند دوا ہوئی مگر بیماری نہ گئی ایک روز حکیمون اور نجومیون نے کہا کہ فلان روز بساعت آفتاب کے نکلتے دریاے نیل مین سے ایک لڑکا تھوڑی عمر کا ملیگا اُس کے مُنہ کے لعاب سے صحت ہوگی فرعون بوقت معہود مع آسیہ خاتون کنارہ نیل پر ایک مکان پر بیٹھا اور اپنی مریضہ بیٹی کو بھی لے گیا یکایک آفتاب نکلتے دریاے نیل موجین مارتا تابوت کلیم لایا کہ وہ تابوت درخت قلعہ شاہی سے آلگا فرعون نے خادمون سے کہا کہ اس تابوت کو جلد لاؤ خادمون نے تابوت لیا اور اُسے کھولنا چاہا مگر نہ کھُلا پھر توڑنا چاہا مگر نہ ٹوٹا پھر آگ مین ڈالا نہ جلا تب آسیہ خاتون نے کہ دل اُن کا نور ایمان سے منور اور مشام جان روایح عرفان سے معطر تھا فرمانے لگین کہ قفل کشا اس حقہ سربستہ کی مین ہون اور اُس تابوت کو لیا اور اللہ کا نام لیکر کھولا تو اُس مین سے ایک لڑکا حسین و

جمیل عنایت ازلیہ سے آراستہ و پیراستہ ظاہر ہوا آسیہ کو اُس کی محبت حد سے زیادہ
ہوگئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رزق اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کے داہین ہاتھ کے
انگوٹھے مین رکھا تھا اُسی سے دودھ پیتے اور سیر ہو جاتے جب وہ تابوت سے باہر نکلے تو
فرعون کی بیٹی مسماۃ ایلیا نے لعاب دہن اُن کا لیکر اپنے داغون پر لگایا اُسی وقت اللہ تعالےٰ
شانہ نے اُسے صحت عطا فرمائی فرعون نے بھی خوش ہوکر اُسے پیار کیا- ہامان مردود
نے فرعون سے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی نجومیون نے تجھے خبر دی تھی تیرا اقبال اسے
یہان لایا اب اس کو قتل کر اُس وقت حضرت آسیہ بنت مزاحم کہ بنات انبیا مین سے
تھین اور بعض کہتے ہین کہ آسیہ بنت مزاحم قبیلہ لخم سے تھین کہ یمن مین مشہور ہے اور
ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی چچا کی بیٹی تھین اور یتیمون اور مسکینون پر رحم کرتی تھین
کہنے لگین کہ یہ لڑکا مجھ کو ایک سال سے زیادہ کا نظر آتا ہے اور تو نے اس سال کے لڑکون
کے قتل کا حکم دیا ہے مجھے یہ لڑکا بخش دے کہ بیٹا بناؤن گی کہ میری اولاد نہین ہے
شاید مجھ کو اور تجھ کو نفع دے- کما قال اللہ تعالےٰ شانہ فی سورۃ القصص وَاَوْحَیْنَآ
اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ج فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ
وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ط اِنَّ فِرْعَوْنَ
وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕیْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ
قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوْهُ ق صلے عَسٰٓی اَنْ یَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا
وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ ترجمہ اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی مان کو کہ اُس کو دودھ پلا
پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اُس کو پانی مین اور نہ خطرہ کر نہ غم کھا ہم پھر پہنچا دینگے
اُس کو تیری طرف اور کرینگے اُسکو رسولون مین سے- پھر اُٹھا لیا اُس کو فرعون کے گھر والون
نے کہ ہو اُن کا دشمن اور کڑھانیوالا بے شک فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر

چوکنے والے تھے۔ اور بولی فرعون کی عورت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے مجھ کو اور تجھ کو اُس کو
نہ مار شاید ہمارے کام آوے یا ہم اِس کو کرلین بیٹا۔ اور اُن کو خبر نہین ٭ وَاَصْبَحَ
فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى
قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ
عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ
فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓي اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝
فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى
اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ترجمہ اور وحی کی ہم نے موسیٰ
کی ماں کی طرف (**فائدہ** کہ اولاد لاوی بن یعقوب سے تھین کہ نام اُن کا نوخابذ
اور ایک روایت مین یوخابذ ہے) کہ دودھ پلا اُس کو اور پرورش کر اور جب ڈرے تو
اُس پر کہ لوگون کو معلوم ہو جاے گا اور پھر اُسے پکڑ لینگے تو ڈال دے اُس کو دریا مین
اور دریا سے مراد دریاے نیل ہے اور مت ڈر کہ وہ ضائع نہ ہوگا اور اُس کے غم مین
غمگین نہ ہو کہ ہم اُس کو پھر تیرے پاس پھیر لائینگے اور کیا ہے ہم نے اُس کو رسولون مین سے
فائدہ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے سمجھ لیا کہ فرعون کے پیادے
اِس بچے کی تلاش مین سرگرم ہین اور ضرور پتا لگا لینگے تو ایک بڑھئی سے کہ وہ عمران کا دوست
تھا پانچ بالشت کا صندوقچہ بنوایا۔ اور صاحب تفسیر حسینی نے اُس کا نام خربیل ابن
صبورا بیان کیا ہے اور یہ فرعون کا ابن عم تھا جب اُس نے اس بچے کا حال دریافت
کرلیا تو کوتوال سے اطلاع کرنے چلا زبان اس کی بند ہو گئی پھر گھر پر واپس آیا اور پھر
قصد فرعون کا کیا تو اندھا ہو گیا آخر اس کے دل نے سمجھ لیا کہ یہ وہی
لڑکا ہے اور نادیدہ اسپر ایمان لایا جیسا کہ مفصل اوپر بیان ہو چکا ہے۔

علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ (اُن کی کتاب کی عبارت مین بجنسہٖ اِس مقام پر تحریر کرتا ہون) یون نسب نامہ کہتے ہین کہ اُن کا نام موسیٰ ابن عمران بن یصھر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے اور لاوی حضرت یعقوب کے ۸۹ برس کی عمر مین پیدا ہوا تھا اور قاہث لاوی کے ۴۶ برس کی عمر مین پیدا ہوا تھا اور قاہث کا بیٹا یصھر تھا۔ اور یصھر کا بیٹا عمران پیدا ہوا ہے تو اُس کی عمر ساٹھ برس کی تھی اور اُس کی کل عمر ۱۴۷ برس کی تھی اور عمران کے ستر برس کی عمر مین حضرت موسیٰ پیدا ہوئی اور عمرآن کی کل عمر ۱۳۷ برس کی ہوئی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام لوخانذ تھا اور موسیٰ کی زوجہ کا نام بی بی صفورا بنت شعیب علیہ السلام تھا اور ان کے زمانہ مین مصر کا فرعون قابوس بن مصعب تھا جو یوسف ثانی کے زمانہ مین تھا۔ اِس فرعون کی بی بی کا نام آسیہ بنت مزاحم بن عبید بن الریان بن الولید تھا۔ اور یہ ریّان حضرت یوسف اوّل والا فرعون تھا۔ اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ یہ فرعون کی بی بی بنی اسرائیل مین سے تھی پھر جب حضرت موسیٰ کو اللہ کے ہان سے ندا آئی تو اُنھین معلوم ہوا کہ قابوس مصر کا فرعون مر گیا اور اُس کا بھائی ولید بن مصعب اُس کا جانشین ہوا۔ اِس کی بڑی عمر ہوئی تھی اور قابوس سے بھی زیادہ ظالم اور بدکار تھا۔ اِس لئے حضرت موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ وہ اور ہارون دونون ملکر جائین۔ کہتے ہین کہ اِس ولید نے آسیہ سے اپنے بھائی کے مرنے کے بعد نکاح کر لیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ فرعون کی طرف اپنے بھائی حضرت ہارون کے ساتھ رسالت پر گئے ان واقعات کے سلسلے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی پیدائش سے اسّی برس بعد بنی اسرائیل مصر سے نکلے ہین پھر وہ وہان سے گذر کر اور دریا کو عبور کرکے تیہ مین پہنچے۔ اور وہان سے جس وقت حضرت یوشع بن نون کے ساتھ نکلے ہین تو چالیس برس گذرے تھے اس طرح پر حضرت موسیٰ کی پیدائش

سے اُن کی وفات تک ایک سو بیس برس ہوتے ہین یعنی حضرت موسیٰ کی ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی

حضرت موسیٰؑ کا فرعون کی ڈاڑھی کھسوٹنا اور اُس کا حضرت موسیٰؑ کو ذبح کرنے کا حکم دینا اور بی بی آسیہ کی سفارش سے اُس حکم کو منسوخ کرنا

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مین قوت رفتار پیدا ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ جو اُن کی مرضعہ مقرر ہوئی تھین اُن کو آسیہ کے پاس لائین آسیہ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنے پاس رکھ لیا وہ اُن سے کھیلا کرتی تھین اور اپنا دل بہلایا کرتی تھین اور کبھی کبھی فرعون کو دیدیا کرتین وہ بھی آپ کو گود مین لیتا اور اُچھالتا اور کوداتا ایک بار فرعون کی ڈاڑھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مین آگئی جھٹکا جو پڑا تو سب موتی جو اُس کی ڈاڑھی کے بالون مین پروئے ہوئے تھے بکھر گئے اور کچھ بال ٹوٹ کر آپ کے دست مبارک مین آگئے مردود فرعون نے کہا کہ یہ وہی بچہ معلوم ہوتا ہے جس کی نسبت اہل نجوم نے حکم لگایا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دیدیا۔ آسیہ نے نہایت شائستہ لفظون مین سفارش کی اور کہا کہ بچے کیا جانین کہ بادشاہ کون ہوتا ہے اور آدمیون کو بادشاہ کی کیسی عزت کرنی چاہیئے اُسے ابھی نیک و بد پر اطلاع نہین یہ ابھی کسی کو نہین جانتا دیکھیے مین تجھے امتحان کرکے دکھلائے دیتی ہون آسیہ نے آگ منگوائی اور اُس کے پاس اپنا زیور جس مین یاقوت والماس جڑے ہوئے تھے رکھ دیا فوراً جبریل پہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دست مبارک پکڑ کر آگ مین ڈال دیا آپ نے ایک انگارہ اُٹھا کر اپنے دہن مبارک مین رکھ لیا کہ جس سے داہنے ہاتھ کی ہتیلی جل گئی جس کی سفیدی کو اللہ تعالےٰ شانہ نے معجزہ ید بیضا بنا دیا اور منہ مین

انگارہ لینے سے زبان جل گئی اور زبان مین گرہ پڑ گئی جس سے لکنت پیدا ہو گئی اور وہ لکنت اللہ تعالےٰ شانہ کو پسند ہوئی مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام گفتگو کرنے پر اچھی طرح قادر نہ تھے بہت دیر مین ادا سے مطلب ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو آپ نے پروردگار کے حضور مین التجا کی کہ مین تو بفصاحت گفتگو کرنے پر قادر نہین ہون میرا بھائی ہارون علیہ السلام بہت فصیح ہے اُسے رسالت مین میرا شریک کر دے چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام اس رسالت مین شریک کر دیئے گئے الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم منسوخ ہوا اور ایوان فرعون مین پرورش پانے لگے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک بنی اسرائیل اور ایک قبطی کے بیچ بچاؤ مین قبطی کو گھونسا مارنا جس سے وہ مر گیا

اہل تاریخ لکھتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل مین پلے اور شباب کی حد کو پہنچے اور فرعون کی سواریون پر سوار ہونے لگے اور اُسی کے سے کپڑے پہننے لگے اور تمام ملک مین فرعون کے بیٹے مشہور ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل کو اُن سے بہت مدد پہنچنے لگی۔ اور اُن کے خوف سے کوئی قبطی بنی اسرائیل پر ظلم نہ کر سکتا تھا۔ ایک دن کا یہ واقعہ ہے کہ فرعون سوار ہو کر کہین گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام اُس وقت گھر مین نہ تھے جب باہر سے آئے تو معلوم ہوا کہ فرعون سوار ہو کر گیا ہے حضرت موسیٰؑ بھی اُس کے عقب مین سوار ہو گئے اور فرعون کی طرف چلے مگر جب وہ منف مین پہنچے تو قیلولہ کرنے کا وقت آ گیا یعنی دوپہر ہو گئی۔ یہ منف مصر قدیم ہے جہان حضرت یوسف صدیق رہا کرتے تھے اب وہ صرف گانون ہے موسیٰ علیہ السلام وہان دوپہر کے وقت پہنچے

دوکاندار دوکانون کو بند کرکے اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے تھے۔ اور دروازے بند کرلئے تھے وہ وقت دوپہر کا تھا کچھ لوگ گھرون مین پڑے سورہے تھے وہان حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ دو شخص آپسمین لڑرہے ہین ایک تو اُن کی قوم بنی اسرائیل مین سے ہے۔ اور دوسرا اُن کے دشمن فرعونیون مین کا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسرائیلی نے فریاد کی۔ اُس کی فریاد سُنکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آیا پھر جب حضرت موسیٰؑ کا غصہ بڑھا تو آپ نے اُس قبطی کو جو بنی اسرائیل پر غالب آگیا تھا ایک گھونسا مارا اتفاق وقت وہ اُس گھونسہ کے صدمہ سے مرگیا۔ پھر جب حضرت موسیٰؑ نے دیکھا کہ وہ قبطی مرگیا تو کہا کہ یہ مجھ سے ایک شیطانی حرکت سرزد ہوئی اور بڑا گناہ مجھ سے وقوع مین آیا شیطان آدمی کا بڑا قوی دشمن ہے اے پروردگار مین نے اپنے نفس پر بڑا ہی ظلم کیا ہے تو میرا قصور معاف کر چنانچہ خدائے تعالےٰ شانہ نے اُن کا گناہ بخشدیا اور وہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ مجھے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جسے تو نے قتل کیا ہے اگر وہ ایک ساعت کے لئے بھی مجھے خالق اور رازق جانتا تو بیشک مین تجھے اُس کے عوض عذاب کا مزا چکھا دیتا حضرت موسیٰؑ نے باری تعالےٰ شانہ کے حضور مین عرض کی کہ پروردگار تعالےٰ شانہ جیسا تو نے مجھ پر احسان کیا ہے مین بھی اسی طرح آیندہ شریر آدمیون کا مددگار نہ ہونگا۔

اسرائیلی کا غلطی سے حضرت موسیٰؑ کو قبطی کا قاتل بیان کرنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے چلا جانا

اللہ جل جلالہ و تعالےٰ شانہ جب اپنے جس بندے کے واسطے کوئی سامان کیا چاہتا ہے تو اُس کی ظاہری صورت بہت خوفناک ہوتی ہے خود وہ بندہ جسکے واسطے

یہ سامان کیا جاتا ہے نہین سمجھتا کہ اس مین کیا حکمت پوشیدہ ہے وہ اُس سامان و اسباب کو دیکھکر ڈرتا ہے اور اپنے معبود سے پناہ مانگتا ہے اور اپنے گناہ بخشواتا ہے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واسطے جو سامانِ سفر کنعان مین طیار ہوا تھا اُس کا ظاہری نظارہ کس قدر خوفناک تھا کہ اُس پر نظر کرنے سے انسانی تحمل بے صبر ہونے کی اجازت مانگتا ہے مگر جب اُس کا نتیجہ ظاہر ہوا تو پچھلی سب کلفتین شگفتگی سے بدل گئین وہی زینۂ ترقی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلا ہی قدم رکھا ہے اور اس قدر خوف کی حالت پیدا ہوئی ہے کہ الامان الامان پکار رہے ہین جب انبیا علیہم السلام کو اسرار الٰہی کے سمجھنے مین ایسی دقتین واقع ہوتی ہین تو غریب اُمّت کس قطار مین ہے۔

قصّہ مختصر جب صبح ہوئی تو حضرت موسیٰؑ ڈرتے ڈرتے شہر مین گئے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے کہ ناگاہ وہی شخص جس نے کل آپ سے مدد مانگی تھی آج پھر پکار رہا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو بڑا ہی شریر آدمی ہے ہر کسی سے لڑتا پھرتا ہے۔ پھر جب حضرت موسیٰؑ اُس کی مدد کے لئے متوجہ ہوئے اور اُس کی طرف آگے بڑھے اور چاہا کہ اُس قبطی کو جو حضرت موسیٰؑ اور اُس اسرائیلی کا دشمن تھا پکڑین وہ اسرائیلی ڈرا اور یہ سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے میرا ہی قصد کیا ہے کیونکہ وہ اُس کو تنبیہہً بُرا بھلا کہہ چکے تھے گھبرا کر چلا اُٹھا کہ اے موسیٰ جس طرح کل تو نے اُس قبطی کو مار ڈالا ہے کیا مجھے بھی مار ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ سُنتے ہی موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو چھوڑ دیا اور اُس نے یہ خبر عام کر دی کہ کل جس شخص نے قبطی کو مار ڈالا ہے وہ موسیٰ ہے۔ فرعون کو جو یہ خبر ہوئی اُس نے حکم دیا کہ موسیٰ کو پکڑ لائین۔ ناگاہ ایک شخص نے آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مطلع کیا کہ اکابر شہر اور ارکان سلطنت تمھارے قتل کا مشورہ کر رہے ہین تم یہان سے کہین چلے جاؤ۔ کہتے ہین کہ یہ ایک مومن آدمی تھا جو فرعونیون مین سے تھا

اور دین ابراہیمی پر چلتا تھا مگر اپنے مذہب کو چھپائے ہوئے تھا۔ اور اس کا نام خرقیل تھا۔ یہی شخص ہے جو سب سے پہلے حضرت موسیٰ پر ایمان لایا تھا جب حضرت موسیٰ نے یہ بات سنی تو وہان سے ڈرتے نکلے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ شانہ سے دعا مانگی قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ کہ پروردگار مجھے ان ظالمون کی شر سے بچا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے نکل کر مدین مین پہنچنا اور حضرت شعیب عٓ کی بیٹیون کی بکریون کو پانی پلانا

موسیٰ علیہ السلام نے زینہ ترقی پر دونون قدم جما دئے اور کھڑے ہین اور دوسری سیڑھی پر چڑھنے کی کوشش کر رہے ہین جب موسیٰ عٓ مصر سے باہر آئے تو کوہستانی راستون مین سے ہو کر گذرے راستہ مین ایک مرد غیب گھوڑے پر سوار ملا جس کے ہاتھ مین ایک چھوٹا سا نیزہ تھا جب حضرت موسیٰ عٓ نے اُسے دیکھا تو اُس سے ڈرے اُس نے کہا کہ تو مجھ سے خوف نہ کر میرے پیچھے پیچھے چلا آ پھر اُس نے آگے بڑھکر مدین کا راستہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا اور موسیٰ علیہ السلام اُدھر کو روانہ ہوگئے چونکہ اُن کو راستہ معلوم نہ تھا وہ دل مین یہ کہتے جاتے تھے عَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یَّھْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ قریب ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا راستہ بتا دیگا پھر فرشتہ یعنی وہ مرد غیب اُن کے ساتھ چلتا رہا اور مدین تک پہنچا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے نکلے تھے تو اُن کے پاس کچھ نہ تھا مجبور درختون کے پتے کھا کر اپنی زندگی قائم رکھی اور اتنا تھک گئے تھے کہ قدم نہایت دشواری سے اُٹھتے تھے ابھی مدین پہنچے بھی نہ تھے کہ آبلون نے تلوون مین کہین جگہ نہ چھوڑی جب بہزار دشواری حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنوئین پر پہنچے جو شہر کے باہر تھا تو وہ پانی پینے کے لئے اُسپر ٹھیرے تو دیکھا کہ کنوئین پر ایک بھیڑ

حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ اور دوسرے حضرت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ چنانچہ اُن دونوں لڑکیون مین سے ایک نے کہا کہ اے میرے باپ اسے نوکر رکھ لے کیونکہ جو بہتر سے بہتر آدمی جسے آپ رکھنا چاہین گے وہ ہوگا جو قوی اور امانت دار ہو اور اس مین یہ دونوں صفتین بظاہر موجود ہین حضرت شعیب نے کہا کہ قوت کا حال تو تجھے معلوم ہوا اُس پتھر کی چٹان اُٹھانے سے اور تونے اسے امانت دار کیسے سمجھا۔ اس پر بی بی صفورا نے اپنا کپڑے کا ہوا سے اُڑنا اور اُن کا صفورا کو حکم کرنا کہ تو میرے پیچھے پیچھے آ بیان کیا۔ یہ سُنکر حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اِن اپنی دونوں لڑکیون مین سے ایک کا تجھ سے اس مَہر پر نکاح کردون کہ تو میری آٹھ برس نوکری کرے اور اگر تو دس برس پورے کردے تو تیرا احسان ہے اور مجھ کو تجھ پر زیادہ محنت اور مشقت ڈالنا منظور نہین ہے تو دیکھے گا تو معلوم ہو جائیگا تجھے کہ مین صالحین مین سے ہون۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ کہ اچھا میرے اور تمھارے درمیان مین اقرار صالح ہو چکا۔ یہ مجھے اختیار ہے کہ ان دونوں مدتوں مین سے جو مدت مجھ سے ہوسکے مین پوری کردون مجھ پر کسی طرح کا جبر نہین۔ اور اس قول و قرار پر خدا گواہ ہے۔ پھر حضرت موسیٰؑ اُن کے پاس دن بھر رہے۔ جب شام ہوئی۔ تو حضرت شعیبؑ نے کھانا منگایا حضرت موسیٰؑ نے کہا مین نہین کھاتا۔ پوچھا کیون۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہم ایسے خاندان والے ہین کہ آخرت کے ذراسے ثواب کے عوض مین بھی تمام دنیا کو نہین لیتے۔ حضرت شعیبؑ نے کہا یہ بات نہین ہے مین تمھین اُس نیکی کے عوض نہین کھلاتا ہون۔ بلکہ یہ میری اور میرے باپ دادا کی ہمیشہ عادت ہے کہ جو کوئی مسافر آئے اُسے کھانا کھلایا کرتے ہین۔ پھر حضرت موسیٰؑ نے کھانا کھایا۔ اور حضرت شعیبؑ کو حضرت موسیٰؑ کی یہ باتین بہت پسند آئین اور اپنی ایک بیٹی کا جو اُنھین بُلانے گئی تھی اور اُس کا نام صفورا تھا اُن سے نکاح کردیا۔

حضرت موسیٰ کو حضرت شعیب علیہما السلام سے عصا ملنا

اگر زینہ بہت بلندی رکھتا ہو تو زینہ پر چڑھنے والے کو کسی ٹیکنے والی چیز کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے ارادہ ازلی نے پہلے ہی سے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس عصا بطور امانت رکھوا دیا تھا اب اُس امانت کے ملنے کا زمانہ آگیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی دختر نیک اختر سے کہا کہ موسیٰؑ کے لئے ایک عصا لے آ چنانچہ وہ مکان کے اندر گئیں اور ایک عصا لائیں اور موسیٰ علیہ السلام کو دیدیا۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ تو وہ عصا ہے جو میرے پاس بطور امانت ہے تو آپ نے صاحبزادی سے فرمایا کہ اسے لیجا اور دوسرا عصا لے آ صاحبزادی نے اُسے مکان میں ڈال دیا اور دوسرا عصا لینے کو جو ہاتھ بڑھایا تو وہی عصا آپ کے ہاتھ میں آگیا وہ لائیں پھر اُن کے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ نور دیدہ یہ عصا ایک شخص میرے پاس امانت کے طور پر رکھ گیا ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ:- ایک **فرشتہ** آدمی کی صورت میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آیا اور یہ عصا دیکر کہہ گیا کہ یہ امانت ہے پھر وہ پدر بزرگوار کے حکم کے موافق اُس عصا کو لوٹا لے گئیں اور دوسرا عصا لائیں تو وہی عصا تھا آخر موسیٰ علیہ السلام نے اُن کے ہاتھ سے لے لیا کہ اُس سے بکریاں چرائیں۔ جب وہ عصا حضرت موسیٰؑ نے لے لیا تو حضرت شعیبؑ کو بڑی تشویش ہوئی کہ مبادا اس کا مالک آگیا اور اُس نے مجھ سے مانگا تو میں اُس کے سامنے کیا عذر پیش کرونگا انھوں نے حضرت موسیٰؑ سے طلب کیا مگر آپ نے نہ دیا دونوں میں بہت ردوبدل ہوئی آخر کو اِس بات پر فیصلہ ٹھیرا کہ جو شخص اس وقت ہم سے پہلے ملے وہی پنچ ہے جو وہ کہدے اُس کا حکم مان لیا جائے

اللہ تعالےٰ شانہ نے ایک فرشتہ کو آدمی کی صورت مین بھیجا کہ وہ ان کا فیصلہ کر دے وہ فرشتہ آیا اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ موسیٰ علیہ السلام اُسے زمین پر رکھ دین۔ پھر موسیٰ اور شعیبؑ اُسے اُٹھائین جو اُسے اُٹھالے وہ اُسی کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے زمین پر رکھدیا پہلے حضرت شعیب علیہ السلام نے اُٹھایا اور وہ اُن سے نہ اُٹھا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسے اُٹھا لیا لہذا حضرت شعیبؑ نے اُن کو وہ عصا دیدیا اور فرمایا کہ معلوم ہوا کہ امانت تمہارے ہی واسطے تھی۔

فایدہ عصاے موسیٰؑ مین اختلاف ہے **عکرمہ** رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ اس عصا کو آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور بعد اُن کے حضرت جبریلؑ نے لے لیا اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شب کے وقت ملاقات ہوئی تو اُن کو دیا اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ بعد حضرت آدم علیہ السلام کے پیغمبرون کے پاس بطور توارث رہا ہے حتّٰی کہ شعیب علیہ السلام کو پہنچا۔ **معالم التنزیل** مین ہے کہ سُدی نے روایت کی کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس ایک فرشتہ بصورت آدمی آیا اور یہ عصا بطور امانت رکھ گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔ ایک **روایت** مین یون ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس ستر لکڑیان تھین جو پیغمبرون کی تھین اُن مین یہ عصا بھی تھا **عوسج** ایک لکڑی جنت کی ہے یہ عصا اُس کا تھا نہایت خوشبودار یہ اوپر سے دوشاخہ تھا دس گز لمبا جس کو حضرت آدمؑ جنت سے لائے تھے۔ ایک **روایت** یہ ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ یہ عصا اُس پیغمبر کا ہے جو اولاد یعقوب اسرائیل مین سے ہوگا اور خداے تعالےٰ شانہ بے واسطۂ ملک اُس سے کلام کرے گا جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی موسیٰ علیہ السلام سے کردی تو صاحبزادی کو بشارت دی کہ تیرا شوہر انبیاے اولو العزم سے ہوگا اور وہ وقت بہت قریب ہے کہ خلعت نبوت اس کو پہنایا جاوے۔

شداد ابن اوس سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام اکثر رویا کرتے تھے یہان تک کہ اُن کی آنکھین جاتی رہین اور پھر خداوند تعالےٰ نے اُنھین بصارت عنایت فرمائی اور پھر روئے اور پھر نابینا ہوگئے اور بار دگر پھر جناب باری تعالےٰ شانہ نے روشنی بخشی اور پھر یہ روئے اور اتنا روئے کہ تیسری بار پھر نابینا ہوگئے اُس وقت جناب باری تعالےٰ شانہ نے حضرت شعیبؑ سے پوچھا کہ اے شعیبؑ تو شوق جنت مین روتا ہے یا خوف دوزخ سے آپ نے عرض کی کہ یارب مین تیرے شوقِ دیدار مین روتا ہون حکم ہوا کہ صبر کر تجھ کو لقا نصیب ہوگی جب تو موسیٰ کلیم اللہ کی خدمت کریگا۔ بعد عطا کرنے عصا کے حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وصیت فرمائی کہ مدین کے قریب ایک جنگل ہے وہان ایک اژدہا ہے اُس کے خوف سے اکثر چروا ہے اُدھر نہین جاتے تم بھی اُدھر نہ جانا ایک روز یہ اتفاق ہوا کہ بکریان اُسی جنگل کو چلین آپ نے ہر چند روکا مگر نہ رُکین ناچار پیچھے پیچھے تشریف لے چلے وہان پہنچکر عصا زمین پر گاڑ دیا اور اپنی کملی اُس پر لٹکا کر سو رہے اور وہ اژدہا بکریون کی آہٹ پا کر اُن کی طرف چلا یہ عصائے موسیٰ سانپ بن کر اُس اژدہے کو نگل گیا اور اپنی جگہہ پر چلا آیا اور اس روایت کی نسبت حضرت ام المومنین صفورا رضی اللہ عنہا کی طرف کی ہے کہ جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام اُسی جنگل کی طرف جا رہے ہین تو وہ اپنے پدر بزرگوار سے اجازت لیکر اُس جنگل کی طرف چلین اور وہان حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتا ہوا پایا اور جب وہ اژدہا بکریون کی طرف چلا تو آپ نے دیکھا کہ عصا نے جنبش کی اور سانپ بنکر اُسے نگل گیا جب آپ اپنے گھر تشریف لائین تو اپنے والد ماجد حضرت شعیب علیہ السلام سے یہ ماجرا بیان کیا حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰؑ کے مرتبہ سے آگاہ ہوئے۔

فائدہ۔ اِس عصا کے نام مین علمار کو اختلاف ہے۔ مقاتل ابن سلیمان اس کو کعفہ کہتے ہین اور مقاتل ابن حنان نے **غیاث** کہا ہے اور بعض زاہد نام بتاتے ہین اور

علما اس پر متفق ہین کہ نام اُس کا علیقہ ہے اور قرآن مجید و فرقان حمید مین اس کے چار
نام ہین ایک عصا جیسا پروردگار ارشاد فرماتا ہے الق عصاک دوسرا حیّۃ مصحف
مجید مین ہے فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تیسرا ثعبان - فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ چوتھا
جان کَاَنَّهَا جَانٌّ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ
عصاے موسوی مین ستر معجزے تھے دو کلام مجید مین مذکور ہین ایک دریاے نیل کا
پھٹ جانا اور دوسرا چشمون کا جاری ہونا - صاحب تفریح الاذکیا کہتے ہین کہ اٹھارہ
معجزے اور تفاسیر مین دیکھے گئے ہین -
المختصر حضرت ابن عباس اور ابی ذر رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ موسیٰ علیہ السلام دس برس
حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت مین رہے اور حضرت شعیبؑ نے بعد اتمام مدت
حضرت ام المومنین صفورا کو رخصت کیا - اور حضرت مجاہد کی روایت مین یہ ہے کہ دس برس
موسیٰ علیہ السلام اپنی خوشی سے رہے جب سال آخر ہوا تو حضرت صفورا نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے ایما سے کچھ بکریان مانگین حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ اس سال بکریان
جتنے بچے دین وہ سب تمھارے ہین چنانچہ پروردگار تعالےٰ شانہ نے حضرت موسیٰ کو خواب
مین دکھلایا کہ اپنے عصا کو اُس ندی کے پانی مین مار جہان بکریان پانی پیتی ہین اور پھر
پانی بکریون کو پلا کہ برکت ہو موسیٰ نے اُسی طرح کیا عنایت الٰہی سے سب بکریان حاملہ ہوئین
اور دو دو بچے جنین نر و مادہ اور سب ابلق - حضرت شعیبؑ سمجھے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے
موسیٰ اور اُن کی بی بی کو انعام دیا ہے وہ سب بچے حضرت موسیٰؑ کو دیدیے تب حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے وطن جانے کی اجازت چاہی اور
شوق حضرت والدہ ماجدہ کی زیارت کا ظاہر کیا اور عرض کی کہ اب تو قوم قبطی کا معاملہ
بھول گئی ہوگی حضرت شعیبؑ نے خوشی سے اجازت دی اور دختر نیک اختر کو اُنکے ہمراہ
کیا اور دو غلام بھی ساتھ کر دیے کہ مصر تک پہنچا کر چلے آوین حضرت موسیٰؑ نے ایک غلام کو

اونٹ کے ساتھ جسپر اثاث البیت تھا کر دیا اور دوسرے غلام کو بکریون کے ساتھ کر کے آگے آگے روانہ کیا اور خود حضرت ام المومنین بی بی صفورا کے ناقہ کے ساتھ کنارے کنارے دریا کے چلے اور شام کا راستہ بالکل چھوڑ دیا اس خیال سے کہ ملوک شام جو فرعون کے ماتحت ہین مبادا کچھ تعرض کرین قتل نفس بھی کتنا بڑا جرم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سا نبی اولو العزم جس کی طرف سے اس وقت تک مطمئن نہین حالانکہ دس برس کا زمانہ منقضی ہو چکا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن راستہ بھول گئے اور پانچوین دن طور کے پہاڑ کی طرف جا پہنچے ہر چند میدان مین پھرتے رہے مگر راہ نہ ملی اور شام ہو گئی۔ محققین کے نزدیک وہ رات شب جمعہ اور اٹھارھوین تاریخ ذیقعدہ کی تھی اُس وقت برف شدت سے پڑ رہا تھا اور چارون طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی

شب تاریک و رہِ وادی ایمن درپیش		آتش طور کجا وعدۂ دیدار کجا	

اور بکریان خود بخود بھاگنے لگین غلام اُن کے یکجا کرنے کی فکر مین اِدھر اُدھر دوڑتے پھرتے تھے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ام المومنین صفورا رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھیرے رہے اسی حالت انتشار مین حضرت کی بی بی صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہوا بی بی صاحبہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اگر کہین آگ ملتی تو روشنی ہوتی اور سردی سے بھی نجات ہوتی حضرت نے چقماق سے آگ پیدا کرنے کی کوشش کی مگر بیکار پھر غلامون نے ادھر اُدھر آبادی کی جستجو کی لیکن کہین نشان نہ ملا اب حضرت موسیٰ علیہ السلام مضطرب ہو کر خود آگ کی تلاش مین چلے اور الحمد للہ کہ اب موسیٰ علیہ السلام کا قدم مبارک زینہ ترقی کی انتہائی سیڑھی پر ہے اور قریب ہے کہ بامِ مقصود پر پہنچتے ہین۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آگ کی تلاش مین جانا اور آتش طور کے پردے مین لقاے پروردگار تعالیٰ شانہ کا

مشاہدہ کرنا اور خلعت رسالت ونبوت سے سرفراز ہونا

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال ۔۔۔ کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ظاہر تو آتش کی طلب مین سرگرم ہے اور اندھیری رات مین دامن کوہ کے چارون طرف گشت کر رہے ہین اور باطن آپ کا دوسری جستجو مین ہے کہ جس کی ابھی موسیٰ علیہ السلام کو بھی خبر نہین اور شوق لقا بزبان حال یون کہہ رہا ہے ؎

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجا است ۔۔۔ منزل آن مہ عاشق کش عیار کجا است
شب تار است و رہ وادی ایمن در پیش ۔۔۔ آتش طور کجا وعدۂ دیدار کجا است
ہر کہ آمد بہ جہان نقش خرابی دارد ۔۔۔ در خرابات بپرسید کہ ہشیار کجا است
آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند ۔۔۔ نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجا است
ہر سر موے مرا با تو ہزاران کار است ۔۔۔ ما کجائیم و ملامت گر بیکار کجا است
عاشق خستہ ز درد غم ہجر تو بسوخت ۔۔۔ خود نہ پرسی تو کہ آن عاشق غمخوار کجا است
بادہ و مطرب و گل جملہ مہیا است ولے ۔۔۔ عیش بے یار مہیا نشود یار کجا است
عقل دیوانہ شد آن سلسلۂ مشکین کو ۔۔۔ دل ز ما گوشہ گرفت ابروے دلدار کجا است
حافظ از باد خزان در چمن دہر مرنج ۔۔۔ فکر معقول بفرما گل بیخار کجا است

الغرض موسیٰ علیہ السلام آگ کی تلاش مین چلے داہنے ہاتھ کی طرف کے پہاڑ پر کچھ روشنی آگ کی نظر آئی آپ خوش ہوئے اور غلامون سے کہا کہ تم یہین ٹھیرو مین نے آگ کا نشان پایا ہے مین آگ لاتا ہون اور جو شخص آگ کے پاس ہوگا اُس سے راستہ بھی پوچھتا آتا ہون اور چلے موسیٰ علیہ السلام ۔ بعض علماء روایت کرتے ہین وہ مقام جہان موسیٰ علیہ السلام کو آگ نظر آئی تھی بارہ۱۲ کوس کے فاصلہ پر تھا

مگر حضرت موسیٰ بسبب کمال نفسانی کے بہت جلد پہنچے پھر جب موسیٰ علیہ السلام وہان پہنچے تو آواز آئی کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ مین ہے اور جو اُس کے آس پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی جو صاحب ہے سارے جہان کا۔ سورۂ طٰہٰ مین پروردگار تعالےٰ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ترجمہ کہا اپنے گھر والون سے ٹھیرو مین نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤن تم پاس اُس مین سے سُلگا کر یا پاؤن اُس آگ پر راہ کا پتا۔ اور وہان پہنچے تو یہ فرمان جاری ہوا۔ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ترجمہ پھر جب پہنچا اُس پاس آواز آئی کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ مین ہے اور جو اُس کے پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی جو صاحب سارے جہان کا ہے معالم التنزیل مین ہے کہ اس آیت کے یہ معنی ہین کہ برکت رکھتا ہے موسیٰ جو آگ کی طلب مین آیا ہے اور برکت رکھتے ہین ملائکہ جو اُس کے آس پاس ہین اور بعض نار سے نور مراد لیتے ہین اور ذکر کرنا نار کا صرف اسواسطے ہے کہ موسیٰ آگ کی تلاش مین وہان پہنچے تھے اور وہ اُسے آگ ہی سمجھے تھے اور مَنْ فِي النَّارِ سے ملائکہ اور بسبب قرب کے حضرت موسیٰ بھی مُراد ہین گو آگ مین نہ تھے جس طرح کوئی شخص منزل پر پہنچنے لگتا ہے تو کہتے ہین کہ فلان شخص منزل پر پہنچا اگرچہ ابھی منزل پر وہ نہین پہنچا ہے۔ ابن عباسؓ اور سعید ابن جبیرؓ سے **روایت** ہے کہ بُوْرِكَ فِي النَّارِ سے قُدِّسَ فِي النَّارِ مُراد ہے یعنی یہ دونون حضرات اس روایت کے راوی بُوْرِكَ فِي النَّارِ سے ذات پاک الٰہی مراد رکھتے ہین کیونکہ اُسی نے آگ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا تھا اور اپنا کلام سنایا تھا جیسا توراۃ مین ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہٗ آیا سینا سے اور چمکا ساعیر سے اور بلند ہوا جبلِ فاران سے پس آنا اللہ کا سینا سے بعثت

حضرت موسیٰ مُراد ہے اور ساعیر سے بعثت حضرت علیسیٰ اور فاران سے بعثت حضرت
رسول رب العالمین سایۂ رحمت غمخوار اُمت شفیع المذنبین سیدنا و مولٰنا محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہ وسلم - بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ آگ
نہین ملکہ کوئی عجیب چیز ہے اگر آگ ہوتی تو اُس کی حدّت ہوتی اس کا تو یہ حال ہے
کہ ایک نور عظیم الشان درخت عوسج کو گھیرے ہوئے ہے - **فائدہ** عوسج کا
درخت عناب کے درخت سے مشابہ ہوتا ہے اور ملک شام مین بہت پایا جاتا ہے
اور یہ درخت بالکل سبز ہے اور روشنی ایسی چمکتی ہوئی ہے کہ آنکھین جھپکتی ہین اور گرد پیش
اُس کے تسبیح کی صدائین بلند ہین اس پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھاس پھوس کا
ایک دستہ بنایا کہ اِس درخت سے آگ سلگا لین (**یا حضرت موسیٰ آپ کے
بھولے پن کے قربان**) بے شک آپ اللہ کو پیارے تھے اور کمبخت فرعون
اس پر بھی نہ سمجھا کہ ایسا بھولا آدمی دعواے نبوت بے وجہ کیونکر کرسکتا ہے - الغرض
جب حضرت موسیٰ وہ گھاس پھوس کا دستہ ہاتھ مین لیکر آگے بڑھے کہ اِسے جلائین
وہ آگ ان کی طرف بڑھی جب تو حضرت ڈر کے مارے پیچھے ہٹے آگ ٹھیر گئی کئی بار ایسا ہی
اتفاق ہوا پھر حضرت متحیر ہوکر تماشا دیکھنے لگے یکایک ایک نور عظیم الشان اُس آگ سے
اُٹھا جسے موسیٰ علیہ السلام آگ سمجھ رہے تھے اور تمام آسمان و زمین روشن ہوگئے
اور فرشتون کی تسبیح کی آواز بھی بلند ہوئی اور ایسی روشنی پھیلی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی آنکھین جھپک گئین آپ نے دونون ہاتھ آنکھون پر رکھ لئے اُس مبارک نور سے
آواز آئی اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی
ترجمہ یعنی اے موسیٰ مین ہی ہون تیرا رب پس اُتار اپنی پاپوشین تو ہے پاک میدان مین
طویٰ جنگل کا نام ہے جہان موسیٰ کھڑے تھے تورات مین مقامات مقدس کا یہی ادب
ہے کہ آدمی برہنہ پا اُس مین داخل ہو مگر انگریزون کا جو مذہب ہی نہ رہا وہ تورات کا حکم

نہین مانتے معالم مین ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درخت سے آواز آئی کہ یاموسیٰ
تو آپ نے جواب تو دیا مگر یہ نہ سمجھے کہ کون پکارتا ہے کہنے لگے کہ اے پکارنے والے مین
تیری آواز تو سنتا ہون مگر مکان نہین جانتا مجھ کو نشان دے کہ تو کہان ہے۔ پھر آواز
آئی اَنَا فَوقَکَ وَ مَعَکَ وَ اَمَامَکَ وَ اَقْرَبُ اِلَیکَ مِنْ نَفْسِکَ ترجمہ
یعنی مین تیرے اوپر ہون اور تیرے ساتھ ہون اور تیرے آگے ہون اور تجھ سے قریب زیادہ
ہون تیری جان سے۔ اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ صفات اللہ کے
سوا اور کس کی ہوسکتی ہین کیونکہ یہ آواز ہر طرف سے سنتا ہون اور بدن کے سب اعضا
کان ہوگئے ہین ضرور یہ آواز خدا ہی کی ہے فوراً موسیٰ علیہ السلام نے پاپوشین پاؤن سے
اُتار دین اور کلام شروع ہوا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ شانہ کا کلام کرنا اور عصا اور ید بیضا کا معجزہ دیکر فرعون کے پاس رسول کرکے بھیجنا اور حضرت ہارون کو آپ کی درخواست کے موافق شریک نبوت کرنا

علامہ اثیر رحمۃ اللہ علیہ یون تحریر فرماتے ہین پھر جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس
پہنچے تو اُس مبارک وادی کے داہنے کنارے جو ایک درخت تھا اُس مین سے اُن کو
آواز آئی۔ کہ مبارک ہے وہ ذات جو اس آگ مین جلوہ فرما ہے اور مبارک ہین وہ لوگ
جو اس کے ارد گرد ہین۔ اور اے موسیٰ ہم اللہ ہین سارے جہان کے۔ جب حضرت موسیٰؑ
نے یہ آواز سُنی اور ہیبت و جلال دیکھا تو اُنہون نے جانا کہ یہ جلوہ پروردگار کا ہے۔
اس سے اُن کا دل دھڑکنے لگا اور زبان گنگ ہوگئی اور قوت جاتی رہی اور وہ اس طرح
بےحس و حرکت ہوگئے جیسے کوئی مردہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کے پاس

ایک فرشتہ بھیجا کہ اُن کے دل کو تسلی دے۔ جب وہ ہوش مین آئے تو یہ ندا آئی فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔ تو اپنی جوتیان پاؤن سے نکال ڈال کیونکہ تو اس وقت مقدس وادی مین ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فوراً جوتیان پاؤن سے اُتار دین۔ پھر خدا ے تعالےٰ نے اُن کے دل کی تسکین کے واسطے فرمایا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ۔ موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ مین کیا ہے۔ عرض کیا موسیٰ ؑ نے پروردگار سے کہ یہ میری لاٹھی ہے۔ اس پر سہارا کرتا ہون مین۔ اور اسی سے بکریون پر پتے جھاڑتا ہون اور اس سے میرے اور بھی کام نکلتے ہین۔ مین اُس مین اپنے کھانے کا تھیلا اور مشک بھی لٹکا لیا کرتا ہون۔ یہ عصا اندھیری رات مین چمکا کرتا تھا۔ اور جب پانی کی اُنہین ضرورت ہوتی تو اُسے کنوئے مین لٹکا دیتے تھے۔ اور پانی اُس سے نکالا کرتے تھے اُس کا سر ڈول کی طرح بنجایا کرتا تھا اور اُس مین پانی آجایا کرتا تھا۔ اور جب کسی میوے کی ضرورت ہوتی تو اُسے زمین پر گاڑ دیتے اور اُس مین شاخین نکل آتی تھین۔ اور اُسی وقت اُس مین پھل لگ جاتے تھے۔ یہ تو پروردگار تعالےٰ شانہ نے موانست کے لئے سوال کئے کہ رعب موسیٰ علیہ السلام پر جو تھا وہ دفع ہو جاے جب رعب موسیٰ علیہ السلام کا جاتا رہا تو وہ صفت جو خاص عصا مین تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس سے آگاہ نہ تھے پروردگار کو منظور ہوا کہ وہ بھی بتا دی جاے۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ اِس عصا کو زمین پر ڈالدو قَالَ أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ فرمایا پروردگار تعالیٰ شانہ نے کہ اے موسیٰ اس عصا کو زمین پر ڈال دو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُسے زمین پر ڈالدیا تو کیا دیکھتے ہین کہ وہ ایک سانپ ہے اور دوڑ رہا ہے اور اُس کا بڑا جسم ہے اور سانپ کی طرح بڑی تیزی سے چل رہا ہے۔ اب تو حضرت موسیٰ ؑ کے آئے ہوئے ہوش جاتے رہے پیٹھ پھیر کر

بھاگے اور ایسے بھاگے کہ اُسے مُنہ پھیر کر بھی نہ دیکھا کہ ناگاہ ندا آئی اے موسیٰؑ ڈرو نہین
ہمارے حضور مین پہنچکر پیغمبر مطمئن ہو جاتے ہین ڈرنا کیسا۔ آگے آؤ اور کسی بات کا خوف
نہ کرو۔ تم ہر طرح امن مین ہو۔ اور فرمایا کہ اِسے پکڑ لو۔ ہم اسی وقت اس کی پہلی حالت
کر دینگے یہ اللہ تعالےٰ شانہ نے زمین پر عصا ڈالنے کا حکم اُنہین اسواسطے دیا تھا کہ یہ معجزہ
خود دیکھ لین اور بیخوف ہو جائین۔ جب حضرت موسیٰؑ آگے آئے تو پروردگار تعالےٰ شانہ
نے فرمایا کہ خوف نہ کرو اسے پکڑ لو اور اس کے مُنہ مین اپنا ہاتھ ڈال دو۔ اس وقت موسیٰؑ
علیہ السلام پشمینہ کا ایک جُبّہ پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ آستینون مین چھپائے ہوئے تھے اور
اُس سانپ سے ڈرے ہوئے الگ کھڑے تھے۔ اِس لئے حضرت موسیٰؑ کو ندا آئی کہ اپنے
ہاتھ آستینون سے نکال لو۔ چنانچہ اُنہون نے اپنے ہاتھ آستینون سے نکال لئے۔ اور
اُس کے مُنہ مین اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ جبھی اُن کا ہاتھ اُس کے مُنہ مین پہنچا ہے کہ وہ جیسا
عصا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ پھر پروردگار تعالےٰ شانہ نے ارشاد فرمایا اَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ
جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ۔ اپنا ہاتھ اپنے گریبان مین رکھ وہ بھلا چنگا
بلے روگ سفید نکلیگا۔ یہ پروردگار تعالےٰ شانہ نے اِس لئے فرمایا کہ لوگ برص کے
مرض سے خوف کرتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام کو مطلع کر دیا کہ وہ سفیدی تھوڑی ہی دیر
کے لئے ہے اور معجزہ ہے اُس سے خوف نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ہاتھ اپنا گریبان
مین ڈال کر نکالا تو سفید برف کی طرح نکلا اور اُس مین نور چمکتا تھا اور پھر جب اُسے موسیٰؑ
نے گریبان مین ڈال دیا تو وہ اصلی حالت مین تھا۔ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى
فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ۔ پھر فرمایا کہ یہ عصا اور ید بیضا
دونون معجزے تجھے تیرے پروردگار کی طرف سے ملے ہین جو تیرے ذریعہ سے فرعون اور
اُس کے درباریون کی طرف بھیجے جاتے ہین اور وہ بڑے نافرمان لوگ ہین۔ جب اللہ تعالےٰ
شانہ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو اُنہین قبطی کے قتل کا واقعہ

یاد آیا اور پروردگار تعالیٰ شانہ سے عرض کی۔ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝ وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا بِاٰیٰتِنَا اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝

ترجمہ کہا موسیٰؑ نے کہ پروردگار میں نے تو اُن کا ایک آدمی مار ڈالا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ مجھے اُس کے عوض میں مار نہ ڈالیں۔ اور میرے بھائی ہارون کو گفتگو میں وہ مجھ سے زیادہ فصیح ہیں تو اُن کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج کہ وہ میری تصدیق کریں۔ فرمایا پروردگار نے کہ اچھا ہم تمہارے بھائی کو بھی تمہارا قوت بازو بنا دیں گے اور تم دونوں کو ایسا غلبہ دینگے کہ فرعون کے ملازم تم کو ایذا نہ پہنچا سکیں گے۔ تم ہمارے معجزے لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تمہاری پیروی کرینگے سب غالب رہیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر جانا اور حضرت ہارون علیہ السلام کو ساتھ لینا

اہل روایت بیان کرتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام طور سے واپس آئے تو اپنی بی بی صاحبہ کو لیکر مصر کی طرف روانہ ہوئے اور مصر میں شب کے وقت داخل ہوئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے گھر میں جاکر مہمان ہوئے۔ لیکن اُنہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ یہ میری ماں ہیں اور نہ ماں کو معلوم تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ پھر حضرت ہارون آئے اور اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ کوئی مہمان ہے۔ پھر اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو بُلایا اور اُنکے ساتھ کھانا کھایا۔ اور اُن سے حضرت ہارونؑ نے پوچھا کہ تم کون ہو کہا میں موسیٰ ہوں یہ سنتے ہی وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونوں ملے باہم معانقہ کیا۔

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سات روز مصر میں خانہ نشین رہے پھر پروردگار تعالیٰ شانہٗ

اُن سے ارشاد فرمایا کہ جو تیرے رب نے تجھ سے کہا ہے اُس کا جواب دے موسیٰ علیہ السلام نے حضور پروردگار مین عرض کی قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَ احْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ وَیَفْقَھُوْا قَوْلِیْ ط وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ ھَارُوْنَ اَخِیْ ط اشْدُدْ بِہٖ اَزْرِیْ ط وَاَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ترجمہ حضرت موسیٰ نے جناب باری مین عرض کی کہ میرا دل کھول دے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کرا اور میری زبان مین جو لکنت کی گرہ پڑی ہے اُسے بھی وا کردے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھ لین اور میرے خاندان والون مین سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اُن سے میری ہمت بندھا اور میرے کام مین اُن کو میرا شریک کر تاکہ ہم دونون یک دل ہو کر کثرت سے تیری تسبیح و تقدیس کرین - پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے اُنھین فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا - ان ایام مین جب کہ حضرت موسیٰ اللہ تعالےٰ شانہ کے پاس تھے اُن کی بی بی وغیرہ اپنی جگہ پر پڑے رہے اُنھین یہ نہین معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کہان ہین - اتنے مین کوئی مدین کا چرواہا آیا اور اُنھین پہچان کر مدین کو لے گیا - اور وہ اُس وقت تک حضرت شعیب ہی کے پاس رہے - جب تک دریا نہ چرا جس کا ذکر آگے آتا ہی پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس مدین سے چلی آئین یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بی بی صاحبہ - اور وہان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کو گئے اور اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت ہارون پر وحی بھیجی اور اُن کو بتایا کہ موسیٰ سفر سے واپس آتے ہین اُن سے جا کر ملو بہ اختلاف روایت - لہذا حضرت ہارون علیہ السلام مصر سے بطور استقبال باہر آئے اور اُن سے جا کر ملے - حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون سے کہا کہ ہارون اللہ تعالےٰ شانہ نے ہمین فرعون کی طرف رسول کرکے بھیجا ہے تم میرے ساتھ چلو - حضرت ہارون نے فرمایا بہت اچھا بالراس والعین - پھر جب وہ حضرت ہارون کے ساتھ گھر آئے اور آپس مین مشورہ ہوا تو حضرت ہارون کی دختر نیک اختر نے سُن لیا اور حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو خبر ہوگئی تو اُنھون نے دونون بیٹون پر خفگی کی اور فرعون کے پاس جانے سے روکا کہ وہ تم دونون کو مار ڈالیگا۔ مگران دونون بھائیون نے کچھ خیال نہ کیا اور کیونکر خیال کرتے پروردگار عالم کے حکم کے مقابلہ مین کس کا حکم ماننے کے قابل ہوسکتا ہے دونون بھائیون نے قصر فرعون کا رخ کیا۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا فرعون کے پاس جانا اور حضرت موسیٰ کا معجزہ عصا و ید بیضا دکھانا

راویانِ اخبار اور ناقلانِ اسمار بیان کرتے ہین کہ یہ دونون بھائی شب کے وقت قصر فرعون پر پہنچے اور حجاب و دربان کی معرفت اطلاع کرائی۔ اُس نے دونون بھائیون کو قصر مین طلب کرلیا۔ جب یہ اُس کے سامنے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ مین پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہون۔ کہ آپ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کردین ہم اُن کو جہان چاہین لیجائین۔ فرعون نے اُنھین پہچان لیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ط وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ط قَالَ فَعَلْتُهَا اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ترجمہ اور کہا کہ موسیٰ کیا ہم نے تمہاری پرورش طفلی مین نہین کی۔ اور کیا تم بچپنے سے شباب تک ہمارے گھر مین نہین رہے۔ اور کیا تمنے ایک قبطی کا خون نہین کیا تھا۔ اور تم بڑے ناشکرے ہو۔ حضرت موسیٰ ع نے کہا کہ مین اُن دنون یہ غلطی کر بیٹھا تھا اور بے شک مین نے یہ بُرا کیا تھا اور اسی لیے جب مجھکو تم سے خوف ہوا تو مین تمہارے ہان سے بھاگ گیا۔ لیکن اُس کے بعد میرے پروردگار

نے مجھے دانائی (یعنی نبوت) عطا فرمائی اور پیغمبرون مین سے مجھے بھی ایک پیغمبر بنایا فرعون
نے کہا کہ اگر تم کوئی ثبوت اپنی پیغمبری کا لائے ہو تو دکھاؤ۔ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ اور سچے ہو تو لاؤ دکھاؤ
اُس پر حضرت موسیٰ نے اپنے عصا کو ڈال دیا تو کیا دیکھتے ہین کہ وہ تو ایک اژدہا ہے
اور منہ کھولا تو اُس کا نیچے کا جبڑا تو زمین پر رہا اور اوپر کا قصر کے اوپر پہنچ گیا اور فرعون
کی طرف چلا کہ اُسے پکڑے۔ فرعون اُس سے ڈر کر اور گھبرا کر اُٹھا اور نہایت بد افاقہ
ہو گیا اور اِس خوف سے بیس روز تک بد افاقگی کی حالت اُس پر طاری رہی۔ غرض
فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پروردگار تعالےٰ شانہ کی قسم دلائی کہ آپ اپنے اژدہے
کو ہٹا لین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا وہ پھر حسب دستور سابق
عصا ہو گیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان مین ڈال لیا۔ اور پھر
نکال لیا تو سفید برف کے مثل نظر آنے لگا اور اُس مین نور چمکتا تھا۔ اور پھر اُسے گریبان
مین لوٹا لے گئے تو جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ مگر پھر اُسے نکالا۔ تو اُس کا نور آسمان مین
ایسا چمکنے لگا۔ کہ اُس پر نظر نہین ٹھہرتی تھی اور اُس کے چارون طرف روشنی ہو گئی اور
لوگون کے گھرون کے اندر اُس کی روشنی پہونچ گئی۔ اور تمام شہر کے مکان روشن ہو گئے
پھر حضرت موسیٰؑ نے اُس ہاتھ کو گریبان مین ڈال لیا اور نکالا تو وہ بدستور سابق اپنی
حالتِ اصلی پر تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ رسالت مین نرمی کا حکم اور فرعون کا اُن کی ایذا رسانی کے لئے مشورہ کرنا

ع از زبانِ نرم صورت می پذیرد کارِ سخت ‏ ‏ خامۂ نقاش کو ہے رام ہو لے سیکشد

موسیٰ علیہ السلام کو پروردگار تعالےٰ شانہ کا ارشاد ہوا یعنی وحی آئی اور دونون بھائیون

کی طرف خطاب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ شانہ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى پروردگار زمین وآسمان موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون سے جو نبوت میں موسیٰ علیہ السلام کے شریک ہین فرماتا ہے کہ اُس سے تم دونون بھائی نرمی سے باتین کرنا شاید وہ سمجھ جائے اور ہمارا ڈر اُس کے دل مین بیٹھ جائے۔

نورچشم محمد محسن مد اللہ عمرہٗ سنو اور سمجھو حضرت موسیٰ علیہ السلام پروردگار کی طرف سے فرعون کے پاس بھیجے گئے ہین اور عہدہ جلیلہ رسالت پر مامور ہین کہ بنی نوع انسان کے لئے اِس سے بلند زیادہ کوئی عہدہ نہین۔ اور دو عظیم الشان برہان یا تمغائے شرافت ایک معجزہ ید بیضا۔ اور دوسرا عصا اُن کے ہمراہ ہے مگر اس کے ساتھ ہی حکم ہے کہ نرمی سے گفتگو کرنا۔ آدمی کے شرافت نفس کے لئے تصفیہ قلوب کے بعد آراستگی سخن کے واسطے اس سے زیادہ پسندیدہ کوئی خُلق نہین ہے کہ گفتگو اُس کی نرم ہو اور لہجہ اُس کا شیرین ہو اور یہی نصیحت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند ارجمند کو کی تھی جسے پروردگار تعالےٰ شانہ نے اپنے کلام پاک مین اس امت مرحوم کے اخلاق درست کرنے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے

فائدہ۔ محسن مد عمرہٗ ماشاءاللہ تم خود لکھے پڑھے ہو اور اللہ کے فضل وکرم سے ذی شعور بھی ہو مگر تلاوت قرآن شریف کا معمول شاید کم ہے اور اگر ہے تو اُس کے مطالب پر نظر نہ ہوتی ہو گی دیکھو مجھ سے زیادہ کلام اللہ کو تم سمجھتے ہو گے اور ضرور سمجھتے ہو گے مگر عمل تمہارا اُس پر کم ہے اور علم کا حسن عمل ہے علم بے عمل تو پسندیدہ نہین۔ دیکھو مین تمہین اخلاقی حکیمانہ مضمون کلام اللہ سے نکال کر سناتا ہون۔ جب تم تلاوت کلام اللہ شریف کی کرو تو سورۂ لقمٰن کی ان آیتون پر بھی نظر تعمق ڈال جایا کرو اللہ تعالیٰ شانہ فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ط وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ج وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ اُس پاک پروردگار تعالےٰ شانہ نے پہلے حضرت

لقمانؑ کی عزت اپنے بندون کے سامنے بیان فرمادی کہ ہم نے اُس کو حکمت عطا فرمائی پھر وہ بات بیان فرمائی جو بندہ کے واسطے سب صفات سے اعلیٰ درجہ کی صفت ہے یعنی مالک کی شکرگزاری اور شکرگذاری کا فائدہ اور عدم شکرگذاری کا نقصان یعنی جو اپنے مالک کا شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدے کے لئے کرتا ہے اُس مین مالک کا کیا فائدہ ہے اور اگر کوئی ناشکرا اپنے مالک کی نعمتون کا شکر نہ کرے تو مالک کا کیا نقصان ہے وہ ناشکرا بندہ ہی اپنے مالک کے انعام واکرام سے بے نصیب رہے گا جیسا کہ پروردگار تعالےٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شکر کرتا ہے اپنے نفس کے فائدے کے لئے کرتا ہے اور جس نے کفران نعمت کیا تو اللہ کو جو غنی وحمید ہے اُس کی شکرگزاری کی کچھ حاجت نہین۔ زمین وآسمان کے ذرات اُس کی تسبیح وتقدیس وشکرگزاری مین مصروف ہین اور اگر فرض کیا جاے کہ تمام دنیا ناشکری ہوجاے تو خالق کو اُس سے کیا نقصان ہے وہ تمام مخلوقات کو فنا کر کے ایسی بے انتہا مخلوق پیدا کر سکتا ہے۔ اب پروردگار تعالےٰ شانہ اُس وعظ کو بیان فرماتا ہے جو **شکرگزار بندے** لقمان نے اپنے فرزند کی تہذیب نفس کے لئے کیا ہے۔ اور پروردگار تعالےٰ شانہ نے اُسی وعظ کو ہمارے لئے اپنی کتاب کریم مین نقل کیا ہے۔ **محسن** **ماعمرہٗ** اخلاق نیک اگر سیکھنا چاہتے ہو تو قرآن شریف سے سیکھو یہ مقام خوب غور سے پڑھو۔ قرآن شریف کی تلاوت کے لئے تدبر ضروری ہے

پہلا وعظ لقمان حکیم کا اپنے فرزند دلبند کے لئے۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ اور یاد کر جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ اُسے وعظ کرتا تھا اے میرے پیارے بیٹے کسی کو اللہ کا شریک مت ٹھہرا تحقیق کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ لقمان نے بھی پہلے اُسی گناہ سے اپنے فرزند کو ڈرایا اور روکا جس کے واسطے پروردگار تعالےٰ شانہ خلود نار مقرر فرماچکا ہے گناہ کی بخشش ہے اگرچہ وہ کبیرہ ہی کیون نہ ہون مگر شرک قابل بخشش نہین اب

پروردگار تعالےٰ شانہ خود ارشاد فرماتا ہے۔ ماں باپ کی خدمت اور بزرگی کے واسطے۔ ماں باپ رب مجازی ہیں ان کی بزرگی کرنا اور ان کے ساتھ احسان کرنا ہی انسانیت ہے ورنہ ہر حیوان کا بچہ جب بڑا ہو جاتا ہے پھر وہ اپنے ماں باپ کو نہیں پہچانتا اور ماں باپ کے مارنے کا قصد کرتا ہے۔ اگر کسی انسان نے اپنے ماں باپ کو ایذا دی تو وہ بھی حیوان کے دائرہ میں داخل کر دیا جاتا ہے اگرچہ وہ صورتاً تو آدمی ہے مگر عادت اُس میں حیوان کی ہے میں نے ایک نئے مہذب سے جو اسوقت کے تعلیم یافتہ ہیں دو یا تین بار یہ بات سُنی ہے کہ باپ یا ماں کا ہمپر کیا احسان ہے۔ زن وشو کا اتحاد اپنے حظ نفسانی کے لئے تھا اُسکا نتیجہ ہم قرار پائے بس ہو چکا اب اُن کی عظمت کو ہم کہاں کہاں سر پر رکھے پھریں۔ لاحول و لاقوۃ الا باللہ العظیم۔ یہ نئی تعلیم ہے اور اُس کا یہ اثر ہے۔ میں تو ایسے تعلیم یافتہ سے اُس جاہل کو اچھا سمجھتا ہوں جو اپنے والدین کی عظمت کرے۔ وہ پاک پروردگار تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ ج حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ترجمہ ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ سے نیکی کرے باپ کے احسان تو اولاد کے ہوش سنبھالنے کے وقت اولاد پر ظاہر ہوتے ہیں مگر اولاد کی خدمت باپ کے ذمہ نہیں ہوتی یہ کام غریب مادر ہی کا ہے وہ ایسی شائستگان خدمت کرتی ہے کہ اگر دو چار دائیاں بھی بچہ کی خدمت کے واسطے رکھی جائیں تو وہ گھبرا جائیں اور یہ اکیلی نہیں گھبراتی۔

میرا واقعہ میں اپنی اس عمر میں کہ ساٹھ برس کی ہے دو بار بیمار ہوا ایک تو اٹھارہ ۱۸ برس کی عمر میں اسی اکبر آباد میں تھا کہ سرسام ہوا اور اکیس روز سرسام کی حالت میں مبتلا رہا اور کچھ غذا نہ کی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میری **والدہ محترمہ** نے بھی کچھ نہ کھایا اور وہ مجھ سے زیادہ ضعیف ہو گئیں صرف نماز کے واسطے تو وہ اُٹھتی تھیں اور پھر میرے پلنگ کی پٹی کے نیچے سو رہتیں اور رویا کرتیں۔ اطبا میری صحت سے مایوس ہو چکے تھے میرے دماغ

کے آگے کا حصہ پیشانی کے اوپر ورم کے سبب سے بلند ہو گیا تھا۔ حکیم صاحب نے اللہ اُنکو غریق رحمت کرے میرے بعض بیمارداروں سے فرمایا کہ شام تک اس کا دماغ شق ہو جائیگا اگر یہ ورم یونہین بڑھتا رہا اتفاق وقت سے یہ بات پیدا ہوئی کہ مجھے کچھ ہوش آگیا اور مین نے اپنی والدہ محترمہ سے کہا کہ مین **دانا پور** جاؤنگا وہ اس بات کو سنکر بہت خوش ہوئین اور مجھے پیار کر کے فرمانے لگین کہ ہان ہان تم اچھے ہو جاؤ تو دانا پور چلے چلین میری یہ حالت تھی کہ اکیس ۲۱ روز سے زیادہ ہو گئے تھے کہ مین نے کھانا نہین کھایا تھا اور میری والدہ محترمہ نے بھی کچھ نہین کھایا تھا پھر ضعف کا کیا پوچھنا ہے۔ اسی حالت مین مجھے نیند آگئی نہین معلوم خواب تھا یا غفلت مجھے خواب کی طرح معلوم ہوا کہ ایک بزرگ جن کا چہرہ بہت روشن ہے میرے سرہانے آکر بیٹھ گئے اور میرے سر پر بار بار ہاتھ پھیرتے ہین اور فرماتے ہین کہ تم گھبراؤ نہین ابھی اچھے ہوئے جاتے ہو اور خود فرمایا کہ ہم **ابوالعلا** ہین اور طرفۃ العین مین میری نظر سے غائب ہو گئے ہ

سیدنا ابوالعلا جان و دلم فدائے تو	دیدۂ مہر و ماہ را سرمہ ز خاک پائے تو
رنگ برنگ نبی تولی آئینۂ علی تولی	والی ہر ولی تولی مظہر حق رضائے تو
درد شہید خویش را از سر رحم کن دوا	از در تو رود کجا خستہ تو گدائے تو

پھر جب مجھے ہوش آیا تو مین نے دیکھا کہ میری نکسیر جاری ہے اور خون جو آتا ہے وہ نہایت گرم ہے اور خون بہت زیادتی سے آرہا ہے حضرت **والد ماجد** قدس سرہٗ نے میری بڑی ہمشیرہ سے فرمایا کہ بیٹی تجھے مبارک ہو تیرا بھائی اچھا ہو گیا مگر میری والدہ بمقتضائے شفقت نہایت مضطر تھین اور اُن کا یہ خیال تھا کہ ایسے ضعیف بیمار کے بدن سے جب اتنا خون نکل جائیگا تو وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہے مجھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب یاد ہے اسی سے اُن کی محبت کی قدر ہوتی ہے۔ پھر بار دگر مین دانا پور مین بیمار ہوا اور نو مہینے بیمار رہا اور والدہ مرحومہ ہی خدمت کرتی تھین اتنی دراز علالت مین ایک روز

بھی میری خدمت سے نہ گھبرائین واقعی مان کے سوا اور کوئی ایسی خدمت نہین کرسکتا اور لڑکے جب جوان ہوتے ہین تو اُن سب خدمتون کو ایک سرے سے فراموش کر دیتے ہین اور بعض ناعاقبت اندیش تو ایسے ہوتے ہین کہ اُسی واجب الخدمت محترمہ کو مارتے ہین اور گالیان دیتے ہین خداوند تعالےٰ ان لوگون کی ہدایت فرمائے اللھم آمین۔

اب مین اصل مطلب کتاب کیطرف رجوع کرتا ہون۔ **لقمان حکیم** ان کی تاریخ علما نے یون لکھی ہے **لقمان** ان کو حکمت عطا کی گئی تھی۔ حکمت کی تعریف یہ ہے الحکمت فی عرف الحکما استکمال النفس الانسانیة باقتباس العلوم النظریة واکتساب الملکة التامة علی الافعال الفاضلة علی قدر طاقتھا (بیضاوی) **حکمت** حکما کی اصطلاح مین بقدر طاقت بشیر علوم نظریہ حاصل کرکے اور عمدہ افعال عمل مین لانے کا ملکۂ تام حاصل کرکے نفس انسانیہ کے کامل کرنے کا نام ہے **لقمان** ایک بڑے باخدا حکیم تھے عرب مین بھی اُن کی حکمت اور دانائی مشہور تھی اور امثال کی طرح زبان زد خاص وعام تھی حضرت **ابن عباس** رضی اللہ تعالےٰ عنھما فرماتے ہین کہ لقمان نہ کوئی نبی تھے نہ فرشتے ایک سیاہ رنگ چرواہے تھے لیکن اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کو علم و حکمت عطا کر دیا تھا لہذا اس روایت کے موافق اکثر علما اس بات کے مُقر ہین کہ لقمان نبی نہ تھے بلکہ باخدا آدمی تھے اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کے دل کو انوار حکمت سے روشن کر دیا تھا۔ مگر حضرت عکرمہ اور شعبی رضی اللہ تعالےٰ عنھما کہتے ہین کہ نبی تھے۔ ان کی سکونت اور بود وباش کی نسبت **اہل تاریخ** کے اقوال مختلف ہین۔ **ارباب تفسیر** نے بھی تاریخ ہی کی طرف توجہ کی ہے اس لئے کہ کوئی حدیث ان کی نسبت پائی نہین گئی =

کہتے ہین کہ یہ باعور کے بیٹے ہین اور حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے۔ بعض کہتے ہین کہ لقمان **آذر** کی اولاد مین سے تھے اور عمر اُن کی ایک ہزار برس کی تھی حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ تک زندہ تھے۔ عرب مین بھی رہے ہین اور شام مین بھی اور یونان

ہین بھی۔ ان کے سوا دوسرے ملکون کی بھی سیر کی ہے۔ لہذا بعض مورخین نے کہدیا کہ یونان کے رہنے والے تھے۔ صاحب ملل ونحل اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ مین لکھتے ہین کہ حکیم انبذقلس کے اُستاد تھے حکماء یونان کی تاریخ مین ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہین یہ لقمان جن کا ذکر قرآن مجید اور فرقان حمید مین ہے یمن کے بادشاہ تھے لقمان بن عاد شدّاد کے بعد تخت نشین ہوا تھا یہ شداد کے برخلاف بڑا نیک اور حکیم اور با انصاف تھا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ذوسدو بادشاہ ہوا اس کے بعد ذوسدو کا بیٹا حارث الرائش تخت نشین ہوا یہی تُبّع اوّل ہے جو لقمان کا بھتیجا ہے اور تُبّع کے بعد اُس کا بیٹا صعب تخت نشین ہوا یہی وہ ذوالقرنین ہے جس کا قرآن مجید مین ذکر ہے۔ ذوالقرنین لقمان کے بھتیجے کا بیٹا ہے۔ شداد کے بعد اِس خاندان مین لقمان کی دینداری کے سبب سے تُبّع اور ذی القرنین بھی باخدا ہوے ہین۔ انہین کے تذکرے عرب مین خُرد وکلان کی زبان پر تھے واللہ اعلم بالصواب۔

اس باخدا حکیم کی بہت سی فائدہ مند نصیحتین ہین منجملہ اُن کے یہ ہین کہ جن کو وہ پاک پروردگار تعالےٰ شانہ اپنے کلام پاک مین اِس مقام پر ارشاد فرماتا ہے اور چونکہ وہ عالم الغیب ہے اُس نے معترضین کا دفع دخل فرمادیا کہ کفار اعتراض نہ کرین کہ قرآن مین آدمیون کے نصائح بھی ہین لہذا پروردگار تعالےٰ شانہ نے ظاہر کردیا کہ لقمان جو صاحب حکمت ودانش ہے وہ اُس کی نہین ہے ہم نے اُس کو یہ شرافت حکمت عطا فرمائی ہے جب وہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا تو اُس کے پاس کیا چیز تھی جیسے اور بچے پیدا ہوتے ہین اُسی طرح وہ بھی پیدا ہوا تھا ہمنے اُس کو علم دیا اور انوار حکمت سے اُسکے دل کو روشن کردیا تو اُس کی نصائح فی الحقیقت ہماری ہی نصائح ہین ہم آدمیون کے دلون مین باتین القا کرتے ہین قال اللہ تعالےٰ شانہ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ اور تحقیق ہر آئینہ ہمنے لقمان کو حکمت سکھائی تھی وہ جتنی باتین حکمت کی کہا کرتا تھا وہ سب

ہماری طرف سے الہام ہوا کرتا تھا کوئی آدمی یہ نہ سمجھے کہ اُس کی حکمت ودانائی کا خزانہ
خاص اُسی کا تھا۔ اس کے بعد پروردگار تعالےٰ شانہ اِس حکمت کی تفسیر اور تفصیل فرماتا
ہے اور وہ تمام مسائل حکمی کی اصل ہے وہ کیا ہے پروردگار تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہی
اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ۔ اللہ کی شکر گزاری کیا کر۔ بندے کے واسطے مالک کی شکر گزاری
سے بڑھکر کوئی نعمت نہین دیکھو اللہ تعالےٰ شانہ کے بے انتہا بندے ہین جن کا شمار کوئی
محاسب نہین کرسکتا مگر شکر گزار بندے تھوڑے ہین اور یہ بات سب جانتے ہین کہ اچھی
چیز تھوڑی ہی ہوا کرتی ہے۔ وہ خود اپنے کلام پاک مین اپنے شکر گزار بندون کو قلت
کی صفت سے یاد فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ
ترجمہ اور میرے شکر گزار بندے کم ہین۔ اللہ تعالےٰ شانہ اپنی نسبت تو فرما چکا کہ اگر
تم میری شکر گزاری کروگے تو تمہارے ہی واسطے اُس کا فائدہ ہے اور اگر میری شکر گزاری
نہ کروگے تو مین تمہاری شکر گزاری سے بے پرواہ ہون اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے
ماں باپ کا شکر کرو اس لئے کہ اُن کو تم سے امید ہے اور واقعی وہ اپنی قیمتی خدمت کے
صلہ مین تمہاری شکر گزاری کے سزاوار ہین اور اسمین تمہاری سعادت ہے اور مادر مشفقہ
کی اُس حالت کو یاد دلاتا ہے کہ جو اُس کا زمانہ حمل تھا اور وہ اُس بار کو نہایت خوشی سے
اُٹھائے پھرتی تھی حالانکہ اُس وقت تک تمہاری ذات سے اُسے کوئی نفع نہین پہنچا تھا
اور نہ پوری امید نفع پہنچنے کی تھی اکثر بچے پیدا ہونے کے بعد زمانہ شیر خوارگی یا کچھ اُس سے
آگے بڑھکر مرجاتے ہین مگر مادر مشفقہ کو خالص محبت ہوتی ہے پس وہ ایسی خدمت شاقہ گان
کرکے اس کی سزاوار کیون نہ ہو کہ تم اُس کی شکر گزاری کرو مین سچ کہتا ہون کہ میری والدہ
کبھی مجھ سے کچھ نہین لیا جب مین اُن کے قدمون کے نیچے رکھتا تو وہ واپس کردیتی تھین
اور فرماتین کہ مین تم سے صرف قرآن خوانی کی امید وار ہون کہ جو میرے عقبیٰ کا توشہ ہو
اور جو کچھ تم مجھے دیتے ہو اس سے بہت زیادہ تو میرے پاس موجود ہے مین اُن کے

قدمون پر گر پڑتا اور روتا تو وہ کبھی کبھی ایک دو روپیہ لے لیتین اور سب میری لڑکی کو یا اُس کی مان کو دیدیتین - مین اپنے جملہ برادران دینی سے امیدوار ہون کہ میری **والدہ محترمہ** اور میری نانی صاحبہ کا فاتحہ ضرور پڑھا کرین اور ثواب قرآن خوانی سے اُن کی روح مبارک کو خوش کرین = یہ بنک بے بیان اپنے بچون کے لئے کسقدر تکلیف اُٹھاتی ہین اور وہی بچے جوان ہو کر اُن کی شفقت اور محبت کی ذرا بھی قدر نہین کرتے مین سچ کہتا ہون کہ مین اپنی والدہ ماجدہ کی محبت ابھی تک نہین بھولا اور انشاء اللہ تعالے مین اس محبت کو قبر مین ساتھ لیجاؤنگا اور اپنے پیر و مرشد قدس سرہٗ کی محبت کے تحت مین اسے اپنی نجات کے واسطے وسیلہ گردانون گا -

اے مادر مہربان من خداے تو ترا جنت بخشیدہ باشد - ؎

خون کہ از مہر تو شد شیر و بہ طفلی خوردم	باز آن خون شد و از دیدہ برون می آید

یا اللہ میری **والدہ محترمہ** اور میری نانی نانی صاحبہ کی جن کی کنار شفقت مین مین نے پرورش پائی ہے آمرزش فرما آمین ؎

چون مادر من بزیر خاک است	گر خاک بسر کنم چہ باک است
دانم کہ بدین شغب فزائی	زانجا کہ تو رفتۂ نیائی
لیکن چہ کنم کہ ناشکیبم	خود را بہ بہانہ می فریبم

اب اللہ تعالیٰ شانہ والدین کے حقوق کے بجالانے کی تحریص کے بعد ارشاد فرماتا ہے اِلَیَّ الْمَصِیْرُ تم کو میرے پاس پھر آنا ہے اس چھوٹے سے ٹکڑے کا سیاق یہ کہتا ہے اور نافرمانیون کا حساب تو سرکاری محاسبون کے متعلق ہے اور والدین کی نارضامندگی کی باز پرس بندون سے وہ مالک الملک خود فرمائیگا **اللہ اکبر** کیا مرتبہ والدین کا ہے اور نوجوانون کی جماعت اس سے بالکل روگردان -

روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ ایک شخص نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا کہ خدمت اور سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے
آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اُس نے عرض کیا پھر کون۔ آپ نے ارشاد فرمایا تیری ماں۔
اُس نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اُس نے پھر عرض کیا تو بار چہارم آپ نے
فرمایا تیرا باپ متفق علیہ

روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماں باپ کی خوشنودی
مین خدا کی خوشنودی ہے اور اُس کی ناراضی مین خدا کی ناراضی ہے رواہ الترمذی

لیکن احکام دینی اس فرمان برداری سے مستثنیٰ ہین شرک وعصیان و ترک فرائض
وغیرہم مین ان کی اطاعت نکرے کیونکہ یہ اُس کے احکام ہین جو ماں باپ اور سارے
عالم کا خدا ہے اور اگر ماں باپ اسپر زور ڈالین اور کمال اصرار کرین تو اُن سے جدا ہوجا
اور کہدے کہ تمہارے حکم سے خدا کا حکم ضروری ہے تمہاری فرمان برداری سے اُس کی
فرمان برداری بہت ضروری ہے مگر اُن سے دنیاوی امور مین حسن سلوک کیا جاے کوئی
گستاخی اور خلاف ادب کوئی بات نہ کرے۔ **حضرت اسما بنت ابی بکر** رضی اللہ
تعالےٰ عنہما فرماتی ہین کہ زمانہ معاہدہ قریش مکہ مین میری ماں میرے پاس آئین اور اُسوقت
تک وہ ایمان نہین لائین تھین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے
عرض کی آپ نے فرمایا کہ اُس سے سلوک کر متفق علیہ۔ **ابوطالب** کا حال خود اسکا
موئد ہے کہ وہ کافر رہے مگر حضرت اُن کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے حالانکہ وہ حضرت
کے چچا تھے۔ اِس **مسئلہ** پر سب کا اتفاق ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی مخالفت مین
ماں باپ کا حکم نہ مانا جائیگا قال اللہ تعالےٰ شانہ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ترجمہ
اور اُس کی راہ پر چل جو میری طرف رجوع ہوا۔ اس کے بعد وہ دونون جہان کا مالک کیسی
مہربانی سے کس محبت کا جملہ ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُونَ ۝ **ترجمہ** میرے پاس تم کو پھر آنا ہے پھر مین بتاؤنگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔

اسلام کی مخالفت مین کسی کا حکم نہ مانا جائیگا چاہے باپ ہو یا مان یا بادشاہ۔
اس کے بعد حضرت لقمان کی اخلاقی تعلیم کو پروردگار تعالے شانہ اپنے بندون کے
لئے پیش کرتا ہے اور یہ دینی و دنیاوی اخلاق کا وہ مسئلہ ہے جو تمام علوم کی اصل ہے
یعنی بندے کو پروردگار کے علم اور اُس کی وسعت کو سمجھنا چاہیئے جس سے وہ کسی
جگہ پر دلیر ہو کر گناہ نہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ میرا کوئی دیکھنے والا نہین ہے جو چاہونگا
چھپ کر کرونگا پروردگار کو کیا خبر ہوگی توبہ توبہ توبہ آدمی نے ایسے اصول ایجاد
کئے ہین کہ دس بیس صندوقچون مین کوئی چیز رکھکر قفل لگا دو اور ایک آلہ ہے وہ
اُس صندوقچہ پر لگا دیجیئے سب معلوم ہو جائیگا کہ اس مین کیا چیز ہے۔ بدن کے اندر
کے مرض کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے۔ مگر بدنصیبی تو دیکھئے جن لوگون نے یہ آلہ ایجاد کیا
ہے وہی پروردگار کے علم کی وسعت کے منکر۔ **العلم حجاب الاکبر**۔
حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہین يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ط
اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○ **ترجمہ** اے فرزند اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر
ہے پھر وہ پتھر مین ہے یا آسمانون مین یا زمین مین ہے تو اُس کو اللہ تعالے شانہ
حاضر کریگا بے شک اللہ باریک بین خبردار ہے ہم کو کسی دوسری قوم سے کام نہین ہے
ابھی تو ہمین اپنے ہی اسلامی بھائیون کا رونا پڑا ہے کہ اُن کے دلون سے اسلام کی
عزت اور اللہ تعالے شانہ کا خوف اُٹھتا جاتا ہے اور ایسے بے باک ہو کر گناہ کرنے لگے
ہین کہ یہ یقین باقی نہ رہا کہ ایک دن ہم سے ان کی بازپرس ہوگی۔ **مسلمان** اور شراب
پیئین اور پھر علانیہ **مسلمان** اور زنا کرین اور بے باک ہو کر **مسلمان** اور سود خوار
اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔ اب حضرت لقمان حکیم بعد اظہار وسعت علم باری تعالے شانہ اُسکی
بندگی کی تعلیم فرماتے ہین اور بندے کے لئے سب سے مقدم مالک کی بندگی ہے

جس بندے نے اپنے مالک کی بندگی نہ کی وہ کیا بندہ ہے۔ بندہ کو چاہئے کہ ہروقت مالک کی خدمت مین کمربستہ حاضر رہے۔ حضرت لقمان حکیم بندگی کا پہلا اصول تعلیم فرماتے ہین اور تمام دینی اصول اس کے تحت مین ہین۔ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ط اِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ○ ترجمہ اے میرے پیارے بیٹے نماز ادا کرتا رہ۔

فائدہ انبیا علیہم السلام سب نماز پڑھتے تھے اور نماز کی تاکید اپنی امت کو کرتے آئے مگر طریقہ نماز کے ادا کرنے کا مختلف رہا اور پابندی اوقات اور تعیین اوقات مین بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اصل غرض نماز سے اپنی عاجزی کا اور بندگی کا اظہار ہے اپنے مالک کے سامنے تاکہ بندہ اپنے مالک کی طرف سے غافل نہ رہے اور مالک کی طرف سے غافل رہنا تمام گناہون کی اصل ہے۔ تو حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو نماز کی نصیحت کی جو پہلا رکن اسلام کا ہے ؎

روز محشر کہ جان گداز بود　　اولین پرسش نماز بود

لیکن یہ بات ہمین نہین معلوم کہ اُن کے وقت مین کے وقت کی نماز تھی اور کیونکر ادا کی جاتی تھی مگر نماز کا وجود متحقق ہے۔ بعض بزرگون نے بیان کیا ہے کہ نماز کی ہیئت مختلف تھی۔ کہین صرف دعا اور گریہ وزاری کا نام نماز تھا کہین فقط سجدہ ہی پر نماز کا حکم تھا کہین تسبیح و تقدیس و استغفار کا نام نماز تھا۔ ہمارے حضور پر نور شفیع المذنبین کے عہد مبارک مین نماز کا یہ طریقہ تعلیم فرمایا گیا کہ جو اب موجود ہے اور یہ صلوٰۃ صلوٰۃ جامعہ ہے جملہ ارکان اس مین موجود ہین ؎

نماز از سر صدق برپاے دار　　کہ حاصل کنی دولت پایدار ؎

سرنوشت واژگون را راست می سازد نماز　　عکس معکوس نگین در سجدہ میگردد درست

سلوک کی تعلیم نے پہلے مرید کے نفس کو مزکی اور مہذب کرلیا۔ پھر اُس کو

مُجاز کیا دوسرون کی تعلیم کے لئے نماز وہ چیز ہے کہ جس نے مالک سے اور بندہ سے
رشتہ معبودیت اور عبدیت مستحکم کردیا اور ایسا مستحکم کردیا کہ جو تا دم مرگ نہ ٹوٹ سکے
اب یہ بندۂ شائستہ ایسا ہوگیا کہ دوسرون پر اپنی شائستگی اور تہذیب کا اثر پہنچا سکے
لہذا اِس کو حکم ہوا شیخ کامل کا وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ
عَلٰی مَآ اَصَابَكَ ط اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ ترجمہ اور نیک بات کہہ
اور بُری بات سے روک۔ اور جو کچھ تجھ پر آپڑے تو اُسپر صبر کر بے شک یہ ہمت کے
کام ہین۔ اب یہ مرید شیخ ہو کر مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوا تو اسکو خلافت نامہ ان شروط
سے عطا کیا گیا کہ برادرانِ طریقت کو وعظ و تذکیر سنا کر بیدار کرے اور اگر برادرانِ طریقت
کے راہِ راست پر آنے مین کچھ دیر ہوجاے تو یہ گھبرائے نہین صبر کرے اگرچہ وہ صبر کا
زمانہ کچھ تلخ تو ضرور معلوم ہوگا مگر تراخی کا نتیجہ ضرور خوشگوار ہوگا ۝

صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد

اب ان اہلِ سلوک کو بطور بشارت و تحسین فرمایا جاتا ہے۔ کہ یہ کام بڑے ہمت والون کے
ہین تاکہ ان کے حوصلے بڑھ جائین اور ہمتین بندھی رہین اور یہ بات اس لئے فرمائی گئی
کہ اُن کو اپنے تجربون سے ثابت ہوچکا تھا کہ جو اللہ تعالے جل شانہٗ کا کام کرنے کے لئے
بیٹھتا ہے اُسپر نافرمان لوگون کے بڑے مظالم ہوتے ہین اور آخرکار وہ سب نیست و
نابود و فنا ہوجاتے ہین۔ بس وہی حق بات رہجاتی ہے **اب یہ مرید شیخ وقت**
ہو کر مسند ہدایت و ارشاد پر جلوہ افروز ہوا اور طالبان خدا اور شائقین دنیا دونون کا
ہجوم اسپر ہوا تو اس وقت کے لئے اسکو اخلاقی تعلیم کی بھی ضرورت ہوئی لہذا
ارشاد ہوا وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ۔ یہ ایک بات ہے یعنی پہلا مسئلہ اخلاق کا ہی
جس کی ضرورت اکابر کو زیادہ ہوتی ہے ترجمہ اور لوگون سے اپنا منہ نہ پھیر۔ یعنی جو لوگ
اہلِ غرض ہو کر تیرے پاس آتے ہین اُن کی عرض معروض کو سُن اور بخندہ روئی اور

کشادہ پیشانی ہوکر اُس کا جواب دے اس لئے کہ جیسا تو آدمی ہے ویسے ہی وہ آدمی ہین یہ تجھ پر اللہ تعالےٰ شانہ کا احسان ہے کہ اس وقت اُن کو حاجتمند بناکر تیرے سامنے حاضر کیا تو اب پہلے تجکو اللہ تعالےٰ شانہ کا شکر کرنا اور پھر اُن کے انجاح مرام مین بدل و جان کوشش کرنی چاہیئے۔ اب دوسری بات یہ ہے اور تیرے اخلاق درست کرنے کو ہے یعنی جب تجھے اُس پاک پروردگار نے مرجع خلایق کیا تو اِترا نہیں اور جب کہین آئے جائے تو اپنی پہلی رفتار بدل نہ دے جیسے اُردو کے محاورے مین کہتے ہین کہ اب تو یہ بہت اینٹھنے لگے۔ ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ترجمہ اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چل۔ بے شک اللہ کو نہین خوش آتا کوئی اترانے والا اور فخر کرنے والا۔ آب بطور حکم ارشاد ہوتا ہے۔ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ط اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ترجمہ درمیانی چال چل نہ بہت کمزور نہ زیادہ اکڑفون والی۔ اور اپنی آواز پست کر البتہ مکروہ آوازون مین گدھون کی آواز ہے۔

اب مین اپنی اصل کتاب تاریخ عرب کی طرف رجوع کرتا ہون

موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اُس سے نرمی سے باتین کرنا شاید وہ سمجھ جائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ اگر تو چاہے تو مین تجھے ایسا جوان بنا دون کہ تو کبھی بوڑھا ہی نہ ہو۔ اور ایسا ملک دیدون کہ کوئی اُسے چھین ہی نہ سکے اور ایسی قوت تیرے بدن مین پیدا کر دون ہمیشگی کے لئے کہ اہل دنیا جس کی نہایت تمنا رکھتے ہین اور پھر جب مرے تو جنت مین جائے لیکن یہ باتین بغیر اس کے نہین ہوسکتین کہ تو اللہ تعالےٰ شانہ کی وحدانیت پر ایمان لائے اور میری نبوت کی تصدیق کرے۔ فرعون نے کہا کہ مین اس امر مین اُس وقت تک جواب نہین دے سکتا کہ جب تک ہامان سے مشورہ نہ کرلون۔ جب ہامان مردود آیا تو اُس نے حضرت موسیٰ کا قول اُس سے بیان کیا تو وہ

یہ سنکر حیران ہوگیا۔ مگر کچھ سوچ کر اُس نے فرعون سے کہا کہ اب تک تو تیری رعیت تیری پرستش کرتی تھی اور اب تو خود معبود ہو کر دوسرے کی پرستش کرنے لگیگا۔ اور اُس نے کہا کہ دیکھ مین تجھے جوان بنائے دیتا ہون۔ اُس کے بالون مین وسمہ لگا دیا کہ وہ سیاہ ہوگئے۔ یہی ہامان ہے کہ جس نے **خضاب** ایجاد کیا ہے اور سب سے پہلے خضاب فرعون نے لگایا ہے لہذا سیاہ خضاب مکروہ ہے اور مہدی کا خضاب سنت ہے۔ **اصحاب رسول** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون مردود کو اس حال مین دیکھا تو بہت ڈرے تو اللہ تعالےٰ شانہ نے وحی کی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ تو خوف نکر یہ سیاہی ہمیشہ کے لئے نہین ہے چندروز مین یہ رنگ جاتا رہیگا۔ جب حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا کہ یہ رنگ چندروز مین جاتا رہیگا اور ویسا ہی ہوا تو اُس نے کہا کہ یہ شخص ساحر بھی ہے اور عالم بھی ہے اور چاہا کہ حضرت موسیٰؑ کو قتل کرے تو فرعونیون مین سے ایک شخص نے جو مخفی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا فرعون سے کہا کہ جس کا نام خرقیل تھا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ۔ کیا تم صرف اتنی بات پر ایک شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہے۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس معجزہ بھی لیکر آیا ہے۔

حضرت موسیٰؑ اور ساحرون کا مقابلہ اور حضرت موسیٰؑ کا غالب رہنا

وَقَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ ط وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ط يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ۝ فرعون کی قوم نے کہا جو دربار کے معززین تھے کہ موسیٰ اور اُن کے بھائی ہارون کے معاملہ کو ابھی ملتوی کردو اور گرد نواح کے شہرون مین کچھ سپاہی

اور ہرکارے بھیجو کہ تمام ماہرانِ فن سحر کو جمع کرکے سرکار مین حاضر لائین - چنانچہ فرعون نے
ایسا ہی کیا اور تمام ملک کے ساحر جو اُس کی اقلیم حکومت مین بستے تھے آموجود ہوئے - بعض
کہتے ہین ستّر ہزار اور بعض بہتّر ہزار کی تعداد بتاتے ہین - فرعون نے ان سے بڑے بڑے
وعدے انعام کے کئے - چنانچہ فرعون کے ہان کوئی تہوار تھا اُس روز وہ مستعد ہوئے
اور اُن کی فرعون نے صف جمائی اور ہزارہا آدمی تماشا دیکھنے کو اکھٹے ہوئے یہ بہت بڑا
مجمع ہے کہ جسمین ستّر بہتّر ہزار تو ساحر ہی تھے اور فرعون کی فوج وہ اس شمار سے باہر
ہے اور تماشائی اُن کا ہجوم علیحدہ ہے - اس طرف صرف موسیٰ علیہ السلام اور اُن کے
بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام بس یہ تعداد ختم ہوچکی - حضرت موسیٰ ع کے ہاتھ
مین عصا ہے - اور فرعون اپنے ارکان سلطنت کے ساتھ دربار مین بیٹھا ہے - حضرت
موسیٰ ع نے اُن لوگون سے مخاطب ہوکر فرمایا قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ترجمہ اُن ساحرون کا مجمع دیکھکر حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیون تمہاری شامت آئی ہے خداے کون ومکان بادشاہ دوجہان
پر جادو کی جھوٹی تہمت نہ لگاؤ نہین تو وہ تمپر کوئی عذاب نازل کرکے نیست ونابود کردیگا -
ساحرون نے آپسمین باتین کین کہ اسمین تو ساحرون کی سی باتین نہین ہین -
پھر اُن ساحرون نے کہا قَالُوْا لَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ لَمْ نَرَ مِثْلَهُ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ
فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُوْنَ ترجمہ پھر وہ لوگ بولے کہ ہم جادو دکھائینگے کہ تمنے
کبھی نہ دیکھا ہوگا - اور قسم ہے فرعون کے اقبال کی ہم تم پر غالب رہینگے - قَالُوْا يَا مُوسٰى
اِمَّا اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّا اَنْ نَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى قَالَ بَلْ اَلْقُوْا فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ
وَعِصِيَّهُمْ ترجمہ پھر اُن ساحرون نے کہا - اے موسیٰ یا تو یون کر کہ تو اپنے عصا
کو میدان مین ڈال یا ہم پہلے اپنا سحر شروع کرین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہین
تمہین اپنا کام شروع کرو - اسپر ساحرون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان میدان مین ڈالدین

تو کیا نظر آیا کہ وہ بڑے بڑے سانپ ہو گئے جیسے پہاڑ ہون اور تمام میدان اُن سے بھر گیا
اور ایک دوسرے پر چڑھ چڑھ کر چلنے لگے فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی اس سے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ ڈرے کہ اللہ تعالےٰ شانہٗ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی
اَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا فرمایا پروردگار تعالےٰ شانہ نے کہ یہ عصا
جو تمہارے دائین ہاتھ مین ہے اُسے زمین پر ڈالدو کہ ان کے اژدہون کو ایک دم مین
نگل جاے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اپنا عصا ڈالدیا تو کیا
دیکھتے ہین کہ وہ ایک بہت بڑا اژدہا ہو گیا اور اُن ساحرون کے طلسمی سانپون کو نگلنے لگا
یہان تک کہ اُن سانپون کا کوئی نشان باقی نہ رہا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے
عصا کو پکڑ لیا اور وہ جیسا کا تیسا ہو گیا۔

ساحرون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اور فرعون کا اُنہین اور خرقیل اور اُس کی زوجہ کو قتل کرنا

روایت ہے کہ اُن ساحرون کا ایک اُستاذ تھا اور اُس کی بہت بڑی عمر تھی اور وہ اندھا
ہو گیا تھا اُس سے اُس کے شاگردون نے کہا کہ موسیٰ کا عصا ایک عظیم الجثہ اژدہا
ہو گیا ہے اور وہ ہماری لاٹھیون اور رسیون کو نگل گیا ہے اُس نے پوچھا تو کیا وہ
ابھی تک نیست و نابود نہین ہوا اور نہ اپنی پہلی حالت پر آیا ہے شاگردون نے
کہا نہین۔ اُس نابینا آدمی نے کہا کہ یہ سحر نہین ہے۔ پھر یہ کہکر سجدہ مین گر پڑا اور اُسکے
سب شاگردون نے اُس کی تقلید کی اور کہا وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ
مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ایک بارسب ساحر بول اُٹھے کہ ہم پروردگار عالم پر جو موسیٰ اور
ہارون کا پروردگار ہے ایمان لائے فرعون کو ان ساحرون کا ایمان لانا نہایت گران گذرا

قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ آذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ - فرعون نے کہا۔ کیا اس سے پہلے کہ مین تم کو اجازت دون تم موسیٰ پر ایمان لے آئے ہو موسیٰ ہی تمہارا بڑا گرو ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے ہم تمہارے ہاتھ پاؤن اُلٹے سیدھے کاٹینگے اور تم سب کو سولی پر چڑھائینگے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور اُن کے ہاتھ پاؤن کاٹے اور اُن کو قتل کر ڈالا اور وہ کہہ رہے تھے رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ - پروردگار اب ہم پر صبر کے دہانے کھولدے اور ہم کو ایسا کر کہ تیری اطاعت مین مرین۔ کیا اللہ کی شان ہے یہ لوگ صبح کو کافر تھے اور شام کو با ایمان ہو کر شہید ہوے۔ اور خرقیل جو فرعونیون مین سے تھا مومن تھا اور اپنا ایمان چھپائے ہوے تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ بنی اسرائیل تھا اور ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ وہی بڑھئی تھا جس نے موسیٰ کے لئے صندوقچہ بنایا تھا جسمین یہ رکھکر بہا دئے گئے تھے۔ جب اُس نے دیکھا کہ موسیٰؑ کو ساحرون پر غلبہ حاصل ہو گیا تو اُس نے اپنا ایمان ظاہر کر دیا لہذا فرعون نے اُسے بھی ساحرون کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ اُس کی ایک بی بی تھی وہ بھی مومنہ تھی اور اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھی اور وہ فرعون کی بیٹی کی مشاطہ تھی ایک مرتبہ وہ اُس کو آراستہ کر رہی تھی کنگھی اُس کے ہاتھ سے گر گئی اُس نے بسم اللہ کہکر اُٹھالی۔ فرعون کی بیٹی نے کہا کیا تیری مراد اللہ سے میرا باپ ہے اُس نے کہا نہین۔ بلکہ اُس ذات پاک سے مراد ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے اور تیرے باپ کو بھی اُسی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اُس لڑکی نے یہ بات اپنے باپ فرعون سے کہی۔ فرعون نے اُسے اور اُس کے بچون کو بُلایا۔ اور پوچھا کہ تمہارا پروردگار کون ہے۔ اُس نیک بخت بی بی نے کہا کہ میرا اور تیرا اور تمام عالم کا وہی ایک پروردگار ہے جس نے زمین و آسمان اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ یہ سنکر فرعون نے کہا ایک تنور لائین پھر اُسے اور اُسکی

اولاد کے عذاب دینے کے لئے اُس تنور کو گرم کرین وہ نیک بخت بی بی بولی کہ میری ایک عرض ہے اگر آپ اُسے سن لین اور مان لین تو بڑی مہربانی ہو۔ فرعون نے پوچھا وہ کیا ہے۔ کہا کہ میری اور میرے بچون کی ہڈیان جمع کر دی جائین اور اُنہیں دفن کر دیا جاے۔ فرعون نے کہا کہ اسکی اجازت ہے۔ اور حکم دیا کہ اس کی اولاد کو ایک ایک کرکے تنور مین ڈال دین۔ چنانچہ اُس کی تعمیل کی گئی۔ ان مین سب سے آخر ایک ننھا بچہ تھا۔ اُس نے اپنی مان سے کہا کہ اے مان تو اس مصیبت پر صبر کر تو ہی حق پر ہے۔ اس پر مان اور وہ بچہ دونون تنور مین ڈال دئے گئے۔

آسیہ کا حضرت موسیٰ پر ایمان لانا اور فرعون کا اُنھین بھی قتل کرنا

آسیہ بنت مزاحم یعنی زوجہ فرعون بنی اسرائیل مین سے تھین۔ بعض دوسرے قبیلہ سے بتاتے ہین لیکن یہ مومنہ ہو گئی تھین اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھین جب وہ مشاطہ قتل کر دی گئی تو آسیہ نے دیکھا کہ فرشتے اُس کی روح کو آسمان کی طرف لئے جاتے ہین۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کی بصارت ایسی کر دی تھی کہ اُنھون نے فرشتون کو دیکھ لیا تھا۔ اور جس وقت اُس مشاطہ پر ظلم ہو رہا تھا تو آسیہ اُسے دیکھ رہی تھین۔ جب اُن کو یہ واقعہ نظر آیا تو اُن کا ایمان اور بھی مضبوط ہو گیا۔ اور اُن کو پورا یقین ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہین اور وہ اسی خیال مین تھین کہ فرعون گھر مین آیا اور اُن سے مشاطہ کا حال بیان کیا۔ آسیہ نے کہا کہ تیری شامت آئی ہے جو تو اللہ تعالےٰ شانہ سے جنگ کرنے پر کمر باندھتا ہے۔ فرعون نے کہا کہ تجھے بھی وہی خبط معلوم ہوتا ہے کہ جو مشاطہ کو ہو گیا تھا۔ آسیہ نے کہا مین مخبوط نہین ہون میری عقل ابھی تک درست ہے جب تو مین سمجھ بوجھ کر اُس کا نشیب و فراز دیکھکر تمام جہان کے پروردگار پر ایمان لائی ہون بہت بڑی

بے عقلی کی بات تو یہ ہے کہ آدمی اپنی مجبوریون پر مطلع ہو اور اپنے خالق کی ہزارون لاکھون نشانیان دیکھے اور مالک کو نہ پہچانے گھوڑا حیوان ہے اور کُتّا ناپاک ہے مگر مالک شناسی کی صفت نے اُسے اور اور حیوانون سے ممتاز کر دیا - افسوس ہے کہ انسان مالک شناس نہ ہو اور یہ تمام مخلوقات سے افضل ہے - تجھے خدائی کا دعوے ہے تو مین تجھ سے یہ پوچھتی ہون کہ تیرے پیارے مان باپ مر گئے تو نے اُن کو کیون زندہ نہ رکھا جب مین جانتی کہ تو خدا ہے کہ اپنے مان باپ کو نہ مرنے دیتا - اللہ کی صنعت مین سے تو آسمان ہے زمین ہے - دریا ہین پہاڑ ہین عمدہ عمدہ اشجار ہین بڑے بڑے روشن ستارے ہین - ایک آفتاب ہی ہے کہ تمام دنیا کو روشن کر دیتا ہے - ماہتاب ہے کہ شب کے وقت اُس کی چاندنی کا اثر دنیا کو کیا کیا فائدہ پہنچا رہا ہے اور دن کے وقت جو آفتاب نے زمین کو گرم کیا تھا اُس حرارت کو اس نے ٹھنڈا کر دیا اور زمین تر ہو گئی دن کو پھر آفتاب نکلا اور اُس تری کو اعتدال کی حالت مین رکھا اور جتنی برودت زیادہ تھی اُس کو کھینچ لیا - تاکہ امراض شتّی پیدا ہو کر مخلوق کو ہلاک نکرین تو جو خدائی کا دعوے کر رہا ہے تو نے بھی ایسی کوئی مخلوق پیدا کی ہے اور اُس کے واسطے ایسا شائستہ انتظام کیا ہے یا یونہین خدائی کا دعوے کر رہا ہے - مردود **فرعون** نے اپنی ساس کو بلایا اور کہا کہ تیری بیٹی پر بھی وہی خبط سوار ہوا ہے جو مشاطہ کو تھا اور فرعون نے قسم کھائی کہ اگر اس نے موسیٰ کے خدا سے بیزاری ظاہر نہ کی تو اسے بھی اُسی طرح قتل کرونگا جیسے مشاطہ کو قتل کیا تھا لہٰذا **بی بی آسیہ** کی والدہ نے اُنہین خلوت مین لیجا کر بہت سمجھایا کہ وہ اپنے اس ایمان سے بیزاری ظاہر کرین مگر آپ نے یہ بات قبول نہ فرمائی اس واسطے مردود فرعون نے اُن کو انواع و اقسام کے عذاب سے شہید کیا -

روایت کرتے ہین کہ جب اِس بی بی نے موت کا سامان دیکھا تو کہا رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ

ترجمہ اے میرے پروردگار میرے واسطے اپنے پاس جنت مین ایک مکان بنا- اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے بچا- اور مجھے ان ظالمون سے نجات دے- پس پروردگار تعالے شانہ نے اُن کی بصارت کو کھول دیا- لہذا اُن کو رحمت کے فرشتے نہایت پاکیزہ صورت مین نظر آئے اور اللہ تعالے شانہ نے جو اُن کی عزت کا سامان اُن کے واسطے کیا تھا وہ بھی ملاحظہ کرایا گیا یہ اُس کو دیکھکر خوش ہوئین اور ہنسین فرعون نے کہا کہ دیکھو اس مجنونہ کو اس کے جنون کی یہان تک حالت پہنچی ہے کہ اپنے مرنے کا سامان دیکھکر خوش ہوتی ہے اور اللہ تعالے شانہ اُن پر فضل وکرم فرمائے وہ پاک بی بی تھین اُسی حالت مین اُنہون نے دنیا کو چھوڑا اور جوار رحمت پروردگار مین جگہ پائی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ-

فرعون کا بنی اسرائیل کو انواع واقسام کی تکلیفات سے ستانا اور موسیٰ علیہ السلام کا اُن کو تسلی دینا

جب فرعون نے دیکھا کہ اُس کی قوم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رعب چھا گیا- تو اُس کو بڑی تشویش پیدا ہوئی کہ اُس کا دعوئ خدائی باطل ہوا جاتا ہے تو اُس نے ایک حیلہ سوچا اور اپنے وزیر سے کہا یَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّيٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّي لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ترجمہ اے ہامان تو میرے لئے ایک منارہ بنوا شاید ہمین وہ راستے جو آسمان پر چڑھنے کے ہین ملجائین پھر ہم موسیٰ کے خدا تک پہنچ جائین- لیکن ہم تو اُسے جھوٹا سمجھتے ہین- پس ہامان نے چونہ بنوایا اور یہی چونے کا موجد ہے- پھر اُس نے کاریگرون کو جمع کیا اور ساٹھ برس مین اُسے بنوایا اور اتنا بلند کیا کہ دنیا مین اُس سے زیادہ اونچی کوئی عمارت نہ تھی- موسیٰ علیہ السلام پر یہ عمارت بہت گران تھی موسیٰ علیہ السلام بڑے بھولے نبی تھے لہذا اللہ تعالے شانہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی اور یہ جو اُس کی شر سے خوفناک تھے مطمئن کر دیا کہ یہ تمہارا

کچھ نہین کرسکتا اسپر تم کو غلبہ ہوگا چنانچہ بہت جلد وہ عمارت بحکم خدا زمین پر گرادی گئی اور پھر اُسے حوصلہ اُس کے بنانے کا نہ ہوا- جب فرعون نے اللہ تعالےٰ شانہ کی یہ قدرت دیکھی کہ ایسی مستحکم عمارت چشم زدن مین نیست و نابود ہوگئی- تو اُس نے دوسرا پہلو اختیار کیا- عام حکم دیدیا کہ جملہ بنی اسرائیل کے ساتھ قبطی ظلم کا برتاؤ کرین اور تکلیف دین چنانچہ اُس بے انصافی کا برتاؤ ہونے لگا- فرعون مردود کے ملازم بنی اسرائیل سے ایسی سخت مشقت لینے لگے جوان کی طاقت سے باہر تھی- پہلے یہ دستور تھا کہ ان سے کام لیا کرتے تھے اور کھانے کو دیا کرتے تھے- اب کام بیگار مین لینے لگے وہ غریب دن بھر تو سخت کام کرین شب کو اپنے پیٹ بھرنے کے لئے کچھ اور کام کرین- آب بنی اسرائیل نے نہایت بے صبر ہو کر حضرت موسیٰؑ سے شکایت کی آپ نے فرمایا- اِسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○ ترجمہ اللہ سے مدد مانگو اور صبر کئے رہو ملک تو سب اللہ ہی کا ہے- اللہ اپنے بندون مین سے جسے چاہتا ہے مالک بنا دیتا ہے اور انجام بخیر ہوتا ہے پرہیزگارون ہی کا- اب وہ وقت قریب آپہنچا ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ تمہارے دشمن کو ہلاک کرڈالے اور تمہین اُس کی جگہ ملک کا مالک بنالے- دیکھئے کہ پھر تم کیسے عمل کرتے ہو- آپ نے قوم کو تسلی تو دی مگر ظلم اُن پر اس قدر ہورہا تھا کہ وہ تسلی کافی نہ ہوئی اور اُن کی شکایت اور عرض معروض کا سلسلہ کم نہ ہوا اور جب کچھ امید برآنے کے ظاہری اثر بھی نہ پائے گئے تو ناچار حضرت موسیٰ علیہ السلام خانہ نشین ہوگئے- اس خانہ نشینی کو بہت تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ قوم فرعون پر عذاب کے مقدمات شروع ہوگئے-

پہلا عذاب تین برس کا قحط پڑا تو فرعون مردود کہنے لگا کہ یہ سب موسیٰ اور اُسکی قوم کی شامت اعمال سے ہے اِنھین باتون سے وہ ہمپر سحر کرتا ہے لیکن ہم اُس کو

ہرگز نہ مانینگے۔ فَاَرْسَلْ عَلَیْہِمُ الطُّوْفَانَ۔ **دوسرا عذاب** پھر اُن پر طوفان آیا یعنی دریاے نیل اتنا چڑھا کہ تمام باغات اور کھیت اور مکانات اُن کے بہہ گئے اور بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے۔ بعض روایت مین یون ہے کہ سات ہفتے تک برابر پانی برسا کیا ایک دن کے لئے بھی نہ کھُلا اور مصر مین اتنا پانی بھر گیا کہ قبطیون کو گھر مین کہین بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ بچّے تو بلندیون پر بٹھا دیے گئے اور جوان اور بوڑھے گھرون مین کھڑے تھے اتنا پانی تھا کہ جو بیٹھتا وہ ڈوب جاتا اور خدا کی قدرت دیکھئے کہ بنی اسرائیل کے گھرون مین ایک قطرہ بھی پانی کا نہ تھا باوجودیکہ ان کے اور اُن کے گھر مخلوط تھے دیوار بدیوار۔ لہذا قبطی فرعون سے نالشی ہوئے مگر فرعون کا حکم خدا کے بھیجے ہوئے عذاب پر کیا چل سکتا تھا۔ اب قبطیون کو معلوم ہو گیا کہ فرعون تو مجبور محض ہے وہی خدا ہے جس نے طوفان بھیجا ہے اور پانی اُس کا فرمان بردار ہے ناگزیر مثل ہے مرتا کیا نہ کرتا فرعون کو سوا اس کے اور کچھ بن نہ پڑا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عاجزانہ طریقے سے عرض کی کہ شہر مصر برباد ہوا جاتا ہے مخلوق مری جاتی ہے اپنے خدا سے کہئے کہ اس بلا کو ہم لوگون کے سرون سے اُٹھالے تو ہم سب ایمان لائین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی وہ طوفان فوراً جاتا رہا ؎

اولیا را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

بعض روایت مین یون ہے کہ قبطیون پر بلاے **طاعون** نازل ہوئی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے یہ بات نکلی اور مشہور ہوئی اور فرعون تک پہونچی تو اُس نے حکم دیا کہ آج کی شب ایک آدمی قبطیون کا اور ایک بنی اسرائیل کا ملکر رہین کہ اگر بلا آئی تو دونون پر پڑے مگر اللہ تعالےٰ شانہ کا غضب تو نافرمان اور فرمان بردار بندون کو پہچانتا ہے اور خوب پہچانتا ہے اور سوا اسکے بَلا خود پہچانتی ہے کہ مین اسکے لئے بھیجی گئی ہون اللہ تعالےٰ کے احکام مین غلطی کو کیا دخل ہے ہرچند فرعون نے روک تھام

کی مگر کیا ہوتا ہے جب بلا آئی تو قبطیون ہی پر - بنی اسرائیل اور قبطیون کو جو فرعون نے گڈ بڈ کر دیا تھا **طاعون** نے اُن مین سے اپنا شکار چُن لیا - اسی ہزار سردار قبطیون کے ہلاک ہوئے اور عوام الناس اور بہائم کا شمار نہین اور **بنی اسرائیل** کا ایک آدمی بھی نقصان نہ ہوا -

روایت ہے کہ سات روز تک یہی معاملہ رہا **اللہ رے شدت کفر** ان سب بلاؤن پر بھی وہ اپنے کفر و طغیان سے نہ پھرے بلکہ شدت کفر اُن کی اور بڑھ گئی اور کہنے لگے کہ بعد قحط کے ہمارے کھیت اور باغ طوفان سے کیسے سرسبز ہوے ہین یہ بلا بلا نہین ہے بلکہ عطا ہے بس ایک ہفتہ کے بعد ہی اللہ تعالے شانہ نے ٹڈیون کو حکم فرمایا کہ وہ نگلین سارے کھیت جو سرسبز و شاداب نظر آرہے تھے کھا گیئن اور سات روز تک اُن کا ہجوم رہا یہان تک کہ کھیت مین غلہ کا ایک دانہ اور درختون کی ڈالیون مین کوئی پتّا باقی نہ رہا -
سب قبطی جمع ہو کر حضرت **موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام** کے پاس آئے اور بہت عاجزی سے عرض کی کہ اگر یہ بلا جاتی رہے تو ہم ایمان لاوین - حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو ایک ایسا جھونکا ہوا کا آیا کہ جس نے سب ٹڈیون کو اُڑا کر دریا مین ڈال دیا اُس وقت اُن کافرون نے یہ کہا کہ جو کچھ غلہ باقی رہ گیا ہے اُسے جمع کر کے سال بھر کھائینگے مگر ایمان موسیٰ کی نبوت پر نہ لائینگے - پھر اللہ تعالے شانہ نے چچڑیان یعنی جم جوئین جنہین قُمّل بھی کہتے ہین اُن کو قبطیون پر بھیجا کپڑون مین پڑ گیئن اور رکھا ہوا غلہ بھی کھا گیئن پھر حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کے پاس حاضر ہوے اور ایکے مرتبہ قول و قرار بڑے استحکام کے ساتھ کر گئے کہ بیشک ایمان لائینگے پھر آپ کی دعا سے وہ بلا جوئون کی دفع ہوئی ایک ہفتہ تک مطمئن رہے اور ایمان نہ لائے - پھر پروردگار تعالے شانہ نے مینڈک بھیجے اور اُن کی یہ کثرت ہوئی کہ جس نے ٹڈیون سے زیادہ ان کو پریشان کر دیا اور قدرت خدا کی یہ کہ بنی اسرائیل اور قبطی بالکل ملے جلے رہتے تھے وہ اُن عذابون سے

محفوظ اور قبطی اُس مین مبتلا - پھر عہد و پیمان ہوے اور دعاے موسیٰ علیہ السلام سے
وہ بلا دفع ہوئی اور ایک ہفتہ تک محفوظ رہے اور پھر ایمان نہ لائے ایکبار اللہ تعالے
شانہ نے دریاے نیل کو خون کردیا اور تمام کنوئین اور نہرین اور حوض قبطیون کے خون
سے لبریز ہوگئے مگر پھر بنی اسرائیل اِس عذاب سے محفوظ رہے یہان تک کہ ایک ہی
گھاٹ سے بنی اسرائیل اور قبطیون نے ایک ہی وقت مین پانی بھرا - بنی اسرائیل کے
مٹکے مین پانی اور قبطیون کے مٹکے مین خون پھر قوم نے فرعون کے کہنے سے آکر موسیٰ
علیہ السلام سے حسب معمول عاجزی کی اور وہ بلا دفع ہوئی اور پھر کچھ نہین بدستور
اپنے کفر مین مبتلا رہے چنانچہ وہ پاک پروردگار تعالےٰ شانہ اپنے کلام مین ارشاد فرماتا ہی
فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ
مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَکْبَرُوْا وَکَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ترجمہ یعنی بھیجا ہمنے اُن پر پانی
کا عذاب اور ٹڈیون کا اور چچڑی یعنی جم جوئین اور مینڈکون کا اور خون کا جُدا جُدا پھر
بھی تکبر ہی کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار **فائدہ** یہ سب بلائین فرعون پر ایک
ایک ہفتہ کی مہلت سے نازل ہوئین اور یون ہوتا تھا کہ اوّل حضرت موسیٰ علیہ السلام
فرعون سے کہہ آتے تھے کہ اللہ تعالےٰ شانہ تجھ پر یہ بلا بھیجیگا وہی بلا آتی تھی پھر وہ
مضطرب ہوتے اور آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خوشامد کرتے جب اُن کی دعا سے وہ بلا
دفع ہو جاتی تو پھر بدستور سابق اپنے کفر مین مبتلا رہتے - جب حضرت موسیٰ علیہ السلام
فرعون کے ایمان سے مایوس ہوے تو پروردگار سے التجا کی کہ اے میرے مہربان
مالک مجھے فرعون اور اُس کے لشکر سے نجات دے اور مجھے بتا کہ مین بنی اسرائیل کو
کیونکر اِس ملک سے اپنے ساتھ لیکر نکل جاؤن - حکم ہوا کہ رات کو ان لوگون کو اپنے
ہمراہ لیکر نکل جا - البتہ وہ تیرا پیچھا کرینگے مگر تجھ کو نہ پا سکینگے -
کعب احبار سے روایت ہے کہ جب فرعون کے جادوگر حضرت موسیٰ پر ایمان لائے

اُس وقت سے موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے نکلنے کے وقت تک بیس برس گذرے تھے
اور آیات تسعہ اسی عرصہ مین ظاہر ہوگئین اور اہل کتاب کے نزدیک یہ آیات بینات
گیارہ مہینے مین واقع ہوئین اور اس عرصہ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر اسّی برس
کی ہوگئی اور **اہل تاریخ** کا مذہب ہے کہ مدت ظہور آیات تین برس گیارہ مہینے کی تھی
مگر **اصح** یہ ہے کہ چالیس برس حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر مین رہے اور اسی عرصہ مین
یہ سب امور واقع ہوے **معالم التنزیل** مین ابن جُریج سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ چار چار گھر کے آدمی بنی اسرائیل سے ایک گھر
مین داخل ہون اور بکریون کو ذبح کرکے خون دروازون پر چھڑک دین اور اپنے گھرون کو
چراغ جلتے ہی چھوڑ دین کہ اُس وقت ملائکہ عذاب کے آئینگے اور جس گھر پر خون کا نشان
نہ پائینگے اُس مین داخل ہونگے اور اپنا کام شروع کردینگے اور یہ بات بھی سمجھادی کہ سب
اسباب سفر مہیا کر رکھین۔ سب کو دریا کے پار جانا پڑیگا اور فرعون اپنی فوج لیکر تمھارا
تعاقب یعنی پیچھا کریگا لیکن تم تک نہ پہنچیگا۔ اور اللہ تعالےٰ شانہ تم کو اُن کی شر سے
نجات دیگا اور سنکرا ور کفّار غرق ہونگے۔ چنانچہ **حضرت موسیٰ علیہ السلام** نے
اپنی قوم کے سردارون سے فرمادیا اُنھون نے اپنے تمام فرقے کے لوگون کو اطلاع دی
وہ سب جمع ہوئے یہان تک کہ جو کوئی قبطیون کا نوکر یا کہ متبنّیٰ تھا وہ بھی حاضر ہوا اور
اور حسب ایماے وحی چار گھر والے ایک گھر مین جمع ہوے اور نشانیان خون کی کردین
اُسی رات کو وبا قوم فرعون پر آئی کہ ہر قبطی کا پہلوٹھا بیٹا مرگیا وہ لوگ اس غم مین مصروف
رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام محرم کی نوین تاریخ یکشنبہ کے دن مصر سے نکلے اور
اہل کتاب کہتے ہین کہ شب پنجشنبہ اور شعبان کی گیارھوین تھی **یہود** اُس برس
کے پنجشنبہ کو عید الفطر کہتے ہین **صحیح** روایت یہ ہے کہ جب قوم حسب حکم وحی جمع ہوئی تو
یہ خبر فرعون کو پہنچائی گئی اُس نے متوہم ہوکر بنی اسرائیل کے سردارون سے پوچھا کہ

اجماع کا کیا سبب ہے اُن لوگون نے کہا کہ کل یوم عاشورا ہے اور یہ دن آدم علیہ السلام کی ولادت کا ہے ہم چاہتے ہین کہ بیرون شہر جمع ہو کر عبادت کرین۔ فرعون نے اجازت دیدی۔ بنی اسرائیل کے لوگون نے قبطیون کی عورات سے چاندی سونے کے زیورات مستعار مانگ لئے اور عمدہ عمدہ پوشاکین بھی اُن سے مانگ لین اور عید کے بہانے اپنے خیمے شہر کے باہر ڈال دئے یہان تک کہ آخر شب سب وہان جمع ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُسی شب کو وہان سے کوچ فرمایا جب عین الشمس پر جلوہ فرما ہوئے تو لشکر کا شمار چھ لاکھ ستر ہزار تھا بروایت صحیحہ۔ اور بعض چھ لاکھ بیس ہزار بتاتے ہین مگر ان مین ستر برس کے بوڑھے اور بیست سالہ جوان اور عورات کا شمار نہین ہے۔ بعد ازان مقدمۃ الجیش حضرت ہارون علیہ السلام ہوئے اور میمنہ اور میسرہ اسباط یہودا اور لاوی کو ملا اور قلب لشکر مین حضرت یوشع بن نون علیہ السلام مع اسباط یوسف علیہ السلام اور بن یامین ہوئے اور سب کے پیچھے خود بنفس نفیس حضرت موسیٰ علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے اثنائے راہ مین ایک جنگل ملا وہان راہ بھول گئے اُس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیران کہن سال سے استفسار کیا اور سبب پوچھا۔ وہ بولے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے وفات کے قریب یہ وصیت فرمائی تھی اور اپنی اولاد اور بھائیون سے عہد و پیمان مضبوط لیا تھا کہ جب تم کو مصر سے نکلنا پڑے تو میرا تابوت یہان سے ہمراہ لیجانا اور میرے آبا و اجداد کے قریب رکھ دینا اور آپ لوگ مصر کو چھوڑتے ہین اور تابوت یہین رہا جاتا ہے آپ کے ہمراہ نہین ہے یہی وجہ ہے کہ آپ نے راہ گم کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تابوت یوسف علیہ السلام کہان ہے نشان دو تو اُسے ہمراہ لے چلین اُن لوگون نے کہا کہ ہمین وصیت تو معلوم ہے مگر تابوت کا مقام نہین معلوم۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہ آواز بلند پکارا کہ اُس شخص کو خدائے تعالےٰ کی شان کی

قسم ہے کہ تابوت یوسف کا نشان معلوم ہو وہ میرے سامنے آئے اور خبر دے مگر کسی نے اقرار نہ کیا مگر ایک عورت ضعیفہ مریم نام حاضر ہوئی۔ اُس نے کہا کہ مین حضرت یوسف کے تابوت سے واقف ہون مگر بیان نہ کرونگی جب تک مجھ کو دو چیزین نہ ملین گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کچھ توقف کیا تھا کہ وحی آئی کہ جو یہ ضعیفہ کہے اُسے منظور کرو چنانچہ آپ نے اُس ضعیفہ سے کہا کہ بیان کر تیری درخواست قبول کی جائیگی اُس نے کہا ایک تو یہ ہے کہ مین پیرانہ سالی کے سبب سے چلنے سے مجبور ہون مجھے کوئی سواری ملے اور دوسری بات یہ ہے کہ مین بہشت مین آپ کے ساتھ آپ کے درجہ مین رہون۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبول فرمایا۔ اُس وقت اُس ضعیفہ بہشت کی بی بی نے التماس کی کہ **تابوت** حضرت **یوسف** علیہ السلام کا دریاے نیل مین فلان مقام پر رکھا ہے۔ چنانچہ فوراً حضرت موسیٰؑ خود دریاے نیل پر تشریف لے گئے اور سنگ مرمر کا تابوت نکال لائے۔ خود لیکر آگے آگے لشکر کے چلے کہ راہ جو بھولی ہوئی تھی مل گئی۔ بنی اسرائیل بھی اُفتان و خیزان کنارے کنارے دریا کے پیچھے لگے ہوے پہنچے۔ **المختصر** بنی اسرائیل دریا پر نہ پہنچے تھے کہ بروایت صحیح صبح ہوگئی اور فرعون واقف ہوا تو اُس نے نہایت غضبناک ہوکر نقیب و چوبدار بھیجکر اطراف بیت المقدس سے سوار طلب کئے اور مستعد ہوا چونکہ اُس دن لوگون پر آفت تھی اور اپنے اپنے لڑکون کی تجہیز و تکفین مین مشغول تھے اس لئے وہ بڑی مشکل سے اپنے اپنے گھرون سے نکلے اور سورج نکلتے فرعون بھی بڑے جاہ و حشم سے سوار ہوا۔ اور بہت بڑی فوج اُس کے ہمراہ تھی جس کا مشرح بیان بعض نفوس کے نزدیک مبالغہ سمجھا جائیگا لہذا وہ بیان قلم انداز ہوا۔ الغرض دسوین محرم کو موسیٰ علیہ السلام کا لشکر آفتاب نکلنے کے وقت دریا کے قریب پہنچا اور گھوڑون کی ٹاپون کی آواز پیچھے سے سنائی دی معلوم ہوا کہ فرعون کا لشکر آپہنچا **بنی اسرائیل** بہت بیقرار ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب وہ وعدہ کہان ہے اگر اب کی بار فرعون نے پکڑ لیا تو

ضرور قتل کر ڈالیگا - اب ہم دریا کے سبب سے آگے بڑھ نہین سکتے اور کشتیان اتنی جلد نہین سکتین اور پلٹ بھی نہین سکتے - موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ساتھ میرا رب ہے مجھ کو راہ بتائیگا - **فائدہ** ؎ ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا + اس مقام پر موسیٰ علیہ السلام نے معیت کو مقدم فرمایا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ - تحقیق کہ ہمارے ساتھ ہمارا رب ہے اور حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معیت کو موخر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اس مقام کو اہل اللہ ہی کے دل جانتے ہونگے کہ دونون جملون مین کیا فرق ہے **کلیم** از خود بحق نگریست اور یہ مقام مرید کا ہے و **حبیب** علیہ السلام از خود بخود نگریست اور یہ مقام **مراد** کا ہے مرید کے واسطے جو حکم ہوتا ہے وہ بجا لاتا ہے - اور **مراد** جو کہتا ہے وہ کیا جاتا ہے -

القصہ بنی اسرائیل سخت مضطرب ہوے - تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ الٰہی تو ان کو فرعون کی شر سے نجات دے - حکم ہوا کہ دریا مین اپنے عصا کو مار کہ خشک ہو جاسے اور اس بات کا خوف نکر کہ فرعون پیچھے سے آئیگا اور نہ اس کا خوف کر کہ دریا آگے سے آئیگا - **معالم** مین ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ عصا مارا اور کہا کہ ہٹ جا - مگر دریا سے نیل نہ ہٹا - پھر وحی نازل ہوئی کہ یون کہو اَنْفَلِقْ یَا اَبَا خَالِدٍ بِاِذْنِ اللّٰہِ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا بس ہٹ گیا دریا تو ہو گئی ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ یعنی بارہ راستے ہو گئے **حدیث شریف** مین وارد ہے کہ اُس دن حق تعالیٰ شانہ نے ہوا - اور آفتاب کو دریا پر مسلط فرمایا تھا کہ ہوا مانند زلزلہ کے پانی مین در آئی اور اجزاے دریا کو جُدا جُدا کر کے کھڑا کر گئی - اور آفتاب نے زمین کو خشک کر دیا تاکہ بنی اسرائیل سہولت سے گذر جائین - جب یہ معاملہ واقع ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ارشاد کیا کہ چلو - بنی اسرائیل ضعف عقیدت سے کہنے لگے کہ دریا پر کیا اعتماد ہے یقین نہین آتا کہ ہمارے گذرنے تک ایک ہی وضع پر رہے

جب ان کو مذبذب دیکھا تو یوشع بن نون نے اپنا گھوڑا ڈال دیا اُن کے پیچھے حضرت ہارون علیہ السلام نے اُن کے پیچھے بنی اسرائیل آئے اور بارہ فرقون کے لئے بارہ راہین ہوگئین ہر فرقہ جُدا جُدا اُس مین داخل ہوا۔ اور سب کے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا گروہ لئے ہوئے چلے۔ اثنائے راہ مین لوگون نے عرض کیا کہ اے موسیٰ ہم تو تمہارے ساتھ ہین ہمین نہین معلوم کہ ہمارے اور بھائیون پر کیا گذری۔ جناب موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار کے حضور مین عرض کیا کہ الٰہی میری قوم کے دل مطمئن نہین ہوتے۔ چنانچہ پروردگار نے ہوا کو حکم دیا۔ ہوا نے اُس پانی کی دیوارون کو مشبک کر دیا ہر گروہ دوسرے گروہ کو دیکھنے لگا۔ جب حضرت ہارون اور حضرت یوشع بن نون اُس کنارے پر پہنچے تو ہامان بے سامان اِس کنارے پر آیا اور ٹھیر گیا کہ سب فوج آجائے تھوڑی دیر مین فرعون بھی اپنی فوج لئے ہوئے آپہنچا۔ جب اُس طاغی باغی نے یہ حال دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ میرا اقبال ہے کہ دریا میری خوفناک جلالت کو دیکھکر ہٹ گیا کہ مین اِن غلامون کو زندہ گرفتار کرلون اس لئے کہ اگر یہ غرق ہوگئے تو امور سلطنت مین نقصان واقع ہونگے لیکن اس تزویر و فریب کے ساتھ بھی اُس کے دل پر ایک خوف طاری تھا اور دریا مین قدم نہ رکھتا تھا۔ ہامان بے سامان نے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ بات موسیٰ کے خرق عادات سے ہے تم ہرگز دریا مین قدم نہ رکھنا۔ مین نے کشتیان لانے کا حکم دیا ہے اُن پر سوار ہوکر پار اُترنا۔ اور بنی اسرائیل کو گرفتار کرلینا۔ فرعون نے تامل کیا اہل تاریخ لکھتے ہین کہ فرعون کے لشکر مین جتنے گھوڑے تھے سب نر تھے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کا ایک سوار جو مادیان پر سوار تھا وہ فرعون کے سامنے آیا جب فرعون کے گھوڑے نے اس مادیان کی طرف رخ کیا تو اس سوار نے باگ پھیری اور دریا کی طرف چلا گھوڑا بھی فرعون کا پیچھے ہوا اور فرعون کے گھوڑے کے ساتھ اُس کا تمام لشکر چلا جب وہ مادیان کا سوار اُس کنارے پر پہونچ گیا تو دریا کا راستہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بنا تھا

مل گیا اور فرعون ہنوز پار ہونے پایا تھا کہ لگا غوطے کھانے اور دریا موجین مارنے لگا اللہ کے دشمن کو غرق کرکے دریا کچھ ایسا خوش ہوا کہ جوش اُس کا حد سے بڑھ گیا لہذا اُس نے صرف فرعون ہی پر قناعت نہ کی تمام لشکر کو کھینچ لیا۔

اخبار الدول کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ کیا مین تم کو وہ کلمات تعلیم نکرون کہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا سے عبور کرنے کے وقت پڑھے تھے صحابہ نے عرض کی بلیٰ یا رسول اللہ حضرت نے ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی وَاَنْتَ الْمُعِیْنُ وَبِکَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ التُّکْلَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ **موت کا وقت بڑا نازک وقت ہے** اللہ تعالےٰ شانہ اُس وقت مومن بندہ کی شرم رکھے بندہ کو اُس وقت کہین مفر نہین اگر بفرض محال لوہے کی کوٹھری مین بھی آدمی بند ہو کر بیٹھے تو موت اُس کو ضرور پکڑ لیگی۔ اگر بہت بڑے بادشاہ کا عزیز بیٹا مرتا ہو تو وہ تمام روے زمین کا بادشاہ اُسے موت کے پنجہ سے نہین بچا سکتا اور مرنے والے کی مایوسی کا بیان تو بیان سے خارج ہے۔ جب فرعون غوطے کھانے لگا تو گھبرا کر اقرار کرنے لگا اللہ تعالےٰ شانہ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ جب یہ کلمات فرعون نے کہے تو جبریل نے جواب دیا۔ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ مِنْ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ اب اِس وقت اقرار اسلام کا کرتا ہے اور نافرمان رہا پہلے۔ اور تھا تو فساد کرنے والون مین۔ الغرض جب فرعون اپنے تمام لشکر کو لیکر ڈوب گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطمینان ہوا۔

اخبار الدول کا مولف تحریر کرتا ہے کہ منگل کے دن جمادی الاخریٰ کے مہینے مین یہ معاملہ واقع ہوا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ دسوین محرم کو یہ واقعہ وقوع مین آیا چنانچہ حضرت

انس بن مالک سے صحیح حدیث یون وارد ہے فَلَقَ الْبَحْرَ لِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْل یَوْمَ عَاشُوْرَا ترجمہ پھاڑ گیا دریا بنی اسرائیل کے لئے دسوین محرم کو۔ اور صحیحین مین عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف فرما ہوے تو یہود بے بہبود کو ایک دن روزہ رکھتے دیکھا تو فرمایا کہ آج کیا ہے جو تم لوگ روزہ دار ہو وہ بولے کہ آج یوم عاشورا ہے اسی دن اللہ تعالےٰ شانہ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے نجات بخشی اور فرعون کو غرق کیا۔ موسیٰ علیہ السلام اُسی شکریہ مین عاشورا کے دن روزہ رکھتے تھے ہم بھی اُن کی متابعت کرتے ہین۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ مین ان سے اس روزہ رکھنے مین احق ہون بھائی موسیٰؑ کی اتباع کرنے مین۔ بعد اس کے حضرتؐ نے خود روزہ رکھا اور اصحابؓ کو بھی حکم کیا لیکن آخر عمر مین فرماتے تھے کہ اگر مین سال آیندہ زندہ رہا تو صوم عاشورا کے ساتھ نوین ۹ تاریخ کو بھی روزہ رکھونگا تاکہ مشابہت یہود سے باقی نہ رہے۔

فائدہ۔ دریاے نیل کو بحر قلزم بھی کہتے ہین اس سبب سے کہ **قلزم** ایک شہر ہے اُسی کے کنارہ پر یہ دریا واقع ہے اور اسی کے متصل نہین ہوا ہے۔ ورنہ **بحر نیل** ایک نالہ ہے بحر محیط کا کہ مابین بلاد حبش و عرب کے جاری ہوا ہے۔ اسی کو **خلیج احمر** بھی کہتے ہین جس طرح دوسرے نالے جو درمیان فارس و عرب جاری ہوئے ہین اور اُن کو خلیج اخضر کہتے ہین طول خلیج احمر کا جنوب سے شمال تک چار سو ساٹھ ۴۶۰ فرسخ اور عرض ابتدا ساٹھ فرسخ ہے اور انتہائی کم ہے اور قسطاط مصر سے جہان بادشاہ رہتا ہی دریا تک تین دن کا فاصلہ ہے۔ اور آب نیل جانب غربی و شرقی مصر کے واقع ہے۔ ضلع غربی پر اکثر بلاد بربر اور بعض بلاد حبشہ ہین اور شرقی جانب بیشتر سواحل عرب۔ ازانجملہ قلزم کہ ساحل مدینہ پاسکینہ ہے۔ مصر و حبش کے جہاز اُسی سے عبور

کرتے ہین اور کنار شرقی جدہ سے عدن تک سواحل یمن ہے اور وسط مین بعض بلاد مصر بھی آباد ہین ازانجملہ **دمیاط** کہ مصر کا مجلس ہے - اورطول شہر قلزم کا کہ منتہی دریا کا ہی چونسٹھ[۶۴] درجے اورعرض اُنتیس[۲۹] درجے بیس[۲۰] دقیقے ہے - اورجس جگہ فرعون غرق ہوا ہی وہان عرض دریا کا چار[۴] فرسخ ہے کہ نصف دن مین قطع مسافت بمشکل ہوتی ہے -

فائدہ - بعض صوفیہ علیہم الرحمۃ آیۂ سورہ یونس سے جو مذکور ہوئی فرعون کا ایمان ثابت کرتے ہین چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فصوص الحکم مین فرماتے ہین مات فرعون طاہراً ومطہراً - اورحضرت **شیخ عبد الحق** محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان مین فرماتے ہین کہ ایمان یاس باتفاق علما مقبول نہین ہے پس لازم آیا کہ باجماع امت ایمان فرعون کا قبول نہ ہو کیونکہ زمانہ ادراک غرق زمانۂ یاس ہے اور وقت اضطرار نہ محل اختیار - اسی وجہ سے فرعون زبان شرع مین ہر جگہ مذموم و ضرب المثل ہے اور اکثر آیات قرآنیہ ظاہرۃ الدلالۃ بلکہ نہایت صریح فرعون کی تقبیح مین وارد ہین چنانچہ سورۂ نازعات مین فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى

ترجمہ یعنی پکڑا اُس کو اللہ نے آخرت اور دنیا کے عذاب مین - اورآیۂ سورۂ قصص وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ

ترجمہ یعنی تکبر کرنے لگا وہ اور اُس کا لشکر ملک مین ناحق اور گمان کیا کہ ہماری طرف پھر نہ آوینگے - پھر پکڑا ہم نے اُس کو اور اُس کے لشکر کو پھر پھینک دیا ہم نے اُس کو پانی مین سو دیکھ آخر کیا ہوا گنہگارون کا اور کیا ہم نے اُن کو سردار بلاتے دوزخ کی طرف اور بروز قیامت اُن کو مدد نہین اور پیچھے رکھی اُن کو پھٹکار اور قیامت کو اُنپر

برائی ہے۔ حدیث شریف مین ہے کہ جب ابوجہل لعین مرا تو حضور پُر نور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا۔ مَاتَ فِرْعَوْنَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ پھر اگر فرعون طاہر ومطہر مرا ہوتا تو ابوجہل سے تشبیہ ٹھیک نہ ہوتی کیونکہ ایمان اعمال قبیحہ سابقہ کو زائل کر دیتا ہے۔ پس گمان وخیال حالت سابقہ کی تشبیہ کا باطل ہے کیونکہ جو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت مین ابتدائً کافر اور عدو اللہ تھے اور پھر اُن کے ایمان لانے کے بعد اُن کی شناعت وقباحت کہین مذکور نہین ہے۔ بااین ہمہ فرعون کے اقرار مین اقرار نبوت موسیٰ علیہ السلام کا اقرار الوہیت کے ساتھ واقع نہین ہوا۔ یہی جملہ فرعون کا ہے ایمان لایا مین اُس رب پر جو تمام عالم کا رب ہے اور رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ فرعون کے اقرار مین یہ جملہ نہین ہے کہ ایمان لایا مین موسیٰ اور ہارون کی نبوت پر اور سوائے اس کے ایمان فرعون کا نہ خدا پر نہ معجزۂ پیغمبر خدا پر واقع ہوا نہ بتصریح نہ باشارہ پس جب ایمان بالرسول نہین پایا جاتا اور عدم ایمان بالرسول مستلزم عدم ایمان باللہ ہے اور ایمان سحرۂ فرعون کو مثل ایمان فرعون نہ سمجھنا چاہیے اس لئے کہ اُن لوگون کا ایمان اس اقرار سے واقع ہوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ پس ایمان اُن کا بخدا اور بمعجزۂ پیغمبر خدا واقع ہوا ہے۔ اور ایمان بمعجزۂ رسول عین ایمان بالرسول ہے۔ اِس مقام مین حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان مین فرماتے ہین کہ قول شیخ اکبر کا مسائل اعتقادیہ وفقہیہ مین اگر اجماع سے مخالفت رکھتا ہو تو قابلِ قبول نہین اور اسکے سوا خود شیخ اکبر قدس سرہٗ فتوحات مکیہ مین ارشاد فرماتے ہین کہ دوزخ کے درجے ہین کہ بعض اشد اور سخت ہین بعض سے اور ایک درجہ خاص ہے اہل استکبار کے واسطے اور ارباب عناد کے لئے کہ جو لوگ اشد اور بہت سخت تھے کفر مین جس طرح فرعون اور امثال اُس کے۔ پس معلوم ہوا فصوص الحکم مین بیان

مجمل آیۂ قرآنیہ کا ہے اور **فتوحات مکیہ** مین بیان مشرح ہے۔ یہ جو لکھا مسلک جمیع علماء ظاہر کا تھا اور بعض حضرات صوفیہ صافیہ قدس اسرارہم باتباع قول قدوۃ المحققین محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ایمان یاس مقبول ہے یعنی قبل حضور موت کے کہ عبارت احتضار سے ہے مقبول ہے اور ایمان فرعون اسی قبیل کا تھا کہ اُس نے غرق ہونے کے وقت نجات سے مایوس ہو کر قبل احتضار کیا تھا اٰمَنْتُ اِس گمان سے کہ ہلاکت سے نجات حاصل ہو گی جس طرح بنی اسرائیل نے نجات پائی اور تحقیق اِس مسلک کی حضرت رئیس المعقولین وعمدۃ المتصوفین بحر العلوم مولنا عبد العلی لکھنوی قدس سرہٗ نے مثنوی شریف کے دفتر ششم کی شرح مین بالتفصیل لکھی ہے۔ اور حضرت شیخ اکبر کے اقوال کو رد کیا ہے جو اِس تحقیق کے شایق ہون وہ اُس مقام کو ملاحظہ فرمائین۔ حاصل اس تحقیق کا یہ ہے کہ ایمان یاس وایمان مُحْتَضَر مقبول ہے اس لئے کہ مُحْتَضَر احتضار کے وقت مکلف بایمان ہے جیسا کہ قبل احتضار تھا اور تکلیف ایمان کی جیسی قبل احتضار تھی ویسی ہی باقی رہی پس ایمان مُحْتَضَر اگرچہ بکشف وشہود ہو البتہ ادائے فرض ہے اور وہ مقبول ہو گا اور ظاہر ہے کہ تلقین وقت احتضار باجماع مُسْتَحَبْ ہے اگر اس وقت تکلیف بایمان نہ ہوتی تو پھر تلقین کا کیا فائدہ۔ اور جو حضرت شیخ عبد الحق محقق دہلوی قدس سرہٗ نے دعویٰ عدم قبول ایمان یأس باجماع فرمایا ہے ثبوت اجماع نہایت مشکل ہے اور اصل سخن یہ ہے کہ حضرت شیخ موصوف نے یأس احتضار اور یأس قبل وصول احتضار مین فرق نہین کیا اور حکم عدم قبول ایمانِ فرعون کا صادر کیا حالانکہ ایمان قبل یأس مطلق قبل تحقیق احتضار مقبول ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے قریب ابوطالب سے فرمایا کہ اے عم تو کہہ لا الٰہ الا اللہ کہ اِس قول سے اللہ تعالیٰ شانہ کے روبرو مین حجت پیش کرون قیامت کے دن حالانکہ وقت یأس تھا اور سکرات موت کے آثار ظاہر ہو چکے تھے پس معلوم ہوا کہ ایمانِ یأس قبل حضورِ موت کہ عبارت احتضار سے ہے مقبول ہے اور

ایمانِ فرعون اسی قبیل سے تھا وہ ڈوبنے کے وقت یہ سمجھا کہ اگر مین ایمان لاؤنگا تو اس ڈوبنے سے مجھے نجات حاصل ہوگی لہذا وہ دل سے ایمان لایا اور شیخ نے فصوص الحکم مین اسی پر دلالت کی ہے واللہ اعلم بالصواب بحر الحقایق مین اس قصہ کو احوال سالک سے تشبیہ دی ہے اِس طرح کہ جب موسیٰ یعنی دل اور اس کی صفاتِ محمودہ کہ اسکی قوم تھی مقصد اعلیٰ کی طرف متوجہ ہوئی تو گذر ان کا دریاے زخار ناپیداکنار پر ہوا تو فرعون یعنی نفسِ امارہ اپنے اتباع کے ساتھ کہ دل کے اخلاق ذمیمہ سے عبارت ہے غارت کے قصد سے تعاقب کرتے ہوے دریا پر پہونچے اسی وقت موساے دل نے عصاے لا الٰہ الا اللہ دریا پر مارا پس نفی لا الٰہ نے دریا کو خشک کر دیا اور الا اللہ نے موسیٰ دل کو اور اُس کے اہل کو سالماً و غانماً پار اُتار دیا۔ اُس وقت فرعونِ یعنی نفس اور اُس کے توابع آب دریا مین کہ لذات وشہوات سے مراد ہے غرق ہوئے اور موسیٰ دل نے اور صفاتِ حمیدہ جو دل کی فوج تھی نجات پائی اور منظور نظر کبریائی ہوئی ؎

بعصا شگاف دریا کہ تو موسیِٔ زمانی ۔۔۔ بدر آن قباے مہ کہ ز نور مصطفائی

المختصر فرعون اور اُس کا لشکر جب غرق ہوا تو بنی اسرائیل فارغ البال ہو کر باطمینان تمام دریا کے کنارے پر ٹھیرے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے کہ فرعون کیا ہوا فرمایا کہ وہ دریا مین ڈوب کر مرگیا چونکہ بنی اسرائیل فرعون کی درازی عمر سے واقف تھے اور اُس کی موت کو محالات سے سمجھتے تھے بولے کہ فرعون نہ ڈوبا نہ مرا ضرور زندہ ہوگا اب نکلیگا پھر دیکھین ہم لوگون کے ساتھ کیونکر پیش آتا ہے۔ اسی خیال مین تھے کہ دفعتاً لاشۂ فرعون مرا ہوا پانی پر تیرتا نظر آیا۔ بنی اسرائیل نے اُس کو پہچان کر اللہ تعالےٰ شانہ کا شکر کیا۔ نقل ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت آخر شب دریا سے پانی بھرنے گئی اور نعش فرعون کی دریا کے کنارے پر آ لگی تھی اس عورت کے ہاتھ مین اُس کی ڈاڑھی آگئی جسمین موتی اور جواہرات پروے ہوئے تھے۔ اس نے اُسے پہچانا اور ڈاڑھی پکڑ کر

کھینچا اور سب بال ریش کے اُکھاڑ لئے اور اُس کے اور جواہرات نکال لئے کہ ناگاہ غیب سے ندا آئی۔ خُذِیْ اَجْرَکِ یعنی لے اپنا اجر یون کہا جاتا ہے کہ یہ عورت فرعون کے گھر مین مزدوری کرتی تھی اس کی مزدوری باقی رہ گئی تھی یہ ندا سنکر اُس عورت نے سمجھا کہ یہ میری بقیہ مزدوری مین اللہ تعالیٰ شانہ نے دلوادیا۔ گھر پر آکر اس عورت نے لوگون سے بیان کیا اور وہ جواہرات دکھلائے اُس وقت بنی اسرائیل کو فرعون کے مرنے کا یقین ہوا اور سب کو معلوم ہوا کہ ظلم کا مآل کار یہ ہوتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے ہَوا کو حکم دیا کہ اُس نے فرعون کے بدن کو دریا کنارے سے اُڑا کر ایک ٹیلے پر ڈال دیا کہ تمام بنی اسرائیل نے اُس کے بدن کو دیکھا اور اُن کے دل کا دھڑکا جاتا رہا اور سب نے شکر کے سجدے کئے۔ اگرچہ اُس کے بدن کے بچنے سے اُس کے واسطے کوئی فائدہ نہ ہوا مگر اور لوگون نے اُس سے عبرت حاصل کی اور بنی اسرائیل کا یہ وہم کہ مرا نہین ہے دفع ہوگیا۔ مفسرین رحمہم اللہ علیہم اجمعین تحریر فرماتے ہین کہ فرعون کے غرق ہونے کے بعد دریا مین بڑا تلاطم رہا اور اس عرصہ مین فرعون اور اُس کے سب توابع غمر دریا سے بالائے آب آگئے اور بنی اسرائیل نے بخوبی دیکھا اور سب کو پہچانا اسی کی طرف اشارہ ہے سورہ بقر مین وَاِذْ فَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ترجمہ اور جب ہم نے پھاڑا دریا کو تمھارے گذرنے کے لئے اور پھر بچا دیا تم کو اور غرق کیا فرعون کو اور اُس کے لشکر کو اور تم دیکھتے رہے بعض مورخین کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو لیکر جانب کنعان چلے تین منزل آگے بڑھے اور موضع مریرہ مین پہونچے وہان سے تھوڑی دور عمالقہ کا لشکر یا قبیلہ لخم کا گروہ پڑا تھا اُن کے پاس کئی بُت گائے کے بچھڑے کی صورت کے تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے۔ بنی اسرائیل اُن بتون کو دیکھکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے موسیٰ ہم کو بھی ایسے ہی بت بنا دیجئے جن کی ہم پرستش کرین یَا مُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰـھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غصہ ہوکر فرمایا کہ تم لوگ جہل کرتے ہو یہ لوگ اُس بُرے کام کو کر رہے ہین جو تباہ کرنے والا ہے اور نہایت غلط ہے جو کر رہے ہین پھر فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا ہین اللہ کے سوا اور کوئی معبود تم کو لادون اُس نے تم کو تمہارے زمانہ کے سب لوگون پر بزرگی دی۔

فائدہ۔ حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل جو ایک مدت تک فرعون کے جبر سے بت پرستی مین مبتلا رہے تو صورت پرستی کی عادت ہوگئی اور وہ عادت اُن کی طبیعت ہوگئی اُسی کی تلاش اُن کی طبیعت کو تھی عادت کو طبیعت ثانی کہتے ہین۔ لگے صورت پرستی کی درخواست کرنے اور قبیلہ **عمالقہ** اور **لخم** کے بتون کو دیکھکر اَور بھی از خود رفتہ ہوگئے ؎

ان بتون کی ہو گلی کی بھی وہ چکنی مٹی ہم نے یان زاہدِ صد سالہ پھسلتے دیکھا

ہرچند حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روک تھام کی مگر اُس قوم نے سونے کا بچھڑا بنا ہی لیا اور اُس کی پرستش بھی کی اور پھر اُسکی سزا بھی پائی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ فرعون کے غرق ہونے سے بارھوین[۱۲] دن بعد حضرت **موسیٰ علیہ السلام** نے حضرت یوشع بن نون کو چوبیس[۲۴] ہزار بنی اسرائیل کے ساتھ مصر کی طرف روانہ فرمایا حضرت **یوشع بن نون** نے وہان پہونچکر قبطیون کا متروکہ ضبط کیا اور جو چیز قابلِ انتقال تھی اُسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس روانہ کیا اور بعض چیزین فروخت کردین اور ایک شخص کو قبطیون مین سے وہان کا حاکم مقرر کردیا اور پھر خود بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر واپس آئے اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو لیکر شام کی طرف روانہ ہوئے اور کلام خدا سے اس کا ثبوت یون ہے۔ سورۂ شعرا۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ترجمہ پھر نکالا ہم نے اُن کو باغون سے اور چشمون سے اور خزانے سے اور گھر عمدہ اور نفیس اسی طرح اور وارث کیا ہم نے ان چیزون کا بنی اسرائیل کو۔ اس سے

یہ ثابت ہوتا ہے کہ پھر بنی اسرائیل ملک مصر مین گئے اور تمام اشیا کے مالک ہوے حتی کہ ملا حسین واعظ کاشفی نے اسی شبہے سے اَوْرَثْنَاھَا بَنِیْ اِسْرَائِیْل کی تفسیر مین لکھا ہی کہ صحیح یہ ہے کہ زمانہ دولت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام مین بنی اسرائیل کو ملک مصر پر غلبہ حاصل ہوا ہے اور اسی غلط سے نصاریٰ اعتراض کرنے لگے کہ تواریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل مصر مین پھر نہ آئے اور قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل پھر مصر مین آئے ہر چند کہ یہ امر متعلق اعتقادات کے نہین ہے لیکن پھر بھی قول صحیح کا یہان نقل کرنا بہت ضرور ہے کہ عوام اور کم علم غلطی مین نہ پڑین۔

واضح ہو کہ فرعون اور فرعونیون کے غرق کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر ملک مصر مین داخل ہوے اور خزاین مصر سونے چاندی کی کانین اور باغات جو دریاے نیل کے کنارے واقع تھے اور اونچے اونچے مکان اور سونے چاندی کی کرسیان جسپر فرعون بیٹھا کرتا تھا اور علاوہ اس کے اور بہت سا اسباب مثل زیور کے جو قبطیون کا متروکہ تھا سواے اُن کے اسباب کے جن کے ساتھ رعایت کی گئی تھی سب بنی اسرائیل کو ہاتھ لگا اور اُن کا تصرف اور تسلط تمام ملک مصر اور اطراف مصر پر جاری ہوا۔ چنانچہ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہ سرآمد محدثین ہین تفسیر معالم التنزیل مین صاف بیان فرماتے ہین کہ فرعون کی ہلاکی کے بعد بنی اسرائیل مصر مین آئے اور اُس کے اموال ومساکن پر متصرف ہوئے۔ اور حضرت مولٰنا حافظ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مین فرماتے ہین اور نہایت صراحت کے ساتھ ارشاد کرتے ہین کہ فرعون اور فرعونی ہلاک ہوے اور بنی اسرائیل ملک مصر پر مسلط ہوئے تو مظنہ اس بات کا پیدا ہوا کہ بنی اسرائیل اس زمین عیش خیز مین رہکر کار جہاد وقتال اور ریاضات وعبادات مین تساہلی نہ کرنے لگین تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ زمین شام جبارین عمالقہ سے جہاد کرکے چھین لو کہ وہ قوم کی قوم بت پرستی مین مبتلا ہی

اور وہین توطن اختیار کرو اور مصر کو ترک کرو اور قرآن شریف مین کہین اس کی تصریح نہین ہے کہ بنی اسرائیل پھر ملک مصر مین داخل نہین ہوے اور تاریخون کی ہر بات کا ثابت ہونا ضرور نہین۔

القصہ فرعون اور فرعونیون کی ہلاکی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لیکر دریاے **قلزم** سے پار اُترے پھر مصر مین تشریف لائے اور اُسپر پورا تسلط حاصل کیا توچند روز کے بعد قبطیون کی صحبت سے بنی اسرائیل بھی بت پرستی کے شوق مین مبتلا ہوے اور حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی کہ ہم کو بھی ایک بت بنا دیجیئے جیسا کہ اُن لوگون کا ہے جیسا ہم اس کے اوپر ذکر کر چکے ہین۔ حضرت موسیٰؑ نے اُن کو سمجھایا اور اُن کی عبرت کے لئے پھر دریا کنارے تشریف لائے تاکہ ان جاہلون کو اپنے حالات یاد آوین۔ جب دس مہینے گذرے تو بنی اسرائیل کے متقی اور پرہیزگار لوگ رونے لگے اور جہلا پشیمان ہوکر عذر خواہی سے پیش آئے اُس وقت موسیٰ علیہ السلام نے ان کا گناہ بخشوایا۔ اور یاد دلایا کہ تم نے نذر کی تھی کہ اگر حق تعالےٰ شانہ نے ہم کو فرعون اور فرعونیون کے ظلم سے نجات بخشی تو ہم طاعت وعبادت حق مین کوشش کرینگے اب وہ نذر ادا کرنے کا زمانہ آیا نذر ادا کرو۔ اس عرصہ تک بنی اسرائیل **شریعت ابراہیمی** پر تھے کہنے لگے کہ ہمین آپ کی اطاعت بجان ودل منظور ہے لیکن احکام الٰہی سے ہمین اطلاع نہین کہ ہم اُسپر عمل کرین کوئی کتاب اللہ تعالےٰ شانہ کے پاس سے ہمارے واسطے لایئے تاکہ اُس کی ہدایتون کے موافق ہم راہ مستقیم پر چلین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی مین عرض کی فرمایا کہ **کوہ طور** پر جو تمہارے عطاے رسالت کا مقام ہے حاضر ہو اور تیس دن روزے رکھو اور اعتکاف کرو اُس وقت کتاب ملیگی چنانچہ حضرت **موسیٰ** علیہ السلام نے اپنی قوم کو حضرت **ہارون** علیہ السلام کے سپرد کیا اور اپنے برادر بزرگ حضرت ہارون سے فرمایا کہ تم میری قوم پر خلیفہ رہو۔ کما قال اللہ تعالےٰ فی سورۃ الاعراف قَالَ مُوسیٰ لِاَخِیْہِ ھَارُوْنَ

اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ الغرض موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے سنتر آدمی ہمراہ لیکر کوہ طور پر چلے۔ جب طور کے قریب پہونچے تو قوم کو پہاڑ کے نیچے چھوڑا اور خود بہ نفس نفیس شوق الٰہی مین پہاڑ پر چڑھ گئے اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ تھی کہ آپ اعتکاف مین بیٹھ گئے جب اعتکاف کا ایک روز باقی رہا تو بسبب کم خواری اور روزہ داری کے مُنہ کی بو مین کچھ تغیر معلوم ہوا اور آپ کو اُس سے کراہت معلوم ہوئی اس لیے آپنے سواک فرمائی اُسی وقت غیب سے آواز آئی کہ یہ بو تیرے مُنہ کی مشک و زعفران سے زیادہ پسند تھی اس کو کس لیے زائل کیا کَمَا جَآءَ فِی الْاَثَرِ خُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِیْنَ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالزَّعْفَرَانِ حکم ہوا کہ اب دس روزے اور رکھو اور دس راتون کا اعتکاف کرو کہ دسوین ذیحجہ کو کتاب و خلعت کلیمی عنایت ہوگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دس رات اور اعتکاف کیا چنانچہ ارشاد ہوا وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَۃً وَّاَتْمَمْنٰھَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّہٖٓ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً ترجمہ یعنی وعدہ ٹھیرایا ہم نے موسیٰ سے تیس ۳۰ رات کا اور پورا کیا اُن کو اور دس دنون سے تو پوری ہوئی مدت رب کی چالیس رات مین۔ حاصل کلام دسوین ذی الحجہ کو توراۃ شریف عنایت ہوئی۔ سات لوحین یا دس یا نو ۹ زاد المسیر مین لکھا ہے کہ بارہ ۱۲ لوحین تھین یہ تو اہل کتاب کے موافق ہے اور طول ہر لوح کا بارہ ۱۲ یا دس گز کا تھا اور وہ لوحین یاقوت احمر کی یا بہشت کی بیری کی لکڑی کی تھین اور اصح یہ ہے کہ سبز زمرد کی تھین اور اُس مین اچھی باتین جس کے کرنے کا حکم ہے اور بری باتین جس کے نہ کرنے کا حکم ہے لکھی تھین۔ **ینابیع** کا مضمون ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلے واسطہ کلام کیا تھا اور چوبیس ۲۴ ہزار کلمے فرمائے اور ایک روایت ستّر سات لاکھ کلمے ہین۔ اور اصح یہ ہے چورا نوے ۹۴ ہزار کلمے ارشاد کئے۔ اور **صاحب کشاف** لکھتے ہین کہ چالیس ۴۰ روز برابر مکالمہ رہا۔ **مدارک** مین ہے توراۃ ایک شتر کا بار تھی۔

کسی شخص نے سواے حضرت موسیٰ اور یوشع اور عُزَیز اور عیسیٰ علیہ السلام کے اُس کو
تمام نہین پڑھا اُس مین ہزار سورتین تھین اور ہر سورت مین ہزار آیات۔
فائدہ سورہ بقر مین جو ارشاد ہے وَاعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً اور اعراف مین ہے
وَاعَدْنَا ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً تو بظاہر تناقض ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ اجمال اور تفصیل ہے
سورہ بقر مین اجمال تمام مدت خلوت کا مع والزیادۃ والاصل ذکر فرمایا ہے اور سورۂ اعراف
مین بنظر تفصیل اصل وعدہ کہ تیس راتین تھین مع اضافہ کہ جو بسبب مسواک کے
دس روز اور زیادہ کر دیے گئے تھے بتفصیل تمام ارشاد ہوا اس کا نام تناقض نہین اسلیے
کہ اجمال اور تفصیل مین تناقض نہین اور اسے مخالفت نہین کہتے مثلاً کوئی شخص کسی سے
چالیس درم قرض لے اور کہے کہ مین چالیس درم کا قرضدار ہون تو یہ اجمال صحیح ہے اور
اگر وہ یون کہے کہ مین نے تیس درم فلان شے کی بابت قرض لیے اور دس فلان چیز کی
بابت تو یہ تفصیل بھی درست ہے خصوص اس طرح کہ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖ اَرْبَعِیْنَ
لَیْلَةً مذکور ہوا ہے۔ اربعین یوماً اس لیے نہ فرمایا کہ تیس راتین ذیقعدہ کی تھین
اور دس اوّلِ ذیحجہ کی اور دسوان دن کتاب کے عنایت فرمانے کا اگر یوماً ارشاد ہوتا
تو روز دہم بھی داخلِ اعتکاف ہوجاتا اور صائم ہونا دہم ذیحجہ کا حرام ہے۔ اور بعض
کہتے ہین کہ رات وقت خلوت ہے اہل ریاضت فرماتے ہین کہ رات ہماری عبادت کے
واسطے مخصوص ہے لہذا یہان بھی رات ہی کی تخصیص ہوئی۔ اور یہ بھی نکتہ رس لوگون
نے فرمایا ہے کہ شمار شہور عرب مین دورِ قمر پر ہے اور ابتدا اُس کی رات ہی سے ہوتی ہے
تفسیر جواہر مین ملاحظہ سے گذرا ہے اور وہ کشف الاسرار سے اخذ کرتے ہین کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کو صوم وصل ارشاد ہوا تھا کہ رات کو بھی افطار نہو اگر اربعین یوماً فرمایا جاتا
تو روزہ متعارف مفہوم اور صاحب بحر الحقایق کہتے ہین کہ اگر اربعین یوماً ہوتا تو
حضرت موسیٰؑ یہ گمان فرماتے کہ دن واسطے عبادت کے ہے اور رات آرام کے واسطے جب

رات ارشاد ہوئی تو سمجھ لیا کہ روز و شب دونون وقت عبادت کے واسطے خاص کیے گئے اور اہل معرفت فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰ سے وعدۂ وصل تھا اور میعاد دوستون کی بیشتر رات ہی ہوتی ہے کہ زمان خلوتِ عاشقان اور وقت صحبتِ دوستان ہے اور رات روندگان راہ کا پردہ ہے اور روز بیداران سحرگاہ کا کوچہ۔

فائدہ۔ تخصیص چالیس راتون کی اس لئے فرمائی کہ اس عدد کو کمال اعتبار ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰی لِسَانِهٖ اور دوسری حدیث مین یون وارد ہے خَمَّرْتُ طِیْنَةَ اٰدَمَ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا اور اسی چالیس روز کی مدت مین بچہ رحم مادر مین ایک حال سے دوسری حالت پر منتقل ہوتا ہے یعنی چالیس روز نطفہ چالیس روز خون بستہ چالیس روز گوشت پارہ اس کے بعد روح پھونکی جاتی ہے اسی سبب حضرات صوفیہ قابلہٗ ایک چلّہ خلوت و ریاضت کے واسطے مقرر کرتے ہین اور اس واقعہ کو دلیل گردانتے ہین۔ اور یہ بھی ہے کہ اہل حساب نے اعداد کے چار مراتب رکھے ہین آحاد۔ عشرات۔ مآت۔ اُلوف۔ اور عدد کامل کتاب الٰہی مین عشرہ ہی جیسا کہ ارشاد ہوا ہے تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ اور جب دس کو چار مین ضرب کرین تو چالیس ہوتے ہین۔

فائدہ۔ یہ معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی کہ جس مین اتنی ریاضت کرنی پڑی بعد اس ریاضتِ شاقہ کے موسیٰ کلیم اللہ ہوئے اور ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی معراج بے تکلیف و ریاضت واقع ہوئی۔ حضور خواب ناز مین تھے اور جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور بزبان ادب یون عرض کیا اور بُراق پیش کیا ؎

ہلہ صدر و بدرِ عالم تفسے مخسپ امشب — کہ براق بر در آمد فاذا فرغت فانصب

آپ خواب ناز سے بیدار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام نے غسل کے واسطے آپ حوضِ کوثر بہشتی ابریقون مین حاضر کیا اور خلعت شاہانہ جنت سے لاکر حضور اقدس مین نذر کیا

اور وہ خلعتِ مبارک زیبِ جسمِ نازنین فرماکر پشتِ بُراق کو زینت بخشی اور عرش برین کو دولتِ نعلین بوسی سے سرفراز فرمایا ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا +

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتوِ صفات ۔ تو عینِ ذات می نگری در تبسمی

سیمرغِ فہمِ ہیچکس از انبیا نرفت ۔ آنجا کہ تو بہ بالِ کرامت پریدۂ

ہر یک بقدرِ خویش بجائے رسیدہ اند ۔ آنجا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدۂ

القصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو یہاں چالیس روز کا توقف ہوا تو بنی اسرائیل پر ایک حادثہ صعب آپڑا یعنی وہ گوسالہ پرستی کی بلا میں مبتلا ہوگئے اور صورت اس واقعہ جانگاہ کی یہ ہوئی کہ موسیٰ ابن ظفر ایک شخص قوم بنی اسرائیل سے تھا خواہ قبیلہ سامرہ یا قبیلہ کرمان سے وہ صنعت زرگری میں اُستادِ نادرہ فن تھا اور قالب تراشی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا جس دن فرعون غرق ہوا ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مادہ اسپ پر بصورت انسان سوار پھر رہے تھے اور جس جگہ آپ کی گھوڑی کا قدم پڑتا تھا وہ زمین سبز ہوجاتی تھی اور ایک شخص موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے جبرئیل علیہ السلام کو پہچان گیا تھا اُس نے آپ کے اثرِ قدم کی تھوڑی سی خاک اُٹھاکر رکھ لی اور یہ خیال تھا اسے کہ بنی اسرائیل کو صورت پرستی مرغوب ہے کسی وقت کام آئیگی چنانچہ بعد تشریف بری حضرت موسیٰ علیہ السلام ۔ بنی اسرائیل نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا کہ ہم لوگ قبطیوں سے زیورات بطور عاریت لائی تھی اب اُسے کیا کریں حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ اُسے جلاکر زمین میں دفن کردو سب مستعد ہوئے مگر سامری نے اُن سے کہا کہ اگر یہ زیورات مجھے دو تو میں ایک طلسم عصائے موسیٰ سے اعلیٰ تر بناؤں جس کے سبب سے تم موسیٰ کی برابری کرنے لگو بنی اسرائیل اپنی بلادتِ طبع یعنی حماقت سے اُس کے دم میں آگئے اور سامری نے ایک پورے قد کا گوسالہ سونے کا بنایا اور وہ خاکِ محفوظہ اُس کے جوفِ شکم میں رکھدی اُس کو حرکت پیدا ہوئی اور وہ بولنے لگا

اور بعض کا قول ہے کہ وہ سونے کا گوسالہ گوشت و پوست پیدا کر لایا۔ سامری اور اُسکے توابع کہنے لگے کہ موسیٰ تلاش حق مین پہاڑون پہاڑون مارے پھرتے ہین اور وہ یہان موجود ہے شاید وہ بھول گیا ہے اور دوسری جگہ تلاش کو گیا ہے **ضعف عقیدت** تو بنی اسرائیل کی جبلت مین تھا بولے کہ سچ تو ہے تیس۳۰ دن وعدے کے گذرے اور موسیٰ نہین پھرے ضرور اُن کو خدا نہین ملا اتنی ہی بات مین آٹھ ہزار یا بارہ ہزار بنی اسرائیل گوسالہ پرست ہو گئے اور اُس بچھڑے کے گرداگرد بیٹھے اور سامری نے مکان مین فرش تکلف کا بچھوایا اور باجے بجوائے اور شیطان نے پوری قوت دی۔ جب یہ خرابی بعض بنی اسرائیل کو پیش آئی تو حضرت ہارون علیہ السلام نے قوم کو سمجھایا مگر وہ جفاکار قوم کچھ نہ سمجھی اِس خرابی کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہ تھی پروردگار تعالےٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی۔ یہ سنتے ہی موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور مضطرب ہوئے اور بکمال غصہ و غضب مین افسوس کرتے اور ہاتھ ملتے پھرے کما قال اللہ تعالےٰ شانہٗ فَرَجَعَ مُوْسیٰٓ اِلیٰ قَوْمِہٖ غَضْبَانَ اَسِفًا یعنی بعد چالیس۴۰ دن کے موسیٰ علیہ السلام توراۃ کی لوحین لیکر غصہ کی حالت مین افسوس کرتے ہوئے پھرے۔

فائدہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب چالیس۴۰ دن کا چلہ کر چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم مین آئے تو چہرہ مبارک انوار حقانیت سے ایسا روشن تھا کہ کسی کو تاب نہ تھی کہ آپ کے روے مبارک پر نظر کرے اور جس نے دیکھا وہ بیخود ہو گیا لہذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک برقع چہرہ مبارک پر ڈال لیا اور روے مبارک کسی کو نہ دکھاتے تھے اور نظر مبارک اس قدر تیز ہو گئی کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ رات کے وقت زمین پر چیونٹی چلتی تو دس۱۰ فرسخ سے دکھلائی دیتی اور جب آپ کو غضب ہوتا تو تاج مبارک سے ایک شعلہ نکلتا فی اخبار الدول ولم یوجد فی التفاسیر

الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام توراۃ کی لوحین لیکر تشریف لائے تو اُس وقت

قوم کے تین گروہ تھے ایک تو وہ جو باغواے سامری گوسالہ پرست ہو گئے تھے۔ دوسرا وہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کا مطیع تھا۔ تیسرا وہ جو ساکت تھا نہ سامری کا شریک تھا نہ مانع۔ دفعتاً موسیٰ علیہ السلام نے آواز گانے بجانے کی سنی تو پوچھا کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہے معلوم ہوا گوسالہ پرستی ہو رہی ہے آپ قوم کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کیا بُری جگہ رکھی تم نے میرے بعد کیون جلدی کی اور ڈال دین تختیان تورات کی قال اللہ تعالیٰ شانہ فی سورۃ الاعراف بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ تفسیر ینابیع مین ہے کہ لوحین توریت کی جلدی سے زمین پر رکھ دین اور جمہور مفسرین کہتے ہین کہ اس طرح رکھین کہ ٹوٹ گئین اور چھ سبع تورات آسمان پر اُٹھ گیا اور صرف ایک سبع ہدایت و رحمت کا باقی رہا پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اُن کا سر پکڑا اور اپنی طرف کھینچا کما قال اللہ تعالےٰ شانہ فی قرآن العظیم أَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ اور فرمایا اے ہارون تجھ کو کس نے منع کیا تھا کہ جب تو نے حال دیکھا تو میرے پاس کیون نہ آیا کیا تو نے میرا حکم رد کیا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا اے میری مان کے بیٹے نہ پکڑ میری ڈاڑھی نہ سر۔ مین ڈرا کہ تو کہیگا کہ پھوٹ ڈالی تو نے بنی اسرائیل مین اور یاد نہ رکھی میری بات کیونکہ تم چلتے وقت مجھ سے کہہ گئے تھے کہ سب کو متفق رکھنا پھر اگر مین ان سے لڑتا تو تم ناراض ہوتے اِس لئے مین نے گوسالہ پرستون کا مقابلہ نہ کیا زبانی سمجھاتا رہا اور جو مین چھیڑتا تو دو فرقے ہو جاتے کہ بعض قتل کرتے بعض کو۔ لہذا مین تمہارا انتظار کرتا رہا۔ اب تم آئے ہو ان لوگون سے دریافت کرو۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ قوم نے مجھے تنہا اور بیچارہ سمجھا اور میرا کہا نہ مانا بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالین کما قال اللہ تعالےٰ شانہ فی سورۃ الاعراف ترجمہ یعنی کہا ہارون علیہ السلام نے اے میری مان کے بیٹے لوگون نے مجھے ضعیف سمجھا اور نزدیک تھا کہ مجھے مار ڈالین۔ سو مت ہنسا مجھ پر دشمنون کو اور نہ ملا مجھ کو گنہگار لوگون مین۔

فائدہ حضرت ہارون اور اُن کی اولاد حضرت موسیٰ کی امت مین امام تھے لیکن جب اُن کے خلیفہ ہوئے تو اُمت حکم مین نہ رہی خلافت اور کی قسمت مین تھی خلیفہ وہ ہے کہ پیغمبر کی امت کو دین و دنیا کے بند و بست مین رکھے جس طرح پیغمبر نے اُن کو مہذب کیا ہے وہی تہذیب قائم رہے اور **امام** وہ ہے کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت و نیاز پیغمبر سے منظور ہو وہ امت امام کی بجا لاوے تاکہ ایمان مین برکت و قبولیت حاصل ہو تورات مین بھی امام کے شرائط اسی طرح مذکور ہین اور **خلیفہ** کے جو معنی اوپر بیان ہوئے ہین اُس پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی حضرت **صدیق اکبر** اور **حضرت عمر** اور **حضرت عثمان** اور **حضرت علی** رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کی ذات مین کس قدر صادق آتے ہین کہ دین اسلام کو اُسی طرح قائم رکھا جیسے ٹھیک ٹھیک حضرت خاتم الانبیا سیدنا **محمد مصطفےٰ** صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے زمانہ مین تھا۔

الحاصل جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام بے قصور ہین تو آپ نے نہایت معقول عذر پیش کیا کہ جس سے بڑھکر نہ ہو سکتا تھا رب اغفر لی ولاخی وادخلنا فی رحمتک وانت ارحم الراحمین یعنی مجھ کو معاف کر کہ مین نے اپنے بڑے بھائی سے بے ادبی کی ہے یا مین نے غصہ مین تورات شریف کی لوحین زمین پر ڈالدین اور معاف کر میرے بھائی کو اگر اُس سے کچھ تقصیر واقع ہوئی ہو اور داخل کر اپنی پناہ و رحمت و عصمت مین دنیا و آخرت مین تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

وجہ ابن اُمّ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونون حقیقی بھائی تھے بڑے حضرت ہارون اور چھوٹے حضرت موسیٰ۔ نبوت کے لئے اللہ تعالےٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام ہی کو پسند کیا دنیاوی کامون مین تو سفارشین چلتے ہوئے دیکھین بھی اور سنین بھی مگر مرتبہ نبوت جو تمام مراتب دینی و دنیاوی سے بالاتر ہے وہ حضرت ہارون علیہ السلام ہی کا واقعہ ہے اور اس کا سبب یون واقع ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو سخت لکنت تھی بہت دشواری

وہ کلام کرسکتے تھے جب باری تعالیٰ شانہ نے آپ کو مرتبۂ رسالت عطا فرماکر فرعون کی طرف جانے کا حکم فرمایا تو آپ نے باری تعالےٰ شانہ سے عذر گذشت کیا کہ مین اچھی طرح کلام کرنے پر قادر نہین ہون میرے بڑے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہین اُن کو میری نبوت مین شریک فرماکہ وہ تیری اُلوہیت کو اور شرک کی بُرائیان اچھی طرح اُسے سمجھا سکینگے پروردگار تعالیٰ شانہ نے درخواست حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبول فرمائی اور مرتبہ نبوت عنایت کیا آپ کو جو حضرت ہارون نے ابن اُمّ فرمایا تو کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ سوتیلے بھائی تھے یہ جملہ کمال شفقت کا تھا چونکہ مان کو باپ سے بہت زیادہ فرزند پر شفقت ہے اس لئے وہ شفقت کا جملہ آپ کی زبان مبارک سے نکلا بزرگون نے فرمایا ہے مان کی محبت بہت وجھون سے ہے اوّل تو یہ کہ خون اُس کا اولاد مین ہے اور باپ کا خون نہین ملا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُس نے نو مہینے اُسے اپنے پیٹ مین رکھا اور جو جو شدائد اُس ایام مین اُسے پیش آئے اُس کو وہی جانتی ہے جب اُسکا حمل سنگین ہوتا ہے تو اُٹھنا بیٹھنا بہت دشوار ہوتا ہے اُس ایام کی تکلیف کو وہی خوب جانتی ہے دو چار قدم چلنا اُسے ہزار کوس کے برابر ہو جاتا ہے جُھکا اُس سے جاتا نہین نماز مین رکوع وسجود نہین ہو سکتے اور جب بچّہ پیدا ہوتا ہے تو تمام چیزین کھانے پینے کی عمدہ عمدہ ترک کردینی پڑتی ہین جب تک بچّہ دودھ پیتا ہے اُس کی مان کو بچّہ کی بدمزگی کے سبب سے اُسے چھوڑ دینا پڑتی ہین ان مصیبتون سے بچہ پرورش پاتا ہے تو وہ کیون نہ اُس کو عزیز ہو باپ کو یہ کوئی دقّت پیش نہین آتی اُسی حساب سے دونون کی محبت ہے۔ اور ان حجتون اور دلیلون کے سوا برہان قاطع اور دلیل ساطع یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے اپنی محبت کو مان کی محبت سے مثال دی ہے اللہ اکبر یہ سرمایہ محبت باپ کے پاس کہان ہے۔

بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو تم پر افسوس ہے کہ اتنی کم مدت

مین جو مجھ سے اور تم سے مفارقت رہی تم بے ایمان ہوگئے اب تم یہ چاہتے ہو کہ تم پر غضبِ الٰہی نازل ہو اس لئے کہ تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا۔ قوم نے جواب دیا کہ ہم نے وعدہ خلافی نہین کی مگر قبطیون کا مال و زر جو ہم بعاریت لائے تھے اُس مقدمہ مین ہم نے ہارون سے مشورہ کیا کہ اِسے کیا کرنا چاہیے اُنھون نے فرمایا کہ جلادو۔ یہ تمھارے لایق نہین ہے لہذا ہم نے زمین مین ایک گڑھا کھود کر ڈال دیا جو کچھ سامری کے پاس تھا اُس نے بھی اُسے گڑھے مین ڈال دیا تو یہ گوسالہ بن گیا تو سامری نے ہم سے کہا کہ یہ تمھارا اور موسیٰ کا خدا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نہین دیکھتے کہ یہ گوسالہ ہے اور کسی بات کا جواب نہین دے سکتا اور نہ کسی قسم کا اختیار رکھتا ہے نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ ضرر۔ پس تم نے اس مین کون سی بات خدا ہونے کی پائی قوم نے کہا کہ اس کا حال سامری سے پوچھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سامری کے پاس آئے اور پوچھا کہ تیری کیا حقیقت ہے اے سامری۔ اُس نے کہا کہ مین نے دیکھ لیا جو سب نے نہ دیکھا (یعنی جبریل علیہ السلام کو) سو لے لی مین نے ایک مٹھی خاک اُن کے قدم کے نیچے سے پھر مین نے وہی ڈال دی گوسالہ کے پیٹ مین یہی مصلحت اور مشورہ دیا میرے دل نے۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ جا دنیا مین تجھ کو یہ آفت ہے کہ کہا کر لامساس یعنی نہ چھیڑو نہ چھیڑو اور آخرت کا جو عذاب ہوگا وہ تو دیکھے ہی گا۔ اب نگاہ کر اپنے معبود کی طرف کہ جس پر دل لگائے بیٹھا تھا کہ مین اُس کو جلا کر خاک کئے دیتا ہون اور دریا مین ڈالے دیتا ہون۔ چنانچہ یہی اتفاق ہوا کہ سامری بنی اسرائیل سے الگ ہو کر زندگی بسر کرتا رہا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اُس سے ملتا تو دونون کو بخار چڑھتا اسی وجہ سے وہ کسی سے نہ ملتا اور جو اُس سے ملنے کا ارادہ کرتا تو کہتا کہ مجھے نہ چھو مجھے نہ چھو۔ **معالم التنزیل** مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لَا مِسَاسَ لَکَ وَلِوَلَدِکَ پس وہ جنگل مین جانورون کے پاس

رہا کرتا اور آدمیون سے بھاگتا اور جو اُس کے پاس جاتا تو کہتا کہ مجھے نہ چھوؤ مجھے نہ چھوؤ
ایسا کہتے ہین کہ اب تک قبیلہ سامرہ مین یہ اثر موجود ہے کہ جب کسی غیر آدمی سے اُن کا
بدن چھو جاے تو اُنہین بخار آجاتا ہے **لباب التفسیر** مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا حکم الٰہی صادر ہوا کہ سامری مین ایک صفت **سخاوت**
کی ہے جس سے ہمارے بعض بندون کو نفع پہونچتا ہے لہذا ہم نہین چاہتے کہ نفع
حیات اُس سے دور کیا جاے ؎

سخاوت مس عیب را کیمیا است — سخاوت ہمہ دردہا را دوا است

؎ ہر نہالے کہ برگ دارد و بر — باد ز آب حیات تازہ و تر

آنچہ بے میوہ باشد و سایہ — بہ کہ گردد تنور را مایہ

یہ وجہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام اُس کے قتل سے باز رہے اور فرمایا کہ قوم سے دور رہو۔
القصہ جب موسیٰ علیہ السلام کا غصہ وغضب فرو ہوا تو اوّل توارت کی لوحین اُٹھا کر
رکھین اور پھر اُس گوسالہ کو ذبح کیا تو اُس مین سے خون نکلا پھر اُسے جلا کر خاک کر دیا
اور خاک اُس کی دریا مین ڈال دی مگر گوسالہ پرست خفیہ دریا پر جاتے اور اُس گھاٹ
کا پانی بطریق تبرک پیا کرتے **بالجملہ** یہ امر قبیح اور فعل شنیع بنی اسرائیل کا اقبح الانواع
کفر سے تھا اور وہ اس امر کا مقتضی تھا کہ فی الفور وہ قوم نیست و نابود کر دی جاتی اور
اُن کو بالکل توبہ کرنے کی فرصت نہ دی جاتی اس لئے کہ کفر اُن کی طینت ہو چکا تھا
لیکن حق تعالے شانہ نے ازروے رافت ورحمت کہ بالاصالۃ متوجہ حضرت موسیٰ اور
حضرت ہارون کی طرف تھی اور بالتبع سب بنی اسرائیل سے لہذا اُن سے عام مواخذہ
دنیوی نہ کیا گیا اور یون ارشاد ہوا ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ○ پھر معاف کیا ہم نے تم کو شاید تم احسان مانو یعنی فی الحال دنیا کا عذاب
تم سے اُٹھا لیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل بعد اس حرکت کے بہت نادم ہوئے اور سمجھے کہ

بے شک ہم ضلالت مین پڑے تھے اور اقرار کیا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ
مِنَ الْخَاسِرِينَ اگر نہ رحم فرماتا ہم پر ہمارا رب تو بے شک ہو جاتے ہم نقصان
اُٹھانے والون مین سے۔ اُن کے اِس اعتراف قصور کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے کمال شفقت وغمخواری سے کہ آدمی کو اپنی قوم سے ہوتی ہے اور اُن کے امراض کا
علاج اپنے مرض کے علاج کی طرح کرتا ہے اور اگر مرض قلبی سے بے خبر ہوتے ہین
تو کمال لطف وعنایت سے اُنہین خبردار کر دیتا ہے فرمایا موسیٰ علیہ السلام کے اُس جملہ کو
پروردگار تعالےٰ شانہ یون فرماتا ہے اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ
یعنی تم نے اپنی جانون پر ظلم کیا اس بچھڑے کو بنا کر اور اُس کو پوج کر پس اس کے سوا
اور کوئی علاج تمہارا نہین ہے قال اللہ تعالےٰ شانہ فَتُوبُوا اِلٰى بَارِئِكُمْ یعنی توبہ کرو
تم اپنے معبود سے جس نے تمہین پیدا کیا ہے تاکہ وہ تم کو اِس گناہ کے جرم سے پاک
کر دے مگر شرط یہ ہے کہ توبہ دل سے ہو نہ زبان سے کیونکہ توبۂ زبانی دکھلانے کے لئے
ہوتی ہے اور توبۂ دلی خدا کے واسطے ہے تو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے عرض کیا کہ مجرد عذر سے ہمارا کام بنجائیگا یا نہین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
کہ تم مرتد ہوگئے اور مرتد کے لئے قتل کا حکم ہے فَاقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ پس قتل کرو اپنی
جانون کو اُس گناہ کا یہی کفارہ ہے جو شخص اپنے منعم کا حق نہ مانے تو منعم کو چاہیے
کہ اپنی نعمت اُس سے پھیر لےتا اور لوگ اُس کی دیکھا دیکھی اِس بلا مین مبتلا نہ ہوجائین
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ یہی بہتر ہے تمہارے واسطے پروردگار کی حضوری
کے لئے۔ کیونکہ اِس سزا کو قبول کر لینے سے خالق کی محبت اور اطاعت کا ثبوت بوجہ
کمال ہو جاتا ہے اور عالم آخرت کے عذاب سے نجات ہو جائیگی اور وہ زندگی نہایت
آرام سے گذریگی کیا کرتے موسیٰ علیہ السلام سا جابر نبی اور پھر اللہ کا فرمان قبول ہی کرنا پڑا
اور اُن کے واسطے یون حکم ہوا کہ سب گوسالہ پرست اپنے گھرون سے بے سلاح اور

اور بے خود و زرہ باہر نکلیں اور اپنے دونوں زانو توڑ کر دروازوں پر بیٹھیں اور اپنے پیٹ کو زانو سے باندھیں اور سر اپنے زانو پر رکھ لیں اور زخم تلوار کا سر پر لیتے رہیں اور زانو کو کبھی نہ کھولیں اور جنبش نہ کریں اور ہاتھ پاؤں سے دفع نہ کریں اور جو شخص ان شروط کے خلاف کریگا اُس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ دوسرے دن جب صبح ہوئی تو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ بارہ ہزار بنی اسرائیل جو گوسالہ پرست نہ تھے کرکے روانہ کیا اور حکم کیا کہ ننگی تلواریں ہاتھ میں لئے جاؤ اور ان کا قتل شروع کرو اور خود حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک بلند مکان پر کھڑے ہوکر آواز دینے لگے کہ اے بنی اسرائیل تمہارے بھائی تمھیں قتل کرنے کو شمشیر بدست تمہارے پاس آتے ہیں فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاصْبِرُوْا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے تین گروہ تھے ایک گوسالہ پرست اور دوسرا ساکت یعنی نہ پرستش کی نہ اُس کا انکار کیا ان دونوں میں سے پہلے کو قتل کا حکم ہوا اور دوسرے کو قتل کرنے کا حکم ہوا اور تیسرا گروہ وہ تھا جو حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تھا وہ توبہ میں شریک نہ تھے اس لئے کہ وہ محتاج توبہ نہ تھے۔ **روایت** ہے کہ جب قاتلوں نے دیکھا کہ جن کو ہم قتل کریں گے اس میں کوئی تو بیٹا ہے کوئی بھائی ہے کوئی بھانجا ہے تو متردد تھے کہ شفقت کے سبب سے اُن کے قتل پر ہاتھ کیونکر اُٹھیں گے خدا کی طرف سے ایک ایسا دھواں آیا کہ بالکل اندھیرا ہوگیا اور یہ بے دھڑک مارنے لگے صبح سے تیسرے پہر تک ستر یا اسّی ہزار آدمی قتل ہوگئے ؎

پدر را پور پورش را پدر کشت　　　برادر را برادر بے خطر کشت

اُس وقت بنی اسرائیل کی عورتیں اور بچے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس فریادی آئے آپ نے سر برہنہ ہوکر جناب باری تعالےٰ میں دعا مانگی تو ارشاد ہوا کہ توبہ مقتولین اور غیر مقتولین کی قبول ہوئی یعنی جو شخص مارا گیا اُس کو مرتبہ شہادت ملا اور جو شخص

زندہ رہا لوٹ گناہ سے پاک ہوا۔

فائدہ۔ کہاں ہیں سیاہ و سفید مُنہ والے عیسائی جو اپنی لمبی لمبی زبانیں دراز کرکے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا مذہب شمشیر کے زور سے پھیلا ہے یہ کیا واقعہ ہے جو کتب مقدسہ میں پایا جاتا ہے صبح سے تیسرے پہر تک ستر اسّی ہزار کا فیصلہ ہو گیا مسلمانوں کی کسی کتاب میں اس کی نظیر مل سکتی ہے ہرگز نہیں اگر تمہارے کوٹ میں گریبان ہو تو اُس میں تھوڑی دیر کے لئے اپنا مُنہ ڈال لو۔ الغرض **اے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امت مرحوم** اب تم اپنے نبی کریمؐ کی رحمت اور احکام شریعت کی آسانی کو ملاحظہ کرو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا مقابلہ کرو **اکابر صوفیہ** فرماتے ہیں کہ یہ **توبہ** منسوخ نہیں ہوئی ہے مگر اس میں اسقدر فرق ہے کہ توبہ بنی اسرائیل کی یہ تھی کہ سب کے سامنے قتل نفس کریں اور اُس میں جو کچھ الم و درد ہو ایک ہی بار ہو چکے اور اُس کے بعد ہمیشہ کے لئے عیش جاودانی ہے اور اِس اُمتِ مرحومہ کے خواص کی **توبہ** یہ ہے کہ اپنے نفس کو پوشیدہ قتل کریں اور اُس کو تمام لذات سے محروم کردیں اور یہ قتل تا زندگی جاری رہتا ہے دن بھر میں ہزاروں بار یہ قتل واقع ہوتا ہے اور ہر بار نئی زندگی عطا ہوا کرتی ہے ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ۔ ہر زمان از غیب جانے دیگر است

اگرچہ ظاہر میں قتل نفس کا فر اور مومن دونوں ہیں کرسکتے ہیں مگر قتل نفس کا باطن میں بغیر توفیق الٰہی و اتباع شریعت حضرت رسالت پناہی میسر نہیں ہوتا۔ حضرات صوفیہ کرام رحمہم اللہ علیہم کے طریقہ میں قتل نفس یہ ہے کہ اپنی مرادیں اور تمناؤں کا ایک سرے سے قتل عام کردے۔ مگر وہ مُرادیں اور تمنائیں جو دنیا سے متعلق ہوں اور جو دینی خواہشیں ہوں مثلاً اہتمام نوافل اور صوم و دیگر مجاہدات مسنونہ یہ تو عین مطلوب عاشقان خدا ہیں۔ لیکن یہ قتل نفس بے توفیق الٰہی میسر نہیں ہوتا اور نفس کا قتل یہ ہے

کہ اُس کی آرزوؤن اور مُرادون کو قطع کرے ؎

نفسِ خود را کُش جہانے زندہ کن — خواجہ را کُشتست اورا بندہ کن

تو طمع داری کہ اورا بے جفا — بستہ داری در وقار و در وفا

ہر خسے را این تمنا کے رسد — موسیٰ باید کہ اژدر را کشد

بعض مفسرین ظاہر آیت سے یہ مطلب نکالتے ہین کہ بنی اسرائیل اپنے نفس کو آپ قتل کرین اور روایات اس کے خلاف ہین پس حقیقت کلام کی مُراد نہین ہے یا محمول ہے اسناد مجازی پر۔ **القصہ** جب یہ توبہ بنی اسرائیل کی قبول ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگرچہ گناہ تمھارا سخت تر تھا آلِ فرعون سے کہ تمنے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا مگر اللہ تعالےٰ شانہ نے تم پر احسان کیا اور تمہاری توبہ کو قبول فرمایا اِنَّہٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ؎

تصدق اپنے خدا کے جاؤن کہ پیار آتا ہے مجھ کو انشا

اِدھر سے ایسے گناہ پیہم اُدھر سے وہ دم بدم نوازش

بالجملہ بنی اسرائیل باوجود معائنہ معجزات باہرہ اور مشاہدۂ آیات قاہرہ ہرگز اداے شکر پر مستعد نہ ہوے بلکہ اُسی بے ادبی اور سخت روئی مین مبتلا رہے اور سخت تر بے ادبی یہ تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت کو بالکل کافی نہ سمجھے اور کہنے لگے کہ یہ احکام جو تم بیان کرتے ہو اگر ہم اللہ تعالےٰ شانہ سے بلا واسطہ تمہارے سُنین تو البتہ قبول کرین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر شخص یہ بات چاہتا ہے یا بعض صالح قوم نے جواب دیا کہ ایک جماعت کثیرہ اچھے لوگون کی جن کی خبر حدِ تواتر کو پہنچے اور عقل کے نزدیک اجتماع ان کا دروغ بندی پر محال ہو وہ گروہ کلام الٰہی بلا واسطہ سُن آلے تو البتہ ہم یقین کرین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اچھے اچھے آدمی اِس کام کے لئے چنو۔ قوم نے ایسے ستر آدمی کہ جو صلاح و تقویٰ مین ممتاز تھے چھانٹ کے تیار کرکے

اورحضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضور مین لائے آپ نے فرمایا کہ تم سب پہلے غسل کرکے گناہون سے توبہ کرو اور تین دن روزہ رکھو اور تسبیح وتہلیل مین مشغول رہو اسکے بعد میرے ساتھ چلو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشاد کے موافق اُن لوگون نے عمل کیا اور آپ کے ساتھ کوہ طور کو روانہ ہوئے۔ جناب موسیٰؑ قریب تر پہنچے تو حضرت موسیٰؑ نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ یارب العالمین یہ جماعت صالحین تیری باتون کے مشتاق آئی ہو اس سے کلام فرما کہ یہ بھی سُنین جس وقت کوہ طور پر پہونچے تو ایک نور سفید رقیق اور خنک بصورتِ ابر ظاہر ہوا اور آہستہ آہستہ اتنا پھیلا کہ سارا پہاڑ چھپ گیا بنی اسرائیل پہاڑ کے نیچے کھڑے دیکھتے تھے اور حضرت دریاے نور مین غرق ہوگئے اِن کو حضرت موسیٰؑ نے مخاطب کرکے کہا کہ ہان کلام الٰہی سنو اُنھون نے بے شبہ و شک اپنے کانون سے کلام الٰہی سنا کہ حضرت موسیٰ سے خطاب ہوتا ہے اور امر و نہی کا ارشاد ہے اُس وقت قوم پکارنے لگی کہ اے موسیٰ تم مخاطب الٰہی ہو اور ہم محروم ہین دفعتاً ایک ابر نوری ان کی طرف آیا اور اُس مین سے ایک برق کے ذریعہ سے یہ صدا آئی اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا اَخۡرَجۡتُکُمۡ مِنۡ اَرۡضِ مصر فاعبدونی ولا تعبدوا غَیۡرِیۡ ترجمہ بیشک مین ہون اللہ۔ کوئی معبود نہین ہے مگر مین نے نکالا تم کو زمین مصر سے پس میری پرستش کرو اور کسی کو سواے میرے نہ پوجو۔ بعد اس کے کلام منقطع ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اُسی ابر مین مستغرق رہے جب وہ ابر کھُلا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نکلے اور قوم سے پوچھا کہ تم نے کلام الٰہی سُنا اور احکام سمجھ لیئے وہ بولے کہ ہم اسکو کیونکر جانین کہ یہ کلام الٰہی تھا دور سے آواز سُنین بولنے والے کی صورت تو نظر ہی نہ آئی کیا معلوم کون شخص بول رہا ہے مبادا اِس ابر مین کوئی جن ہو پس یہ اعتقاد کہ یہ کلام خدا ہے محض تقلیدی ہے اور صرف آپ کے کہنے سے ہوسکتا ہے اور اگر تمہارے کہنے ہی

اعتبار کر لیا جاتا تو پھر یہان تک آنے کی کیا ضرورت تھی ہمارا شک جب مٹے گا کہ ہم اللہ کی صورت بھی دیکھ لین اور اُس صورت سے ہم یہ آواز سُن لین اسوقت یقین لائینگے کہ یہ آواز خدا کی ہے کسی شیطان یا جن کی نہین ہے چنانچہ پروردگار تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ترجمہ ہم یقین نہ کرینگے جب تک نہ دیکھین اللہ کو سامنے صورت اور شکل مین اور جس طرح آدمی آدمی کی آواز سنتا ہے وہ گستاخ اور بے ادب یہی باتین کر رہے تھے کہ ایک آگ آسمان سے ظاہر ہوئی اور اُن سب لوگون کو جلا گئی جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ترجمہ پھر پکڑ لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے علماء رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہین کہ ایک ایسی مہیب آواز آئی کہ اُس کے ہول سے مر گئے واضح ہو کہ اس بے ادبی پر دو وجہ سے غضب الٰہی نازل ہوا ایک تو یہ کہ اُن بے ادبون نے نہایت گستاخی سے کہا کہ اے موسیٰ ہم تمہاری بات کا اعتبار نہین کرتے حالانکہ موسیٰ علیہ السلام پیغمبر مصدق بالمعجزات تھے جیسے ہمارے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اُن کے قول کو نہ ماننا اُن کے حکم پر عمل نہ کرنا یقین نہ لانا کفر صریح ہے علی الخصوص مقام حضور اور سماع کلام مین دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ کو محدود فی الجہات دیکھنے کی درخواست کی۔ اگر وہ یون کہتے کہ ہم متمنی رویت الٰہی ہین وہ پروردگار اپنے فضل وکرم سے شرف دیدار سے مشرف فرمائے تو یہ محل غضب نہ تھا کیونکہ رویت الٰہی دنیا مین بھی محال نہین ہے اُس کا فضل درکار ہے اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم۔ اپنی اپنی استعداد کے موافق مشرف ہوا ہی کرتے ہین اور اس کی طلب محلّ غضب وعتاب نہین ہر عاشق اپنے محبوب کے دیدار ہی کا طالب ہوتا ہے اگر یہ نیازمندی عرض کرتے تو اُس کا جواب یہی ہوتا کہ ابھی تم اس قابل نہین ہو جب تم مین اس کی قابلیت پیدا ہو جائیگی تو اس دولت بے زوال سے مشرف کردئے جاؤگے

پرور دگار تعالے شانہ تو دلون کے حال سے واقف ہے وہ جانتا تھا کہ لقا کے وقت
تمام دنیا کی خواستگاری کرنے لگین گے جس کی وجہ سے یہ مورد عتاب ہو جائین گے
اور وہ خواستگاریان اُن کی گمراہیون کا سبب ہونگی - اللہ تعالے شانہ کی لقا کے
طالب تو وہ عالی ہمت ہوتے ہین کہ جو دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے سب کو ایک جَو سے بھی
کمتر سمجھتے ہین جیسے اولیا اللہ کی صف مین بڑے بڑے بلند مقام کے لوگ گذرے ہین
مثلاً حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت جنید اور حضرت ابراہیم ادہم اور حضرت سیدنا
عبدالقادر جیلانی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت مخدوم
شرف الدین بہاری اور حضرت سیدنا ابوالعلا رضی اللہ عنہم -
ان حضرات کے سوا اور بہت سے اولیا اللہ ایسے ہین کہ جن حضرات نے اُس کے شوق لقا
مین تمام دنیا سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے وہ بادشاہی کو تمام بے وقعت چیزون سے بہت
زیادہ بے وقعت سمجھتے ہین یہ وہ حضرات ہین کہ جن کو دیدار الٰہی یہان بھی ہے اور وہان بھی
ہمیشہ دنیا کے لوگون کا یہی دستور رہا ہے کہ وہ اولیا اللہ کے حضور مین بطلب دنیا حاضر
ہوا کرتے ہین اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ اگر اُن کو دیدار الٰہی برار العین ہوتا تو وہ اُس
دونون جہان کے مالک سے کیا کیا خواستگاریان نہ کرتے لہذا اُن کو اس جرأت کی
وہی سزا ملنی تھی جو دی گئی اس بے ادبی اور گستاخی کی یہ سزا ملی کہ صاعقہ نے پھونک دیا
اور وہ ایک آسمانی آگ تھی جو ابر مین ہوتی ہے ناگاہ وہ اُن پر آپڑی اور مسامات کے
راہ سے تمام بدن مین سرایت کر گئی اُس آگ کو جو پروردگار تعالے شانہ نے صاعقہ فرمایا
تو برق سے بہت مناسبت تھی - روایات صحیحہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ برق جہندہ
نور ان پر گری کہ بے حس و حرکت ہو گئے پس اگر صاعقہ سے بیہوشی اور غشی مُراد ہو تو
بھی اثر اُسی برق کا ہے کہ اُسے صاعقہ آسمانی سے مشابہت تامہ ہے بلکہ صاعقہ آسمانی
سے قوی تر اور سخت تر تھی اس لئے کہ صاعقہ متعارف ایک دفعہ مین جماعہ کثیر کو نہین جلا

غالباً ایک بار مین دو تین آدمیون کو ہلاک کرتا ہے اور اس صاعقہ متعارفہ سے بھاگنا اور مکانات مضبوط اور مسقف مین پناہ لینی ممکن ہے اور اُس صاعقہ سے کہ اُس کی حرکت اختیاری تھی فرار ممکن نہ ہوا **حاصل کلام** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ اُن پر بجلی گری اور وہ لوگ تھرّا کر مر گئے تو بہت ڈرے کہ بنی اسرائیل مجھ کو ان کے قتل کے جرم مین متہم کرینگے اور میری اس سے بریت کا کوئی ثبوت نہین ہے تو پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور مین عرض کی کہ اے قادر توانا اگر تجھے یہی منظور تھا تو مین جب قوم سے نکلا تھا تو اس سے پہلے ان کو ہلاک کرتا اور مجھ کو اُس قبطی کے قتل کے وقت مارتا۔ اور اب جو عبادت پر یا طلب رویت پر قتل فرماتا ہے تو یہ تیری آزمایش ہے یعنی پہلے ان کو کلام سنایا کہ یہ متمنی ملاقات ہوے اور رویت کی خواہش کرنے لگے اور اس جرم پر تو نے ان کو قتل کر ڈالا۔ پس تو ہمارا ولی ہے بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا مین اپنی ذات کو بھی شریک کر کے دعا مانگی تھی لہذا قبول ہوئی ع بدان را بہ نیکان ببخشد کریم ؎ اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کو بخش دیا اور سب کو زندہ کر دیا۔ قال اللہ تعالیٰ شانہ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یعنی پھر اُٹھا کر کھڑا کر دیا ہم نے تم کو مرنے کے بعد شاید تم احسان مانو۔ بعض علما فرماتے ہین کہ یہ معاملہ قبل گوسالہ پرستی کے واقع ہوا ہے مگر مفسر اہل تحقیق فرماتے ہین کہ یہ قصہ بعد گوسالہ پرستی کے واقع ہوا تھا اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی جماعت کو واسطے عذر خواہی کے کوہ طور پہ لے گئے تھے اور اُن نا آشناے طریق ادب نے عذر بدتر از گناہ کیا آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام جب شفیع ہوے تو اُن کے گناہ عفو کئے گئے۔ القصہ بعد زندہ ہونے اُن ستر آدمیون کے جو سردار قوم تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ

مَنْ اَشَاءُ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ترجمہ لکھ دے ہمارے واسطے اس دنیا مین اور آخرت مین نیکی ہم رجوع ہوئے تیری طرف فرمایا میرا عذاب ہین جس پر چاہتا ہون ڈالتا ہون اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھ دونگا اُن کو جو ڈر رکھتے ہین اور دیتے ہین زکوٰۃ اور جو ہماری آیتین ہین اُن کا یقین کرتے ہین۔

تنبیہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کے حق مین دنیا اور آخرت کی نیکیون کی دعا مانگی شاید مراد یہ ہو کہ اُن کی اُمت سب امتون پر مقدم رہے دنیا اور آخرت مین۔ اسپر ارشاد ہوا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقہ پر مخصوص نہین ہے عذاب تو اسی پر ہے جس کو مین چاہون اور میری رحمت سب کو شامل ہے لیکن رحمت خاص اُن کے نصیب مین ہے جو ڈرتے ہین اور زکوٰۃ دیتے ہین اور وہ لوگ جو ہماری سب نشانیون پر ایمان لائے ہین۔

فائدہ۔ فَاَخَذَتْکُمُ الصّٰعِقَۃُ منکرین رویت یعنی اثنا عشری فرقہ کے لوگ یعنی علماء کہتے ہین کہ اگر رویت الٰہی ممکن ہوتی تو اس کا سوال ایسے غضب کا سبب نہوتا **جواب** اُس کا یہ ہے کہ مجرد سوال رویت محل غضب نہین ہے۔ بلکہ یہ کلمہ اُن کا کمال بے ادبی کا تھا جس کو خود پروردگار تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ کہ صریح کفر ہے اور دوسرا کلمہ نری اللّٰہ جھرۃ کہ سخت بے ادبی کا کلمہ ہے لہذا غیرت الٰہی کو غضب ہوا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جب دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال رویت کیا تو بجز اس کے کہ طاقت بشری اُس کا تحمل نہ کر سکے گی اور کچھ ارشاد نہوا۔ **رویت الٰہی** مفصل قصہ اسکا یہ ہے کہ بعد چند روز کے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جا کر چلہ کیا اور کھانا پینا بالکل ترک کر دیا پہلے اللہ تعالےٰ شانہ نے پردے حجاب کے اُٹھائے اور اپنے کلیم اللہ سے کلام فرمایا اُس وقت آپ کے

قلب شریف مین یہ خطرہ پیدا ہوا کہ باری تعالیٰ شانہ کے حضور مین بڑی سرفرازی مجھے حاصل
ہوئی ہے صرف نعمت رویت باقی رہی جاتی ہے لہذا عزم بالجزم کرکے کامل طہارت فرمائی اور
بادب تمام عرض کی کہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے رب تو مجھ کو اپنے تئین دکھا
اور مجھ کو وہ طاقت دے کہ مین تجھ کو دیکھ سکون **نظم**

من فراموش کنم ہرچہ بود الّا تو — عشق بازی نہ کنم در دو جہان جز با تو
گر دلیل من بیچارہ تو باشی سہل است — ہر مسافت کہ بود از من بیدل با تو
ساقی از بادۂ دیدار چنان ساز مرا — کہ ز مستی نہ شناسم کہ منم این یا تو

حضرت کعب احبار فرماتے ہین کہ مین نے کتب منزلہ مین یون ملاحظہ کیا ہے کہ جب
حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اور چالیس روز تک ریاضت اور مجاہدہ مین
رہے اور آئینۂ ضمیر مجلّیٰ اور صاف ہوا اور نوبت مکالمہ پہونچی تو حضرت حق تعالیٰ نے
جبریل علیہ السلام کو ملائکہ مقربین کے ہمراہ بھیجا کہ وحشیون کو پہاڑ سے دور کرو کوئی باقی
نہ رہے اُس دن موسیٰ علیہ السلام عمامۂ سیاہ باندھے تھے اور جامۂ پشمین زیب جسد اطہر
تھا اور عصا ہاتھ مین تھا اور کھڑے تھے کہ فرشتے آئے اور پہاڑ کو گھیر لیا حضرت موسیٰ
علیہ السلام اُنہین دیکھ کے چھپ گئے اُس وقت جبریل علیہ السلام آئے کہ اے موسیٰ
چادر سیاہ اوڑھو اور سوائے آنکھون کے سب بدن چھپالو حکمت اس مین یہ تھی کہ اگر
جبین مبارک بھی کھُلی رہتی تو نور کلام کی چمک سے جل جاتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
چادر سیاہ اوڑھی اور مقام انتظار مین کھڑے ہوے کہ یکایک آثار سلطانی ظاہر ہونے لگے
اور نوبت کلام پہونچی۔ خطاب اولین یہ ہے اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ
وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ **ترجمہ** تحقیق کہ مین خدا ہون میرے سوا کوئی معبود
نہین پس عبادت کر میری اور قائم کر نماز میری یاد کرنے کے لئے۔ حضرت موسیٰ ؑ نے
عرض کیا اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَعْبُدُکَ اَنْتَ اِلٰھِیْ وَ اِلٰہَ اٰبَآئِیْ

ترجمہ اے پاک پروردگار تو اللہ ہی اور نہین ہے کوئی معبود قابل پرستش مگر تو مین تیری پرستش کرتا ہون اور ہمیشہ تیری ہی پرستش کرتا رہونگا تو میرا اللہ ہے اور میرے آباؤ اجداد کا اللہ ہے بعد اس کے اور بھی کلام ہوئے اُسی حالت مین شوق دیدار نے ایسا کیا کہ قوتِ سمع دولتِ کلامِ باری تعالیٰ شانہ سے بہرہ یاب ہوئی تو آنکھین شرف دیدار سے کیون محروم رہین بے اختیار ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ اُنْظُرْ اِلَیْكَ۔ اے رب اپنی لقا کی دولت سے مجھے بہرہ اندوز فرما کہ اِن آنکھون سے مین تیرا جمال دیکھون **بیت**

ترا می خواہم اے دلبر کہ بینم　　　　توئی مقصود من در ہر کہ بینم

ارشاد ہوا لَنْ تَرَانِیْ یعنی تو نہ دیکھ سکیگا مجھ کو دنیا مین = مطلب یہ ہے کہ اِس وقت یہ ترکیب انسانی تیری متحمل تجلی لقا کی نہین ہے کیونکہ بصارت فانی جمال باقی کو نہین دیکھ سکتی لیکن یہ محال نہین ہے اگر یہ مسئلہ محالات سے ہوتا تو حضرت موسیٰؑ سے نبی اولوالعزم اس کا سوال ہی نہ پیش کرتے کیونکہ اُس چیز کی طلب جو محال بالذات ہو انبیا سے جائز نہین - **صاحب کشف الاسرار** فرماتے ہین کہ مقام حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس وقت جب خطاب لن ترانی سنا ہے اس وقت سے کہ عرض کیا تھا اَرِنِیْ بلند تر تھا کیونکہ لن ترانی کے ارشاد کے وقت موسیٰ علیہ السلام عین مراد حق مین تھے اور اَرِنِیْ کے وقت اپنی مراد مین تھے اور مراد حق مین ہونا کامل تر ہے اپنی مراد سے **بیت**

لن ترانی می رسد از طور موسیٰ را جواب　　　　ہرچہ آن از دوست آید سر بنہ گردن متاب

اگرچہ زخم لَنْ تَرَانِیْ محبوب بے نیاز کی طرف سے پہنچا مگر وہ اپنے ساتھ ہی مرہم بھی لایا ارشاد ہوا وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ ترجمہ دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھیرا رہا اپنی جگہ پر تو مجھے تو دیکھیگا کیونکہ یہ پہاڑ

مدین میں سب پہاڑوں سے بڑا اور اونچا ہے اور قوت تحمل اُس کی تم سے زیادہ ہے
اگر تجلی کے وقت یہ پہاڑ اپنی جگہ قایم اور ثابت رہا تو تو بھی دیکھ سکیگا اور اگر پہاڑ کو قوت
دیدار نہو ئی تو پھر تو بھی اس تمنا سے ہاتھ اُٹھا وہب ابن منبہ سے روایت ہے
کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رویت کی درخواست کی تو پہلے ایک ابر رعد و برق کے
ساتھ ظاہر ہوا کہ سارا پہاڑ پھٹ گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈر کر تسبیح مین مشغول ہو گئے
پھر ارشاد ہوا کہ اے ملائکہ عمران کا بیٹا دیدار کا طالب ہے۔ ملایکہ بصورت مہیب بحکم الٰہی ظاہر ہوئے
حضرت موسیٰ ع اور بھی خوفناک ہوئے مگر حضرت جبرئیل علیہ السلام داہین ہاتھ پکڑے ہوئے
اُن کا اطمینان کرتے جاتے تھے غرضکہ ملایکہ ہفت آسمان مختلف خوفناک صورتون مین
ظاہر ہوئے کہ حضرت موسیٰ ع نے کبھی ایسی صورتین نہ دیکھی تھین کچھ صورتین ایسی تھین
کہ اُن کے ہاتھون مین بڑے بڑے ستون تھے اور یہ تسبیح پڑھ رہے تھے سُبُّوحٌ
قُدُّوسٌ رَبُّ الْعِزَّةِ اَبَدًا لَا يَمُوْتُ اور بہت سے ایسے تھے کہ اُن کے مُنہ سے
آگ کے شعلے نکل رہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت جبریل سے کہا کہ
مین اپنے سوال سے سخت پشیمان ہون۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ بلحاظ ضعف بشریت
خطاب لَنْ تَرَانِیْ کا سزاوار ہوا۔ لیکن اگر دیکھا چاہتا ہے تو پہاڑ کی طرف دیکھ کما قال اللہ
تعالےٰ شانہ اُنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ جب پہاڑ کا نام پروردگار تعالےٰ شانہ سے پہاڑون نے
سُنا تو تمام دنیا کے پہاڑون نے اپنا اپنا سر بلند کیا کہ شاید ہم اس سعادت سے بہرہ اندوز
ہون سب کے بعد کوہ طور نے کمال عاجزی اور فروتنی سے التجا کی کہ اے مالک الملک
مین کہان اس لایق ہون کہ اس سعادت کی تمنا کرسکون۔ حق تعالےٰ شانہ نے اُس کی
عاجزی پر نظر فرما کر اُسی کو یہ دولت عطا کی ؎

اُفتادگی برآورد از خاک دانہ را
گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را

اور دولت تجلی سے اُسے سر بلند فرمایا اور اپنا نور بمقدار سر سوزن اُس پر چمکایا۔

عین المعالی مین سہیل ساعدی سے منقول ہے کہ خداوند کبریا نے ستر ہزار پردون سے ایک ذرہ نور کا ظاہر فرمایا تھا کہ اُس وقت تمام دیوانگانِ عالم ہوش مین آگئے تھے اور جو لوگ بیمار تھے تندرست ہوگئے تھے اور تمام زمین سرسبز و شاداب ہوگئی تھی اور کھاری پانی میٹھا ہوگیا تھا اور تمام بت روے زمین کے زمین پر سرنگون تھے اور آتش مجوس بالکل ٹھنڈی ہوگئی اور وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے کہ پنجشنبہ کی شام سے جمعہ کی شام تک یعنی ایک رات دن بیہوش رہے اسی کا اشارہ قرآن پاک مین ہے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ اِلَیْكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ترجمہ پھر جب اُن کا پروردگار پہاڑ پر جلوہ افگن ہوا تو اُسے چکنا چور کردیا۔ اور موسیٰ غش کھاکر گر پڑا۔ پھر جب ہوش مین آیا تو کہا تیری ہی ذات پاک ہے مین اپنی بیجا درخواست سے تیری جناب مین توبہ کرتا ہون اور مومنین مین سے مین تجھ پر سب سے اوّل ایمان لانے والا بندہ ہون۔

فائدہ۔ حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ شانہ نے بہت بڑی بزرگی عطا فرمائی کہ فرشتہ کا وسیلہ درمیان مین نہ رہا خود کلام کیا جب کلام ہوا تو شوق دیدار نے جرائت کرکے دیدار کی سلسلہ جنبانی بھی کی اس کے واسطے حکم ہوا کہ تم نہ دیکھ سکو گے یعنی تم کو اُس کی تاب نہ ہوسکے گی اس جواب کے سیاق سے یہ بات سمجھی گئی کہ دیکھنا اُس کا امکان مین ہے مگر موسیٰ علیہ السلام کے واسطے یہ جواب تھا مگر یہ مسئلہ متحقق ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے انہین آنکھون سے شب معراج مین اللہ کو دیکھا

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عینِ ذات می نگری در تبسمی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نبوت کے دو تین واقعات اور بھی ہین بطور اختصار تحریر کرتا ہون اور اس ذکر کو اس بیان پر تمام کرتا ہون

روایت بنی اسرائیل مین سے ایک شخص نے اپنے چچا کے بیٹے کو مار ڈالا اور اُس مقتول کا اس قاتل کے سوا اور کوئی رشتہ دار نہ تھا کہ اُس کے مال کا وارث ہو اور اس چالاک قاتل نے مقتول کو قتل کی جگہ سے اُٹھاکر دوسری جگہ ڈال دیا پھر جب صبح ہوئی تو ایک دوسرے مالدار اسرائیلی پر اُس کے قتل کا الزام لگاکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس پر خون کا دعویٰ کیا اور اُس قاتل کی مصلحت اس مین یہ تھی کہ تمام مال اُس کا ازروے ترکہ خود لے لے اور قاتل سے اُس کی دیت لے یون بھی نفع اُٹھائے **فائدہ**۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت بڑی سخت تھی آپ ہی تو حضرت موسیٰ ؑ سے شریعت اپنے لئے طلب کی جب موسیٰ علیہ السلام شریعت لائے تو اُس کے احکام سنکر اُس سے نارضامندی ظاہر کی یہ بادشاہی قانون تو تھا ہی نہین کہ ملک مین غدر ہوجانے کے خوف سے منسوخ کر دیا جاتا۔ حکم ہوا کہ مانو نہین تو قوم کی قوم فنا کر دیجائیگی اور اُس احکم الحاکمین کے حکم سے جبریل نے فلسطین کے پہاڑ کا ایک ٹکڑا اتنا بڑا لیا جتنا اُن کا لشکرگاہ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ ایک فرسخ چوڑا اور ایک فرسخ لمبا تھا اور اُس کو اُن کے سرون پر ایک قد آدم اونچا پھیلا دیا اور اُن کے سامنے آگ روشن کر دی اور اُن کی پشت پر سمندر کا پانی جاری کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے کہا خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّۃٍ ط یہ جو ہم نے تم کو کتاب دی ہے اُسے مضبوطی سے لو یعنی اس کی پوری تعمیل کرو اور اُس کو مانو۔ اور اگر اس کے ماننے مین تم نے ذرا بھی چون وچرا کی تو یہ پہاڑ کا ٹکڑا تم پر ڈال دیا جائیگا دب کر تم سُرمہ ہو جاؤگے

اور اس آگ سے تمہاری ہڈیاں جلا کر خاکستر کردی جائینگی اور دریا اُن کو بہا لیجائیگا
قوم نے دیکھا کہ اب کہین بھاگنے کا ٹھکانا اور موقع نہین ہے تو مجبور وہ احکام مان لئے
گھبرا کر قوم نے چہرون کے ایک جانب کو زمین پر رکھا اور دوسری جانب سے آسمان
کی طرف دیکھتے رہے کہ کہین یہ پہاڑ کا ٹکڑا ہم پر گر نہ پڑے۔ پس اُن کے ہان یہی طریقہ
سجدہ کرنے کا قرار پایا اور سجدہ مین اُن لوگون نے کہا کہ ہم نے سُنا اور مان لیا۔ پھر جب
حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات سے فارغ ہوکر واپس آئے تو چالیس روز تک اُن کی یہ حالت
رہی کہ اُن کے چہرہ پر جس کی نظر پڑتی تھی وہ اُس نور کی چمک کی تاب نہ لاسکتا تھا
یا مرجاتا تھا یا اندھا ہوجاتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتے
تھے تا دیکھنے والے اس صدمہ سے محفوظ رہین۔ **الغرض** اسرائیلیون نے اُس کے
قتل سے انکار محض کیا اور سبھون نے باتفاق ہمدیگر عرض کیا کہ ہم نے ہرگز یہ جرم نہین کیا
ہے۔ اسواسطے حضرت موسیٰؑ نے پروردگار تعالےٰ شانہ سے عرض کی کہ اے پروردگار
تو ہی بتا دے کہ اس کو کس نے قتل کیا۔ پروردگار تعالےٰ شانہ نے ارشاد فرمایا کہ
اے موسیٰ مین **عیب پوش** ہون میرا یہ کام نہین ہے کہ مین اپنی زبان سے اپنے
بندے کا عیب ظاہر کرون مگر ہان مین ایک طریقہ تمہین بتائے دیتا ہون تم اُس پر عمل
کرو معلوم ہوجائیگا۔ فرمایا کہ ایک گائے ذبح کرو اور وہ اس صفت کی ہو کہ رنگ
اُس کا زرد اور خوب گہرا ہو کہ اُس گائے کو دیکھنے والے دیکھکر خوش ہوجائین اور
وہ گائے بوڑھی نہ ہو اور ہل اُسپر نہ رکھا گیا ہو کواری ہو اور داغ دھبہ اُس پر نہ ہو
یعنی کوئی عیب نہ ہو اور بعض کا قول ہے کہ اُس مین سفیدی نہ ہو۔ جب اُنھون نے
سُنا تو کہا کہ ہان اب تو ٹھیک ٹھیک پتا لایا۔ جب اُن لوگون نے تلاش کیا تو کہین ایسی
گائے نہ ملی مگر ایک شخص کے پاس ملی جو اپنی مان کا خدمتگذار اور فرمان بردار تھا
اب اُن لوگون نے اُسے خریدنا چاہا تو اُس نے بایماے القاے غیبی اُسکی بے انتہا

قیمت بڑھادی اور اُس کی کھال بھر سونا اُن سے مانگا اور وہی قیمت پائی اب اُن لوگون نے اُسے ذبح کرکے اُس کی زبان مقتول کے بدن سے چھوا دی اور باختلاف روایت کوئی اور عضو گائے کا مقتول سے چھوا دیا وہ فوراً زندہ ہوگیا اور اُس نے اپنے قاتل کا نام بتادیا اور پھر وہ مرگیا۔

بنی اسرائیل کے وہ حالات جو تیہ یعنی صحرا مین انپر گذرے اور حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ اریحا پر قبضہ کرنے کا تھا وہان جاسوس بھیجکر خبر منگائی پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لیکر اریحا کو جائین وہ جبارین یعنی زبردست لوگون کا شہر تھا اور وہ یہی مقام ہے جسے **بیت المقدس** کہتے ہین چنانچہ حضرت موسیٰ روانہ ہوئے اور اُن کے قریب پہونچے وہان اُنھون نے ہر ایک سبط مین سے ایک ایک سردار لیا اور اس طرح بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب روانہ کئے کہ وہ جبارین کی خبر لائین۔ ان جبارین مین ایک شخص اُنہین راستہ مین ملا جس کا نام عوج بن عنق یا عوج بن عوق تھا اور جس نے ان بارھون سردارون کو پکڑکر اُٹھالیا اور اُنہین اپنی زوجہ کے پاس لے گیا اور کہا کہ دیکھو یہی لوگ ہین جو ہمارے قتل کرنے کا ارادہ کررہے ہین اور چاہا کہ اُنہین اپنے پاؤن سے مسل ڈالے لیکن اُس کی عورت نے منع کیا اور کہا کہ اِنہین چھوڑ دے تاکہ یہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس جائین۔ اور جو یہان ہماری حالت دیکھی ہے بیان کرین اس لئے عوج نے انہین چھوڑ دیا۔ پھر جب وہ وہان سے نکلے تو آپس مین ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ اگر ہم نے بنی اسرائیل سے یہ حالات کہدئے تو وہ ڈرکر چڑھائی کرنے سے باز رہین گے اس لئے اس راز کا افشا کرنا مناسب نہین ہے پھر اس

بات پر سب نے عہد کر لیا لیکن جب اپنے مقام پر پہونچے تو دس آدمیوں نے وہ عہد توڑ ڈالا اور جو کچھ دیکھا وہ آکر بنی اسرائیل سے کہدیا صرف **یوشع بن نون** اور **کالب بن یوقنا** اُس عہد پر قائم رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مفصل کیفیت اور ہارون علیہ السلام سے مخفی طور سے بیان کر دی اور یہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے داماد تھے۔

بنی اسرائیل کا اریحا پر حملہ کرنے سے انکار اور بیابان مصر میں بھٹکتے پھرنا اور حضرت موسیٰ کا عوج کو قتل کرنا

جب بنی اسرائیل نے جبارین کے زور و قوت کے حالات سُنے تو اُن پر چڑھائی کرنے سے پس قدمیاں کرنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے کہا۔ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ؕ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ؕ الخ ترجمہ بھائیو ملک مقدس میں چلو خدا نے تعالےٰ نے تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے کہ وہاں تم حکمرانی کرو۔ اور دشمن کے مقابلہ میں پیٹھ مت پھیرو۔ اگر ایسا کرو گے تو تم گھاٹا اُٹھانیوالوں میں ہو جاؤ گے۔ بنی اسرائیل نے کہا موسیٰ وہاں تو بڑے زبردست لوگ رہتے ہیں۔ جب تک وہاں سے وہ لوگ نہ نکلینگے ہم نہ جائینگے۔ پس جاؤ تم اور رب تمہارا اور جنگ کرو اُن سے ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے تھے اُن میں سے دو آدمی تھے ایک یوشع اور دوسرے کالب اُن پر اللہ تعالےٰ شانہ نے مہربانی فرمائی۔ حضرت موسیٰ ع نے کہا۔ کہ لوگو ارض مقدس کے بڑے بڑے لوگوں سے نہ ڈرو دل کو مضبوط کر کے وہاں کے شہر کے دروازے میں داخل تو ہو جاؤ وہ لوگ دل کے بودے ہیں اگر تم وہاں داخل ہو گئے تو ضرور اُن پر غالب ہو جاؤ گے وہ بولے

اے موسیٰ وہان جب تک دشمن ہین ہم تو کبھی نہ داخل ہونگے حضرت موسیٰ ؑ نے جناب باری تعالے شانہ مین عرض کی کہ مجھے اپنی ذات اور اپنے بھائی ہارون پر اختیار ہے یہ لوگ میرے اختیار سے باہر ہین۔ اے مالک بے نیاز تو ان پر عذاب نازل کرتے وقت ہم مین اور ان نافرمان بندون مین امتیاز کر دیجیو کہین ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اُن کی بلا مین پھنس جاوین۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگون کو چالیس برس تک یہ ملک میسر نہ ہوگا مصر کے بیابان مین بھٹکتے پھرین گے۔ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑی ندامت ہوئی = پھر بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم اس بیابان مین کھائین گے کیا تو اللہ تعالے شانہ نے اُن پر **مَنّ وسلویٰ** نازل فرمایا۔ **مَنّ** گوند کی سی ایک چیز ہوتی ہے اُسے کہتے ہین مزہ اُس کا شہد کا سا ہوتا ہے اور وہ آدمیون کے سر پر پڑا ہوا ملا کرتا تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ ترنجبین کو مَنّ کہتے ہین اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ مَنّ پتلی چپاتیون کو کہتے ہین۔ اور عُلما کے ایک گروہ کی تحقیق ہے کہ وہ شہد ہی تھا اور ہر آدمی کے لئے ایک صاع کے وزن کے مقدار سے نازل ہوتا تھا۔ **سلویٰ** ایک پرندہ تھا جو بٹیر سے مشابہ ہوتا ہے اور چھوٹا ہے شاید **لوا** ہو۔ پھر قوم نے پانی کی درخواست کی تو اللہ تعالے شانہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو پتھر پر مارا کہ فوراً اُس سے جدا جدا بارہ چشمے بارہ اسباط کے لئے جاری ہو گئے۔ پھر بنی اسرائیل نے کہا کہ اس بیابان مین سایہ کہان ہے جو ہم آرام کرین۔ پروردگار تعالے شانہ نے ابر کو بھیجا کہ اُن پر سایہ کیا کرے اب یہ درخواست ہوئی کہ پہننے کے لئے کپڑے نہین ہین لہذا اُن کے کپڑے اُن کے قد کے برابر دراز کر دئے گئے اور ایسے مضبوط ہو گئے کہ پھٹتے ہی نہ تھے۔ اب یہ فرمائش ہوئی کہ ہم سے تو ایک کھانے پر نہین رہا جاتا اے موسیٰ اپنے پروردگار سے عرض کر کہ ہم کو تو ترکاریان چاہئین۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم اچھی چیزون کی جگہ بُری

چیزین بدلوانا چاہتے ہو اگر انہین چیزون پر تمہاری رغبت ہے تو کسی شہر مین اُتر پڑو
وہان جو چیزین چاہتے ہو سب ملین گی - جب وہ بیابان سے نکلے تو من وسلویٰ کا
نازل ہونا موقوف ہوگیا = پھر **عوج بن عنق** کا مقابلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
ہوا وہ بڑا دراز قد تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا کی ضرب سے کام اُسکا تمام
کیا - کہتے ہین کہ **عوج** کی عمر تین ہزار برس کی ہوئی تھی کہ وہ مارا گیا واللہ اعلم بالصواب

حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات

روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ
ہارون ؑ کی عمر اب ختم ہو چکی تو اُسے اپنے ساتھ لیکر فلان پہاڑ پر جا چنانچہ وہ دونون
وہان گئے کیا دیکھتے ہین کہ ایک نہایت خوبصورت اور سرسبز درخت ہے کہ ویسا درخت
کبھی نہین دیکھا تھا اور اُس کے نیچے ایک گھر بنا ہوا ہے اور اُس مین ایک تخت بچھا ہوا
ہے اور اُس پر نفیس فرش بچھا ہے - اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے - جب حضرت
ہارون علیہ السلام نے اُسے دیکھا تو اُنہین بہت ہی پسند آیا اور کہا کہ موسیٰ مین
چاہتا ہون کہ اس تخت پر سو جاؤن - حضرت موسیٰ نے کہا سو جاؤ - پھر اُنہون نے کہا
کہ مجھے اندیشہ ہے کہ مکان کا مالک آئے اور وہ مجھ سے کہین ناراض ہو جائے - حضرت
موسیٰ نے کہا کہ تو اس کا اندیشہ نہ کر مین اُس کو سمجھا دونگا - حضرت ہارون نے کہا
کہ موسیٰ تو بھی آکر میرے ساتھ سو جا - جب دونون بھائی ملکر سوئے تو حضرت ہارون
کو آثار موت معلوم ہوئے تو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ موسیٰ تو نے
مجھے اصل حال سے مطلع نہ کیا پھر اُن کا انتقال ہوگیا اور وہ سریر آسمان کو اُٹھ گیا
اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے پاس لوٹ کر آئے تو بنی اسرائیل نے جب حضرت
ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہ دیکھا تو کہا کہ اے موسیٰ تم نے ہارون کو مار ڈالا

چونکہ وہ ہم سے محبت کرتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ افسوس تم مجھ پر افترا کرتے ہو مین اپنے بھائی کو مار ڈالونگا جب قوم نے حضرت موسیٰ پر بہت سختی کی تو اُنھون نے نماز پڑھی اور اللہ تعالےٰ شانہ کی جناب مین دعا کی تو حضرت **ہارون** تخت پر بیٹھے ہوے آسمان سے زمین کی طرف آئے اور تخت وسط آسمان و زمین مین معلق تھا اور آپ نے قوم سے کہا کہ مین اپنی موت سے مرا ہون مجھ کو کسی نے قتل نہین کیا ہے۔ یہ واقعہ دیکھکر بنی اسرائیل کا خیال حضرت موسیٰؑ کی طرف سے بدلا اور خاموش ہوے۔ حضرت ہارون کی وفات اسی بیابان مین ہوئی۔ **اختلاف روایت** بعض کا یہ قول ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے **مدینہ طیبہ** مین **کوہ اُحُد** پر انتقال کیا ہے اور وہین دفن ہوئے۔

قارون کے حالات اور اُس کا نسب اور اُس کا مال اور اُس کا غرور

قارون بن یصہر بن قاہث حضرت موسیٰ بن عمران بن قاہث کا چچازاد بھائی تھا اور بعض کہتے ہین کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا چچا تھا مگر پہلی روایت کو قوت ہے اور وہ صحیح ہے **قارون** کے پاس بہت مال تھا کہتے ہین کہ اُس کے خزانون کی کنجیان چالیس خچرون کا بار تھین مگر وہ نامعقول آدمی اللہ تعالےٰ شانہ کے احسانات کو فراموش کر گیا اور اُس مال کو خاص اپنا ہی مال سمجھنے لگا اور قوم پر ظلم کرنے لگا اُس کی قوم کے دانشمندون نے اُسے نصیحت کی اور بہت سمجھایا مگر وہ کب سمجھتا تھا **نشۂ دولت** کیا ایسا نشہ ہے کہ آدمی کو ہوش مین آنے دے۔ بات تو آدمی جب سمجھتا ہے کہ اُس کا دماغ صحیح ہو مختل نہ ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ع گر بدولت برسی مست نگردی مردی۔ **قارون** کو تو نشہ دولت نے آپے سے باہر کر دیا تھا وہ کب ہوش مین آنیوالا تھا

اللہ تعالےٰ شانہ اُس کی قوم کی نصیحت کو اپنے کلام پاک مین یون ارشاد فرماتا ہے۔
قال اللہ تعالےٰ شانہ فی القرآن العظیم۔ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝
وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰکَ اللّٰہُ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا
وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ ترجمہ تو اترا مت اللہ تعالےٰ
شانہ اترانے والے اور شیخی مارنے والے کو پسند نہین فرماتا۔ اور جو مال و دولت تجھے
اللہ نے دے رکھا ہے اُس مین سے کچھ آخرت کی بھی فکر کرتا رہ۔ اور دنیا کے مال و
متاع مین جو تیرا حصہ ہے اُسے فراموش نہ کر یعنی بخل کر کے رکھ نہ چھوڑ۔ بلکہ اُسمین
سے خود بھی کھا اور لوگون کو بھی کھلا جیسے اللہ تعالےٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا
تو بھی بندگانِ خدا کے ساتھ احسان کر اور دنیا مین فساد نہ کر کہ اللہ تعالےٰ شانہ
فساد کرنے والون کو پسند نہین کرتا۔ قارون نے کہا کہ مال و دولت تو مجھے اپنے
علم کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے یعنی مجھ کو بڑا علم ہے اور دنیا کے کامون کو مین خوب
جانتا ہون **افسوس** اُس پڑھے لکھے جاہل نے یہ خیال نہ کیا کہ مال تو مجھے
میرے علم کے ذریعہ سے پہنچا اور علم مجھ کو کس کے ذریعہ سے پہنچا اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ
غرضکہ اُس نامعقول نے بڑا جاہلانہ جواب قوم کو دیا۔ اور اپنی سرکشی سے باز نہ آیا
اور جاہلون ہین کی سی باتین کئے گیا ۵

سرِ جاہلان بر سرِ دار بہ ۔ کہ جاہل بخواری گرفتار بہ

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِہٖ فِیْ زِیْنَتِہٖ ۔ اور ایک دن بڑے زیب و زینت اور جلوس
کے ساتھ اپنی قوم کو اپنا احتشام دکھانے کو نکلا۔ وہ ایک عمدہ نسل کے تاتاری گھوڑے
پر سوار تھا اور گھوڑے کا سب سامان زرین اور ارغوانی تھا اور اُس کے ساتھ تنو
نوجوان عورتین تھین اُن کے بھی ویسے ہی گھوڑے اور ویسا ہی لباس تھا اور چار ہزار

رفیق اُس کے ساتھ تھے اُس نے ایک مکان بنایا تھا اور اُس پر سونے کے پتر لگائے اور اُس کا سونے کا دروازہ بنایا تھا جب لوگون نے اُس کا یہ حال دیکھا تو ناواقف اور جاہل لوگ بھی اُسی کے سے مال کی آرزو ویئن کرنے لگے۔ لیکن اہل علم لوگون نے سمجھایا اور اِن خواہشون سے روکا۔

قارون کا بنی اسرائیل کے کچھ آدمیون کو بھکا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگانا اور اُس کا جھوٹ ثابت ہونا

اللہ تعالےٰ شانہ نے **قارون** کو زکوٰۃ کا حکم دیا تو حضرت موسیٰ ع کے پاس وہ فی ہزار دینار ایک دینار اور اسی طرح ہزار ہزار چیزون مین سے ایک ایک چیز لایا اور جب وہ لوٹ کر گھر کو گیا تو اُس نے اپنے مال مین بہت زیادتی پائی۔ لیکن اِس پر بھی اُس نے بنی اسرائیل مین سے اپنے طرفدار لوگون کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ موسیٰ نے جو باتین تم سے کہین اور تم نے مان لین اور اُس کی اطاعت کی لیکن اب اُس نے تمہارے اموال پر بھی نظر کی اُن لوگون نے کہا کہ تو ہم سب لوگون مین بڑا ہے جو تدبیر تجھ سے ہوسکے وہ کر اُس نے کہا کہ مین تم سے یہ کہتا ہون کہ ایک فلان زانیہ عورت ہے اُس کو بلواؤ اور اُسے کچھ دو اور اُس سے کہو۔ کہ موسیٰ پر زنا کی تہمت لگا دے چنانچہ اُن لوگون نے ایسا ہی کیا اور اُس عورت کو بلا کر کہا اُس نے قبول کر لیا۔ پھر قارون حضرت موسیٰ ع کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارے لوگ جمع ہوئے ہین اور چاہتے ہین کہ آپ چل کر اُنہین اوامر و نواہی سے مطلع کرین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس موقع پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو کوئی چوری کریگا ہم اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالینگے

اور جو کوئی افترا کریگا ہم اُس کو دُرّے مارینگے۔ اور جو کوئی زنا کرے اور اُس کے بی بی نہ ہو تو ہم اُس کو سنو دُرّے مارینگے اور بی بی ہو تو اُسے سنگسار کرینگے۔ تو قارون نے کہا کہ ان جرمون مین سے اگر آپ بھی کسی جرم کے مرتکب ہون تو بھی حکم سزا جاری کروگے یا نہین۔ کہا ہان بے شک۔ قارون نے کہا کہ بنی اسرائیل کہتے ہین کہ تم نے فلان عورت سے زنا کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اچھی بات ہے اُسے بُلاؤ۔ اگر وہ کہدیگی تو بے شک مین نے اُس سے زنا کیا ہوگا۔ جب وہ سامنے موسیٰ علیہ السلام کے لائی گئی تو موسیٰ علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ تجھے اُس ذات پاک کی قسم ہے جس نے توریت شریف نازل فرمائی ہے سچ سچ کہنا۔ کیا مین نے تجھ سے وہ حرکت کی ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہین۔ کہا نہین یہ بالکل جھوٹے ہین بلکہ اُنھون نے مجھے اس تہمت پر آمادہ کیا تھا جس کی اُجرت مین مجھے کچھ دینا چاہتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے قارون کا زیر زمین ہوجانا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غضب تو مشہور ہے اور واقعی ایسی سخت اُمت کے لئے ایسے ہی پرغضب نبی کی ضرورت بھی تھی اب قارون کی رہائی اور جان بری کی کیا صورت تھی جب فرعون فریاد و زاری کرتا ہوا غرق ہوا تو قارون کس قطار اور حساب مین تھا۔ ہر کسی کا پشت پناہ اور معین کوئی نہ کوئی ہوا ہے دنیا کے لوگ اُمرا اور سلاطین کو اپنا معین اور مددگار سمجھتے ہین اور اپنی حاجتین اُن کے سامنے پیش کرتے ہین اور اُن سے مدد چاہتے ہین انبیا اور اولیا اپنے مالک کے سامنے سر جھکاتے ہین جس کا اسم گرامی اللہ ہے جل جلالہ و عم نوالہ و تعالےٰ شانہ۔ جب کوئی مصیبت پڑی تو صبر کیا اور

اور شکر کیا اور مالک کے سامنے خاک پر سر رکھ دیا ایسے ہی لوگون کی پیشانیان ہین جو آفتاب سے زیادہ روشن اور چمکنے والی ہین۔ **موسیٰ علیہ السلام** سجدے مین گر پڑے اور پروردگار تعالےٰ شانہ سے راز و نیاز شروع ہوگیا بھلا موسیٰ کلیم اللہ کا تیر کب خالی جاسکتا تھا فوراً وحی پہنچی کہ تم اپنا سر سجدے سے اُٹھاؤ ہم نے زمین کو تمہارا فرمانبردار کردیا ہے تم اُسے حکم کرو وہ تمہارا حکم مانیگی بس پھر کیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے سجدے سے سر اُٹھایا اور زمین کو حکم دیا کہ تو ان لوگون کو نگل جا۔

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام قارون کے پاس آئے اُس نے آپ کا چہرۂ مبارک دیکھا تو پہچان گیا کہ بس اب آفت آئی اُس نے حضرت موسیٰ ع سے کہا کہ اے موسیٰ مجھ پر رحم کرو آپ نے اُسے تو کچھ جواب نہ دیا مگر زمین کو حکم دیا کہ لے لے اس شقی کو اس حکم کے ساتھ زمین نے حرکت کی اور وہ سب گھر ہل گیا اور قارون کو اُس کے رفقا سمیت ٹخنون تک نگل لیا قارون نے بار بار حضرت موسیٰ سے عاجزی کے ساتھ معذرت کی مگر کچھ سود مند نہ ہوا پھر حضرت موسیٰ نے زمین کو حکم دیا اُس نے گھٹنون تک نگل لیا الغرض قارون نے بار بار عجز و الحاج کیا مگر آپ نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور وہ بالکل زمین مین دھنس گیا۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ ع پر اللہ تعالےٰ شانہ نے وحی کی کہ موسیٰ تم کیسے سنگ دل ہو اگر قارون مجھے پکارتا تو مین اُس کی سنتا اور قصور اُس کا معاف کردیتا قارون اُس وقت سے برابر زمین مین دھنستا چلا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ شانہ کا یہ عذاب نازل ہوا تو جو مومنین تھے اُنھون نے اللہ تعالےٰ شانہ کی حمد کی اور جو لوگ اُس کے مثل مال و دولت کی تمنا کرتے تھے اُنہین اِس دولت کے نقصانات معلوم ہوگئے اور اپنی خواہشون سے استغفار کی اور سچے دل سے اپنے مالک کے حضور مین توبہ کی

۵ قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت   نوشیروان نہ مُرد کہ نام نکو گذاشت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی طرف کو گرم سفر تھے اور اُن کے خادم **یوشع بن نون** بھی اُن کے ساتھ تھے کہ یکایک کالی آندھی آئی جب یوشع نے اُس آندھی کو دیکھا تو سمجھے کہ قیامت آئی اس خوف سے وہ حضرت موسیٰؑ سے لپٹ گئے اور اِدھر آندھی اندر ہی اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام میں داخل ہوگئی حضرت موسیٰؑ تو غائب ہوگئے قمیص اُن کے ہاتھ میں رہ گیا۔ جب یوشع حضرت موسیٰؑ کا قمیص لئے ہوئے بنی اسرائیل کے پاس آئے تو اُنہوں نے واقعہ بیان کیا مگر کسی کو یقین نہ آیا اور اُن پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا الزام قائم کیا یوشع بن نون نے ہر چند اپنی بریت ظاہر کی مگر وہ کچھ سودمند نہ ہوئی تو حضرت یوشع نے قوم سے تین روز کی مہلت لی قوم نے مہلت تو دی مگر اُن پر محافظ مقرر کر دئے اور حضرت یوشع اللہ تعالےٰ شانہ کی جناب میں مشغول دعا ہوئے تو جو لوگ اُن کی حراست پر تھے سب کو نیند آگئی اُن لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ یوشع نے موسیٰؑ کو قتل نہیں کیا ہے بلکہ ہم نے اُنہیں اپنے پاس اوپر اُٹھا لیا ہے جب پہرے والوں نے یہ خواب دیکھا تو حضرت یوشع کو قوم کے ہاتھ سے نجات ہوئی۔

دوسری روایت یہ ہے کہ موسےٰ علیہ السلام موت سے بہت بچتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ شانہ نے چاہا کہ وہ موت کو پسند کرنے لگیں پس خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت یوشع پر وحی بھیجی اور وہ صبح وشام پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور میں حاضر ہونے لگے۔ جب حضرت موسیٰ نے یہ دیکھا تو حضرت یوشع سے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی اللہ تعالےٰ نے تم سے کیا باتیں کیں۔ حضرت یوشع نے جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی میں تمہاری خدمت میں اتنے دنوں رہا۔ کیا میں نے بھی کبھی تم سے کوئی بات

پوچھی تھی۔ جو تم مجھ سے پوچھتے ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قاعدہ تھا کہ وہ اُنسے کبھی کسی بات کا تذکرہ نہین کرتے تھے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق اور شاگرد سے ایسا تلخ جواب سنا تو آپ کو بہت ناگوار گذرا اور اپنے دل مین کہا کہ ایسے جینے سے تو مرنا ہی اچھا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کی نسبت اور روایتین

بعض راویون کا یہ بیان ہے کہ حضرت موسیٰؑ کہین جا رہے تھے کہ اُنھون نے چند فرشتون کو دیکھا جو ایک قبر کھود رہے تھے حضرت موسیٰؑ نے اُنھین پہچان لیا۔ اور وہان کھڑے ہو کر اُن کو دیکھا۔ تو اُس قبر کو بہت ہی اچھا پایا اور ایسی تازگی اور شادابی وہان دیکھی کہ کہین نظر سے نہ گذری تھی۔ تو آپ نے فرشتون سے پوچھا کہ کس کے واسطے یہ قبر کھود رہے ہو تو فرشتون نے کہا کہ خداوند تعالےٰ شانہ کا ایک بڑا کریم بندہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعی یہ تو بڑا ہی مرتبہ والا بندہ ہے۔ مین نے ایسا فرش اور ایسا مقام کبھی نہین دیکھا۔ فرشتون نے کہا تو کیا آپ اسے پسند کرتے ہین کہ آپ کے واسطے یہ مقام دیدیا جاسئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک مین اسے چاہتا ہون کہ یہ مجھے ہی ملجاسے فرشتون نے کہا کہ اچھی بات ہے آئیے اور یہان آرام فرمائیے اور اپنے پروردگار کی طرف لو لگائیے اور آہستہ آہستہ سانس لیتے جائیے۔ حضرت موسیٰ اُس مین اُتر پڑے اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو گئے اور آہستہ آہستہ سانس لینے لگے۔ اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کی روح مبارک قبض کر لی۔ پھر فرشتون نے اُن کی قبر برابر کر کے اور مٹی ڈال کے ہموار کر دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا مین بڑے ہی زاہد تھے اور اللہ تعالےٰ شانہ کے کامون کی طرف بہت راغب تھے۔ جھونپڑون کے سایہ مین گذران کرتے اور پتھر کی

ایک پیالے مین کھاتے پیتے تھے اور اس سے اُنھین صرف اللہ ہی کی رضامندی منظور تھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے زاہد تھے۔ حضرت موسیٰ ع کی ولادت مصر مین ہوئی ۳۷۴۸ برس ہبوط آدم سے گذرے تھے ذکر آپ کا سورۂ بقر[1] و اعراف[2] و آلِ عمران[3] و نسا[4] و طہٰ[5] و قصص[6] و مریم[7] و نمل[8] و انبیا[9] و مومنون[10] و زخرف[11] و دخان[12] و ابراہیم[13] و ہود[14] و شعرا[15] و بنی اسرائیل[16] و یونس[17] و مائدہ[18] و نازعات[19] مین ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر اور اُن کا زمانہ اور حضرت یوشع کی نبوت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال بھی اسی بیابان مین ہوا تھا لیکن بعض کا قول ہے کہ اُنھون نے اس بیابان سے نکل کر جبارین کے شہر کو فتح کیا تھا۔ اور عمر حضرت موسیٰ کی ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی ہوئی تھی اُس مین سے بیس ۲۰ برس فریدون کے زمانہ مین ہوئے اور سو ۱۰۰ برس منوچہر کے زمانہ مین اور اُن کے معاملات جب سے کہ اللہ تعالےٰ نے اُنھین نبی کیا اُن کی وفات تک سب منوچہر ہی کے عہد مین ہوئے ہین پھر اُن کے بعد یوشع بن نون نبی ہوئے اور بیس ۲۰ سال منوچہر کے زمانہ مین اور سات برس افراسیاب کے زمانہ مین رہے ارباب تفسیر کہتے ہین کہ یوشع ابن نون ابن افرائیم بن یوسف علیہ السلام ہین اور والدہ آپ کی مریم یا کلثم ہمشیرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھین اُن کو حضرت رب العزت نے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سات برس خلیفہ رکھا پھر نبوت کی عزت عطا فرمائی تو ستائیس ۲۷ برس نبی رہے۔

حضرت یوشع علیہ السلام کی نبوت اور تفصیلی حالات

اور مدینۃ الجبّارین کی فتح

حضرت کا نسب اِسی بیان سے اوپر تحریر ہو چکا ہے دوبارہ اعادہ کرنے کی ضرورت نہین ہے - اہل تاریخ لکھتے ہین کہ جب چالیس برس پریشانی اور سرگشتگی کے جو اللہ تعالےٰ شانہ نے بنی اسرائیل کے لئے مقرر کئے تھے گذر گئے اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون نے وفات پائی تو وفات کے پہلے سال چھ مہینے یا دس مہینے گذرنے پر حضرت یوشع کو شہر نیسان مین بطریق الہام ارشاد ہوا کہ بنی اسرائیل کو اس جنگل سے نکالو اور جبّارین **عمالقہ** سے ملک شام چھین لو اور فی سبیل اللہ جہاد کرو اور تسلط ہو جانے کے بعد مصر کو پلٹ آؤ - لہذا حضرت یوشع بن نون مع لشکر عمالقہ کی طرف روانہ ہوئے اور **نہر اردن** پر پہونچے وہان عبور کے لئے کشتیان نہ ملین حضرت یوشع علیہ السلام نے **تابوت سکینہ** کو نہر کے کنارے رکھوا دیا آب اردن خشک ہو گیا اور بنی اسرائیل پار اُتر گئے حضرت یوشع علیہ السلام نے ایک مینار اس خرق عادت کے یادگار کے لئے یہان پر بنوا دیا - اور جب قریہ اریحا کے قریب پہونچے تو دو آدمی بطریق جاسوس روانہ کئے اُن دونون نے وہان کے تشفی بخش حالات آکر بیان کئے حضرت یوشع اُسی وقت سوار ہوئے اور بہت جلد وہان پہونچے اور تین شہرون کا محاصرہ کر لیا -

روایت ہے کہ اریحا بہت اولوالعزم شہر تھا قلعجات وہان کے بہت مستحکم اور بتخانے بڑے محکم تھے بعض بنی اسرائیل اپنی جبلی عادت کے موافق کہنے لگے کہ ہم کس عذاب مین پڑے اللہ نجات دے پروردگار نے اس کیفیت سے حضرت یوشع کو مطلع فرمایا آپ نے محاصرہ کے سات دن بعد سرداران بنی اسرائیل اور ائمہ ہارونی کو اپنے ساتھ لیا اور سات بار شہر کا طواف کیا اور دعا پڑھ کے شہر کی طرف دم کر دیا دفعتاً بحکم خدا تعالیٰ شانہ شہر پناہ کی دیوار ایک طرف کی گر پڑی پس بنی اسرائیل کی

لشکر نے یورش کی اور شہر مین داخل ہو گئے اور ساکنانِ شہر کو قتل کر کے اُن کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا ایسا ہی لکھا ہے اخبار الدول کے مصنف نے۔

روایت کتاب اخبار البشیر مین روایتاً تحریر ہے کہ جتنے بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلے تھے وہ سب چالیس برس مین مر گئے سوائے حضرت یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کے کوئی باقی نہ رہا تھا مگر حیرت انگیز یہ واقعہ ہے کہ جتنے مرے اُتنے ہی اُن کی نسل سے پیدا ہوئے جو تعداد آدمیون کی جنگل مین داخل ہونے کے وقت تھی اُتنی ہی اُن کے نکلنے کے وقت تھی یعنی اللہ تعالے شانہ نے اُن کو اتنی اولادین عطا فرمائین جنہون نے اُس تعداد کو قائم رکھا اور اُسی شمار سے حضرت یوشع بن نون اُن کو ہمراہ لیکے جنگل سے بے زیادت و نقصان کے شام کی طرف نکلے تھے اِس خروج کے بعد دار السلطنت **بلقا** کو محاصرہ کیا وہان عمالقہ کا بادشاہ رہتا تھا وہ مقابلہ کے عزم سے صف آرا ہوا اِس طرف حضرت یوشع اپنی فوج کو مرتب کر کے آکھڑے ہوئے لڑائی شروع ہوئی ہرچند فوج شاہی نے میدان مین بڑی مردانگی سے جنگ کی لیکن لشکر بنی اسرائیل غالب آیا اور بادشاہ قلعہ مین پناہ گزین ہوا اُس وقت بادشاہ نے **بلعم باعور** کے پاس آدمی روانہ کئے اور اور اپنے واسطے دعا سے فتح چاہی۔

ف۔ بلعم باعورا یہ ایک عابد مستجاب الدعوات تھا بنی اسرائیل مین سے یا کنعانیون مین سے تھا جبارون یا شہر بلقا کا رہنے والا تھا اسم **اعظم** پروردگار تعالے شانہ کا اس کو معلوم تھا بادشاہ کے فرستادہ لوگون نے حاضر ہو کر عرض کی ہمارا بادشاہ آپ سے دعا کا خواستگار ہے آپ دعا کرین کہ یہ لشکر ہمارے ملک سے نامراد واپس جائے بلعم بن باعور کو از روے ہدایت باطنی اس دعا کی امتناع ہوئی لہذا اُس نے فرستادگان شاہی سے کہدیا کہ یہ لشکر اللہ کے حکم سے تمہارے ملک پر آیا ہے مین اسکی

واپسی کے لئے ہرگز دعا نہ کرونگا اس لشکر کے ساتھ اللہ تعالےٰ شانہ کا ایک نبی ہے
تم سب دین موسوی قبول کرلو تمہاری خیریت اسی مین ہے۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ مین
دین موسوی ہرگز قبول نہ کرونگا اگر تو دعا نہین کرتا تو مین تجھے قتل کروا دونگا حضرت
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین بلغم باعورا نے خدا کے
خوف سے بادشاہ کا کہنا نہ مانا تو بادشاہ نے یہ چال کی کہ بہت سے تحفہ جات اور زیورات
جو عورات کو جان سے زیادہ خوش آتے ہین اُس کی عورت کو بھجوا دئے اور اُس سے
کہلا بھیجا کہ تو اپنے شوہر کو رضامند کرکے اِس لشکر کے نامراد پلٹ جانے کی دعا کرا دے
تو مین تجھے بہت کچھ دونگا وہ عورت بڑی حسینہ وجمیلہ تھی اور بلعم بن باعورا اُس پر
جان و دل سے فریفتہ تھا اُس عورت نے اپنے شوہر سے اصرار کرنا شروع کیا
اُس نے اپنی زوجہ کو بہت سمجھایا اور اُس سے کہا کہ اگرچہ اللہ تعالےٰ شانہ نے مستجاب الدعوات
ہونے کا شرف مجھے بخشا ہے یہ اُس کی بندہ نوازی ہے مگر حق و ناحق کا امتیاز بھی مجھے
بخشا ہے یہ قوم بڑی تباہ کار ہے اس کے گناہ حد سے زیادہ متجاوز ہو گئے اُس
مہربان مالک نے ان کے ساتھ بڑی درگذر کی مگر انہین تنبیہ نہ ہوئی اب ان کا پیمانہ
لبریز ہو چکا ہے کیون میری دعا کو ایسی تباہ کار اور ظالم قوم کے واسطے صرف کراتی ہے
مگر تریاہٹ اور راج ہٹ اور بالک ہٹ تو مشہور ہے ایک ہی ہٹ یعنی تریا ہٹ
اچھے خاصے پڑھے لکھے آدمی کو جاہل بنا دیتی ہے یہان تو دو ہٹین تھین تریاہٹ اور
راج ہٹ غریب بلغم بن باعورا کو خسر الدنیا والآخرہ بنا ہی دیا وہ بھی عقل کی آنکھون
پر پٹی باندھکر دعا کے واسطے کمربستہ ہو ہی گیا پہلے تو اُس نے بادشاہ کو ایک حیلہ تعلیم کیا
اور وہ یہ تھا کہ اُس پاک لشکر مین بہت سی فاحشہ عورات بھیجدی جائین جب وہ لوگ
اُن سے بدکاریان کرینگے اور تقدس اُن کا زائل ہو جائیگا تو وہ بھی شامت اعمال کی سزا
پانے کے مستحق ہو جائینگے چنانچہ بادشاہ نے بہت سی خوبصورت اور کم عمر لڑکیان اپنے

شہر کی عمدہ لباس اور زیورات سے آراستہ کرکے اُس لشکر خدا مین بھیجدین بھلا
جو لشکر خدا کا ہو اور ایک نبی اُس لشکر کا افسر ہو اُس مین دغا بازون کا فریب کیسا
چل سکتا ہے اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت **یوشع علیہ السلام** کے انفاس طیبہ کی
برکت سے اُس لشکر کو زناکاری سے محفوظ رکھا اور لشکریون نے اُن عورات فاحشہ
کو اپنے لشکر سے نکالدیا۔ حافظ حقیقی نے اُن کی حفاظت کی یہ جادو بھی جب نہ چلا
تو بادشاہی ملازمین نے اُس کی زوجہ کو پھر تحریک دی۔ اُس عورت نے آکر پھر اُس کا
گلا دبایا اور کہا کہ بادشاہ کی فتح کے لئے دعا کر اور نہین تو مجھے طلاق دے ناچار بلعم
اپنے حجرہ مین دعا کرنے گیا اُس جگہ دو شیر اُسے بیٹھے ہوئے نظر آئے بلعم پیچھے ہٹا اور
گھبرایا ہوا اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہا کہ پیغمبرون کا آنا اچھا ہے مجھ سے دعا نہین
ہوسکتی مجھے اپنے مالک سے شرم آتی ہے کہ اُس کی مرضی کے خلاف دعا کرون اُسکی
عورت نے کہا کہ مین کچھ نہین جانتی تجھے کرنے پڑیگی کیا کرتا غریب کا دل پر اختیار نہ تھا
اور دل اُس کا اُس کی عورت مین تھا مصیبت کا مارا پھر دعا کرنے کے لئے طیار ہوکر
حجرہ کو چلا۔ حجرہ مین ایک قدم تھا اور دوسرا قدم حجرہ کے باہر تھا کہ دو سانپ اُسے نظر آئے
اور اُس کی طرف کو جھپٹے اور یہ پھر کہا گا۔ **اے میرے پیارے عزیزو** مین یہ
حال لکھ رہا ہون اور دل میرا کانپ رہا ہے اور حالت میری متغیر ہوتی جاتی ہے وہ مالک
کیا بے نیاز ہے کہ بلعم ابن باعورا کا سا زاہد جو اپنے وقت کا پورا مستجاب الدعوات ہے
اُس کا زمانۂ دراز کا زہد خاک مین ملا جاتا ہے اور مالک کی ذات بے پرواہ ہے پھر ہم سے
کم مایہ بلکہ بے مایہ لوگ کس حساب اور قطار مین ہین اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
غریب پھر بی بی کے پاس آیا اور کہا کہ ارے خدا سے ڈر پیغمبرون کے حق مین بد دعا کرنا
بہت بُرا ہے اُس دشمن دین و ایمان نے کہا کہ مین تیرے فریب مین ہرگز نہ آؤنگی
یا تو دعا کر یا مجھ سے ہاتھ اُٹھا غریب کی زبان پر بزبان حال گویا یہ بیت تھی ع

دیکھین کیا ہوگا حشر اپنا ایمان کی خیر اب نہین ہے

ناچار گھر سے باہر نکلا اور پہاڑ والے عبادت خانے پر چلا اور گدھے پر سوار ہوا۔ گدھا چند قدم چلکر رُک گیا بلعم نے بہت ہانکا ایڑ لگائی کوڑا کیا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا جب اِس نے اُسے بہت مارا تو بحکم خدا وہ گویا ہوا کہ اے بلعم یہان سے پھر چل اور دوزخ مین نہ پڑ خدائے تعالےٰ شانہٗ کا حکم نہین مین قدم نہین بڑھا سکتا اس کام سے بلعم پھر چلا راہ مین اُن کا راہ نما ابلیس مل گیا اُس نے کہا یہ سب وسوسات شیطانی ہین تو گدھے کی گویائی کی وجہ سے ایک بڑے کام سے روگردان ہوا۔ بلعم نے ذرا تامل کیا تھا کہ اس کو موقع ہاتھ آیا اور سبز باغ دکھانے شروع کئے ابلیس لعین نے اُس سے کہا کہ سمجھ اور اچھی طرح سمجھ کہ مین کیا کہتا ہون۔ سن اوّل تو یہ بات قابل غور ہے کہ تو ایک بادشاہ کا طرفدار ہوتا ہے اور وہ خود تجھ سے التجا سے دعا کرتا ہے جب تیری دعا کے سبب سے وہ کامیاب ہوگا تو پھر وہ تیری کس درجہ قدر کرنے لگیگا گویا تو ہی تمام ملک کا بادشاہ ہو جائیگا اور بادشاہ برائے نام بادشاہ رہجائیگا اصل بادشاہ تو ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو تیری زوجہ ہے کہ آج حسن مین اس کا کوئی ثانی نہین ہے تجھ سے جدا ہوتی ہے اس کی جدائی کے بعد پھر ایسی پری پیکر عورت تجھے کہان ملیگی پھر تیرے دل کو اُس کے ساتھ پورا تعلق ہے تجھے کیونکر قرار آئیگا اور پھر وہ تیرے پہلو سے اُٹھ کر جب دوسرے شخص کے پہلو مین جاکر بیٹھے گی اور وہ اُس سے حظِّ نفس اُٹھائیگا تو تیری غیرت تجھے زندہ رہنے دیگی دو چار ہی دن مین تیرا کام تمام ہو جائے گا ناحق تو اپنے جان کے ہلاک کرنے کی فکر مین ہے اور جو تجھے یہ خیال ہے کہ اُس لشکر مین نبی ہے تو اس سے تو کیون ڈرتا ہے تو خود اپنے واسطے پیغمبری کی دعا کیجیو تو آپ پیغمبر ہو جائیگا۔ یہ تو معلم الملکوت راندۂ درگاہِ باری تعالےٰ شانہٗ ابلیس لعین کے بُتّے اور دم بازیان تھین۔ ادھر عقل سلیم نے اُسے سمجھایا کہ ارے نادان تجھے اس

راندۂ درگاہ نے دنیا کے سبز باغ تو دکھا دئے مگر تو نے جنّت کے باغ نہین دیکھے
پہلی بات کا جواب سُن دنیا کا بادشاہ بھی کوئی بادشاہ ہے ارے نادان وہ خود
فانی اور اُس کی تمام دولت و جاہ و حشمت سب فانی۔ دیکھ ابھی تو وہ بادشاہ تھا اور
ابھی ایک چھوٹے سے لشکر سے ایسا دبا کہ قلعہ مین چھپا ہوا بیٹھا ہے یہ بھی کوئی
بادشاہ ہے بادشاہ تو وہ ہے کہ جس نے بادشاہون کو اور تمام زمین و آسمان اور
جو کچھ ان مین موجود ہے سب کو پیدا کیا اور اُسی بادشاہ نے آج تجھ کو وہ عزت بخشی
ہے کہ بادشاہ خود دست بستہ تجھ سے دعا کا طالب ہے تیری عزت اُس بادشاہ حقیقی
کی دی ہوئی کہین اُس سے زیادہ ہے۔ اللہ کا شکر کر اور اُس کی فرمان برداری کر
اور اُس کے دشمن سے بھاگ اور اُس کے دوستون کی صحبت اختیار کر وہ بادشاہ
ایسی قدرت والا ہے کہ جس نے تجھے **مستجاب الدعوات** کیا ہے۔ دنیا کا کوئی
بادشاہ ایسا ہے کہ تیری مثل ہو اور یہ تمغا سے عزت کوئی بادشاہ اپنے وزیر یا رفیق
کو دے سکتا ہے اس دولت اور عزت سے بڑھکر کون سی دولت اور عزت ہے
جو دنیا سے فانی کا بادشاہِ فانی تجھے دیگا ذراسی شے کا لالچ کرتا ہے اور اپنی دوامی
عزت پر نظر نہین کرتا کہ تو خود بادشاہون کا مرجع ہے۔ اب **دوسری بات** کا جواب
سُن نیک مردون کو عورت کی وجہ سے اکثر مغالطہ پیش آیا ہے سب سے پہلا واقعہ تو
آدم و حوّا ہی کا ہے جس کا شاہد کلام خدا ہے ؎

زینہار از قرین بد زنہار وقنا ربنا عذاب النار

؎ زن از پہلوے چپ گویند برخاست نیاید ہرگز از چپ راستی راست

تو اپنی بی بی کا عاشقِ زار ہے تو رہ مگر دین کو اُس کی اطاعت مین کیون برباد
کرتا ہے۔ **فائدہ**۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب اللہ تعالےٰ شانہ نے
اپنے حبیب رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خلافت عطا فرمائی

توحضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی قوت بشری کے موافق اُس بار کو بہت اچھی طرح اُٹھایا اور ایسا اُٹھایا کہ اُن کا عدل دنیا مین ضرب المثل ہو گیا اُس وقت آپ کے عقد نکاح مین بڑی حسینہ و جمیلہ ایک بی بی تھین اور آپ کو اُن کے ساتھ حسب تقاضائے بشریت بہت محبت تھی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ محبت تھی آپ نے خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی عدل کے متعلق جو پہلا مسئلہ سوچا وہ یہ تھا کہ آپ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ مجھے اِس سے محبت ہے اگر اُس نے کسی امر مین سفارش کی اور مین نے حق کے خلاف کیا تو بروز بازپرس مین اپنے خدا کو کیا جواب دونگا لہذا آپ نے اُس نیک بخت بی بی کو طلاق دیدی اُس نیک بخت بی بی کو اتنا بڑا صدمہ اِس واقعہ کا ہوا کہ بیمار ہو کر چند ماہ مین انتقال کر گئین اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ الغرض اُس پر نکبت اور بدبختی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ اُس نے اُس کو راہ راست پر نہ آنے دیا۔ جب اُس کے گدھے نے قدم آگے نہ بڑھایا تو اُس نے گدھے کو چھوڑ کر پیدل پہاڑ کا راستہ طے کیا اور اپنے عبادتخانہ مین جا کر بنی اسرائیل کی ہزیمت کی دعا کی اور حضرت یوشع علیہ السلام کو شکست واقع ہوئی آپ نے نہایت متحیر ہو کر پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور مین التجا کی کہ یا الٰہی بنی اسرائیل چھ مہینے تک یہان صبر کرتے رہے کہ یہ ملک عمالقہ سے لیکر تیرا حکم بجا لاوین اور بت پرست اور اُن کے بتون کو نیست و نابود کردین اور تیری توحید کی اشاعت کرین اور تیرے حکم سے یہ فوج کشی واقع ہوئی تھی میری سمجھ مین نہین آتا کہ پھر مجھے شکست کیون ہوئی۔ وحی ہوئی کہ اے یوشع اس قوم مین ایک شخص ہے جو بڑا عابد ہے اُس کو ہمارا اسم اعظم آتا ہے یہ تیری شکست اُس کے اثر سے واقع ہوئی حضرت یوشع علیہ السلام سجدے مین گر پڑے اور نہایت الحاح وزاری سے عرض کرنے لگے کہ اے پروردگار اُس اسم گرامی کو اُس کے دل سے بھلا دے پروردگار تعالےٰ شانہ نے

اسم اعظم کو اُس کے دل سے بھلا دیا اور لباس تقوے اُس کے بدن سے اُتار لیا
حضرت یوشع علیہ السلام نے سجدے سے سر اُٹھایا اور بنی اسرائیل سے یہ قصہ بیان
کیا اس کے بعد بنی اسرائیل کے لشکر نے پنجشنبہ کے دن حملہ کر کے سارا قلعہ گھیر لیا
بلعم نے ہرچند دعا کی مگر قبول نہ ہوئی۔ دوسرے دن جمعہ کو جہاد و قتال شروع ہوا کہ
زمین ہلی اور حصار قلعہ کا گر پڑا اور فوج داخل قلعہ ہونے لگی۔ اس عرصہ مین شام ہوئی
حضرت یوشع علیہ السلام نے شنبہ کی عظمت کے خیال سے کہ کل لڑائی نہ ہوگی آج اگر
پوری فتح نہ ہوئی تو کل عمالقہ پھر درست ہو کر حملہ کرینگے اس لئے حضرت یوشع علیہ السلام
نے پروردگار کے حضور مین التجا کی۔ پانچ گھڑی تک آفتاب حرکت سے رُکا رہا اور عمالقہ
نے شکست کھائی۔ سردار لشکر قتل ہوا اور بلعم ابن باعورا کا ایمان زائل ہوا اور زبان اُسکی
کُتے کی طرح نکل پڑی اسی کا اشارہ ہے سورۂ اعراف مین۔

فائدہ۔ حق تعالےٰ شانہ نے یہ قصہ یہود کو سنایا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہو
مگر کام اُسی وقت آویگا کہ عالم اُس علم کا تابع ہو اور اگر عالم خود تابع حرص کا رہا جو عالم کی
شان سے نہین ہے اور وہ چاہے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ بھی نہین ہوتا بعض مفسرین
نے یہ سمجھا ہے کہ ہانپتے کُتے کی مثل بلعم ابن باعورا کی مصداق ہوئی کہ جب تک وہ حرص
سے خالی تھا اُس کو نور باطن سے معلوم ہوا۔ جب حرص نے دل مین جگہ کی تو انوار باطن
کا جو چراغ دل مین روشن تھا وہ بجھ گیا بس اندھیرا کا اندھیرا اب کیا معلوم ہو وہ چراغ
نہین وہ انوار نہین۔ اور اگر کوئی شے مجمل معلوم بھی ہوئی تو اُسکی تاویل مین غلطی ہوئی
نفس نے حقانیت کی طرف نہ جانے دیا۔ **راویون** نے بیان کیا ہے کہ جب بلعم باعورا
دعا کرنے کو چلنے لگا تو ایسا مجمل اشارہ ہوا کہ جس کو یہ مفصل نہ سمجھ سکا اور دعا کرنے کو
چلا تو راہ مین ایک فرشتہ ملا کہ جس کے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی۔ یہ اُس کے خوف سے
پلٹا۔ اسی طرح اور بھی روایتین کی گئی ہین تطویل کتاب کے خیال سے ترک کی گئین۔

الغرض اس جنگ کے بعد بلعم باعورا حضرت یوشع علیہ السلام کے پاس آیا حضرت یوشع نے تعظیم سے بٹھایا۔ بلعم ابن باعورا نے حضرت یوشع سے کہا کہ مین نے تیرے لشکر کے حق مین بد دعا کی۔ اُسسے ہزیمت ہوئی آپ نے فرمایا کہ مین نے تیرے حق مین دعا کی تیرا ایمان جاتا رہا۔ لیکن تجھکو یہ بشارت دیتا ہون کہ تیری تین دعائین اور قبول ہونگی بلعم باعورا ناخوش ہوکر وہان سے اُٹھا اور اپنی غارتگرِ ایمان جورو کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین تجھسے کہتا نہ تھا کہ پیغمبر کے حق مین دعا سے بدنہ چاہئے اور تو نے نہ مانا اب میرا ایمان بھی جاتا رہا۔ جورو نے کہا کہ تو نے تین سو برس خدا کی عبادت کی ہے کیا کچھ بھی اُس کے بدلہ مین نہ ملیگا بلعم نے کہا کہ تین دعائین اور ملی ہین کہ وہ قبول کیجائینگی۔ اُس نے کہا کہ ایک تو میرے واسطے رکھ اور دو اپنے لئے۔ بلعم نے کہا کہ مین تینون حاجتین قیامت کے دن چاہونگا تاکہ آتشِ دوزخ سے نجات ملے اُس نے کہا کہ مین یہ بات نہ مانونگی ایک دعا تو میرے واسطے کر میرا حسن اور جمال بہت زیادہ اِس سے ہوجاے اگرچہ بلعم نے اُس سے بہت کہا کہ تو خود بہت حسین ہے اِس سے زیادہ اور کیا ہوگا لیکن اُس غارتگرِ دین و ایمان نے کچھ نہ سنا اپنے اصرار پر قائم رہی آخر چار و ناچار زوجۂ نامہربان کی اطاعت کرنی ہی پڑی۔ یہ غریب تو زن مرید اور وہ علامہ مرید مار۔ خوب کہا ہے خواجہ آتش اُستادِ زمانہ نے ؎

طلب دنیا کی کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی ... خیالِ آبرو سے ہمّتِ مردانہ آتا ہے

بیچارے بلعم ابن باعورا کا ستیاناس کردیا۔ اُس کے زیادتی حسن کی دعا کی اور وہ قبول ہوگئی۔ ایسا حسن اُسے عطا ہوا کہ تمام گھر اُس کی شمع حسن سے روشن ہوگیا ؎

آتش بدل افتد رخ تابان اگر این است ... سررشتۂ جان تاب خرد گر گر این است

ایک تو پہلے ہی وہ چلتی ہوئی تھی اب جو یہ جمال بے مثال عطا ہوا تو اور بھی دماغ چل نکلا۔ اب تو بلعم ابن باعورا کی صورت اُس کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکنے لگی ایک نوجوان

خوشرو پر فریفتہ ہوگئی اور مخفی طریقہ سے محبت ناجائز کی ریشہ دوانیاں ہونے لگین۔ اتفاق وقت ایکبار وہ بلعم نے دونون کو اپنی دعا کی طرح اجابت سے دست در بغل دیکھ لیا باوجودیکہ وہ فرتوت مردہ صد سالہ تھا خون کی گرمی اپنے مزاج کی حد تک پہونچ کر برف کی سردی پیدا کر چکی تھی لیکن حرارت آہی گئی اور بوڑھا آدمی جامہ سے باہر ہو ہی گیا اور جھٹ پٹ اُس مردار کے لئے دوسری دعا بھی خرچ کر ڈالی کہ وہ کالی کُتیا کی صورت مین مسخ کردی گئی۔ اب تو گھر ویران ہوگیا جس گھر مین ایک آفتاب حُسن جلوہ گر تھا وہین ایک کھونٹے سے یہ لی کُتیا خانم بندھی ہوئی ہین۔ اُس کے بیٹون نے یہ حال دیکھکر فریاد وزاری کرنی شروع کی قوم کو جمع کیا اور سفارشون کا سلسلہ متحرک ہوا لوگون نے سمجھانا شروع کیا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب اُس کے قصور سے درگذر فرمایئے اور وہ بقیہ ایک دعا بھی اسی مُردار کے حق مین صرف کر دیجئے کہ گھر تو آباد ہو جائے ع عاقبت کی خبر خدا جانے یہ چند روزہ عمر پیرانہ سالی مین کچھ تو آرام سے گذرے اگرچہ بالاشتراک ہی سہی مگر تجرد محض سے تو حالت مشترکہ بہرحال اچھی ہوگی۔ کیا کرتا قوم کا دباؤ لڑکون کی گریہ وزاری اپنی تنہائی گھر کی بربادی۔ ان سب امور پر نظر کرکے وہ تیسری دعا بھی بیگم صاحبہ کی نذر کی کہ وہ صورت اصلی مین جلوہ فرما ہوئین۔ قصہ تو عبرتناک ہے اگرچہ بیہودہ بے بہبود کی من گھڑت ہی کیون نہ ہو۔ خلاصہ تحریر و لُب تقریر یہ ہے کہ وہ تینون دعائین اُسی مُردار کے حق مین صرف ہوگئین اور بُری طرح صرف ہوئین۔ آخرت کے لئے غریب کے پاس کچھ بھی نہ رہا تھا لی ہاتھ آیا تھا خالی ہی ہاتھ روانہ ہوگیا دنیا سے بھی بدنام ہوکر سفر کیا اور عقبیٰ سے بھی پورا بے نصیب رہا خسر الدنیا والآخرۃ کی مثال قائم کر گیا۔ بزرگون نے بحوالہ اسناد قوی فرمایا ہے کہ **اصحاب کہف کا کُتا** بلعم ابن باعورا کی شکل مین داخل بہشت ہوگا اور بلعم کو اُس کُتے کی شکل مین متمثل کرکے دوزخ مین لیجائینگے۔

الغرض اِس واقعہ کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ اراضی مقدسہ مین

ایک شہر ہے جس کا نام **عالی** ہے وہان کے رہنے والے بت پرست اور مشرک ہین
حضرت یوشع علیہ السلام جہاد کے لئے وہان پہونچے وہ لوگ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوگئے
بادشاہ اور اُس کے ساتھ بارہ ہزار آدمی قتل ہوے۔ **کیون عیسائیو** انصاف اگر
تمہاری سرشت مین ہو تو کہو کون مذہب تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ غریب مسلمانون پر
ناحق تمہاری کرنجی آنکھین لال ہوتی ہین۔ خود اپنے گھر مین دیکھو کہ عیسائیون ہی
عیسائیون مین باخود یا تھوڑے سے مذہبی اختلاف کے سبب کس قدر کشت و خون
ہوا ہے **ملکہ الی زبتھ** کے عہد کی خون ریزیون سے کس قدر صفحات کتب تاریخ گلنار
ہو رہے ہین۔ **پروٹسٹینٹ** اور **رومن کیتھولک** کے اختلاف کی خبر ہی یا نہین
کہ پورا مستحق بادشاہی شخص مذہبی تفرقہ کے سبب سلطنت سے محروم کر دیا جاتا ہے
حالانکہ تمہارے مذہب مین اصول مذہب کی چندان پابندی نہین ہے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کا ختنہ ہوا اور تم لوگ ختنہ نہین کراتے ابھی ابھی شرعی حکم سے مُنہ پھیر کر
تمہاری کونسل کے قانون نے سالی کے ساتھ شادی نہ کرنے کے حکم کو منسوخ کرکے
جائز اور درست کر دیا اور پھر کہتے ہو کہ ہماری انجیل مین تحریف نہین ہوئی۔ **دروغ
گویم برروے تو** کیون بھئی ریش و بروت دراز زنار دار پادریو مین جھوٹ کہتا ہون
یا سچ۔ **الغرض** اسی شہر کی پشت پر جس کا نام عالی اوپر بیان ہو چکا ہے دو پہاڑ تھے
جن کا نام **عیباد و جیجون** تھا ان کے بیچ مین ایک بہت بڑی بستی آباد تھی حضرت
یوشع علیہ السلام نے اُن کو ایمان کی دعوت فرمائی اُن لوگون نے بہت رغبت سے
قبول فرمائی۔ جب یہ فتوحات نمایان حضرت یوشع علیہ السلام کو حاصل ہوئین تو آپ نے
اقصاے مغرب کا قصد کیا اور بلاد امانیان مین داخل ہوئے۔ وہان پانچ شہر تھے اور
ہر شہر مین ایک سلطان فرمان روا تھا اُن سب نے باخود یا اتفاق کرکے مقابلہ کیا مگر
اثناے جنگ مین سب کے سب بھاگ نکلے اور ایک مغارہ کوہ مین پوشیدہ ہوئے

حضرت یوشع علیہ السلام نے درہ کوہ پر تو کچھ فوج محافظت کے لئے چھوڑی اور خود
بھاگے ہوؤن کا تعاقب کیا۔ اکثر لوگ قتل ہوئے اور بقیۃ السیف پر اولے آسمان سے
برسائے گئے اُسی حالت مین پانچون بادشاہون کو حضرت **یوشع** علیہ السلام نے قتل کیا
پھر مین نیچی نیچی **زنار بند یا دریون** کو مخاطب کرتا ہون کیون گرجون کی چاردیواری
کے بادشاہو **انصاف** سے کہنا ہمارے حضور پُرنور کے عہد مبارک یا **خلفاے**
اربعہ رضی اللہ عنہم کے خلافت کے زمانہ کا کوئی ایسا واقعہ پیش کرسکتے ہو جس مین
اتنا قتل واقع ہوا ہو۔ اور لطف یہ کہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کا مذہب بزور شمشیر پھیلا ہے
واہ رے انصاف۔ پھر حضرت **یوشع** علیہ السلام بقیہ دیار **شام** کی فتح کی طرف
متوجہ ہوئے۔ اور اکیس[۲۱] بادشاہون کو گرفتار فرماکر قتل کروا ڈالا اور ملک شام پورا
بنی اسرائیل کے قبضہ مین آگیا **اے کوٹ پتلون** والون کے سرخیل مسٹران
یہ تیسرا واقعہ ہے جو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کبھی آپ کے ان تاریخی واقعات
پر بھی نظر پڑی یا نہین یہ تو کتب مقدسہ کے واقعات ہین کبھی انہین نہ کہا کہ یہ مذہب
بھی بزور شمشیر پھیلا ہے غریب مسلمانانِ ناکردہ گُناہ پر ہر طرح کے اعتراضون کی
بوچھار ہے ہم خود تو آپ پر کوئی اعتراض کرتے نہین کتب آسمانی یا تاریخون کے واقعات
آپ کے سامنے پیش کردیتے ہین یا تو ان واقعات کی تصدیق کیجئے یا یون کہدیجئے
کہ علما کی تحریفات سے ہے۔

ملک شام کی فتح کے بعد بنی اسرائیل کے عُمّال نواحی شام مین قائم ہوے پھر حضرت
یوشع علیہ السلام **یا ملس** تشریف لے گئے جہان حضرت یوسف علیہ السلام کا **تابوت**
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رکھدیا تھا اُس تابوت کو وہان سے اُٹھاکر حضرت سیدنا
ابراہیم علیہ السلام کے پاس دفن کردیا۔

روایت ہے کہ یہ جملہ واقعات سات برس کے عرصہ مین واقع ہوئے پھر بیس[۲۰]

یا اٹھائیس[۲۸] برس تدبیر و تہذیب قوم بنی اسرائیل مین مصروف رہے یہان تک کہ مرض موت مین مبتلا ہوئے حالت بیماری مین خبر پہونچی کہ مارق بادشاہ کوہ مسلم اپنے توابع کے ساتھ مرتد ہو گیا اُسی وقت **کالب ابن یوقنا** کو وصی اور ولی عہد اپنا مقرر فرمایا اور دنیائے فانی سے ملک باقی کی طرف رحلت فرمائی۔ **عمر شریف** آپ کی ایک سو[۱۲۸] اٹھائیس یا ایک سو بیس[۱۲۰] برس کی ہوئی لیکن تتبع کتب سیر و تفاسیر سے واضح ہے کہ مدت دعوت اکیس[۲۱] برس اور زمانۂ عمر ایک سو دس[۱۱۰] برس ہے اور **عرائیس** مین زمان دعوت ستائیس برس اور باقی زمانہ عمر ایک سو چھبیس[۱۲۶] برس اور **منتظم** مین ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام بیالیس[۴۲] برس کے تھے جب موسیٰ علیہ السلام کی خدمت مین آئے اور سو[۱۰۰] برس کے تھے جب موسیٰ علیہ السلام نے وفات پائی بعد ازان ستائیس[۲۷] برس خلافت مین بسر ہوئے اس طرح ایک سو ستائیس[۱۲۷] برس ہوئے اور صاحب اخبار الدول نے دو سو[۲۰۰] برس کی عمر لکھی ہے۔ مدفن شریف قریب مقبرہ افرائیم ابن یوسف علیہ السلام جبل افرائیم پر واقع ہے اور بعض کے نزدیک موضع قدس متعلقات رصفہ مین ہے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہین کہ مقبرۃ النعمان مین ہے۔

فائدہ۔ یہ وہی شخص ہین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم سفر تھے جب وہ خضر کی ملاقات کو گئے جن کا پورا قصہ سورۂ کہف مین درج ہے۔ حضرت یوشع علیہ السلام کی وفات کے بعد کالب ابن یوقنا ابن نارض ابن یہودا نے شہر مارق کو بحکم الٰہی فتح کیا اور ستر برس کے بعد بنی اسرائیل کو لیکر مصر مین آئے اکثر علمار ان کو پیغمبر مرسل کہتے ہین اور توریت مین بھی ان کی نبوت پر نص صریح ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلفار مین سے تھے اور بعد حضرت یوشع کے مہمات بنی اسرائیل انہین سے متعلق ہوئے۔ پھر بعد اطمینان کامل ایک لشکر ترتیب دیکر ملک مارق پر فوج کشی کی اور کوہ سُلم و نواحی کا محاصرہ کیا اور جس نے مقابلہ کیا تہ تیغ ہوا حتیٰ کہ

دس ہزار بت پرست قتل ہوے اور مارق اپنے خاص لوگون کے ساتھ مقید ہوا۔ اور بقیۃ السیف پہاڑون مین بھاگے حضرت کالب وہین سے قوم بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر مصر مین پہونچے اور ولایات شام پر بے جدال وقتال قبضہ ہوگیا۔ ان فتوحات کے بعد حضرت کالب نے وفات کی اور حالت مرض مین لوشاقوس اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا یہ شخص حسن وجمال مین حضرت یوسف علیہ السلام کا جواب تھا مگر بخوف فتنہ اُس نے تغیر صورت کی اللہ تعالےٰ شانہ کے حضور مین دعا کی اللہ تعالےٰ شانہ نے اُسے بلائے چیچک مین مبتلا کیا کہ صورت اُس کی متغیر ہوگئی یہ خلیفہ ہزار برس تک بنی اسرائیل مین رہا ایسا ہی صاحب اخبار الدول نے لکھا ہے۔ ان کی وفات کے بعد اللہ تعالےٰ شانہ نے خلعت نبوت حضرت حزقیل علیہ السلام کو عنایت فرمایا۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کی نبوت اور اُن کے تفصیلی حالات

حضرت حزقیل علیہ السلام لوی سبط یہودا مین سے تھے اللہ تعالےٰ شانہ نے ان کو لوشاقوس کے بعد نبی کیا اور تبلیغ رسالت کے لئے خواہ ایلیا یا راوذان کی طرف بھیجا یہی شخص ہین کہ جنہین ابن العجوز یعنی بوڑھیا کا بیٹا کہتے ہین اور یہ لقب ان کو اسواسطے دیا گیا ہے کہ اُن کی ماں نے اللہ تعالےٰ شانہ سے اُس وقت ایک بیٹے کی دعا مانگی تھی جب وہ بوڑھی ہوگئی تھین لہذا اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کو ایسا برگزیدہ فرزند عطا فرمایا کہ وہ نبی ہوے اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کی دعا سے کتنے ہی مرے ہوئے مردے جلا دئے۔

حضرت حزقیل علیہ السلام کا طاعونی مُردون کو جلانا

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بستی جس کا نام راوذان تھا اُس مین طاعون کا

مرض پھیلا اُس کے خوف سے وہان کے رہنے والے لبستی چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے اور کسی دوسری طرف جا کر سکونت اختیار کی۔ اور جو کچھ لوگ لبستی مین باقی رہ گئے تھے اُن مین سے اکثر طاعون مین مبتلا ہو کر مر گئے۔ اور کچھ لوگ باقی رہ گئے جب طاعون جاتا رہا تو وہ لوگ جو لبستی سے بھاگ کر دوسری جگہ چلے گئے تھے سب کے سب لبستی کو لوٹ کر آئے اِنہین دیکھکر لبستی والے جو باقی رہ گئے تھے کہنے لگے یہ لوگ جو بھاگ کر گئے تھے بڑے محتاط ہین جیسی احتیاط ان لوگون نے کی اگر ہم بھی کرتے تو ہم سب کے سب باقی رہتے اتفاق وقت پھر طاعون آیا تو اُس لبستی کے جتنے لوگ تھے تیس ہزار یا کچھ کم و بیش باختلاف روایات وہ سب کے سب بھاگ گئے پھر لوگ اُسی مقام پر جا کر رہے جہان پہلے طاعونی مفرور رہے تھے اور سب کے سب زندہ لبستی مین پلٹ کر آئے تھے وہان خدا کے حکم سے ایک فرشتے نے ایسی ہیبت ناک چیخ ماری کہ وہ سب مر گئے اور اُن کی ہڈیان گل سڑ کر کھوکھلی ہو گئین۔ کچھ دنون کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کا اس طرف گذر ہوا تو تمام صحرا کو ہڈیون سے بھرا ہوا پایا۔ تو یہ وہان ٹھیر گئے اور دل مین سوچنے لگے۔ کہ کسی طرح یہ زندہ ہو جائین۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے جو اپنے انبیا اور اولیا کے یقین کو زیادہ او رمستحکم فرمایا کرتا ہے۔ حضرت حزقیل علیہ السلام پر وحی بھیجی اور پوچھا کہ کیا تو یہ بات چاہتا ہے کہ مین تیری آنکھون کے سامنے ان سڑی گلی استخوانون کو پھر آدمی بنا کر کھڑا کر دون اور ایک چشم زدن کے وقفہ مین حضرت حزقیل علیہ السلام نے پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور مین التجا کی کہ ہان پروردگار مین تیری قدرت کا کرشمہ دیکھنا چاہتا ہون۔ حکم ہوا کہ انہین پکار حضرت خرقیل نے اُنہین پُکارا کہ گلی سڑی ہڈیو اللہ تعالےٰ شانہ تمہین حکم دیتا ہے کہ اکھٹی ہو جاؤ اس حکم کے سننے کے ساتھ فوراً وہ ہڈیان اُڑ اُڑ کر آپس مین مل گئین اور اُن ہڈیون کا ڈھانچہ بن گیا پھر حضرت حزقیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ہڈیو اللہ تعالےٰ شانہ تمہین حکم دیتا ہے کہ تم سب ڈھک جاؤ یہ کہتے ہی اُن پر گوشت اور خون

اور بدن انسانی کے متعلق جتنی چیزیں ہین سب موجود ہوگئین۔ پھر اُنہون نے آواز دی
کہ اے روحو اللہ تعالےٰ شانہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنے اپنے اجساد مین داخل ہو جاؤ طرفۃ العین
مین روحین اپنے اپنے جسمون مین آگئین اور جب زندہ ہوگئے تو بولے کہ اے پروردگار
تو پاک ہے اور ہم تیری حمد وثنا کرتے ہین اور تیرے سوا کوئی خدا نہین ہے اس کے بعد
یہ لوگ اپنی قوم مین آئے اور اُن کو یہ بات معلوم تھی کہ وہ سب مرگئے۔ ان کے چہرون پر
موت کا رنگ چھایا ہوا تھا اور جو کپڑا پہنتے تھے وہ پُرانا کفن ہو جاتا تھا۔ پھر وہ کچھ دنون
کے بعد مرگئے اور حضرت حزقیل علیہ السلام بھی رحلت فرما گئے مگر ان کا زمانہ نبوت
بنی اسرائیل کی کتابون مین نہین نظر آتا۔ یہ بھی کہتے ہین کہ یہ لوگ حضرت حزقیل علیہ السلام
کی قوم کے تھے جب وہ مرگئے تو حضرت حزقیل علیہ السلام ان پر روئے۔ اور کہا کہ
پروردگار مین ایسے لوگون مین رہتا تھا جو تیری عبادت اور تیرا ذکر کرتے تھے اب مین ہی
اکیلا رہگیا ہون۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ مین اِنہین
جِلادون۔ آپ نے عرض کی پروردگار ہان مین چاہتا ہون کہ انہین جِلادے۔ اُس
مالک الملک نے ارشاد فرمایا کہ مین نے اُن کے جِلانے کا تمہین کو اختیار دیا۔ اس پر
حضرت حزقیل نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ شانہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ اور وہ زندہ ہوگئے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کے تفصیلی حالات

جب حضرت حزقیلؑ کا انتقال ہوگیا تو بنی اسرائیل مین اُن کے بعد کثرت سے حوادث
پیدا ہوگئے اور اُنہون نے جو اللہ تعالےٰ شانہ سے عہد کیا تھا اُسے چھوڑ دیا اور بت پرستی
کرنے لگے۔ اسواسطے اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر حضرت الیاس بن یاسین بن فنحاص
بن عزار بن ہارون بن عمران کو نبی کرکے بھیجا حضرت موسیٰ کے بعد جو نبی بنی اسرائیل
مین ہوتے تھے وہ صرف اُس شریعت کی تجدید کیا کرتے تھے جو توریت مین اللہ تعالےٰ

شانہ نے اُن کے لئے بیان کردی تھی۔ اور حضرت الیاس بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے پاس تھے جس کا نام **اخاب** تھا یہ بادشاہ اُن کی بات مانتا اور اُنھین نبی جانتا تھا اور حضرت الیاس اُس کے کارپرداز تھے اور بنی اسرائیل نے اس زمانہ مین ایک بُت بنالیا تھا جس کا نام بَعل رکھا تھا اُس کی پرستش کیا کرتے تھے حضرت الیاس نے اُنھین اللہ کے راستے کی ہدایت کی لیکن وہ اس بادشاہ کی بات مانتے تھے اور کسی کا کہنا نہ سنتے تھے اور اِس زمانہ مین بنی اسرائیل کے بادشاہ متفرق ہو رہے تھے۔ ہر ایک بادشاہ ملک کے ایک ایک حصہ مین بادشاہی کرتا تھا۔ اِس پر اس بادشاہ نے جس کے پاس حضرت الیاس تھے اُن سے کہا کہ جس راستہ کی تو ہدایت کرتا ہے میرے نزدیک وہ باطل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ فلان فلان بادشاہ کو مین دیکھتا ہون جو بنی اسرائیل کے بادشاہ ہین بتون کو پوجتے ہین مگر اُنھین کوئی ضرر نہین پہنچتا۔ وہ کھاتے پیتے ہین اور اُنھین دنیا کی چیزون مین کوئی بھی نقصان نہین ہوتا اور ہم جو تیرے طریق پر چلتے ہین تو بہ نسبت اُن کے کوئی بھی فضیلت حاصل نہین ہے یہ باتین سُنکر حضرت الیاس ؑ نے اُسے چھوڑ دیا پھر اُس بادشاہ نے بھی بت پرستی شروع کردی اور اُنھین بُت پرستون مین سے ایک بت پرست ہو گیا۔

اخاب کی زوجہ کا ایک ہمسایہ مومن کو قتل کر کے اس کا باغ لے لینا

یہ اخاب بادشاہ ظالم نہ تھا مگر اس کی ملکہ بڑی خدا ناترس تھی اس کے قصر کے پاس ایک شخص رہتا تھا جو مومن اور صالح تھا مگر وہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا اُس نیک مرد کا ایک باغ تھا اور یہ بادشاہ اُس مرد صالح سے محبت سے ملتا تھا لیکن ملکہ اِس بادشاہ کی بڑی خبیث النفس اور کافرہ تھی اُس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے یہ باغ

پسند ہے تم اس سے لے لو لیکن بادشاہ نے اُس کا کہنا نہ مانا اُس مرد صالح سے کچھ تعرض نہ کیا اس ملکہ کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا تو یہ موقع وقت کی منتظر رہی۔ جب بادشاہ کسی تقریب سے شہر کے باہر گیا ہوا تھا اُس مکارہ ملکہ نے اپنے دعوے کے موافق ایک شخص کو گواہ بنایا کہ اُس باغ والے نے بادشاہ کو گالی دی ہے اور یہ جھوٹا الزام لگا کر اپنے حکم سے اُسے قتل کروا دیا اور باغ پر اپنا قبضہ کر لیا جب بادشاہ آیا تو یہ واقعہ سُنکر وہ بہت ہی ناراض ہوا اور ملکہ کو بہت بُرا بھلا کہا وہ بولی کہ اچھا تو اب اس کا کیا علاج ہے۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ بادشاہ اور اُس کی ملکہ سے کہہ دو کہ وہ باغ اُس کے ورثا کے حوالے کر دیں ورنہ اُن پر اللہ تعالےٰ شانہ غصہ کریگا اور اُنہیں اسی باغ میں ہلاک کریگا اور اس باغ سے وہ بہت ہی کم فائدہ اُٹھانے پائینگے حضرت الیاس علیہ السلام نے یہ حکم بادشاہ کو سُنا دیا مگر اُن دونوں نے حق تعالےٰ شانہ کے حکم کی فرمان برداری نہ کی۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم کی بُت پرستی اور اُنپر قحط کی مصیبت اور حضرت الیاس کا فرشتہ صفت بننا اور شاگرد یسع

جب آپ کی قوم نے آپ کے حکم کی عزت نہ کی اور کفر و ظلم پر کمر باندھ لی تو آپ نے اُنکے واسطے بد دعا کی اللہ تعالےٰ شانہ نے تین برس تک اُن پر مینہ نہ برسایا جس سے اُن کے مویشی اور پرندے وغیرہ سب مر گئے اور درخت خشک ہو گئے اور مخلوق پر سخت مصیبت نازل ہوئی اور حضرت الیاس علیہ السلام بنی اسرائیل کے خوف سے کہیں جا چھپے لیکن اللہ تعالیٰ شانہ اُن کا رزق اُنہیں پہونچائے جاتا تھا۔ پھر وہ ایک شب کسی عورت کے پاس جو اسرائیلی تھی رہے اُس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام یسع بن اخطوب تھا وہ اُس وقت بہت

بیمار ہورہا تھا حضرت الیاس علیہ السلام نے اُس کے واسطے دعا کی وہ تندرست ہوگیا اور وہ حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ ہولیا اور اُن کی نبوت پر ایمان لایا حضرت الیاس علیہ السلام اِس زمانہ مین بوڑھے ہوگئے تھے اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر وحی کی کہ تیری بددعا نے میری مخلوق مین سے بہت لوگون کو ہلاک کردیا اور بہایم اور چوپائے اور پرندے بے شمار مرگئے اور قصور صرف بنی اسرائیل نے کیا تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے پروردگار کے حضور مین معذرت کی اور عرض کی پروردگار مجھے اجازت دے کہ مین ہی اُن کے لئے دعا کرون شاید وہ راہ راست پر آجائین۔ پھر حضرت الیاس علیہ السلام اُن کے پاس گئے اور قوم سے کہا کہ تم مین سے بہت لوگ ہلاک ہوگئے اور تمہارے گناہون کا وبال تمہارے چوپایون پر بھی پڑا اگر تم اِس امر کو جاننا چاہتے ہو کہ اللہ تعالےٰ شانہ تمہارے افعال سے ناراض ہے اور جو مین تم کو ہدایت کرتا ہون وہی حق ہے تو تم اپنے اصنام کو نکالو اور اُن سے دعا مانگو اگر وہ تمہاری دعا قبول کرلین تو یہی بات سچ ہے جو تم کہتے ہو اور اگر تمہارے بُت تمہاری حاجت روا نہ کرسکین تو جان لو کہ جس طریق پر تم چل رہے ہو وہ باطل ہے اور مین تمہارے لئے دعا کرونگا اور وہ پاک پروردگار جو لاشریک ہے اور سوا اُس کے کوئی حاجتون کا بر لانے والا نہین ہے تمہاری مُرادین بر لائیگا اور یہ سختی اور مصیبت جو تم پر ہے جاتی رہیگی وہ بولے کہ ہان بے شک یہ انصاف کی بات ہے پھر قوم اپنے بتون کو لیکے نکلی اور مرادین مانگین مگر پوری نہ ہوئین تو اُنھون نے حضرت الیاس علیہ السلام سے کہا آپ نے اللہ تعالےٰ شانہ کے حضور مین التجا کی اور پروردگار تعالےٰ شانہ نے اُسے قبول فرمایا۔ ناگاہ ایک ٹکڑا ڈھال کے برابر ابر کا پیدا ہوا اور سب کی نظرون کے سامنے بڑھنے لگا اور پھر ایسا برسا کہ تمام ملک سیراب و شاداب ہوگیا اور جو آفتین قحط سالی کے سبب سے اُن پر پڑی تھین وہ سب دور ہوگئین۔ لیکن اُن وعدہ خلافون نے پھر بھی اپنی بدافعالیون سے کنارہ کشی نہ کی۔ جب حضرت

الیاس علیہ السلام نے یہ حال مشاہدہ کیا تو آپ نے اپنے واسطے اللہ تعالےٰ شانہ
سے التجا کی کہ اُن کو دنیا سے نجات دی جاے چنانچہ اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت کی
دعا کے موافق اُن کو نور کا لباس عطا کیا اور کھانے پینے کی خواہش اُن سے دور
کردی جس سے وہ انسان ملکی صفات اور زمینی نسل فرشتہ سیرت ہوگئے اور اُس
بادشاہ اور اُس کی قوم پر ایک دشمن قوی کو مسلط کردیا جس نے اُنہین اور اُن کے
ملک کو فتح کرلیا اور اُسی باغ مین جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے بادشاہ اور اُس کی ملکہ
کو قتل کرڈالا اور اُن کی لاشین اُسی باغ مین گل سڑ گئین۔

ایک راوی یون بیان کرتا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام جب تنہائی سے
گھبرائے تو پہاڑ سے جہان آپ اُس بادشاہ جبار کے خوف سے روپوش تھے
نیچے اُترے اور یونس ذی النون کی مان کے گھر مین چھ مہینے تک چھپے رہے اُس
عرصہ مین حضرت یونس علیہ السلام شیر خوار تھے چھ مہینے تک حضرت یونس کی مان
بہت خوشی سے ان کی خدمت کرتی رہین بعد اس کے پھر حضرت الیاس پہاڑ پر گئے
اور حضرت یونس کی مان ان کی مفارقت سے بہت ملول ہوئین اس عرصہ مین یونس
علیہ السلام نے اتفاقیہ انتقال کیا تو اُن کی مان حضرت الیاس کی تلاش مین نکلین اور
پہاڑ پر ڈھونڈھتی پھرین آخرکار حضرت الیاس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت
یونس علیہ السلام کی والدہ نے عرض کی کہ اے الیاس مجھ کو تیری مفارقت سے
بڑا رنج ہوا اُس پر یہ اور غضب ہوا کہ میرا بیٹا یونس بھی مرگیا اب مصیبت نے غلبہ کیا
اور بلاؤن نے ہجوم اور تم جانتے ہو کہ میرا اُس کے سوا کوئی نہین۔ اب یہ التجا ہے
کہ تم اُس کے واسطے دعا کرو کہ میرا لڑکا یونس زندہ ہوجاے اور اِسی اُمید سے
مین نے اب تک اُسے دفن نہین کیا ہے۔ حضرت الیاس نے فرمایا کہ اس بات
مین مجھے حکم نہین ہے اور مین فرمان بردار ہون جیسا حکم ہوتا ہے ویسا کرتا ہون یہ سنکر

حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ رونے لگیں اور کمال تضرع وزاری کی۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اُن کو تسلی دی اور پوچھا کہ تمہارا بیٹا یونس کی دن کا مرا ہوا ہے اُنہون نے کہا سات دن ہوئے تو حضرت الیاس علیہ السلام بحکم خدا اُن کے ساتھ چلے اور ساتوین دن یونس علیہ السلام کے گھر مین پہونچے حضرت یونس علیہ السلام چودہ دن سے مُردہ پڑے ہوئے تھے حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی شرع کے موافق وضو کیا اور نماز پڑھی اور دعا مانگی اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت یونس علیہ السلام کو زندہ کر دیا پھر حضرت الیاس علیہ السلام اپنے مکان پر تشریف لائے تو اپنی قوم کو گناہون کے دریا مین غرق پایا حضرت الیاس علیہ السلام کو اس حالت کے مشاہدہ سے کمال صدمہ ہوا۔ سات برس کے بعد وحی ہوئی کہ اے الیاس غم نکر جو تو مجھ سے طلب کریگا مین تجھ کو دونگا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور مین التجا کی۔ کہ یا الٰہی میری تمنا یہ ہے کہ تو مجھ کو اس عالم سے اُٹھا لے اور میرے اکابر سے مجھ کو ملا دے مجھ کو بنی اسرائیل سے بہت رنج پہونچا ہے۔ حکم ہوا کہ اے الیاس ابھی وہ وقت نہین آیا ہے کہ مین زمین کو تجھ سے خالی کر دن لیکن تو اور درخواست کر مین قبول کرونگا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے پروردگار تعالےٰ شانہ سے التجا کی اگر مجھ کو دنیا سے اُٹھانا نہین منظور ہے تو سات برس تک پانی کا برسانا اور نہ برسانا میرے اختیار مین ہو جائے ارشاد ہوا کہ اے الیاس مین رحیم ہون اگرچہ بندے ظالم ہون پھر عرض کی کہ اچھا چھ برس تک کا اختیار دے پھر ارشاد ہوا کہ مین رحیم ہون۔ پھر عرض کیا کہ پانچ برس تک کا حکم ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ مین ارحم الراحمین ہون۔ اور یہ بات رحمت کی شان سے نہین ہے۔ خیر قوم کی عبرت کے لئے تین برس تک پانی کا خزانہ تیرے اختیار مین کئے دیتا ہون پھر حضرت الیاس نے عرض کی مین کس طرح رہونگا حکم ہوا کہ بعض طیور قوت لایموت تجھے پہونچاتے رہینگے حضرت الیاس نے عرض کی کہ اب مین راضی ہوا

بس پانی کا برسنا موقوف ہوگیا اور آدمی اور حیوان جملہ جاندار مرنے لگے حضرت الیاس خوش تھے اور قوم تباہ۔ آپ روپوش تھے اور قوم آپ کو تلاش کرتی پھرتی تھی جس گھر مین روٹی کی بو پاتے تھے گھس پڑتے تھے کہ شاید اس گھر مین الیاس ع ہین۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ جب تین برس قحط کو ہوچکے تو ایک دن حضرت الیاس ایک ضعیفہ عورت کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ تیرے پاس کچھ کھانا ہے۔ اُس نے کہا کہ تھوڑا آٹا اور تیل ہے حضرت الیاس نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اسمین برکت دے اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کی دعا سے دونون چیزین اتنی بڑھادین کہ اُس ضعیفہ کا گھر بھر گیا قوم نے جو اُس کے گھر مین یہ دونون چیزین اس بہتایت سے دیکھین اُس سے پوچھا کہ کل تیرے گھر کی وہ حالت تھی آج یہ سامان ہے اس کا کیا سبب ہے اُس نے صورت حال قوم کے سامنے بیان کردی لوگون نے کہا کہ ہو نہ ہو یہ دعا کرنے والے ضرور الیاس تھے قوم اُن کو تلاش کرتی ہوئی چلی کہ حضرت سے ملاقات ہو آپ وہان سے بھاگے اور ایک عورت کے گھر مین داخل ہوئے۔ اُس عورت کا ایک نوجوان بیٹا سخت بیمار تھا آپ نے اُسکے واسطے دعا کی اللہ تعالےٰ شانہ نے اُسے صحت عطا فرمائی اور اُس بیٹے نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور آپ کے ساتھ ہولیا جس جگہ حضرت تشریف لیجاتے وہ کفش برداری مین آپ کی رہتا۔ محققین مفسرین لکھتے ہین کہ وہ نوجوان حضرت الیسع ابن اخطوب تھے اسپر چند روز گذرے تو وحی ہوئی کہ اے الیاس تونے بہت بے گناہون کو ہلاک کیا ہے یعنی بہائم۔ طیور۔ ہوام وغیرہ بھی تیری بد دعا سے ہلاک ہوئے حضرت الیاس علیہ السلام نے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور مین عاجزی کی اور عرض کیا کہ اے میرے مالک مجھ سے قصور ہوا تو معاف فرما۔ اب مین قوم کے واسطے دعا کرون اور تو میری دعا کو قبول فرما اور اُن کو اس بلا سے نجات دے۔ ارشاد ہوا کہ تو دعا کر

مین قبول کرونگا۔ حضرت الیاس علیہ السلام قوم کے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بے شک تم نے بڑا رنج اُٹھایا اور تمہارے لوگ ہلاک ہو گئے بلکہ تمہاری شامت اعمال کا اثر بہائم اور طیور اور ہوام پر بھی پڑا جو بالکل بیگناہ تھے مگر افسوس ہے کہ ابھی تک تم اُسی خیالات باطلہ مین پڑے ہو اگر تم کو سمجھ ہو تو اپنے بتون سے پانی کی درخواست کرو اگر پانی برس جائے تو تم حق پر ہو اور اگر تمہارے بت پانی نہ برسا سکین تو میرے اللہ سے جو تمام عالم کا خالق و مالک ہے اُس سے عرض کرو دیکھو تو پانی برستا ہے یا نہین۔ الغرض بت تو معذور رہے اور اللہ تعالےٰ شانہ کے حکم سے پانی برس گیا آخر کار قوم نے اقرار کیا کہ ضرور ہم خطا کار ہین اور طریق باطل پر ہین اپنے افعال قبیح سے ہماری قوم کے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے اب تو ہمارے واسطے دعا کر۔ حضرت الیاس نے حضرت الیسع کو ساتھ لیکر دعا کی کہ فوراً ایک ٹکڑا اسپر کے برابر دریا پر نظر پڑا اُس نے ایسا پانی برسایا کہ بالکل بستی سیراب ہو گئی خشک کھیتیان ہری ہو گئین بنی اسرائیل خوش ہوئے مگر چونکہ نافرمانی اور سرکشی ان کی سرشت مین تھی پھر اپنی بات پر قائم نہ رہے ناچار ہو کر حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا مانگی کہ یا اللہ بنی اسرائیل کے قلوب قبول ہدایت کے لایق نہین ہین مجھے ایمان کامل کی ان سے امید نہین ہے اب مجھے ان سے جدا کر لے۔ ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان مقام پر حاضر ہو وہان تجھ کو جو سواری ملے اُس پر سوار ہو جائیو چنانچہ تاریخ معہودہ پر حضرت الیاس علیہ السلام حضرت الیسع کو ہمراہ لے اُس مقام پر پہونچے کہ دفعتاً ایک گھوڑا یا اونٹ آگ کا ظاہر ہوا یا اُس کا رنگ آگ کا سا تھا حضرت الیاس اُسپر سوار ہوئے حضرت الیسع نے پوچھا کہ مجھے کیا حکم ہے آپ نے کپڑے اپنے بدن کے اُتار کر اُن کی طرف پھینکے اِس سے یہ مُراد تھی کہ مین نے تجھ کو اپنا خلیفہ کیا۔ الغرض اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کی استدعا کے موافق اِس طرح اُن کو بنی اسرائیل سے جدا کر لیا اور کھانے پینے کی خواہش بھی اُن سے لے لی گئی اب وہ فرشتون کے ساتھ ہین

معالم مین ہے کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام ہر سال بیت المقدس مین آکے روزے رکھتے ہین۔ اور الیاس موکل ہین جنگلون پر اور خضر دریاؤن پر اور عرفات مین دونون ملتے ہین اور رمضان شریف مین باہم روزے افطار کرتے ہین اور صلحاے امت مصطفویہ سے ملاقات کرتے ہین جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہین کہ غزوہ تبوک مین واثلہ ابن اسقعؓ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ فرماتے ہین کہ ہم تھوڑی رات گذرے لشکر کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ دفعۃً ایک آواز حزین آئی کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ نِ الْمَرْحُوْمَۃِ الْمَغْفُوْرَۃِ الْمُسْتَجَابَۃِ لَھَا الْمُبَارَکَۃِ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حذیفہ اور انس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اِس درۂ کوہ مین جاؤ اور دیکھو یہ کس کی آواز ہے حضرت حذیفہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہما کہتے ہین کہ ہم نے جاکر دیکھا تو ایک نورانی شکل ریش سفید بزرگ جن کا لباس برف سے زیادہ سفید ہے بیٹھے ہین اور قد شریف اُن کا ہم سے دو تین ذراع بلند ہے ہم نے اُن کو سلام کیا اُنھون نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ تم بھیجے ہوے رسول اللہ کے ہو ہمنے کہا ہان۔ اللہ کی رحمت آپ پر ہو آپ کون ہین وہ بولے کہ مین الیاس پیغمبر ہون مکہ جاتا تھا کہ ایک لشکر فرشتون کا جسمین مقدمۃ الجیش جبریل ہین اور ساقہ میکائیل تمھارے ہمراہ نظر پڑا اُن دونون سردارون نے کہا کہ تمھارے بھائی محمدؐ رسول اللہ جاتے ہین اُن کو دیکھو اور سلام کرو پس تم لوٹ جاؤ اور میرا سلام پہونچاؤ اور کہو کہ مین آپ کی خدمت مین اِس لئے نہین حاضر ہوتا کہ مجھے دیکھکر آپ کے لشکر کے اونٹ بھاگین گے اور آدمی بھی ڈرینگے اگر آپ خود تشریف لائین تو بہتر ہے۔ حذیفہ اور انس رضی اللہ تعالے عنہما فرماتے ہین کہ ہم نے اُن سے مصافحہ کیا اُنھون نے انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ حذیفہ ابن الیمان صاحب سر رسول آخر الزمان ہین اور آسمان مین زمین سے زیادہ مشہور ہین اور اہل سموات انکو صاحب سر

رسول اللہ کہتے ہین وہ دونون صحابی حضرت کے حضور مین آلئے اور حضرت الیاس کا پیغام پہونچایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم درّہ کوہ مین تشریف لے گئے اور بعد مصافحہ اور معانقہ بیٹھے اور کلام کرتے رہے۔ اِس قصہ کو حاکم نے مستدرک مین بھی بیان کیا ہے اسناد اس حدیث کے ضعیف ہین اور ذہبی نے حاکم پر طعن کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قصہ کی صحت مین کچھ کلام نہین ہے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ مین مفصل بیان کیا ہے **الغرض** بعد تشریف لیجانے حضرت الیاس علیہ السلام کے اللہ تعالے نے **اجب یا اخاب** بادشاہ پر ایک دشمن قوی مسلط فرمایا کہ اُس نے گلستان مزدکی مین بادشاہ کو مع مسماۃ ازبیل اُس کی عورت کے نہایت ذلت و خواری سے قتل کیا اور لاش کو اُسی جگہ چھوڑدیا کہ ہڈیان اُن دونون کی گل سڑگیئن۔ ذکر حضرت الیاس علیہ السلام کا سورۂ والصافات مین ہے۔

حضرت الیسع ابن اخطوب علیہ السلام کے حالات

حضرت کا نسب شریف افرائیم بن یوسف علیہ السلام سے ملتا ہے ان کو اللہ تعالے شانہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کے قوم سے جدا ہونے کے بعد بنی اسرائیل کا پیغمبر کیا سب نے ایمان لائے اور احکام توریت بجا لانے لگے اور حضرت الیسع معجزات و خوارق عادات دکھانے لگے چنانچہ ایک مرتبہ اریحانے شکایت کی کہ ہمارے ہان پانی کھاری ہے آپ دعا فرمائین کہ شیرین ہوجائے آپ نے تھوڑا سا نمک دریا مین ڈالدیا وہ دریا کا دریا شیرین ہوگیا۔ ایک مرتبہ ایک بیوہ عورت نے قلت مال و فاقہ کشی کی شکایت کی اور کہا میرا خاوند نہایت مقروض ہے آپ نے پوچھا تیرے گھر مین کچھ ہے اُس نے کہا تھوڑا سا گھی ہے حضرت نے طلب کرکے ایک ظرف سے دوسرے ظرف مین کیا اُس عورت نے اپنا گھی اُٹھا لیا اور اِسی طرح کرنے لگی تو گھی بڑھنے لگا اور محلہ کے لوگ خریدنے لگے

اُس عورت کو بہت فراغت حاصل ہوئی اور اُس کے شوہر کا قرض ادا ہوگیا۔ آپ ایک عورت کے گھر گئے اُس کے اولاد نہ تھی آپ نے اُس کے واسطے دعا کی اللہ تعالےٰ شانہ نے اُسے بیٹا دیا وہ کچھ بڑا ہوکر مرگیا اتفاق سے آپ اُس وقت وہان آپہونچے اور اُس کے واسطے دعا کی وہ زندہ ہوگیا۔ ایک دن شاگردون نے کھانا پکایا بھولے سے اُس مین اندرائن کے پھل کا عرق ڈال دیا جب آپ کے سامنے کھانا آیا اور آپ نے کھانے کا قصد کیا تو اُس مین سے آواز آئی کہ مجھ مین زہر ملا ہوا ہے آپ نے تھوڑا سا آٹا اُس مین ڈالدیا زہر کا اثر جاتا رہا۔ ایک بادشاہ نے آپ کو قید کیا اور محبس مین رکھا اللہ تعالےٰ شانہ نے محافظین کو اندھا کر دیا آپ محبس سے نکل کر اپنے گھر چلے آئے۔ بادشاہ دمشق کو برص کا عارضہ لاحق ہوا اُس نے بنی اسرائیل سے ایک طبیب حاذق طلب کیا ان لوگون نے حضرت کو بھیجدیا آپ نے فرمایا کہ اس ندی مین غسل کر اُس نے غسل کیا عارضہ جاتا رہا اُس نے بہت کچھ زر و جواہر نذر کیا آپ نے واپس کیا لیکن مخفی طریقہ سے آپ کے خادم نے لے لیا حضرت کو اطلاع ہوئی آپ نے اُسے بددعا دی وہ عارضہ برص مین مبتلا ہوگیا **الغرض** آپ کی حیات تک بنی اسرائیل سرگرم عبادت رہے جب آپ نے وفات فرمائی تو پھر سب کے سب بیدین ہوگئے۔

عمر آپ کی چارسَو دوبرس کی ہوئی اور قریہ تسترمین دفن ہین اور بعض علما فرماتے ہین کہ جب آپ بنی اسرائیل کی مخالفت سے تنگ آئے تو ذوالکفل کو اپنا وصی کیا اور وفات فرمائی۔ ارباب تاریخ کہتے ہین کہ حضرت الیسع کی وفات کے بعد سات سَو برس تک کوئی نبی نہین ہوا بنی اسرائیل مین علماے توریت تھے وہ ہرچند وعظ کیا کرتے تھے مگر کوئی بات نہ مانتا تھا آخرکار اُس قادر قوی نے ایک قوم کو جو بلتا نا کہی جاتی تھی۔ تاریخ والے اُن کو عمالقہ اور جبابرہ کہتے ہین ان پر مسلط کیا سردار اُن کا **جالوت** تھا اور یہ سپہ سالار شداد بن عاد کا تھا اور یہ لوگ بڑے زور آور اور قوی ہیکل بلند بالا تندخو سخت رو

بقایا ے عادیون مین سے تھے اِن لوگون نے بہت بنی اسرائیل قتل کئے اور بہت سے لوگون کو وطن سے نکالدیا اور ہزارون کو قید کرلیا اور **تابوت سکینہ** چھین کر بابل کو لے گئے اُس وقت سرآمد بنی اسرائیل مضطرب ہوئے نہ کوئی پیغمبر تھا جس کے ذریعہ سے بارگاہ کبریا مین فریاد کرین نہ کوئی بادشاہ جس کے زور سے مقابلہ کرین اُس وقت ایک عورت حاملہ کے سوا اسبط نبوت مین سے کوئی شخص باقی نہ تھا اُس عورت کو بھی قید کر رکھا تھا اِس خیال سے کہ شاید اس کے بیٹی ہو اور وہ بدل کر اُسے بیٹا کرلے کہ وہ دعویٰ نبوت کرنے لگے اور اُس کے سبب سے امر معروف اور نہی عن المنکر مین گرفتار ہو جائین مگر منظور الٰہی یون تھا کہ پھر اِس قوم کے واسطے نبی مبعوث ہو تو اُس عورت کے دل مین یہ بات ڈالی گئی کہ وہ فرزند صالح وصاحب تقویٰ کی دعا کرے تو قبول کیجاے چنانچہ اُس عورت نے حالت قید مین پروردگار تعالےٰ شانہ سے فرزند صالح کی دعا کی اور اللہ تعالےٰ نے ویسا ہی فرزند عطا کیا ؎

گوہرے رخشندہ از برج نبوت رخ نمود	اخترِ تابندہ بر اوجِ رسالت زد علم

دعا قبول ہوئی اور فرزند نامی پسر گرامی پیدا ہوا مادر ضعیفہ نے اُس نور نگاہ نبوت کا نام اشمویل رکھا زبان عربی مین جسے اسمٰعیل کہتے ہین والد بزرگوار اِس نونہالِ باغِ رسالت کے ولادت کے پہلے وفات پا چکے تھے اب ان کو اللہ تعالےٰ شانہ نے خلعت نبوت عطا فرمایا۔

حضرت اشمویل علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ

شمویل بشین معجمہ ابن ریان ابن علقمہ یا ابن قاہث ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام ہین مگر صحیح یہ ہے کہ ان کے والد بزرگوار کا نام **بلقانا** تھا اور اولاد یوسف علیہ السلام سے تھے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہین کہ نام اِن کا شموائیل بروزن اسمٰعیل تھا اور معنی بھی

وہی ہین۔ ایک جماعت یہ کہتی ہے نام آپ کا صمویل بصاد غیر منقوط ہے چنانچہ کتب بنی اسرائیل مین اسی طرح ہے۔ آپ کے تولد کے قبل آپ کے والد بزرگوار نے وفات فرمائی اس سبب سے ایک رئیس قوم نے آپ کی پرورش کی اور ہر طرح کی تعلیم آپ کو دی۔ جب آپ چالیس برس کے ہوئے تو جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے شمویل تم کو اللہ تعالے لے شانہ نے بنی اسرائیل کا نبی کیا تم اس قوم کو دعوت الی الحق فرماؤ اور حکم جہاد پہونچاؤ اور عبادت اصنام سے منع کرو چنانچہ آپ قوم کے پاس تشریف لائے اور حکم پروردگار تعالے لے شانہ پہونچایا ایک جماعت نے تو از روے حسد و عناد یون کہا اِسْتَعْجَلْتَ بِالنُّبُوَّۃِ تو نے بڑی جلدی کی ابھی تو اس کا وقت نہین آیا ہے تیری نبوت کے بغیر اللہ تعالے لے شانہ کا کون سا کام بند پڑا ہے اور اگر تو اپنے دعوی مین سچا ہے تو پہلے ہمارے واسطے تو بادشاہ مقرر کر کہ جس کی امداد و اعانت سے ہم دشمنان دین کو دفع کرین اور یہی بات تیری رسالت پر دلیل اور معجزہ ہو گی یہ درخواست بنی اسرائیل نے اسواسطے کی تھی کہ حضرت شمویل مامور بہ قتال نہ تھے چنانچہ پروردگار تعالے لے شانہ نے اُن کی درخواست کا مضمون قرآن پاک مین ان لفظون سے بیان فرمایا ہے اور یہ مضمون سورۂ بقر مین ہے اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یعنی جب کہا بنی اسرائیل نے اپنے نبی کو کہ کھڑا کر دو یعنی قائم کرو ہمارے واسطے ایک بادشاہ کہ ہم اُس کے ساتھ ہو کر اللہ کی راہ مین دشمن سے مقابلہ کرین یہ معاملہ بیت المقدس مین ہوا۔ صاحب تفریح الاذکیا فرماتے ہین کہ بجسب واقع ملک و دین باہم دیگر متعلق ہین کیونکہ امر دین و نبوت اگر بے شوکت بادشاہی متمشی ہوتا تو کبراے بنی اسرائیل باوجود حضرت اشمویل علیہ السلام کے استدعار بادشاہ نہ کرتے۔ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ قصر دین کا استحکام اساس ملک سے مضبوط ہے اور خزانہ ملک کی حراست و

حفاظت احکام دین سے مربوط ہے ؎

نہ بے تخت شاہی بود دین بپاے	نہ بے دین بود بادشاہی بجاے

ولہذا عقلا کہتے ہین اَلْمُلْکُ وَالدِّیْنُ تَوْاَمَانِ ؎

نزد خرد شاہی و پیغمبری	چون دو نگین اند و یک انگشتری
گفتہ آنہاست کہ آزادہ اند	کین دو زیک اصل ونسب زادہ اند

یہ بے بضاعت محمد اکبر ابو العلائی داناپوری عرض کرتا ہے کہ تفریح الاذکیا کے مصنف علام نے یہ اصول کیونکر قرار دیا کہ ملک اور دین دونون توام ہین جہان دین ہے وہین ملک ہے اور جہان ملک ہے وہین دین ہے اس وقت بہت سی سلطنتین نصاریٰ کی ہین اور وہ سب دین سے جدا ہین اُن کے ہان دین کوئی شے نہین ہے پس یہ دعوی اُن کا کیونکر قائم رہ سکتا ہے۔ ملکی معاملات اکثر ایسے ہین کہ دیانت و امانت کی اُن مین کہین بو بھی نہین ہے۔ اس وقت کے شاہون کو نہ وعدون کا خیال ہے نہ انصاف کا رعیت پروری کا تو ذکر کیا پھر ایسی بادشاہی نبوت کی ترازو مین بیٹھکر کب نبوت کی ہم پلہ ہوسکتی ہے ہان وہ بادشاہی نبوت کے خدم وحشم مین شمار کی جاسکتی ہے کہ جس کی بنیاد اسلام پر ہو اور بادشاہ اوامر و نواہی کا پابند ہو قانون اُس کا قانونِ شریعت ہو دستور العمل اُس کا کتاب آسمانی اور احکام قرآنی ہون ایسی بادشاہی نبوت کے پیچھے پیچھے چلنے والی ہوسکتی ہے نبی کے دل مین انوار حقانیت ہوتے ہین اور اُس پر جبریل کی معرفت پروردگار کا سلام آتا ہے اور جتنے نبی حضرت آدم سے لیکر حضرت محمد مصطفےٰ علیہم السلام تک گذرے سب اللہ تعالےٰ شانہ کے دوست ہین اور معصوم ہین اور بادشاہ معصوم نہین ہے اور نہ جبریل علیہ السلام کسی بادشاہ کے مشیر ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا نہ بکجا + چونکہ حضرت شموئیل علیہ السلام مامور بہ جہاد نہ تھے اِس سبب سے بنی اسرائیل کو بادشاہی استعانت کی

ضرورت ہوئی اور بادشاہ قائم کرنے کا خیال ہوا اور واقعی اِس مقام پر ضرورت بادشاہ کی تھی بالجملہ حضرت شمویل نے فرمایا هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا یعنی تم سے یہ توقع ہے کہ اگر حکم ہو لڑائی کا تو نہ لڑو تم۔ وہ بولے کہ ہم کو کیا ہوا ہے کہ نہ لڑین اللہ کی راہ مین حالانکہ نکال دیا ہے ہم کو گھرون سے اور جدا کر دیا ہے بال بچّون سے لیکن بنی اسرائیل بھی عجب بودی قوم تھی جب حکم ہوا جہاد کا تو پھر گئے مگر تھوڑے آدمی اپنے اقرار پر قائم رہے اور اللہ کو معلوم ہین گنہگار۔ اخبار مین آیا ہے کہ جالوت ابن عملیق رئیس عمالقہ نے کہ بحر روم کے کنارے مابین فلسطین و مصر کے رہتا تھا اور اولاد سلاطین سے تھا اُس نے چالیس آدمی گرفتار کر لئے تھے اور اطراف کے شہرون پر بھی قبضہ کر لیا تھا وہان کے باشندے بھاگ کر بیت المقدس مین جمع ہوئے تھے اِسی بات کو بنی اسرائیل تعلیل قتال مین بیان کرنے لگے چونکہ سخن اُن کا حظ نفسانی سے علاقہ رکھتا تھا سعادت شہادت سے محروم رہے اگر یون کہتے کہ ہم کیون نہ جہاد کرینگے حالانکہ وہ کافر و مفسد ہین کہ ملکِ خدا مین اُن کے ہاتھون سے خرابی ہے اور بندگانِ حق ناحق قتل ہوئے ہین تو بے شک دولت جہاد سے محروم نہ رہتے۔

فائدہ۔ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ ترک جہاد ظلم ہے مین کہتا ہون کہ بیشک ظلم ہے اس لئے کہ جہاد کی علتِ غائی اِشاعت دین حقہ اور انسداد بت پرستی اور تہذیب نفس ہے اور اس امر کو ہر مہذب قوم پسند کرتی ہے اور کرتی جاتی ہے مگر کتب احادیث و فقہ مین اس مسئلہ کی تشریح کی ہے کوئی بات چھوڑی نہین ہے اور یہ مسئلہ تہذیب نفس اور امن خلایق اور رفاہ عام کے لئے نہایت مفید ہے اور اس دعوی کی دلیل یہ ہے کہ اہل تاریخ اِس بات کو خوب جانتے ہین کہ بعثت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قبل عرب کی کیا حالت تھی وہ مقدس مکان جس کو دنیا کے پہلے بت شکن نے خاص واحد لاشریک کی عبادت کے لئے بنایا تھا اچھا خاصا بتکدہ تھا تین سو ساٹھ بت کھڑے پج رہے تھے۔ اور سُنئے آدمی جو اشرف المخلوقات ہے وہ پتھر کے بتون پر جو آدمیون ہی کے ہاتھ کے ترشے ہوئے تھے قربان کئے جاتے تھے۔ کسی بُت پر چھوٹے چھوٹے معصوم شیر خوار بچے کباب کی طرح بھون ڈالے جاتے تھے تمدنی حالت ایسی خراب ہوگئی تھی کہ باپ سے بیٹا لڑرہا ہے مان سے بیٹی۔ مان بیٹے کی زوجہ باپ کے مرنے کے بعد بن گئی۔ نہ خدا کا خوف نہ قوم سے شرم۔ قبائل کی لڑائیان دو دو سو برس سے جو چھڑی ہوئی ہین جاری ہین صلح ہوتی ہی نہین۔ لاکھون عورتین بیوہ ہوگئین لاکھون بچے یتیم ہوگئے لاکھون بے بہا جانین تلف ہوگئین جن کا بدل ہو ہی نہین سکتا۔ اس طوفان بےتمیزی کی تمام ملک عرب مین آندھیان چل رہی تھین جس کے گرد وغبار نے تمام خطۂ عرب کو اندھیرا کردیا تھا پھر کوئی بادشاہ یا کوئی مجدد قوم ایسا نہ تھا کہ ان آندھیون کے جھوکون سے ملک اور قوم کو خرابیون اور صدمات سے بچا سکے آخرکار خود غیرت الٰہی نے اس کا انتظام فرمایا اور ان اُمّیون مین ایک نبی اولوالعزم خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنا محبوب اور صاحب الجہاد کرکے بھیجا اُس روے مبارک کے جمال کے پرتو نے تمام ملک عرب بلکہ جہان بھر کو انوار حقانیت سے روشن کردیا اور آپ کا جہاد بیماران کفر وشرک کے واسطے تریاق فاروقی کا کام کرگیا جتنی مہذب قومین ہین اگرچہ بعض وجوہ سے لب نہ کھولین مگر اس جہاد نے جس قدر دنیا کو فائدہ پہونچایا ہے دل ہی جانتا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ کم استعداد مُلّا جو ہر بات مین جہاد کا فتویٰ لکھ دیتے ہین وہ بالکل بے اصل ہے نہ اُسکی سند مین کوئی حدیث پیش کرسکتے ہین نہ کوئی فقہ کا حکم۔ جہاد کس بات پر ہوتا ہے کہ ملک کی

محصول کی شرح بہت بڑھ گئی ہے یا تو کم کرو نہین تو ہم جہاد کرینگے واہ کیا خوب جہاد ہے
جہاد نہ ٹھیرا دل لگی ٹھیری ہر جھگڑا بکھیڑا جو مزاج کے خلاف ہو بس جہاد قائم ہو گیا
اللہ کا شکر ہے کہ ہم **مسلمانون کا مذہب** سرتاسر انصاف اور راستی
اور دیانت و امانت سے بھرا ہوا ہے اگر کوئی مخالف یہ اعتراض کرے کہ فلان مسلمان
شراب خوار ہے اور فلان مسلمان دروغ گو ہے اور فلان مسلمان دغا باز ہے وقس علیٰ ہذا
تو ہم اُس کا جواب دینگے کہ دنیا مین بُرے بھلے ہر قوم مین ہوتے ہین یہ تو ممکن ہی نہین
کہ بُرون کا وجود دنیا سے معدوم ہو جاے **یورپ** کا ملک تو بڑا شائستہ ہے پھر
جس قدر فساد دنیا مین ہوتا ہے وہین کے شائستہ لوگ کرتے ہین - ہند یا عرب مین
کوئی مفسد گروہ ایسا پایا جاتا ہے کہ جس کے کل افراد نے بادشاہون کے قتل کا بیڑا
اُٹھایا ہو یا زہریلی چیزون کا ایسا اثر پھیلایا ہو کہ قوم کی قوم کو ہلاک کر ڈالا ہو ایسی
شائستگی کو ہمارا اسلام ہے یہ تو شہرت ہے کہ دنیا بھر مین اگر کہین تہذیب ہے تو یورپ
کے تختے مین سبحان اللہ - یورپ کے تختے مین کون لوگ بستے ہین **بادشاہون**
کے قاتل امیرون کے دشمن اور یہی بزرگوار آسمان ترقی کے تارے سمجھے
جاتے ہین اور انہین پر قوم کو ناز ہے **مسٹر گلیڈاسٹون** جو ابھی دنیا کے
ہرے بھرے باغ کو چھوڑ کر چلے گئے ہین کہتے تھے کہ دنیا مین جب تک قرآن ہے تہذیب
نہین پھیل سکتی - مین کہتا ہون کہ اُس عقل کے اندھے کو قرآن شریف کی تہذیب نظر ہی
نہ آئی اُس کے تعصب نے اُس کی آنکھون پر وہ پردہ ڈال رکھا تھا کہ باطل کے سوا
حق اُسے کبھی نظر ہی نہ آیا - اِس سبب بجماعت محمد اکبر نے قرآن شریف کی وہ آیتین
ایک کتاب مین جمع کر دی ہین جو امتناع فساد مین نازل ہوئی ہین اگر قرآنی احکام پر عمل درآمد
کیا جاے تو دنیا سے بُری باتون کا نام نیست و نابود ہو جاے ؎

گر نہ بیند بہ روز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اگر تمام جہان آفتاب کی روشنی سے انکار کرے تو کیا ہو سکتا ہے آفتاب اپنی روشنی
کے لئے آپ دلیل روشن ہے ع آفتاب آمد دلیل آفتاب +
الغرض جب حضرت شمویل علیہ السلام نے اُن کا یہ کلام سنا تو جناب باری تعالےٰ
شانہ مین عرض کی کہ یا الٰہی اِس قوم کے لئے کوئی بادشاہ مقرر فرما۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے
ایک **عصا** اور ایک **پیالہ** روغنِ قدس کا بھیجا اور حکم دیا کہ جو شخص تیرے گھر مین آئے
اور روغنِ قدس غلیان کرے اور یہ عصا اُس کے قد کے برابر ہو تو اِس روغن سے
سر اور مُنہ اُس کا چرب کر اور علم اور سلطنت اُس کی قوم مین قائم کر کہ بادشاہی اِس قوم کی
اُسی کو زیبا ہے۔ حضرت اشمویل علیہ السلام بحکم رب جلیل مطمئن ہو کر بیٹھے اور اکابر و اشراف
قوم اِن کے گھر مین آمد و شد کرنے لگے لیکن یہ روغن جوش زن نہ ہوا اور نہ عصا کسی کے
قد سے برابر پڑا آخر کار ایک روز ایک مرد سقّہ یا دبّاغ کہ اُس کا نام **ساول** اور قامت
کے سبب سے اُس کو **طالوت** کہتے تھے حضرت اشمویل کے گھر مین آیا بعض تفاسیر مین
نسب نامہ اُس کا یون تحریر ہے۔ ساول المعروف بہ طالوت ابن قیس ابن ضرار
ابن انس ابن عرف بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام اور سبب آنے کا یہ ہوا کہ اُس کے
باپ کا گدھا کھو گیا تھا تو ایک غلام کے ہمراہ اِس کو اُس کی تلاش مین بھیجا تھا اثنا سے
راہ مین حضرت اشمویل کا دولتخانہ اُسے ملا وہان اکابر شہر کا اجماع دیکھا اُس نے اپنے
غلام سے پوچھا کہ یہ گھر کس کا ہے غلام نے کہا کہ یہ ڈیوڑھی حضرت اشمویل علیہ السلام کی
ہے اُس نے کہا کہ چلو ہم بھی اپنے گم شدہ گدھے کا نشان آپ سے دریافت کرین شاید
کچھ نشان اُس کا ملجاوے چنانچہ طالوت نے قدم اپنا آپ کی ڈیوڑھی مین رکھا اور
اُدھر روغنِ قدس جوش زن ہوا حضرت اشمویل اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ عصا لیکر
اُس کے قد سے ناپا تو برابر نکلا ؎

چون قد ترا قیاس کردم	با سرو سہی برابر اُفتاد

حضرت شمویل نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی بادشاہی مبارک ؎

مژدہ کہ ایام بکامِ تو شد	خطبۂ اقبال بنامِ تو شد

آپ نے طالوت کے سر و رو پر روغنِ قدس ملا طالوت نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مجھ کو معلوم ہے کہ میرے خاندان مین کوئی بادشاہ نہین ہوا ہے اور میرا گروہ کمتر ہے بنی اسرائیل کے اور اسباط سے مین کیونکر ان کا بادشاہ ہوسکتا ہون حضرت شموئل نے فرمایا کہ اے طالوت دولت و مملکت سب کا مالک اللہ تعالےٰ شانہ ہے جس کو چاہے اُسے عطا فرمائے اور جس سے چاہے اُس سے چھین لے ؎

ملک وہ و ملک ستان اوست بس	راہ بہ حکمش نبرد ہیچ کس

طالوت نے کہا کہ مجھ کو کچھ نشان چاہیئے کہ جس سے میرے دل کی تسکین ہو جائے حضرت اشمویل نے فرمایا کہ اے طالوت جب تو اپنے گھر پہونچے تو دیکھ کہ تیرے باپ نے اپنا گم شدہ گدھا پایا یا نہین اگر پایا تو یہی نشان سلطنت ہے۔ طالوت جب گھر مین آیا تو کلام حضرت کا واقع کے مطابق پایا اور پھر دل سے امور سلطنت کے انجام دینے پر مصروف ہوگیا۔ حضرت اشمویل نے اشراف بنی اسرائیل کو طالوت کی بادشاہی سے خبردار فرمایا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا یعنی اللہ تعالےٰ شانہ نے طالوت کو تمہارے واسطے بادشاہ مقرر فرمایا۔ بنی اسرائیل تو ہٹی اور جھگڑالو ہمیشہ سے ہین کہنے لگے وہ کیونکر ہم پر حکومت کرسکتا ہے ہمارا حق اُس سے زیادہ ہے سلطنت مین وہ ایسا مالدار نہین وہ غریب کا پسر ہے غرض اُن کی یہ تھی کہ طالوت سبط مملکت مین سے نہین ہے اُس پر اُن کی دلیل یہ تھی کہ حضرت یعقوب نے یون دعا فرمائی تھی کہ نبوت نسل لاوی مین ہے اور سلطنت نسل یہودا مین ہے اور سبط طالوت فروترین اسباط مین ہے کیونکہ طالوت اولاد بنیامین مین سے ہے اور سلطنت اُس گھرانے مین نہین ہوئی وہ تو کھیت جوتا کرتا ہے اور قوم مین حقیر ہے قطع نظر اسکے سلطنت اور مالک یا تو نسب کے سبب ہوتا ہے

یا خزانہ کی وجہ سے اور طالوت ان دونون وجہون سے عاری ہے نہ سبط سلطنت
نہ صاحب مال ہے کہ سامان لشکر اور تہیہ اسباب جنگ کر سکے پھر کیونکر وہ ہم پر بادشاہ
ہوسکتا ہے حضرت اشمویل علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفَاہُ عَلَیْکُمْ وَزَادَہٗ
بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ
یعنی اللہ نے اُس کو پسند کیا تم سے اور زیادہ کشایش دی عقل مین اور بدن مین اور اللہ
دیتا ہے اپنی سلطنت مین جس کو چاہے اور اللہ کشایش والا ہے اور سب جانتا ہے حضرت
اشمویل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جلّ شانہ نے دو وصف اسمین ایسے رکھے ہین
کہ فی الحال کسی دوسرے مین نہین ہین اور وہ دونون صفتین بادشاہی کے واسطے نہایت
ضروری ہین اوّل صفت روحانی یعنی دانش کہ مراسم سیاست بے اُس کے جاری
نہین ہوسکتے جیسا کہ کہا ہے لَوْلَا السِّیَاسَۃُ بَطَلَتِ الرِّیَاسَۃُ یعنی اگر بادشاہ
صاحب سیاست نہ ہو تو پھر ریاست کی خیر نہین ملک کے ہر حصہ مین بغاوت اُٹھ کھڑی ہوگی
دوسری صفت یہ ہے کہ طالوت علم حرب یعنی فنون سپہ گری مین بے نظیر ہے پھر جسامت
بدن کہ اُس کے سبب سے لوگون کے دلون پر اُس کی عظمت قائم ہوتی ہے اور دشمن
پر اُسکا رعب بیٹھ جاتا ہے اور اُس وقت طالوت قوم بنی اسرائیل مین بڑا پہلوان زورآور
اور بلند بالا تھا آپ نے فرمایا قطع نظر ان سب باتون کے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
شانہ نے خود اُس کو پسند فرمایا ہے اور یہ ایک صفت ہزارون صفات سے بڑھکر ہے
پس جب اُس نے اپنے کسی بندہ کو کسی کام کے واسطے پسند فرمالیا تو کسی کو اُس مین
لا و نعم کا موقع نہین ہے

کسے زچون وچرا دم نمی تواند زد	کہ نقشبندی قدرت ورائے چون وچراست

لیکن باوجود اس کے کہ نبی نے کہا کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے اُسے پسند فرمایا ہے
کہنے لگے کہ اصطفا سے طالوت پر کوئی حجت بھی ہے اگر ہے تو وہ ہم کو دکھلایئے کہ ہمارے

دل کو تسکین ہو جاوے کہ ہم بخوشی خاطر اُس کو قبول کرلین۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرت اشموئیل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہدو کہ **تابوت سکینہ** جو عمالقہ تم سے چھین لے گئے ہین اگر اس کی کوشش سے تمہارے قبضہ مین پھر آجائے تو یہی بات اس کے اصطفا پر علامت اور حجت ہو گی۔

فائدہ۔ حقیقت تابوت سکینہ۔ جواہر التفسیر مین ہے کہ یہ تابوت ایک صندوق ہے چوب شمشاد یا صندل کا تین گز کا طویل اور دو گز کا عریض اِس کو اللہ تعالےٰ شانہ نے آدم علیہ السلام کے واسطے بھیجا تھا اُس مین **انبیا علیہم السلام** کی تصویرین تھین اور ہر تصویر کے لئے ایک خانہ تھا اور سب سے آخر کے خانہ مین حضرت سرور عالم فخر اولاد آدم سیدنا و مولانا **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** کی شبیہ مبارک تھی اور وہ سرخ یاقوت کے خانہ مین تھی ع صورتت می بینم و حیران معنی می شوم ؎

تھے بھرے اُس مین کمالات کے اوصاف سبھی ‏ ‏ ‏ ‏ ایسی تصویر کسی نے کبھی دیکھی نہ سنی

کشف الاسرار مین لکھا ہے کہ جمال مبارک حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اِس طرح بنایا تھا گویا آپ نماز مین کھڑے ہین اور ایک زیبا مو و خوش رو باعزت و مہابت جانب دست راست ہے اُس کی پیشانی پر لکھا ہے **هٰذَا اَوَّلُ مَنْ تَبِعَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ** یہ صورت تھی **حضرت صدیق اکبر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور جانب دست چپ ایک مرد باقوت و مہابت و صولت و شوکت استادہ تھا اُس کی لوح جبین پر لکھا ہوا **لَا یَاخُذُهُ اللّٰهُ فِیْ لَوْمَةِ لَائِمٍ** یعنی نہین پکڑیگا اللہ اُسے کسی برائی کے سبب سے یہ صورت حضرت **فاروق اعظم عمر** رضی اللہ عنہ کی تھی اور پشت پر ایک مرد باحیا و باوقار بکمال عزت و افتخار سر جھکائے کھڑا ہے اور ناصیہ مبارک پر تحریر ہے **بَارٌّ مِّنَ الْبَرَرَةِ** یہ نقش جمال حضرت **عثمان ذی النورین** رضی اللہ عنہ کا تھا اور حضور پُر نور کے روے مبارک کے سامنے ایک جوان باشوکت و شجاعت شمشیر حمائل کئے ہوئے

کمر بستہ مستعد کھڑا تھا اور اُس کی جبین نور آگین پر رقم ہے هٰذا اَخُوْهُ وَابن عَمِّهِ المؤيد
بِنَصْرِ الله عَزَّ وَجَلَّ یہ حلیہ مبارک حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا تھا اور گرداگرد اعمام و
اصحاب و نقبا اور لشکر عظیم الشان مہاجرین و انصار حلقہ کیے ہوئے تھے رضوان اللہ علیہم

شہسوارِ حسن بین سرخوش بمیدان آمدہ	صد سپاہ از دلبران بہر تماشا صف زدہ

القصہ اسی طرح ہر ایک پیغمبر کی صورت اُس کے خواص و خلفاء و اوصیا کے ساتھ اُس تابوت مین تھی اور یہ تابوت حضرت آدم علیہ السلام پر اُس وقت نازل ہوا تھا جب حضرت شیث علیہ السلام سے محافظت نور احمدی و جمال محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا عہد و میثاق لیا گیا تھا اور وہ عہدنامہ حضرت شیث علیہ السلام کے سپرد کیا گیا تھا اور وہ تابوت سکینہ مین تھا اُس عہد مین یہ دستور تھا کہ جو شخص اولاد آدم علیہ السلام سے مظہر اس نور کا ہو وہی شخص بطناً بعد بطنٍ حامل اِس عہد کا رہے اور ہر قرن مین اپنے اپنے وارثون کو باخذ عہد و پیمان سپرد کیا کرے چنانچہ حضرت **شیث** علیہ السلام کے عہد سے تازمان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اسی طریق پر رہا کہ جو شخص مظہر نور محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم ہوا **تابوت سکینہ** اُسی کے پاس رہا جب قیذار بن اسمٰعیل جوان ہوئے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے عہدنامہ حسب معمول لکھوا کر اُس تابوت مین رکھا اور قیذار کو سپرد کیا بعد وفات حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مابین اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام و اولاد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام خصومت پیدا ہوئی اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام کا یہ دعویٰ تھا کہ **نور محمدی** صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم تمہارے گھر مین ہے اور ہم لوگ اُس سے محروم ہین اب **تابوت سکینہ** ہمارے حوالہ کردو مگر قیذار نے نہ دیا وہ خاموش ہو رہے بعد چند روز کے قیذار نے خواب دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ **تابوت** سکینہ کو کنعان مین لیجا اور یعقوب ابن اسحٰق کے حوالہ کردے چنانچہ قیذار نے

تابوت سکینہ کو کنعان مین پہونچا دیا کہ تا زمان حضرت موسیٰؑ اُن مین رہا حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کے سپرد کیا اُن سے حضرت الیسع کو پہونچا جب عمالقہ بنی اسرائیل پر غالب ہوئے تو وہ تابوت سکینہ کو بھی چھین کر لے گئے اپنی اس بدقسمتی پر بنی اسرائیل اکثر رویا کرتے تھے یہ روایت صحیح ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ سکینہ مثل گربہ تھا اور مجاہد کے نزدیک چہرہ اُس کا مانند چہرہ گربہ تھا اور آنکھین مثل مشعل روشن و تابان تھین کہ اُن کے دیکھنے سے خوف آتا تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے روایت ہے کہ سکینہ ایک ہوا تھی اُس مین دو سر تھے اور چہرہ انسان کا تھا۔ اور ایک روایت حضرت ابن عباس سے ثابت ہوتا ہے کہ سکینہ روح تھی من جانب اللہ کہ وقت اختلاف قضایا حکم کرتی تھی اور قتال کے وقت جب اُس کو سامنے کر لیتے تو فتحیاب ہوتے۔ اور سدی سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک تابوت سونے کا وزنی جبہ لاکھ سات سو مثقال کا بنوایا تھا اور اُس مین طشت تھا جسمین پیغمبرون کے قلب دھوئے گئے تھے اور ترنجبین اور الواح توریت کے ٹکڑے اور عصائے موسیٰ اور اُن کی جوتیان جو پہنے ہوئے طور پر جاتے ہوئے اور اُتروا دی گئی تھین اور حضرت ہارون کا عمامہ بھی رکھا ہوا تھا اسی کا اشارہ ہے اِس آیہ شریفہ مین وَبَقِیَّۃٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسیٰ وَاٰلُ ھٰرُوْنَ الخ سو اُس کو بنی اسرائیل لڑائی کے وقت سردار فوج کے آگے رکھ کر دشمنون پر حملہ کرتے تھے تو اللہ تعالےٰ شانہ فتح دیتا تھا جب بنی اسرائیل کی نیت مین فساد آیا تو وہ تابوت عمالقہ چھین لے گئے اور اپنے بت خانہ مین لا کر رکھ دیا مگر تمام بُت گر پڑے صرف ایک بت سونے کا جو مرصع بجواہر تھا باقی رہا صبح کے وقت اُس قوم کے سردار جب پوجا کے لئے آئے تو یہ حال دیکھا اور سخت متحیر ہوئے اور تابوت سکینہ پر اُس بت کو بٹھلا کر چلے گئے جب پھر صبح کو بتخانے مین داخل ہوئے تو وہی حال نظر پڑا بُت نیچے تھا اور تابوت اوپر اور بھی

متعجب ہوئے تو اب کی بار بُت کو لوہے کی میخون سے تابوت پر جڑ دیا جب دوسرے دن
دروازۂ بیت الصنم کھُلا تو دیکھا کہ ہاتھ پاؤن اُس بُت کے کٹے ہوئے ہین اور بُت نیچے
اور تابوت اُس کے اوپر ہے کمال مضطرب اور متحیر ہو کر ایک بنی اسرائیل سے پوچھا
اُس نے جواب دیا کہ یہ تابوت بنی اسرائیل کے خدا نے بھیجا ہے بُت کدہ اس کی جگہہ
نہین ہے اگر چند روز یہ بتخانے مین رہ گیا تو تمام بتون کا نام و نشان مٹ جائیگا جب یہ
بات سُنی تو عمالقہ نے تابوت کو ایک گاؤن کی حد مین دفن کر دیا اُس گاؤن کے لوگ
سب مر گئے پھر وہان سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھا اُس گاؤن کے آدمیون پر بھی وہی بلا
پڑی غرضکہ اسی طرح پانچ شہر ویران ہو گئے پھر ایک مزبلہ کے پاس دفن کر دیا تو جو شخص
وہان رفع حاجت کو گیا وہ مقام مستور کے عوارض سخت مین مبتلا ہو گیا ان عارضون سے
بھی بہت سی خلقت مری تو ناچار ہو کر اُس کو بیلون پر لاد کر ہانک دیا اللہ جلّ شانہ نے ملائکہ
کو حکم دیا اُنھون نے اُن بیلون کو حضرت **اشمویل** علیہ السلام کے گھر پر پہونچا دیا بعض
مورخ کہتے ہین کہ اس روایت مین ضعف ہے **بعض** کا یہ قول ہے کہ اُس تابوت کو
سکینہ اس وجہ سے کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کے دل کا سکون اور اطمینان اُس کے سبب سے
تھا اور فتح و ظفر اور غلبہ و نصرت اُن کی اس کے سبب سے تھی اسی سبب سے جنگ کے
وقت اُس کو لشکر کے آگے رکھتے تھے اور جب تک تابوت چلتا لشکر اُس کے پیچھے جاتا جب
محل فتح پر پہونچتے تو وہان تابوت ٹھیر جاتا اور سکینہ تابوت کے اندر سے آواز کرتا یا ایک
سر تابوت سے باہر نکل کر ہاتھون کو حرکت دیتا کہ دشمن اُس کو دیکھکر بھاگ جاتے۔
حضرت **مرتضیٰ علی** علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکینہ کا چہرہ آدمی کے چہرہ کے مثل تھا
اور اُس کے دو بازو تھے کہ جنگ کے وقت اُس مین سے ایسی ہوا نکلتی کہ دشمن
خوف ناک ہو کر بھاگ جاتے۔ اور بعض کی یہ تحقیق تھی کہ سکینہ ایک طشت تھا کہ
جس مین **انبیا** علیہم السلام کے دل دھوئے گئے تھے۔ اور زاد المسیر مین لکھا ہے کہ

کہ سکینہ ایک روح ناطقہ تھی خدا کی طرف سے جب بنی اسرائیل باخود باکسی امر مین اختلاف کرتے تو اِس تابوت کے پاس آکر بیان کرتے وہ روح ناطقہ اُس مین سے جواب دیتی کہ اُن کا شبہ رفع ہوجاتا۔ تفاسیر معتبرہ مین لکھا ہے کہ اب وہ تابوت مع عصاے موسیٰ علیہ السلام بحیرۂ طبریہ مین ہے اور قبل از قیامِ قیامت ظاہر ہوگا اور اسی تابوت کا اشارہ آیۂ قرآنیہ مین ہے وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ **ترجمہ** اور کہا اُن کو اُن کے پیغمبر نے (یعنی حضرت اشمویل نے) تحقیق کہ نشان اُس کی بادشاہی کا یہ ہے کہ آوے تمہارے پاس تابوت کہ جس مین تمہارے دل کا آرام ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے اور بقیہ تبرکات کا کہ چھوڑ گئے ہین اُسے آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون علیہما السلام اور اُٹھاتے ہین اُس کو فرشتے ہر آئینہ اِس صورت مین نشان ہے تمہارے لئے اگر ہو تم یقین کرنے والے۔

فائدہ۔ اس آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ انبیا اور اولیا کے آثار و تبرکات کی تعظیم و تکریم کرنی اور دین و دنیا کی حاجتون مین اُن سے توسل کرنا اور ادب و تعظیم سے اپنے پاس رکھنا حصولِ مرادات اور دفع بلیات کے واسطے تاثیرِ عظیم رکھتا ہے اور انکار اِس کا جہل ہے اِس لئے کہ کتاب و سنّت دونون اسکے اباحت مین ناطق ہین۔ حضرت مولٰنا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی مسئلہ کے جواب مین ارشاد فرماتے ہین کہ تبرک بہ آثار صالحین شعار دین است قدیماً و حدیثاً و از کتاب و سنت انکار و کلام دران غیر از الحاد و زندقہ چہ توان گفت و در قرآن مجید وارد است یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ فقیر محمد اکبر ابو العلائی عرض کرتا ہے کہ تابوت سکینہ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتیان بھی تھین اور یہ بات ثابت ہے کہ ملائکہ اُسے اُٹھاتے

تھے پھر اگر اس عہد مین نعلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کسی کے پاس ہو اور مسلمان اُس کی زیارت کرین اور بوسہ دین اور اپنے سر پر رکھین تو کیا قباحت ہے **کتاب اللہ** کی سند موجود ہے آیت پڑھ لو اور اُس کی تفسیرین دیکھ لو۔

بعض اہل اسرار فرماتے ہین کہ تابوت سے مراد دل ہے اور سکینہ سے مراد صفاتِ پسندیدہ ہے پس تابوتِ دل جب لشکر جالوت نفس امارہ کے ہاتھ لگا تو اولاد یعقوب علیہ السلام کہ بمنزلہ روح تھی ذلیل و مغلوب ہوگئی پھر جب تابوتِ دل اپنے مقرپر آجائے تو علامتِ سلطنتِ طالوت کہ عالم باطن مین نفس مطمئنہ ہے قایم ہو اِنَّ فِی ذٰلِکَ **لَاٰیَۃً لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ واقعی اہل اسرار** کی یہ توجیہہ بہت درست ہے اس لئے کہ اُس اُمت کا سکینہ تابوت مین تھا اور اِس اُمّتِ مرحومہ کا سکینہ دل مین ہے جیساکہ پروردگار تعالےٰ شانہ قرآن پاک مین ارشاد فرماتا ہے هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور یہ تابوت بدن انسانی اُس تابوت سے افضل ہے اِس دلیل سے کہ وہ آیت ظاہر تھی اور یہ آیت باطن اُس کے حامل ملائکہ تھے تحملہ الملائکۃ اور اس کا حامل لطفِ حق ہے جیساکہ ارشاد ہوا وحملناھم فی البرّ والبحر اُس تابوت کو دشمن دین چھین لے گئے اور اِس تابوت پر دشمن حق کا دسترس نہین اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ عَلَیۡهِمۡ سُلۡطَانٌ اُس پر سوائے حق کے کوئی سلطان نہین وہ تو ایک خلوتخانہ حق ہے اور کسی کو گنجائش نہین لَا یَسَعُ فِیۡهِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ۔

الغرض جب تابوت بنی اسرائیل مین پھر آیا تو حضرت اشمول علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہاکہ اب طالوت تمہارا بادشاہ ہے سب نے کہا کہ ہم طالوت کی بادشاہی سے راضی ہین پس طالوت اسباب جہاد مہیا کرکے مستعد جنگ ہوا اور سب قوم بنی اسرائیل اُس سے رضامند ہوکر ساتھ دینے کو طیار ہوئی اُس نے کہا کہ مین نہین چاہتا کہ وہ لوگ میرے ساتھ چلین جنہون نے کوئی گھر بنانا شروع کیا ہے اور دل اُن کا اُس کے اتمام پر

متعلق ہے یا تھوڑے دنون سے اُس نے بیاہ کیا ہے اور ہنوز اپنی عورت سے فائدہ نہین اُٹھایا ہے یا وہ سوداگر ہے اور متاع تجارت اُس کے پاس ہے اور دل اُس کا خرید و فروخت پر مائل ہے یا وہ قرضدار ہے اور اُس کو اداے قرض کا دغدغہ ہورہا ہے بلکہ جوانِ بانشاطِ فارغ دل کہ رشتۂ تعلق اُس کا سب طرف سے ٹوٹا ہوا ور خیالِ اہل و بیگانہ اور اندیشۂ خویش و بیگانہ دامن ہمت مین نہ لگا ہو صرف دشمن کے مقابلہ کا شوق ہو وہ میرے ساتھ چلین چنانچہ اس طرح کے ستر یا اسّی ہزار مرد جرار آراستہ و پیراستہ ہو کر روانہ ہوئے ؎

درست و تنومند و زور آزما	دلیر و عدو بند و کشورکشا
بہ تندی چو آشفتہ پیلانِ مست	ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست

فوج آراستہ و پیراستہ **طالوت** کے درِ دولت پر حاضر ہوئی اِس زمانہ مین گرمی کی ایسی شدت تھی کہ آہن تابِ آفتاب سے موم کی طرح پگھلا جاتا تھا ؎

فلک چون شمعِ کافوری فروزان	ز تابش خلق چون پروانہ سوزان
شدہ خون از حرارت در بدن خشک	چو در نافِ غزالان ختن مشک

طالوت مع لشکر بہ فرمان حضرت اشمویل پیغمبر علیہ السلام باہر نکلا تو غلبہ تشنگی سے فوج کے لوگ سخت سراسیمہ اور پریشان ہوئے اور بولے کہ اے **طالوت** ہوا بہت گرم ہے اور ہمارے ساتھ پانی اتنا نہین ہے کہ ہم کو کفایت کرے خدا سے درخواست کر کہ ایک بدلی پانی کی راہ مین ظاہر ہو کہ اُس کے سبب سے قطع مسافت ہو سکے ورنہ سخت مشکل ہے ہرگز راہ طے نہ ہو سکیگی۔ **طالوت** نے بطریق الہام یا باعلام حضرت اشمویل یا از روے وحی بقول بعض علماے کرام جو اُس کی نبوت کے قائل ہین جواب دیا۔

قال اللہ تعالیٰ شانہ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهٖ ۚ ترجمہ یعنی اللہ

تم کو آزماتا ہے ایک نہر سے پھر جس نے پانی پیا اُس کا وہ میرا نہین ہے اور جس نے اُس کو نہ چکھا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھر لے ایک چلّو اپنے ہاتھ سے یہ دریا فلسطین کا تھا اور بعض کہتے ہین یہ دریاے اردن تھا۔ چنانچہ ایک منزل تو پانی نہ ملا پھر اردن اور فلسطین کے بیچ مین ایک نہر ملی اور اللہ تعالیٰ شانہ کو آزمایش منظور ہوئی کہ فرمان بردار کون ہے اور نافرمان کون ہے۔ طالوت نے تاکید کردی کہ ایک چلّو سے زیادہ جو کوئی پیئے میرے ساتھ نہ آوے اور وہ سعادت جہاد سے محروم ہے مگر جس وقت لشکری آدمی ندی پر پہونچے شدّت عطش سے ندی پر ٹوٹ پڑے فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ یعنی بھر پی گئے اُس کا پانی مگر تھوڑے لوگ اُن مین سے ایک چلّو مین سیراب ہوگئے اور وہ تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمی تھے اور جن لوگون نے حرص سے زیادہ پیا اُن کے ہونٹھ فوراً سیاہ ہوگئے اور پیاس کی شدت ہوئی کہ وہ دریا کے کنارے ہی پڑے رہے کہ جہاد کی شرکت سے محروم رہے شریک نہ ہوسکے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ اکثر لوگ اُنہین سے فوراً مر گئے براء ابن عازب رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج کے روز شمار مین اصحاب طالوت کے برابر ہو کہ نہر سے گذرے تھے۔ اور اخبار مین وارد ہے کہ انبیاء مرسل بھی اسی شمار پر ہوئے ہین۔ تفسیر تیسیر مین ہے کہ ہرگاہ آب حلال دریاک کے شرب سے بوجہ عدول حکمی امام جہاد کے ایک جماعت کثیرہ مردود ومطرود ہوگئی تو اُن کم بختون کی کیفیت کیا ہو گی جو خدا اور اُس کے رسول کے حکم کے خلاف سود خواری کرتے ہین اور یتیمون کا اور چوری کا اور حرام کا مال کھاتے ہین۔

فائدہ۔ اہل اسرار اس مقام پر دنیا اور اہل دنیا کی ایک مثال بیان فرماتے ہین کہ قوم طالوت اہل سلوک ہین اور لشکر جالوت نفس وہوا اور جو سے آب روان مال ومتاع دنیا ہے پس جو شخص اپنے دل کو متاع دنیا سے زیادہ متعلق کریگا استسقاے حرص

مین گرفتار ہوگا ہرچند دُو چند سہ چند طلے رغبت و خواہش بڑھتی ہی جائیگی جہانتک بڑھے ہرگز تسلی اور اطمینان نہ ہوگا ؎

کاسۂ چشم حریصان پر نشد — تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد

ایسا آدمی لب نہر دنیا پاؤن توڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور نفس و ہوا سے مقابلہ نہین کرسکتا لیکن جو جوانمرد دنیا سے اعراض و احتراز کرتا ہے اور بقدر ضرورت متاع دنیا سے کچھ لے لیتا ہے وہ بے شک زاہدون کی صف مین ایک عزت کی جگہ پر کھڑا ہوا نظر آتا ہے اللہ تعالےٰ شانہ اُسے اپنے دولت قرب سے محروم نہین رکھتا اور تمام دنیا سے اُسے بے نیاز کردیتا ہے اور خاص اپنا نیازمند بنا لیتا ہے ؎

قناعت تونگر کند مرد را — خبر کن حریص جہان گرد را

مجاہدے کے میدان مین ایسا مرد چاہئے کہ دامن دل کو گرد تعلقات دنیا سے پاک رکھے اور نہال موعظت لا یغرنکم الحیوٰۃ الدنیا کو حدیقہ اعمال و اقوال مین قائم کرے اور آب اشک خوف باری تعالےٰ شانہ سے اُس کو سبز و خرم رکھے اور دنیا کو فانی سمجھے اور خود اُس مین مسافرون کی طرح بود و باش رکھے اور ہر وقت ہوشیار رہے کہ مالک کی حضوری سے غیر حاضر نہ ہو اور اُسی سے دل کو لگائے رکھے اور بطور دعا یہ رباعی اپنے ورد مین رکھے ؎

جانان لبم از ذکر تو خاموش مباد — یادِ تو ز خاطرم فراموش مباد
ہر جا ز شمائلت حدیثے شنوم — ذراتِ وجودِ من بجز گوش مباد

اور اس مکارہ کے دام فریب سے خبردار رہے کہ اِس نے کسی سے وفا نہین کی اور زمانۂ ماضی و حال پر نظر کرجاے کہ اس نے اپنے عشاق پر کیا کیا ظلم و ستم کئے ہین اور اُن کو کہین کا نہ رکھا اور اللہ تعالےٰ شانہ سے التجا کرے کہ وہ پاک پروردگار دنیا کی طرف سے اس کے دل کو پھیر کر اپنی طرف کرلے اور اپنے اولیا کی سی آنکھین اور اُنکا سا دل اسے کرامت فرماے اور اُس کے مکرون سے اسے بچاے رباعی

دنیا بہ نگاہ چشم بینا نفسے ہیہات کہ ہر کسے برائے نفسے	رفعت بخدا قسم کہ آنہم قفسے ہم در قفسے و ہم بہ دام ہوسے

رباعی

دنیا مطلوبِ طالبِ دین نشود بارِ دلِ عارف نشود جلوۂ دہر	شیدائی آن شیفتۂ این نشود آئینہ زعکسِ کوہ سنگین نشود

کلام ہے اور یہ ہے دلون کا پاک کرنے والا۔ خیالات کا روشن کرنے والا۔ گمراہون کو شاہراہِ ہدایت پر لانے والا وھو ھٰذا الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب دنیا ایک مردار شے ہے اور اُس کا طلب کرنے والا کُتّا ہے۔ اور دوسری حدیث مین یون ارشاد ہوا ہے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر دنیا مومن کے لئے دوزخ ہے اور کافر کے لئے جنت۔ ایک دوسرے مقام پر یون فرمایا گیا کن فی الدنیا کانک غریب او عابرِ السبیل۔ دنیا مین اس طرح رہ جیسے مسافر سرا مین رہتے ہین یا اس طرح جیسے راستہ چلنے والے۔ اس بے وفا سے کبھی دل نہ لگائے اس کی سرشت مین وفا نہین الغرض دنیا کے طالبون نے لشکر سے بھاگنا شروع کیا۔ معالم مین ہے کہ طالوت کے لشکر مین ستّر ہزار آدمی تھے اُس مین چار ہزار پار ہوے چھیاسٹھ ہزار ندی کے اسی کنارے پر رہ گئے جو پار اُتر آئے تھے اُن مین بھی تین ہزار چھ سو ستاسی آدمی کہنے لگے کہ آج کے دن ہم کو جالوت کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی قوت نہین ہے فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ لَا طَاقَةَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ پھر جب طالوت اور جو لوگ اُس کے ساتھ تھے ایمان والے دریا کے پار ہو گئے تو جالوت کا اور اُن کا مقابلہ ہوا جالوت کا ملک مین بڑا دبدبہ تھا تو جب بنی اسرائیل نے اُس کی شوکت دیکھی تو اُن مین اکثر لوٹ پڑے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور کہا کہ آج تو ہمین جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کی طاقت نہین ہے اور اس کثرت سے فوج بھاگی کہ طالوت کے پاس صرف

تین سو دس سے کچھ اوپر لوگ رہ گئے جو اہل بدر کی تعداد تھی پھر جب بھاگنے والے بھاگ گئے تو وہ لوگ جن کو خیال تھا کہ ایک روز خدا کے حضور مین حاضر ہونا ہے بولے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑے لوگ بہت بڑی فوجون پر غالب آگئے ہین اور اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ ہے اور مددگار ہے۔ قَالُوا الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا اللّٰهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ان ثابت قدمون مین ایشا۔ داؤد کا باپ بھی تھا اور اس کے تیرہ بیٹے بھی تھے اور داؤد اُن سب مین چھوٹے تھے اُن کا باپ اسی وجہ سے اُن کو جانور چرانے کیلئے گھر پر چھوڑ گیا تھا اور کہہ گیا تھا کہ اُن کے میدان جنگ مین کھانا پہونچایا کرین حضرت داؤد نے ایک مرتبہ اپنے باپ سے کہا تھا کہ مین اپنی گوپھن سے جب کسی کو مارتا ہون تو میرا نشانہ خطا کرتا ہی نہین - پھر ایک مرتبہ اور اپنے باپ سے کہا کہ مین پہاڑون مین گیا تھا وہان مین نے ایک شیر کو بیٹھا ہوا دیکھا اور اُس پر بے بیم وہراس جاکر سوار ہو گیا اور دونون کان پکڑ لئے - پھر ایک مرتبہ اور آکر بیان کیا کہ مین جب کبھی پہاڑون پر جاتا ہون اور وہان تسبیح پڑھتا ہون تو کوئی پہاڑ ایسا نہین ہوتا جو میرے ساتھ تسبیح نہ پڑھتا ہو اُنکے باپ نے کہا تو خوش ہو یہ بہت اچھی بات ہے جو خدا نے تجھے عطا فرمائی ہے - یہ سب باتین حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت کی نشانیان تھین -

حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت اور حضرت اشمویل علیہ السلام کا اُن کو زرہ پہنانا اور اُنکے قد پر درست آنا اور اُن کا جالوت کو قتل کرنا

پھر اللہ تعالے شانہ نے اُس نبی کے پاس جو طالوت کے ساتھ تھا یعنی حضرت اشمویل علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ جالوت ایشا کے ایک بیٹے کے ہاتھ سے مارا جائیگا

اور ایشا ایک برگزیدہ شخص تھے سبطِ یہودا مین سے اُن کے سات بیٹے یا تیرہ بیٹے تھے اور اُن سب مین چھوٹے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام تھے۔ حضرت اشمویل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ ایشا کے بیٹون کو ملاحظہ کرو اور پیالی روغن قدس کی ہر ایک کے سر پر رکھو جس کے سر پر وہ پیالی تیل سے بھر جاے اُس کے حق مین دعا کرو کہ قاتل جالوت وہ شخص ہے اور خلعت نبوت بعد تیرے اُسی کو عنایت ہوگا چنانچہ حضرت اشمویل ایشا کے گھر تشریف لائے تو ایشا نہایت خوش ہوا ؎

بخانۂ کہ چنین میہمان فرود آید		ہماے سدرہ دران آشیان فرود آید	

غرضکہ تین روز حضرت کو اپنے گھر مین رکھکر لوازم ضیافت و مہمان داری مین سرگرم رہا بعد تین دن کے حضرت اشمویل نے چلنے کا ارادہ کیا تو فرمانے لگے کہ اے ایشا مین اِس تواضع کے بدلے مین چاہتا ہون کہ تیری اولاد کے حق مین دعاے خیر کرون تو اپنی اولاد کو حاضر کر ایشا نے اپنے لڑکون کو طلب کیا اور حضرت اشمویل نے ہر ایک کے واسطے دعاے خیر کی اور آزمایش کی ان لڑکون مین کوئی لڑکا انتخاب کے قابل نہ ٹھیرا آپ بہت مغموم ہوئے وحی ہوئی کہ اے اشمویل وہ شخص ان مین نہین ہے تو حضرت اشمویل نے ایشا سے پوچھا کہ کوئی اور بیٹا بھی تیرا ہے ایشا نے عرض کی کہ سب سے چھوٹا ایک لڑکا اَور ہے مگر اُس کی صورت اچھی نہین ہے یعنی کوتاہ قد زرد رنگ نحیف البدن ازرق چشم۔ گھونگر والے بال طویل اللحیہ اِس سبب سے ہم اسکو قابلیت صحبت اکابر نہین ہے وہ بکریان چراتا ہے حضرت اشمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ اُسکو طلب کر چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ خود اشمویل علیہ السلام چراگاہ مین تشریف لے گئے اور حضرت داؤد علیہ السلام سے ملاقات کرکے آزمائش کی تو آپ آزمایش مین درست نکلے تو حضرت اشمویل علیہ السلام نے دست مبارک اُن کے سر پر رکھا فی الحال وہ عارضہ جاتا رہا اور بہت خوب صورت ہوگئے

پھر حضرت اشمویل علیہ السلام نے **نبوت کا مژدہ دیا** اور جو باتین اسرار کی تھین وہ بھی
تعلیم کین اور اپنے گھر تشریف لائے اور طالوت کو ایک زرہ عنایت فرمائی اور کہا کہ
یہ زرہ جس کے بدن پر آجائے سمجھ لے کہ اُسی کے ہاتھ سے جالوت مارا جائیگا اور جہاد
پر روانہ فرمایا جب طالوت روانہ ہوا تو ایشا نے اپنے سب بیٹون کو اُس کے ساتھ کر دیا
مگر داوٗد علیہ السلام کو نہ بھیجا چند روز کے بعد حضرت داوٗد علیہ السلام کو بیٹون کی خبر
لانے کو بھیجا۔ اور بعض راوی یہ کہتے ہین کہ اُنھین تین سو تیرہ مین حضرت داوٗد علیہ السلام
اور اُن کے باپ اور بھائی بھی تھے لیکن روایت اوّل قریب بہ صحت ہے۔ **بالجملہ** حضرت
داوٗد علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار سے رخصت ہو کر چلے تو راستے مین ایک پتھر کا
ٹکڑا پڑا ہوا ملا اُس نے بحکم پروردگار تعالےٰ شانہ گویا ہو کر اُن سے عرض کی کہ مین وہ
پتھر ہون کہ مجھ سے حضرت **ہارون** علیہ السلام نے ایک دشمن خدا کو مارا تھا آپ مجھ کو
اُٹھا لیجئے اب مین جالوت کو مارونگا حضرت داوٗد علیہ السلام نے اُس کو اُٹھا لیا۔ پھر
ایک دوسرے پتھر نے آواز دی کہ یا نبی اللہ مجھ کو بھی اُٹھا لیجئے مین وہ پتھر ہون جس سے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فلان دشمن پر فتح پائی تھی اُس کو بھی حضرت داوٗد علیہ السلام
نے اُٹھا لیا۔ پھر ایک تیسرے پتھر نے آواز دی کہ یا نبی اللہ مین وہ پتھر ہون کہ حضرت
اسحاق علیہ السلام ابن ابراہیم علیہ السلام نے مجھ سے اپنے ایک دشمن کو ہلاک کیا تھا
حضرت داوٗد علیہ السلام نے اُس کو بھی اُٹھا لیا اور تینون پتھرون کو اپنی زنبیل مین رکھ لیا
پس جب دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا تو طالوت کا لشکر جالوت کے لشکر کے مقابلہ مین
بالکل بے حقیقت معلوم ہوتا تھا کہان ہزارون آدمیون کا دل بادل کہان تین سو تیرہ
آدمی کوئی قرینہ ہی فتح کا نہ تھا اس وقت کے اہل عقل تو ضرور یہ کہین گے کہ یہ روایت تو
مدرسہ خانہ کی گپ ہے اسپر کیا اعتبار کیا جاے مگر مین یہ کہتا ہون کہ شکست و فتح اللہ تعالےٰ
شانہ جو **بادشاہ حقیقی** ہے اُس کے ہاتھ ہے آدمی کے ہاتھ مین اس کا سلسلہ ہرگز

نہین نئی عقل کے بندے نئی روشنی کے اندھے اس کو نہ مانینگے اُن کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ جب انگریز ہندوستان مین آئے ہین تو اُن کے ساتھ کتنے لاکھ آدمی لندن سے یہان آئے تھے مین نے سنا ہے کہ دو تین ہزار گورون سے زیادہ نہ تھے اُن مین بھی نواب جعفر علی خان کی لڑائی مین کچھ کام آئے اُن مین سے بھی کم پھر بکسر کی لڑائی مین۔ جب اُن کا اقبال یعنی حکم خدا اُن کا مددگار رہوا تو ہندوستان کی شاہنشاہی فوج نے اُن غریب الوطنون کا کیا کرلیا اور اب اِس حالتِ موجودہ کو دیکھ لیجئے کہ اِسی ہندوستان مین جو ہندو مسلمان ملکر گویا ملکی اصول سے ایک قوم ہو گئے ہین کم و بیش پچیس کرور آدمی ہین اور انگریزون کی یوروپین فوج پچاسی ہزار سے زیادہ نہین ہے اور سب کو اب شکایت بھی ہے کہ ہم پر روز بروز ٹیکس بہت زیادہ ہوتے جاتے ہین چکی پیسنے والی عورتین چرخہ کاتنے والی پردہ نشین بی بیان اتنا ٹیکس ادا کرتی ہین کہ اُن کی طاقت سے باہر ہے اور استطاعت سے زیادہ۔ ابھی چند روز کی بات ہے کہ ایک بیوہ پردہ نشین عورت نے واٹرورکس کا ٹیکس اپنے پڑوسی سے قرض لیکر ادا کیا مگر تمام دن روئی پھر اِس ناخوشی کے ساتھ بھی کوئی سر اُٹھا سکتا ہے ہرگز نہین پھر اگر طالوت نے باوجود قلت لشکر بحکم خدا جالوت کے آٹھ لاکھ لشکر پر فتح پائی تو بعید از قیاس نہین۔

غدر ہندوستان کا زمانہ مجھے خوب یاد ہے یکم جون ۱۸۵۷ء مطابق ۷ رشوال ۱۲۷۳ ہجری کو میرٹھ سے ابتدا اِس غدر کی ہوئی اور ہندوؤن سے شروع ہوا۔ اور غدر کا سبب یہ ہوا کہ فوج مین کارتوس تقسیم ہوئے اور چربی سے چکنے کر دئے گئے تاکہ اثر پانی اور نمی کا بارود پر نہ پہونچے اُن کارتوسون کو فیر کے وقت دانتون سے کاٹنا ہوتا تھا ہندوؤن نے جو چربی اُس پر ملی ہوئی دیکھی تو کہنے لگے رام رام ہماری ذات بالکل جاتی رہیگی ہم کبھی اس کو نہ کاٹینگے اسپر تو گائے کی چربی ملی ہوئی ہے کمپنی بہادر ہماری ذات لینا چاہتی ہے (اُس وقت سلسلۂ حکومتِ ہندوستان کمپنی کے ہاتھ مین تھا غدر کے بعد

شاہی قبضہ مین آیا ہے) جتنی پوربی فوج تھی اور اُس مین بنوڈھے اور بیسواڑے اور
بھوج پور کے ہندو تھے یک لخت بگڑ گئے اور مسلمان ہرگز اُن کے ساتھ نہ تھے مگر آخر کار
خربوزے کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اُن کو بھی بہ مجبوری ہندوؤن کا ساتھ دینا ہوا
مگر مین سچ کہتا ہون اور قومی تعصب سے الگ ہو کر کہتا ہون کہ مسلمانون کی شرکت اس
غدر مین ہرگز نہ تھی مین نے سگولی کے رسالہ کے سوارون کو جب وہ اپنے گھر جاتے
تھے دیکھا کہ وہ ان ہندوؤن کو بُرا بھلا کہتے جاتے تھے اور وہ اس غدر سے ہرگز خوش نہ تھے
اُس رسالہ کے ایک جمعدار سے مین نے پوچھا آپ کیون ان غدر کرنے والی ہندو فوج سے ناخوش
ہین وہ ذی علم شخص تھے کیا معقول جواب دیا ہے کہنے لگے کہ آپ یہ تو فرمائیے کہ اسلام
نے کہین ہم کو یہ سبق دیا ہے کہ ہم جس کے نوکر ہون اور اُس نے ہم پر بھروسا کیا ہو ہم
اُسکے ساتھ دغا کرین اور دنیا کو فساد سے بھر دین ہمارے ہان جہاد کا حکم ضرور ہے مگر
اپنے آقا پر اپنے بادشاہ پر اگرچہ وہ کافر ہی کیون نہ ہو جہاد کا حکم نہین ہے۔ یہ فساد جہاد
نہین ہے ہمارے واسطے کوئی امام قائم نہین ہوا ہے ہم کس کے حکم سے دشمن سے
لڑین۔ جہاد ایسے امام کے حکم سے قائم ہوسکتا ہے کہ جس کے اجتہاد پر علما کی ایک
بڑی جماعت نے اتفاق کیا ہو اور وہ جہاد کے احکام جاری کرے اور جس قوم پر وہ امام
جہاد کیا چاہتا ہے اگر اُس کی رعیت ہے تو اُس کے ملک سے باہر ہو جاے اور کم سے کم
اُس کی طاقت سے آدھی طاقت ہو تو پھر وہ اُس قوم کے بادشاہ کو نامہ لکھے اور صراط المستقیم
کی ہدایت کرے کہ یا تو تم ایمان لاؤ اللہ کی وحدانیت پر اور ہمارے نبی کی نبوت پر کہ ہم تم
ایک ہو جائین اگر یہ بات منظور نہین ہے تو ہمارے ذمی ہو جاؤ۔ اور اپنے ہی مذہب
پر رہو ہم تمہاری ہر طرح کی نگاہداشت کرینگے اور تمہارے مقدمات نہایت دیانت کے ساتھ
فیصل کرینگے کسی دشمن کو تم پر آنے نہ دینگے مگر جزیہ تم سے لینگے اور اُس کی مقدار بہت
قلیل ہو گی بچّون سے نہ لیا جائیگا بوڑھے مرد اور عورتون سے نہ لیا جائیگا اور اگر یہ بھی

منظور نہین ہے تو میدانِ جنگ مین آجاؤ ہمارا تمہارا فیصلہ تلوار کر دے گی اُن جمعدار صاحب نے کہا کہ اس غدر مین ان مین سے ایک بات بھی نہین ہے اور سوائے ہندو قوم کے جو کافر ہے اور کوئی نہین ان سے وہ کافر کتابی اچھے ہین پس جہاد کی کیا صورت ہے اُن جمعدار کی اس پاکیزہ تقریر سے جتنے مسلمان وہان حاضر تھے سب کا جوش ٹھنڈا ہو گیا **علم بھی کیا چیز ہے** جب مین نے کتابین پڑھین اور باب الجہاد کے مطالعہ کی نوبت آئی تو اُن کی تقریر کا لطف آیا۔

لکھ کیا رہا تھا اور ذکر کیا چھڑ گیا۔ مین نے ایک رسالہ **امتناع فساد** مین لکھا ہے اُسمین وہ آیات قرآنی سب ایک جگہ جمع کر دی ہین جن مین فساد نہ کرنے کا حکم ہے اور اس کی برائیان بیان فرمائی گئی ہین ابھی وہ کامل نہین ہوا ہے اس **تاریخ عرب** سے فرصت کر کے اُس کے اتمام کی طرف توجہ کرونگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

الغرض لشکر طالوت و جالوت دونون مقابل ہوے اور میدانِ کارزار گرم ہوا۔ جب طالوت نے دیکھا کہ اس لشکر خدا کے بہادر بیخوف و ہراس آٹھ لاکھ کے لشکر سے مصروف جنگ ہین اور دل کھول کے مصروف جنگ ہین **طالوت** نے اپنے لشکر مین آواز دی کہ جو شخص **جالوت** کا سر کاٹ کے لائے وہ سلطنت مین میرا برابر کا شریک ہے اور اپنی دختر سے اُس کی شادی کر دونگا۔ یہ آواز سنکر حضرت **داؤد** علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے کہا کہ اگر آپ کو خواہش سلطنت ہے تو آپ مین سے کوئی نکلے وہ کہنے لگے تو سخت کم عقل ہے جالوت کا مقابلہ بہت دشوار ہے۔ زور جسمی اور فن جنگ مین اُس کا نظیر نہین ہے مگر حضرت **اشمویل** علیہ السلام کے وعدہ فتح نے دل کو مضبوط کر رکھا ہے اللہ سے اُمید ہے فتح ضرور ہو گی۔ حضرت **داؤد** علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے کہا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین اس کا مقابلہ کرون وہ حضرت کی یہ بات سنکر ہنسنے لگے اور کہا کہ تمہارا دماغ آفتاب کی گرمی سے خشک ہو گیا ہے اور گوشہ نشینی اور صحرا نوردی نے

مزاج کو جادہ اعتدال سے جدا کر دیا ہے۔ کنجشک ضعیف عقاب تیز چنگال سے کیا مقابلہ کر سکتی ہے۔ جب حضرت **داؤد علیہ السلام** نے دیکھا کہ بھائی اس بات پر رضامند نہیں ہیں تو ناچار طالوت کے پاس جاکر اُس سے یہ درخواست کی اُن کے پیچھے پیچھے اُن کے بھائی بھی پہونچے اور کہنے لگے کہ ہمارے اِس بھائی کو جنون ہے اسکی بات کا آپ خیال نہ کریں طالوت نے کہا تم تامل کرو میں داؤد سے کچھ باتیں کرلوں طالوت نے حضرت داؤد سے کہا کہ جالوت بڑا قوی پہلوان ہے تمہیں ایسے آدمی سے کبھی مقابلہ کا اتفاق ہوا ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے ایک بھیڑئے سے اتفاق مقابلہ کا ہوا میں نے اُس کو پکڑا اور دونوں کلے پکڑ کر چیر ڈالا۔ طالوت نے کہا کہ یہ کام کچھ مشکل نہیں اس لئے کہ بھیڑیا ایک کتا ہے اور کوئی معاملہ پیش آیا ہو تو بیان کرو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھ سے ایک بہت بڑے شیر سے مقابلہ ہوا تو میں اُس کو لپٹ گیا اور میں نے اُسے مار ڈالا یہ بات سنکر طالوت نے کہا کہ ہاں یہ مردانگی ہے پھر طالوت نے حضرت اشموئیل علیہ السلام کی عنایتی زرہ حضرت داؤد علیہ السلام کو پہنائی وہ آپ کے قد مبارک پر ٹھیک ہوئی ؎

اے لباس دلبری بر قد زیبائے تو راست	چون تو سروے از گلستان لطافت بر نخاست

اوّل حضرت داؤد علیہ السلام ہتھیار باندھکر گھوڑے پر سوار ہوئے پھر اُتر پڑے اور فرمانے لگے کہ مجھ کو عادت ہتھیار باندھنے کی نہیں ہے اور گھوڑے کی سواری آدمی کو مغرور کر دیتی ہے اِسی لباس سے مقابلہ جالوت کا کرونگا لیکن شرط یہی ہے کہ بعد قتل جالوت کے فوراً اپنی دختر سے میرا نکاح کر دیجیو اور شریک سلطنت کرلیجیو طالوت نے شرط قبول کی اور قسم کھائی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے سابق لباس سے جالوت کے مقابلہ کو روانہ میدان ہوئے جالوت نے دیکھا کہ ایک مرد گلیم پوش توبرہ گلے میں ڈالے اور فلاخن ہاتھ میں لئے چلا آتا ہے اُس نے پوچھا کہ اے شخص تو کہاں سے آتا ہے اور کس کام کو

آتا ہے آپ نے فرمایا کہ تو کیسا سپاہی ہے کہ اپنے مرد مقابل کے تیور نہین پہچانتا۔ مین بنی اسرائیل کا بادشاہ جس کا نام طالوت ہے اُس کے لشکر سے آتا ہون اور تجھ سے نبرد آزما ہونے کا ارادہ ہے جالوت یہ بات سنکر بہت ہنسا اور کہنے لگا کہ پلٹ جا تجھ سے کمزور آدمی پر حملہ کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے مین نہین چاہتا کہ میرے ہاتھ سے کوئی کمزور آدمی مارا جاے ۵

تیغے را کہ نتوانی از پاے بُرد	بمیدان او پیے نہ باید فشرد
گوزنے کہ باشیر بازی کند	بخون ریز خود ترکتازی کند

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ محل مقابلہ و مجادلہ ہے نہ مقام مناظرہ و مکالمہ تو جنگ کے واسطے تیار ہوجا جالوت نے نہایت خشم آگین ہوکر کہا جو کچھ تیرے پاس ہو وہ کرکے دل کا ارمان نکال لے تجھ کو ہوس نہ رہ جاے حضرت داؤد علیہ السلام نے تینون پتھر فلاخن مین رکھکر مارے ایک پتھر تو اُس کے خود پر پڑا جس نے سر کے پیچھے سے پار ہوکر قلب لشکر کو برہم کردیا اور دوسرا جانب میمنہ گرا اُس نے تمام سوارون کی صفین اُلٹ پلٹ دین اور تیسرا جانب میسرہ پہونچا جس سے پیادون کی قطارین زیرو زبر ہوگئین اور صحیح یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے تینون پتھر ایک ہی بار فلاخن مین رکھکر مارے کہ جالوت کی پیشانی جو کھلی ہوئی تھی اُس پر لگے اور پیچھے نکل گئے اور مُردہ ہوکر گھوڑے سے گرا۔ فوج نے جو بادشاہ کو مُردہ دیکھا بھاگ نکلی بنی اسرائیل نے ہزارون کو تہ تیغ کرڈالا اِسی حال مین ایک ایسی آندھی چلی کہ بھاگتی ہوئی فوج تمام پریشان و برباد ہوگئی۔ یہ واقعہ موضع بیسان متعلقات ارض غور مین واقع ہوا حضرت داؤد علیہ السلام نے اُس کا سر کاٹ لیا اور اُس کے ہاتھ سے انگشتری اُتار لی اور اُس کے سر کو ٹھوکرون سے مارتے ہوئے طالوت کے سامنے لاکر ڈال دیا اور بنی اسرائیل سالماً اور غانماً اپنے اپنے گھرون کو واپس آئے اسی کا اشارہ سورۂ بقر مین ہے وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ترجمہ اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور عطا فرمائی پروردگار تعالیٰ شانہ نے داؤد کو بادشاہی تعلیم کیا اُن کو علم وہ علم کہ جو اُس نے چاہا۔ یعنی وہ علم کہ جو پیغمبرون کے واسطے لایق ہے یا علم سیاست سکھلایا کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام شبانی کیا کرتے تھے اور شبانی سے سلطنت کو پہونچے اب اِس علم کی بہت ضرورت تھی۔ یا علم دین سکھایا۔ یا علم لحن طیبہ مرحمت فرمایا۔

روایت ہے کہ جب آپ زبور شریف کی تلاوت فرماتے تھے تو طیور آپ کے پاس آکر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اتنے قریب ہو جاتے تھے کہ آپ چاہتے تو اُن کی گردنین پکڑ لیتے اور پہاڑ سوافقت کرتے تھے یا صنعت زرہ گری یا زبان مرغان۔ اور اسی بخشش کا ذکر پروردگار تعالےٰ شانہ سورۂ سبا مین فرماتا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ترجمہ اور تحقیق کہ دی ہمنے داؤد کو اپنے پاس سے بزرگی تمام آدمیون پر کہ نبوت کے ساتھ منسوب تھے یا زبور یا بادشاہی یا حُسنِ خُلق رعیت کے ساتھ یا توفیقِ عدل اجرائے احکام مین یا رحم عاجز اور ضعیف لوگون پر یا حلاوت مناجات یا علم یا یہ بات کہ سوائے اُس کی بارگاہ کے کوئی جائے پناہ نہین **صاحب عین المعانی** کہتے ہین کہ فضل سے مُراد صَوتِ حَسَن یعنی آواز خوش ہے بیان کیا ہے کہ جس وقت حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھنے مین مشغول ہوتے تو سباع اور وحوش اور طیور اپنے اپنے مقام سے بیقرار ہو کر اُن کے پاس چلے آتے اور جب تک آپ تلاوت فرماتے وہ سنا کرتے اور اُڑتے ہوئے جانور آپ کی تلاوت کا الحان سُنکر زمین پر اُتر آتے **نظم**

ز صوتِ دلکشش جان تازہ گشتے	روان را ذوق بے اندازہ گشتے
سپہرِ چنگ پشت ارغنون ساز	ازان پرحال تر نشنودہ آواز

اور بعض کا قول ہے کہ فضل یہ ہے کہ ارشاد ہوا کہ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ کہا ہم نے کہ اے پہاڑو ملا دو اپنی آوازون کو داؤد کی آواز کے ساتھ تسبیح کرنے کے وقت یعنی موافقت کرو

اُن کی اور سیر کرو اُن کے ساتھ وَالطَّیْرَ اور مسخر کردئے ہم نے اُس کے لئے پرند جانوروں کو جب آپ اللہ کا ذکر کرتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ بیخود ہو کر زمزمہ ریز ہوتے اور اکثر آدمی مضطرب اور بیقرار ہو کر مرجاتے اور مرغانِ خوش نوا آپ کے سر مبارک کے گرداگرد اپنی صفین قائم کرلیتے اور وہ بھی چہکنے لگتے **نظم**

چو گردد مطرب من نغمہ پرداز		زشوقش مرغ روح آید بہ پرواز	

روایت ہے کہ ایک دن ایک فرشتہ آپ کی زیارت کو آیا اور حضرت داؤد علیہ السلام سے اُس نے عرض کی کہ آپ اللہ تعالےٰ شانہ کے پیغمبر اور اُس کے خلیفہ ہین۔ بہتر یہ ہے کہ آپ کا نفقہ آپ کے کسب سے ہو تو آپ نے اللہ تعالےٰ شانہ سے عرض کی کہ مین کون سا پیشہ اختیار کرون حکم ہوا **زرہ** بنایا کرو اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اُس کا بنانا اُن پر آسان کردیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ○ اور نرم کردیا ہم نے اُس کے ہاتھون مین آہن کو موم کے مثل بغیر آگ اور آلات کے جس طرح چاہتے آہن کو موڑ لیتے بڑھا لیتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ حکم دیا ہم نے اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ زرہین جن کے دامن کشادہ ہون وَقَدِّرْ اور اندازہ نگاہ رکھو فِی السَّرْدِ اُس کے بُننے مین یعنی حلقہ اُس کے برابر پڑین تا وضع اُس کی خوش نما ہو اور اچھی معلوم ہو **مولف تیسیر** لکھتے ہین کہ ہر روز ایک زرہ بنا لیتے تھے اور چھ ہزار درم کو فروخت کرتے جس مین چار ہزار تو تصدق کردیتے اور دو ہزار اپنے عیال کے نفقہ مین صرف کرتے صاحب لباب کہتے ہین کہ چھ ہزار زرہ اُن کے گھر مین موجود تھین **القصہ** حضرت داؤد علیہ السلام نے طالوت سے کہا کہ جو تو نے وعدہ کیا تھا اُسے وفا کر اُس نے اوّل تو انکار کیا مگر حسب ملامت و نصیحت علماء بنی اسرائیل جو حضرت اشمویل علیہ السلام کے سامنے واقع ہوئے تھے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت داؤد علیہ السلام سے کردیا اور نصف ملک حضرت داؤد علیہ السلام کے حوالہ کردیا بعد چند روز کے پھر وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے قتل پر آمادہ ہوا **کشاف** کے حاشیہ کی عبارت سے ظاہر ہے کہ جو

عورت حضرت داؤد علیہ السلام کے نکاح مین آئی وہ جالوت کی دختر تھی - اور بعض علمار کہتے
ہین کہ طالوت نے فی الفور وفاے وعدہ کیا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا خلیفہ کیا اور
حضرت اشمویل علیہ السلام نبی رہے یہان تک کہ یہ وضع تین۳ چالیس۴۰ برس تک قائم رہی
جب حضرت اشمویل علیہ السلام نے نوٹے۹۰ برس کی عمر مین وفات فرمائی اور بیت المقدس
کے قریب مدفون ہوے تو سب لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے معتقد ہوئے اور بجاے اشمویل
علیہ السلام کے اُن کو سمجھنے لگے لیکن طالوت کو یہ بات ناگوار ہوئی اُس نے آپ کے قتل کا ارادہ
کیا آپ نے اپنی زوجہ کے اشارہ کے موافق روپوشی اختیار کی اور بحکم اَنْفَرَاْرُ مِمَّا لَا یُطَاقُ
مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ ایک پہاڑ پر چلے گئے اور وہان ایک عبادت خانہ بناکر مشغول عبادت
ہوگئے اور ستر آدمی ایماندار آپ کے ساتھ رہتے تھے بعد چند روز کے کسی نے طالوت سے
کہا کہ داؤد ستر عابدون کو اپنے ساتھ لئے فلان پہاڑ پر بیٹھے ہین اور تیرے حق مین بددعا
کر رہے ہین وہ یہ سنکر اپنا لشکر ہمراہ لیکر پہاڑ پر گیا اور چاہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو
اُن کے ہمراہیون سمیت قتل کرڈالے اور ایک شمشیر برہنہ ہاتھ مین لئے ہوئے حضرت
داؤد علیہ السلام کی طرف روانہ ہوا - اُس حافظ حقیقی نے ایک خواب کو اُسپر اور اُسکی
فوج پر مسلط فرمایا تمام لشکر اور طالوت وہین زمین پر گر پڑے اور اُنھین نیند آگئی حضرت
داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور اُس کی تلوار سے ایک پتھر کو دو ٹکڑے فرمایا اور طالوت
کے سینہ پر کینہ پر رکھ دیا اور چراغ کو گل کیا اور ایک کاغذ کے پرچہ پر یہ عبارت لکھ دی کہ
جس طرح اِس پتھر کو دو ٹکڑے کیا ہے اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو وہی ٹکڑے ہو جاتا اُس
وقت کون تیری فریاد کو پہونچتا اب تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ فی الفور یہان سے چلا جا
نہین تو خراب ہوگا اور آپ اُس پرچہ کو اُس کے سینہ پر رکھکر اپنے عبادت خانہ مین جاکر
مشغول عبادت ہوگئے طالوت جو اُس خواب غفلت سے بیدار ہوا تو فوراً وہان سے گھر
کی طرف واپس آیا - چند روز کے بعد پھر شیطان نے اُسے بہکایا اُس نے لشکر اپنا بھیجا

اُن لشکریون نے رات کو آکر سوتے مین عابدون کو شہید کرڈالا مگر حضرت داؤد علیہ السلام محفوظ رہے جب یہ خبر طالوت نے سنی تو سخت پشیمان ہوا تو خوف زدہ ہوکر اُس نے اپنے ایلچی حضرت داؤد علیہ السلام کے حضور مین روانہ کئے کہ آپ میرے پاس تشریف لاوین کہ مین اس گناہ کا عذر کرون۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جواب دیا کہ جب تک طالوت کافرون سے جہاد کرکے سنتر کافر قتل نہ کریگا مین یہان سے جنبش نہ کرونگا اور تیرے حق مین یہ گناہ بہتر نہین ہے لہذا طالوت جہاد کے واسطے نکلا اور کفار کے ایک لشکر سے مقابل ہوا یہ اپنے لشکر مین کھڑا تھا کہ کافرون کی طرف سے ایک تیر آیا اور اس کی چھاتی پر لگا یہ مرکر گر پڑا۔ حضرت داؤد علیہ السلام یہ خبر سُنکر تشریف لائے اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی پیغمبری اور بادشاہی

ان کا نام تھا داؤد بن ایشا بن عوفید بن باغر بن سلمون بن نخشون بن عمینو ذب بن رام بن حصرون بن فارص بن یہودا بن یعقوب بن اسحٰق۔

اگرچہ جملہ انبیا علیہم السلام کے حالات اُمت کے واسطے نصائح اور تنبیہات کا سرچشمہ ہین اور اگر غور کرنے والا آدمی ہو تو تہذیب نفس کے لئے ان اذکار سے بہتر نہ تو کوئی وعظ ہے نہ کوئی پند تمام جہان کی نصیحتین ان مین بھری ہوئی ہین مگر حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات انسان ذی شعور کے واسطے ایک خاص دلچسپی رکھتے ہین اور یہ حالات ذو وجہین ہین یعنی عوام الناس بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین اور بادشاہون کے لئے بھی دفتر تعلیم ہے ارباب تحقیق کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے والد کا نام ایشا بکسر ہمزہ و سکون تحتانیہ و فتح شین معجمہ ابن عویل تھا اور اولاد یہودا ابن یعقوب سے تھے بعد حضرت اشمویل علیہ السلام کے اللہ تعالے شانہ نے آپ ہی کو اپنا پیغمبر کیا اور بزور قوت حرب جو اپنے فضل وکرم سے آپ کو عنایت فرمائی تھی سلطنت بخشی اور اُس سلطنت کو اتنا قوی کردیا

کہ دنیا کے بادشاہ اُن سے مقابلہ نہ کر سکتے تھے اور اِس قدر فوج تھی کہ چھتیس ہزار سپاہی آستانہ شاہی پر پہرہ کے واسطے مامور تھے **جواہر التفسیر** مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ایک سلسلہ یعنی زنجیر عالم غیب سے بھیجی تھی کہ ایک سرا اُس کا حجرہ مین اور دوسرا سرا صومعہ عبادت مین آویزان تھا۔ جب کوئی حادثہ پیدا ہونے والا ہوتا تو وہ ہلنے لگتی اور حضرت داؤد علیہ السلام اُس کی کیفیت واقعہ سے آگاہ ہو جاتے اور اُس کا سبب معلوم کر لیتے اور جو بیمار اُس مین ہاتھ لگاتا وہ شفا پاتا اور اگر دو جھگڑا کرنے والے اُس کے قریب جاتے تو حق و باطل کا فرق ظاہر ہو جاتا اِس طرح پر کہ جو حق پر ہوتا اُس کا ہاتھ زنجیر تک پہونچ جاتا اور جو باطل پر ہوتا اُس کا ہاتھ نہ پہونچتا۔ اور یہ زنجیر دنیا مین حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی موجود تھی اور حق و باطل کا فیصلہ کیا کرتی تھی مگر آخرکار دنیا کے بُرے لوگون کی شامتِ اعمال نے اُس مقدس زنجیر کو دنیا مین نہ رہنے دیا۔ بعض اہلِ تاریخ کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت کا زور و شور اُسی کی وجہ سے تھا اور وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ جو قرآن پاک مین ہے اُسی زنجیر سے مُراد ہے **معالم** مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِسی آیت کی تفسیر مین منقول ہے کہ ایک اسرائیلی نے محکمہ داؤدی مین استغاثہ پیش کیا کہ فلان شخص نے میری ایک گائے لے لی ہے اور مجھے نہین دیتا آپ نے مدعا علیہ کو طلب کیا اُس نے دعوی مدعی سے انکار کیا۔ آپ نے مدعی سے بَیِّنَہ یعنی گواہ طلب کئے وہ نہ دے سکا حضرت نے فرمایا کہ اچھا کچھ تامل کرو مین اپنے پروردگار کی طرف رجوع لاتا ہون جو وہان سے حکم ہوگا ویسا فیصلہ کرونگا چنانچہ اُسی دن آپ نے خواب دیکھا کہ اے داؤد مدعی کو قتل کر حضرت داؤد علیہ السلام جب بیدار ہوئے تو دل مین سوچے کہ صرف میرا خواب اتنے بڑے قضیئے کے واسطے اِس فیصلہ کا سبب نہین ہو سکتا۔ دوسری مرتبہ بارگاہ الٰہی مین گریہ زاری فرمائی پھر وہی حکم سابق بحال رہا آپ جب بیدار ہوئے تو متردد تھے مگر کچھ حکم نہ دے سکے

بارسوم پھر آپ پروردگار کے حضور مین رجوع لائے اور بہت کچھ گریہ وزاری فرمائی پھر وہی حکم سابق بحال رہا آپ نے مدعی سے کہا کہ تیرے قتل کا حکم ہوتا ہے اُس نے عرض کی کہ صرف آپ کا خواب میرے قتل کا سبب نہین ہوسکتا اور کوئی ثبوت تلاش فرمایئے آپ نے فرمایا کہ واللہ مین حکم الٰہی جاری کرونگا تو قبول کر جب مدعی نے دیکھا کہ اب کسی طرح بچاؤ نہین ہے تو اُس نے کہا کہ واللہ مین اپنے دعوی مین جو فی الحال درپیش ہے کسی طرح کاذب نہین ہون اور یہ فیصلہ اِس مقدمہ کا نہین ہے بلکہ مین نے اِس سے پہلے مدعا علیہ کے باپ کو فریب دیکر مار ڈالا تھا اُس کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی کو قتل کرایا اِس واقعہ سے بنی اسرائیل پر بہت اچھا اثر پڑا اسی کا اشارہ اِس آیت شریفہ مین ہے وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ عبد اللہ ابن مسعود اور کلبی اور مقاتل کے نزدیک حکمت سے مُراد نبوت اور عقلِ کامل ہے اور بصارتِ کاملہ ہے خواہ علمِ حکمت ہے اور فصل الخطاب سے حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے نزدیک اَلْبَيِّنَةُ لِلْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ مُراد ہے کہ قضیہ اہلِ خصومت اسپر منقطع ہوجاتا ہے اور مجاہد اور عطا ابن ابی رباح اور اُبی ابن کعب بھی شہود اور ایمان مُراد رکھتے ہین اور شعبی کے نزدیک فصل الخطاب سے مُراد حمدِ خدا ہے کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام بعد تمام ہونے کلام اوّل کے جب نیا سلسلۂ کلام شروع کرتے تھے تو حمد وثنا پروردگار تعالیٰ شانہ کے آغاز کلام فرماتے الغرض قوت وشوکت حضرت داؤد علیہ السلام کی قرآن شریف سے ثابت ہے کما قال اللہ تعالےٰ شانہ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ یعنی یاد کر ہمارے بندے داؤد کو جو ہاتھ کی قوت والا تھا اِس سے قوت سلطنت مُراد ہے یا آہن کا نرم ہونا آپ کے ہاتھون مین یا کسب کرنا یا قوت دینی کہ نصف شب عبادت کرتے تھے حدیث شریف مین ہے کہ بہتر روزہ صوم داؤدی ہے اور بہتر صلوٰۃ صلوٰۃِ داؤدی ہے کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک روز افطار کرتے اور نصف شب عبادت کرتے اور نصف شب استراحت کرتے۔

فائدہ اللہ تعالےٰ شانہ نے ہمارے حضور پرُ نور کو یاد دلایا اِس لئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے طالوت کی حکومت مین صبر کیا آخر حکومت اللہ تعالیٰ شانہ نے اُنہین کو عطا فرمائی یہی حال تمہارا ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی جو ہجرت اختیار کی اور کفار کے ظلم پر صبر کیا تو اُن کے تارک الوطن ہونے کے بدلے مین اُن کو تمام سرزمین عرب کا مالک کر دیا۔ الغرض حضرت داؤد علیہ السلام امر خلافت پر قائم ہوے اور کتاب **زبور شریف** جس کے پچاس صحیفے زبان عبرانی مین تھے اور جسمین سوائے مواعظ ونصائح کے کوئی حکم نہین ہے بے واسطہ جبریل ومیکائیل علیہما السلام عنایت ہوئی اُس کو حضرت داؤد علیہ السلام بہتّر آوازون مین تلاوت فرماتے تھے اور شریعت **تورات شریف** پر بغیر تبدیل وتغیر قائم تھے اور جملہ اسباط بنی اسرائیل آپکے مطیع ہوئے اور آپ سے پہلے وہ کسی بادشاہ کے فرمان بردار نہ تھے بلکہ ہر ایک سبط نے اپنا ایک حاکم علیحدہ قائم کر لیا تھا اور ایسی جامع نبوت سوائے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور کسی نبی کو نہین ملی مگر ہمارے حضور پر نور مین نبوت اور رسالت اور فقر و مملکت سب جمع تھے یعنی اِس شوکت اور فراخی ملک کے ساتھ بھی تین تین فاقے ہو جاتے اور مکان شریف ایسا تھا کہ جیسے نہایت غریب اور بے مایہ لوگون کے ہوتے اور ویسے ہی مختصر ازواج مطہرات کے حجرہاے منوّرہ تھے اور فقر کا یہ حال تھا کہ اکثر اوقات روزہ صرف پانی سے افطار فرماتے اور شکم مبارک پر شدت گرسنگی سے پتھر باندھنے کا اتفاق ہوتا اور جس روز آپ نے اِس دنیاے ناپائدار کو چھوڑ کر عالم باقی کا سفر اختیار فرمایا ہے حضرت **ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا** کے حجرہ شریفہ مین تیل جلانے کا نہ تھا اور حضور اِس عالم کا تعلق قطع فرما رہے تھے تو ایک ہمسائی سے تھوڑا سا تیل ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے قرض لیا ؏

مالکِ کونین ہین پر پاس کچھ رکھتے نہین	دو جہان کی نعمتین ہین اُنکے خالی ہاتھ مین

حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ یہ تھا کہ پہاڑ اور طیور اُن کی فرمان برداری کرتے تھے پہاڑون نے تو اپنے معادن اور خزاین آپ کے سامنے پیش کر دئے تھے اور طیور آپ کے ساتھ چلتے تھے قال اللہ تعالیٰ شانہ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ یعنی مطیع کئے ہم نے اُس کے پہاڑ جو تسبیح مین اُس کے شریک ہوتے تھے صبح اور شام اور اُڑتے جانور کہ ہنگام تلاوتِ زبور شریف سب اُس کے آگے رجوع رہتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اشراق سے صلوٰۃ الضحیٰ مراد لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ ہم نے صلوٰۃ الضحیٰ اس آیت سے معلوم کی کذا فی المدارک اور تفسیر کشف الاسرار مین ہے کہ تسبیح پہاڑون کی اگرچہ عقل پر پوشیدہ ہے مگر قدرت الہٰی سے بعید نہین ہے کہ اپنے کسی بندۂ خاص کو اُس سے خبردار کر دے چنانچہ تسبیح سنگ ریزون کی حضور پر نور کے دست مبارک مین شاہد عادل ہے

حکایت اولیاء اللہ کے زمرہ مین سے ایک بزرگ نے دیکھا کہ ایک پتھر سے پانی ٹپک رہا ہے ان کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہے اس پتھر کے اطراف مین کہین پانی نہین ہے اور پانی اِس سے برابر ٹپک رہا ہے یہ اُس پتھر کے قریب حیرت مین کھڑے تھے اور اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اُس پتھر سے صدا آئی اے ولی اللہ رحمۃ اللہ علیک مجھ کو خالقِ کبریا نے بہت مدت سے پیدا کیا ہے اور مین اُس کی سطوت خداوندی کے خوف سے گریہ وزاری مین مشغول ہون ایک لحظہ بھی مطمئن نہین اُن بزرگ نے وہین بیٹھ کر اُسکی جناب مین سجدہ کیا اور التجا کی کہ یا کریمُ یا رحیمُ اس کو تسلی عطا فرما کہ یہ رونے سے باز رہے اِن بزرگ کی دعا جو لوجہ اللہ تھی اللہ تعالےٰ شانہ نے قبول فرمائی کہ رونا اُسکا موقوف ہو گیا اور وہ بزرگ اپنے مقام پر تشریف لے گئے ایک مدت کے بعد جو اُن کا گذر پھر اُس طرف ہوا تو دیکھا کہ وہ پتھر بدستور سابق گریہ وزاری مین مشغول ہے بلکہ پہلے سے بھی

کچھ زیادہ آپ نے اُس سے پوچھا کہ اے اللہ سے ڈرنے والے اب تیرے رونے کا کیا سبب ہے اُس نے جواب دیا کہ اے شفیق کریم پہلے تو مین اُس مالک حقیقی کے عذاب کے خوف سے روتا تھا اور اب گریۂ شادی ہے وہ خوشی مجھے رُلا رہی ہے جو آپ کی دعا کے سبب سے اللہ تعالےٰ شانہ نے میرے دل کو سکینت عطا فرمائی۔ اور اُس مبارک پتھر نے اُن ولی اللہ سے عرض کی کہ اے اللہ کے ولی مجھے اُس مالک الملک کی بارگاہ مین بجز گریہ وزاری کے اور کوئی کام نہین ہے

از سنگ گریہ بین و مگو کان ترشح است	وز کوہ نالہ بین و مپندار کان صداست

نئی عقل کے شیفتہ جنہین نیچری بھی کہتے ہین یہ کہین گے کہ پتھر کا رونا بعید از عقل ہے اور کلام کرنا تو اُس سے بہت زیادہ محال ہے۔ مین کہتا ہون کہ بے شک اُنہین محال معلوم ہو مگر جس نے آدمی کی زبان کو جو ایک ٹکڑا ہے گوشت کا اُسے گویا کر دیا اُسے پتھر کو گویا کرتے کیا دیر لگتی ہے اور وہ بھی اپنے دوستون کے لئے اُستنِ حنانہ کی حکایت حدیث شریف سے ثابت ہے جس کو حضرت مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی مین نظم فرمایا ہے مجھے نیچریون سے تو کچھ مطلب نہین وہ اپنے نفس کے مالک ہین جا ہین جدھر جائین مگر اپنے برادران طریقت سے مخاطبت ضرور ہے اوّل آیات کلام اللہ پتھر کے شعور پر ناطق ہے پس جب شعور اُس کا ثابت ہے تو نطق محالات سے نہین قال اللہ تعالےٰ شانہ وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ترجمہ اور بہ تحقیق اکثر پتھر ایسے ہین کہ اُن سے نہرین جاری ہوتی ہین اور ہر آئینہ ایسے پتھر بھی ہین کہ وہ پھٹ جاتے ہین اور اُن سے پانی ٹپکتا ہے اور بے شک ایسے بھی ہین کہ گر پڑتے ہین وہ اللہ تعالےٰ شانہ کے خوف سے اور بے خبر نہین ہے اللہ اے مومنو اُس سے کہ جو

تم کرتے ہوے۔ چنانچہ استنِ حنانہ کا شعور اِس حکایت سے جو حدیث شریف کا ترجمہ ہے ثابت ہے اور اُس کا گریہ فراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہجر مین ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے سنا

حکایت

اُستنِ حنّانہ از ہجرِ رسولؐ — نالہ می زد ہمچو اربابِ عقول
درمیانِ مجلسِ وعظ آنچنان — کز وے آگہ گشت ہر پیر و جوان
در تحیر ماند اصحابِ رسول — کز چہ می نالد ستون با عرض وطول
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون — گفت جانم از فراقت گشت خون
از فراقِ تو مرا چون سوخت جان — چون ننالم بے تو اے جانِ جہان
مسندت من بودم از من تاختی — بر سرِ منبر تو مسند ساختی
پس رسولش گفت کاے نیکو درخت — اے شدہ با سِرّ تو ہمراز بخت
گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند — شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
یا دران عالم حقت سروے کند — تا تر و تازہ بماند تا ابد
گفت آن خواہم کہ دایم شد بقاش — بشنو اے غافل کم از چوبے مباش
آن ستون را دفن کرد اندر زمین — تا چو مردم حشر گردد یوم دین
تا بدانی ہر کرا یزدان بخواند — از ہمہ کار جہان بیکار ماند
ہر کرا باشد ز یزدان کار و بار — یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار
وانکہ اورا نبود از اسرار داد — کے کند تصدیق او نالہ جماد

دوسرا معجزہ حضرت داوٗد علیہ السلام کو یہ ملا تھا کہ آپ کا لحن نہایت حزین اور دردناک تھا جب زبور پڑھتے تو دریا کا پانی ٹھیر جاتا اور وحوش وطیور جمع ہوکر گھیر لیتے اور درختون کے پتّے زرد ہو جاتے اور آدمی بیہوش ہوکر گر پڑتے اور اُن مین سے اکثر مر جاتے اور ہوا کا چلنا بند ہو جاتا ۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ستر طرح سے زبور شریف پڑھتے تھے کبھی اس طرح کہ رنجیدہ اور غمگین آدمی خوش ہو جاتا اور جب غمگین آواز سے پڑھتے تو خشکی وتری کا کوئی جانور جس کے کانون تک آپ کی آواز پہونچتی ہوش مین نہ رہتا۔ ہمارے حضور پُر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اصحاب مین حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نہایت خوش آواز تھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایک سفر مین رات کے وقت اُن کو قرآن شریف پڑھتے سنا تو صبح کو فرمایا کہ اے ابوموسیٰ البتہ تجھے بانسلی دی گئی ہے داؤد علیہ السلام کی بانسلیون سے یعنی تیری آواز ایسی دلکش ہے گویا تیرا گلا بانسلی ہے اور تیری آواز مین لحن داؤدی کا اثر ہے کذا فی ترجمۃ المشارق اس حدیث سے بڑی تعریف خوش آوازی کی نکلی فی الحقیقت یہ نعمت خدا داد ہے اللہ تعالےٰ شانہ اپنے جس بندے کو عطا فرمائے وہ اسے ناجائز امور مین نہ صرف کرے بلکہ علم قرأت سیکھے اور قرآن شریف پڑھے یا قصائد توحید ونعت پڑھے علما کہتے ہین کہ تمام مزامیر و اوتار ونغمات الحان داؤد علیہ السلام سے بنائے گئے ہین بعض اہل تحقیق فرماتے ہین کہ یہ اثر آواز داؤد علیہ السلام مین توبہ قبول ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے اور اس سے پہلے نہ تھا حضرت داؤد علیہ السلام نے توبہ قبول ہونے کے بعد یہ طریق اختیار کیا تھا کہ چوتھے دن آپ ہمیشہ جنگل کو تشریف لیجاتے اور اپنا گناہ یاد کرکے زبور شریف نہایت خوش آوازی سے پڑھتے اور زار زار روتے تو جبال وطیور بھی آپ کا ساتھ دیتے اور روتے اور اگر کسی آدمی کے کان مین آواز پڑجاتی تو بیہوش ہو جاتا اور مر بھی جاتا ؎

زشوقش مرغ روح آید بہ پرواز	چو گردد مطرب من نغمہ پرداز

اسی کا اشارہ سورہ سبا مین ہے جسے ہم اوپر بیان بھی کر چکے ہین وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ یعنی ہم نے دی داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی اے پہاڑو رجوع سے پڑھو اُس کے ساتھ اور اُڑتے ہوئے جانورو۔ اس جگہ

فضل سے مُراد حُسنِ صورت ہے کذا فی عین المعانی - اور اہل تحقیق کہتے ہین کہ حضرت داوٗد علیہ السلام از روے نبوت وسلطنت وحُسنِ صوت وحلاوت مناجات وحُسن خلق وتوفیق عدل اپنے زمانہ کے لوگون پر فضیلت رکھتے تھے یا رجوع رہنا جبال و طیور کا ان کے ساتھ سبب فضل تھا - **تیسرا معجزہ** یہ تھا کہ ہر طرح کا لوہا دستِ مبارک مین موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور اُسی سے زرہین بناتے تھے چنانچہ اس کی مفصل کیفیت اوپر گذر چکی ہے - زرہ سازی کی نسبت ایک روایت یہ بھی ہے جو اوپر نہین بیان ہوئی ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ آپ شب کو لباس بدل کے گشت کیا کرتے اور اپنا حال لوگون سے پوچھا کرتے اور اگر آپ پر کسی کا کچھ اعتراض ہوتا اور وہ معقول بھی ہوتا تو آپ اُس کی اصلاح فرماتے چنانچہ ایک رات کو آپ نے ایک بوڑھیا سے پوچھا کہ داوٗد پیغمبر کیسا آدمی ہے اُس نے بہت تعریف کی اور بعد تعریف کے کہا کہ وہ ملک کے محصول سے اپنا اور اپنی اولاد کا نفقہ کرتا ہے اگر اپنے کسب سے کھاتا تو بہتر ہوتا - جب سے آپ نے زرہ گری اختیار فرمائی تو اللہ تعالیٰ شانہ نے لوہا اُن کے ہاتھ مین موم کر دیا **بخاری** مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اِنَّ دَاوُدَ کَانَ لَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ

روایت ہے ایک دن حضرت داوٗد علیہ السلام باطمینانِ تمام بیٹھے ہوئے انبیا سابقین کے صحیفے ملاحظہ کر رہے تھے اُن مین فضائل ومناقب حضرات ابراہیم واسحاق و یعقوب علیہم السلام کے نظر پڑے تو آپ کو اُن مراتب کی تمنا ہوئی اور بہت دیر تک غور مین رہے دفعتہً ایک آواز آئی کہ اے داوٗد - ابراہیم ویعقوب نے بڑی بڑی بلاؤن مین صبر کیا ہے جب اُن کو یہ مراتب حاصل ہوئے ہین آپ نے عرض کی یا الٰہی میرا بھی امتحان لیا جاوے - معالم مین سدی - وکلبی ومقاتل رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت داوٗد نے اپنی عمر کے ایام تین بانٹون مین تقسیم کئے تھے - ایک دن عبادت کا اور ایک دن

انفصال خصومات کا اور ایک دن عیال و اطفال مین بسر کرنے کا اور اسی دن مین وقت فرصت کے کتب انبیاے سابقین کا مطالعہ کا معمول تھا تفسیر احمدی مین ہے کہ چار دنون پر تقسیم فرمائے تھے ایک دن عبادت کے واسطے ایک دن رفع خصومات کے لیئے ایک روز امور خاص مین مشغول ہوتے جو اپنی ذات سے متعلق تھے اور ایک روز وعظ و تذکیر مین بسر فرماتے چنانچہ ایک روز آپ کے دل مین یہ بات گذری کہ میرے باپ دادا بڑے بڑے مرتبے والے لوگ تھے کاش اللہ تعالی شانہ مجھ کو بھی یہ مرتبہ عطا فرماتا - وحی ہوئی کہ اے داؤد ان لوگون نے بڑی بڑی بلاؤن پر صبر کیا تھا اور کسی طرح کی شکایت زبان پر نہ آئی اور شکر ہی کرتے رہے حضرت داؤد علیہ السلام نے پروردگار تعالے شانہ کے حضور مین گذارش کی کہ اے پروردگار اگر مجھ پر بھی کوئی بلا آئیگی تو مین بھی صبر کرونگا ارشاد ہوا کہ فلان روز فلان ماہ مین تجھ پر بلا آویگی ہوشیار ہو جا کہتے ہین کہ وہ روز موعود دوشنبہ کا تھا اور تاریخ ماہ رجب کی ستر ھوین تھی اُس دن حضرت داؤد علیہ السلام عبادت خانہ کا دروازہ بند کئے ہوے نماز یا زبور شریف پڑھ رہے تھے دفعۃً ابلیس ایک نہایت خوبصورت کبوتر کی صورت مین متمثل ہو کر آیا جس کا تمام بدن سونے کا تھا اور بازو موتی اور زبرجد کے اور منقار یاقوت احمر کی اور آنکھین زمرد اخضر کی اور دونون پاؤن فیروزے کے حضرت داؤد علیہ السلام کے قریب آکر بیٹھ گیا آپ اُس کی صورت دیکھ کر متعجب ہوئے اور دل مین یہ بات پیدا ہوئی کہ کسی طرح اس کو پکڑنا چاہیے آپ نے جو اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا وہ اُڑ کر قریب کے فاصلہ پر جا بیٹھا آپ نے بھی آگے بڑھکر اُسے پکڑنا چاہا وہ اَور آگے بڑھ گیا آخر کار آپ نے عبادت چھوڑ کر پوری ہمت اُس کے پکڑنے کی طرف صرف کی وہ کبوتر جس روزن سے آیا تھا اُس مین سے ہو کر اُڑ گیا تو آپ اپنے بالاخانہ پر چڑھکر دیکھنے لگے ناگاہ ایک بالاخانہ پر ایک حسینہ و جمیلہ عورت غسل کرتی ہوئی نظر پڑی آپ کو اُس پر فریفتگی کے آثار پیدا ہو گئے اُس نے حضرت کو دیکھکر اپنے تمام بال کھولدیئے کہ جس سے

تمام بدن اُس کا چھپ گیا آپ نے خواصون سے ارشاد کیا کہ دریافت کرو یہ کون عورت ہے ایک خواص نے عرض کی کہ اوریا ابن حبایا کی منکوحہ ہے نام اس کا میشایع ہے اور اس کی مان کا نام شایع ہے فرمایا اوریا کہان ہے کسی نے کہا ایوب ابن صوریا آپ کے بھانجے کے ہمراہ مقام بلقا مین تعینات ہے بعض کہتے ہین کہ آپ کے دل مین یہ بات آئی کہ اوریا کو قتل کر کے اُس کی منکوحہ سے نکاح کر لین اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اپنے بھانجے کو لکھا کہ اوریا جو تمہارے لشکر مین ہے اُس کو جہاد کے واسطے فلان مقام مین روانہ کرو اور تاکید کرو کہ تابوت سکینہ کے آگے رہے یا تو فتح نصیب ہو یا شہید ہو جاے اور معمول یہ تھا کہ جو تابوت کے آگے رہتا وہ اکثر مارا جاتا چنانچہ ایوب یا ثواب ابن صوریا نے حضرت داؤد علیہ السلام کے حکم کے موافق روانہ کیا اوریا نے جہاد مین فتح پائی۔ پھر دوسرے حکم کے موافق دوسرے شہر پر بھیجا وہان بھی اُسے فتح نصیب ہوئی۔ جب تیسری جگہہ بھیجا گیا تو اوریا شہید ہوا پس بعد انقضاے مدت عدت حضرت داؤد علیہ السلام نے مسماۃ میشایع سے نکاح کیا اور اُن کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوے وهذا القول مردود عند الکل۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے زمانہ خلافت مین فرمایا کہ جو کوئی حضرت داؤد علیہ السلام کے ایسے بے اصل قصے بیان کریگا مین اُس پر قصاص کی حد جاری کرونگا جو ایک سو ساٹھ ۱۶۰ درّے ہین اور یہ حد ہے انبیا پر بہتان لگانے کی

ایک اور روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ خطا تھی کہ جب اُنہین اوریا کی بی بی کے حسن و جمال کا حال معلوم ہوا تو آپ نے یہ آرزو کی کہ وہ کسی طرح اُنکے واسطے حلال ہو جاے اسی مین اتفاقاً وہ کسی لڑائی مین مارا گیا اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس قدر غم نہ ہوا جتنا کہ اورون کے مارے جانے سے ہوتا تھا۔ اور قتادہ کے قول کے موافق حضرت سلیمان علیہ السلام مسماۃ میشایع زن بیوہ اوریا کے بطن سے پیدا ہوئے۔

فرشتون کا حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک سوال پیش کرنا اور آپ کو آپ کی خطا پر متنبہ کرنا

اِسی اثنا مین ایسا ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام عبادت کے روز حجرہ کا دروازہ بند کئے ہوئے بیٹھے تھے کہ ناگاہ دو فرشتے اُن کے پاس بغیر دروازہ کھولے ہوے چلے آئے حضرت داؤد علیہ السلام اُن کے اس طرح اندر آنے سے ڈر گئے فرشتون نے کہا آپ خوف نہ کرین ہم دونون مین کچھ جھگڑا ہے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ آپ ہمارا راستی کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور انصاف سے درگذر نہ فرمائیگا اور ہمکو سیدھے راستہ پر لگا دیجئے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اِس کے پاس ننانوے ۹۹ بکریان یا دنبیان ہین اور میرے پاس فقط ایک بکری ہے یہ کہتا ہے کہ یہ ایک بکری بھی مجھے دیدے اور باتون مین مجھے دھمکاتا ہے یعنی اس نے مجھے دھمکا کر میری بکری لے لی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا یہ سچ کہتا ہے مین نے یہ چاہا تھا کہ میری سَو کی تعداد پوری ہو جاے اسلئے مین نے اُس کی بکری لے لی ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تو ہم تجھے جب تک نہ چھوڑینگے کہ تو اُس کی ایک بکری نہ دیدیگا اُس نے کہا کہ اے بادشاہ تو تو مجھ سے یہ نہین دلوا سکتا ہے۔ حضرت داؤد نے فرمایا کہ اگر تو نہ دیگا تو مین تیرے یہان اور یہان مارونگا اور اُس کی ناک اور پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔ فرشتہ نے کہا کہ داؤد یہان اور یہان مار کھانے کا تو تو ہی سزاوار ہے۔ تیرے پاس ننانوے ۹۹ بی بیان ہین اور اوریا کی صرف ایک ہی بی بی تھی اور تو نے اُسے قتل بھی کرایا اور اُس کی بی بی کو بھی چھین لیا یعنی نکاح کر لیا

حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا اللہ تعالےٰ شانہ سے

اپنے گناہ کی مغفرت کے لئے اور اُسکا قبول ہونا

پھر فرشتے یہ کہکر نظر سے غائب ہوگئے اور حضرت داوٗد علیہ السلام کو معلوم ہوگیا کہ اُنکی آزمائش کی گئی اور اُن سے خطا سرزد ہوئی۔ اِس لئے آپ نے اپنی خطا معاف کرانے کے لئے پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور مین دعا کی اور چالیس روز تک سجز قضاے حوائج کے سجدے سے سر نہ اُٹھایا اور برابر روتے رہے کہ زمین پر اُن کے آنسوؤن سے گھاس جم گئی اور اُن کے سر کو گھیر لیا۔ پھر آپ نے جناب باری مین عرض کی کہ پروردگار پیشانی زخمی ہوگئی اور آنکھین پتھرا گئین اور داوٗد کی خطا کی نسبت کوئی بھی جواب نہ آیا

دعاے حضرت داوٗد علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْاَعْظَمِ يَبْتَلِي الْخَلْقَ بِمَا يَشَآءُ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ سُبْحَانَ الْقَآئِلِ بَيْنَ الْقُلُوْبِ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ اِلٰهِيْ خَلَّيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَدُوِّيْ اِبْلِيْسَ فَلَمْ اَقُمْ لِفِتْنَتِهٖ اِذَا نَزَلَتْ بِيْ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِيْ الْوَيْلُ لِدَاوٗدَ اِذَا كُشِفَتْ عَنْهُ الْغِطَآءُ فَيُقَالُ هٰذَا دَاوٗدُ الْخَاطِئُ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِيْ بِاَيِّ عَيْنٍ اَنْظُرُ اِلَيْكَ وَاِنَّمَا يَنْظُرُ الظَّالِمُوْنَ طَرْفٍ خَفِيٍّ اِلٰهِيْ بِاَيِّ قَدَمٍ اَقُوْمُ اَمَامَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَوْمَ تَزِلُّ اَقْدَامُ الْخَاطِئِيْنَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِيْ اَنَا الَّذِيْ لَا اُطِيْقُ حَرَّ شَمْسِكَ فَكَيْفَ اُطِيْقُ حَرَّ نَارِكَ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِيْ اَنَا الَّذِيْ لَا اُطِيْقُ صَوْتَ رَعْدِكَ فَكَيْفَ اُطِيْقُ صَوْتَ جَهَنَّمَ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِيْ اَلْوَيْلُ لِدَاوٗدَ مِنَ الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ اَصَابَ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِيْ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ عُذْرِيْ۔

سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِیْ بِرَحْمَتِكَ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَلَا تُبَاعِدْ لِیْ رَحْمَتَكَ لِهَوَایَ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ مِنْ ذُنُوْبِیَ الَّذِیْ اَوْبَقَتْنِیْ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ اِلٰهِیْ فَرَسْتُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِخَطِیْئَتِیْ فَلَا تَجْعَلْنِیْ مِنَ الْقَانِطِیْنَ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ۔ ترجمہ پاکی ہے اُس بادشاہ عظیم الشان کو جو مبتلا کرتا ہے خلق کو اُس چیز مین کہ چاہتا ہے۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ پاکی ہے نیک باتون کے الہام کرنے والے کو جو انبیا اور اولیا کے دلون مین اچھی باتین ڈالتا ہے یعنی الہام کے ذریعہ سے یا بطور وحی۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الٰہی چھوڑا تو نے درمیان میرے اور میرے عذر کے ابلیس کو پس مین متحمل نہین ہون اُس کے فتنہ کا جب وہ مجھ پر آپڑے۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ یا اللہ افسوس ہے داؤد پر جب کھولا جاے اُس سے پردہ اور کہا جاے یہ داؤد خطاکار ہے۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الٰہی مین قیامت کے دن تجھ کو کس آنکھ سے دیکھونگا ایسی حالت مین کہ ظالم چوری کی نگاہون سے دیکھتے ہونگے۔ الٰہی کس پاؤن سے کھڑا ہونگا مین تیرے آگے قیامت کے دن کہ گنہگارون کے پاؤن اُس دن پھسلتے ہونگے۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الٰہی مین ایسا ضعیف ہون کہ تیرے آفتاب کی گرمی برداشت نہین کرسکتا پس دوزخ کی تاب کہان لا سکتا ہون۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الٰہی مین وہ ضعیف بندہ ہون کہ بادل کے گرجنے کی آواز سے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ اور دوزخ کی آواز کیونکر سُن سکتا ہون۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الٰہی افسوس اور حسرت ہے داؤد کے لئے اُس کے بڑے گناہ کے سبب سے کہ اُس سے سرزد ہوا ہے۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الٰہی تو جانتا ہے میرے ظاہر و باطن کو پس قبول کر تو میرے عذر کو۔ پاکی ہے خالق نور کو۔ الٰہی میرے گناہ محض اپنی رحمت سے بخشدے جو میری خواہش نفسانی سے سرزد ہوئے ہین اور اپنی رحمت سے مجھے

دور نہ رکھ- پاکی ہے خالق نور کو- الٰہی پناہ مانگتا ہون تیری بزرگ ذات کے وسیلہ سے اپنے گناہون کی تباہ کاری سے کہ جن گناہون نے مجھکو جکڑ رکھا ہے- پاکی ہے خالق نور کو- الٰہی بھاگا مین اپنے گناہون سے اور اعتراف کیا مین نے اپنی خطاؤن کا پس تو مجھکو نا اُمیدون مین سے نکر- پاکی ہے خالق نور کو-

ربّ العزت کے حضور سے ندا آئی کہ اگر تو بھوکا ہے تو کھانا بھیجون اور اگر تو بیمار ہے تو تجھے اچھا کر دون اور اگر تو مظلوم ہے تو مین تیری امداد کرون عرض کر کہ تو کیا چاہتا ہے یہ سنتے ہی داؤد نے ایک آہ سرد کا ایسا نعرہ مارا کہ جو گھاس جمی ہوئی تھی وہ بالکل زرد ہوگئی اسپر اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی- اور وحی بھیجی کہ اپنا سر اُٹھا ہم نے تیری خطا معاف کر دی- آپ نے عرض کی کہ پروردگار مین یہ کیونکر جانون کہ تو نے میرا قصور معاف کیا- تو تو عادل حاکم ہے قضایا مین کسی کی رعایت کبھی نہین کرتا ہے- جب اوریا قیامت کے دن اپنا سر ہتیلی پر لئے عرش کے پاس آئیگا اور اُس کی گردن کی رگون سے خون ٹپکتا ہوگا اور وہ کہیگا کہ یارب داؤد سے پوچھ کہ اسنے مجھے کیون قتل کیا- اللہ تعالےٰ شانہ نے وحی بھیجی کہ جب وہ یہ دعوے کریگا تو مین تجھے اُس سے مانگ لونگا اور وہ تجھ کو مجھے دیدیگا اُس کے عوض مین مین اُسے جنّت دونگا- حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ یارب اب مین جان گیا کہ تو نے اپنے فضل و کرم سے میری خطا معاف کر دی- لیکن اِس کے بعد بھی آپ نے تمام عمر اللہ تعالیٰ شانہ کی شرم سے آسمان کی طرف نہین دیکھا اور اپنے ہاتھ پر اپنی خطا لکھ لی جب اُسے دیکھتے تو اُن کا ہاتھ کانپ جاتا تھا اور جب پانی پینے کے لئے برتن ہاتھ سے اُٹھاتے تو نصف یا ایک ثلث پیتے ہی اُنہین اپنی خطا یاد آجاتی تو ایسے رو پڑتے تھے کہ جس سے اُنکے عضو عضو ایک دوسرے سے جدا ہونے کے قریب ہو جاتے تھے اور روتے روتے برتن آنسوؤن سے بھر جاتا تھا- اور آدمی کہا کرتے تھے کہ داؤد کے آنسو اتنے بہت ہین کہ تمام دنیا کے

آدمیون کے آنسوؤن کے برابر ہین قیامت کے دن جب حضرت داوٗد علیہ السلام میدان حشر مین آئین گے تو اُن کی خطا اُن کی ہتیلی پر لکھی ہوگی اور کہین گے یَا رَبِّ ذَنْبِیْ ذَنْبِیْ مجھے آگے کر جب آگے جاوین گے تو اُن کو تسلی نہ ہوگی تو کہین گے مجھے پیچھے کر اور جب پیچھے جاوین گے تو پھر بھی اُن کی تسلی نہ ہوگی اور وہی اضطراب رہے گا۔

روایت ہے علقمہ بن مرثد سے کہ کہا اگر جمع کئے جاوین اشک سب زمین کے رہنے والون کے تو نہ برابر ہون حضرت داوٗد علیہ السلام کے آنسوؤن کے جب کہ اُن سے زلّت اقدام واقع ہوئی اور اگر اشک تمام زمین کے رہنے والون کے اور حضرت داوٗد علیہ السلام کے جمع کئے جاوین تو نہ برابر ہون حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤن کے جس وقت کہ وہ جنت سے گرائے گئے۔

روایت کی احمد نے اسمٰعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر سے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام پر اُن کے لوگ خفا ہوتے تھے اُن کے رونے کے سبب سے تو حضرت داوٗد علیہ السلام فرماتے تھے کہ چھوڑو مجھ کو کہ رولون مین رونے کے دن سے پہلے۔ اور ہڈیون کے جلنے سے پہلے۔ اور شعلہ مارنے والی آگ مین داخل ہونے سے پہلے اور اُس سے پہلے کہ حکم کیا جاوے میرے لئے اُن ملائکہ کو جن کی تعریف یہ ہے غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ترجمہ درشت خو ہین اور سخت قوی ہین اور نافرمانی نہین کرتے اللہ کی اُس مین کہ اُن کو حکم کیا جاتا ہے اور کرتے ہین وہ جو حکم کئے جاتے ہین یعنی فرشتگان دوزخ۔

روایت کی احمد نے عثمان بن ابی العاتکہ سے اُس نے کہا کہ یہ جملے حضرت داوٗد علیہ السلام کی دعا مین سے تھے۔ سُبْحَانَكَ اِلٰهِیْ اِنِّیْ اِذَا ذَكَرْتُ خَطِیْئَتِیْ ضَاقَتْ عَلَیَّ الْاَرْضُ بِرُحْبِھَا وَاِذَا ذَكَرْتُ رَحْمَتَكَ ارْتَدَّتْ اِلَیَّ رُوْحِیْ۔ سُبْحَانَكَ اِلٰهِیْ اَتَیْتُ اَطِبَّآءَ عِبَادِكَ لِیُدَاوُوْا اِلٰی خَطِیْئَتِیْ

وَكُلُّهُمْ عَلِيْلٌ بِذَنْبِيْ ترجمہ پاکی ہے تیرے واسطے اے اللہ جس وقت مین یاد کرتا ہون اپنی خطا کو تنگ ہو جاتی ہے مجھ پر زمین باوجود فراخی کے اور جب یاد کرتا ہون مین تیری رحمت کو جان آجاتی ہے مجھ مین پاکی ہے تیرے واسطے الہی آیا مین تیرے بندون کے طبیبون پاس تاکہ وہ علاج کرین میرے گناہون کا پس وہ سب بیمار نکلے میرے گناہون کے سبب سے۔

روایت عبدالرحمن بن جُبَیر سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بعد آزمائش کے ہر صبح کو تین بار پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ مَا كَتَبْتَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَخَلِّصْنِيْ اور جب شام ہوتی تو تین بار پڑھتے وَمَا اَنْزَلْتَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مِنْ خَيْرٍ فَاٰتِنِيْ مِنْهُ نَصِيْبًا۔

روایت کی حاکم نے اور تصحیح کی اس کی سعید بن ہلال نے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی عیادت کیا کرتے تھے لوگ یہ سمجھکر کہ یہ بیمار ہین حالانکہ وہ بیمار نہ تھے اور کوئی مرض اُن کو نہ تھا یہ حال اُن کا صرف خوفِ خدا سے تھا۔

روایت کی بیہقی نے کتاب شعب الایمان مین ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ کہا نہین پہونچا داؤد علیہ السلام کو جو کچھ کہ پہونچا اُن کو بعد تقدیر الہی کے مگر بسبب عُجب کے کہ اچھا جانا اپنی ذات کو اور وہ یہ تھا کہ اُنھون نے کہا اے رب میرے نہین ہے کوئی ساعت رات سے اور نہ دن سے مگر کہ حال یہ ہے کہ کوئی عبادت کرنے والا آلِ داؤد سے عبادت کرتا ہے تیری اور نماز پڑھتا ہے تیری یا تسبیح کرتا ہے یا تکبیر کہتا ہے اور ذکر کین حضرت داؤد علیہ السلام نے اور بھی کتنی چیزین پس مکروہ رکھا اس کو اللہ تعالے شانہ نے اور فرمایا کہ اے داؤد بے شبہ یہ نہ تھا مگر میرے فضل و کرم کے سبب سے پس اگر نہ ہوتی میری طرف سے توفیق اس کی تو نہ قوت پاتا تو اس پر۔ قسم ہے اپنے جلال کی البتہ سونپونگا مین تجھ کو تیرے نفس کے ہاتھون مین ایک دن پس ڈرے داؤد علیہ السلام

اور عرض کی کہ اے رب میرے خبر دیجیئو مجھ کو پس پہونچا اُن کو فتنہ اُس دن پس آگاہ ہوئے حضرت داؤد علیہ السلام اور گریہ و بکا شروع کی اور گذرا اُن پر جو کچھ کہ گذرا آخر کار پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُن کی توبہ کو قبول فرمایا اور اُن کو بخشا یا اللہ تو تمام جہان کا خالق و مالک ہے اور تجھ کو اپنے نیک اور فرمان بردار بندون پر پیار ہے مگر مین تجھی سے مانگتا ہون جو کچھ مانگتا ہون لیکن پیارے بندون کا واسطہ تیرے حضور مین پیش کرتا ہون کہ میری خطاؤن کو بخشدے اور میرا نام اُن لوگون مین لکھدے جو تجھ سے ڈرتے ہین اور تیری فرمان برداری کرتے ہین اور تو اُن کو چاہتا ہے ؁

نیاوردم از خانہ چیزے نخست		تو دادی ہمہ چیز من چیز تست	

جب گریہ وزاری حضرت داؤد علیہ السلام کی اپنی حد سے گذری تو ناگاہ دریاے رحمت الٰہی کو جوش ہوا اور نوید بخشش لیکر فرشتہ مقرب پہونچا ؁

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید		کہ ز انفاس خوشش بوے کسے می آید	

کلام معجز نظام حضرت باری تعالیٰ شانہ اس بخشش کی خبر یون دیتا ہے۔ قال اللہ تعالےٰ شانہ فَغَفَرْنَا لَهُ ذٰلِكَ ط وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَآبٍ ○ ترجمہ پس ہم نے بخشی اُس کے لئے وہ لغزش اُس کی اور بلاشبہ اُس کے لئے ہمارے نزدیک قربت ہے اور اچھی بازگشت ہے ارباب تفسیر نے اس بازگشت سے جنت کو مُراد لیا ہے پس جب کہ خداے تعالیٰ شانہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش کو بخشدیا تو وہ مغفور اور مبرور اور مقرب حق کے ہوگئے اور روایتاً یہ بات بیان کی گئی ہے کہ بعد قبول ہونے توبہ کے بھی حضرت داؤد علیہ السلام تیس برس شب و روز روتے رہے اور جس طرح پانی کے جاری ہونے کا نشان زمین پر پڑ جاتا ہے اسی طرح اُن کے آنسوؤن کے جاری ہونے کا نشان اُن کے رخسارہاے مبارک پر پڑ گیا تھا جو دور سے دیکھا جاتا تھا اور آپ جو چیز کھاتے پیتے تھے اُس مین اُن کے آنسوؤن کی شرکت ضرور ہو جاتی تھی۔ علما فرماتے ہین کہ بعد قبول ہونے

توبہ کے آپ نے اپنے ہر کام کے لئے ایک ایک روز بانٹ دیا تھا۔ ایک روز تو آپ بنی اسرائیل
کے قضایا کا فیصلہ کرتے۔ اور ایک روز اپنی ازواج اور آل و اولاد مین بسر کرتے۔ اور
ایک روز جنگلون مین اور پہاڑون مین اور دریا کے کنارے پھرتے تھے اور قدرت الٰہی کا
تماشا کرتے تھے اور ایک روز خلوت مین بیٹھتے اور اُس مکان مین چار ہزار محراب مین تھین
سب راہب یعنی عابد و درویش وہان جمع ہو کر حضرت کے ساتھ نوحہ کرتے اور اُس
واحد لاشریک سے بخشش طلب کرتے اور اس کا مفصل ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ المختصر
آپ روتے روتے بیہوش ہو جاتے اور اُن کا بچھونا آنسوؤن سے تر ہو جاتا اور اس قدر
تڑپتے کہ مچھلی پانی سے نکل کر تڑپتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام اُن کے فرزند اُن کو
اُٹھاتے تو وہ آنسو اپنی ہتیلی پر لیتے اور اپنے مُنہ پر ملتے اور بارگاہ الٰہی مین عرض کرتے
یَارَبِّ اغْفِرْ مَا تَرٰی ترجمہ اے میرے رب بخش جو کچھ کہ دیکھتا ہے تو۔ اور کہا
وہب نے جب توبہ اُنکی اللہ تعالےٰ شانہ نے قبول فرمائی تو عرض کی داؤد علیہ السلام نے
یَارَبِّ غَفَرْتَ لِیْ فَکَیْفَ لِیْ اَنْ اَنْسٰی خَطِیْئَتِیْ فَاَسْتَغْفِرُ مِنْهَا وَلِلْخَاطِئِیْنَ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ترجمہ اے رب میرے بخشا تو نے میرا گناہ پس مین کیونکر بھولون اپنے
گناہ پس بخشش مانگتا ہون مین اپنے گناہ کی اور روز قیامت تک کے گنہگارون کے لئے
انتھیٰ۔ اِس خطا کے سبب سے بنی اسرائیل اُن سے پھر گئے اور نا فرمانی کرنے لگے۔
اور خود اُن کے بیٹے **ایشا** نے جس کی مان طالوت کی بیٹی تھی بغاوت کی اور قوم کو
اپنی امداد کے لئے جمع کیا اور کچھ سرکش اور بدمعاش لوگ اُسکے ساتھ ہو بھی گئے اور وہ
اپنے بیٹے سے لڑے اور اُسے شکست دیکر بھگا دیا اور اُس کے پیچھے اپنے ایک سردار کو
بھیجا اور حکم دیا کہ اُس سے مہربانی کے ساتھ پیش آئے اور اُسے قید کر لے مگر قتل نہ کرے
جب یہ سردار اُس کے پیچھے گیا تو وہ بھاگتے بھاگتے ایک درخت کے پاس پناہ گیر ہوا
وہان اُسنے **ایشا** کو قتل کر دیا اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کو سخت رنج ہوا اور

اُس سردار سے وہ نہایت ناخوش ہوئے۔

بیت المقدس کی تعمیر اور حضرت داوٗد علیہ السلام کی وفات

حضرت داوٗدؑ کا بیت المقدس کی جگہ تجویز کرکے اُس کی تعمیر کی ابتدا کرنا اور حضرت سلیمانؑ کا اُسے تمام کرنا

کہتے ہین کہ داوٗد علیہ السلام کے زمانہ مین ایک بڑا سخت طاعون پھیلا تھا اُس کے لئے حضرت داوٗد علیہ السلام اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا مانگنے کے لئے نکلے اور وہان گئے جہان اب بیت المقدس ہے کیا دیکھتے ہین کہ وہان سے فرشتے آسمان کو جارہے ہین اِس لئے وہ اُس مقام پر دعا کے لئے پہونچے اور صخرہ کے مقام پر کھڑے ہوکر طاعون کے دور ہونے کے واسطے اللہ تعالےٰ شانہ سے دعا کرنے لگے اور وہ دعا فوراً قبول ہوگئی اور طاعون جاتا رہا اسواسطے بنی اسرائیل نے اس مقام کو اپنے لئے مسجد بنالیا۔ اور بنا حضرت داوٗد علیہ السلام کے سلہ جلوس سے شروع ہوئی لیکن حضرت داوٗد علیہ السلام کی عمر اُس کے تمام ہونے سے پہلے تمام ہوگئی اور آپ نے حضرت سلیمانؑ کو اُس کے تمام کرنے اور اُس سردار کے مارڈالنے کی وصیت کردی جس نے ایشابن داوٗد یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ جب حضرت داوٗد علیہ السلام کا انتقال ہوگیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُن کے حکم کی تعمیل کی اُس سردار کو مارڈالا اور مسجد کو بھی بناکر مکمل کردیا۔ یہ مسجد سنگ رخام سے بنائی گئی اور سونے کے کام سے آرائش دی گئی اور اُس مین جواہر جڑوادئے اور ایسی رفیع الشان اور مستحکم عمارت ہے کہ مبالغہ کے طریقہ سے کہا جاتا ہے کہ دیوون کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد کی تعمیر سے فرصت پاچکے تو اُس روز آپ نے بڑی خوشی کی اور خداوند تعالیٰ شانہ کی جناب مین قربانی نذر کی جسے اللہ تعالےٰ شانہ نے قبول فرمایا۔ اِس مسجد کی بنا پہلے شہر کی تعمیر سے شروع ہوئی تھی

جب شہر کو وہ بنا چکے تو اُنہون نے مسجد کی تعمیر شروع کی لوگون نے اِس عمارت کی نسبت ایسے ایسے مبالغہ کئے ہین جو قیاس سے باہر ہین لہٰذا وہ سب باتین قلم انداز کی جاتی ہین اور بعض اہل تاریخ یہ بھی کہتے ہین کہ حضرت سلیمان ہی نے اس مسجد کی ابتدا کی تھی اور حضرت داؤد نے فقط یہی ارادہ کیا تھا کہ اُسے بنائین - لیکن اللہ تعالےٰ شانہ نے اُنہین کہلا بھیجا کہ مسجد مقدس مکان ہے تو اس کا بانی نہین ہو سکتا ہے تیرے ہاتھ خون مین رنگ چکے ہین لیکن تیرے بیٹے سلیمان نے کوئی خون نہین کیا ہے وہ اِسے بنائیگا جب سلیمان علیہ السلام بادشاہ ہوئے تو اُنہون نے اس مسجد کی تعمیر کی -

حضرت داؤد علیہ السلام کی وفات اور اُنکی اولاد اور عمر وغیرہ

حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک کنیز تھی جو اُن کے مکان کا قفل شب کو لگا کر کنجیان اُن کو دیدیا کرتی تھی جس شب کو آپ کا انتقال ہوا اُس کنیز نے حسب معمول دروازے مکان کے مقفل کرکے کنجیان آپ کو لاکر دیدین مگر اُس کنیز نے کیا دیکھا کہ مکان مین ایک مرد موجود ہے کنیز نے اُس سے پوچھا کہ تو مکان مین کس طرح آیا اُس نے کہا کہ مین ایسا آدمی ہون جو بادشاہون کے مکانون مین بے اجازت چلا آتا ہون میرے واسطے اجازت کی ضرورت نہین جب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات سُنی تو فرمایا کیا تو ملک الموت ہے اُس نے کہا ہان حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے پہلے سے کیون مجھے مطلع نہ کیا کہ مین موت کے لئے تیار ہو جاتا اُس نے کہا کہ مین نے تو تجھے بہت پہلے سے اطلاع دیدی ہے اور بار بار اطلاع دی ہے اور بہت اچھی طرح خبردار کر دیا ہے - حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ کس کی معرفت پیام بھیجا تھا - ملک الموت نے کہا کہ کیا تو نے اپنے باپ سے یہ بات نہین سُنی کہ تیرا دادا مر گیا اور تو نے اپنی آنکھون سے اپنی مان اور باپ کو مرتے ہوئے نہین دیکھا اور کیا سیکڑون آدمی تیری آنکھون کے سامنے نہین مرے - تیرے بھائی بند

کہان ہین تیرے پڑوسی کدھر گئے تیرے دوست آشنا کیا ہوے داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سب مرگئے ملک الموت نے کہا یہی تو تیرے قاصد تھے اور تجھے آگاہ و خبردار کرکے چلے گئے اب اگر تو نہ سمجھے تو تیری سمجھ کا قصور ہے مین نے تو تجھے آگاہ کردیا تھا کہ دیکھ جیسے یہ مرتے ہین تو بھی بہت جلد یونہین مرنے والا ہے۔ پھر ملک الموت نے آپ کی روح مبارک قبض کرلی تو علم نبوت اور امور سلطنت اُن کے ورثہ مین حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے اُنیس[19] اولادتھین اُن مین صرف حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کو یہ علم نبوت اور سلطنت ورثہ پدری مین ملی اور عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی سنوبرس کی ہوئی تھی اور آپ نے چالیس[۴۰] برس حکومت کی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی کے حالات تو بالاجمال سب تمام ہوچکے اب کچھ حالات اُن کے عدل وانصاف کے بطور اختصار بیان ہوتے ہین کہ خاص و عام سب اُس سے فائدہ اُٹھائین اور یہ خیال نہ کرین کہ یہ بات ہمارے خیال اور قیاس مین آئی اور یہ نہ آئی اِس لئے کہ اس کے واسطے کوئی قاعدہ وضع نہین کیا گیا ہے کہ جو بات ہماری عقل مین نہ آئے اُس کے وجود سے انکار کردیا جاے۔ بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُن کے ظاہر ہونے سے پہلے کوئی شخص بیان کرتا تو کوئی عقل والا آدمی اُسے تسلیم نہ کرتا مثلاً تار کی خبر۔ ریل کا سفر۔ اور ان کے ظاہر ہونے کے بعد اب کسی کو انکار کا موقع نہ رہا۔ دوسری بات یہ ہے کہ زمانہ قدیم کی اصطلاحین بھی ہماری سمجھ مین نہین آتین اس وجہ سے مطالب کے سمجھنے مین اَور بھی دقّت ہوگئی ہے بہرکیف نہ جاننے سے کسی شے کا جاننا اچھا ہے اور ان اچھے لوگون کی حکایتین اور تذکرے کسی حالت مین خالی فائدے سے نہین وھوھذا۔

روایت ہے کہ بعد توبہ اور مغفرت کے حضرت داؤد علیہ السلام تیس[۳۰] برس اور بھی روئے روایتاً یہ بات بیان کی ہے کہ جب یہ خطا آپ سے صادر ہوئی ہے تو عمر حضرت داؤد

علیہ السلام کی ستر برس کی تھی اور اس خطا کے صادر ہونے کے بعد اپنی عمر کے دن چار قسم پر تقسیم کر دئے تھے۔ ایک فیصلۂ قضایا وخصومات کے لئے۔ اور ایک اپنے امورات خانگی کے واسطے اور ایک دن تسبیح کے لئے جو جنگل اور پہاڑ اور دریا پر جاکر کیا کرتے تھے اور ایک دن گھر مین تنہا رہتے اور اُس گھر مین چار ہزار محرابین تھین اور سوائے اپنے مشرب کے لوگون کے اَور کسی کو دخل نہ تھا اُس روز آپ اُن لوگون کے ساتھ اپنے حال پر روتے۔ اور جب سیاحت کا دن ہوتا تو جنگل مین نکل جاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے اور روتے اور درخت اور وحوش اور طیور اُن کا ساتھ دیتے اور اُن کی آنکھون سے اشک نہر کے مثل جاری ہوتے بعد اس کے پہاڑون کی طرف تشریف لیجاتے اور پہاڑ اور پتھر آپ کے ساتھ روتے۔ پھر دریا کے کنارے پر تشریف لاتے تو بحری جانور اُن کا ساتھ دیتے جب شام ہوتی تو چلے آتے۔ اور جب خاص اپنے نوحہ کا دن آتا تو منادی ندا کرتا کہ آج داؤد کے نوحہ کا دن ہے جس کو شرکت منظور ہو آوے تو عابد لوگ محراب والے مکان مین داخل ہوتے اور بوریا یعنی چٹائی کا فرش بچھایا جاتا اُس پر چار ہزار عابد بیٹھتے اور حضرت داؤد علیہ السلام رونا شروع کرتے اور عابد لوگون پر آپ کے گریہ کا اثر پڑتا اور وہ لوگ اس قدر روتے کہ بعض اُن مین سے ہلاک ہو جاتے اور حضرت داؤد علیہ السلام مچھلی کی طرح سے تڑپتے اور تمام فرش رونے والون کے آنسوؤن سے تر ہو جاتا جب آپ تڑپتے تڑپتے بے ہوش ہو جاتے تو حضرت سلیمان علیہ السلام آکر آپ کو اُٹھاتے اور مُنہ آپ کا دُھولاتے اور کہتے کہ یا اللہ میرے باپ کو بخش دے۔

وہب ابن منبہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس خطا کے بعد پھر عمر بھر پانی نہین پیا مگر آنسو اُس مین ملے ہوتے اور کھانا نہین کھایا مگر وہ آنسوؤن سے تر ہو جاتا تھا

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اس خطا کے بعد سوکھی روٹی پر نمک چھڑکتے اور اپنے آنسوؤن سے تر کر کے تناول فرماتے

اور کہتے کہ گناہگارون کی خوراک یہی ہے ستّرہ برس اسی طرح گذرے - وہب ابن منبہ کہتے
ہین کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کا گناہ معاف ہوا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے
عرض کی کہ رب العالمین تو نے میرا گناہ بخشا اب مجھے وہ بات بتا کہ قیامت تک اپنے گناہ
کو یاد رکھون تو بحکم پروردگار تعالےٰ شانہٗ اُن کے ہاتھون کی ہتیلیون پر وہ گناہ لکھ گیا
جب کھانا پانی ہاتھون سے کھاتے پیتے تو اُس کو دیکھ دیکھ کے روتے اور جب منبر پر خطبہ
پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو لوگون کو اپنا ہاتھ دکھاتے دیکھنے والے اُسے دیکھ کر روتے -
حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسن سے روایت کرتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام
بعد عفو خطا گنہگارون کے پاس بیٹھتے اور کہتے کہ گناہگار داؤد تمہارے پاس آیا ہے داؤد
قبل خطا کے آدھی رات عبادت کرتے اور چھٹے مہینے روزہ رکھتے اور جب سے خطا صادر
ہوئی تھی تو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور تمام شب عبادت کرتے تھے -
قصص مین وارد ہے کہ وحوش وطیور حضرت داؤد علیہ السلام کا پڑھنا سُنا کرتے تھے
اور جب قصور سرزد ہوا تو اُنھون نے پڑھنا سننا چھوڑ دیا - اور یہ کہتے تھے کہ اے داؤد
حلاوتِ صوت سے تیری خطا معاف ہوئی ہے اور **حضرت ثابت** رضی اللہ تعالےٰ عنہ
فرماتے ہین کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام اپنا گناہ یاد کرتے تو اُن کے اعضا جدا ہو جاتے
تھے اور جب عفو گناہ کا خیال آتا تو پھر اصلی حالت پر آجاتے تھے -
القصہ جب توبہ حضرت داؤد علیہ السلام کی قبول ہوئی تو پھر تخت سلطنت پر بیٹھے اور
حکمرانی کرنے لگے اور ارشاد ہوا - اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ
النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ترجمہ اے داؤد
ہم نے کیا تجھ کو نائب مملکت مین پس حکومت کر لوگون مین انصاف سے اور نہ چل نفس
کی خواہش پر کہ تجھ کو بہکا دے اللہ کی راہ سے مقرر جو لوگ بھٹکتے ہین اللہ کی راہ سے

اُن کو سخت مارے ہے اسپر کہ بھلا دیا حساب کے دن کو۔ بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ جن دنون حضرت داؤد علیہ السلام مبتلاے بلاے زلت ہوئے ہین اُن دنون مین سفہاے بنی اسرائیل نے شلوم ابن داؤد کو جو طالوت کا نواسا تھا بجاے حضرت داؤد علیہ السلام کے بادشاہ کرنا چاہا اور وہ بھی مستعد ہوگیا یہ خبر جو آپ کو پہونچی تو آپ اپنے بھانجے مسمی بہ تواب کو ہمراہ لیکر بنی اسرائیل کے لشکر سے نکل گئے شلوم نے ارادہ روکنے کا کیا حضرت داؤد علیہ السلام نے وزیر اعظم کو نصیحت کے لئے بھیجا شلوم بھاگا حضرت داؤد علیہ السلام نے تواب کو روانہ کیا کہ تو جا کر شلوم کو بہ تدبیرِ صائب پھیر لا مگر قتل نہ کرنا تواب نے شلوم کا تعاقب کیا اور اُس کو گھیر لیا اور حضرت کا ارشاد یاد نہ رہا اُسے قتل کرکے لوٹ آیا حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اب مین تجھے اُس کے قصاص مین مارونگا لیکن بمصلحت وقت اور انتظام سلطنت کے اصول اجراے حکم قصاص مین توقف ہوا مگر مرض موت مین حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت فرما گئے کہ میرے بعد اس کے قصاص مین تعلل نکرنا

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ مین بنی اسرائیل کی ایسی کثرت ہوئی کہ آپ کو تعجب ہوا وحی ہوئی کہ داؤد جب ابراہیم نے اسمٰعیل کے ذبح کا قصد کیا تھا اُس وقت مین نے وعدہ فرمایا تھا کہ مین اولاد ابراہیم زیادہ کرونگا وہ وعدہ مین نے وفا کیا مگر ان لوگون نے بہت کام میری رضا کے خلاف کئے اب مین ان کو بلا مین ڈالونگا تو تین بلاؤن مین سے ایک بلا قبول کر۔ اوّل قحط دوسرے استیلاے عدو۔ تیسرے طاعون۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے قوم کو حاضر کرکے مشورہ کیا اور سب نے طاعون کو قبول کیا چنانچہ ایک لاکھ ستّر ہزار بنی اسرائیل اس بلا سے مرے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے علما اور احبار کو ساتھ لیکر نکلے اور صخرۂ بیت المقدس مین جلوہ فرما ہوئے اور ارشاد کیا کہ اے بنی اسرائیل تمہاری قوم نے اکثر غضب الٰہی سے نجات پائی ہے اس کا شکر کرو اور ایک مسجد یہان بناؤ بنی اسرائیل نے قبول کیا اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع

ہوئی جب چہار دیواری قد آدم بلند ہوئی تو وحی ہوئی کہ تعمیر اسکی موقوف کر اس کی تکمیل تیرے بیٹے سلیمان کے ہاتھ سے ہوگی حضرت داوٗد علیہ السلام دست کش ہوئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے عہد نبوت مین اُسے تمام کیا۔

روایت ہے کہ حضرت **سلیمان** علیہ السلام توبہ قبول ہونے کے بعد انہین بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے ہین اور ایام طفولیت ہی سے اقبال کی نشانیان ناصیہ شریف سے چمکنے لگین اور نہایت خوبصورت نظر آنے لگے اور اللہ تعالے شانہ نے دانائی اور فراست ایسی عطا فرمائی تھی کہ حضرت داوٗد علیہ السلام امور سلطنت مین اُن سے مشورہ لینے لگے۔ چنانچہ ایک روز دو دہقانی محکمہ داوٗدی مین حاضر ہوئے ایک کا نام ایلیا تھا باغ یا کشت کا مالک اور دوسرا یوحنا بکریون کا مالک ایلیا نے آکر فریاد کی کہ اے خلیفۂ خدا میرا پڑوسی یوحنا رات کے وقت بکریان چراتا تھا وہ بکریان میرے کھیت مین پڑ گئین اور کھیت کھا گئین حضرت داوٗد نے یوحنا سے جواب پوچھا اُس نے کہا درست ہے حضرت داوٗد علیہ السلام نے فرمایا کہ بکریون کی اور غلہ کی قیمت مشخص کرو چنانچہ تشخیص کے وقت اُس کے کھیت کا اتنا نقصان ٹھیرا کہ جتنی بکریون کی قیمت تھی۔ حضرت داوٗد علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ یوحنا بکریان ایلیا کو سپرد کردے۔ یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو سنا تو فرمایا اگر مین اسکو فیصل کرتا تو ایسا حکم دیتا کہ فریقین رضامند رہتے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام کے کانون تک بھی یہ بات پہونچی آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تمہارے خیال مین جو حکم فریقین کے حق مین بہتر ہو بیان کرو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بکریان ایلیا کو دیجائین جو کھیت کا مالک ہے کہ اُن بکریون کی اُون اور بچون اور دودھ سے نفع اُٹھائے اور کھیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ کھیت کو جوتے اور بوئے اور حالت اصلی پر لاکر ایلیا کے حوالے کرے اور اپنی بکریان اُس سے واپس لے لے۔ اس فیصلہ سے حضرت داوٗد علیہ السلام بھی

خوش ہوئے اور وہ دونون مخاصم بھی رضامند رہے اُس وقت عمر حضرت سلیمان علیہ السلام کی گیارہ برس کی تھی اور بعض راوی تیرہ۱۳ برس کی بتاتے ہین چنانچہ اسی قضیہ کا اشارہ قرآن شریف پارہ اقترب للناس مین ہے۔ وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ط فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ط وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ترجمہ اور داوٗد اور سلیمان کا قصہ بھی لوگون کو یاد دلایا۔ جب کہ وہ کھیتی کے بارے مین جس مین کچھ لوگون کی بکریان رات مین جا پڑی تھین فیصلہ کرنے لگے اور ہم اُن کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے اُس وقت ہم نے سلیمان کو صحیح فیصلہ سمجھا دیا اور یون تو ہم نے دونون ہی کو فیصلہ کا سلیقہ اور علم دیا تھا۔ بعض نے اس قصہ کو یون بھی بیان کیا ہے کہ بکریان کہین کسی انگور کے باغ مین جا پڑی تھین اور انگور کھا لیے تھے اور انگور کی تاک کو خراب کر ڈالا تھا حضرت داوٗد علیہ السلام نے حکم دیا کہ بکریان اُس قیمت کے موافق جتنا کھیت اُس کا پامال ہوا ہے کھیت والے کو دیدی جائین حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کھیت بکریون کے مالک کو دیدیا جاے اور وہ اُس وقت تک اُس کی خدمت کرے کہ وہ پہلی حالت پر نہ آجاے کہ جب وہ پامال ہوا تھا۔ اور بکریان کھیت والے کو دیدی جائین کہ وہ اُس سے اُس وقت تک فائدہ اُٹھاتا رہے کہ اُس کا کھیت اپنی پہلی حالت پر آجاے۔ پھر بکریون کا مالک اپنی بکریان واپس کرلے حضرت داوٗد نے اِس فیصلہ کو پسند فرمایا اور یہی حکم جاری کر دیا اور فریقین بھی رضامند رہے اسی فیصلہ کا اشارہ اوپر کی آیت مین ہے چنانچہ اس کے اوپر ہی یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔ پہلی عبارت تفریح الاذکیا سے لی گئی ہے اور یہ عبارت تاریخ کامل ابن الاثیر الجزری سے نقل کی گئی ہے علما فرماتے ہین کہ جملہ مجتہدین احکام فروعیہ مین مصیب ہوا کرتے ہین اور حضرت داوٗد علیہ السلام نے اِس حکم کے دینے مین خطا کی تھی جو اللہ تعالیٰ شانہ کے نزدیک صحیح تھا۔

اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ٹھیک فیصلہ کیا تھا اُس پر بھی اللہ تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّعِلْمًا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے عادات اور ہوا کا اُنکی اطاعت کرنا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت کا ملنا

اہل تاریخ کہتے ہین اکثر مقدمات مین تجویز اخیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی رائے پر منحصر تھی تفاسیر معتبرہ مین ملاحظہ سے گذرا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر آخر ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام حضرت باری تعالیٰ شانہٗ کے حضور سے ایک صندوقچہ حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے لائے اور کہا کہ اپنے فرزندون کو جمع کر کے سب سے استفسار کیجئے کہ اس صندوقچہ مین کیا ہے جو بیٹا آپ کا اس کی چیزین بتادے اُسی کو آپ کی سلطنت اور خلافت عطا ہوگی اُس وقت حضرت داؤد علیہ السلام کے بارہ۱۲ یا اُنیس۱۹ فرزند تھے اور ہر ایک دعویدار سلطنت تھا چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے لڑکون سے پوچھا کسی نے جواب نہ دیا مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ اُس مین ایک انگشتری اور ایک تازیانہ اور ایک مہری خط ہے اُسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے اُسے کھولا تو وہی نکلا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ داؤد یہ انگشتری جنت کی ہے اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اسمین دیکھے تو اُسے شرق سے غرب تک نظر آوے اور جو کچھ چاہے اُسے حاصل ہو اور تازیانہ دوزخ کا ہے خاصیت اس کی یہ ہے کہ جو شخص اس تازیانہ کے مالک کا مطیع نہ ہو وہ سزا پائے اور اس خط مین پانچ سوال ہین ان کا جواب اپنے بیٹون سے پوچھئے جو جواب دے وہ مالک اور وارث قرار پائے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹون کو بلایا اور علماء قوم کو بھی طلب کیا اور سوال کیا کہ **ایمان۔ محبت۔ عقل۔ شرم۔ قوت** بدن مین کس کس جگہ ہے۔ کسی بیٹے نے جواب نہ دیا مگر

مگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ایمان ومحبت دل مین ہے اور مقام عقل سر ہے
اور جاے شرم آنکھون مین اور قوت استخوان مین - اُسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے
تازیانہ اور خاتم عنایت فرماکر تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور دوسرے دن وفات فرمائی
بعض علما یہ فرماتے ہین کہ اِن سوالات خمسہ کے سوا بارہ سوال اور بھی تھے کہ اُن کو
بھی حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے تشفی بخش جواب
دیا - وہ بارہون سوال یہ ہین - تلخ تر - شیرین تر - بدتر عالم مین کون چیز ہے - اور فراخ تر
آسمان وزمین سے کیا ہے اور دنیا مین غنی کون ہے - اور سنگ سے سخت تر اور
آتش سے گرم تر کون ہے - اور دنیا مین آبادی زیادہ ہے یا ویرانی - اور موت سے
خوفناک زیادہ کیا ہے - اور بنی آدم پر غالب کون ہے - اور جہان مین عورتین
زیادہ ہین یا مرد - حضرت سلیمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ تلخ تر درویشی ہے - اور
شیرین تر تونگری - اور بدتر مردم آزاری ہے - اور فراخ تر زمین وآسمان سے سخن
حق ووصف عدل اور غنی تر مرد قانع - وسخت تر دل کافر - اور گرم تر نا امیدی
اور دنیا مین ویرانی آبادی سے زیادہ ہے کیونکہ آخر آبادی ایک دن ویرانی ہو جائیگی
اور موت سے خوفناک زیادہ دروغ ہے - اور غالب بنی آدم پر اُن کا پیٹ یعنی
شکم ہے کہ اِس کے لئے انسان جان تک دیدیتا ہے - اور جہان ہین مین مردون سے
زیادہ عورتین ہین - صاحب **تفریح الاذکیا** نے ذکر تو بارہ سوالون کا کیا ہے
مگر کتاب مین گیارہ ہی ہین ایک سوال چھوٹ گیا ہے **کتاب تاج السلاطین**
مین بحوالہ اخبار الدول بیان کیا ہے کہ یہ خاتم حضرت آدم علیہ السلام کی تھی جب اُن سے
زلت گندم سرزد ہوئی تو وہ پھر عرش پر پہونچ گئی ایک طرف اُس کے لکھا تھا لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قلم نور سے - اور دوسری طرف لکھا تھا لا الٰہ الا ھو
کل شیئ ھالک الا وجھہٗ لہ الحکم والیہ ترجعون اور تیسرے پہلو مین لکھا تھا

له الملك والكبرياء والعزت والعظمة والسلطان اور چوتھی طرف تبارک الله احسن الخالقین - اور ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دانی کہ بر نگین سلیمان چہ کندہ بود		خطے بہ زر نوشتہ کہ این نیز بگذرد	

بعض نئے خیال کے لوگ یہ کہتے ہین کہ کاغذ و قلم تو تھوڑے زمانہ سے پیدا ہوا ہے یہ حروف کہان تھے - جواب تو اسکے بہت ہین مگر کس کو دیے جائین ہمین اُنکے کفر سے کیا کام جب وہ وجود باری تعالے شانہ کے منکر ہین تو یہ فروعات ہین ہم اپنا وقت اُن کے واسطے کیون خراب کرین ؎

تو و طوبیٰ و ما و قامت یار		فکر ہر کس بقدر ہمت اوست	

حضرت عطار رحمۃ الله علیہ اسی مقام پر کچھ اور فرماتے ہین اور ہم بھی اپنے واسطے یہی دعا کرتے ہین وہ مجیب الدعوات قبول فرمائے اللھم آمین اللھم آمین ؎

کفر کافر را و دین دیندار را		ذرۂ دردے دل عطار را	

روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس انگشتری مبارک کو پہنا تو جو لوگ آپ کے گرد و پیش حاضر تھے اُن لوگون نے آپ کو سجدہ کیا صبح سے شام تک اور اُس انگشتری مین اتنی چمک اور تابش تھی کہ کسی شخص کی نظر اُسپر نہ ٹھیر سکتی تھی حضرت سعید ابن مسیب سے روایت ہے کہ ملک سلیمان علیہ السلام خاتم مین تھا اور وہ خاتم یاقوت احمر کی تھی حضرت جبریل علیہ السلام اُس کو بہشت سے لائے تھے اور لا اله الا الله محمد رسول الله اُس مین لکھا تھا - اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ نامۂ غیب مین یہ سوال لکھے تھے کہ اقرب و ابعد اشیاے بنی آدم سے کیا چیز ہے اور موانس تر و موحش تر کیا ہے اور دو قایم اور دو مختلف اور دو دشمن کون ہین - اور وہ کون چیز ہے جس کا آخر بد ہے - یہ سب سوال حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹون سے پوچھے مگر کسی نے جواب نہ دیا لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اقرب اشیا

آخرت ہے اور ابجد دنیا کی جاہ و حشمت۔ اور مونس تر بدن انسان حسین روح ہو اور موحش تر مردہ اور دو قایم آسمان و زمین اور دو مختلف شب و روز اور دو متناقض موت و حیات اور کار محمود الآخر حلم وقت غضب اور مذموم الآخر حدت۔ بالجملہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے سب سوالون کا جواب نہایت دلنشین بیان کیا تو اکابر بنی اسرائیل اُن کی عقل و فطانت و فضل و کرامت کے معتقد ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنا ولی عہد قرار دیا اور انگشتری پہنائی اور تازیانہ سامنے رکھدیا اور تخت پر بٹھلا دیا اور خود عبادت خانہ مین تشریف لے گئے اور وفات فرمائی اور قریب بیت المقدس کے مدفون ہین۔ **روایت** ہے وہب ابن منبہ سے کہ چالیس ۴۰ ہزار درویش و عالم آپ کے جنازے کے ساتھ تھے اور عوام الناس کا شمار اللہ کو معلوم ہے اور عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی صحیح روایت سے سو برس کی ہوئی اور حضرت مولوی رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے کہ تولد حضرت داؤد علیہ السلام کا چار ہزار تین سو تینتیس ۴۳۳۳ ہبوطی مین ہوا اُس وقت موسیٰ علیہ السلام سے چار سو پینسٹھ ۴۶۵ برس گذرے تھے۔ اور ولادت حضرت سلیمان علیہ السلام چار ہزار تین سو اکانوے ۴۳۹۱ مین ہوئی اُس وقت عمر حضرت داؤد علیہ السلام کی اٹھاون برس کی تھی اور غلبہ کیقباد اُسی وقت تھا اور افراسیاب حضرت موسیٰ کے زمانہ مین تھا اور وفات حضرت داؤد علیہ السلام کی سنہ چار ہزار چار سو تینتیس ۴۴۳۳ مین ہوئی ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کا سورۂ انبیا و نحل و سبا و صاد مین ہے۔

ذکر حضرت لقمان حکیم۔ بعض اہل تاریخ نے آپ کا ذکر حضرت داؤد علیہ السلام کے انتقال کے بعد بطور **فوائد** لکھ دیا ہے کوئی خاص سرخی اُس کے واسطے نہین ہے لہذا مین نے بھی اس مقام پر اس متبرک ذکر کا ترک کرنا مناسب نہین سمجھا۔ **واضح ہو** کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت کو تین برس گذرے تھے تو اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت لقمان کو حکمت عطا فرمائی چنانچہ پروردگار تعالےٰ شانہ نے اپنے کلام پاک

مین فرمایا ہے اور وہ اشارہ اسی طرف ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ معالم مین
نسب آپ کا یون تحریر کیا ہے۔ لقمان ابن باعور ابن ناحور ابن تارخ یعنی آذر۔ اور
بعض لقمان ابن عنقا کہتے ہین۔ اور وہب ابن منبہ آپ کو حضرت ایوب علیہ السلام کا
بھانجا بتاتے ہین اور مقاتل کہتے ہین کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے برادر خالائی
ہین۔ اور واقدی کے نزدیک بنی اسرائیل کے قاضی تھے اور بالاجماع وہ پیغمبر نہ تھے
مگر حکیم اور ولی تھے قوم کے حبشی تھے اور عمر آپ کی بہت دراز تھی کہتے ہین کہ ہزار
پیغمبرون کی خدمت مین رہے اور علم سیکھا اور ہزار کو پڑھایا۔ اور مولیٰ یعنی غلام آزاد کردہ
نقش ابن حسن کے تھے۔ اور ابن عباسؓ کے نزدیک ایک مرد سیاح تھے۔ اور عکرمہ انکی
نبوت کے قائل ہین۔ اور بعض کے نزدیک اللہ تعالےٰ شانہ نے آپ کو نبوت اور حکمت
مین مختار کیا تھا۔ آپ نے حکمت کو قبول فرمایا اور صورت حال اس مقال کی یہ ہے کہ آپ
کھانا تناول فرماکر قیلولہ کرتے تھے کہ آواز آئی اے لقمان تو خلیفہ ارض ہونا چاہتا ہے
آپ نے عرض کی کہ اگر مجھ کو اختیار دیا جاتا ہے تو مین عافیت چاہتا ہون اور اگر عزم الٰہی
یونہین ہے تو مین مطیع حکم ہون کیونکہ اس صورت مین میری اعانت قرار واقعی ہوگی
فرشتے نے آواز دی کہ اس مین کیا قباحت ہے لقمان نے کہا کہ حاکم ہر دم اور ہر لحظہ مبتلائے
افکار و ترددات گوناگون ہے اگر اُس نے عدل کیا تو نجات پائی اور جو خطا کی تو خرابی مین
پڑا اور اگر اُس نے دنیا آخرت پر قبول کر لی تو دونون برباد ہوئین لہذا ذلت دنیا شرافت
دنیا سے بہتر ہے اگر آخرت بہتر ملے۔ فرشتون نے اس حکیمانہ اقوال پر تعجب کیا اور لقمان
پھر سو رہے۔ پس اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کو حکمت دی اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام
کو ملی یعنی ان کو بھی یہی آواز آئی تھی مگر آپ نے بے تامل قبول کر لیا اور لغزش قدم
ان کی معاف ہوئی۔ بعض کا یہ قول بھی ہے کہ لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کی وزارت
کیا کرتے تھے۔ ابو اللیث سمرقندی کے نزدیک کنیت لقمان کی ابو الانعم تھی۔ اور

عین المعانی مین ہے کہ لقمان دس برس حضرت داوٗد علیہ السلام سے چھوٹے تھے اور حضرت یونس علیہ السلام کی بنوت تک زندہ رہے۔ اور **خالد ربعی** سے روایت ہے کہ پیشہ ان کا نجاری تھا اور سعید ابن مسیب کے نزدیک خیاطی۔ اور صحیح یہ ہے کہ اکثر بکریان چراتے تھے اور کبھی نجاری اور خیاطی بھی کرتے تھے۔

روایت ہے کہ ایک دن کہین وعظ ونصیحت فرمارہے تھے بنی اسرائیل کے ایک عالم نے کہا تو وہی لقمان ہے جو بکریان چراتا تھا۔ کہا بے شک۔ اُس نے کہا یہ مرتبہ کس طرح پایا آپ نے فرمایا کہ تینؔ باتون سے صدق کلام ادائے امانت ترک لایعنی۔

امام سجاوندی نے فرمایا ہے کہ لقمان غلیظ الشفتین۔ اسود اللون تھے اللہ تعالےٰ شانہ نے حکمت عطا کی کہ عقل کی قوت سے ایسی باتین نکالتے تھے جو احکام انبیا سے مطابق ہوتی تھین۔ **تفسیر ثعلبی** مین ہے کہ ایک روز لقمان کو اُن کے آقا نے اَور غلامون کے ساتھ میوہ لانے کو باغ مین بھیجا اُن غلامون نے راہ مین کچھ میوہ کھا لیا جب مالک کے سامنے جا کر میوہ رکھا اور خط باغ کے داروغہ کا دیا تو وہ تعداد مین کم نکلا۔ مالک نے غلامون سے پوچھا کہ اور میوہ کیا ہوا اُن لوگون نے حضرت لقمان کو بوجہ کم سخنی بیوقوف سمجھ رکھا تھا انہین کے ذمہ میوہ خوری کا الزام قائم کیا۔ مالک نے ان سے پوچھا آپ نے انکار کیا کہ مین نے تو ہرگز نہین کھایا مالک کی خیانت کرنا شریف النفس آدمی کا کام نہین ہے مالک نے کہا کہ اچھا تو ان غلامون نے کھایا آپ نے کہا کہ یہ بھی انہین سے پوچھیے مین تو اپنی زبان سے کچھ نہ کہونگا۔ جب مالک نے آپ کو تنگ کیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ ہم سبھون کو گرم پانی پلایئے پھر اپنے سامنے دوڑنیکا حکم دیجئے خود معلوم ہو جائیگا۔ چنانچہ مالک نے گرم پانی پلا کر سب کو دوڑایا سب کو قے ہوئی جس جس نے سیب کھائے تھے پیٹ سے باہر آگئے اور چور پکڑے گئے۔ ان کے پیٹ سے سواے پانی کے کچھ نہ نکلا۔ حضرت لقمان اُس تہمت سے پاک ہوگئے اور اُسی وقت اُن کے مالک نے

اُن کو اللہ تعالےٰ جلشانہ کی خوشنودی کے لئے آزاد کردیا اسی حکایت کو حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ نے مثنوی شریف مین یون نظم فرمایا ہے۔ **حکایت منظومہ**

گشت ساقی خواجہ از آبِ حمیم	مر غلامان را و خوردند آن ز بیم
بعد ازان میراندشان در دشتہا	میدویدند آن نفر تحت و عُلا
در قے اُفتادند ایشان از عنا	آب می آورد زیشان میوہا
چونکہ لقمان را درآمد قے ز ناف	می بر آمد از درونش آبِ صاف
حکمتِ لقمان چو این مانند بود	تا چہ باشد حکمتِ رب الودود

تواریخ معتبرہ سے ثابت ہے کہ مالک نے حضرت لقمان کو آزاد کردیا اور اِس قدر مال دیا کہ آپ اُس سے تجارت کیا کرتے اور بے کفالت و تحریر دستاویز لوگون کو قرض دیا کرتے تھے یہان تک کہ آپ بہت مالدار ہوگئے۔ اور **بعض ارباب تحقیق** وجہ آزادی حضرت لقمان یون بیان کرتے ہین کہ آپ کے مالک نے کہا کہ ایک بکری میرے لئے ذبح کر اور اُسکے بدن مین جو دو چیزین اچھی ہون وہ لا آپ دل اور زبان لیگئے بار دگر پھر آقا نے کہا کہ ایک بکری میرے لئے ذبح کر اور جو دو چیزین اُسکے بدن مین بُری ہون وہ لا آپ پھر دل وزبان لیگئے آقا نے لقمان سے اس کی شرح چاہی آپ نے فرمایا کہ اے خواجہ اگر دل بُرے خیالات سے اور زبان اقوال ناپسندیدہ سے پاک ہین تو اِن دونون سے بہتر کوئی شے نہین والّا ان دونون سے بُری زیادہ کوئی چیز بدن مین نہین اُسی وقت مالک نے آپکو آزاد کیا۔ اور اسکے سوا اور وجوہ آزادی بیان کئے ہین جو تاریخ کی کتابون مین مرقوم ہین واللہ اعلم بالصواب المختصر متکلم قدیم نے حضرت لقمان کو ہمت طلاقت لسانی اور دولتِ خوش بیانی ایسی عطا فرمائی تھی کہ اُس کے ادائے شکر مین سرًّا و علانیۃً بندگانِ خدا کو نصایح اور مواعظ فرمایا کرتے تھے چنانچہ بعض مواعظ و نصایح جو آپ نے اپنے فرزند دلبند کو فرمائے تھے اور اللہ تعالےٰ جلشانہ نے اُن کو اپنے کلام معجز نظام مین یاد فرمایا ہے تاکہ اور بندے اُس سے نصیحت پکڑین اور واعظین

کے واسطے ایک بہت بڑی عزت کا سبب ہو اور ارباب وعظ اس بات کو سمجھین کہ اللہ
کے واسطے وعظ کہنے کا یہ مرتبہ ہے کہ خالق نے مخلوق کی سچی نصیحت کو اپنے کلام پاک
مین ضم کر دیا۔ **پند اوّل** یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ
بے شک سب سے پہلے یہی نصیحت ہوئی تھی کہ تمام افعال و اعمال و شریعت و طریقت
معرفت و حقیقت کا دار و مدار اسی پر ہے اگر تمام کمالات کسی آدمی کی ذات مین ہین
اور شرک سے اُس کا دل پاک نہین تو وہ کچھ بھی نہین ہے وہ شفاعت رسول کریم سے
محروم اور ابد الآباد تک نجات اُس کی قسمت مین نہین۔ **پند دوم** سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ جن پر اللہ کا فضل ہوتا ہے اُن کا ایسا ہی خیال ہوتا ہے چونکہ ایک زمانہ تک
مجازی مالک کے غلام رہ چکے تھے اور انوار دانش سے دل ان کا روشن تھا مالک کی
عزت اور بندگی کے اصول سے خوب واقف تھے عبد کے واسطے اپنے مالک کے پیش نظر
رہنے سے زیادہ بلند مرتبہ کوئی نہین ہے اور نماز مالک کا سلام ہے جو بندہ اُس کی خدمت
مین حاضر ہو کر ادا کرتا ہے لہذا آپ نے اپنے دلبند کو بھی یہ ادب غلامی تعلیم فرمایا وہ ادب
کیا ہے نماز ہے۔ لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو غلام سب سے پہلے اپنے مالک کے سلام کو اُسے
حاضر لاتا ہے کہ وہ اپنے مالک کو پہچان لے اور مالک اپنے غلام زادے کا نام اپنے دفتر مین
لکھوا دے لہذا آپ فرماتے ہین یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ ترجمہ اے
میرے پیارے فرزند قائم رکھ نماز اور سکھلا لوگون کو اچھی بات یعنی احکام دینیہ کے اصول
و فروع اور معرفت حق کے آداب اور منع کر برائی سے یعنی مالک کی نافرمانی نہ ہونے پائے
اور وعظ و پند مین اگر نافرمان قوم تجھ پر سختیان کرنے لگین تو ہمت نہ ہار صبر کر یہ ہمت
والون کے کام ہین ؎

ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد

۵ سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریئے		منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریئے	

حضرت لقمان نے فرزند ارجمند کو آداب غلامی کے بڑی ضخیم کتاب کے مطالب چند لفظون مین سمجھا دیئے اب مالک کے درباریون سے ملنے کے لئے اخلاقی تعلیم کی بھی ضرورت تھی وہ بھی مختصر لفظ مین کثیر مطالب سمجھا دیئے وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ اور اپنے منہ کو لوگون کی طرف سے نہ پھیر کہ یہ شعار اہل تکبر کا ہے بلکہ جو آدمی تجھ سے ملنے کو آئے اُس سے بخندہ روئی اور کشادہ پیشانی سے مل اور جو کچھ وہ کہے اُس کو مہربانی سے سن اور اگر تیرے اختیار مین اُس کی حاجت روائی ہو تو اُس کی حاجت روا کر اور اگر تیرے اختیار سے باہر ہو تو ایسے نرم اور اچھے لفظون مین اُس سے معذرت کر اُس کو اپنی محرومی کا رنج نہ ہو اور تیرے پاس سے خوش ہو کر اُٹھے اور اُسے یہ معلوم ہو جائے کہ اہل کرم نہ دینے کی حالت مین بھی سایل کو اپنے پاس سے ناخوش نہین اُٹھنے دیتے اب فرزند دلبند کی رفتار و روش درست رہنے کی تعلیم فرمائی وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا اور زمین پر چل اتراتا ہوا کہ یہ رفتار جاہلان دنیا پرست لوگون کی ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ بے شک اللہ تعالے شانہ دوست نہین رکھتا ہر اترا کر چلنے والے شکبر کو۔ اور یہ بھی فرما دیا گیا کہ یہ رفتار ہمکو ہی ناپسند نہین ہے بلکہ خود حضرت باری تعالیٰ شانہ اس طریقہ رفتار کو پسند نہین فرماتا۔ بلکہ یہ طریقہ ہے رفتار کا وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ میانہ رو رہ اپنی رفتار مین نہ بہت تیز چل نہ بہت آہستہ بلکہ یون جیسا اہل تواضع چلتے ہین نظر سامنے رہے یا زمین پر کہ کوئی آدمی آگے سے نہ آجائے اور اُسے صدمہ پہونچے یا خود اُسکی اور زمین پر جو جاندار چلنے والے ہین وہ پاؤن سے دب کر مر نہ جائین ۵

آہستہ خرام بلکہ مخرام		زیر قدمت ہزار جان است	

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ اور پست کر اپنی آواز کو بے شک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے کہ اوّل زفیر ہے اور آخر

شہیق ہے اور یہ دونون آوازین دوزخیون کی ہین باوجود بلندی ورفعت مکروہ وناگوا
عین المعانی مین ہے کہ مشرکین عرب بلند آوازی پر فخر کیا کرتے تھے اللہ تعالےٰ
نے اُس کا رد اِس آیت سے فرما دیا اور ہمارے حضور پر نور ہم گنہگارون کے شفیع
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نرم آواز کو دوست رکھتے تھے
انجیل شریف مین ہے کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میرے بند
کہہ دے کہ مناجات مین اپنی آوازین نرم رکھین کہ مین سنتا ہون اور دلون کی باتین ج
عرب مین گدھے کی آواز بری آوازون مین ضرب المثل ہے **حضرت سُفیا
ثوری** رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ آواز ہر حیوان کی تسبیح ہے مگر آواز خر کہ وہ شید
دیکھکر بولتا ہے **حدیث شریف** مین وارد ہے کہ جب تم گدھے کی آواز سنو تو اعو
پڑھو اِس لئے کہ اُس نے شیطان کو دیکھا ہے **ارباب تحقیق** فرماتے ہین کہ گد
وجہ سے آواز کرتا ہے یا تو وہ دانہ گھاس مانگتا ہے یا اجراے شہوت کے لئے یا کسی
گدھے سے لڑا چاہتا ہے۔ غرضکہ تینون سبب آواز کرنے کے بُرے ہین حکماے ا
فرماتے ہین کہ جو آواز غلبۂ صفاتِ رذیلۂ بہیمیہ سے ہوتی ہے بہر نوع وہ بُری آوازو
سے ہے اور جو صدا صاحب اخلاق روحانی وملکی سے کان مین آئی وہی صدا خوش تر
صداؤن مین سے ہے **ع**

نغمہاے عاشقان بس دلکش است	استماع نغمۂ ایشان خوشش است

ضمایر ارباب صدق وصفا پر روشن ہو کہ حضرت لقمان کا ہی ایک بیٹا تھا
اُس کا نام ایک روایت مین تو بلعم ہے اور دوسری روایت سے مسکم اور ایک جماعت
ماثان بالمیم بتاتی ہے اور باران بالباء الموحدہ اور دران بالدال المہملہ اور انعم اور شکو
بھی بیان کیا ہے۔ اِس نے سفر کا ارادہ کیا اور باپ سے اجازت چاہی لقمان نے اجاز
دیکر فرمایا کہ جب سامان سفر درست کرلے تو میرے پاس آئیو کہ مین کئی ضروری باتین تجھ سے

کھونگا لہذا وہ اسباب سفر درست کرنے کے بعد پدر مہربان کی خدمت مین حاضر ہوا
اوّل تو حضرت لقمان نے وہ نصیحتین فرمائین کہ جن کو خداے پاک نے قرآن شریف
مین ہماری تہذیب نفس کے لئیے ذکر کیا ہے پھر اُن کو دعاے برکت وسلامت دیکر
رخصت کیا اور وہ صحت وتندرستی کے ساتھ سالماً وغانماً واپس آئے اور حضرت لقمان
رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے واسطے بہت نصیحتین بیان کی ہین چونکہ وہ عام طور پر کتابون
مین شایع ہوچکی ہین لہذا اس مقام پر اُن کا ذکر باعث طوالت کتاب سمجھکر قلم انداز کی گئین
اور اصل مطلب کتاب کی طرف توجہ ضروری سمجھی گئی **عمر حضرت لقمان** کی ہزار برس کی
کتب سیر مین لکھی ہے اور فلسطین مین مابین مسجد رملہ دسوق مدفون ہین۔

روایت ہے کہ جس دن حضرت لقمان نے وفات پائی ہے اُسی دن ستر پیغمبرون نے
اس عالم سے رحلت کی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ ذکر ان کا سواے سورہ لقمان کے اَور
کہین نہین ان کا ہمنام ایک لقمان اَور بھی ہے جس کو لقمان ابن عاد لقبیۂ عاد اولیٰ سے
کہتے ہین یہ وہ ہے جس کو بادشاہ نے چند ندیمون کے ہمراہ دعاے طلب باران کے لئے
حرم شریف کو روانہ کیا تھا اور اُس نے درازی عمر کی دعا مانگی وہ تین ہزار پانچسو برس ۳۵۰۰
زندہ رہا اخبار الدول مین ہے کہ دو آدمی بہت زندہ رہے۔ ایک عوج ابنِ عوق دوسرا
لقمان ابنِ عاد واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے مفصل حالات

کچھ کیفیت اِس سے اوپر بھی حضرت سلیمانؑ کی گذر چکی ہے۔ حضرت لقمان کے حالات تو
بطور جملۂ معترضہ درمیان مین آگئے تھے آپ اپنے والد ماجد حضرت داؤد علیہ السلام کے
بعد بادشاہ اور نبی ہوے کما قال اللہ تعالیٰ شانہ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُدَ اُن کے
اُنیس ۱۹ بیٹون مین سے حضرت سلیمان علیہ السلام ملک اور نبوت کے مالک وارث ہوئے

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح نبی ہوئے نہ یہ کہ وارث نبوت ہوئے اس ۔
نبوت مین وراثت نہین ہوتی کذا فی المدارک - برہان قاطع مین ہے کہ نام حضرت سلیـ
علیہ السلام کا جم بفتح اوّل وسکون میم بمعنی بادشاہ بزرگ ہے اور جمشید ون بھی
کہتے ہین اور جمشید کو بھی جم کہتے ہین مگر جہان انگشتری اور دیو و پری اور وحش و
نگین کا ذکر آئے وہان آپ ہی کی ذات پاک سے مُراد ہے یعنی حضرت سلیمان پیغمبر
حضرت داؤد علیہما السلام اور جہان جام وشراب و پیالہ کا ذکر ہو وہان جمشید بادشا
ہے اور جہان آئینہ اور سد کا ذکر ہو وہان جم سکندر سے مراد ہے - **شریعت** حضـ
سلیمان علیہ السلام کی وہی شریعت تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی اور حضر
عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت بھی شریعت موسوی تھی - ہمارے حضور پُرنور حضرت ر
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی **شریعت غرہ** شریعت موسو
سے جدا تھی اور جملہ شریعتون سے آسان تر یہی شریعت ہے - اور حضرت سلیما
علیہ السلام کو علم انفصال قضایا - وکیمیا و منطق الطیر وآداب و تسبیح جبال و ملک
اقبال مثل حضرت داؤد علیہ السلام کے ملا تھا - مگر تسخیر ہوا وجنات اُس عطایا سے داؤ
پر اضافہ کیا گیا تھا - اور حضرت مقاتل کے نزدیک مُلک حضرت ہی کا زیادہ تھا اور آپ
رائے بھی مقدمات کے فیصلہ کرنے مین حضرت داؤد علیہ السلام سے زیادہ صائب تھی
اور آپ شاکر بھی زیادہ تھے - اور **معالم** مین محمد ابن کعب قرظی سے روایت ہے کہ
لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا سو فرسخ مین پڑتا تھا اور آپ کی منکوحہ تین سو تھین
اور اُن کی سات سو کنیزین تھین اور سب کے محل جدا جدا تھے اور سب محل شیشے کے
تھے **کشاف** مین لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا بہت وسیع اور بڑی
کشادہ زمین مین پڑتا تھا اور دو فرسخ مین ریشم کا فرش بچھایا جاتا تھا اور اُس کے
وسط مین آپ کا تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ اکابر و اشراف کرسیون پر بیٹھتے تھے اور

اور ہوا اُس بساط کو لیکر اُڑتی تھی۔ **معالم** مین مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ اُستادان نادرہ فن نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے ایک کارچوبی فرش بنایا تھا دو فرسخ کا لمبا چوڑا تھا اور اُس کے بیچ مین ایک سونے کا تخت رکھا جاتا تھا اور اُس پر حضرت سلیمان علیہ السلام بیٹھتے تھے اور تین ہزار کرسیان سونے اور چاندی کی اُس پر بچھائی جاتی تھین طلائی کرسیون پر پیغمبرون کی اولاد اور علما اور فضلا کی نشست تھی اور اُن کے گرد سران لشکر اور ارا کین سلطنت اور عامۂ انسان اور اُن کے سرون پر طیور اپنے پرون سے سایہ کیے رہتے تھے تاکہ حرارت آفتاب سے سب محفوظ رہین اور ہوا اُس فرش عظیم الشان کو اُٹھاتی جو دو فرسخ لمبا چوڑا تھا اور وہ فرش آپ کو ایک مہینے کی راہ صبح کو اور ایک مہینے کی راہ شام کو ہوا خوری کے لئے جاتا۔ **امام راغب** رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مین تصریح فرماتے ہین کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا باوصف اتنی کثرت کے منتشر نہوتا ہر گروہ پر ایک نقیب معین تھا کہ وہ کسی سپاہی کو حد سے تجاوز نہ کرنے دیتا تھا اور پورا لشکر نہایت ضبط و ربط سے چلتا تھا لہذا کوئی شخص اپنے مقام سے آگے پیچھے نہ ہوتا تھا **ابن زید** سے **معالم** مین روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک مرکب چوبین تھا اُس مین ہزار رکن تھے اور ہر رکن مین ہزار خانے تھے اُس پر آپ کے ارا کین سلطنت اور علما اور پیغمبرون کی اولاد اور سران لشکر سوار ہوتے تھے اور اُس پر ایک بڑی جماعت معین تھی جو اُسے اُٹھاتی تھی پھر ہوا اُسے بلند کرتی تھی پھر وہ مرکب اُڑنے لگتا تھا اور اُس مین بہت ہوا بھر جاتی تھی لیکن جدھر سے وہ گذرتا اُدھر جو درخت ہوتے اُن کے پتون کو حرکت نہ ہوتی اور گرد و غبار کا نشان نہ ہوتا کچھ اس طرح ہوا کو ضبط کیا تھا کہ اُس کا گزند لوگون کو نہ پہونچتا تھا اور جہان چاہتے وہان اُتر پڑتے اور جتنا چاہتے بلند کر لیتے۔

فائدہ۔ تسخیر ہوا کے یہی معنی ہین کہ ہوا کو کسی چیز مین بند کرنا۔ قرینہ یون کہتا ہے کہ

ہزار رکن جو اُس مین تھے وہ سب ایک مقدار معین کے غبارے تھے اور اُنہین مین ہوا بھردی جاتی ہوگی اور اُس کا خزانہ تخت کے نیچے رکھا گیا ہوا ور باہر سے ہوا کھینچنے کے آلات ہونگے وہ چارون طرف سے ہوا کو کھینچکر اُس خزانہ مین بھرتے جاتے ہونگے اور وہان سے جتنی ضرورت کے موافق خارج ہوتی ہوگی اُتنی ہی ادھر سے پہونچ جاتی ہوگی یہ غبارہ جس کو انگریزی زبان مین بیلون کہتے ہین یہی چیز تھی تازہ خیالات کے لوگ کہتے ہین کہ علوم مشرقیہ کے جاننے والون کی تازہ ایجاد ہے ہم کہتے ہین کہ غبارے ہندوستان مین بہت پہلے سے اُڑ رہے ہین یہان کے افلاس نے ترقی کرنے کا موقع نہین دیا وگرنہ سب انسان من حیث فطرت ایک ہی سمجھ بوجھ رکھتے ہین جب کوئی تازہ ایجاد دنیا مین ظاہر ہونے والی ہوتی ہے تو رفتہ رفتہ وہ تمام جہان مین پھیل جاتی ہے اور پھر جب اُس سے اچھی دوسری ایجاد ظاہر ہوتی ہے تو وہ معدوم ہوجاتی ہے یہ ایجاد سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین ظاہر ہوئی اور معدوم ہوگئی اب پھر رفتہ رفتہ چاہے اُتنی ہی ہوجائے یا اُس سے بھی کچھ زیادہ مگر اس ایجاد کے موجد یہ تازہ خیالات کے لوگ نہین ہین۔ موجد اوّل اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام ہین علوم حکمیہ دونون باپ بیٹون کو اللہ تعالےٰ شانہ کی طرف سے ملے تھے چنانچہ پروردگار تعالےٰ شانہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا اور تحقیق کہ دیا ہم نے داؤد بن ایشا اور سلیمان بن داؤد کو علم یعنی دانش یا احکام شرایع یا علم کیمیا۔ کیمیا سے سونا بنانا عبارت نہین ہے بلکہ معرفت اجزا سے کیمیاوی اور اُن کا اختلاط وانفصال۔ وَقَالَا اور کہا اُن دونون نے بعد شرف حصول علم کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ۔ شکر اور تعریف ہے اُس خدا کی اس دانش کے سبب سے فَضَّلَنَا بہت زیادہ بزرگی دی ہم کو عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ اپنے بہت سے بندون پر الْمُؤْمِنِيْنَ کہ مومنین ہین وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ اور وارث ہوا سلیمان داؤد کا

وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا اور کہا سلیمان نے اے لوگو میں سکھایا گیا ہوں مَنْطِقَ
الطَّيْرِ گفتار پرند جانوروں کی وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اور دی گئی ہے مجھے ہر نعمت
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ بے شک یہ بڑا افضل ہے۔

فائدہ۔ کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے از روے اظہار
شکر نعمت پروردگار تعالیٰ شانہ کہ لوگو مجھ کو دی گئی ہے بزرگی کہ
اللہ تعالیٰ شانہ نے سکھلائی پرندوں کی گفتار اور عطا کی ہر چیز بے شک وشبہ یہی ہے
بزرگی صریح یعنی جسمین کسی طرح کا شک نہین یعنی جو چیزین دنیا مین درکار ہین اور انسان
کو اُس کی ضرورت ہوا کرتی ہے سبھی عنایت فرمائین مثلاً ملک وسیع اولاد کثیر مال فراوان
حسن وجمال بیمثال علم اتم عقل بے خطا۔ معالم مین روایت ہے کہ ایک دن کبوتر
بولا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ کیا بولتا ہے۔ لوگون نے عرض
کی کہ اللہ بڑا جاننے والا ہے یا اُسی اللہ نے اپنے رسول کو علم دیا ہے آپ نے فرمایا کہ
یہ کہتا ہے لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ یعنی موت کے واسطے پیدا ہوا اور بگڑنے
کے واسطے بناؤ اور فاختہ کہتی ہے لَيْتَ ذَا الْخَلْقِ لَمْ يُخْلَقُوْا کاش مخلوق
مخلوق نہ ہوتی اور طاؤس کی صدا ہے كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ یعنی جو تو کریگا جزا پائیگا
اور ہدہد یون لوگون کو آگاہ کرتا ہے مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ یعنی جو شخص کسی پر رحم
نہ کریگا وہ رحم نہ کیا جائیگا اور لٹورہ کہتا ہے اَسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اَيُّهَا الْمُذْنِبُوْنَ
اللہ سے بخشش طلب کرو اے گنہگارو اور طوطی کا نغمہ ہے كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ
جَدِيْدٍ فَانٍ یعنی ہر زندہ مرنے والا ہے اور ہر نیا پرانا ہونے والا ہے۔ اور بعض
مفسر کہتے ہین کہ کبوتر کی صدا ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى مِلَاءَ سَمَائِهٖ وَاَرْضِهٖ
پاک ہے میرا رب اُس نے بھر دے زمین وآسمان۔ اور بعض کہتے ہین کہ طوطی کا
زمزمہ یہ ہے وَيْلٌ لِمَنِ الدُّنْيَا هَمَّهٗ افسوس ہے اُس کے لئے جس کی ہمت

دنیا کی مصروف ہے **ابابیل** کا ترانہ ہے قَدِّمُوْا خَیْرًا تَجِدُوْہُ آگے بھیجو نیکی
اُس کو آخرت مین پاؤگے اور **قمری** کا ذکر ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور بعض
مین یہ ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر ذات خدا
دوسری روایت مین یہ صدا چیل کی بیان کی گئی ہے **ہزار داستان** کا نغمہ یہ
سبحان اللہ الخالق الدائم پاک ہے اللہ جو پیدا کنندہ اور ہمیشہ رہنے والا
اور **لوا** کہتا ہے مَنْ سَکَتَ سَلِمَ یعنی جو خاموش رہا سلامت رہا اور باز کی آواز
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پاک ہے میرا رب جو عظمت والا ہے اور **غوک** کہتا
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْقُدُّوْسِ اور اُس کی مادہ کہتی ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْمَذْکُوْرِ
بِلِسَانٍ پاک ہے وہ اللہ کہ ہر زبان پر اُس کا ذکر ہے۔ اور **تیتر** صحرا مین یون آواز کرتا
اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی معالم مین ہے کہ ایک دن **بلبل** اپنی دم اور
ہلا ہلا کر نغمہ کر رہا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ کہتا ہے کہ مین نے آج آدھا
خرما کھایا ہے اندیشۂ بازپرس قیامت سے مضطرب ہون خاک برسرِ دنیا۔

روایت ہے کہ ایک دن بعض یہود نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی
سے کہا کہ اگر آپ ہماری سات باتون کا جواب دین تو ہم آپ کے پیغمبر پر ایمان لائیں
آپ نے فرمایا بیان کرو لیکن از روے تَفَقُّہ نہ از راہ تعنت۔ یہودیون نے کہا
چکاوک۔ مرغ خانگی۔ غوکِ آبی۔ حمار اہلی۔ اسپ۔ تیتر۔ عنکبوت کی بولیان کیا ہیں
آپ نے فرمایا چکاوک کہتا ہے اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اے اللہ
اپنی رحمت سے دور رکھ اُس کو جو دشمن ہو محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
مرغ کہتا ہے اُذْکُرُوا اللّٰهَ یَا غَافِلِیْنَ۔ اے غافلو اللہ کو یاد کرو۔ اور مینڈک بولتا
سُبْحَانَ الْمَعْبُوْدِ فِیْ لُجَجِ الْبِحَارِ پاک ہے معبود دریا کی موجون مین۔ اور حمار اہلی
کہتا ہے اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْعَشَّارِ اور گھوڑا حرب کے وقت کہتا ہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ

رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ اور تیتر کہتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی اور عنکبوت
کی باریک صدا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ قُوْتَ یوم بیوم یَا رَزَّاقُ وہ سب
یہود ایمان لائے۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ سے اور وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہین کہ کرگس آواز کرتا ہے یا ابن آدم عش مَا شِئْتَ
اٰخِرُكَ الْمَوْتُ یعنی اے آدم کے بیٹے خوب عیش کرلے آخر تو تیرے واسطے موت ہی ہے۔
اور عقاب کہتا ہے فِی الْبُعْدِ مِنَ النَّاسِ اُنْسٌ یعنی آدمیون سے دور رہنے
مین خوشی ہے۔ اور ابابیل پڑھتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور الضالین کو
ایسا مد سے ادا کرتا ہے جیسے عمدہ قاری ادا کرتے ہین۔ القصہ یہ ادراک حضرت سلیمان
علیہ السلام کا منجملہ معجزات کے تھا۔ اور ہمارے حضور پر نور کے عہد مین اکثر اولیا اللہ
ایسے ہوئے ہین جو پرندون کی بولیان سمجھتے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ ایک
ولی اللہ حضرت نوری قدس اللہ سرہٗ کے ملنے کو چلے گرمیون کے دن تھے جب آفتاب
بہت گرم ہوا تو آپ دھوپ سے پناہ لینے کے لئے ایک درخت کے سایہ مین بیٹھ گئے
وہان درخت پر دو طائر بیٹھے ہوئے آپسمین باتین کر رہے تھے کہ آج نوری نے اس
دنیا ء فانی سے عالم باقی کی طرف سفر کیا آپ نے جو سنا تو بڑا افسوس ہوا کہ مین نے اتنا
دور دراز کا سفر صرف اُن کی ملاقات کے لئے کیا اور محروم رہا پہلے تو پلٹنے کا قصد کیا پھر یہ خیال
کیا کہ خیر اُن کی قبر پر حاضر ہو کر فاتحہ ہی پڑھ لینگے چلے اور حضرت نوری قدس سرہٗ کے مکان
پر پہونچے دیکھا تو وہ اپنے مکان مین مصلے پر بیٹھے ہوئے ہین اور رو رہے ہین وہ آپ سے
اُٹھ کر ملے ان کو تعجب ہوا آپ کو چونکہ اپنے مکاشفات پر اعتبار تھا آپ نے حضرت
نوری قدس سرہٗ سے اپنا واقعہ بیان فرمایا حضرت نوری قدس سرہٗ نے فرمایا کہ بے شک مین
ایک ساعت کے لئے اپنے مالک کے ذکر اور یاد سے غافل ہو گیا تھا لہذا میرے مرنے
کی خبر تمام عالم ملکوت مین شایع ہو گئی اللہ اکبر ایک یہ اللہ کے بندے تھے کہ عمر بھر مین

ایک ساعت کے لئے مالک کی یاد سے غافل ہوے تو تمام ملک و ملکوت مین وہ مُردہ سمجھے گئے ایک ہم ہین کہ تمام عمر مین ایک بار بھی مالک کی یاد نہ کی اور ہزارون رکعتین نماز پڑھ ڈالین یا اللہ تو خالق و مالک ہے تجھے میری ماہیت بدلتے کیا دیر لگتی ہے تو وہ خالق ہے کہ مجھے عدم سے وجود مین لایا اب میری ماہیت سابقہ کو معدوم کر کے میرے دل مُردہ کو اپنی نماز اپنے ذکر اپنے یاد کے لئے زندہ کر دے اور اپنی نافرمانی کو میرے دل سے میرے خیال سے نکال لے اللھم آمین یارب العالمین آمین ثم آمین۔

معجزہ ہوا۔ معالم التنزیل مین ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دمشق سے سوار ہوتے اور اصطخر مین کہ شام کے ملک سے ایک ماہ کامل کی راہ ہے قیلولہ فرماتے۔ پھر بابل مین تشریف لیجاتے وہ بھی ایک مہینے کی راہ ہے اگر سوار تیز گھوڑے پہ سفر کرے۔ اور کبھی رے سے سوار ہوتے تو سمرقند مین آرام فرماتے ایک روز صبح کو ارض عراق سے سوار ہوے اور شہر مرو مین دوپہر کو پہونچے اور عصر کی نماز بلخ مین پڑھ کے چین مین تشریف لاتے اور شب بھر وہین استراحت فرماتے پھر صبح کو ساحل بحر پر روان ہوتے یہان تک کہ قندھار طرفۃ العین مین پہونچ جاتے پھر وہان سے کرمان مین تشریف لیجاتے بعد اس کے ارض فارس مین جاتے اور وہان قیام فرماتے۔ ایک روز صبح کو سوار ہوے اور کاشغر مین قیلولہ کر کے شام کے وقت ارض شام مین تشریف لائے اور آپ کی بود و باش اکثر اوقات شہر **تدمر** مین تھی اور مواہب علیہ مین کہ ملک **شام** کا ایک شہر ہے اور جسکو دیوون نے خاص آپ ہی کے واسطے بنایا تھا صبح کو وہان سے باہر آتے اور پھر مغرب کے وقت اُسی جگہ ہوا آپ کو پہونچا جاتی۔ **مدارک** مین ہے کہ صبح کو تدمر سے باہر آتے اور اصطخر مین قیلولہ کرتے۔ اور شام کو کابل مین ہوتے اور دوسرے دن کابل سے بابل مین ہوتے اور پہر دن چڑھے اصطخر مین ہوتے اور شام کو پھر تدمر مین آجاتے تھے۔ **روایت** ہے کہ طعام چاشت شہر **رے** مین کھاتے اور طعام شام سمرقند مین۔ اسی معجزہ کا اشارہ

کلام باری مین ہے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَاءً حَیْثُ اَصَابَ - پھر ہم نے
اُس کے تابع کی چلتی ہوئی ہوا اپنے حکم سے نرم نرم جہان پہونچا چاہتا - اور دوسرے
مقام پر یون ارشاد خداوندی ہے وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ
یعنی سُلیمان کے تابع کی ہوا صبح کا سفر اُس کا مہینے کی راہ اور شام کا سفر اُس کا مہینے کی راہ -
شام سے یمن اور یمن سے شام آدھے دن مین جاتے - اور تیسرے مقام پر سورۂ
انبیا مین ارشاد ہوا ہے وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ
الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا - اور مسخر کی ہم نے سلیمان کے واسطے ہوا سے تند و سخت کہ ایک
دن مین اُس کے تخت کو ایک مہینے کی راستے پر لیجاتی اُس زمین پر کہ برکت دی ہم نے
اُس کو زمین شام مین یعنی شہر تدمر -

فائدہ - آیاتِ قرآنیہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے
زیر حکم کردی گئی تھی وہ جب چاہتے کہ نرم ہوا چلے اُن کے حکم سے نرم چلنے لگتی اور وہ
جب چاہتے کہ تیز چلے تیز چلنے لگتی - علم تسخیر ہوا اللہ تعالےٰ شانہ نے بطریق کمال تعلیم فرما دیا
تھا انجن مین جس طرح ہوا آتش کے ذریعہ سے پیدا کی جاتی ہے یہ علم ابھی ناقص ہے
اس کا کمال وہی تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام مجرد عنصر ہوا سے کام لیتے تھے - یہی حال
اب علم طب کا ہے حکماے سابق ہر مرض کا علاج اجزاے مفردہ سے کیا کرتے تھے
اور اب جو اُن کے علاج معدوم ہوگئے ہین تو متاخرین کو دقتین پیش آئین مجبور یہ طرز علاج
قرار پایا اور اسی ... حال کا عجز ظاہر ہے چنانچہ اتنی بات تو اب بھی حکما کے کمال
مین داخل ہے کہ نسخہ قلیل الاجزا ہو چنانچہ فقراے صحرانشین اب بھی ہر مرض کا
علاج جزو واحد سے کرتے ہین -

الغرض یہ معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا اُن کے معجزون مین افضل المعجزات ہے
بعض منکرِ انبیا ... کہتے ہین کہ ریل گاڑی انگریزون کا معجزہ ہے منکرون کا جواب اسکے سوا

کیا ہے کہ یا تو آدمی خود ساکت ہو جائے یا منکر کو ساکت کیا جائے جو طریقہ ساکت کرنے کا ہے
مگر اللہ کا شکر ہے کہ امت مرحومہ کے اولیا کو ایسی ایسی کرامتیں ملی ہین کہ جن مین
اہلِ عقل کی تاویلات بیکار نظر آتی ہین اکثر اولیا اللہ **طی ارض** کے ذریعہ سے مقاماتِ
بعیدہ کا سفر آنِ واحد مین طے کرتے ہین **حکایت** حضرت قطب ربانی محبوب سبحانی
سیدنا **عبد القادر جیلانی** رضی اللہ تعالےٰ عنہ جمعہ کے دن ممبر شریف پر وعظ فرمارہے
تھے کہ ناگاہ ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے حضرت کے دستِ مبارک پر بیعت کی
معلوم ہوا کہ ملک شام سے طرفۃ العین مین یہ شخص بغداد مین آیا ہے خدام نے حضور مین
عرض کی کہ ایسے کامل شخص کو بیعت کی کیا ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ اسی بات کی
توبہ کی کبھی ایسا کام نہ کرے ہر امر جو سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موافق ہین
بخیریت ہین اور جو مخالف سنت ہین اُن مین ہرگز خیریت نہین۔ مگر وہ اولیا اللہ جو دنیا کی
انتظامی خدمت پر مامور ہین اور گروہ ابدال و اوتاد مین سے ہین اور قطب مدار کے تحت
حکم ہین وہ اس سے مستثنیٰ ہین اس لئے کہ اُن کو تو تمام عالم کا گشت کرنا ہوتا ہے۔
تیسرا معجزہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ تھا کہ جن و شیاطین آپ کے فرمان بردار
تھے اور ایک فرشتہ اُن پر موکل تھا کہ نافرمانی نہ کرنے پائین۔ اور فرمایا اُس پروردگار تعالےٰ
شانہ نے اپنے کلام پاک مین وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ اور جاری کردی ہم نے
اُس کے لئے نہر مس گداختہ کی کہ وہ اپنے معدن سے جس کا پتا کسی کو معلوم نہ تھا
باہر آئی بہتے ہوئے پانی کی طرح اور وہ معدن قریب صنعا کے یمن کا دارالسلطنت
ہے اور ہر مہینے کے تین دن اُس کا سیلان ہوتا تھا اور اُس مس گداختہ سے جو کچھ
چاہتے وہ بناتے وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ یعنی بعض جن مطیع کئے ہوئے
جن ظروف مسی اُن کے سامنے بناتے اُس کے پروردگار کے حکم سے۔ فرمایا پروردگار
تعالیٰ شانہ کہ مقرر کئے ہمنے اُن پر وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ

السَّعِیۡرِ○ اور جو کوئی نافرمانی کرے اُن مین سے اور مائل ہو سرکشی پر ہمارے حکم سے اور سلیمان کی اطاعت سے چکھائینگے ہم اُس کو عذاب آتش افروختہ کا عقبی مین - اور کہتے ہین کہ دنیا مین بھی ایک فرشتہ ان پر موکل تھا اور تازیانہ آتش اُس کے ہاتھ مین رہتا تھا جہان کسی مین سرکشی کا مادہ پایا گیا اور اُس نے اُسی تازیانہ آتشی سے اُس کی خبر لی اور اُس کی کجی کو دور کردیا - یَعۡمَلُوۡنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِیۡبَ - بناتے تھے سلیمان کے واسطے جو کچھ کہ وہ چاہتے غرفہاے خوبصورت اور منظرہاے دلکش سے -

وسیط کا مصنف کہتا ہے کہ محراب اُس منزل کو کہتے ہین کہ اُس مین سے ہو کر دوسرے درجہ مین جائین اور یہ بھی کہتے ہین کہ محاریب اس جگہ موضع حرب سے مراد ہے جیسے قلعہاے بلند اور حصارہاے ارجمند - ولایت یمن مین حصنہاے عجیب وغریب حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے بنائے تھے مثل **مرواح - بینون - قلقوم - غمدان - ہندہ - حنیدہ** - کے وَتَمَاثِیۡلَ اور بناتے تھے تماثیل یعنی صورتین ملائکہ کی اور انبیا کی اس ہیئت سے کہ اُس وقت جو عبادت کرنے کا طریقہ تھا عبادت مین مشغول ہین تاکہ لوگ اُن کو مشغول عبادت دیکھکر عبادت کا شوق کرین اور اُس وقت یہ امر مباح تھا کہتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت مین اُنھین دیوون نے دو تصویرین کرگسون کی اور دو تصویرین شیرون کی بنائی تھین کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر جانے کا قصد فرماتے تو دونون شیر اپنے بازو پھیلاتے کہ آپ اپنے پاؤن اُن پر رکھکر چڑھ جاتے اور دونون کرگس اپنے پرون سے آپ کے سر مبارک پر سایہ کرلیتے تھے

فقیر محمد اکبر عرض کرتا ہے یہ استدلال حضرت سلیمان علیہ السلام کی تصاویر کی نسبت اباحت کے لئے درست نہین ہے جس حالت مین حدیث صحیح اسکے امتناع کیلئے موجود ہے **صحیحین** مین وارد ہے کہ جس گھر مین کتا ہو رحمت کے فرشتے اُس گھر مین نہین داخل ہوتے اور جس گھر مین تصاویر ہون اُس مین - یہ حدیث **ابوطلحہ** رضی اللہ

تعالےٰ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے روایت کی۔ اور صحیحین مین دوسری
روایت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہا فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ بہت سخت لوگون مین ازروے عذاب کے قیامت کے دن
وہ لوگ ہونگے کہ مناسبت کرتے ہین ساتھ خلق اللہ کے یعنی مشابہ کرتے ہین اپنے فعل
خدا کے فعل سے صورت بناتے ہین یا بناتے ہین وہ چیز کہ مشابہ ہوتی ہے مخلوق الٰہی
سے یعنی تصویر۔ **بخاری** مین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ مین نے
ایک چادر مول لی تھی جسمین تصویرین تھین اُس کو بطور پردہ دروازے پر لٹکا دیا تھا
جب حضرت دولت سرا مین تشریف لائے تو اُس کو دیکھکر باہر ہی ٹھہر گئے۔ گھر مین
نہ آئے مین سمجھی کہ کوئی امر حضور کے مزاج مبارک کے خلاف ہوا مین نے عرض کی یارسول اللہ
مین اُس سے توبہ کرتی ہون جو بات آپ کے مزاج مبارک کے خلاف ہوئی ہو۔ حضرت نے
فرمایا کہ یہ چادر کیسی ہے مین نے عرض کی۔ مین نے حضور کے بیٹھنے کے واسطے مول لی تھی
اُس وقت حضرت نے یہ حدیث فرمائی إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ۔ یعنی مقرر ان تصویرون کے بنانے والون کو
عذاب ہوگا قیامت کے دن اور اُن کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو ان کو جن کو تم نے بنایا ہے۔ اس
حدیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جس مکان مین تصاویر ہون اُس مین جانا مکروہ ہے
مسلمانون کو لازم ہے کہ اپنے مکانون کو تصاویر سے زینت نہ دین اور بہت سی نفیس چیزین
دنیا مین موجود ہین وہ مکان کی آرائش کے لئے کیا کم ہین۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم عمدہ خوشخط لکھوا کر نفیس چوکھٹون مین رکھ کر اُن سے مکان کو زینت دین
اور شعراے متقدمین کے پُرمعنی اشعار جو نصیحت آمیز ہون اور جن سے تہذیب نفس حاصل
ہو وہ احادیث شریف کے چوکھٹون کے نیچے آویزان کئے جائین۔ اگر بزرگان دین کی تصویرین
گھرون مین لٹکائی جائین تو کیسی نازیبا بات ہے کہ اُسی تصویر کی طرف بیٹا نظر کرتا ہے

اور اُسی کی طرف باپ دیکھ رہا ہے ارباب شرم وحیا کے واسطے اِس سے زیادہ شرم آگین کوئی بات نہین اور اگر خوبصورت مردون کی تصویرین ہین تو اپنی عورات اُن کو دیکھتی ہین یہ پہلی بات سے بھی زیادہ بُری بات ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پس ایسی تصاویر والے مکانون کے رہنے والے زن ومرد سب بے شرم وبے حیا ہوجاتے ہین اب اِس سے آگے میری زبان نہین کھُلتی مین سنے ایسے گھرون کے جوان لڑکون کی خواہشون کو سُنا ہے اُسی پر نوجوان لڑکیون کی خواہشون کو قیاس کرلیجئے یعنی خلقت تو دونون کی ایک ہی ہے اگر در خانہ کسے ہست صدا سے بس است۔

صحیحین مین عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا مین نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے تھے سخت تر لوگون کے از روے عذاب مصور ہونگے یعنی جن لوگون پر سخت عذاب ہوگا منجملہ اُن کے یہ بھی ہین۔ **بعض علما** فرماتے ہین کہ یہ وعید اُن کے حق مین ہے جو بتون کی صورتین عبادت کے لیے بناتے تھے یعنی بت تراش ہین اور جو اِس قصد سے نہ بناوے وہ فاسق ہے کافر نہین ہے۔ اور اتفاق ہے کہ مراد تصویر جاندار کی ہے کہ یہ حرام مطلق ہے اور اشد کبیرہ ہے نہ صورت غیر جاندار اور درخت وغیرہ کی اور عرف مین اطلاق مصور کا اُن پر ہے اور نقش ونگار کے مصور کو مصور نہین کہتے بلکہ اُسے نقاش کہتے ہین اور مجاہد نے باردار درخت کی تصویر کو بھی مکروہ جانا ہے اور محققین کے نزدیک یہ فعل مطلق کراہت سے خالی نہین اور داخل لہو ولعب اور مالا یعنی ہے کذا فی مظاہر الحق۔ **روایت** وہب ابن منبہ کہتے ہین کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ شانہ سے درخواست کی کہ یا الٰہی مین چاہتا ہون کہ تمام مخلوقات کی دعوت کرون حکم ہوا کہ اے سلیمان اپنے بندون کا رازق مین ہون میری تمام مخلوقات کو سواے میرے کوئی نہین جان سکتا کہ وہ کہان کہان ہین انسان سے بہت زیادہ مخلوق میری پانی مین بستی ہے تمام کرہ ہوا ہوائی مخلوقات سے بھرا ہوا ہے اُس مین

تخت کی طرف کو اجسام صغیرہ ایسے اُڑ رہے ہین کہ انسان جسے دیکھ نہین سکتا اور اُنکی غذا کیا ہے اور کس طریقہ سے مین اُن کو پہونچاتا ہون کسی بشر کو نہین معلوم بڑے بڑے اُڑنے والے جانور کرہ ہوا مین فوق کی طرف طیران کر رہے ہین انسان نے اُن کو زمین پر اُترتے ہوئے بھی نہین دیکھا زمین کے طبقات مین بے انتہا مخلوق موجود ہے اے سلیمان تجھے کیا معلوم ہے کہ اُن کی غذا کیا ہے تو کیا اُن کی دعوت کرسکتا ہے مگر انبیا اور اولیا تو اطفال حق ہین جیسے بچے اپنے ماں باپ پر ناز کرتے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام کا اصرار بڑھتا ہی گیا حکم پروردگار ہوا کہ اچھا سامان دعوت مہیا کر چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریا کنارے ایک بہت بڑے میدان مین دعوت کا سامان جمع کرنے کا حکم دیا وہ میدان آٹھ مہینے کی راہ کا تھا دیوون کو حکم ہوا کہ اس کو صاف کرو اور فرش بچھاؤ جنات نے بڑا سامان جمع کیا عمدہ عمدہ فرش بچھائے کھانا پکانے کے برتن ہزارہا جمع کیے لاکھون دیگین ستر ستر گز کی عریض وطویل لائی گئین۔ بڑی بڑی لگنین موجود کی گئین کہ ایک ایک لگن مین سیکڑون آدمیون کا کھانا آجاے۔ جن و انس و وحوش و طیور کو حاضری کا حکم ہوا اور اپنے تخت کی نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ دریا پر قایم کیا جاے تاکہ مین سب کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھون اور کھلاؤن۔

الغرض تخت حضرت سلیمانؑ کا دریا پر آیا اور حیوانات جمع ہونے لگے ناگاہ ایک بہت بڑی مچھلی نے دریا سے اپنا سر نکالا اور عرض کی یا رسول اللہ مین بھوکی ہون آپ نے فرمایا کہ سب مخلوق الہی جمع ہو رہی ہین جب سب جمع ہو جائینگی تو کھانا کھلایا جائیگا تو کیون گھبراتی ہے مچھلی نے عرض کی کہ مجھے ہمیشہ یونہین ملتا ہے کہ بھوک لگی اور میری غذا مجھے مل گئی اور آج تو آپ کی طرف سے دعوت ہے مجھ سے توقف نہین ہوسکتا میہمان کو جس وقت بھوک معلوم ہو میزبان کو لازم ہے کہ اُسی وقت کھانا کھلائے اگر مجھ مین صبر کرنے کی طاقت ہوتی تو مین ہرگز اس گستاخانہ طریقے سے عرض نہ کرتی

مین آپ کی عظمت سے واقف ہون کہ آپ نبی اللہ ہین آپ نے ارشاد کیا کہ اگر تجھے طاقت صبر کی نہین ہے تو اپنی بھوک کے موافق کھالے وہ تمام کھانا جس قدر طیار ہوا تھا اور دیگون اور لگنون مین بھرا ہوا تھا کھا گئی پھر عرض کرنے لگی کہ میرا پیٹ نہین بھرا ہے اور کھانا منگوا دیجئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے نہایت حیرت مین آکر فرمایا کہ مین نے تو تمام مخلوقات کے لئے کھانا پکوایا تھا تو تو اکیلی ہی وہ سب کھانا کھا گئی اور ہنوز تیرا پیٹ نہین بھرا۔ اُس نے عرض کی کہ مین جس دریا سے آئی ہون اُس مین مجھ سے بھی بڑی بڑی کروڑون مچھلیان ہین اور چھوٹی مچھلیون کا تو حساب نہین یا نبی اللہ اُس خالق زمین و آسمان کی بے انتہا مخلوق ہے سوا اُس کے اور کوئی اُس کی مخلوق کو رزق نہین پہونچا سکتا آپ نے کیون ایسا خیال فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نہایت متحیر ہوے اور سجدے مین گر کر رونے لگے اور عرض کی کہ یارب بیشک تو رزاق مطلق ہے مین اپنے خیال سے بہت شرمندہ ہون اور تجھ سے معافی چاہتا ہون میرا کیا مقدور جو مین تیرے بندون کی اور مخلوق کی دعوت کر سکون الغرض جو مخلوق کہ اُس دعوت کے میدان مین حاضر ہوئی تھی سب بھوکھی اپنے اپنے مقام پر واپس گئی۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار ہوے اور ایک ہزار اراکین سلطنت کہ سردار اُن کے آصف ابن برخیا تھے اپنی اپنی خدمت پر مامور او رکرسیون پر بیٹھے تھے اور جنات اور شیاطین گرداگرد کھڑے تھے اور طیور ہوا مین تخت کے اوپر اپنے پرون سے سایہ کئے ہوئے تھے حسب عادت ہوا نے تخت اُٹھایا کما قال اللہ تعالے شانہ فی سورۃ النمل وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ یعنی جمع کئے گئے سلیمان کے پاس اُس کے لشکر جن اور انسان اور اُڑنے جانور پھر اُن کی مثلین بٹین ہر ایک مثل پر ایک ایک نقیب اور سردار کہ اُن کو آگے پیچھے نہ بڑھنے دے اور لشکر منتشر نہ ہونے پائے اور روانہ ہوئے یہان تک کہ وہ

لشکر وادی نمل مین پہونچا قال اللہ تعالیٰ شانہ حَتّٰیٓ اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ یعنی یہان تک کہ جب پہونچے چینٹیون کے میدان مین کہا ایک چینٹی نے اے چینٹیو داخل ہو جاوٴ اپنے سوراخون مین پیس نہ ڈالے تم کو سلیمان اور اُس کا لشکر اور اُن کو خبر نہ ہو بعض علما فرماتے ہین کہ یہ اُس وقت کا ذکر ہے کہ جب ہوا آپ کی مسخر نہ تھی اِس وجہ سے لشکر زمین پر چلتا تھا لہذا وادی نمل کی چینٹیون کے بادشاہ نے اپنی قوم کو مطلع کر دیا۔ اور صحیح یہ ہے کہ خاص لشکر ہوا پر تھا اور اُس کی سواریان اور بہیڑ زمین پر منزل بمنزل جاتی تھی لہذا ان کی کثرت دیکھکر موچون کے سردار نے اپنی قوم کو آگاہ کر دیا تھا معالم مین کعب احبار سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے اہل وعیال اور خدم وحشم کو لیکر سوار ہوے اور ہوا تخت شاہی کو اُٹھا کر اصطخر سے یمن کی طرف لے چلی تو پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین پہونچے تو آپ نے فرمایا کہ یہ مقام دار ہجرت ہے نبی آخر الزمان کا خوش نصیب ہے وہ شخص جو اُس نبی پر ایمان لائیگا پھر کعبہ پر گذرے تو دیکھا کہ اُس کے گرداگرد بُت رکھے ہین اور اُس کی پرستش ہو رہی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام آگے بڑھے تو بیت اللہ نے گریہ وزاری شروع کی پروردگار تعالیٰ شانہ نے اُس سے پوچھا کہ اے بیت محترم تو کیون روتا ہے اُس نے عرض کی یارب میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ تیرا نبی سلیمان اور اُس کی قوم میری طرف دیکھتا ہوا چلا گیا اور نماز نہ پڑھی اور بُت میرے گرداگرد جمع رہتے ہین حکم ہوا کہ تو گریہ وزاری نہ کر مین بہت جلد تجھ کو ساجدین وراکعین سے بھر دونگا اور تجھ مین اپنی پاک کتاب جس کا نام قرآن ہوگا اُتارونگا اور نبی آخر الزمان کو تجھ مین پیدا کرونگا اور وہ سب انبیا سے افضل ہے اور اپنے بندون پر فرض کرونگا کہ وہ تیری طرف ایسے شوق سے دوڑینگے جس طرح بیل اپنے گھر کو دوڑتا ہوا جاتا ہے اور نا ختہ اپنے

بچّون کی طرف تیز پر ہوکر جاتی ہے اور کبوترا پنے انڈون کی طرف جلد جلد جاتا ہے اور اِن بتون کا جو تجھ مین رکھے ہین نام ونشان دنیا سے مٹ جائیگا اور کوئی بُت پرست یہان نظر نہ آئیگا اور شب وروز میری ہی عبادت تجھ مین ہوا کریگی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام وہان سے وادی نمل مین کہ طایف کے جنوب مین واقع ہے گئے اور **قتادہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وادی نمل زمین شام مین ہے اور تحقیق یہی ہے کہ طائف کے دکھن کی طرف واقع ہے **بالجملہ** جب حضرت سلیمان علیہ السلام مع لشکر اُس میدان مین پہونچے تو ایک لنگڑی چینٹی جو اپنے لشکر کے بازو کی سردار تھی اپنے ماتحتون کو شفقت سے پکارنے لگی کہ اے چینٹیو اپنے گھرون مین گھس جاؤ نہین تو سلیمان کے لشکریون کے پیرون سے پس جاؤگے اگرچہ سلیمان علیہ السلام نبی ہین اور اُن کی حکومت مین جبر اور ظلم نہین ہے مگر احتمال ہے کہ اگر تم اپنے گھرون مین داخل نہ ہوجاؤگے تو نادانستگی مین پامال ہوجاؤگی ہرچند کہ چینٹیون کی آواز کوئی نہین سنتا مگر یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ آپ کو اُس کی آواز معلوم ہوگئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے لشکر کو روک لیا کہ چینٹیان اپنے سوراخ مین داخل ہوئین پوری آیت جسمین حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو علم عطا فرمانے کا ذکر پروردگار تعالےٰ شانہ نے فرمایا ہے وہ یہ ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ○ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰٓي اِذَآ اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ

اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ○ ترجمہ
اور تحقیق کہ دیا ہم نے داوُد اور سلیمان کو علم۔ کہا اُن دونوں نے اللہ کی حمد ہے کہ بزرگی
دی اُس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر اور وارث ہوئے سلیمان داوُد کے
اور کہا کہ لوگو سکھائی گئی ہے مجھ کو گفتار طیور کی اور دی گئی ہے مجھ کو ہر نعمت تحقیق کہ یہ ہے
اللہ کا ظاہر فضل اور اُٹھایا گیا سلیمان کے لئے لشکر اُن کا جن اور آدمیوں اور طیور سے
پس یہ جماعت رُک جاتی تھی بعض کے نہ پہونچنے کے سبب سے تاوقتیکہ پہونچے یہ سب
لشکر کے لوگ چینٹیوں کے میدان میں۔ کہا ایک چینٹی نے اے چینٹیو اپنے گھر میں
آجاوُ ایسا نہ ہو کہ پیس ڈالے اور پامال کر ڈالے تم کو سلیمان کا لشکر اور اُن کو خبر نہ ہو
تمہارے پس جانے سے پس متبسم ہوئے سلیمان اُن کے قول سے اور کہا کہ اے پروردگار
میرے الہام کر مجھے کہ شکر کروں میں تیرا کہ انعام فرمایا ہے تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ
پر اور الہام کر مجھ پر کہ بجا لاوُں میں تیری ایسی شائستہ عبادت کہ تو اُس سے خوشنود ہو اور
داخل کر مجھ کو اپنی رحمت میں اور اپنے نیک بندوں کے زمرہ میں۔

فائدہ اللہ کا فضل اور بزرگی اور احسانات تو معلوم ہیں مگر آپ کی والدہ مکرمہ بھی
بڑی پارسا بی بی اور متخلق بہ اخلاق حمیدہ تھیں حضرت داوُد علیہ السلام اِن بی بی پر عاشق
تھے اور انہیں کا ذکر سورہ صاد میں ہے **معالم التنزیل** میں ہے کہ اوّل تبسم تھا آخر کو
ضحک۔ حضرت ام المومنین **عایشہ صدیقہ** رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا
حضرت صدیقہ نے کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ایسا
ہنستے ہوئے کہ آپ کے دندان بہت ظاہر ہوں ہمیشہ آپ مسکراتے تھے۔ اور عبداللہ
ابن مغیرہ سے روایت ہے کہ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ **فائدہ** ہنسنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تعجب کے
سبب سے تھا اور بعض کا قول ہے کہ خوشی کے سبب سے تھا کہ آپ نے چینٹی کی بات

سمجھ لی کہتے ہین کہ آپ نے اُس چیونٹی کو اپنے دست مبارک مین لیا اور اُس سے کہا کہ اے مورِ ضعیف تو جانتی ہے کہ میرا لشکر کسی پر ظلم نہین کرتا اُس نے کہا مین جانتی ہون آپ نبی ہین ظلم اور جبر آپ کی حکومت مین نہین لیکن مین اپنی قوم کی سردار ہون مجھے اپنے ماتحتون کو اس امر سے مطلع کرنا ضرور تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا لشکر ہوا پر جاتا تھا تیری قوم کو کس طرح گزند پہونچتا اُس نے جواب دیا کہ میری غرض یہ نہ تھی کہ زمین پر ین جائینگے بلکہ میری مُراد یہ تھی کہ ان کی نظر آپ کے لشکر اور اُس کے تزک و احتشام پر پڑے اور اُنکے تماشہ مین مشغول ہوجائین تو یہ ذکر خدا سے غافل رہینگے اور غفلت کے میدان مین پامال ہوکر خاک برابر ہوجائینگے یا آپ کی بادشاہی دیکھکر یہ بھی اُسی کی تمنا کرنے لگین گے اور انکو دنیا کی جاہ و حشمت پسند آجائیگی اور دنیا سراسر مبغوضۂ حق ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ تیرا لشکر کس قدر ہے اُسنے عرض کیا کہ میرے ہان چالیس ۴۰۰۰۰ ہزار سرہنگ ہین اور اُن کے چار ۴ ہزار نقیب اور ہر نقیب اور سرہنگ کے تحتِ حکومت چالیس ۴۰۰۰۰ ہزار چیونٹیان ہین حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس سے کہا کہ تو اپنا لشکر باہر کیون نہین نکالتی اُس نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مجھ کو تمام روے زمین حضور پروردگار تعالےٰ شانہ سے عنایت ہوتی تھی مین نے قبول نہ کیا اور زمین کے نیچے جگہ پکڑی تاکہ سواے خدا تعالےٰ شانہ کے کوئی میرے حال سے آگاہ نہ ہو۔ اُس نے پوچھا کہ اے پیغمبر خدا جو نعمتین کہ اللہ تعالےٰ شانہ نے آپ کو عطا کی ہین اُن مین سے کسی کا بیان مجھ سے بھی کیجیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہوا میری فرمان بردار ہے وہ میرے تخت کو لیکر اُڑتی ہے اور ایک مہینے کی راہ کی دوری میری صبح کی ہوا خوری اور ایک مہینے کی راہ کی مسافت آخر وقت کی سیر ہے۔ اُس نے کہا کہ رسول خدا اس کے یہ معنی ہین کہ مملکت دنیا ہوا کا حکم رکھتی ہے کبھی آئی اور کبھی نہ آئی ؎

نہ بر باد رفتے سحر گاہ و شام	سریر سلیمان علیہ السلام

باخبر بدیدی که برباد رفت	خنک آنکه با دانش و داد رفت

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ تیری بادشاہی بہتر ہے یا میری اُس نے
نہایت ادب سے عرض کیا کہ مجھے آپ کے سوال نے جواب دینے پر مجبور کیا ہے ورنہ یہ امر
آپ کے حضور مین عرض کرنے کا نہ تھا اُس نے کہا کہ سلطنت میری اچھی ہے اس لئے کہ
آپ کے حضور مین ہوا حاملِ بساط ہے اور بساط حاملِ تخت اور تخت پر آپ جلوہ افروز ہین
اور اُس کو ہوا لئے پھرتی ہے پس یارسول اللہ سلطنت آپ کی ہوا پر ہے یہ سنکر حضرت
سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے اور اُس سے فرمایا کہ اس طرح کی دانش تجھ کو کہان سے
حاصل ہوئی اُس نے کہا یارسول اللہ خدا کا علم صرف آپ ہی کو نہین ملا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ
شانہ نے کچھ مجھے بھی عنایت کیا ہے اور میرے اور آپ کے سوا اور بہت اللہ کی مخلوق
ہے جو میری اور آپ کی نگاہون سے پوشیدہ ہے اُسے بھی اللہ کا علم ہم سے زیادہ
پہونچا ہے مین تو اُس مالک کا ایک ناکارہ بندہ ہون اور ضعیف اور ایسا ضعیف کہ میرا
ضعف زبان خلایق پر ضرب المثل ہے اور آپ بے شبہ اللہ کے مقبول بندے ہین اور
اُس کے رسول ہین اس وقت کی جملہ مخلوق مین آپ برگزیدہ ہین لیکن با ادب عرض کرتا ہون
کہ اگر اجازت ہو تو مین حضور سے کچھ سوال کرون آپ نے اُسے اجازت دی اُس نے کہا
یارسول اللہ آپ نے جو خدا سے ایسا ملک چاہا جو اور کسی کے پاس نہ ہو اس درخواست
سے حسد کی بو آتی ہے اور پیغمبرانِ خدا کو اس سے بچنا لازم ہے اگر خدائے تعالیٰ شانہ
کسی اور کو بھی آپ کی سی بادشاہی عطا فرماتا تو آپ کا کیا نقصان ہوتا آپ کو اُس کے
اس بیان سے رنج ہوا اُس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول سخن راست تلخ ہوتا ہے
پھر اُس نے عرض کی کہ یا نبی اللہ یہ انگوٹھی جو اللہ تعالےٰ شانہ نے آپ کو عطا کی ہے اسمین
یہ سِر ہے کہ یہ ساری سلطنت اس نگین کی قیمت اور یہ نگین ریزہ سنگ ہے اور ریزہ
حقیقت مین ہیچ ہے۔ پس جان لیجئے کہ تمام دنیا ہیچ ہے اور معنی آپ کے اسم مبارک کے

یہ ہین۔ دنیا پر دل نہ لگا کہ موت درپیش ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تیری باتون نے ثابت کر دیا کہ تو حکیم ہے لہذا مین چاہتا ہون کہ مجھے اور نصیحت کر۔ اُس نے التماس کی کہ آپ بادشاہ ہین آپ پر رعیت کی خبرگیری فرض ہے اور ہمیشہ اُن کے حالات دریافت کرتے رہیئے جو محتاج ہو اُس کی مدد کیجئے جو ظالم ہو اُس کا انتظام فرمایئے بادشاہ اس لئے نہین ہے کہ سب رعایا سے عمدہ کھانا کھالئے اور سب سے اچھے محلون مین رہے اور عمدہ عمدہ قالین پر سو لئے۔ دیکھیئے مین باوجود اس ضعف و ناتوانی کے ہر روز اپنی رعایا کے حالات سے مطلع ہوتا ہون اُس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے زبان مناجات کھولی رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الخ اور وہان سے رخصت ہونے کا ارادہ کیا تو مور ضعیف نے التماس کیا کہ یا نبی اللہ آج میری طرف سے آپ کی مع لشکر دعوت ہے توقف فرمایئے آپ نے ارشاد کیا کہ میرا لشکر بہت ہے تیری دعوت تمام لشکر کو کیونکر کافی ہو گی اُس نے عرض کی چیزون مین برکت دینے والا اللہ ہے اور مجھے اُس پر بھروسا ہے چنانچہ آپ نے توقف فرمایا اُس نے ایک پاؤن ٹڈی کا بھیجدیا آپ نے اُسے دیکھ کر تبسم فرمایا یہی مثل مشہور ہو گئی ع پائے ملخ است تحفۂ مور ٭ اُس لانے والے نے عرض کی کہ آپ اِسے کم نہ سمجھئے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے ایک بہت بڑی دیگ مین ڈالکر جوش کرایا اللہ تعالےٰ شانہ نے اُس مین ایسی برکت عطا فرمائی کہ وہ تمام لشکر کو کافی ہوا اور بہت خوش مزہ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو اُسے نوش فرمایا تو سجدے مین گر پڑے سبحان اللہ وبحمدہ مفسرین کو اس مور کے نام مین اختلاف ہے ضحاک کے نزدیک نام اس کا طاحنہ ہے اور مقاتل کے نزدیک خدمی اور بعض کے نزدیک منذر اور ایک جماعت کی تحقیق مین ملاحیہ اور کچھ لوگ کہتے ہین خرمیا اسی طرح اس کی جسم کی درازی مین بھی اختلاف ہے کوئی خروس کے برابر بتاتا ہے کوئی بھیڑ کے برابر اور صحیح یہ ہے کہ اسی طرح کی تھی جیسی اس وقت کی چیونٹیاں ہوتی ہین۔

فقیر محمد اکبر مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کا ذکر آگیا تو دو مسلمان بادشاہون کے تخت اور بھی اس دنیا مین موجود ہین مناسب ہے کہ اُس کا ذکر بھی کر دیا جاے اور اُن بادشاہون کے خیالات بھی ظاہر کر دئیے جائین اور چوتھا تخت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یعنی فرش خاک یہ سب سے زیادہ وسیع تر تھا اور جہان آپ تشریف لیگئے اس تخت کو بچھا ہوا پایا وہ سب تخت کچھ زمانہ کے بعد معدوم ہو جائینگے اور یہ قیامت تک بچھا رہیگا اور جتنا بڑا یہ تخت ہے اُتنا ہی بڑا اُس کا سائبان سبز ہے اُن تختون کی زینت دُر و جواہر سے ہے اس تخت کی زینت ستارگانِ ثوابت و سیارے سے اس تخت کی وسعت مین ہزارون باغات و عمارات انہار ہین اور شاہون کے تخت چند گز کی محدود زمین مین بچھے ہوئے ہین - پھر جیسا اللہ تعالیٰ شانہ نے تخت آپ کو عنایت کیا تھا ویسا ہی عدل بھی دیا - اِن بادشاہون کے تخت انہین کے بنوائے ہوئے تھے اور **تخت عمری** وہ تھا کہ جو اللہ نے رسول اللہ کو بخشا تھا اور رسول اللہ نے حضرت **صدیقؓ** کو دیا اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت عمرؓ کو دیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت عثمانؓ کو بخشا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت علیؓ کی نذر کیا آپ کے بعد تخت تو قائم رہا مگر اُسپر بیٹھنے والا پھر کوئی پیدا نہ ہوا - **تخت شاہجہان بادشاہ** نور اللہ مرقدہٗ اسی کا نام **تخت طاؤس** ہے تاج گنج کی اتنی بڑی پرشوکت عمارت کی تعمیر مین پانچ کرور پندرہ لاکھ پچیس ۲۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے اور اس تخت طاؤس کی تیاری مین سات کرور دس لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے دنیا کے بادشاہون مین کسی کا تخت اتنی گران قیمت کا نہین ہے -

تخت طاؤس اِس کا طول چھ فیٹ ہے اور عرض چار فیٹ ہے اس مین ایکسو آٹھ قیمتی یاقوت ایک سو بتیس رتی سے لیکر ایک سو پچاس رتی تک کے وزن کے جڑے ہوئے ہین اور سولہ زمرد چھتیس رتی سے بہتر رتی تک وزنی اس کے چتر مین

تعبیہ ہین اور بہت سے دُرِ شہوار جڑے ہین اور موتیون کی خوشنما جھالر ہے - تمام تخت پر طاؤس کی طلائی دم خوبصورت مرصع بجواہرات سایہ افگن ہے اور نیلمون سے مزین ہے سینہ پر ایک یاقوت جڑا ہوا ہے - گردن مین چھتیس ۳۶ رتی وزن کا ایک موتی لٹک رہا ہے اور ایک سوسترہ ۱۱۷ رتی وزن کا موتیون کا گچھا آویزان ہے - چتر کے بارہ چوبون مین گول اور خوش آب اور درخشان موتی جڑے ہین جس کا وزن چھ ۶ رتی سے بارہ رتی تک کا ہے چتر کے چوبیس ۲۴ ستون جواہرات سے لدے ہوے تخت کے گوشون مین نصب ہین ان کا طول آٹھ فیٹ کا ہے یہ تاریخی حال تخت طاؤس کا ہے کتابون مین ہے کہ جب **شاہجہان بادشاہ** نور اللہ مرقدہ نے اس تخت پر روز اول جلوس کیا ہے تو دربار عام مین باون ۵۲ راجہ صاحب شمشیر دست بستہ حاضر تھے - بادشاہ نے تخت پر بیٹھکر پہلے شکرانے کی نمازین پڑھین پھر ہاتھ اُٹھا کر اور سر برہنہ ہو کر نہایت عاجزی سے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور مین عرض کی کہ اے مالک الملک تو تمام جہان کا خالق اور مالک ہے بادشاہ ہو یا پرجا تیرے حضور مین سب سر بر خاک ہین تو جس کو چاہے بادشاہ کرے اور جس کو چاہے فقیر بنائے تو تمام دنیا کا پالنے والا ہے اُس باغی و طاغی نے جس کا نام فرعون ہے آبنوس کے تخت پر جسمین فیل دندان جا بجا جڑا ہوا تھا بیٹھکر بڑا دعویٰ کیا تھا اور اُس کا دعویٰ سراسر جھوٹا تھا اور مین اس تخت پر بیٹھکر تیرے حضور مین گریہ و زاری کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ مین تیرے بندون مین سے بہت کم درجہ کا بندہ ہون اور خوب سمجھتا ہون کہ مجھ مین اس بادشاہی کی قابلیت نہ تھی تو نے محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائی ہے - مورخ کا بیان ہے کہ دربار کی زمین اُمرا کی گریہ و بُکا سے ہل رہی تھی اور بادشاہ سجدہ مین پڑا ہوا رو رہا تھا - اے اللہ ہمین پھر ایسے بادشاہ کی ضرورت ہے کہ اُس کی نیت کی برکت سے تمام رعایا کا خیال تیرے طرف رجوع ہو جاوے اور جتنے بُرے کام ہین وہ ہم سے چھوٹ جائین اور ہم تیرے خالص بندے ہو جائین اللّٰھم آمین ثم آمین

یارب العالمین۔ حضرت سلطان روم امیر المومنین مولنا جناب عبد الحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ کا تخت۔ لمولفہ۔ مطلع

تخت زرین بادشاہون کے لئے
بوریا عالم پناہون کے لئے

رحمت حق ہے گنہگارون کا حق
زہد و تقوے بے گناہون کے لئے

لب پہ آمین ہے کہ بخشش ہوگئی
روتے ہین زاہد ان آہون کے لئے

زاہد و تم مستحق اس کے نہین
ہے شفاعت روسیاہون کے لئے

آڑے آتا ہے مصیبت مین وہی
وہ سپر ہے بے پناہون کے لئے

چھپ گئے نقشے نبی کی کفش کے
یہ ہین زینت بارگاہون کے لئے

ہے جہان نقش کف پائے نبی
ہے زیارت گاہ شاہون کے لئے

اللہ اللہ جب لیا اللہ کا نام
ابر رحمت تھا گناہون کے لئے

یانبی پکڑا ہے دامن آپ کا
ہے یہی بخشش گناہون کے لئے

اس طرف آئے نہ تیر غم کبھی
ہے یہ دل ناوک نگاہون کے لئے

ہم فقیرون کی ہے اکبر یہ بساط
بوریا حاضر ہے شاہون کے لئے

مجھے اُس سلطان دین پناہ کے تخت کا حال لکھنا ہے جسے مین نے دین پناہ لکھا ہے وہ کون ہے۔ خلیفۃ المسلمین۔ اور خادم الحرمین الشریفین۔ ظل اللہ یہ چوتھا لقب تو ہر عادل رعیت پرور باایمان بادشاہ کے واسطے سزاوار ہے لیکن وہ القاب ثلاثہ اسے دین پرور و دین پناہ مولانا عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہ وزاد اللہ عمرک مع العافیت والایمان اللھم آمین ثم آمین خاص آپ ہی کی ذات بابرکات کے واسطے ہین آپ کے واسطے وہی فرش خاک جسے اللہ تعالے لاشانہ نے شرق سے غرب تک مسلمانون کی مسجد بنادیا ہے زیبا ہے سبحان اللہ کیا اچھا منہ اُس بادشاہ کا ہے جس کی پیشانی سجدے کے اثر سے خاک آلود ہو۔ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

آپ کا پیراہن وہ ہونا چاہئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی عبائے شریف کا پورا نمونہ ہو آپ کے فرق مبارک پر وہ عمامہ زیب دیگا جو حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی تصویر ہماری آنکھون مین کھینچ دے آپ کے پاؤن مین وہ نعلین ہو جس کی تعریف عاشق رسول حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کر گئے ہین ؎

ادیم طائفی نعلین پا کن		شراک از رشتۂ جانہائے ما کن	

آپ کے اقوال و افعال ایسے ہونے چاہئین کہ سنت رسول کریم کے موافق ہون پھر آپ آئینہ مین میری آنکھون سے اپنا جمال مبارک ملاحظہ فرمایئے اور فرش خاک پر شکر کا سجدہ ادا کیجئے۔ نوشیروان کا جواہرین فرش جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی خلافت کے زمانہ مین آپ کے حضور مین بھیجا گیا تھا وہ جوہریون کے نزدیک ایسا ثابت ہوا کہ اُسکی قیمت کا اندازہ ہو نہین سکتا آپ نے غازیانِ اسلام کو اُس کے ٹکڑے کر کے بانٹ دلے اُسے اتنا ذلیل سمجھا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر رسول اللہ کے خلیفہ ایسے تھے پس اسی پر غور کرنا چاہئے کہ جو حضرات اللہ کے خلیفہ ہوئے ہین وہ کیسے ہونگے جو بادشاہ خادم حرمین شریفین ہوتا ہے ہم مسلمانون کی آنکھون مین اسی خدمت کے سبب سے اُس کی عزت ہوتی ہے اور دل مین محبت اور اگر وہ بادشاہ متقی بھی ہو تو سبحان اللہ نورٌ علیٰ نور۔ تقویٰ کا نور وہ نور ہے کہ جسکی پیشانی پر چمکا اُسے فوراً اولیا اللہ کی صف مین لاکر کھڑا کردیا اب یہ شخص اگر گدا بھی ہے تو بادشاہون کا مقتدا ہوگیا ؎

اے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے		بادشاہ آتے ہین پابوسِ گدا کے واسطے

ہم کو غیب کا علم نہین جیسا سنتے ہین ویسا ہی دلون پر اثر پیدا ہوتا ہے مجھسے مکہ معظمہ مین ایک بزرگ نے فرمایا کہ سلطان عبدالحمید خان غازی بڑا نماز گذار اور تہجد گذار ہے اور اُس پر اضافہ یہ ہے کہ اِن اوقات کے سوا بھی متقی ہے مین نے

اُسی وقت سجدۂ شکر کیا اور اپنے اللہ سے دعا کی کہ انہین صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ شانہٗ اُس کی عمر مین برکت عطا فرمائے اللّٰھم آمین اور ہمیشہ یہی دعا کرتا ہون اللہ تعالےٰ شانہٗ ہمارے کل مسلمان فرمانروایون کو متقی کر دے خصوصاً والی حیدر آباد دکن کو اللّٰھم آمین یارب العالمین۔

تخت حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہٗ

حضرت سلطان المعظم عبد الحمید خان غازی خلد اللہ ملکہٗ کے ترجمان خاص مسمی لوئیس بک صابونجی نے ایک کتاب لکھی ہے جسمین اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے سریر خلافت کا تاریخی حال لکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے **قصر دولمہ باغچہ** کے وسط مین ساحل باسفورس پر یہ تخت بچھا ہوا ہے تمام دنیا کے محلون مین سے قصر دولمہ باغچہ ایک ممتاز محل ہے اُسکا ہمسر تمام دنیا مین کوئی محل شاہی نہین خوبصورتی مین لاجواب ہے۔ اس پر ایک عظیم الشان قبہ ہے جو بیالیس[۴۲] ستونون پر قائم ہے باغچہ کی دیوار سے سات چھوڑ کر میدان کے صدر مین یہ تخت سلطانی بچھا ہوا ہے جس کا رُخ **آبناے باسفورس** کی طرف ہے تخت مستطیل ہے اور اُس کا طول ڈھائی ذراع ہے بلندی اگلی طرف سے ایک ذراع اور عرض ڈیڑھ ذراع یہ پورا سونے کا ایک ٹکڑا ہے جو نہایت خوبصورت قالب مین ڈھلا ہے اور کمال زیبا شکل مین بنا ہوا ہے اس کی دبازت تین انچہ ہے اس کے اوپر کی چھت شتر مرغ کے پرون سے جو سرخ ریشم سے بنی ہوئی ہے آراستہ ہے اور زر دوزی گدا نہایت قیمتی اُس پر بچھا ہوا ہے۔ جس کی چمک دمک آنکھون کو خیرہ کرتی ہے یہ **تخت** پہلے مصری بادشاہون کے دربار مین بچھا ہوا تھا سلطان سلیم بادشاہ نے جب ۱۵۱۲ عیسوی مین مصر کو فتح کیا ہے تو غنیمت مین یہ ہاتھ آیا تھا۔ لیکن جب سے یہ حضور انور جلالت مآب کا پابوس ہوا ہے اس وقت سے اسپر سونے کے تارون کی جالی کمال صنعت سے لگائی گئی ہے۔ اور تخت کے چارون گوشون پر چار[۴]

ستون موٹی قندیلین خالص چاندی کی آٹھ ذراع تک اونچی لگائی گئی ہین اور ایک چھ گوشہ
جس کا محیط چھ ذراع ہے اور ہر قندیل کے سر پر بیس بیس مشعلین ہین جو گیس سے
روشن کیجاتی ہین اور ہر مشعل کے سر پر بلور کا نہایت خوبصورت منقش قبہ ہے جس کی
صفا کے سبب سے دور دور تک اُس کی شعاعین پہونچتی ہین **دولمہ باغچہ** کے میدان
مین جہان یہ تخت بچھا ہوا ہے چارون گوشون پر نہایت خوبصورت بلور کی قندیلین لگائی
گئی ہین جو ثریا کی شکل پر بیحد خوشنما ہین ۔ اور میدان کے وسط مین ایک موٹی قسم کی قندیلین
ہین یہ بھی بشکلِ ثریا لٹکائی گئی ہین اور خالص بلور کی ہین چاندی کی زنجیرون مین آویزان
ہین جب روشن ہوتی ہین تو دور دور تک ان کی روشنی کی چمک پہونچتی ہے اِس **ثریا**
کا طول چالیس ذراع ہے اور درمیانی دائرہ کا محیط تیس ذراع ہے اور مختلف قطارون
مین چاندی کی زنجیرون سے دو ہزار مشعلین لٹکائی گئی ہین جو گیس کی روشنی سے جلائی جاتی
ہین ان قندیلون کے لگانے اور باترتیب نصب کرنے مین ایک یوروپین کاریگر دو سال
تک لگا رہا تھا اور تخت کے اِردگرد کا میدان ایک عجیب قسم کی لکڑی سے فرش بندی
کر کے صیقل کر دیا گیا ہے اور ایسا صاف ہے کہ چلنے والے کے پاؤن پھسلتے ہین جب
کسی شاہی جلسہ کا موقع ہوتا ہے تو اس پر عمدہ قسم کی دریون کا فرش ہوتا ہے جو نہایت
قیمتی ہے تاکہ ناواقف لوگون کے پاؤن نہ پھسلین تمام فرش کی صفا شیشہ کی مانند ہے
یا اللہ اِس تخت کے مالک کی عمر مین بہت برکت عطا فرما تاکہ یہ اپنے ملک کی کمزوری
کو دور کر دے اور اس کو وہی سطوت اور غلبہ حاصل ہو جو اس کے اکابر کو حاصل
تھا اور اس کی اولاد مین سے جو اِس تخت پر بیٹھے وہ **متقی اور صاحبِ اقبال ہو**
اللّٰھم آمین یا رب العالمین **یا اللہ** جتنے شاہانِ اسلام ہین اُن مین جو متقی ہو وہ اور زیادہ
متقی ہو جاے اور جو جامۂ تقوے سے عاری ہے وہ متقی ہو جاے اور اُن کے تقوےٰ کا
اثر اُن کی رعیت پر پڑے کہ اُن کے دلون مین نور اسلام جگہ پکڑے **یا اللہ** مسلمانون سے

شراب خواری دور ہوجاے اور جو مسلمان **بے نماز** ہین نماز گذار ہوجاوین **یا اللہ** جو مسلمان
فاسد العقائد ہین اُن کے عقاید درست ہوجاوین **یا اللہ** کذب و افترا اور غیبت اور زنا
و قمار و مردم آزاری مسلمانون سے ہزارون کوس دور ہوجاے تم آمین **اے مسلمانو**
تم کو معلوم ہے کہ تم کیا تھے اور اب کیا ہوگئے - اس **نبوت حقہ** سے پہلے تمہارے اجداد
جن کی نسبت سے تم **عربی الاصل** کہلاتے ہو اور تمام قوم عرب اُنہین کے شرافت نسب
پر آج تک فخر کر رہی ہے اور واقعی شرافت نسب کو جیسا **عرب** نے محفوظ رکھا ویسا
دوسری قوم نے اس کا خیال نہ کیا یہان تک کہ قوم عرب نے اپنے گھوڑون کی نسل
کو بھی آدمیون ہی کی نسل کی طرح محفوظ رکھا چنانچہ اس وقت تک محفوظ ہے اور اسکی
زیادہ وضاحت کرنا ضرور نہین اس کو تمام دنیا جانتی ہے نسب اور **علم انساب** مین
عرب کی قوم سب سے آگے ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مگر تمدنی اور اخلاقی نقصانات اِس قوم مین
بہت پیدا ہوگئے تھے اللہ نے جس کی درستگی اور آراستگی کے لئے اُسی قوم مین سے
جیسے پتھر مین سے لعل پیدا ہوتا ہے کہ اُسے سنگ تو کہہ سکتے ہین مگر اُس نے اپنے مقام
سے ایسی ترقی کی کہ وہ اب سنگ نہ رہا بلکہ تمام اشیا سے زیادہ گران قیمت اور بہت نفیس
اور بالکل بے عیب ہے نہ کہین اُس مین جرم ہے نہ داغ اور اُسی کو لعل **شب چراغ**
کہتے ہین یعنی ظلمت شب کا دور کرنے والا بجنسہ **ایک نبی** - پیدا کیا جس نے **امیون**
کو حکیم بنا دیا اور جاہلون کو فلسفۂ الٰہی کا سبق پڑھا کر فاضل اور علامہ کر دیا اِسی مضمون کا
پروردگار تعالےٰ شانہ نے اپنی کتاب کریم مین یون ذکر فرمایا هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ **ترجمہ** وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے اُمّی
اور ان پڑھے لوگون مین سے اُٹھایا ایک پیغمبر کو کہ وہ تلاوت کرتا ہے اُن پر ہماری
آیتین اور پاک کرتا ہے اُن لوگون کو اور سکھاتا ہے یعنی درس دیتا ہے اُن کو ہماری

کتاب اور حکمت کا اور بے شک یہ لوگ اس سے پہلے گمراہی مین تھے اور وہ گمراہی جو بدیہات سے تھی اُس مین نظر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اور اُن لوگون کے لئے بھی آپ کو مبعوث کیا ہے کہ جن کا الحاق ابھی مسلمانون سے نہین ہوا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○ یہ آیت حضرت کی نبوت اور رسالت کے عام ہونے کی خبر دیتی ہے کہ حضرت کی نبوت صرف قوم عرب ہی تک محدود نہین ہے بلکہ وہ قومین جو ابھی مسلمانون سے ملی نہین ہین ان کی سرزمین سے دور ہین یعنی نصاریٰ اور عجم و اہل ہند اور چین ان پر بھی یہ نبوت اپنا سایہ ہدایت ڈالیگی اور یہ قرآن پاک کی بڑی پیشین گوئی اور معجزہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ اپنی مخلوق کا خالق اور مالک ہے جس کو جو کچھ چاہے وہ دے اور اللہ خداوند فضل ہے اور بزرگ ہے کسی کو مخلوق مین سے اُس کی عطیات پر زبان کھولنے کا حق نہین ہے کہ اُس کو کیون دیا اور ہم کو کیون نہ دیا اے مسلمانو یہ عرب کی قوم جس کی ہدایت کے لئے اور پاک کرنے کے لئے ایسا برگزیدہ نبی بھیجا گیا اُس قوم کا کیا حال تھا معلوم ہے سنو اور غور سے سنو۔ پڑھو اور دل لگا کر پڑھو۔ یہ عرب کی قوم وہ قوم تھی کہ اُن کو اپنے حقیقی بھائی کا خون بہانا آب سبیل سے بھی زیادہ بے وقعت تھا۔ اپنی پیاری بیٹی کا قتل کرنا مذہبی فعل سمجھا جاتا تھا قتل نفس وہ بڑا گناہ ہے کہ جس کی سزا ہمیشہ کے لئے دوزخ ہے لیکن جہان اللہ کا حکم ہے وہان رحمت ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت پر ملائکہ کا یہی اعتراض تھا کہ اے مالک الملک تو اُس قوم کو اپنا خلیفہ فرماتا ہے کہ جو زمین پر فساد کرینگے اور خون بہائینگے چنانچہ وہ امر واقع ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بڑے بیٹے قابیل نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو قتل کیا اور دنیا مین یہ پہلا گناہ قتل کا واقع ہوا قرآن پاک نے فتنہ و فساد اور قتل کی ممانعت کا ہین

پہلا سبق دیا ہے یہ گناہ بھی سب سے پہلا ہے اور قرآنِ پاک مین بخیال ترتیب مصحف شریف سبق بھی پہلا ہے اور **فسادات** کے انسداد مین بہت سی آیتین وارد ہوئی ہین جن کو یہ فقیر **محمد اکبر ابو العلائی داناپوری** عفر اللہ ذنوبہ ولوالدیہ ایک جداگانہ کتاب مین جمع کر رہا ہے - گلیڈسٹون وزیر مردہٗ انگلینڈ نے اپنی تقریرون مین بیان کیا ہے کہ جب تک دنیا مین قرآن باقی رہیگا تہذیب کا پھیلنا ممکن نہین ہے - مین بھی کہتا ہون کہ ہان ہان جس کا نام اُس نے تہذیب رکھا ہے بیشک قرآن پاک اُس کو منع کرتا ہے اور ہمیشہ قرآن پر ایمان لانے والے اُس کو منع کرتے رہینگے - مین **آیات امتناع فساد** کو جو جمع کر رہا ہون اُس مین کچھ لکھون گا انشاء اللہ تعالےٰ - دیکھو پہلے پارے کے ساتوین رکوع مین واقع ہے كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ یعنی کھاؤ پیو اللہ کا رزق مگر اُس کی زمین پر فساد مت کرو - **اب مین اپنی برگزیدہ قوم** سے دست بستہ عرض کرتا ہون کہ اے بھائیو اپنے ڈوبتے ہوئے بیڑے کو غرق ہونے سے بچاؤ اور اپنی اولاد کو وہ علم پڑھاؤ جو قیامت مین تمہارے واسطے اجر اور اُنکے واسطے نجات کا سبب ہو - تم باتفاق جمہور **اشرف المخلوقات** ہو یعنی تمام مخلوقات کے بادشاہ ہو تم کو زیبا نہین ہے کہ تم خونریزیان کرو اللہ تعالےٰ شانہ کی نافرمانی کرو بادشاہ کی یہ تعریف نہین ہے کہ وہ اپنے ایک حکم سے دس ہزار آدمیون کا سر کٹوا دے بلکہ بادشاہ کی بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ دارائے **خلق** ہو یعنی اپنی رعیت کا پالنے والا ہو **اب حضور پرنور سرور عالم** صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کے کارنامون پر نظر کرو کہ حضور پرنور نے کیا کام کیا آپ نے لڑتے بھڑتے قبیلون کو جن مین برسون سے تلوارین چل رہی تھین اور باخود نا کی صلح غیر ممکن سمجھی جاتی تھی چند صباح مین شیر وشکر کر دیا اور اب اُن مین آپس کا کشت وخون ناممکن معلوم ہونے لگا - جو قوم سیکڑون برس سے بت پرستی کے دریائے بے کنار مین غرق تھی اور ایک غور کرنے والا آدمی اُس قوم کی

حالت پر غور کرکے نا امیدی کے ساتھ اپنا سر بلند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ امیدون کی جتنی راہین ہین سب بند ہین اِس قوم کے لئے کہ کبھی یہ خدا پرست بھی ہو گی مگر آپ کی بے فرد کوشش نے اُن سر بلند پہاڑون کو جو امیدون کی راہ مین حایل تھے بات کی بات مین کھُدوا کر راستہ صاف کر دیا۔ اور پھر اُس جفا کار قوم سے جس نے آپ کی راہ مین کانٹے بچھائے اور وطن سے نکالا اور خود آپ کو اور آپ کے اعوان و انصار کو طرح طرح کی ایذائین دین وہ حسن سلوک کیا کہ کوئی شفیق بھائی اپنے سعادت مند بھائی سے ایسا سلوک نہ کرتا کیا کوئی آدمی اِس دل کا دنیا مین پیدا ہوا ہے ہرگز نہین۔ موسیٰ علیہ السلام کے حالات اِسی کتاب مین مندرج ہین پڑھ لو کہ صبح سے ظہر تک پچھتر ہزار آدمیون کا قتل موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے ہو گیا اور باپ نے بیٹے کو اور بھائی نے بھائی کو قتل کیا ہمارے حضور کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سے زیادہ جان نثار تھے اور اُن حضرات نے اس کی خواہش بھی کی کہ ہمارے عزیز ہمین کو دے ئے جائین کہ ہم اُن کو قتل کرین مگر حضرت کی ذات پاک تو تمام عالم کے لئے رحمت تھی قبول نہ فرمایا اور سب کو بخشدیا مگر بعض نفوس جو قتل کئے گئے اُن کی مثال اُس مادۂ فاسد کی تھی کہ جو اصلاح پذیر تھا ہی نہین اُن لوگون نے اپنے شامتِ اعمال کی سزا پائی ایسے بھی لاکھ مین دو چار ہی ہونگے وہ ایسے کانٹے تھے کہ جو بہت ہی ایذا رسان اور کمال زہریلے تھے علم نبوت نے اُن کے اثر کو سمجھ لیا تھا لہذا وہ باغِ اسلام سے خارج کر دئے گئے۔ **جہاد** یہ جو کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کے مذہب مین جہاد نہایت خونریز حکم ہے یہ اُن کی فہم کا قصور ہے اصول مناظرہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم کی زبان اور محاورات سے واقف نہ ہو اُس پر اعتراض نہ کرے جہاد کے معنی کوشش ہین اور یہ لفظ اُس وقت کہا گیا تھا کہ جب کفار عرب مسلمانون پر چڑھ آئے تھے حکم ہوا کہ ان کے دفع کرنیکی کوشش کرو مسلمان کوشش کرنے لگے اور ایک خندق کھودی اسی سے معلوم

ہوتا ہے کہ مسلمان جنگ مدافعت ہی کرتے رہے یہان تک کہ مذہب کو رونق ہوئی جب
بھی مسلمانون نے کسی ملک پر چڑھائی نہ کی جو ان سے لڑنے آیا اُس کو دفع کیا جب کفار عرب
دور دور منتشر ہوے اور بادشاہون کو ان کی طرف سے بدگمان کیا تو مسلمانون نے اس
جنگ مدافعت کا بہت تھوڑا سا رخ بدلا یعنی اُن کے ملک کی طرف بڑھ گئے اس لئے کہ
اپنی کمزوری اُن پر ثابت نہ ہونے دین اگر وہ جنگ کرین تو اللہ پر بھروسا کر کے جنگ کیجائے
نہین تو صلح کر کے واپس آجائین چنانچہ تاریخون کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے
ملک تو صرف صلح کے ذریعہ سے فتح ہوئے ہین اور کم ملک جنگ کے ذریعہ سے اور یہ بھی
قدما کی تاریخون کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون نے کہین اپنی ذات کو فاتح نہین
کہا ہے اور کہتے تو غلط نہ تھا مگر ہر فرد مسلمانون کے لشکر کا اپنے آپ کو مجاہد ہی کہتا رہا
یعنی جنگ مدافعت کرنے والا جس ملک پر ان کا یہ خیال تھا کہ اس ملک کا والی ہم پر چڑھائی
کریگا اُس کی طرف بنظر حفاظت بڑھ جاتے تھے اگر وہ دوست نظر آیا تو واپس آئے اور اگر
اُس کا رخ بدلا دیکھا تو رہ گئے تمام زمانہ خلافت خلفائے اربعہ مین یہی خیال مستقل رہا
مسلمانون پر بالکل تہمت ہے کہ جہاد ظلم کا حکم ہے میرے خیال مین جہاد نہایت آشتی کا
حکم ہے اُس کو ظلم سے سروکار ہی نہین ع ولیکن قلم در کف دشمن است ٭ ایک بڑا اعتراض
پادریون کا یہ ہے کہ حضور پرنور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بہت سے نکاح
کئے جیسے مسئلہ جہاد کے سمجھنے مین عربی علم ادب کی کمی کے سبب غلطی واقع ہوئی ویسا ہی
عربانِ جاہلیت کے تمدن اور معاشرت کے نہ جاننے سے اس مسئلہ مین پادریون سے
خطا ہوئی ہے قبل بعثت حضرتؐ سرورِ عالم ۔ قوم عرب مین ازدواج کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی
سَو ۔ دو سَو ۔ چار سَو جہان تک متمول ہو بیبیان کرتے چلے جاتے ۔ اس بے انتہا تعداد کو
چار ازواج پر لا کر محدود کر دینا کتنی بڑی تعریف کی بات ہے اگر دشمن اسے تعریف نہ سمجھے
تو اُس کی عقل کا قصور ہے ٭

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حضرت داؤد علیہ السلام نبی تھے یا نہین ایک سو بیبیان اُن کے تھین۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی تھے یا نہ تھے اُن کی بھی بہت سی ازواج تھین۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نکاح مین بھی دؤ حقیقی بہنین تھین جو حضرت شعیب کی بیٹیان تھین۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی کئی بیبیان تھین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھی دؤ بیبیان تھین پھر حضرتؐ پر کیا اعتراض ہے اور اگر کوئی پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مثال پیش کرے اُس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ جمہور انبیا کے مقابلے مین دؤ پیغمبرون کی مثال کافی نہ ہوگی دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حصوُر تھے یعنی عورات سے الگ رہنے والے باوجود قوت مردانگی کے اور حضرت یحییٰ پر خوف خدا اتنا غالب تھا کہ وہ امور دنیاوی کی طرف متوجہ ہونے نہ دیتا تھا اور آپ کو رونے کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ نہ تھا اور عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ اپنی دعوت کے زمانہ مین مجرد رہے لیکن احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ اب جو نزول فرمائینگے تو قتل دجال کے بعد وہ حسب سنت سنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نکاح کرینگے اور انتقال کرینگے اور حضرت کے پہلو مین دفن ہونگے۔ **ایک بات قابل غور** یہ ہے کہ مرد و عورت کا اجتماع از رو قاعدۂ قدرت اس لئے ہے کہ اللہ تعالے شانہ کی مخلوق بڑھے اور اچھے اچھے لوگ پیدا ہون کوئی عالم دین ہو کوئی حکیم ہو کوئی فلسفی ہو کوئی بادشاہ باعدل وداد ہو کوئی فنون دنیاوی کا اُستاد ہو۔ یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ گئی ہے کہ دنیا مین مردون سے عورتین بہت زیادہ ہین پھر وہ غریب بیکار کیون پڑی رہین کیا تعدد ازدواج کے مخالفین کو یہ بات پسند آتی ہے کہ ہزارون بچے جو ناجائز طریقون سے پیدا ہوتے ہین زمین پر آتے ہی گلا گھونٹ کر مار ڈالے جائین تمام دنیا مین تو وہ انتظام نہین ہوسکتا کہ ڈاکخانہ کا صندوق ہر محلہ مین کسی مکان کی دیوار مین لگا دیا جاتا ہے اور ایک خاص مکان

اسی کام کے لئے مخصوص کیا جائے کہ یا تو عورتین وہین آکر وضع حمل کر جائین یا زیادہ شرم دامن
ہون تو بچون کو اُس صندوق مین کچھ اپنا نشان کر کے ڈالدین دائیان مقرر ہون وہ اُٹھا لیجائین
جب بچہ دودھ پینا چھوڑ دے تو اُس کی مان اپنا نشان پہچان کر اُسے لیجائے اور
اپنا بیٹا بنا کر رکھے۔ غریب مسلمانون نے جو اس کا انتظام پہلے ہی سے کر لیا تو کیا بُرائی
کی جو عورتین کہ مذہبی عابدہ ہوجاتی ہین اگر اُن کے عبادت خانہ کی زمین کھُدوائی جائے
تو نوزائیدہ سیکڑون بچون کی ہڈیان اُس زمین سے نکلین گی اور کہنے کو یون ہے کہ
یہ نہایت برگزیدہ عورات ہین یہ بوڑھی ہوگئی ہین مگر مرد کی صورت نہین دیکھی۔ مگر یہ
ضرور ہے کہ ہزارون بچون کو جو ایک زمانہ مین بڑھ کر مرد ہوتے یہ خاک کر چکی ہین اِنَّا
لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○ اور یہی قوم جو اس بات کو جانتی ہے اور پسند کرلی
ہے غریب مسلمانون پر تعدد ازدواج کی نسبت اعتراض کرتی ہے وہ اپنے گریبانون مین
مُنہ نہین ڈالتی کہ ہمارے گھرون مین کیا ہو رہا ہے مسلمان تو حرام کار نہین مگر جو قوم
معترض ہے وہ ایسی تباہ کار قوم ہے جو حرام کو حرام ہی نہین سمجھتی لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم۔ اے مسلمانو تم کو اللہ تعالےٰ شانہ نے ازروے فطرت
ذہین اور ذی ہوش پیدا کیا ہے تم کو کیا ہوگیا ہے کہ تمہاری قوم کے ہونہار نوجوان
بلا سے شراب خواری مین مبتلا ہوتے جاتے ہین اور اس کے سبب سے بہت سے
نوجوانون کی تمنائین دل کی دل ہی مین رہین اور وہ دنیا سے ناشاد و نامراد گئے اور
اپنی قوم کو مارے گئے کہ آج تک وہ اُن کو یاد کرکے کف افسوس مل رہی ہے اُس شخص
کی طرف نظر کرو جو قابلیت و ترقی کی پوری تصویر تھا اور ایک اعلیٰ عہدہ کی کرسی کو
اُس سے زینت تھی اسی کم بخت شراب کے ہاتھون سے اسے زاویہ گمنامی مین
روپوش ہونا پڑا۔ افسوس ہزار افسوس تم تو نہایت اچھی سمجھ کے آدمی تھے ایسے
کم سمجھ کیون ہوگئے ○

نمی دانند اہل غفلت انجام شراب آخر	بہ آتش میروند این غافلان از راہ آب آخر

میرے مسلمان بھائیو تم اپنی شرافت نسب اور شرافت مذہب کی طرف خیال کرو دیکھو تم مین اکثر اولا د رسول علیہ السلام ہین اُن کے بدن کے خون مین حضرت خاتم الانبیا محبوب خدا کا خون ہے افسوس ہزار افسوس کہ وہ اپنے پاک خون مین شراب سی ناپاک شے کو ملا رہے ہین اور پھر یہ کہہ رہے ہین کہ ہمارے بدن مین رسول اللہ کا خون ہے آفرین ہے اور ہزار آفرین برادران والاشان سید شاہ مبارک حسین رضوی اور سید شاہ نور الرحمان رضوی عرف سید شاہ لال سلمہا اللہ تعالے پر کہ ہزار ہا روپیہ ان حضرات نے خرچ کئے اور راہ خدا مین خرچ کئے اور نوجوانون کا بھی مجمع ان کی بزم مین رہا مگر اس مُردار کو (یعنی شراب) کبھی اس کا موقع نہ ملا کہ سلام کے واسطے بھی ان کے سامنے حاضر ہو۔ یہ جناب سید شاہ تبارک حسین رضوی کاکوی رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کا اثر تھا وہ بڑے متقی تھے جس خاندان کے تھے اُس کی آب وتاب دنیا کو دکھا دی۔ خدائے تعالے شانہ اُن کے نبیرہ سید شاہ محمد کمال سلمہ اللہ کو بھی وہ دن دکھانے والا ہے کہ اپنے دادا کی طرح متقی ہو جائینگے مجھے اپنے اللہ سے امید ہے برادر عزیز سید شاہ لال سلمہ اللہ نے ایسا قلب پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا عطیہ خاص معلوم ہوتا ہے اخلاق نہایت وسیع آداب سُنن کی پابندی نماز کا انتظام اور فقط انتظام ہی نہین بلکہ حضور قلب کے ساتھ اپنے بچون کی تعلیم مین احکام الٰہی کی بجا آوری بھی شریک وآرزو دہش مخفی طریقہ سے یہان تک کہ خدام کو بھی اُس کی خبر نہین ہوتی یہ حالات نوجوانی کے ہین وہ زمانہ جو خاص اللہ تعالیٰ شانہ کے فضل وکرم کا ہوتا ہے یعنی زمانہ پیری اُس مین نہین معلوم یہ سعادتمندی ان کو اُس وقت کس مقام پر پہونچائیگی اللہ تعالے شانہ ان کی عمر مین برکت عطا فرمائے آمین ثم آمین ایک نوجوان سعادتمند اس عظیم آباد مین اور بھی ہین اسلاف کے

یادگار قاضی عبدالوحید مد اللہ عمرہٗ سرمایۂ ثروت ہاتھ مین وافر اور اس کے ساتھ نیکیون مین شریک برائیون سے متنفر اور استعداد علمی کافی الحمد للہ علیٰ احسانہ۔ میری تحریر یہ نہین کہتی کہ پٹنہ سے عظیم الشان شہر مین یہی دو چار آدمی ہین جو باخیر ہین ہرگز ایسا نہین ہے انشاء اللہ تعالےٰ بہت لوگ ہونگے جن کو اللہ تعالےٰ شانہٗ کا بندہ ہونے کی خاص خصوصیت ہے مگر مین یہان کے اُمرا کی صحبت سے محروم ہون میری نوبت مجھے اس کی اجازت نہین دیتی کہ اُن کی صحبت مین حاضر ہو کر اُن کے حالات دریافت کرون جہان جہان برادری کا لگاؤ ہے وہان حاضر ہونے کا موقع ملتا ہے ہمارے عظیم آباد مین ایک بزرگ مولوی گوہر علی صاحب تھے پٹنہ کے اہل سخا کے سرتاج متوکلون کے معین و مددگار مگر خدا جانتا ہے کہ مین نے اُن کی صورت بھی کبھی نہین دیکھی مگر اُن کی بخشش کی تحقیق روایتین سُنین اور فی الحقیقت وہ ایسے ہی تھے اُن کے فرزند اکبر مولوی محمد احسن صاحب مرحوم کا ایک احسان مجھ پر ہے کہ جب مین حج کو جاتا تھا تو پاس پورٹ یعنی پروانۂ راہداری کے حاصل کرنے مین مجھے دشواری تھی کسی حاکم سے ملاقات نہ تھی اُن کی وجہ سے آسانی ہوئی خداوند تعالےٰ اس کا اجر اُن کو دے اللّٰھم آمین۔

پٹنہ کے قدیم رئیس جن کے مذہبی خیالات تھے اور اُن سے راہ و رسم آمد و شد بھی تھی افسوس کہ وہ حضرات اس جہان ناپایدار کو خیرباد کہکر اللہ سے واصل ہو گئے اُن کے اسمائے گرامی یہ ہین جناب حاجی میر واجد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ جناب حاجی میر احمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب حاجی منشی محمد امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب حاجی قاضی محمد نور صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب منشی نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جناب مولوی محمد وحید الدین صاحب خان بہادر رحمۃ اللہ علیہ جناب چودھری محمد ظہور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ الحمد للہ کہ اِن حضرات کے اخلاف سعادت مند بھی موجود ہین خداوند تعالےٰ ان کی عمرین دراز کرے اللّٰھم آمین۔ پٹنہ کے اطراف کے ایک بزرگ

ستھے مولوی حاجی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے آپ سے خاص خصوصیت
تھی جوان ہی تھے کہ انتقال کیا بہمہ صفت موصوف کاکو کے زمیندار تھے اور بڑے متقی
کاکو مسلمانون کی ایک آباد بستی ہے اور شرفا سے آباد ہے سادات بھی ہین اور شیوخ
بھی ہین اور ملک بھی ہین الحمد للہ کہ سب کے اخلاق اچھے ہین اور اس بستی مین ابھی تک
اس ناپاک شراب کے قدم نہین آئے ہین اور خدا کرے قیامت تک نہ آئین۔

فقیر مولف محمد اکبر ابو العلائی غفر اللہ ذنوبہ کی جناب **دادی صاحبہ** قدس
سرہا کا مزار مبارک اسی بستی مین ہے حضرت کا نام مبارک **بی بی کمال** قدس اللہ سرہا
ہے بڑا فیض بار مزار ہے دور دور سے مریض یہان چلہ کشی کو آتے ہین اور بحکم خدا
صحت پاتے ہین اب اس مزار مبارک کی مرمت ہو رہی ہے بستی کے لوگون نے اہتمام
اس کی تعمیر کا جناب بھائی سید شاہ غفور الرحمن صاحب کو دیا ہے بہت کچھ تعمیر ہو چکی ہے
اور کام ہنوز جاری ہے اور اس تعمیر مین پہلے جو روپیہ صرف ہوا ہے وہ سید شاہ محمد کمال
مد اللہ عمرہٗ کا ہوا ہے **اے مسلمانو** ایک تو دنیا ہی کی عمر بہت تھوڑی ہے اور اس
دنیا مین آدمی کی عمر بلا فرق ایسی ہے جیسے عمر حباب یا عمر شرر پس اتنی کم عمر پر آدمی ایسا
غافل ہو جاے کہ یہ سمجھ لے کہ تمام دنیا فنا ہو جائیگی مگر ہمین موت نہ آئیگی میرے پیارے
عزیزو سوچو اور سمجھو دنیا بہت بے ثبات ہے ہر نفس تمھارا بڑا قیمتی ہے اسکو اللہ ہی
کی راہ مین صرف کرو ٥

فہمیدہ خرچ کن نفس خود کہ بستہ است	در رشتۂ نفس گہر آبدار عمر
٥ غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش	شاید کہ این نفس نفس واپسین بود

معذرت مؤلف۔ جب لکھنے والے کے ہاتھ مین قلم ہوتا ہے اور وہ اپنی ضرورتون
سے فارغ البال ہو کر لکھنے کو بیٹھتا ہے اور طبیعت اُس کی آمادہ ہوتی ہے تو سلسلہ تحریر
بڑھ جاتا ہے پھر ذرا سے اشارے مین طبیعت خدا جانے کہان سے کہان پہونچ جاتی ہے

باتون مین باتین اور ذکر مین ذکر نکل آتے ہین کہان حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر اور کہان یہ اوپر کے اذکار مگر چونکہ مذہبی چھیڑ تھی اگرچہ قلم کو بہت روکا مگر پھر بھی کچھ تو زبان قلم پر آہی گیا اب مین قصۂ حضرت سلیمان علیہ السلام کو قصۂ بلقیس اور حضرت کی ابتلا پر ختم کرتا ہون۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور بلقیس کا قصہ

علامہ ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی المعروف بہ ابن الاثیر الجزری الملقب بہ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التاریخ الکامل مین تحریر فرماتے ہین کہ بلقیس کا نسب ٹھیک معلوم نہین ہے مگر جتنا دریافت ہوا ہے وہ لکھتے ہین پھر اُس قصہ کا ذکر کرینگے جو اُس سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوا ہے علما کا اُس کے آبا و اجداد کے نامون مین اختلاف ہے کچھ لوگ تو کہتے ہین کہ اُس کا نام بلقمہ بنت اینشرح بن حارث بن قیس بن صیفی بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اُس کا نام بلقمہ بنت ہدہاد ہے اور اُس ہدہاد کا نام اینشرح ہے بن تبع ذی الاذعار بن تبع ذی المنار بن تبع الرایش ہے اور بعض اُس کا نسب اور کچھ بتلاتے ہین جس کا ذکر اس کتاب کے مناسب نہین اس لئے کہ تبابعہ ہی کے باب مین مورخین کا بڑا اختلاف ہے کسی تبع کو کوئی پہلے بتلاتا ہے اور کسی کو کوئی پیچھے بتلاتا ہے اور کوئی اُن کی تعداد بہت کہتا ہے اور کوئی کم بیان کرتا ہے اس سے ناظرین کتاب کو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ طبیعت اُلجھے گی میرے خیال مین یہ حشو و زواید بیہودہ کی گل تراشیان اور کہانیان ہین جیسے ہمارے زمانہ مین حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کا قصہ اُن کا قاف مین جانا اور ایک پری سے شادی اور اُس سے ایک دختر کا پیدا ہونا غریب ان پڑھ مسلمان تو اُسے سچا تاریخی واقعہ سمجھ رہے ہین لہذا ایسی بے اصل حکایات کا

ایک متبرک کتاب مین درج کرنا کتاب کی وقعت کو کم کردیتا ہے اور علامہ ابن اثیر نے
اُن بعض باتون کو لکھا تو ہی مگر جھوٹی روایت کرکے لکھا ہے مین یہ بھی نہین پسند کرتا کہ اس
کتاب مین اُسے جھوٹی روایت کرکے بھی لکھون یہ مبارک کتاب انبیا علیہم السلام کا تذکرہ
ہے اور بہت بڑی تعریف انبیا علیہم السلام کی یہ ہے کہ وہ سچّے تھے اور اُن کے جانشین
بھی سچّے تھے پس سچّے لوگون کے تذکرہ مین جھوٹ کیون آنے پائے کیونکہ سچّون کے
جانشین ہمیشہ سچے ہی لوگ ہوا کرتے ہین اللہ سچّا اُس کے خلفا رجو انبیا ہین وہ بھی سچّے
انبیا سچّے ہین تو اُن کے جانشین اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ وہ بھی سچّے ہین رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ یہ آیت شریفہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی
تعریف مین ہے یعنی راضی ہوا اللہ تعالیٰ شانہٗ اُن سب سے جو اصحاب ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اور وہ سب بھی اللہ سے راضی رہے۔ بڑی بات
یہ ہے کہ بندہ اللہ سے راضی رہے رضامندی کا طریقہ کیا ہے۔ اللہ کی قسمت پر
شاکر رہے چاہے وہ تھوڑا دے یا بہت۔ بلاؤن کے نازل ہونے پر غم نہ کرے اور
اُن بلاؤن کو اپنے مالک کی طرف سے سمجھے اور اُس ابتلا سے بے صبر ہو کر مالک کی
شکایت نہ کرے اِس حال مین بھی اُس کا شکر کرتا رہے اور جب ابتلا اِس بندے سے
دفع کردی جاوے جب بھی شکر گذار رہے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ایسے ہی
حالات تھے جب تو اللہ تعالیٰ شانہٗ نے یون ارشاد فرمایا کہ اللہ اُن سے رضامند رہا اور
وہ اللہ سے راضی رہے اور اُن کی رضامندی کا سبب کیا تھا کہ وہ اللہ سے ڈرتے
تھے اس لئے کہ وہ اللہ کے علم سے خبردار تھے کہ مالک ہمارا بڑا وسیع العلم ہے ہم کوئی
گناہ کسی طرح چھپ کے کرین وہ ضرور اُسے دیکھے گا اسی کو پاک پروردگار اپنی کتاب روشن
مین اسی آیت کے آگے فرماتا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ○ یعنی اللہ کا اُن سے راضی
رہنا اور اُن کا اللہ سے راضی رہنا یہ وعدہ اُن کے واسطے ہے جو اللہ سے ڈرتے ہین

اور وہ بعد نبی بہترین خلق ہین اگرچہ جملہ صحابہؓ اللہ سے ڈرنے والے تھے لیکن تمام صحابہؓ کی جان چاریارؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے وہ کون

چراغ مسجد و محراب و ممبر ۔ ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

الغرض جتنی باتین آدمی کی ذات سے متعلق ہین سب سے زیادہ ضروری بات سچائی ہے

راستی موجب رضائے خداست ۔ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

کتاب کے لئے راستی کی بہت ضرورت ہے کیونکہ عام وخاص سب کی نظر اس پر پڑتی ہے پھر کتابون مین بھی **دینیات** کی کتاب اس کا تو ہر نقطہ اپنی سچی جگہ پر ہونا چاہئے لہذا **بلقیس** کی وہ حکایتین جس کو علامہ ابن اثیر نے خرافات کرکے لکھا ہے مین نے اُس سیاق کو بھی ترک کردیا اور اُس قسم کی روایت کو بالکل لکھا ہی نہین۔

بلقیس یمن کی ملکہ تھی

یہ بات اہلِ تاریخ یقین کے ساتھ لکھتے ہین کہ بلقیس یمن کی ملکہ تھی اور حالات اُس کے یون بیان کرتے ہین کہ اُس کے باپ نے اُسے حکومت سپرد کردی تھی اور وہ اُس کے مرنے کے بعد مستقل ملکہ ہوگئی۔ اور بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ اُس کا باپ بغیر وصیت کئے مرگیا تھا اس واسطے اُس کے بھائی کے بیٹے کو بادشاہ بنایا لیکن وہ بڑا بدکار فاسق نکلا وہ ہر عورت کو جسے خوبصورت سنتا پکڑوا منگواتا اگرچہ وہ کسی سردار یا وزیر ہی کی بیٹی کیون نہ ہوتی رفتہ رفتہ بلقیس کی نوبت بھی آئی جو اُس کے چچا کی بیٹی تھی جو بادشاہ تھا جب بلقیس سے اُس نے اپنی خواہش ظاہر کی تو اُس نے کہا کہ میرے محل مین آنا وہان مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوجاؤن گی۔ اور محل مین اُس نے خفیہ طور پر یہ انتظام کیا کہ اپنے دورشتہ دارون کو بلا لیا کہ جس وقت بادشاہ آئے یہ فوراً اُسے قتل کرڈالین۔ چنانچہ جب وہ اُس کے مکان مین آیا تو قتل کردیا گیا۔ اُسکے قتل کے بعد

بلقیس نے وزیرون کو بُلایا اور اُن سے کہا کہ کیا تم مین سے کوئی بھی ایسا نہین ہے جو بادشاہ کی بیٹیون کے اور شاہزادیون کے واسطے کھڑا ہوتا اور اُن کی آبرو اور ناموس کو بچاتا ۔ پھر اُس ظالم کی نعش دکھادی کہ وہ پڑی ہوئی ہے پھر بلقیس نے اُن سے کہا کہ بادشاہی کے لئے کوئی آدمی تجویز کرو۔ اُن سب نے دست بستہ ہو کر کہا کہ بادشاہی تو تجھی کو سزاوار ہے ہم تیرے سوا اور کسی کی حکومت سے راضی نہین ہین اور اُسی کو سب نے اپنا بادشاہ بنالیا۔ بعض مورخین نے **بلقیس** کے لشکر کی ایسی روایتین بیان کی ہین کہ جو درایت سے بہت جدا ہین لہذا قلم انداز کی گئین۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے ہدہد کی غیر حاضری اور اُس کا بلقیس کے ملک مین جانا اور اُس کی خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو دینا

علامہ ابن اثیر اپنی کتاب مین تحریر کرتے ہین کہ بلقیس کے آنے کا سبب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس یہ ہوا کہ ایک دن ہُدہُد آپ کے لشکر سے غائب تھا آپ نے جو اُسے تلاش کیا تو خبر دی گئی کہ وہ لشکر سے غیر حاضر ہے اور اُس کی ضرورت یون پڑی کہ ایک مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کا مقام ہوا وہان پانی نہ تھا اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اُس کو ایسی بصارت عطا فرمائی ہے کہ یہ زمین کے نیچے کی چیزین دیکھ لیا کرتا ہے لہذا یہ جانتا ہے کہ کس زمین مین کتنے نیچے جا کر پانی ہے آپ کو اُس پر غصہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ مین ہدہد کو سخت سزا دونگا اگر اُس نے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ نہ بیان کی یا ذبح کر ڈالونگا۔ ہدہد اُس وقت بلقیس کے ملک کو گیا ہوا تھا اُس کے قصر پر سے اس کا گذر ہوا وہان اُس نے اُس کے قصر کے پیچھے ایک بستان دیکھا اور سبزی کو دیکھکر ادھر جھک پڑا وہان ایک اور ہدہد بیٹھا ہوا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد نے پوچھا کہ سلیمان ع کو چھوڑ کر تو یہان

کیا پڑا ہوا ہے اُس نے کہا سلیمان ؑ کون ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد نے آپ کے حالات مفصل بیان کئے کہ سب پرندے اُن کے مطیع و فرمان بردار ہین۔ بلقیس کے ہدہد کو یہ سنکر بڑا تعجب ہوا۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہُدہُد نے اُس سے کہا کہ مجھے اس بات پر بڑا تعجب آتا ہے کہ یہ قوم اس قدر کثرت سے ہے اور ایک عورت ان کی فرمانروا ہے قال اللہ تعالیٰ شانہ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ○ ترجمہ اور ہر طرح ساز و سامان اُس کو دئے گئے ہین اور ایک بہت بڑا تخت اُس کے جلوس کرنیکا ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالےٰ شانہ کی مخلوق ہوکر آفتاب کو سجدہ کرتے ہین۔

تخت بلقیس۔ اُس کا تخت طلائی تھا جس مین یاقوت زبرجد موتی اور جواہرات نفیسہ جڑے ہوئے تھے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہُدہُد اُن کے پاس لوٹ کر آیا اور اُس نے اپنی غیر حاضری کی معقول وجہ بیان کی لہذا اُس کا قصور معاف ہوا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کو اطاعت کے لئے نامہ لکھنا اور بلقیس کا آپ کے واسطے تحفہ جات روانہ کرنا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو ایک خط لکھا اور وہ خط ہُدہُد کو دیکر فرمایا اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ○ ترجمہ ہمارا یہ خط لیکر جا اور اُس خط کو اُن کی طرف ڈالدے۔ چنانچہ ہُدہُد حسب الارشاد آپ کا خط لیکر گیا اور بلقیس کی گود مین اُسے ڈالدیا اُس وقت وہ اپنے قصر مین تھی اُس نے اُسے دیکھکر اُٹھا لیا اور کھولکر پڑھا اور اپنی قوم کے اکابر و اشراف کو بلاکر کہا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ط

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا
تَاْمُرِيْنَ ط قَالَتْ اِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ
ترجمہ میرے پاس ایک عظیم الشان خط لاکر ڈالا گیا ہے - وہ سلیمان کی طرف سے ہے
اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہم سے سرکشی نہ کرو اور فرمان بردار ہو کر ہمارے حضور
مین حاضر ہو جاؤ اِس فرمان کو سنا کر بلقیس نے کہا - اے دربار والو ہمارے اس معاملہ
مین راے دو - اور تم جانتے ہو کہ جب تک تم ہمارے حضور مین حاضر نہ ہو مین کسی امر مین
قطعی فیصلہ نہین کیا کرتی - درباریون نے کہا کہ ہم بڑی قوت والے اور بڑے ہی دلاور
ہین اور آیندہ شاہزادی کو اختیار ہے جیسا آپ حکم دین اُس کے نشیب و فراز کو خوب
غور کر کے دیکھ لین - بلقیس نے کہا کہ ہم ایلچیون کو اُس کے پاس تحفہ تحائف دے کر
روانہ کرتے ہین دیکھین وہ کیا جواب لیکر آتے ہین - اگر اُنہون نے ہمارا ہدیہ قبول کر لیا
تو وہ دنیا دار اور بادشاہ ہین اور ہم اُن سے بہت زیادہ قوی ہین اور اگر تحفہ قبول نہ کیا
تو وہ اللہ کے نبی ہین - پھر جب یہ ہدیہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا تو اُنہون
نے ایلچیون سے کہا - اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ
بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ط اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ
لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○ ترجمہ
کیا تم مال سے ہماری مدد کرنا چاہتے ہو معلوم ہو تمھین کہ جو کچھ خدا نے ہم کو دیا ہے
وہ اُس سے بہتر ہے جو کچھ تم کو دیا ہے - پس ہم تمہارے تحفہ سے خوش نہین ہوئے
تم ہی ہو جو اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہو - ایلچی تو اپنے بھیجنے والی کی طرف لوٹ جا -
اور کہدے کہ اگر وہ ہمارا حکم نہ مانینگے تو ہم ایسے لشکر لیکر اُن پر چڑھائی کرینگے کہ اُن کا
مقابلہ نہ کر سکین گے - اور ہم اُنہین ذلیل و خوار کر کے اُن کے ملک سے اُن کو
نکال دینگے -

بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور مین حاضر ہونا اور طرفة العین مین اُس کے تخت کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آجانا

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے بلقیس کے ایلچی لوٹ کر آئے اور آپ کا مفصل حال بیان کیا تو وہ مطمئن ہوئی اور اپنی قوم سے شورہ لیکر کمال جاہ و جلال کے ساتھ آپ سے ملنے کو آئی اور اُس کے ساتھ اُس کی قوم کے امرا اور سپہ سالار فوج تھے جب وہ حضرت کے شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر پہونچی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریون سے ارشاد فرمایا۔ اسی مضمون کو پروردگار تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف مین یون ارشاد فرمایا ہے۔ اَیُّکُمۡ یَاۡتِیۡنِیۡ بِعَرۡشِہَا قَبۡلَ اَنۡ یَّاۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ قَالَ عِفۡرِیۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِکَ ۚ قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَہٗ قَالَ ہٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ لِیَبۡلُوَنِیۡۤ ءَاَشۡکُرُ اَمۡ اَکۡفُرُ ؕ فَلَمَّا جَآءَتۡ قِیۡلَ اَہٰکَذَا عَرۡشُکِ ؕ قَالَتۡ کَاَنَّہٗ ہُوَ ترجمہ کوئی تم مین ایسا بھی ہے کہ قبل اس کے کہ یہ لوگ مطیع ہوکر ہمارے حضور مین حاضر ہون بلقیس کے تخت کو ہمارے پاس لاکر حاضر کرے کہا ایک عفریت نے عفریتون مین سے کہ مین آپ کا دربار برخاست ہونے سے پہلے اُسے لاکر حضور مین حاضر کردونگا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مین اس سے بھی اُس کا جلد آنا چاہتا ہون یہ سنکر ایک شخص نے جس کو اسم اعظم معلوم تھا اور علم کتابی جانتا تھا اُس کا نام **آصف بن برخیا** تھا بولا کہ آپ کے پلک مارنے سے پہلے مین تخت کو لاکر حضور مین حاضر کردونگا۔ اور کہا آپ آسمان کی طرف دیکھین اور

اُدھر نظر جمائیں آپ اُدھر سے نظر ہٹانے نہ پائینگے کہ آپ کے پاس تخت لے آؤنگا۔ اور سجدہ مین جاکر اُس نے دعا کی اتنے مین حضرت سلیمان علیہ السلام کیا دیکھتے ہین کہ بلقیس کا تخت اُن کے تخت کے نیچے سے نکل آیا۔ غرضکہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس موجود پایا تو کہا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ اس پر مین اُسکا شکر کرتا ہون یا ناشکری کہ جو مجھ سے طاقت مین زیادہ ہے اُسے اُس نے میرا فرمان بردار کردیا۔ پھر جب بلقیس اُن کے پاس آئی تو اُس سے کسی نے پوچھا کہ تیرا تخت بھی گیا ایسا ہی ہے۔ بولی کہ یہ تو بعینہٖ وہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مین تو اُسے قلعے مین چھوڑ کر آئی ہون اور بڑے بڑے لشکر اُس کی حفاظت کر رہے ہین یہان کیونکر آگیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا شیشہ محل مین بلقیس سے ملاقات کرنا

علامہ ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ التاریخ الکامل مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوؤن سے کہا کہ میرے لئے ایک محل بناؤ کہ جس مین بلقیس آکر مجھ سے ملاقات کرے اُن مین سے ایک دیو نے کہا کہ سلیمان کو اللہ تعالےٰ شانہ نے بڑی حکومت دی ہے اور کس کس کو اُن کا فرمان بردار کیا ہے۔ جب بلقیس ملک سبا کی ملکہ آگئی اور وہ اُس سے نکاح کرینگے تو اُس سے لڑکا پیدا ہوگا۔ اور ہم کبھی اُن کی غلامی سے آزاد نہ ہونگے۔ اور بلقیس کے پیرون مین بہت بال تھے اس واسطے دیوؤن نے کہا کہ ایسی عمارت بناؤ کہ جس مین سلیمان کو اُس کی پنڈلیون کے بال نظر آجائین اور اُن کو اُس سے نفرت ہوجائے کہ نکاح نہ کرین اس واسطے اُن دیوؤن نے جو مکان بنایا وہ بلور سبز کا تھا اور اُس مین بلور سفید کی چوکے بچھائے جس سے وہ بلورین فرش لہراتا ہوا پانی معلوم ہونے لگا۔ اور اُن بلور کے چوکون کے نیچے مگر مچھلی وغیرہ بحری جانورون کی تصویرین

بنائین اور حضرت سلیمان علیہ السلام ایک کرسی پر بیٹھے اور اُسے اندر بلایا۔ تو بلقیس اندر چلی اور جب دیکھا کہ وہان مچھلیان ہین اور سمندر کے جانور ہین حَسِبَتْهُ لُجَّةً فَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ فَقَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۔ وہ اُس فرشِ بلورین کو پانی سمجھی اور وہان سے گذرنے اور اندر جانے کے لئے اس طرح پائینچے اُٹھائے کہ دونون پنڈلیان کھُل گیئن۔ جب حضرت سلیمان نے اُسے اس طرح آتے دیکھا تو اپنی دونون آنکھین پھیرلین۔ اور کہا کہ یہ تو شیش محل ہے اور اُس کے فرش مین بھی بلور ہی جڑا ہوا ہے اُس وقت اُس کو اپنی غلطی پر تنبہ ہوا۔ اور بارگاہ خداوندی مین یون عرض کرنے لگی کہ اے میرے پروردگار مین جو اتنے دنون تک آفتاب پرستی کرتی رہی اس سے مین نے اپنا ہی نقصان کیا۔ اور اب مین سلیمان کے ساتھ ہو کر اللہ پر ایمان لائی جو رب العالمین ہے

حضرت سلیمان اور بلقیس کے نکاح کی روایتین

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو جس محبت سے بلایا تھا وہ بات نہ رہی لیکن بعض لوگون سے جو آپ کے مشیر خاص تھے مشورہ کیا کہ یہ بال کسی طرح جاتے رہین اور ساقِ پا کی جلد کو نقصان نہ پہونچے اُن مین سے بعض دانشمندون نے آپ کو نورہ بنا دیا نورہ کی ایجاد اُسی وقت سے ہے اور وہ بال بہ احسن وجہ دفع ہو گئے اور جلد کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُن سے نکاح کیا اور اُن سے نہایت ہی محبت کرنے لگے۔ اور اُنہین پھر اپنے ملکِ یمن کو واپس کیا اور آپ یمن مین ہر مہینے جایا کرتے اور تین روز ٹھیرا کرتے۔ اور بعض روایتون مین یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس سے کہا کہ تو اپنے لوگون مین سے کسی سے نکاح کرلے مگر اُس نے اسمین اپنی کسر شان سمجھی اور انکار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام مین یہ ضروری امر ہے تو بلقیس

ف: نورہ دواؤن کا ایک سفوف ہے جسکے استعمال سے بال بدن کے بغیر ایذا کے جاتے رہتے ہین ۱۲

نے کہا کہ اگر یہ امر ضروری ہے تو مجھے ذو تُبّعؑ ہمدان کے بادشاہ سے بیاہ دیجیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو بادشاہ ہمدان سے بیاہ دیا اور پھر یمن کو بھیجدیا پھر ذو تُبّعؑ اُسکے ملک کا مالک ہوگیا اور حضرت سلیمان نے یمن کے جنّون کو اُس کی اطاعت کا حکم دیدیا اور ذو تُبّع نے اُن سے کام لیا اور اُن سے کتنے ہی قلعے بنوائے اُن قلعون مین سے سلحین مرادخ قلیون ہنیدہ وغیرہ اب تک موجود ہین۔ پھر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو جنون سنے ذو تُبّع کی اطاعت چھوڑدی۔ اور بلقیس اور ذو تُبّع دونون کی حکومت کا خاتمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت کے ساتھ ہی ہوگیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بھی وہ بادشاہ رہی اور یہ بھی کہتے ہین کہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے ہی شام کے ملک مین انتقال کرگئی تھی اور آپ نے اُسے تدمُرؑ مین دفن کیا تھا اور اُس کی قبر چھپادی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا اپنی زوجہ جرادہ کے باپ پر چڑھائی کرنا اور جرادہ سے نکاح کرنا اور آپ کے گھر مین بت پرستی ہونا اور آپ کی انگوٹھی کا کھوجانا اور آپ کی حکومت کا پھر واپس ہونا

کہتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے سنا تھا کہ سمندر کے کنارے کے جزائر مین ایک بڑا زبردست اور عظیم الشان بادشاہ ہے اور وہان آدمی کسی طرح پہونچ نہین سکتے اس واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام اُس جزیرہ کی طرف چلے اور ہوا اُن کے تخت کو اُٹھا کر لے چلی اور اُن کے لشکر کو وہان پہونچا دیا وہان پہونچکر آپ نے اُس بادشاہ کو قتل کیا اور جو کچھ مال واسباب ملا سب لوٹ لائے اور بادشاہ کی بیٹی کو بھی پکڑ لائے

وہ ایسی خوبصورت تھی کہ کسی نے ایسی حسین و جمیل عورت کبھی دیکھی ہی نہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُسے اپنے لئے پسند کیا اور اُسے مسلمان کر لیا۔ لیکن وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جلالت کے خوف سے مسلمان ہوئی اسلام نے اُس کے دل مین جگہ نہین پکڑی اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام اُس سے بہت محبت کرتے تھے مگر اُس کا حزن و ملال نہ جاتا تھا۔ اور ہمیشہ رویا کرتی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ تو اتنا غم کیون کرتی ہے وہ بولی کہ مجھے اپنا باپ اور اُس کی سلطنت یاد آتی ہے اور جو مصیبت اُس پر گذری ہے وہ مجھے فراموش نہین ہوتی یہ وجہ ہے کہ مین ہمیشہ مغموم اور محزون رہتی ہون حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا سے تعالےٰ نے مجھے اُس سے بہتر ملک دیا ہے اور تجھے بت پرستی کی نجاست سے پاک کیا اور نور اسلام سے تیرے دل کو منور کیا یہ کتنی بڑی بات ہے۔ اُس نے کہا یہ تو آپ درست فرماتے ہین مگر باپ۔ مان۔ اور آل و اولاد کی محبت تو فطرتی ہے مین کیا کرون کہ میرے باپ کی محبت میرے دل سے نہین جاتی۔

فائدہ۔ بے شک اُس نیک بخت بی بی کا فرمانا درست ہے آدمی کی فطرت بہت مشکل سے بدلتی ہے فطرت کی بدلنے والی چیز اگر دنیا مین کوئی شے ہے تو **محبت** ہے۔

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے دلون مین اللہ تعالےٰ شانہ اسی محبت کو جگہ دی تھی کہ اُن کے کفر ایمان سے بدل گئے اور دل نے کچھ گرانی نہ پیدا کی اُن کے عزیز و اقارب جو جہاد مین گرفتار ہو کر آئے تو **حضرت عمر رضی اللہ عنہ** نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر نثار ہون جو میرے رشتہ دار گرفتار ہو کر آئے ہین اگر وہ اسلام قبول نکرین اور اپنا فدیہ نہ دے سکین تو اُن کو میرے حوالے فرما دیجئے کہ مین خود اُن کو اپنے ہاتھون سے قتل کرون حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اس کی ضرورت نہین تمہارے ایمان کی تصدیق پروردگار عالم فرما چکا ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ہم نے تمہارے ایمان کو جانچ لیا اُس پروردگار تعالیٰ کا شکر ہے کہ جیسے اعوان وانصار واصحاب مجھے عطا فرمائے کسی نبی کو نہین - مین عرض کرتا ہون کہ وہ **محبت** جو فطرت کی بدلنے والی تھی ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے **اصحاب** کو ملی تھی چنانچہ **حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ** کا عشق تو مشہور ہے **فطرت انسانی** یہی ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کے نقش قدم پر چلتا ہے طریقہ اسلام مین **صدیق اکبر** ہی کی وہ ذات پاک ہے کہ یہ کسی کے نقش قدم پر نہ چلے - اسلامی دنیا کے بسنے والے روز اوّل اسلام سے آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہین اور قیامت تک چلے جائینگے ؏ تصدیق نخستین زدل صدیق است ۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عشق تھا کہ آپ کے اور رسول اللہ کے درمیان کوئی بیٹھ جاتا تو قلب شریف حضرت صدیق اکبر کا بر شتگی کی کیفیت پیدا کرتا سبحان اللہ وبحمدہ **حضرت بلال حبشی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بلیا شمالی فرقے کے حبشی تھے جن مین اس وقت بھی حیوانون کی حرکات وسکنات موجود ہین پھر دیکھ لیجیے کہ **محبت** نے اُن کو کیا بنا دیا حیوان سے مہذب اور شائستہ انسان ہو گئے اور وہ اصحاب رسول اللہ کی اُس صف مین تھے کہ جن کی زبانون پر فلسفہ الٰہی کے مسائل جاری ہوا کرتے تھے - ہم پھر کہتے ہین کہ اگر کوئی انسانی کایا کو پلٹنے والا ہے وہ **محبت** ہے میر نے کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے ؎

محبت مسبب محبت سبب	محبت سے ہوتا ہے کار عجب
محبت بن اس جا نہ آیا کوئی	محبت سے خالی نہ پایا کوئی
محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہے نور	نہ ہوتی محبت نہ ہوتا ظہور

الغرض محبت کا مادّہ تمام مخلوقات مین ہے کسی مین تھوڑا کسی مین بہت - شیرین فرہاد کی داستان - وامق وعذرا کی سرگذشت - لیلیٰ ومجنون کا قصّہ اسی محبت کے

کرشمے ہین۔ اُس بی بی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ دیوؤن کو حکم دین وہ میرے مکان مین میرے باپ کی تصویر بنا دین اور مین اُسے صبح و شام دیکھ لیا کرون تو مجھے اُمید ہے کہ رفتہ رفتہ یہ میرا غم دور ہو جائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوون کو حکم دیدیا اُنھون نے اُس کے باپ کی مورت ٹھیک ٹھیک بنا دی پھر جرادہ نے اُس مورت کو اپنے باپ کے سے کپڑے پہنائے اور یہ قاعدہ مقرر کر لیا کہ جب کہین حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لیجاتے تو وہ صبح کے وقت اپنی لونڈیون کو اپنے ساتھ لیکر جاتی اور اُس مورت کو سجدہ کرتی اور لونڈیان بھی اُس کے ساتھ اُسے سجدہ کرتین۔ اور اسی طرح شام کو بھی وہان جاتی اور یہی عمل کیا کرتی۔ لیکن یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم نہ تھی۔ اسی طرح اس بُت پرستی کو چالیسؔ دن گزر گئے۔

آصف کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس بت پرستی کی خبر کرنا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کی جناب مین توبہ کرنا

کہتے ہین کہ آصف ابن برخیا کو اس بت پرستی کا حال معلوم ہوگیا وہ صدیق وقت اور بزرگ آدمی تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکان سے خواہ وہ مکان مین ہون یا نہ ہون کہین نہ جاتا تھا۔ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام کہین گئے ہوئے تھے جب مکان پر تشریف لائے تو آصف ابن برخیا آپ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا نبیؐ اللہ اب مین بوڑھا ہوگیا ہون اور میرا جسم لاغر ہوگیا اور بصارت کے زائل ہونے کا وقت آگیا مین چاہتا ہون کہ آپ کہین مجلس منعقد فرمائین تو جو کچھ مین انبیا کے حالات جانتا ہون وہ بیان کرون اور یہ لوگ جو اُن باتون سے بے خبر ہین اُنھین بتا دون

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتر ہے۔ پھر آپ نے ایک مجلس منعقد فرمائی اور آصف ابن برخیا خطبہ کے لئے کھڑا ہوا۔ اور انبیاے کرام علیہم السلام کے حالات بیان کرنے شروع کئے یہان تک کہ رفتہ رفتہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات تک پہونچا اور اُن کا حال یہ بیان کیا کہ وہ اپنے لڑکپن مین کیسے عاقل و حلیم اور کم سنی مین برائیون سے بہت بچتے تھے یہ کہکر خاموش ہو گیا۔ اور اُن کی جوانی کے زمانہ کا کچھ ذکر نہ کیا اِس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت غُصّہ آیا اور اُس کو اپنے پاس بُلا کر کہا اے آصف جب تو نے میرا ذکر کیا تو میرے لڑکپن کی تعریف کی۔ مگر میرے اور حالات سے تو نے بالکل سکوت کیا مین نے اِس عمر مین کونسی خطا کی ہے جس سے میرا یہ زمانہ قابل ذکر نہ رہا۔ آصف نے کہا کہ اِس سے بڑھکر کونسی بُری بات ہو گی۔ کہ ایک عورت کے عشق کے باعث آپ کے مکان مین چالیس روز سے بُت پرستی ہو رہی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جو تو نے کہا تھا اُس سے مین پہلے ہی جان گیا تھا کہ تو نے کوئی بڑی بات سُنی ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام مکان مین گئے اور بُت کو توڑ ڈالا اور اُس عورت کو (یعنی جرادہ اور اُس کی لونڈیون کو) خوب سزا دی۔ پھر پاکیزہ کپڑے منگائے۔ پاکیزہ کپڑے وہ ہوا کرتے تھے جس کا سوت ناکتخدا لڑکیان جو حدِّ بلوغ کو نہین پہونچی تھین کاتا کرتی تھین۔ **فائدہ**۔ یہی رسم آج تک شام و مصر مین جاری ہے ایسی لڑکیان **خانہ کعبہ**۔ اور **روضہ رسول اللہ** صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کا غلاف بُنا کرتے ہین اور وہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی طرف سے وظیفہ پاتی ہین جب بالغہ ہوتی ہین تو حضرت **سلطان روم** خلد اللہ ملکہ اُن کی شادیان کر دیتے ہین اور اُن کے تمام اخراجات کے کفیل رہتے ہین۔ الغرض جب وہ کپڑے آ گئے تو خود پہنے اور اُس عورت یعنی جرادہ کو پہنائے اور جنگل کو نکل گئے اور راکھ کا فرش کر دیا پھر اللہ تعالیٰ کی جناب مین توبہ کی اور آپ وہ کپڑے پہن کر خاک پر لوٹے

اور اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین عاجزی کی اور مغفرت چاہی اور دن بھر روتے رہے پھر اپنے گھر کو لوٹ آئے۔

صخر الجنی کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لیکر بادشاہ ہو جانا اور سلیمان علیہ السلام کا ماہی فروشوں کی مزدوری سے اپنی قوت بسری کرنا

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک اُمّ وَلَد[له] تھی اور اُس پر آپ کو بڑا اعتبار تھا۔ اور اپنی مُہر بجز اُس کے اَور کسی کو نہ دیتے تھے اور مُہر کو اپنی انگشت مبارک سے کبھی جدا نہ فرماتے لیکن جب قضاے حاجت کو تشریف لیجاتے یا معاشرت خانگی کے وقت اور جب غسل کر لیتے تو فوراً اُسے انگشت مبارک مین پہن لیتے آپ کی حکومت اُسی انگشتری مبارک کی کرامت تھی اور وہ جنت سے آئی تھی۔ مگر جب کوئی حادثہ بحکم قضا و قدر واقع ہونے والا ہوتا ہے تو انسان کی دانشمندی اور ہوشیاری کچھ کام نہین کرتی ؎

قضا شخصے است پنج انگشت دارد	چو خواہد از کسے کارے برآرد
دو بر دیدہ گذارد وان دو بر گوش	یکے بر لب نہد گوید کہ خاموش

ایک مرتبہ آپ بیت الخلا کو گئے تھے اور خاتم اُسی کنیز کو دے گئے تھے ایک دیو نے جسکا نام **صخر الجنی** تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کی سی صورت بنائی اور اُس لونڈی کے پاس آیا اور انگوٹھی اُس لونڈی سے لیکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر جا بیٹھا اُس انگوٹھی کی برکت و کرامت سے انسان اور جن اور پرندے سب اُس کے فرمان بردار ہوگئے۔ اور جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت الخلا سے باہر آئے تو اُن کا رنگ اور ہیئت سب بدل گئی تھی جب لونڈی سے انگوٹھی مانگی تو اُس نے کہا تو کون ہے آپ نے فرمایا

[له] ام ولد اصطلاح شرع میں اس لونڈی کو کہتے ہیں جس سے مالک کی اولاد ہو ۱۲

کہ مین سُلیمان ہون لونڈی نے کہا کہ تو جھوٹا ہے سلیمان تو تیرے آنے سے پہلے انگوٹھی لے گئے اور اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے ہین یہ جواب سنتے ہی آپ کو اپنی خطا کا حال معلوم ہوگیا اور وہان سے نکلے اور بنی اسرائیل سے کہنے لگے کہ مین سلیمان ہون مگر کون سنتا ہے اب سلیمان تو وہی ہے کہ جس کی اُنگلی مین انگوٹھی ہے۔ بنی اسرائیل نے آپ پر خاک اُڑائی اور نعرہ تحقیر بلند کئے۔ آپ گھبرا کر دریا کی طرف چلے گئے اور مزدوری کرنے لگے ماہی گیرون کی مچھلیان دریا سے سر پر اُٹھا کر اُن کے گھر تک پہونچا دیا کرتے وہ دو مچھلیان روزانہ آپ کو دیدیا کرتے آپ ایک مچھلی کے بدلے مین تو روٹی لیتے اور ایک کو بریان کرکے تناول فرماتے چالیس[۴۰] روز برابر آپ کا یہی حال رہا۔

صخر الجنی کی نسبت بنی اسرائیل کا شبہ اور اُسکا بھاگنا اور خاتم دریا مین ڈالنا اور سلیمان علیہ السلام کا خاتم کو مچھلی کے پیٹ سے نکالکر پہن لینا اور پھر بادشاہ ہونا

اہلِ تاریخ بیان کرتے ہین کہ دو چار روز تک تو اُس نے بے خلش بادشاہی کی پھر ارا کین سلطنت کو اُس کی حرکات و سکنات پر شبہ ہوا اور آصف برخیا اور دوسرے سردارانِ بنی اسرائیل نے ایک جگہ جمع ہو کر سب نے بالاتفاق یہ بات کہی کہ یہ احکام سلیمان کے نہین ہین۔ پھر آصف برخیا نے بنی اسرائیل سے پوچھا۔ کہ کیا آپ لوگون کو بھی ان احکام مین شک گذرتا ہے۔ مجھے تو یہ احکام سلیمان کے سے نہین معلوم ہوتے۔ سردارون نے کہا کہ ہم کو بھی شبہ ہوتا ہے۔ آصف برخیا نے کہا۔ اچھا تو مین ازواج حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھتا ہون کہ اُن کو بھی وہ شبہ گذرا ہے جو ہم کو ہے یا نہین۔ جب آصف نے اُن سے

جاکر دریافت کیا تو اُن بیبیون نے اراکین سے بھی زیادہ شبہ بیان کیا تو آصف نہایت پریشان ہوکر باہر آیا اور بنی اسرائیل سے اُن کے خدشات بیان کئے۔ جب اُس دیو کو یہ حال معلوم ہوا کہ قوم میری طرف سے مشتبہ ہو گئی ہے تو دربار سے اُٹھا اور دریا کی طرف چلا گیا اور انگشتری دریا مین ڈال دی اُس مقام پر ایک مچھلی تھی وہ اُس کو چمکتی ہوئی چیز دیکھکر نگل گئی اتفاق وقت وہ مچھلی اُس ماہی گیر کے دام مین آ ئی جس کی مزدوری حضرت سلیمان علیہ السلام کرتے تھے اور وہی مچھلی حضرت کو مزدوری مین ملی آپ نے جو ایک کو اپنے کھانے کے واسطے صاف کیا تو اُس کے پیٹ سے وہ انگوٹھی نکل آئی آپ نے اللہ تعالےٰ کا شکر کر کے اپنی انگشت مبارک مین پہن لی اور سجدۂ شکرانہ ادا کیا اور بدستور سابق جن و انس و طیور آپ کے فرمان بردار ہو گئے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیوؤن کو حکم دیا کہ صخر کو پکڑ لاؤ جس نے اُن کی خاتم چرائی تھی دیو اُسے پکڑ لائے آپ نے حکم دیا کہ ایک پتھر کی بڑی چٹان مین سوراخ کرو اور اُسے اُس کے اندر کر کے لوہے اور تانبے کو پگھلا کر اُس چٹان کے مُنہ کو بند کر دو چنانچہ وہ اسی طرح قید کر کے دریا مین ڈال دیا گیا۔ یہ شخص چالیس روز بادشاہ رہا تھا یعنی اُتنے ہی زمانے تک اُس نے بادشاہی کی جتنے روز تک آپ کے گھر مین بُت پرستی ہوئی۔

ایک اور روایت مین آپ کی حکومت و بادشاہی کے جاتے رہنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ اُن کی ایک بی بی تھی جسے وہ اپنی سب ازواج مین نیک سمجھتے تھے اُس کا نام جرادہ تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنی مہر کا صرف اسی بی بی پر اعتبار تھا۔ اور اُس کے سوا کسی کو نہ دیتے تھے ایک بار یہ بی بی بولی کہ میرے بھائی سے اور فلان شخص سے ایک مقدمہ ہے مین چاہتی ہون کہ اُس کا فیصلہ اُس کے حق مین کر دیجئے حضرت نے فرمایا کہ اچھا مگر اپنے وعدہ کو پورا نہ کیا اُس سے اُن پر یہ بلا نازل ہوئی اور اُنہون نے خاتم اپنی بی بی کو دی اور بیت الخلا گئے شیطان اُن کی صورت بنکر آیا اور خاتم اُن کی

بی بی سے دھوکھا دیکر لے گیا۔ جب حضرت بیت الخلا سے باہر آئے اور بی بی صاحبہ سے انگوٹھی مانگی تو بی بی صاحبہ نے کہا کہ کیا آپ نے انگوٹھی نہین لی آپ نے فرمایا کہ نہین اور اپنے مکان سے باہر نکلے اور آوارہ وسرگردان پھرنے لگے اور شیطان یعنی صخر الجنی چالیس۴۰ روز تک مخلوق پر حکومت کرتا رہا پھر لوگ اُسے پہچان گئے اور آکر اُس کو گھیر لیا اور توریت کھولکر پڑھی کہ وہ شیطان اُن کے پاس سے بھاگ گیا اور انگوٹھی دریا مین جاکر ڈالدی جسے ایک مچھلی نے کھا لیا۔ پھر حضرت سلیمان ایک ماہی گیر کے پاس گئے اور شدت گرسنگی مین اُس سے کھانے کو مانگا اور کہا کہ مین سلیمان ہون ماہی گیر نے آپ کو جھوٹا سمجھکر مارا کہ خون اُن کے بدن سے نکلنے لگا اور آپ نے اپنے بدن سے خون دھویا۔ تو دوسرے ماہی گیرون نے اُس کو بُرا کہا اور حضرت سلیمان کو دو مچھلیان دین جب آپ نے پیٹ چاک کیا تو ایک کے پیٹ مین سے انگوٹھی نکل آئی۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کی برکت سے پھر آپ کو بادشاہی عطا فرمائی پھر آپ کے ملازمین اراکین نے آپ سے عذر کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہ تو مین تمہاری معذرت کی کچھ تعریف کرسکتا ہون اور نہ جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اُس پر تم کو ملامت کرتا ہون پھر اللہ تعالیٰ شانہ نے جن اور دیوون کو اُن کا فرمان بردار کردیا اس سے پہلے یہ اقوام آپ کے تابع نہ تھین جو قرآن شریف کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ شانہٗ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ وَالشَّيَاطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ○ ترجمہ اور سلیمان نے دعا مانگی اے میرے پروردگار میرا قصور معاف فرما۔ اور مجھے ایسی سلطنت عنایت کر کہ میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو۔ بے شک تو بڑا فیاض ہے۔ تو ہم نے ہوا کو اُن کا تابع کردیا کہ جہان وہ پہونچنا چاہتے اُن کے حکم کے موافق اُسی طرف کو نرمی سے چلتی۔

اور اسی طرح جتنے دیو معمار۔ غوطہ خور تھے اور اُن کے سوا دوسرے دیوون کو بھی اُن کا تابع کر دیا۔ جو زنجیرون مین بند رہتے تھے۔ اور بعض ارباب سیر آپ کی زوال سلطنت کے اور وجوہ بھی بیان کرتے ہین کتاب کی درازی کے سبب وہ ترک کئے گئے واللہ اعلم بالصواب

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات

دیوون کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مکان بنانا اور ایک درخت کا اُن کی موت کی خبر دینا

جب اللہ تعالے شانہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پھر حکومت بخشی تو وہ اللہ تعالے شانہ کی اطاعت مین مصروف رہے اور دیو بھی اُن کی فرمان برداری مین سرگرم تھے ۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ۔ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

بڑی بڑی چیزین دیوون نے آپ کے حکم سے بنائین یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ترجمہ اور اُن کو جو کچھ بنوانا ہوتا جنات اُن کے لئے بناتے اور بڑی بڑی اونچی شاندار عمارتین اور ڈھلی ہوئی مورتین اور بڑی بڑی لگنین جیسے حوض اور بڑی بڑی کشادہ دیگین جو ایک ہی جگہ جمی رہین اُن کے لئے تیار کرتے تھے) اور سلیمان علیہ السلام جسے چاہتے اُن مین سے سزا دیتے اور جسے چاہتے پکڑ لاتے۔ آخرکار دنیا سے ناپائدار کسی کے واسطے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہین۔ آخر فنا آخر فنا۔ دارا کو سکندر نے مارا مگر خود بھی مر گیا رستم دستان کے حملون نے دنیا مین اپنی دھاک ڈالدی مگر پہلوان اجل نے اُسے بھی چت کیا اور ایسا چت کیا کہ اب تک چت پڑے ہین۔ انبیائے علیہم السلام جو طبقۂ انسانی مین اشرف المخلوقات ہین وہ بھی

ہم ان کی

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ترجمہ
جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور رہیگا منہ تیرے رب کا بزرگی اور تعظیم والا
حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا مانگی اے رب میرے میرا قصور معاف فرما اور مجھے ایسی
سلطنت عنایت فرما کہ میرے بعد کوئی اُس کا سزاوار نہو بے شک تو بڑا فیاض ہے ۔
تو ہم نے ہوا کو اُس کا مسخر کر دیا ۔ کہ جہان وہ پہنچنا چاہتا اُس کے حکم کے موافق اُسی طرف
کو نرمی سے چلتی ۔ اور اسی طرح جتنے دیو معمار غوطہ خور تھے اُن کے سوا دوسرے دیوون
کو بھی اُس کا تابع کر دیا جو زنجیرون مین بند رہتے تھے اور بعض مورخین نے اُن کی زوال
سلطنت کا سبب کچھ اور ہی تحریر کیا ہے خوفِ طوالتِ کتاب سے قلم کو روکنا پڑا واللہ اعلم
بالصواب ۔ آب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا زمانہ قریب آگیا اُن کی عادت تھی
کہ جب تمام دن نماز پڑھتے تو ایک درخت اُن کے سامنے اُگا کرتا تھا ۔ اور اُس سے وہ
پوچھا کرتے تھے کہ تجھے کیا کہتے ہین تو وہ اپنا نام بتا دیتا تھا ۔ پھر پوچھتے کہ تجھے کیا کرتے ہین
تو وہ اپنا فائدہ بتا دیتا اگر کاشتکاری کے کام کا ہوتا تو اُسے بو دیتے اور اگر دوا کے
کام کا تو اُسے لکھ لیتے کہ کس کام مین آتا ہے اور کس مرض کی دوا ہے ۔ ایک روز جو
آپ نے نماز پڑھی تو ایک درخت کو اپنے روبرو پایا تو اُس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے
اُس نے کہا میرا نام خرنوبہ ہے (جس کی پھلیان سُوَر کھایا کرتے تھے اُس سے پوچھا کہ
تو کس کام کے لئے ہے اُس نے کہا کہ اِس گھر یعنی بیت المقدس کی خرابی کے لئے
ہون حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک مین زندہ ہون اللہ تعالیٰ شانہ اِس
مکان کو خراب نکریگا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میری ہلاکت کے لئے ہے میرے بعد اِس
مکان کی خرابی اور بربادی ہے ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات اور جنون کے تابع کر دیا نہ جہان

غیب دان نہ ہونے کا ثبوت

جب یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہولی کہ میری موت کا زمانہ قریب ہے تو آپ نے پروردگار تعالےٰ شانہ کے حضور مین التجا کی کہ میری موت کا حال جنون کو نہ معلوم ہو تاکہ آدمیون کو معلوم ہوجاے کہ جنات غیب دان نہین ہین اور ایک خیال یہ بھی تھا کہ جو تعمیرین ناتمام ہین وہ سب تمام ہوجائین اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ بیت المقدس مین کبھی کبھی عبادت کے واسطے تشریف لیجاتے اور وہان دو دو برس چہ چہ مہینے تنہا رہا کرتے تھے اور کھانا آپ کا وہین جایا کرتا تھا اسی طرح وہ اس مرتبہ بھی جس مکان مین اُن کا انتقال ہوا ہے تشریف لیگئے اور ناگاہ وہ اپنے عصا پر تکیہ لگائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے کہ بحکم خدا آپ کی روح مبارک قبض کر لی گئی اور کسی کو خبر نہ ہولی سب دیو اور جن حسب دستور اپنے کام مین مصروف رہے۔ اور دیمک نے اُن کے عصا کو کھا لیا جس سے حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام زمین پر گر گئے اُس وقت معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس دار ناپائدار کی سکونت چھوڑی اور جوار رحمت رب رحیم کی طرف سفر کیا آدمیون نے یہ بات جان لی کہ قوم جن غیب دان نہین ہے۔ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ترجمہ کیونکہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس مصیبت کی ذلت مین نہ رہتے اور ان اعمال شاقہ کی سختی کو نہ بھگتتے۔ جب حضرت کے انتقال کی خبر شائع ہولی تو بنی اسرائیل نے یہ معلوم کرنا چاہا کہ آپ کا انتقال کب ہوا ہے اسواسطے دیمک کو ایک رات دن عصا پر لگا رکھا اُس نے اِس مدت مین جس قدر عصا کو کھایا اُس کے موافق حساب لگا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا یہ عصا دیمک نے ایک سال مین کھایا ہوگا راویون نے کہا ہے کہ عمر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ترپن ۵۳ برس کی ہولی اور چالیس برس آپ نے بادشاہی کی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی ختم ہوچکی

ہمارے مولٰنا ے علام ابن اثیر نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر کے بعد کیکاؤس کی بادشاہی کا اور سیاوش کے قتل کا ذکر کیا ہے مگر مجھے اِن اذکار کی طرف توجہ نہین مین مردانِ خدا کا حال لکھنے بیٹھا ہون نہ دنیا کے لوگون کا چھوڑا مین نے اُسے اِس کتاب مین مین صرف **انبیا علیہم السلام** ہی کا ذکر کیا چاہتا ہون۔ اللہ تعالےٰ شانہ اسی شان سے یہ کتاب مجھ سے تمام کرائے اللّٰھم آمین ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

اب مین اُن حالات کی طرف توجہ کرتا ہون کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کا کیا حال ہوا۔

بنی اسرائیل کا حال حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد

علامۂ ابن اثیر فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر اُن کا بیٹا رجبعیم بن سلیمان بادشاہ ہوا۔ اور سترہ برس بادشاہی کرتا رہا پھر رجبعیم کے بعد بنی اسرائیل کے مقبوضات کے دو ٹکڑے ہوگئے نصف کے مالک سبطِ یہودا اور نصف کے سبط بنیامین ہوے۔ اسباط بنیامین پر تو **افیا بن رجبعیم** بادشاہ ہوا اور دوسرا نصف اُس کی حکومت سے خارج ہوگیا اور اِس خارج شدہ نصف نے یوربعم بن بابعا کو جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا غلام تھا اپنا بادشاہ بنالیا غرضکہ افیا بن رجبعیم تین سال بادشاہ رہا پھر آسا بن افیا دونون سبطون کا بادشاہ ہوا۔ اور اکتالیس برس حکومت کی یہ شخص بڑا صالح اور نیک مرد تھا مگر فطرتاً لنگڑا تھا۔

آسا بن افیا اور رُخ ہندی جو ہندوستان کا راجہ تھا اُس سے جنگ

اہل تاریخ رقمطراز ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بنی اسرائیل کے اسباط مین اختلاف پڑگیا اور دو فریق ہوگئے اُنہین لوگون مین سے کچھ آدمی ہندوستان مین آئے اور یہان کے راجہ کو جس کا نام رُخ تھا اُس کو آسا پر چڑھا کر لے آئے آسا بن افیا ایک نیک خیال اور خداترس آدمی تھا مگر اُس کا باپ بُت پرست تھا اور اللہ کے بندون کو بُت پرستی کی ترغیب دیا کرتا تھا۔ جب اُس کا بیٹا آسا بادشاہ ہوا تو اُس نے منادی کرادی کہ آج سے کفر اور کفار مرگئے اور ایمان اور ایمان والے پیدا ہوگئے اب اگر کفر کے واسطے کسی کافر نے سر اُٹھایا تو مین اُسے قتل کردنگا۔ طوفان سے جو دنیا غرق ہوئی اور شہر جو زمین مین دھنسا دئے گئے اور آسمان سے جو زمین پر آگ اور پتھر برسے یہ سب کچھ اللہ کی عبادت کے چھوڑنے اور گناہ کرنے سے ہوا ہے اس لئے ایسی باتون سے بچنا چاہیے اور اجراے احکام توحید مین اُس نے بڑی کوشش کی اور اللہ کی مخلوق کو اُس نے طاعت خدا پر مجبور کیا۔ اس کی مان کافرہ تھی اسواسطے جتنے بت پرست تھے سب جمع ہو کر اُس کے پاس آئے اور اُس کے بیٹے کی اُس سے شکایت کی لہذا اُس کی مان آسا کے پاس آئی اور اُسے اِس بات سے منع کیا اور بہت بُرا بھلا کہا اور کہا کہ مین تیرے اِن افعال سے خوش نہین۔ اُس کی مان نے جو اُس سے بیزاری ظاہر کی اور بیٹے نے اُس کا کہنا نہ مانا تو وہ سب بُت پرست اُس سے مایوس ہوگئے اور اُس کے خوف سے ایک جماعت بت پرستون کی اُس کے ملک سے نکلی اور ہندوستان کا رُخ کیا اور ہند کے ایک راجہ کے پاس آئے اس کا نام رُخ تھا اور راجہ بڑا ظالم اور جبار تھا اور اُس کے قبضہ مین بہت ملک تھے اور یہ اپنی پوجا کراتا تھا۔ جب

بنی اسرائیل نے اپنے ملک کی تعریف اُس سے کی اور وہان مخلوق کی کثرت اور فوج کی قلت اور بادشاہ کے ضعف کا حال اُسے سُنایا اور اُسے اُس کے فتح کرنے کی ترغیب دی تو اُس نے وہان جاسوس بھیجے اور خبرین منگوائین۔ جب اُسے بنی اسرائیل کے اقوال کی تصدیق ہوئی تو اُس نے فوج جمع کی اور براہ دریا شام کی طرف کوچ کیا۔

آسا کا جناب باری مین دعاے نصرت کرنا اور غیب سے مدد کا وعدہ ہونا

بنی اسرائیل نے زرخ ہندی سے کہا کہ آسا کا ایک دوست بھی ہے جو اُسکی معاونت کرتا ہے اور وہ ایسا زبردست دوست ہے کہ اُس کی معاونت کی وجہ سے یہ ہمیشہ اپنے دشمنون پر غالب رہتا ہے اُس نے کہا کہ میرے پاس لشکر جرار ہے کہ جس کا مقابلہ اُس کا دوست نہین کرسکتا۔ الغرض جب آسا کو یہ خبر پہونچی کہ راجہ ہند ایک بہت بڑا لشکر لیکر آیا ہے تو اُسنے اپنے پروردگار تعالےٰ شانہ سے مناجات کی اور اپنی کمزوری اپنے مالک قوی کے حضور مین پیش کی اور مدد مانگی۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے اپنے بندۂ ضعیف آسا کی دعا قبول فرمائی اور اُس سے خواب مین فرمایا کہ مین اپنی قدرت کا کرشمہ زرخ ہندی اور اُس کے لشکر کو دکھا دونگا اور تو اُس کے شر سے محفوظ اور اُس کا سب مال تیرے لئے غنیمت ہوگا اور ہم تجھ پر اور تیرے لشکر پر اپنی سکینت نازل کردینگے جس کی وجہ سے تو اور تیرا لشکر اُس پر غالب رہیگا اور ہم اپنے دوستون کو اسی طرح مدد پہونچایا کرتے ہین۔ المختصر زرخ ہندی کا لشکر زمین شام مین پہونچ گیا اور ساحل پر آکر لنگر انداز ہوا اور بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ جب بیت المقدس دو منزل رہا تو اُس نے جنگ کے لئے اپنے لشکر کی ترتیب شروع کی۔ تمام ملک بنی اسرائیل کا اُس کی فوجون سے بھر گیا اور بنی اسرائیل اُس کا دبدبہ اور فوج کی کثرت دیکھکر اپنی قدیمی عادت کے موافق

ڈر گئے۔ آسا کے جاسوسون نے بیان کیا کہ اس قدر فوج ہے کہ اُن کا شمار مشکل سے
ہوسکتا ہے۔ جب بنی اسرائیل نے یہ خبر سُنی تو نہایت مضطرب الحال ہوئے اور ایک
دوسرے سے ملکر بہت روئے گویا اُن کی آنکھون مین موت کا نقشہ پھرنے لگا اور یہ قصد
کیا کہ اپنے بادشاہ آسا کو چھوڑ کر رُخ ہندی کی اطاعت قبول کرلین۔ جب آسا کو یہ بات
معلوم ہوئی تو اپنی قوم سے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور
اُس کا وعدہ کبھی خلاف نہین ہوتا لہذا مناسب ہے کہ اُس مالک الملک کے سامنے پھر
تضرع وزاری کرین اُس کو تضرع کرنے پر رحم آیا پروردگار تعالے شانہ نے آسا پر وحی
بھیجی۔ کہ اے آسا کوئی دوست اپنے دوست کو دشمن کے حوالہ نہین کرتا مین تجھے
دشمن سے ضرور بچاؤنگا۔ جو مجھ پر بھروسا کرتا ہے اور مجھ سے مدد چاہتا ہے مین اُس کو
کبھی ذلیل اور کمزور نہین ہونے دیتا تو مجھے عیش کے وقت یاد کرتا تھا مین تجھے سختی کے
وقت دشمن کے حوالہ کیونکر کردونگا بہت جلد مین شغانہین کو بھیجونگا کہ وہ میرے دشمنون
کو قتل کر دینگے تو خوش ہوجا اور بنی اسرائیل سے یہ بات کہدے۔ یہ سنکر مومن تو خوش
ہوئے مگر منافقون نے اس خوش خبری پر اعتبار نہ کیا اور بالکل جھوٹ بتایا۔

رخ اور آسا کی جنگ اور ہندی فوج کا ہزیمت اُٹھا کر تباہ ہونا

آسا مرد خدا نے اپنے خدا پر پورا بھروسہ کرکے بنی اسرائیل کے لشکر کو رُخ ہندی
کے مقابلہ مین نکلنے کا حکم دیا۔ آسا بہ نفس نفیس اپنی قلیل فوج کو اُس بے انتہا لشکر
کے مقابلہ مین لیکر نکلا اور یہ قلیل فوج ایک بلند ٹیلہ پر کھڑی ہوئی کہ دشمن کے لشکر کا
معائنہ کرین۔ جب رخ ہندی نے اس لشکر قلیل کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو بہت کم [illegible] لوگ
ہین ایسی حقیر اور ذلیل آدمیون کا مقابلہ کرنا میری شاہی شوکت کے بالکل مخالف ہے

پھر اُس نے اپنے جاسوسون کو طلب کیا اور اُن سے کہا کہ کیا تم مجھے انہین چند آدمیون سے لڑنے کو لائے ہو تم کو غیرت نہ آئی تم نے میری شوکت شاہانہ مین داغ لگا دیا بادشاہ کا یہ کام نہین کہ چند خانہ بدوشون پر فوج کشی کرے میری فوج کو دیکھو اور ان چند نفوس پر جو اس ٹیلہ پر کھڑے ہین خیال کرو اگر شاہانِ روے زمین اس واقعہ کو سنین گے تو کیا کہین گے اور میرا اِس قدر مال فضول خرچ کرا دیا۔ پھر اُس نے بنی اسرائیلیون کو بلایا اور اُن کو بھی ملامت کرنی شروع کی کہ اے بے وقوفو تم نے مجھ کو بادشاہانِ اولوالعزم کی جماعت مین ذلیل کیا تم شاہانہ غیرت سے بالکل واقف نہین کوئی چھوٹے سے چھوٹا بادشاہ بھی اِس بات کو روا نہ رکھے گا کہ وہ کم درجہ اور ذلیل لوگون پر اپنا لشکر لیکر چڑھے لہذا تم سب واجب القتل ہو۔ سب کے قتل کا حکم دیا اور آسا کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ تیرا دوست کون ہے جو تجھے مدد دیا کرتا ہے اُس کو بُلا کہ وہ تجھے اب میری شمشیر خار اشگاف سے بچا لے آسا نے کہلا بھیجا کہ تو جس دوست کی نسبت کہہ رہا ہے اے بدبخت تو نے سمجھا بھی ہے یا نہین کہ وہ دوست کون ہے او بے عقل وہ دوست میرا مالک میرا خالق اور تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور اُس دوست کا نام مبارک اللہ ہے اور اپنے فرمان بردار بندون کو وہ مدد دیا کرتا ہے تو ہوشیار ہو جا دیکھ اُس کی طرف سے اب مدد آتی ہے یہ جواب سنکر رخ کو بڑا غصہ آیا۔ اور لشکر کی صفین آراستہ کین اور میدان جنگ مین اپنی فوج کی صفون کے آگے آکر کھڑا ہو گیا اور اپنے تیر اندازون کو حکم دیا بس پھر کیا تھا آسا کی فوج پر تیرون کا مینہ برسنے لگا۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے بھی بنی اسرائیل کی مدد کے لئے فرشتون کو بھیجا وہ بھی تیر و کمان سے لیس ہی تھے اُن کا نشانہ کب خطا ہونے والا تھا انہین کے تیرون کا نام تو تیر قضا ہے جس کو لگا وہ فنا فی النار دم کے دم مین رُخ کے تیر اندازون کا صفایا ہو گیا میدان جنگ جو تیر انداز بہادرون سے بھرا ہوا تھا خالی نظر آنے لگا بنی اسرائیل نے اللہ تعالےٰ شانہ کی تکبیر اور تسبیح باوازبلند

شروع کی اور ہندیون کو فرشتون کی فوج نظر آنے لگی جب زُرخ نے یہ واقعہ اپنی آنکھون سے دیکھا تو اُسے معلوم ہوگیا کہ یہی فوج آسا کے دوست کی ہے جس کا نام اللہ ہے اُس کے دل پر اس فوج کا رعب غالب آگیا گھبرا کر اُس نے ایک بار فوج کو حملہ کا حکم دیا مگر حملہ کرنا تھا کہ فوج ملائکہ نے سب کا کام تمام کردیا مصرعہ

با ہیچ دلاور سپر تیر قضا نیست

صرف عورات اور غلام باقی رہ گئے زُرخ ہندی با این لاف و گزاف میدانِ جنگ سے مُنہ پھیر کر بھاگا جب آسا نے بھاگتے دیکھا تو پروردگار تعالےٰ شانہ کی جناب مین عرض کی کہ خداوندا اگر یہ کافر زندہ بچکر بھاگا تو پھر نئی اَور فوج مرتب کرکے مجھ پر لائے گا یہان تک کہ یہ مفرورین سمندر تک پہونچے اور کشتیون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ طوفانی ہوا چلی اور سب کشتیان غرق ہوگئین مصرعہ

پانی کی راہ سے یہ جہنم پہونچ گئے

عزلیا۔ یواش۔ غوزیا۔ یوثام۔ حزقیا؎ کی بادشاہی

ارباب تاریخ کہتے ہین کہ آسا کے بعد بنی اسرائیل مین ساقاط بادشاہ ہوا اور پچیس برس حکومت کرکے مرگیا۔ پھر عزلیا بنت عمرم خواہر اخزیا سلطانہ ہوئی۔ اس نے بنی اسرائیل کے شاہون کی اولاد کا قتل عام کردیا۔ سوائے یواش بن اخزیا کے جو اُس کی بیٹی کا بیٹا تھا اور کوئی باقی نہ رہا۔ اسے اُس کے باپ نے کہین چھپا رکھا تھا۔ پھر اس ملکہ کو یواش اور اُس کے رفیقون نے قتل کرڈالا اسکی حکومت سات برس رہی۔ اس کے قتل کے بعد یواش بادشاہ ہوا اور اس نے چالیس برس حکومت کی۔ اسکے بعد اُسکے رفیقون نے اُسکو بھی ہلاک کیا۔ اس نے اپنی نانی کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد غوزیا ابن امصیا بن یواش بادشاہ ہوا۔ اسی عوزیا کو غوزیا بھی کہتے ہین۔ اس نے

؎ حزقیا بکسر حاء حطی و سکون زاء معجمہ ۱۲

باون برس حکومت کرکے انتقال کیا پھر **یوثام** بن عوزیا بادشاہ ہوا اور سولہ برس حکومت کرکے مرگیا۔ پھر **حزقیا** بن احاز ہوا اور اپنی وفات تک حکومت کرتا رہا کہتے ہین کہ یہی شخص **شعیا نبی** کا بادشاہ ہے جسے شعیا نے کہا تھا کہ تیری عمر اب تمام ہو چکی ہے تو اُس نے پروردگار سے دعا مانگی اور خداوند تعالے شانہ نے اُس کی عمر دراز کردی۔ اور حضرت شعیا کو پروردگار تعالے شانہ نے حکم دیا کہ حزقیا کو مطلع کردے کہ اُس کی عمر دراز کی گئی بعض کو اس مین اختلاف ہے وہ کہتے ہین شعیا والا بادشاہ دوسرا ہے اور اُس کا نام صدقیا ہے جس کا تذکرہ آگے ہے۔

حضرت شعیا اور بنی اسرائیل کا وہ بادشاہ جو اُنکے وقت مین تھا اور سنحاریب کا بنی اسرائیل پر چڑھ آنا

بنی اسرائیل کے دو مرتبہ فساد کرنے پر اُنکی سزا

کہتے ہین کہ حضرت باری تعالیٰ شانہ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی تھی جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت مین ہے وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ط ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ط إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ط فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ لِيَسُوءُوا وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَلِيُتَبِّرُوا مَا عَلَوْا تَتْبِيرًا ط عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا ط وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ط ترجمہ

اور کہدیا ہم نے بنی اسرائیل سے کتاب مین یعنی توراۃ مین بتفصیل تمام کہ تم زمین پر

دو بار فساد کروگے اور دونون دفعہ لوگون پر بڑی زیادتیان بھی کروگے - پھر جب
اُن مین سے پہلے فساد کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلہ مین اپنے ایسے بندے اُٹھاکر
کھڑے کردئے جو بڑے سخت گیر تھے اور وہ تمہارے شہرون کے اندر پھیل گئے اور
خدا کا وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا پھر ہم نے تم کو تمہارے دشمنون پر غلبہ دیکر دوبارہ تمہارے
دن پھیرے اور مال سے اور اولاد سے تمہاری مدد کی - اور تم کو بڑے جتھے والا بنادیا
اگر اُس وقت تم نے اچھے کام کئے - تو اپنے ہی ذاتی فائدے کے لئے کئے - اور اگر
برے کئے تو بھی اپنے ہی لئے - پھر جب دوسرے فساد کا وقت آیا تو ہم نے اپنے
دوسرے بندون کو اُٹھاکر کھڑا کر دیا کہ تم کو اس قدر مارین کہ تمہارے مُنہ بگاڑ دین
کہ تمہاری صورتین نہ پہچانی جائین - اور جس طرح پہلے بیت المقدس مین گھُسے تھے اور
اُسے لوٹ کر تاراج کر دیا تھا اُسی طرح اس دفعہ بھی اُس مین گھُسین اور جس چیز پر قابو
پائین اُسے برباد کر ڈالین - اب بھی عجب نہین کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم فرمائے
اور اگر تم پھر پہلی سی شرارتین کروگے تو ہم بھی پھر وہی کرینگے جو پہلے کیا تھا - یعنی ویسی ہی
سزا دینگے - اور ہم نے کافرون کے لئے جہنم کا قیدخانہ تیار کر رکھا ہے -

صدقیا پر سخاریب کی لشکرکشی اور اُس کے لشکر کا غارت ہونا

اگرچہ بنی اسرائیل کے کفر و بدعات حد سے گذر گئے مگر پھر بھی پروردگار تعالیٰ شانہٗ اُن سے
چشم پوشی ہی فرماتا رہا لیکن یہ جفاکار قوم نہ سمجھی اور اپنی نافرمانیون پر اُسی طرح قائم رہی
آخرکار غیرت حق ان کی تنبیہ کی طرف متوجہ ہوئی اور پہلا عذاب جو پروردگار تعالیٰ شانہٗ
نے ان پر نازل فرمایا وہ یہ تھا کہ ایک بادشاہ اُن مین ظاہر ہوا جس کا نام صدقیا تھا
اور بنی اسرائیل مین یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص اُن پر بادشاہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ شانہٗ

اُس کے پاس ایک نبی کو بھیجتا کہ وہ اُسے ہدایت کرتا رہتا اور جس امر مین اُسے کچھ کرنا ہوتا وہ اُس کا مشورہ نبی سے کرتا اور نبی پروردگار تعالیٰ شانہ کی حضور مین عرض کرتا وہ نبی وحی کے ذریعہ سے مطلع کیا جاتا اور اُن کی شریعت وہی تھی جو توریت مین اُنہین دی گئی تھی۔ المختصر جب صدقیا بادشاہ ہوا تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کی طرف حضرت شعیا کو نبی کر کے بھیجا۔ یہی وہ نبی ہین جنہون نے حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بشارت دی ہے۔ جب وہ زمانہ قریب آیا کہ اُس بادشاہ کی حکومت جاتی رہے تو بنی اسرائیل مین بڑی بڑی ناجائز باتین عام طور سے ہونے لگین گناہ اُن کی نظر مین گناہ نہ رہا اور خوف خدا اُن کے دلون سے جاتا رہا لہذا پروردگار تعالیٰ شانہ نے سنحاریب کو جو بابل کا بادشاہ تھا ایسے لشکر کے ساتھ اُن پر بھیجا کہ جس سے تمام ملک زیروزبر ہوگیا پھر وہ آگے بڑھ کر بیت المقدس پہونچا اور اُس کا محاصرہ کیا۔ اِس وقت بنی اسرائیل کا بادشاہ بیمار تھا۔ اُس کے پاؤن مین زخم تھا اُس کے پاس حضرت شعیا نبی آئے۔ اور کہا کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ تو جو کچھ وصیت کرنا ہے کر لے اور کسی کو ولی عہد کر دے کیونکہ تیری زندگی اب آخر ہونے کو ہے۔ اُس بادشاہ نے اللہ تعالےٰ شانہ کے حضور مین بکمال تضرع وزاری دعا کی۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے اُس کی دعا قبول فرمائی۔ اور حضرت شعیا پر وحی بھیجی کہ ہم نے صدقیا کی عمر مین پندرہ برس اور زیادہ کر دئے اور اُسے اُس کے دشمن یعنی سنحاریب سے نجات دیدی۔ جب حضرت شعیا نے اُس کو یہ خبر سُنائی تو اُس کا سب رنج وغم دور ہوگیا اور بہت جلد اُسے صحت ہوئی۔ پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے سنحاریب کے لشکر پر ایک فرشتہ کو بھیجا۔ کہ اُس نے ایسی آواز دی کہ جس کے خوف سے سنحاریب کے لشکر کے سب آدمی مر گئے صرف چھ شخص زندہ رہے۔ ان زندہ لوگون مین ایک تو خود سنحاریب تھا اور پانچ اُس کے وزیر تھے جن مین بعض کے قول کے موافق بُخت نصر بھی تھا

پھر صدقیا اور بنی اسرائیل اُن کے لشکرگاہ پر گئے اور اُن کا جو مال و اسباب تھا سب لوٹ لیا اور سنحاریب کی تلاش کی مگر وہ نہ ملا لہذا اُس کی جستجو مین فوج متعین کی اُن لوگون نے اُس کا پتا لگا کر اُسے اور اُس کے رفقا کو حاضر کیا۔ صدقیا نے سنحاریب سے کہا کہ تو نے ہمارے پروردگار کی قدرت کو دیکھا وہ شرمندہ ہوا۔ پھر سنحاریب نے صدقیا کے ہمراہ بیت المقدس کا طواف کیا۔ بادشاہ نے اس کو قید کر دیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ شانہ نے نبی پر وحی بھیجی اور حضرت شعیا نے بادشاہ کو حکم دیا بادشاہ نے اُسے رہا کر دیا وہ اپنے رفقا کے ساتھ بابل کو لوٹ گیا اور اُس نے پروردگار تعالیٰ شانہ کی قدرت کاملہ کا حال اپنی قوم سے بیان کیا۔ پھر سنحاریب اس واقعہ کے سات برس بعد مر گیا۔

بعض اہل کتاب اس روایت کو یون بیان کرتے ہین

کہ بابل کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام کفرو تھا وہ بنی اسرائیل پر سنحاریب سے پہلے چڑھ کر آیا تھا اور بخت نصر اُس کے چچا کا بیٹا اور اُس کا وزیر تھا اللہ تعالےٰ شانہ نے اس لشکر پر ایک آندھی بھیجی جس نے لشکر کو بالکل تباہ کر دیا۔ اور صرف وہ بادشاہ اور اُس کا وزیر بچ گیا پھر اس بابل کے بادشاہ کو اُس کے بیٹے نے مار ڈالا اور بخت نصر نے اُس بادشاہ کے بیٹے کو قتل کر ڈالا اور سنحاریب اُس مقتول بادشاہ سے پیچھے بنی اسرائیل پر آیا اور یہ بادشاہ نینوا کا بادشاہ تھا۔ اور بنی اسرائیل پر جب اُس نے چڑھائی کی تھی تو اُس کے ساتھ آذربائیجان کا بادشاہ تھا۔ اور سنحاریب نے اِنہین خوب تہ و بالا کیا۔ پھر سنحاریب اور آذربائیجان کے بادشاہ مین اختلاف ہو گیا اور وہ دونون آپس مین لڑے اور دونون لشکر اس جنگ مین فنا ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے اس موقع کو بہت غنیمت سمجھا اور ان دونون لشکرون کا مال خوب لوٹا کہتے ہین سنحاریب اُنتیس ۲۹ برس بادشاہی کر کے مرا ہے اور جس بادشاہ بنی اسرائیل کو سنحاریب نے محصور

کیا تھا اُس کا نام حزقیا تھا۔

حزقیا۔ اور منشا اور آمون اور یوشیا اور یاہواحاز اور یویاقیم اور یویاحین اور صدقیا کی بادشاہی

روایت ہے کہ جب حزقیا مرگیا تو اُس کے بعد پچپن ۵۵ برس اُس کے بیٹے منشا نے بادشاہی کی اور مرگیا پھر اُس کے بعد آمون بادشاہ ہوا اور اُسے اُسکے درباریوں نے مار ڈالا بارہ برس اس نے بھی بادشاہی کی پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا یوشیا بادشاہ ہوا اور اُسے مصر کے فرعون الاجدع نے گیارہ برس کی حکومت کے بعد قتل کردیا پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا یاہواحاز بن یوشیا بادشاہ ہوا لیکن فرعون الاجدع نے اُسے معزول کرکے یویاقیم ابن یاہواحاز کو بادشاہ بنایا۔ اور اُس کو اپنا خراج گذار کرلیا اس نے بارہ برس بادشاہی کی۔ پھر اُس کے بعد اُس کا بیٹا یویاحین بادشاہ ہوا۔ اس پر بخت نصر چڑھکر آیا۔ اور اُسے تین مہینے کی حکومت کے بعد بابل کو لیگیا اس کے بعد اُس نے یقونیا کو بادشاہ کیا اور اُس کا نام صدقیا رکھا۔ پھر اُس نے جب بخت نصر سے مخالفت کی تو وہ اُس پر چڑھکر اور اُسے گرفتار کرکے بابل کو لیگیا۔ اور وہاں اُس کے بیٹے کو اُس کے سامنے ذبح کرڈالا۔ اور اُس کی آنکھوں مین سلائیان پھیردین کہ وہ اندھا ہوگیا۔ اور بیت المقدس اور ہیکل کو تباہ کرڈالا۔ اور بنی اسرائیل کو قید کرکے بابل کو لیگیا اور وہ وہان اپنی واپسی تک رہے انشاء اللہ تعالےٰ اس کا ذکر آگے آئیگا۔ اس صدقیا نے گیارہ برس حکومت کی۔

حضرت شعیا نبی کا ایک درخت مین چھپنا اور بنی اسرائیل کا اُسے چیر ڈالنا

بنی اسرائیل ایسی قوم ہے کہ اُسنے کسی نبی کو چین سے نہ رہنے دیا اور ایسی ایسی نافرمانیان کین کہ کسی قوم نے نہین کین - اور اس قوم نے پروردگار تعالیٰ شانہ سے جو کچھ مانگا وہ پایا اس پر بھی فرمان برداری کا مادہ اُن کے دلون مین نہ پیدا ہوا - کہتے ہین کہ جب بنی اسرائیل مین بدکاریون کی بہت کثرت ہوئی تو اللہ تعالےٰ شانہٗ نے حضرت شعیا علیہ السلام کو حکم دیا کہ جو باتین ہم تمپر وحی کے ذریعہ سے بھیجتے ہین تم بنی اسرائیل کو سُنا دو چنانچہ پروردگار تعالےٰ شانہ کے حکم کی آپ نے تعمیل کی مگر بنی اسرائیل آپ کی طرف دوڑ پڑی کہ آپ کو قتل کر ڈالین - مجبور ہو کر حضرت شعیا بھاگے اتفاقاً آپ کے سامنے ایک درخت آگیا اور وہ اُن کے چھپا لینے کے لئے شق ہو گیا حضرت شعیا اُس مین گھُس گئے لیکن شیطان نے اُن کے کپڑے کا ایک کنارا پکڑ لیا اور بنی اسرائیل کو اُسے دکھا دیا - اُس بدبخت قوم نے اُس درخت کو آرہ سے چیر ڈالا کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا اور حضرت شعیا نبی بھی چر گئے - علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شعیا نبی کا یہ اوپر والا ذکر لکھکر شاہانِ فارس کا ذکر کیا ہے اور اسی ذکر مین زردشت کا بھی ذکر کیا ہے شاہان فارس کے ذکر کو قلم انداز کرتا ہون مگر زردشت کا ذکر مختصر طریقہ سے لکھتا ہون اس لئے کہ مذہب سے تعلق ہے اگرچہ باطل ہے -

زردشت کا ظہور اور بشتاسپ کا اُسپر اعتقاد دلانا اور دین مجوس کا رواج

ہمارے علامہ ابن اسیر لکھتے ہین کہ لہراسپ کے بعد اُس کا بیٹا بشتاسپ یا گشتاسپ بادشاہ ہوا - اُس کے زمانہ مین زردشت بن سفیمان ظاہر ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور مجوس یعنی آتش پرست اُسی کے پیرو ہین اہل کتاب فلسطین کے علما کہتے ہین کہ زردشت آرمیا نبی کے کسی شاگرد کا خادم تھا اُس کی اُس نے کچھ چوری کی تھی اور

اُس پر کچھ جھوٹ افترا باندھا تھا لہٰذا ارمیا نبی کے اُس شاگرد نے زردشت کو بددعا دی
کہ وہ مبروص ہو کر آذربائیجان کی طرف چلا گیا۔ اور وہان اُس نے مجوسیون کی شریعت
بنائی اور بعض اُسے عجمی بتاتے ہین۔ اُس نے ایک کتاب تصنیف کی جسے وہ لیکر تمام
دنیا مین پھرا مگر کسی نے اُس کے نہ مطلب سمجھے نہ معنی۔ وہ کہتا تھا کہ یہ آسمانی زبان
مین لکھی گئی ہے اور آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ اُس کتاب کا نام اُس نے اوستا
رکھا تھا پھر وہ آذربائیجان سے فارس کو گیا لیکن وہان بھی اُس کتاب کو کوئی نہ سمجھا
لہٰذا اُسے کسی نے قبول نہ کیا۔ پھر وہ ہندوستان کو گیا اور وہان کے راجاؤن کو دکھایا
پھر چین اور توران مین پہونچا مگر وہان بھی کسی نے اُس کی بات نہ پوچھی اور اپنے ملک سے
نکال دیا جب وہ فرغانہ کو گیا تو بادشاہ نے چاہا کہ اُسے قتل کر ڈالے مگر وہ بچکر نکل بھاگا
اب گشتاسپ بن لہراسپ کے پاس آیا اُس نے اُسے قید کر دیا اور مدت تک قیدخانہ مین
پڑا رہا پھر اُس نے اپنی کتاب کی شرح لکھی اور اُس کا نام ژند رکھا ژند کے معنی تفسیر کے
ہین۔ پھر اُس نے ژند کی بھی شرح لکھی اور اُس شرح کا نام پاژند یعنی تفسیر التفسیر رکھا
اُس مین طرح طرح کے علوم ریاضت اور احکام نجوم اور طب وغیرہ کا بیان ہے اور قرون
ماضیہ کے اخبار اور انبیا کا ذکر ہے اور یہ بھی بشارت اُس کتاب مین ہے کہ اس کتاب پر
اُس وقت تک چلتے رہو کہ سرخ اونٹ والے نبی یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم پیدا ہون جو ایک ہزار چھ سو برس بعد پیدا ہونگے اسی وقت سے قوم مجوس اور
عرب مین عداوت پیدا ہو گئی۔ پھر اُس نے شاپور ذی الاکتاف کے ذکر مین لکھا ہے کہ
عربون کی چڑھائی کے دوسرے اسباب مین سے ایک یہ قول بھی ہے واللہ اعلم بالصواب
پھر گشتاسپ نے زردشت کو بلخ کے مقام پر اپنے پاس بلایا اور اُس نے آکر اُس کے واسطے
ایک دین بنایا جس سے گشتاسپ بہت خوش ہوا اور اُس کی پیروی کرنے لگا اور مخلوق کو
اُس کی پیروی پر مجبور کیا اور جس نے انکار کیا اُس کو قتل کر ڈالا لہٰذا اس فتنہ مین

بہت سے آدمی قتل ہوئے آخر کو مجبور ہو کر لوگون نے یہ مذہب اختیار کر لیا۔ یہ تو اہل کتاب کی روایت ہے مگر مجوس اسے نہین مانتے۔ وہ کہتے ہین کہ وہ آذربائیجان کا رہنے والا تھا اور اس بادشاہ پر اُس کے ایوان کی چھت مین سے نازل ہوا تھا اور ہاتھ مین آگ کی ایک چنگاری لئے ہوئے تھا اور اُس سے کھیلتا تھا مگر وہ آگ اُسے جلاتی نہ تھی اسواسطے بادشاہ نے اُس کی پیروی اختیار کی اور جو شخص اُس کے ہاتھ سے لیتا تھا اُن مین سے وہ کسی کو جلاتی نہ تھی یہ وجہ بادشاہ کے اعتقاد کی اور ہوئی لہذا اُس کے دین کو مان لیا اور تمام ملک مین آتشکدے بنوائے اور اُن مین اسی آگ سے آگ جلائی۔ مجوس کہتے ہین کہ جو آگ اُن کے آتشکدون مین ہے وہ اُسی آگ کی آگ ہے لیکن وہ جھوٹے ہین۔ اس لئے کہ جب حضور پر نور سرور عالم حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پیدا ہوئے ہین تو آتشکدون کی آگ بجھ گئی تھی انشاء اللہ تعالےٰ اسکا ذکر حضور پر نور کی ولادت باسعادت مین مفصل آئیگا۔ زردشت کا ظہور اُس وقت ہوا ہے کہ جب لہراسپ کی حکومت کو تیس برس ہوے تھے اور جو کتاب اُس نے بنائی تھی اُسے کہتا تھا کہ یہ کتاب خدا کے یہان سے آئی ہے اُس کتاب کو اُس نے بارہ ہزار گائیون کی کھال پر لکھا تھا اور اُس چمڑے مین حروف کندہ کئے تھے اور سونے کے حرف بنائے تھے اور لہراسپ نے اصطخر مین ایک مقام پر اُس کو حفاظت سے رکھوایا تھا اور عام لوگون کو اُس کے پڑھنے سے منع کر دیا تھا اس سے پہلے لہراسپ اور اُس کے آبا و اجداد صابی مذہب پر چلتے تھے۔

بخت نصر کا بنی اسرائیل پر حملہ

بخت نصر کا زمانہ اور اُسکی ابتدائی حالت

اس بیان مین علماء کا اختلاف ہے کہ بخت نصر بنی اسرائیل پر کس زمانہ مین چڑھ کر گیا تھا

کوئی تو یہ کہتا ہے کہ ارمیا نبی اور دانیال اور حنانیا اور عزاریا اور میشائیل کا زمانہ تھا۔ اور کچھ لوگ یہ بیان کرتے ہین کہ اُسے اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل پر اُس وقت بھیجا تھا کہ جب اُنھون نے حضرت یحییٰ ابن زکریا کو قتل کیا تھا مگر اوّل روایت زیادہ مشہور ہے۔ اور بخت نصّر کا ابتدائی حال جو سعید بن جُبیر نے بیان کیا ہے اس طرح ہے کہ بنی اسرائیل مین سے ایک شخص توریت کی تلاوت کرتا تھا جب وہ خدا ے تعالےٰ شانہ کے اس قول پر پہونچا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تو اوس نے کہا اے پروردگار تعالےٰ شانہ مجھے اُس شخص کو دکھا دے جس کے ہاتھ سے تو بنی اسرائیل کو ہلاک کرائیگا اس پر اُسے خواب مین ایک مسکین شہر بابل مین نظر آیا جس کا نام بُخت نصّر تھا لہذا یہ خواب دیکھنے والا جب بیدار ہوا تو تاجرون کا سامان مہیا کرکے بابل کو روانہ ہوا اور وہان اُس نے مساکین کو بُلا بُلا کر دیکھا اور اون سے پوچھا کہ بخت نصّر کون ہے یہ نام بھی اُسے خواب ہی مین معلوم ہو گیا تھا کسی نے اُسے بُخت نصّر کا نشان بتا دیا تو وہ اُس سے ڈھونڈھ کر ملا۔ اُس کو ایک خانہ بدوش بیمار فقیر کی صورت مین دیکھا۔ اُس اسرائیلی نے اُسکا علاج کرایا اور وہ اچھا ہو گیا۔ جب وہ تندرست ہو گیا تو اُسے اُس اسرائیلی نے کچھ نقد بھی دیا اور وہان سے سفر کا ارادہ کیا تو بُخت نصّر نے اُس سے کہا کہ تو نے تو میرے ساتھ ایسے ایسے احسان کئے مگر مجھے کچھ مقدور نہین کہ مین اُس کا تیرے ساتھ کچھ بدلہ کرسکون۔ اسرائیلی نے کہا کہ تجھے تو بڑا مقدور ہے تو مجھے یہ بات لکھدے کہ اگر تو بادشاہ ہو جاے اور مجھے قید کرلے تو اُس وقت مجھے آزاد کردے۔ بُخت نصّر نے کہا کہ کیا تو مجھ سے دل لگی کرتا ہے اسرائیلی نے کہا نہین بلکہ یہ بات یونہین ہونے والی ہے اس مین کسی طرح کا شک نہین ہے۔

بخت نصر فقیر کا بادشاہ بابل کے جاسوس کے ساتھ شام کو جانا اور وہان کی خبرین بادشاہ کو پہنچانا

اہل تاریخ کہتے ہین کہ جب فارس کے بادشاہ نے چاہا کہ ملک شام کا کچھ حال دریافت کرے تو اُس نے ایک دانشمند شخص کو جسپر اُس کو بڑا اعتبار تھا وہان کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ ملک کیسا ہے اور وہان کیسے لوگ بستے ہین اُن کی معاشرت کا طرز کیا ہے اُنکی فوج کی آراستگی کی کیفیت کیا ہے رعایا وہان کے بادشاہ سے رضامند ہے یا ناخوش ہے یہ جاسوس جب اُس ملک سے چلا تو بخت نصر بھی اُس کے ساتھ ہو لیا جو اُس وقت فقیری کی حالت مین تھا اور اُس کی خدمت کرتا چلا یہان تک کہ ملک شام مین پہونچ گیا دیکھا تو وہ خدا کا ایک بہت بڑا اور سرسبز و شاداب ملک ہے اور فوج بھی کثرت سے ہے سوار و پیادہ ہر طرح کی فوج موجود ہے اور آلات جنگ بھی افراط سے ہین یہ جاسوس اُس ملک کی آراستگی دیکھکر حیران ہو گیا مگر بخت نصر اُس ملک کے لوگون مین جا کر بیٹھتا اور اُن کی مجالس مین شریک ہوتا اور اُن سے کہا کرتا کہ تم بابل پر فوج کشی کیون نہین کرتے تم اگر وہان جاؤ تو تم کو بڑی غنیمت ہاتھ آئے تو اس کے جواب مین وہ لوگ کہتے کہ ہم کو تو لڑنا آتا ہی نہین اور نہ ہم نے کبھی لڑائی دیکھی ہے۔ جب یہ لوگ وہان سے لوٹے تو اس جاسوس نے جو اُس ملک مین فوج اور گھوڑے اور آلات جنگ فراوانی کے ساتھ دیکھے تھے اُنکا مفصل حال بیان کیا لیکن بخت نصر نے بادشاہ بابل کے پاس کسی شاہی۔ قرب کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ مین شاہ کے حضور مین حاضر ہونا اور وہان کا مفصل حال بیان کرنا چاہتا ہون بادشاہ نے اُسے بُلایا اُس نے وہان کا ٹھیک ٹھیک حال سب کہہ سنایا جس سے بادشاہ کو بخت نصر کی لیاقت ظاہر ہو گئی

قدس پر بخت نصر کی چڑھائی کی ظاہری وجہ

کہتے ہین کہ جب بادشاہ بابل نے چاہا کہ اپنے لشکر مین سے چار ہزار سوار کا ایک دستہ شام کی طرف روانہ کرے تو اُس نے ارکین سلطنت سے راے لی کہ اُس دستہ کا سردار کس کو مقرر کرے اُن لوگون نے کسی سردار کو نامزد کیا بادشاہ نے کچھ سوچ کر کہا کہ میرا خیال ہے کہ بخت نصر کو اُسکا سردار مقرر کرون اس لئے کہ یہ ابھی میرے جاسوس کے ساتھ شام مین گیا تھا اور اُس ملک کے لوگون سے اور وہان کے فوجی حالات سے خوب واقفیت حاصل کر چکا ہے چنانچہ ارکین سلطنت نے بادشاہ کی راے سے اتفاق کیا اور وہ سردار اُس فوج کا مقرر کیا گیا یہ تقرری بخت نصر کی ترقی کا پہلا زینہ ہے وہ فوج لیکر بابل سے شام کو روانہ ہوا اس نے وہان پہونچکر شام کو زیروزبر کردیا اور تمام ملک کو لوٹ لیا اور بہت کچھ مال غنیمت لیکر اپنے ملک کو واپس آیا۔ پھر لہراسپ بادشاہ نے اُسے غربی دجلہ پر اُس ملک کا صوبہ دار مقرر کیا جو اہواز اور ارض روم کے درمیان ہے۔

بخت نصر کی بنی اسرائیل پر چڑھائی کا یہ سبب تھا کہ لہراسپ نے حسب مذکورۂ بالا صوبہ دار ملک کا مقرر کیا تو وہ شام کو آیا اور دمشق اور بیت المقدس والون نے اُس سے صلح کر لی اور وہ اُن کے چند آدمی اول مین لیکر لوٹ گیا جب وہ قدس کی سرزمین سے لوٹکر طبریہ مین پہونچا تو بنی اسرائیل نے اپنے اُس بادشاہ سے سرکشی کی جس نے بخت نصر سے صلح کر لی تھی اور اُسے قتل کرڈالا اور کہا کہ تو نے بابل والون کی خوشامد کر کے ہمین ذلیل کیا اور ہماری آبرو اور عزت کا کچھ خیال نہ کیا جب بخت نصر کو یہ خبر پہونچی تو اُس نے اُن لوگون کو جنھین اول مین لیگیا تھا قتل کرڈالا اور پھر قدس شریف کی طرف لوٹا اور اُس ملک کے ملک کو تاخت وتاراج کردیا۔ بعض اہل تاریخ یہ بھی کہتے ہین کہ جس نے بخت نصر کو اِسپہبذ یعنی صوبہ دار ملک مقرر کیا تھا وہ بہمن بن بشتاسپ بن لہراسپ

بادشاہ تھا اور بخت نصر نے بہمن کے باپ دادا اور نیز بہمن کی بھی خدمت کی تھی اور یہ بخت نصر بڑی عمر کا آدمی تھا اس بہمن نے اپنے قاصد بیت المقدس کو بنی اسرائیل کے بادشاہ کے پاس بھیجے تھے اُن کو اس اسرائیلی بادشاہ نے قتل کر دیا لہذا اسے بڑا غصہ آیا اور بخت نصر کو اقلیم بابل پر حاکم مقرر کیا اور بہت بڑا لشکر اس کے زیر حکم کر کے اسرائیلیوں پر روانہ کیا اور اُس نے جو جو کام کئے وہ اپنے اپنے موقع پر تحریر ہوں گے انشاء اللہ تعالے

بنی اسرائیل کی معصیت اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارمیا نبی یعنی خضر علیہ السلام کے ذریعہ سے اُنہیں ڈرانا مگر اُن کا باز نہ آنا

یہ جو کچھ بنی اسرائیل کی تباہی مختلف بادشاہوں کے ہاتھ سے لکھی گئی یہ تباہی کے اسباب تھے جو ایک معمولی واقعات سمجھے جاتے ہیں کہ اس قوم نے اپنے زمانہ بادشاہوں کے ساتھ جیسی ناگوار باتیں کیں ویسی سزا پائی اور ان سے اس کا انتقام لیا گیا مگر اہل بصیرت کی نظر اور ہی طرف ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جب اس قوم میں عصیان و طغیان ہوا اور آپس میں ایک نے دوسرے پر ظلم کیا تو اس منتقم حقیقی نے ان کو بار بار انبیا کے ذریعہ سے متنبہ کیا مگر یہ ہوش میں نہ آئے جب ان لوگوں نے اپنی حالت کو درست نہ کیا تو وہی سزا پائی کہ جس کے وہ سزاوار تھے مورخین بنی اسرائیل تحریر کرتے ہیں کہ اس قوم کی نسبت اللہ تعالے شانہ کی سنت یوں جاری تھی کہ ان کے ہر بادشاہ کے ساتھ ایک نبی کا ہونا ضرور تھا جو اُس کی ہدایت کیا کرتا اور احکام توریت اُسے بتاتا رہتا تھا جب حملہ بخت نصر کا زمانہ قریب آیا تو اُن میں بدکاریاں اور معاصی کثرت سے ہونے لگے اس وقت ان کا بادشاہ یقونیا بن یویاقیم تھا اُس کی طرف اللہ تعالے شانہ نے

ارمیا نبی یعنی خضر علیہ السلام کو بھیجا حضرت ارمیا نے اُن کو اللہ تعالیٰ شانہ کے احکام سے آگاہ کرنا شروع کیا اور معاصی سے روکنے لگے اور ان سے کہا کہ دیکھو اُس مالک الملک نے سخاریب کو تم پر سے کس طرح دفع کیا اِس غیبی مدد کو یاد کرو اور اُس پاک پروردگار کے اوامر بجالاؤ اور نواہی سے بچو لیکن اِس نافرمان قوم نے کچھ نہ سنا اور اُن کی کوئی بات نہ مانی پھر اُس بادشاہ علی الاطلاق نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس قوم کو ہمارے عذاب سے ڈراؤ اور اُن سے کہدو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ شانہ کی اطاعت نہ کروگے تو تم پر ایک ایسا شخص مسلط کر دیا جائیگا کہ تمہیں قتل کر ڈالیگا تمہارے بچوں کو پکڑ لیجائیگا اور اُنہیں غلام بنائیگا اور تمہارے شہر کو خراب کر ڈالیگا اور وہ ایسا لشکر لیکر تم پر آئیگا کہ جن کے دلوں مین مہربانی اور رحم مطلق نہ ہوگا - مگر وہ خفتہ بخت قوم یعنی بنی اسرائیل خواب غفلت سے ہرگز بیدار نہ ہوئی اُس وقت اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے نبی سے ارشاد فرمایا کہ اُن مین ایسا ایسا فتنہ برپا ہوگا کہ جس کو اہل عقل دیکھکر حیران ہو جائینگے - اور اہل دانش کی تدبیر اور حکما کی حکمت جس کا کچھ تدارک نہ کرسکیگی اور ایک ظالم خونخوار بے مروت و بے رحم اُن پر مسلط ہوگا جو لباس ہیبت و جلالت پہنے ہوے ہوگا - اور اُس کی فوج اس طرح اُن کے ملک پر چھا جائیگی جیسے رات کی تاریکی اور بادل کی گھٹا ملک پر چھا جاتی ہے اور تمام بنی اسرائیل کو قتل کر ڈالیگا اور بیت المقدس کو خراب کر ڈالیگا -

جب حضرت ارمیا علیہ السلام نے یہ قہر کا حکم سُنا تو وہ بہت روئے اور بکمال فریاد و زاری کی اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنے سر پر خاک اُڑائی اور جناب باری مین اس عذاب کے دفع ہونے کے لئے التجا کی کہ میرے زمانہ مین یہ آفت اس قوم پر نہ آئے لہذا پروردگار تعالےٰ شانہ نے اُن کی طرف یہ حکم بھیجا کہ بیت المقدس کی خرابی اور بنی اسرائیل کی ہلاکت اُس وقت تک نہ ہوگی کہ جب تک تو خود حکم نہ دے - اس حکم سے حضرت ارمیا علیہ السلام خوش ہوے اور کہا کہ مجھے اُس کی قسم ہے کہ جس نے

موسیٰ اور دوسرے انبیا کو سچا نبی کرکے بھیجا ہے مین تو کبھی بنی اسرائیل کی ہلاکت کا حکم
نہ دونگا - اور پھر بنی اسرائیل کے بادشاہ پاس آئے اور اُس سے کہا کہ مجھے یہ حکم پروردگار تعالےٰ
شانہ کا آیا ہے - بادشاہ یہ حال سُنکر خوش ہوگیا اس واقعہ پر تین برس اور گذر گئے
لیکن پھر بھی یہ بے خبر قوم ہوشیار نہ ہوئی اور اُسی طرح معصیت مین مبتلا رہی - اب
اُن کی ہلاکت کا زمانہ بہت قریب آگیا چونکہ یہ اللہ تعالےٰ شانہ کی باتون کو سنتے ہی نہ تھے
تو وحی بھی کم آنے لگی اُن کے بادشاہ نے اِس حالت کا مشاہدہ کرکے اُن سے کہا -
کہ اے بنی اسرائیل عذاب کے آنے سے پہلے ہی تم اپنی نافرمانیون سے باز آجاؤ ورنہ
تمھین بڑا خسارہ اُٹھانا پڑے گا مگر اُن کے سرون پر ایسا بھوت نہ چڑھا تھا کہ جو اُترتا
اُنھون نے اپنے بادشاہ کی ایک بات نہ مانی - نافرمانی اس بدنصیب قوم کا گویا پانچوان
عنصر تھا وہ کیونکر اُن سے زندگی مین جدا ہولی آخر کو شدنی امر جو تھا وہ ہوکر رہا حضرت
خضر علیہ السلام کی تدبیر اور عرض معروض سابقہ کچھ کام نہ آئی ؎

ہر چند آپ نے تو بہت روک تھام کی   پیری چلی نہ خضر علیہ السلام کی

فرشتے کا حضرت ارمیا کے پاس آنا اور اُن کا بنی اسرائیل پر بد دعا کرنا

وہی ہوا جو اُن کی بدکاریون کا نتیجہ تھا ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو   گندم از گندم بروید جو ز جو

مظلومون کی آہون کا دھوان نافرمانیون کی متعفن ہوا آسمان پر پہونچی اور وہان سے
ہوا نے اُس گندگی کو ظالم بُخت نصر کے دماغ تک پہونچایا وہ سنگدل اسکی تاب
کب لاسکتا تھا وہ لشکر جرار لیکر بنی اسرائیل پر چڑھ دوڑا ع کہ آہن بآہن توان کرد نرم
تمام ملک شام اُس کی فوجون سے بھر گیا - جب بنی اسرائیل کے بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو

اُس نے حضرت ارمیا نبی کو بلایا جب وہ اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا کہ تم تو کہتے تھے
کہ پروردگار تعالیٰ شانہ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ بیت المقدس کو تیرے حکم کے بغیر
تباہ و برباد نہ کرونگا یہ کیا سامان ہو رہا ہے۔ حضرت ارمیا نے فرمایا یہ سچ ہے اور مجھے یقین کامل
ہے کہ میرا پروردگار کبھی اپنے وعدہ کے خلاف کوئی کام نہین کرتا جب زمانہ اُنکی حکومت
کے زوال کا بہت قریب آگیا تو ایک فرشتہ آدمی کی صورت مین اُن کے پاس آیا اور حضرت
ارمیا علیہ السلام سے ایک فتوےٰ کا جواب طلب کیا وہ فتویٰ یہ تھا۔ **فتویٰ**۔ مین ایک
اسرائیلی ہون اور اپنے رشتہ دارون کی نسبت آپ سے اس کا جواب چاہتا ہون۔
مین نے اُن کے ساتھ وہ سلوک کیا جو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اور اُن کے ساتھ احسانات
کیے لیکن مین نے جس قدر اُن کے ساتھ نیکیان کین وہ میرے ساتھ بُرائیان ہی کرتے گئے
آپ مجھے حکم دین کہ مین اُن کے ساتھ کیا کرون۔ حضرت ارمیا نے فرمایا کہ تو اُن پر احسان کر
جیسا اللہ تیرے ساتھ احسان کرتا ہے اور جس طرح اُس نے صلہٗ رحم کا حکم دیا ہے اُسے
پورا کر فرشتہ یہ سنکر اُن کے پاس سے چلا گیا پھر چند روز کے بعد وہی فرشتہ آدمی کی صورت
مین حضرت ارمیا نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ یا نبی اللہ اب بھی اُنکے اخلاق کا
تصفیہ نہ ہوا اپنی عادات سابقہ پر قایم ہین اور مین اپنی نیکیون سے نہین گذرا وہ میرے
ساتھ بدی ہی کیے جاتے ہین آپ نے فرمایا کہ اپنے لوگون کے پاس جا اور نیکی کر یہ فرشتہ
پھر اُن کے پاس سے چلا گیا اس کے بعد کچھ تھوڑی مدت گذری تھی کہ بخت نصر ایک لشکر
جرار لئے ہوے بیت المقدس پر آپہونچا۔ بنی اسرائیل دیکھکر گھبرا گئے اور اُن کے بادشاہ
نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو بُلایا اور اُن سے کہا کہ تمہارے پروردگار کا وعدہ کہان گیا
حضرت نے فرمایا کہ مجھے تو اپنے پروردگار تعالےٰ شانہ کے وعدہ کا یقین ہے اُس کا وعدہ
ہرگز خلاف نہین ہوتا۔ پھر وہی فرشتہ جس نے پہلے اُن سے استفتا کیا تھا اُن کے
پاس لوٹ کر آیا اُس وقت وہ بیت المقدس کی دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے اُس نے آکر

اُن سے وہی پہلی باتین کین اور اپنے لوگون کے ظلم وستم کی شکایت کی اور اُن سے کہا یا نبی اللہ مین آج تک ہر اک بات پر صبر کرتا آیا کیونکہ اب تک مین ہی اُن سے ناراض تھا لیکن اب اُن لوگون نے ایسے بُرے بُرے کام کئے ہین کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی مرضی کے خلاف ہین۔ اگر وہی کام کرتے رہتے جو پہلے کیا کرتے تھے تو مجھے اسقدر غصہ نہ ہوتا لیکن اب مجھے اُن پر خداے تعالیٰ کے لئے غصہ آیا ہے اور اب مین آپ کے پاس اُن کا حال بیان کرنے کے لئے آیا ہون اور چاہتا ہون کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرین کہ وہ اُنھین برباد کردے یہ سنکر ارمیا علیہ السلام نے کہا کہ اے آسمان کے بادشاہ اگر وہ حق پر ہون اور نیک راہ پر چلتے ہون تو اُن کو تو باقی رکھ اور اگر وہ تیری مرضی کے خلاف کام کرتے ہون اور تو اُن سے ناراض ہو تو اُن کو ہلاک کر ڈال۔

بخت نصّر کا بیت المقدس کو خراب کرنا اور بنی اسرائیل کو گرفتار کرکے بابل کو لیجانا اور ارمیا کی عمر کا دراز ہونا

اہل اخبار بیان کرتے ہین کہ جیسے کلمہ ہلاک کر ڈال آپ کی زبان سے نکلا ہے کہ اللہ تعالے شانہ نے بیت المقدس پر ایک بجلی آسمان سے نازل کی اور اُس سے قربان گاہ مین آگ لگ گئی اور اُس کے سات دروازے زمین مین دھنس گئے۔ جب حضرت ارمیا علیہ السلام نے یہ دیکھا تو چلائے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر پر خاک اُڑائی۔ اور کہا کہ اے آسمان و زمین کے بادشاہ وہ جو تونے وعدہ فرمایا تھا وہ کہان ہے اللہ تعالے نے وحی اُن پر نازل کی کہ یہ آفت جو اُن پر آئی ہے تیرے ہی فتوا دینے سے آئی ہے جو تو نے ہمارے رسول یعنی بھیجے ہوے فرشتہ کو دیا جو آدمی کی صورت مین تیرے پاس آیا تھا اور تو بیت المقدس کی دیوار پر بیٹھا ہوا تھا۔ پھر حضرت ارمیا علیہ السلام شہر سے نکل کر جنگل کے جانورون مین چلے گئے یعنی خضر۔

پھر بخت نصّر اور اُس کا لشکر بیت المقدس مین داخل ہوا اور ملک شام کو جو انبیا علیہم السلام کا مشہد ہے خوب پامال کیا اور بنی اسرائیل کا ایسا قتل عام ہوا کہ گویا فنا کر دیا اور بیت المقدس کو خراب کر ڈالا اور اپنے لشکریون کو حکم دیا کہ اِس مین مٹّی بھر دین چنانچہ وہ بیت مقدس مٹّی سے بھر دیا گیا پھر وہ بابل کو لوٹ گیا اور بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ گرفتار کر کے لے گیا اور حکم دیا کہ بیت المقدس کے سب آدمیون کو ایک جگہ فراہم کرین جب یہ سب اکھٹے ہو گئے تو اُن مین سے ایک لاکھ بچّے چُن لئے اور اُن کو اپنے سردارون اور سپہ سالارون کو جو اُس کے ساتھ تھے دیدئے۔ انہین بچّون مین دانیال نبی اور حنانیا اور عزاریا اور میشائیل بھی تھے اور باقی بنی اسرائیل کے تین حصّے کئے ایک حصّہ کو قتل کر دیا اور ایک حصہ کو شام ہی مین چھوڑ دیا اور ایک حصّہ کو قیدی بنا کر لیگیا۔

پھر اللہ تعالےٰ شانہٗ نے ارمیا یعنی خضر کی عمر بڑی دراز کر دی یہی ہین جو دنیا کے بیابانون اور شہرون مین کبھی کبھی اچھے اور بزرگ لوگون کو نظر آیا کرتے ہین جنہین خاص و عام حضرت خواجہ خضر کہتے ہین۔

بخت نصّر کا خواب اور حضرت دانیال کا اُسکی تعبیر کہنا

پھر بخت نصّر بابل کو لوٹ گیا اور جب تک اللہ تعالیٰ شانہٗ کو منظور تھا نہایت عیش و آرام کے ساتھ حکومت کرتا رہا پھر اُس نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا جب بیدار ہوا تو بھول گیا مگر یہ یاد رہا کہ ایک عجیب خواب دیکھا ہے لہذا دانیال و حنانیا و عزاریا و میشائیل کو بلایا اور اُن سے کہا کہ مین نے جو خواب دیکھا تھا وہ بتاؤ کہ مین نے کیا دیکھا تھا مین اُسے بھول گیا ہون اور اگر تم مجھے وہ خواب نہ بتاؤ گے تو مین تمہارے شانے نکلوا ڈالونگا پھر اُس کے دربار سے یہ لوگ چلے آئے اور اللہ تعالےٰ شانہٗ سے دعا مانگی اور پاک پروردگار کے روبرو تضرع وزاری کی اور کہا کہ اے اللہ تو ہمین اُس کا خواب بتا دے اللہ تعالےٰ شانہٗ نے

اُنہین اُس کا خواب اور تعبیر دونون بتادین پھر وہ بخت نصر کے پاس آئے اور کہا کر تو نے ایک مورت دیکھی تھی۔ کہا تم سچے ہو پھر اُنہون نے کہا کہ اُسکے قدم اور ساقین دونون مٹی کی تھین اور گھٹنے اور رانین تانبے کی اور پیٹ چاندی کا اور سینہ سونے کا اور گردن اور سر لوہے کا تھا اسی مین دیکھتے ہی دیکھتے ایک پتھر اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آسمان سے اُس پر ڈالا کہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ یہی خواب ہے جو تو بھول گیا ہے۔ کہا تم بالکل سچے ہو اب اس کی تعبیر بھی بیان کرو۔ کہا یہ مورت جو تو نے دیکھی تھی زمانہ کی ایک تصویر تھی اور بادشاہون کا حال تجھے دکھایا گیا تھا کہ کوئی اُن مین سے ضعیف ہے اور کوئی اچھا ہے اور کوئی اُن مین بڑا زبردست ہے اوّل ملک مٹی کا نہایت کمزور پھر اُس سے اوپر تانبے کا اُس سے کچھ بہتر ہے اور پایدار ہے پھر تانبے سے اوپر چاندی کا ہے جو اُس سے بھی بہتر ہے اور اچھا ہے پھر اُس سے اوپر سونے کا ہے جو چاندی سے بھی اچھا ہے پھر لوہے کا ملک تیرا ملک ہے جو سب کے ملک سے زبردست ہے اور جو پتھر کہ تو نے دیکھا تھا وہ آسمان کا ایک فرشتہ تھا جس نے اُس مورت کو توڑ ڈالا اُس سے مراد ایک نبی سے ہے جسے اللہ تعالیٰ شانہٗ آسمان سے بھیجیگا اور وہ اُن سب کے ملکون کو توڑ ڈالیگا اور وہی سب کا مرجع ہو جائیگا

بشارت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم

یہی حضور پرنور کی نبوت کی بشارت ہے۔ آسمان سے آنحضرت کی معراج کی خبر ہے اور اُن سب کے ملکون کو توڑنا فارس وروم کی فتح کی خبر ہے اور سب کا مرجع ہونا ختم نبوت کی اطلاع ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ عَلٰی قَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

بخت نصر کا دانیال وغیرہ اسرائیلیون کی عزت کرنا اور بابلیون کا حسد اور بخت نصر کی موت

جب دانیال اور اُن کے ساتھیون نے بخت نصر کے خواب کی تعبیر کہی تو بخت نصر نے

اُنہین اپنا مقرب اور معتمد بنا لیا۔ اور اُن سے اُمور سلطنت مین مشورہ لینے لگا اس سبب سے اُس کے درباری ان سے حسد کرنے لگے اور ان کی چغلیان کھانے لگے۔ آخر آدمی کا شیطان آدمی ہی ہوا کرتا ہے سُنتے سُنتے وہ ان اسرائیلیون سے بدگمان ہوگیا۔ آخر کو اُسنے حکم دیا کہ ایک گڑھا زمین مین کھودا گیا اور اُسمین ان چھ آدمیون کو ڈال دیا اور ساٹھ خونخوار شیرون کو اُس مین چھوڑ دیا کہ اُن کو کھا جائین پھر بخت نصر وہان سے اُٹھ کر کھانا کھانے کو چلا گیا۔ جب کھانا کھا کر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ یہ سب آدمی صحیح و سلامت بیٹھے ہوے ہین اور درندے پڑے سو رہے ہین چیرنا پھاڑنا تو کیسا کسی کے بدن پر اُن کے ناخنون کا خراش بھی نہین آیا ہے اور ایک ساتوان آدمی اُن کے پاس اور بھی ہے۔ ناگاہ وہ ساتوان آدمی اُن مین سے نکلا کہ جو آدمی کی صورت مین فرشتہ تھا اُس نے بخت نصر کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اُس کی صورت مسخ ہوگئی اور وہ وحشیون مین چلا گیا واللہ اعلم بالصواب۔

بعض مصنفین نے بخت نصر کے مرنے کی اَور روایتین بھی تحریر کی ہین مگر وہ سراسر درایت کے خلاف ہین لہذا قلم انداز کی گئین۔

دانیال نبی کی وفات۔ حضرت دانیال علیہ السلام کی کیفیت یون لکھی ہے پہلے تو وہ بابل مین رہے پھر وہان سے چلے گئے اور سوس مین جا کر وفات پائی اور وہین دفن کیے گئے۔ یہ شہر سوس علاقہ خورستان مین ہے۔

بنی اسرائیل کی واپسی شام کی طرف اور بیت المقدس کی تعمیر

جب مشیت پروردگار تعالےٰ شانہ اس طرف متوجہ ہوئی کہ بنی اسرائیل کو پھر بیت المقدس کو بھیجے اُس وقت بخت نصر بیت المقدس کی خرابی کے چالیس روز بعد مرگیا تھا جیسا کہ بعض اہل علم بیان کرتے ہین اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا جس کا نام اولمروج تھا

بادشاہ ہوا اُس نے بابل کے ایک حصہ پر ۲۳ برس حکومت کی پھر اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا بلتا سر بادشاہ ہوا جب یہ بادشاہ ہوا تو کاروبار سلطنت مین ابتری ہوگئی اسواسطے اُس بادشاہ نے جو فارس کا حاکم تھا اور جس کی نسبت اختلاف ہے کہ وہ کون تھا اور اُس کا کیا نام تھا اس کو معزول کردیا۔ اور اُس کی جگہ داریوس کو بابل اور شام پر حاکم مقرر کیا۔ یہ تیس برس حکومت کرتا رہا پھر یہ بھی معزول کیا گیا۔ اور اس کی جگہ اخشویرش مقرر ہوا یہ بھی چودہ برس حاکم رہا پھر اُس کا بیٹا کیرش العلمی جو تیرہ برس کی عمر کا تھا بادشاہ ہوا۔ اس نے توریت پڑھی تھی اور یہودی ہوگیا۔ اور حضرت دانیال اور اُن کے ہمراہیون حنانیا اور عزاریا وغیرہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی لہذا ان لوگون نے اس سے درخواست کی کہ وہ انہین بیت المقدس جانے کی اجازت دے اُس نے ان کی درخواست قبول کی اور دانیال علیہ السلام کو اُن کا قاضی مقرر کیا اور اُنکے تمام قیدیون کو حضرت دانیال کے حوالے کیا۔ اور حکم دیا کہ جس قدر مال بخت نصر بنی اسرائیل کا لوٹ کر لایا تھا وہ سب بنی اسرائیل مین تقسیم کردین اور ازسرنو بیت المقدس کی تعمیر کرین۔ چنانچہ وہ اُسی بادشاہ کے زمانہ مین تعمیر ہو کر مرتب ہوگیا اور سب بنی اسرائیل جو قتل سے بچ گئے تھے بیت المقدس مین واپس گئے یہ زمانہ جوان بادشاہون کا گذرا ہے جسمین بیت المقدس کی تباہی ہوئی ہے بخت نصر کی طرف منسوب کیا جاتا ہے [illegible] کیرش کی بادشاہی بائیس برس رہی۔

بعض مورخین کا یہ قول ہے کہ بنی اسرائیل کو جس بادشاہ نے ملک شام کی جانے کی اجازت دی وہ گشتاسپ بن لہراسپ تھا اور ملک شام پر آل داؤد علیہ السلام مین سے کسی کو حاکم مقرر کردیا اور اُسے حکم دیا کہ بیت المقدس کو وہ بنالے چنانچہ بابل سے وہ شام مین لوٹ کر آگئے اور اُسے بنالیا۔

حضرت ارمیا نبی کا اور اُن کے گدھے کا مرکر سو برس بعد پھر زندہ ہو جانا

ارمیا بن حزقیا حضرت ہارون بن عمران کی نسل سے تھے جب بخت نصر نے شام کی سرزمین کو پامال کیا اور بیت المقدس کو برباد کر ڈالا۔ اور بنی اسرائیل کو قتل و اسیر کیا تو آپ نے (یعنی ارمیا علیہ السلام) بستی چھوڑ دی اور صحرا نشین ہو گئے اور حیوان کی صحبت اختیار کی۔ جب بخت نصر بابل کو لوٹ آیا تو حضرت ارمیا علیہ السلام بھی ایک گدھے پر سوار شیرۂ انگور اور زیتون ایک برتن میں لیے ہوئے آئے۔ دیکھا کہ بیت المقدس خراب اور ویران پڑا ہے یہی واقعہ پورا پورا اس آیت شریف میں ہے قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۝ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ترجمہ تو یہ دیکھ کر تعجب سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اس بستی کو اس کے مرنے یعنی اُجڑ جانے کے بعد کیسے زندہ یعنی آباد کرے گا اسپر اللہ تعالیٰ شانہ نے اُن کو سو برس تک مردہ کر رکھا پھر اُن کے گدھے کو بھی مار رکھا اور اُن کی آنکھیں بھی اندھی کر دیں پھر جب بیت المقدس آباد ہو گیا تو اللہ تعالےٰ شانہ نے پہلے حضرت ارمیا کی آنکھیں زندہ کیں پھر اُن کا بدن زندہ کیا کہ وہ اس بات اور واقعات کو دیکھتے جاتے تھے پھر جب اس طرح اُن کو پورا پورا جلا اُٹھایا تو پوچھا پروردگار تعالےٰ شانہ نے کہ تم کتنی مدت سوئے اس حالت میں۔ کہا ایک دن یا ایک دن سے کچھ کم۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا نہیں بلکہ تم سو برس ایسی حالت میں رہے اب تم اپنے کھانے

اور پینے کی چیزون کو دیکھو کہ کوئی چیز سڑی گلی نہین اور ذرا تغیر اُس مین نہین ہوا ہے اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو - اور تمہارے اتنے دنون مردہ رکھنے اور پھر جلا اُٹھانے سے مقصود یہ ہے کہ ہم تم کو لوگون کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنائینگے اور گدھے کی ہڈیون کی طرف نظر کرو کہ ہم کیونکر اُن کا ڈھانچ بنا کر اور اُسے جوڑ جاڑ کر کھڑا کر دیتے ہین اور پھر اُن پر گوشت چڑھاتے ہین - پھر جب ارمیا نے اپنے گدھے کی ہڈیون کو جڑتے ہوئے دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کے پاس آپ سے آپ اکٹھی ہو رہی ہین اور رگون کی بندشین بندھتی جاتی ہین اور اُن پر گوشت چڑھ رہا ہے اور دم کے دم مین وہ گدھا زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اللہ کے حکم سے - پھر اُنہون نے شہر کو دیکھا کہ وہان مکان بنے ہوئے ہین اور بنی اسرائیل کثرت سے آباد ہین اور ملکون سے واپس ہو کر وہان آ گئے ہین حالانکہ وہ اُن کے زمانہ مین اُجاڑ پڑا تھا اور وہان کے باشندے اسیر و قتیل ہو گئے تھے - جب اُن پر اللہ تعالی شانہ کی قدرت یون ظاہر ہوئی تو بول اُٹھے کہ اب مجھے یقین کامل ہو گیا کہ اللہ تعالی شانہ ہر چیز پر قادر ہے -

حضرت عُزیر کا زندہ ہونا اور از سر نو توریت بنا کر بنی اسرائیل کو دینا

بعض علما اس طرف گئے ہین کہ جن کو اللہ تعالی شانہ نے سو برس تک مردہ بنا رکھا تھا اور پھر اُن کو اور اُن کے گدھے کو زندہ کر دیا حضرت عزیر تھے جب زندہ ہو گئے تو بیت المقدس مین اپنے گھر کو آئے اُن کو پہلا ہی خیال تھا اپنے مکان اور بیت المقدس کی آبادی کی نسبت کیا دیکھتے کہ اُن کے گھر کے پاس ایک اندھی بڑھیا جو ایک سو بیس برس کی عمر سے بیٹھی ہوئی ہے آپ نے اُس سے پوچھا کہ عزیر کا گھر یہی ہے وہ آپ کی لونڈی تھی اُس نے جواب دیا کہ ہان یہی ہے اور رو کر بولی کہ مین نے مدت کے بعد آج تیرے منہ

عُزیر کا نام سُنا ہے آپ نے فرمایا کہ مین عُزیر ہون اُس لونڈی نے کہا کہ وہ تو مجاب الدعوات
تھے اگر تم عزیر ہو تو اللہ تعالے سے دعا کرو کہ مین اچھی ہو جاؤن حضرت عزیر علیہ السلام نے
اُس کے واسطے دعا کی وہ بینا ہو کر کھڑی ہو کر چلنے لگی اور اُس نے جب حضرت عزیر کو
دیکھا تو پہچان لیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا ایک بیٹا بھی تھا اُس کی ایک سو تیرہ ۱۱۳ برس
کی عمر تھی اور اُس کے بیٹے بوڑھے ہو گئے تھے وہ لونڈی اُن کے بیٹے کے پاس گئی اور
حضرت عُزیر علیہ السلام کا حال اُن سے بیان کیا وہ دوڑتے ہوئے اُن کے پاس آئے
اور دیکھکر اُنہین اُس خال سے پہچان لیا جو اُن کی پشت پر تھا یہ بھی بیان کرتے ہین کہ
حضرت عُزیر بنی اسرائیل کے ساتھ عراق مین تھے اور بیت المقدس مین لوٹ کر آئے تھے
اور یہان آکر توریت کو نئے سر سے مرتب کیا تھا کیونکہ جب بنی اسرائیل بیت المقدس کو
لوٹ کر آئے ہین تو توریت اُن کے پاس نہ تھی جہان اور چیزین اُن کی چھن گئی تھین وہ بھی
اُن کے ساتھ چھن گئی تھی اور جلکر معدوم ہو گئی تھی۔ اور عزیر قیدیون کے ساتھ گرفتار
تھے جب وہ بیت المقدس کو بنی اسرائیل کے ساتھ آئے تو روز و شب رونے کے سوا
ان کو کوئی شغل نہ تھا اور مخلوق سے الگ رہنے لگے اسی رنج و غم مین ایک روز وہ کیا دیکھتے
ہین کہ ایک شخص اُن کے پاس آیا اور یہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اُس نے انکے پاس
آکر کہا کہ عزیز کیون روتے ہو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی کتاب اور اُس کا عہد جو ہمارے
پاس تھا جاتا رہا اُس شخص نے کہا تو کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالے شانہ وہ کتاب پھر تمکو دیدے
آپ نے فرمایا ضرور مین یہ چاہتا ہون تو اُس نے کہا کہ اچھا روزہ رکھو اور پاک و صاف ہو کر
کل تم ہماری ملاقات اسی مقام پر کرنا حضرت عُزیر نے ایسا ہی کیا اور اُسی جگہ اُس شخص
کے انتظار مین بیٹھ گئے کہ وہ شخص آگیا اور ایک برتن مین پانی لایا اور آپ کو وہ پانی
پلا دیا پس توریت شریف آپ کو پوری بے کم و کاست حفظ ہو گئی یہ شخص فرشتہ تھا جو آدمی
کی صورت مین آیا تھا پس جب آپ بنی اسرائیل کی طرف لوٹ کر آئے تو اُن کو پوری توریت

شریف لکھوا دی اور اُن لوگون نے اُس کے حلال وحرام اور حدود کے سبب سے اُسے پہچان لیا پھر بنی اسرائیل آپ سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے۔ حضرت عزیر نے اُن کے کامون کی اصلاح کی اور مدت تک وہ بنی اسرائیل کے ساتھ رہے پھر اللہ تعالے شانہ نے اُن کی روح مبارک کو قبض کر لیا پھر ان کی وفات کے بعد حسب دستور سابق بنی اسرائیل مین بدکاریان ہونے لگین اور یہ نوبت پہونچ گئی کہ بعض نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا اس کے بعد بنی اسرائیل برابر بیت المقدس مین رہے اور اُن کی اولاد بہت کثرت سے ہوئی آخرکار ملوک طوایف کے زمانہ مین رومیون نے اُن پر غلبہ پایا اور اس کے بعد پھر اُن کی کبھی ایک جماعت نہ ہوئی۔

بخت نصر اور بیت المقدس کی تعمیر کے بیان مین علما نے بہت اختلاف کیے ہین علامہ فرماتے ہین کہ ہمنے اختصار کی غرض سے اُن کی تفصیل ترک کر دی ہے۔

بُختنصّر کی عرب پر چڑھائی اور عربون کو انبار اور حیرہ مین بسانا اور معد بن عدنان کا حرّان جانا

اہل اخبار کہتے ہین کہ برخیا بن حننیا پر اللہ تعالی شانہ نے وحی نازل فرمائی کہ وہ بخت نصر کو عرب پر چڑھائی کرنے کا حکم دین تاکہ وہان جا کر سپاہیون کو قتل کرے اور اُن کے بچون کو پکڑ لائے اور مال واسباب لوٹ لے اور یہ اُن کے کفر کی سزا تھی۔ جب حضرت برخیا نے یہ حکم بُخت نصر کو سنا دیا تو اُسنے اُس کی تعمیل کی۔ ابتدا تجار عرب سے کی اور اُن کو اُس نے پکڑ لیا اور اُن سے نجف مین حُرّان شہر بسا دیا اور وہان اُنہین قید کر کے اُن پر نگہبان مقرر کر دئے کہ کہین نکل کر جا نہ سکین۔ جب یہ خبر عرب مین شایع ہوئی تو کچھ لوگ اُسکے پاس امن مانگ کر آئے اور اُس نے اُن کو امن دیا اور قصور معاف کر دئے اور اُنہین سواد مین ٹھیرا دیا اور اُن لوگون نے وہان انبار شہر آباد کیا اور حیرہ والون سے اُس شہر کو

خالی کرا دیا اور عرب وہان بھی بخت نصر کی حیات کے زمانہ مین آباد ہو گئے۔ بخت نصر مرگیا
تو وہ انبار والون مین جا ملے اسی زمانہ مین سب سے اوّل عرب حیرہ اور انبار مین جا کر آباد
ہوئے ہین۔ پھر بخت نصر نجد اور حجاز کے عربون کی طرف چلا۔ تو اللہ تعالےٰ شانہ نے
برخیا اور ارمیا کو حکم دیا کہ وہ دونون معد بن عدنان کے پاس جائین اور اُسے اپنے ہمراہ
لیکر حران پہونچا دین اور اللہ تعالےٰ شانہ نے اُنہین بتا دیا تھا کہ اُس کی نسل سے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونگے جو خاتم الانبیا ہین اور یہ دونون تعمیل حکم پروردگار تعالےٰ
شانہ کی غرض سے روانہ ہوئے اور زمین ان کے واسطے لپیٹ دی گئی اور بخت نصر سے
پہلے معد کے پاس یہ دونون حضرات جا پہونچے اور فوراً اُسے اُٹھا کر حران پہونچا دیا معد کی
عمر اس وقت تیرہ برس کی تھی پھر جب بخت نصر عرب مین پہونچا اور عربون سے لڑکر اُن کو
بھگا دیا اور بہت لوگون کو قتل کیا بعد ازان حجاز کو گیا اور وہان عدنان نے عربون کو جمع
کیا اور بخت نصر سے اُس سے ذات عراق مین مقابلہ ہوا اور بڑی سخت لڑائی ہوئی
بہین عدنان کو شکست ہوئی۔ اور بخت نصر نے اُس کا تعاقب کیا اور اُنکے قلعون تک
چلا گیا وہان دونون فریق نے اپنے اپنے لشکرون کی صف بندیان کین اور اپنے گرد
خندقین کھودین۔ لیکن بخت نصر ایک مقام پر کمین مین چھپ گیا یہی سب سے پہلا کمین ہے
جس کا ذکر تاریخ مین مذکور ہے عربون پر تلوارون کا مینہ برسا جس سے وہ گھبرا گئے پھر دونون
لشکر جدا ہو گئے اور وہ اپنے گھر کو چلے گئے یہ اپنے گھر کو چلے آئے پھر معد بن عدنان بنی اسرائیل
کے نبیون کے ساتھ حران سے نکلا اور مکہ مکرمہ مین آگیا اور وہان اُس کی علامتین حدود بنائین
اور اُس کا حج کیا اور اُس کے ساتھ انبیا نے بھی حج کیا اور وہان سے روانہ ہو کر ریشوب کے
پاس گیا اور پوچھا کہ حارث بن مضاض کی اولاد سے کوئی باقی ہے یا نہین کسی نے اُس سے
کہا جوشم بن جلہمہ باقی ہے پھر اُس نے معانہ بنت جوشم سے شادی کی اور اُس کے بطن سے
نزار بن معد پیدا ہوا۔ ہمارے حضور پر نور کا سلسلہ نسب نزار بن معد سے عدنان تک

متفق علیہ ہے۔

ماقصۂ سکندر و دارا نہ خواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ہماری کتاب بادشاہون کے ذکر سے خالی ہے مگر سکندر مین جو ایک شاخ حکمت کی لگی ہوئی ہے لہذا بطور اختصار سکندر کا تذکرہ بھی اگر ہو جائے تو چندان مضائقہ نہین ہے۔ ہمارے علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے بخت نصر کے سب جھگڑے تمام کرکے گشتاسپ اور اُس کے زمانہ کے واقعات اور اُس کے باپ لہراسپ کا قتل اور ایام کیکاؤس سے بہمن بن اسفندیار کے زمانہ تک مع حالات شاہان یمن اور تبع اسعد ابوکرب اور چین تک اُس کی چڑھائی کے واقعات تحریر کئے ہین اور کچھ کیفیت دارا کی بھی رقم کی ہے مین نے یک قلم ان سب کو قلم انداز کیا۔

سکندر ذوالقرنین

اہل لغت نے اس لفظ کے بہت معنی بیان کئے ہین۔ ذوالقرنین لقب ہے سکندر کا اسلئے کہ اُس کے دو گیسو تھے اور گیسو کو قرن کہتے ہین۔ یا یہ کہ وہ دونون طرف عالم کے پھرا تھا یعنی مشرق و مغرب۔ یا یہ کہ وہ کریم الطرفین تھا مادر و پدر کی طرف سے یا یہ کہ وہ داخل ہوا تھا نور و ظلمت مین لغت مجمع البحرین سے کہ جامع لغات قرآن و حدیث ہے اور بعض محققین نے بیان کیا ہے کہ وہ ذوالقرنین جس کا ذکر قرآن شریف مین ہے یہ دوسرا بادشاہ تھا اور اسکندر رومی پسر فیلقوس دوسرا ہے ان دونون کے زمانہ مین بہت تفاوت ہے۔ غیر جو کچھ ہوا اختلاف کرنے والے جانین ہم تو اُس سکندر کا حال لکھ رہے ہین جس کا ذکر ہمارے محقق ابن اثیر نے تحریر کیا ہے وہ سکندر یونانی ہے جس کا باپ فیلقوس تھا اور شہر مقدونیہ اُس کا دار السلطنت تھا اور یہ وہان کا اور اُس کے اطراف کا بادشاہ تھا اور دارا سے

اس کے باپ نے سالانہ خراج بھیجنے پر صلح کر لی تھی جب فیلقوس مر گیا تو اُس کا بیٹا سکندر
بادشاہ اور کل ممالک روم پر غالب ہو گیا اور ایسا شایستہ انتظام کیا کہ اس کی فوجی قوت دارا
سے جو ایران کا بادشاہ تھا اور اس کا باپ اُسے خراج دیا کرتا تھا بڑھ گئی لہذا اس نے اُسے
خراج بھیجنا بند کر دیا اور جو خراج کہ یہان سے ایران جایا کرتا وہ طلائی بیضے تھے جن کا مقدار
مرغی کے انڈون کے برابر ہوا کرتا تھا جب ادھر سے معمولی خراج نہ پہونچا تو دارا کو غصہ آیا
اور ایک عتاب آگین خط لکھا اور اسی کے ساتھ دارا نے سکندر کو ایک چوگان اور گیند اور
ایک بڑا تھیلا تلون کا بھرا ہوا بھیج دیا اس کے جواب مین لکھا کہ جو کچھ تو نے مجھے بھیجا اور
لکھا مین نے اُسے دیکھا اور سمجھا۔ گیند اور چوگان جو گول ہے اور زمین کی صورت ہے تو نے
مجھے دی اور مین اُس کا مالک ہو گیا میرے لئے مبارک فال ہے اور تل بھی میرے واسطے
نیک شگون ہے کھانے کی چیز ہے چکنائی اُس مین ہے خوشگوار ہے تلخی نہیں ہے پھر سکندر
نے اُسے رائی کی ایک تھیلی بھیجی اور لکھا کہ جو کچھ اس تھیلی مین تجھے بھیجتا ہون اگرچہ قلیل ہے
مگر سخت تلخ اور بدمزہ ہے اور میرا لشکر ایسا ہی ہے جب یہ خط دارا کو پہونچا تو اُس نے
جنگ کی تیاریان شروع کر دین اور دارا اور سکندر دونون ہم نبرد ہوئے اور اللہ تعالیٰ شانہ
نے سکندر کو فتح دی اور یہ قصے بہت مشہور ہین ہر شخص جانتا ہے اور سکندر کے نسب کے
اختلافات بھی مشہور ہین ہندوستان مین وہ آیا یہان کی جنگ بھی مشہور ہے جو فور ہندی
سے ہوئی تھی۔ قرآن پاک کی سورہ کہف مین جو اس کا ذکر ہے وہ بھی محتاج بیان نہین۔ جو
سفر اس کا ظلمات کا خضر علیہ السلام کے ساتھ ہے اُس کا پورا خلاصہ اس ایک شعر مین ہے

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیوان تشنہ لب آرد سکندر را

مجھے تو وہ جواہرات لکھنے ہین جو اس کی موت پر چند دانشمندون نے بیان کئے ہین جسکے
سمجھنے کے لئے دل آگاہ اور دماغ روشن کی ضرورت ہے اور اس مقام پر مین اپنے برادر عزیز
سید شاہ نور الرحمن عرف شاہ لعل سلمہ ربہ اور نور چشم محمد محسن مدعمرہ اور اپنے برادران

طریقت کو مخاطب کرتا ہون کہ وہ سمجھین اور دنیا کو نقش بر ہوا جانین اور اُن کو اس امر مین فکر کرنا چاہیے کہ سکندر نے دنیا کو کس حالت مین چھوڑا اور حکما اور اہل علم نے اُس کی موت کے نتائج کو اپنی گہربار تقریرون سے کتنا پُراثر کرکے دکھایا ہے۔ سکندر بھی ایک بادشاہ تھا جیسے اور بادشاہ تھے مگر حکما کی صحبت نے اُسے ایسا فائدہ پہونچایا کہ شاید و باید۔ لیکن حضرت ہم کو تو حضور پُرنور قبلہ عالم و عالمیان محبوب خدا حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی تشریف آوری اور تشریف بری پر نظر ڈالنی چاہیے کہ دنیا کی حالت کیا تھی اور اُسے آپ نے کیا کر دیا انشاء اللہ تعالٰے یہ دقایق اسکے دوسرے نصف حصے مین جسمین بالکل حضور ہی کا ذکر شریف ہوگا تحریر ہونگے۔

سکندر کی وفات اور اس وفات پر حکما کی پُراثر تقریرین جن کا ہر لفظ جواہرات سے زیادہ گران قیمت ہے

سکندر پھر عراق کو فتوحات کے بعد لوٹا اور خناق کی بیماری سے شہر زور مین چھتیس برس کی عمر تھی کہ انتقال کیا اور ایک صندوق مین جو سونے کا مرصع بجواہر تھا اور اُسپر ملوا لگا ہوا تھا کہ وہ بگڑنے نہین اور متغیر ہو اُسمین اُسکی نعش رکھکر اُسکی مان پاس جو اسکندریہ مین تھی لے گئے سکندر نے چودہ برس بادشاہی کی اور دارا کو اپنی حکومت کے تیسرے سال قتل کیا۔ اور بارہ شہر بسائے اُنہین مین سے ایک اصفہان ہے اور شہر ہرات و مرو و سمرقند بھی ہین اور ایک شہر سواد مین بھی دارا کی بیٹی روشنک کے واسطے آباد کیا تھا اور یونان مین بھی ایک شہر بسایا اور مصر مین اسکندریہ بھی اُسی کا آباد کیا ہوا ہے۔

اہل تاریخ تحریر فرماتے ہین کہ جب سکندر مرگیا تو اُس کی صحبت مین جو حکمائے یونان ہر وقت جمع رہا کرتے تھے اور وہ جن کی باتین سکندر اپنے دل مین خزانہ حکمت جمع کیا کرتا تھا اُسکے تابوت کے سامنے آئے اور اُس کے گرداگرد کھڑے ہوئے اُس جماعت حکما مین سے

جو عقل و دانش مین ممتاز تھا کہنے لگا کہ آپ لوگون کو اس شاہ اولو العزم کی موت پر ایسی تقریر کرنی چاہیئے جو اُس کے وابستہ لوگون کے صبر کا سبب ہو اور عامہ خلایق کے لئے نصایح سودمند ہو اور پہلے اُس نے کھڑے ہو کر تابوت پر ہاتھ رکھا اور کہا۔

جو شخص قیدیون کو قید کیا کرتا تھا وہ آج خود قید ہو گیا۔ دوسرا حکیم بولا کہ یہ وہ سکندر ہے کہ سونے کو خزانہ مین چھپایا تھا اور اب سونا اُسے چھپائے ہوئے ہے یعنی طلائی تابوت مین پڑا ہے۔ تیسرے حکیم نے کہا دیکھو اس جسم کو لوگ جو مرا ہوا اسکے اندر ہے کیسی نفرت کرتے ہین اور اس تابوت زرین سے جسمین وہ جسد مُردہ ہے کیسی رغبت کرتے ہین۔ چوتھے حکیم نے ارشاد کیا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اگرچہ قوی مغلوب ہو گیا مگر ضعیف ویسے ہی کھیل کود مین ڈوبے اور دھوکے مین پڑے ہوئے ہین۔ پانچوین حکیم نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کی موت کا وقت معلوم نہ تھا اور اُس کی امیدین عیان تھین تو نے اپنی موت کو کیون نہ تھاما کہ بعض تیری امیدین اور پوری ہو جاتین بلکہ تو نے اپنی اُمیدہی کیون نہ رکھی کہ اپنی موت ہی کو روکے۔ چھٹے حکیم نے یہ تقریر کی کہ اے حاصل کے وصول کرنے والے اور کامون مین مستعد تو نے ایسی چیزین جمع کین کہ جن کی تجھسے احتیاج ہی اُٹھ گئی اور اُن کا گناہ تجھ پر رہ گیا اور اُن سے خوشی اُٹھانے کا زمانہ تجھسے چلا گیا اور نفع غیرون نے اُٹھایا اور وبال تجھ پہ پڑا۔ ساتوین حکیم نے یون دُرفشانی کی کہ تو ہم کو نصیحت کیا کرتا تھا مگر جتنی نصیحتین تو نے کی ہین اُن مین سے تیری موت سب سے بڑی نصیحت ہے جس کو عقل ہو وہ اُسے سمجھ جائے اور جو عبرت حاصل کر سکتا ہے وہ اُس سے عبرت حاصل کرے آٹھوان حکیم فرماتا ہے کہ ایسے بزدل لوگ بہت سے ہین جو تیری غیبت مین تجھسے ڈرتے تھے مگر آج سامنے موجود ہین اور اُنہین تجھسے ذرا بھی خوف نہین ہے۔ نوین حکیم کی گفتگو بہت لوگون کو اس بات کی حرص تھی کہ تو چپ رہے مگر تو چپ نہ رہتا تھا اور آج لوگون کی یہ تمنا ہے کہ تو کچھ بولے مگر تو نہین بولتا۔ دسوان حکیم اپنی تقریر کو یون دفتر پند مین لکھواتا ہے

کہ اِس نے کتنے ہی آدمی مار ڈالے کہ وہ خود نہ مرے مگر آخر مر ہی گیا - گیارھوان[11] حکیم جو
اُس کے کتب خانہ کا داروغہ تھا کلمات حکمت کا درس یون دیتا ہے - سکندر تو تو مجھ سے
یون کہتا تھا کہ مین تجھ سے کبھی جدا نہ ہون آج یہ حالت ہے مین تیرے پاس پہونچ ہی نہین
سکتا - بارھوین[12] حکیم نے اپنے بیان سے لوگون کے دلون کے ہلانے کے لئے یون اپنے
لب ہلائے کہ آج کا دن بڑا عبرتناک ہے جو اُس مین بُری باتین تھین وہ آگے آگئین اور
جو بھلائیان اُس کے آگے تھین وہ پیچھے چلی گئین اب جو شخص کسی کے زوال سلطنت پر رونا
چاہے رولے - تیرھوین[13] حکیم نے شاہان آیندہ کو اپنی پاکیزہ گفتار سے یون چونکا دیا کہ اے
عظیم الشان بادشاہ تیری سلطنت ایسی جاتی رہی کہ جیسے ابر کا سایہ چشم زدن مین جاتا رہتا
ہے اور تیری مملکت کے آثار ایسے مٹ گئے جیسے آنکھ کی پتلی کی تصویر طرفۃ العین مین
غائب ہو جاتی ہے - چودھوین[14] حکیم کی پُر معنی گفتگو - تو وہ ہے جس کے لئے زمین باوجود
وسعت تنگ تھی مگر اب تجھے یہ نہین معلوم کہ زمین کے اس تنگ گڑھے مین جہان تو آرام
کرنے والا ہے تیرا کیا حال ہوگا - پندرھوین[15] حکیم نے بندگان خدا کو زہد کا طریقہ یون تعلیم
کیا کہ جس شخص کا یہ راستہ ہو اُس نے ایسے مال کیون جمع کئے جو ناپائدار اور فانی ہین -
سولھوان[16] حکیم قوم کو یون وعظ سُناتا ہے اے مجمع فضلا اُس چیز کی خواہش نہ کرو جس کا
سرور پائدار نہین اور لذت منقطع ہو جاتی ہے کیونکہ اب تم کو کھوٹا کھرا اچھا بُرا سب معلوم ہو گیا -
سترھوان[17] حکیم خواب غفلت کے سونے والون کو یون بیدار کرتا ہے کہ سونے والے کے
خواب کو دیکھو کیسے اُس کی آنکھ کھلتی ہے خواب کا لطف گذر گیا اور ابر کا سایہ ایک لمحہ مین
ہٹ گیا - اٹھارھوان[18] حکیم سکندر کی نعش کو مخاطب کر کے قوم کے اخلاق یون پاک
کرتا ہے کہ تیرا غضب لوگون کی موت تھا بھلا تو نے اپنی موت پر غضب اور غصہ کیون نہ کیا
جو تجھے موت نہ آتی - اُنیسوان[19] حکیم اور بادشاہون کو اُن کے مآل کار کا آئینہ سکندر کی موت
کو بنا کر دکھاتا ہے اے لوگو تم نے اس مرے ہوئے بادشاہ کو دیکھ لیا ہے تو چاہئے کہ یہ

بادشاہ جو اب موجود ہے اُس سے نصیحت پکڑے۔ بیسوین حکیم نے قوم کو یون اجازت دی کہ جسکو اس کی ذات سے خوشی یا ناخوشی کی کیفیت پہونچی ہو بیان کرے کہ اس کا جانشین اُسے اختیار کرے یا ترک کرے وہ مختصر الفاظ یہ ہین۔ جس شخص کی باتین لوگون کے کان سنتے تھے وہ تو چپ ہو گیا اب جو آدمی ساکت ہین وہ بولین یعنی اُن کا چپ کرنے والا نہ رہا اُن کو بولنے کی اجازت عام ہے۔ اکیسوان حکیم دنیا بھر کے خشمگین اور بدلہ لینے والون کے خیالات کا تزکیہ شاہ مرحوم کے ذریعہ سے یون کرتا ہے۔ جو شخص تیری موت سے خوش ہوا ہے وہ بہت جلد تجھ سے ملنے والا ہے اُسی طرح جیسے کہ تو اُس کے پاس چلا گیا جس کی موت سے تو خوش ہوا تھا۔ بائیسوان حکیم فرزانہ جو علم الابدان کا ماہر تھا بجا طلا یون استفسار کرتا ہے یہ کیا بات ہے جو تجھ سے آج اپنا ایک عضو بھی نہین اُٹھتا تو تو کل تمام دنیا کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھا حیف تجھ مین اتنی طاقت نہ رہی کہ تو اپنے جسم کو اس تنگ جگہ سے نکال سکے جہان تو پڑا ہوا ہے حالانکہ تجھے ملکون کے بڑے بڑے وسیع میدانون سے بھی نفرت تھی۔ تیئیسوین حکیم نے دنیائے فانی کی محبت کو یون مضمحل کر کے قوم کو دکھایا کہ جب دنیا کا انجام یہ ہے تو انسان کو چاہیئے کہ ابتدا ہی سے اُس سے پرہیز کرے۔ پھر سکندر کے خوان سالار نے پکارا کہ گاؤ تکیئے لگا دئے گئے اور قالین بچھا دئے گئے مگر مجلس کے صدر اور محفل کے صدر کو مین نہین دیکھتا۔ پھر داروغۂ بیت المال نے باآواز بلند ندا کی کہ تو مجھے خزانہ جمع کرنے کے لئے کہا کرتا تھا اب بتا کہ مین تیرا خزانہ کس کے سپرد کرون۔ پھر ایک اور نے آواز دی کہ یہ دنیا بہت لمبی چوڑی ہے مگر تو اُس کے ساتھ بالشت بھر زمین مین آ گیا ہے اگر تجھے اس کا یقین ہوتا تو اپنے آپ کو اُس کی جستجو مین آوارہ نہ کرتا۔ پھر اُس کی پیاری زوجہ روشنک نے باآواز حزین و دردناک یون چہرہ عروس بیان سے گھونگٹ اُٹھایا کہ مین نہین جانتی تھی کہ دارا پر غالب ہونے والا بھی کسی سے مغلوب ہو گا یہ باتین جو تم کہہ رہے ہو ایسی ہین کہ جنہین سنکر دشمن خوش ہون یاد رہے کہ جو پیالہ سکندر پی چکا ہے وہ تمہارے

پینے کے واسطے بھی ویسا ہی چھوڑ گیا ہے۔ پھر اُس کی مادر مہربان اپنے لاڈلے بیٹے کی موت کا حال سنکر یون بولی کہ اگرچہ میرے فرزند کی بادشاہی جاتی رہی لیکن میرے دل سے اُس کی یاد کبھی نہ جائیگی۔

بادشاہ تو بہت مرے اور مرینگے اُن کے جنازے کے تکلفات اخبارون مین انتہا سے زیادہ دیکھے گئے مگر حکما کا مجمع اور ایسی پاکیزہ تقریرین نہ سنی ہین نہ آیندہ سنی جائینگی چونکہ سکندر حکما کی صحبت مین ابتدا سے رہا اور اُنہین لوگون سے تعلیم پائی تو اُس کا اثر یہ ہوا کہ صندوق اُسکی نعش کا حکما کے مجمع مین رکھا ہوا تھا اور حکمی اور اخلاقی مسئلے بیان ہو رہے تھے یہانتک کہ وہ تقریرین ہم تک بھی پہونچین اور صفحات روزگار پر لکھی ہوئی ہین جس دانشمند کو پڑھنا ہو پڑھ لے۔

سکندر۔ امور ملک داری اور قانون سلطنت سے خوب واقف تھا اس کے ساتھ بھی وہ برابر اپنے اُستاد **ارسطو حکیم** سے ہر امر مین مشورہ لیا کرتا تھا جب سکندر بلاد فارس کا بادشاہ ہوا تو اُس نے حکیم ارسطاطالیس کو یہ بھی لکھا تھا کہ ایران مین بڑے بڑے صاحب الرائے اور بہادر اور عالی نسب لوگ رہتے ہین اور مجھے جو اللہ تعالےٰ شانہ نے اس ملک پر فتح دی ہے یہ صرف اُس کا فضل ہے اب اگر مین اس ملک کو چھوڑ کر کہین جاؤن تو مجھے یہ اطمینان نہین ہے کہ یہ فرمان برداری کی حالت مین رہین لہذا ہر وقت مجھے ان کی طرف سے اندیشہ ہے آپ مجھے مشورہ دین کہ مین کیا کرون۔ ارسطاطالیس نے سکندر کو لکھا کہ مین نے تمہارے مطلب کو سمجھ لیا ایسے لوگون کا قتل تو اچھا نہین ہے اُس مین بڑے فساد پیدا ہونگے تمام ملک تمہاری طرف سے بدگمان ہو جائیگا اور خود تمہارے ملک کی شوکت اور عظمت جاتی رہیگی اور تمام ملک مین بغاوت پیدا ہو جائیگی پھر اُس کے انجام کا حال نہین معلوم اور پھر تمام ملک کی رعایا جو بیخ سلطنت ہے اُن کی بغاوت کی آندھی سلطنت کو جڑ سے اوکھاڑ کر پھینک دیگی اور یہ بات تمہاری اولاد اور رفقا کے لیے بھی اندیشہ سے خالی نہین ہے اور یہ جو تم نے

لکھا ہے کہ وہ ذی ہمت ہین تو یاد رہے کہ ایسی صفت اور اخلاق کے آدمی وفادار ہوا کرتے
ہین اور جو لوگ کہ نفس کے دنی اور کمینہ ہوتے ہین وہی لوگ غدار اور فریبی ہوا کرتے ہین
لہذا ذی ہمت لوگون پر امور سلطنت ہین بھروسا کرنا چاہیے۔ رہی اُن کی شجاعت اور
عقل کی کوتاہی اُسکا یہ طریقہ ہے کہ ان کو آپ دولت مند کر دیجیے اور عورتون کا خیال
دلا دیجیے اس لئے کہ فارغ البالی سے شجاعت بہت کم ہو جاتی ہے اور سلامتی نفس اور
امن کو انسان پسند کرنے لگتا ہے مین تم کو لکھتا ہون کہ کسی کو قتل نہ کرنا۔ یہ ایسا بڑا گناہ ہے
کہ کبھی معاف نہین ہوتا ہان یہ تم کو اختیار ہے کہ مجرم کو اگر وہ قتل عمد کا مرتکب نہین ہے جو سزا
چاہو دو مگر بخشش اور رحم کا خیال ضرور ہے اور اسمین یہ مصلحت ہے کہ معافی کا اختیار
ہر وقت حاصل ہے اگر تم عفو کروگے تو وہ بہت ہی اچھا معلوم ہوگا اور تمہاری رعایا تم سے
سچی محبت کرنے لگیگی اور اپنے رفقا سے غرور رکرنا کہ مغرور آدمی سے آدمی محبت نہین کرتا۔
اور نہ مواسات و مہربانی کے ساتھ بغض رہا کرتا ہے۔

سکندر کا ارسطو کی راے سے ایران مین طوائف الملوکی کر دینا

جب سکندر بلاد فارس کا بادشاہ ہوا تو اُس نے ارسطاطالیس سے راے طلب کی کہ
ایران کی رعایا سے مجھے کیا کرنا چاہیئے یہان کے لوگ بڑے بڑے ذی راے بہادر خوبصورت
عالی نسب ہین۔ اُسپر ارسطو نے یہ راے دی تھی کہ ان کو قتل نہ کرنا بلکہ دولتمند کردو۔ یہ
قتل کرنے سے زیادہ ہے جہان دولتمند ہوے اور عیش مین مبتلا ہوئے پھر نہ شجاعت
باقی رہتی ہے نہ ہمت۔ سکندر نے حسب وصیت جیساکہ ارسطو نے اُسے تحریر کیا تھا
بادشاہان سابق کی اولاد کو اپنے پاس بُلایا اور اُن سے نہایت مہربانی سے ملا اور ملک کے
تھوڑے تھوڑے حصون کی حکومت اُن کو دیدی اور خود مختار بادشاہ بنا دیا پس پہلی ہی

بات تو یہ ہوئی کہ اُن کا آپس کا اتفاق جاتا رہا جو ہم سرحد تھے وہ اپنے اپنے ملک کی وسعت کے لئے ایک دوسرے کا دشمن جان ہوگیا اور سکندر سے سب محبت کرنے لگے اور اُسکی اطاعت ان سب کی طینت کا خمیر ہوگئی اور ثروت جو ہاتھ مین آئی تو کمال ممنون احسان ہوئے اِس لئے کہ اُن کی مُردہ اُمیدین از سرِ نو زندہ ہوگئین۔

سکندر کے بعد اُس قوم مین کون کون بادشاہ ہوا

جب سکندر مرگیا تو اُسکے بیٹے اسکندرون سے بادشاہی کیلئے کہا گیا مگر اُسنے قوم کی اِس درخواست کے قبول کرنے سے انکار کیا اور عبادت خداے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی اختیار کی اور زاہد ہوگیا لہذا یونانیون نے بطلیموس بن لاغوس کو بادشاہ بنالیا۔ عرض فقیر اکبر غفر اللہ ذنوبہ مین سچ کہتا ہون کہ اسوقت اس بادشاہ کی عزت جسنے بادشاہی قبول کرلی میری نگاہون مین اسکندرون کے ایک ادنیٰ خادم سے بھی کم ہے الحمد للہ علیٰ احسانہ میرے اللہ کا میرے مالک کا میرے پالنے والے کا بے انتہا شکر ہے کہ اُس نے یہ خیال میرے دل مین جانشین کردیا ثم الحمد للہ اس بادشاہ نے اٹھاسی برس حکومت کی۔ اُس کے بعد بطلیموس فیلودفوس چالیس برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلیموس اور اغاطس ۲۴ برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلیموس فیلا قطر اکیس برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلیموس افیفانس بائیس برس بادشاہ رہا۔ پھر اُس کے بعد بطلیموس اور اغاطس ثانی اونتیس برس بادشاہ رہا۔ پھر اُسکے بعد بطلیموس ساطر سترہ برس بادشاہ رہا۔ پھر بطلیموس اخشند گیارہ برس بادشاہ رہا۔ پھر وہ بطلیموس بادشاہ ہوا جو آٹھ برس چھپا رہا تھا پھر اُس کے بعد کلوپطرہ سترہ برس بادشاہ رہی۔ یہ عورت صف حکما مین سے تھی اور یہ سب یونانی بادشاہ تھے اور یہ یونانی بادشاہ جتنے سکندر کے بعد ہوے سب بطلیموس کے لقب سے پکارے گئے اسی طرح فارس کے بادشاہ کسریٰ اور روم کے بادشاہ قیصر کہلاتے تھے اور بعض مورخین نے ذکر کیا ہے کہ

وہ بطلیموس جو مجسطی وغیرہ کتابون کا مصنف ہے اِن بادشاہون مین سے نہین ہے بلکہ وہ ملوک روم کے زمانہ مین ہوا ہے۔ پھر شام کے ملک مین کلوپطرہ کے بعد روم کے بادشاہ ہوے ان مین سب سے پہلا بادشاہ جایوس یولوس پانچ[۵] برس رہا پھر اُس کے بعد اغطس نے چھپن[۵۶] برس بادشاہی کی اِس کی حکومت کو جب پینتالیس[۴۵] برس گذرے ہین تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پیدا ہوئے۔ اہل تاریخ کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائیش اور سکندر کے زمانہ مین تین سو تین[۳۰۳] برس کا فرق ہے۔

ارسطو کا مختصر ذکر

ارسطاطالیس یونانی حکما مین افضل و اعلم گذرا ہے سکندر اُسی کی راے سے ملک رانی کیا کرتا تھا۔ ارسطو فن حکمت مین افلاطون کا شاگرد تھا اور افلاطون سُقراط اوسیلاوس کا فقط طبعیات مین شاگرد تھا اس کے معنی ہین درندون کا سردار۔ اور اوسیلاوس انکساغورس کا شاگرد تھا مگر ارسطاطالیس نے اپنے اُستاد سے بعض مسائل مین اختلاف کیا ہے کسی نے اُس سے پوچھا کہ یہ تو نے کیون کیا تو ارسطو نے کیا خوب جواب دیا کہ افلاطون بھی سچّا ہے اور حق بات بھی سچی ہوتی ہے مگر حق بات کو سچّا جاننا اُس کے سچّا ماننے سے زیادہ ضروری ہے۔

الغرض ملوک طوائف کی حکومت کی مدّت دوسو ساٹھ[۲۶۰] برس اور بعض کے نزدیک تین سو چوالیس[۳۴۴] برس ہے اور ایک قلیل جماعت کے نزدیک پانچ سو تیئیس[۵۲۳] برس رہی ہے واللہ اعلم بالصواب

ملوک طوائف کے زمانہ کے واقعات حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہم السلام

عمران ابن ماثان حضرت سلیمان ابن داوٗد علیہ السلام کی اولاد مین تھا اور بنی اسرائیل کے سردار اور اُن کے عُلما اور اَحبار آل ماثان ہی مین ہوا کرتے تھے۔ عمران کی شادی حَنّہ بنت فاقوذ سے

ہوئی تھی اور زکریا علیہ السلام کے نکاح مین حنہ کی بہن ایشاع تھی یہ حنہ بڑی بوڑھی ہوگئی
تھی اور اُس کی اولاد ہونے کی عمر گذر گئی تھی ایک روز اُس نے دیکھا کہ ایک چڑیا اپنے
بچے کو دانہ بھرا رہی ہے۔ یہ دیکھکر اُسے بھی اولاد ہونے کا شوق ہوا اُس نے اللہ تعالے
شانہ کے حضور مین اولاد کے لئے دعا مانگی اور یہ نذر مانی کہ اگر خدا اسے تعالیٰ شانہ مجھے بیٹا
دے تو مین بیت المقدس کے خدام مین اُس کا نام لکھوا دونگی اور اُس پاک گھر کی
خدمت کے لئے وقف کر دونگی یعنی وہ دنیاوی کامون سے مُحَرَّر یعنی آزاد رہیگا حُر کے
معنی آزاد کے ہین مُحَرَّر اُس کا مفعول ہے آزاد کردہ شدہ اور نذر تحریر کا وہان یہ قاعدہ تھا
کہ لڑکا کنیسہ مین دیدیا جاتا اور وہ اُس کی خدمت کیا کرتا اور بلوغ سے پہلے اُسے بیت مقدس
سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی جب بالغ ہوجاتا تو اُسے اختیار ہوتا تھا کہ چاہے وہ بیت مقدس
ہی مین رہے یا کہین دوسری جگہ رہے اور صرف لڑکے ہی مُحَرَّر ہوا کرتے تھے لڑکیان ایام
ماہانہ کی تکلیف کے سبب سے اِس نذر کے قابل نہ سمجھی جاتی تھین۔ پھر عمران تو مرگیا اور
حنہ ابھی تک حاملہ ہی تھی اور حضرت مریم علیہا السلام مان کے پیٹ مین تھین۔ جب
وضع حمل ہوا تو وہ لڑکی تھین حنہ اُن کی والدہ نے کہا رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُھَا اُنْثٰی
وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ ترجمہ
پروردگار یہ تو لڑکی پیدا ہوئی اور اللہ کو خوب معلوم تھا کہ یہ لڑکی کیسی مرتبہ والی ہے اور
کنیسہ کی اور وہان کے عابدون کی خدمت کے لئے لڑکی کو لڑکے سے کیا نسبت ہے
اور اس کا نام مین نے مریم رکھا ہے۔ مریم کے معنی اُس زبان مین عبادت کے ہین۔
پھر اُس لڑکی کو غسل دیکر ایک کپڑے مین لپیٹ کر مسجد مقدس مین لیگئی اور حضرت ہارون
کی اولاد کے پاس جو اَحبار تھے جا کر عرض کی (یہ لوگ بیت المقدس کے متولی اسی طرح
ہوا کرتے تھے جیسے بنی شیبہ خانہ کعبہ کے متولی ہوتے تھے) کہ مین نے اسکی نذر مانی تھی
کہ میرے اگر بچہ ہوگا تو وہ بیت مقدس کی خدمت کے لئے مُحَرَّر ہوگا سو یہ لڑکی پیدا

ہوئی ہے اِسے لے لو چونکہ یہ لڑکی اُن کے امام اور ذبح کرنے والے ملّا کی تھی اس لئے اُنمین سے ہر ایک نے چاہا کہ وہ مجھے ہی ملجائے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا کہ اس لڑکی کی خالہ میری زوجہ ہے لہذا سب سے زیادہ حق میرا ہے احبار نے کہا کہ قرعہ ڈالتے ہین جس کا نام نکلے وہی اس لڑکی کو لے۔ پھر اُنھون نے ایک بہتی ہوئی ندی اردن مین اپنی قلم جس سے وہ تورات لکھا کرتے تھے پھینکی وہ تیرنے لگی اور لوگون کی قلمین ڈوب گئین لہذا وہ لڑکی حضرت زکریا علیہ السلام کو ملی اور اُس کی پرورش کے کفیل ہو کر حضرت مریم کو اپنی زوجہ کو جو اُن کی خالہ تھین سپرد کر دیا اور اُس کو دودھ پلوایا پھر جب وہ بڑی ہو گئین تو اُنکے لئے مسجد مین ایک بالاخانہ بنوایا کہ بغیر سیڑھی اُسپر کوئی چڑھ نہ سکے اور نہ اُس کے پاس کوئی جا سکے باوجود اِس کے حضرت زکریا علیہ السلام اُن کے پاس وہ میوہ جات جو جاڑون مین پیدا ہوتے ہین گرمیون مین اور جو گرمیون مین پیدا ہوتے ہین جاڑون مین دیکھا کرتے تھے اور اُن سے پوچھتے کہ یہ میوے تیرے پاس کہان سے آتے ہین وہ فرماتین۔ کہ اللہ تعالےٰ شانہ بھیجتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا اولاد کے لئے دعا کرنا اور فرشتہ کا اُنہین حضرت یحییٰ کی بشارت دینا اور اُس کی نشانی

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کی یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپ نے بھی اللہ تعالیٰ شانہ کے حضور مین اولاد کی التجا پیش کی اور یہ امر آپ کو اس دعا کرنے کا باعث زیادہ ہوا کہ حضرت مریم علیہا السلام کے پاس غیر فصل کے میوے دیکھے اور استفسار کے وقت حضرت مریم نے جواب دیا کہ میرا اللہ تعالےٰ مجھے بھیجتا ہے آپ نے خیال کیا کہ جو اللہ مریم کا ہے وہی میرا بھی ہے وہ میری دعا کیون نہ قبول فرمائیگا اُس کی قدرت کے آگے کیا مشکل ہے کہ میری بی بی کو شفا دے اور اولاد بخشے قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً

طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ فَنَادَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ
اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ ترجمہ کہا حضرت زکریا نے اے
پروردگار مجھے بھی اپنے فضل و کرم سے اولاد عنایت فرما تو سب کی دعائین سنتا ہے پھر جب
وہ اپنی محراب عبادت مین نماز پڑھ رہے تھے تو ایک فرشتہ نے اُنہین پکارا اور وہ جبریل علیہ
السلام تھے جو ایک جوان آدمی کی صورت مین تھے اُس جوان آدمی کو دیکھکر حضرت زکریا
علیہ السلام گھبرا گئے۔ اُس جوان نے آپ سے کہا کہ تم کو اللہ تعالےٰ شانہ کی طرف سے خوشخبری
پہونچے کہ اُس نے تم کو ایک بیٹا جس کا نام اُس نے یحییٰ رکھا ہے عنایت کیا جو خدا کے
حکم کی یعنی حضرت مسیح کی نبوت کی تصدیق کرینگے۔ روایتاً بیان کیا گیا ہے کہ حضرت یحییٰ ہی
پہلے شخص ہین جو حضرت مسیح پر ایمان لائے اور اُن کی نبوت کی تصدیق کی۔ اور یہ واقعہ
اِس طرح ہوا کہ جب حضرت یحییٰ اپنی والدہ مکرمہ کے بطن مین تھے تو اُن کی والدہ حضرت
مریم کے پاس آئین اور اُس وقت حضرت عیسیٰ بھی اپنی والدہ ماجدہ کے شکم مبارک مین
تھے تو حنہ والدہ حضرت یحییٰ نے حضرت مریم علیہا السلام سے پوچھا کہ کیا تم حاملہ ہو حضرت
مریم نے کہا کہ تم کیون پوچھتی ہو تو حنہ نے کہا کہ مین دیکھتی ہون کہ میرا حمل تمہارے حمل کو
سجدہ کرتا ہے یہی سجدہ کرنا اُن کی نبوت کی تصدیق تھی اور بعض علما نے یہ بھی فرمایا ہی
کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین برس کی عمر تھی اُس وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام نے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کی تھی۔ اور یہ نام حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پروردگار
ہی نے رکھا ہے آپ سے پہلے کوئی شخص اِس نام کا نہین گذرا ہے چنانچہ خود پروردگار تعالیٰ
شانہ ارشاد فرماتا ہے لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ہم نے اس نام کا کوئی پہلے نہین پیدا
کیا۔ اور پروردگار تعالےٰ شانہ نے سلام کی عزت بھی بخشی وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ
وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا اور اُن کو ہر حال مین جس دن پیدا ہوے اور جس دن
مرینگے اور جس دن وہ دوبارہ اُٹھا کر کھڑے کئے جاینگے امان ہو گی ہے اور حضرت یحییٰ حضرت

مسیح سے تین برس اور ایک روایت مین ہے کہ چھ مہینے پہلے پیدا ہوئے تھے حضرت یحییٰ کی والدہ ماجدہ کے حمل کا حضرت مریم علیہا السلام کے حمل کو سجدہ کرنا چھ مہینے کی روایت کو قوت دیتا ہے۔ حضرت یحییٰ حصور تھے یعنی عورات کی قربت سے دور تھے باوجود قوت مردانگی کے اور نہ آپ بچون کے ساتھ کھیلتے تھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ کی بشارت دی گئی تو آپ نے عرض کی کہ پروردگار میرے لڑکا کیونکر پیدا ہوگا مین بہت بوڑھا ہوگیا ہون اور میری بی بی بانجھ ہے۔ کہتے ہین کہ اُس وقت عمر حضرت زکریا علیہ السلام کی ایک روایت سے بانوے ۹۲ برس اور ایک روایت سے ایک سو بیس ۱۲۰ برس کی تھی اور آپ کی بی بی صاحبہ کی اٹھانوے ۹۸ برس کی تھی۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا کہ اسی طرح ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ بات آپ نے اس لئے پروردگار تعالیٰ شانہ کے حضور مین عرض کی تھی کہ آیا مجھے اسی بانجھ بی بی سے اولاد عنایت ہوگی یا اَور کسی بی بی سے یہ عرض انکاری نہ تھی بلکہ اپنی خاطر کی تسلی وتشفی کے لئے تھی عرض کیا آپ نے کہ پروردگار میرے اطمینان اور تسلی کے لئے کوئی نشانی مجھے بتا جس سے مین سمجھون کہ میری دعا قبول ہوئی۔ اللہ تعالےٰ شانہ نے فرمایا کہ تین دن تم لوگون سے بات نہ کروگے جو نشان تم چاہتے ہو وہ یہ ہے۔ مگر رمز کے ساتھ راوی کہتا ہے کہ اُن کی اس نشانی مانگنے کی وجہ سے پروردگار تعالےٰ شانہ نے تعذیباً اُن کی زبان بند کردی تھی مگر اشارہ سے باتین کرتے تھے۔

حضرت یحییٰ کی پیدایش اور انکا زہد اور عبادت اور خوف خدا

روایت ہے کہ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو اُن کے باپ نے دیکھا کہ اُن کی صورت اچھی ہے اور بدن پر بال تھوڑے ہین اُنگلیان چھوٹی چھوٹی اور ابرو پیوستہ اور باریک ہین اور اللہ تعالیٰ شانہ کی طاعت مین ایام طفولیت ہی سے قوی ہین اگرچہ نازک بدن ہین اور

اُن کو طفولیت ہی سے حکمت عطا ہوئی تھی چنانچہ پروردگار تعالےٰ شانہٗ فرماتا ہے وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ہم نے اُسے صغیر سنی ہی مین دانائی اور پیغمبری دی تھی وہ اپنے ہم عمر لڑکون کے ساتھ کھیل مین مشغول نہ ہوتے تھے اور اُن سے کہتے کہ مین کھیلنے کے لئے نہین پیدا ہوا ہون اُن کی عادت تھی کہ وہ گھاس چارہ وغیرہ کھا کر آسودہ ہوجایا کرتے اور اکثر اوقات درختون کے پتّون سے پیٹ بھر لیا کرتے اور جب خاصہ تناول فرماتے تو جو کی روٹی کھایا کرتے

روایت۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس شیطان آیا اور آپ کے نزدیک اُس وقت ایک جو کی روٹی رکھی ہوئی تھی شیطان نے کہا کہ یحییٰ تو تُو اپنے آپ کو زاہد کہتا ہے پھر بھی اپنے پاس جو کی روٹی رکھ چھوڑی ہے۔ حضرت یحییٰ نے کہا کہ اے ملعون یہ تو انسان کا قوت ہے ابلیس نے کہا کہ جو شخص مریگا اُس کے لئے تھوڑا ہی قوت کافی ہے اِسی حالت مین بارگاہ خداوندی سے حضرت یحییٰ پر وحی نازل ہوئی۔ کہ اے یحییٰ سوچ تو کہ وہ تم سے کیا کہتا ہے یعنی یہ امر زاہد کی شان کے خلاف ہے کہ دوسرے وقت کے لئے بھی کچھ کھانا اُس کے پاس رہے اُس کی ضرورت کی چیزین تو اُس مالک الملک کے خزانہ مین جمع ہین جس وقت اِس کو جس چیز کی ضرورت ہوگی وہ پہونچا دیگا یہ کیون اپنے پاس کوئی شے رکھنے کی تکلیف گوارا کرے ع

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را	

حضرت یحییٰ علیہ السلام لڑکپن ہی مین نبی ہوگئے تھے اور بندگانِ خدا کو عبادت الٰہی کی ہدایت کیا کرتے تھے اور صوف کے کپڑے پہنا کرتے تھے اُن کے پاس نہ تو دینار ہوتا نہ درم اور نہ رہنے کو گھر تھا۔ جہان رات ہوجاتی وہین پڑ رہتے اور نہ خدمت کرنے کے لئے کوئی خادم اُن کے پاس تھا۔ عبادت بہت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے بدن کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بہت لاغر ہوگئے ہین تو آپ بہت روئے اُسی وقت اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ پر وحی نازل فرمائی کہ اے یحییٰ جسم کے لاغر ہونے پر روتے ہو مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم اگر مین آگ پر ایک مرتبہ ظاہر ہوجاؤن تو وہ میرے خوف سے بجائے صوف کے لوہے کی

زرہ پہن لے یہ سنکر حضرت یحییٰ اتنے روئے کہ اُن کے رخسارے آنسوؤں کے بہنے
کی وجہ سے مجروح ہو گئے اور ایسے زخم ہو گئے تھے کہ جن میں سے آپ کے دندان مبارک
کی جڑیں نظر آتی تھیں۔ اُن کی والدہ مکرمہ اور اُن کے والد بزرگوار نے جو یہ حال آپ کا
سُنا تو وہ آپ کے پاس آئے اور اَحبار بھی آپ کے ساتھ تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے
فرمایا کہ اے یحییٰ تو نے اپنا ایسا حال کیوں بنا دیا۔ حضرت یحییٰ نے عرض کی کہ آپ ہی نے
مجھے اس زہد کا اشارہ فرمایا۔ آپ نے ایک دن وعظ میں فرمایا تھا کہ جنّت اور دوزخ کے
بیچ میں ایک گھاٹی ہے اور وہ سخت دشوار گزار مقام ہے اُس سے وہی لوگ سلامتی کے
ساتھ گذرینگے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اُس کے خوف سے روتے ہیں یہ سنکر حضرت
زکریا خاموش ہو گئے اور یہ کہکر بیٹے کے پاس سے اُٹھ گئے کہ اچھا رو جتنا تیرا دل چاہے
پھر اُن کی مادر مہربان نے دو ٹکڑے نمدے کے اُن کے رخساروں پر رکھ دئیے کہ اُن کے
دانت اُس سے چھپ جائیں پھر بھی وہ اتنا رویا کرتے تھے کہ وہ دونوں ٹکڑے نمدے
کے تر ہو جایا کرتے تھے اور دن بھر میں کئی بار اُن کو نچوڑنے کی نوبت آتی تھی۔ حضرت
زکریا علیہ السلام جب وعظ کہتے تو ادھر اُدھر دیکھ لیا کرتے تھے اگر حضرت یحییٰ موجود ہوتے
تو دوزخ کا ذکر نہ کرتے۔

ہیرودوس بادشاہ کا جو بنی اسرائیل کا فرمان روا تھا حضرت یحییٰ کو قتل کرنا

اہل تاریخ کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول کر کے
اپنے بندوں کی طرف بھیجا تو آپ نے توریت کے بعض احکام منسوخ کر دئیے انہیں
منسوخ شدہ احکام میں سے ایک حکم یہ بھی تھا کہ حقیقی بھائی کی بیٹی سے نکاح ناجائز ہے
اور اُن کے بادشاہ ہیرودوس کے بھائی کی ایک بیٹی تھی وہ اُسے بہت چاہتا تھا

اور اُس کا ارادہ تھا کہ اُس سے نکاح کرلے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اُسے اِس امر سے روکا
مگر اُس بادشاہ کا اُس لڑکی کی محبت مین یہ حال ہوگیا تھا کہ روز اُس کی ایک درخواست پوری
کردیا کرتا تھا اُس لڑکی کی مان نے جو خبر سنی کہ حضرت یحییٰ اُس بادشاہ کو اِس لڑکی کے نکاح
مین لانے سے روکتے ہین تو اُس نے اپنی لڑکی کو سمجھا دیا کہ بادشاہ ابکی کوئی درخواست
تیری تجھ سے پوچھے تو اس کے سوا اور کچھ نہ کہیو کہ یحییٰ کو قتل کرڈال۔ جب وہ لڑکی بادشاہ
کے پاس گئی تو اُس نے اُس سے پوچھا کہ آج تیری درخواست کیا ہے اُس کمبخت لڑکی نے
کہا کہ مین چاہتی ہوں کہ یحییٰ کو قتل کرڈال۔ بادشاہ نے کہا کچھ اور مانگ وہ بدبخت بولی کہ
مین تو اس کے سوا اور کچھ نہین چاہتی۔ ناچار بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بلوایا اور
طشت منگوا کر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اُس مین ذبح کرا دیا۔ اُس بدبخت لڑکی نے جب
آپ کا سر مبارک دیکھا تو بولی کہ آج میری آنکھین ٹھنڈی ہوئین پھر اُسی وقت وہ کسی وجہ
سے اپنے قصر پر چڑھی وہان سے وہ زمین پر گر پڑی اُس بادشاہ کے شکاری کتّے کھڑے
تھے وہ سب اُس سے لپٹ گئے اور اُسے چیر پھاڑ کر کھا گئے۔

حضرت یحییٰ ع کے قتل پر بخت نصّر کی چڑھائی بنی اسرائیل پر

مگر یہ روایت بہت ضعیف ہے

اِس روایت کا ضعف ثابت ہے خود ہمارے علماء نے ضعیف مان کر اسے لکھا اور زمانہ
کی مدت کو بھی بتا دیا ہے لہذا مین بھی اُن کی اتباع کرتا ہون مگر یہ واقعہ کہ حضرت کے خون
کے ایک قطرے کو اتنا جوش تھا کہ مدت تک نہ ٹھیرا جب ہزارون آدمیون کا خون اُس پر
بہا ہے تو وہ جوش فرو ہوا ہے۔ جس وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے ہیں تو اُنکے
خون کی ایک بوند زمین پر گر پڑی تھی اُس بوند مین وہ غلیان اور جوش پیدا ہوگیا کہ وہ کسی طرح
فرو نہ ہوتا تھا یہ جوش اُس کا بیت المقدس پر بخت نصّر کی چڑھائی تک نہ تھمتا جب بخت نصّر

نے قدس شریف پر چڑھائی کی ہے تو اُس کے پاس ایک عورت آئی اور اُسے اس خون
تک لے گئی بخت نصّر نے جب اُس جوش کو دیکھا تو اُس کے دل مین یہ بات آئی کہ اس
نافرمان قوم کو سزا دینی چاہیے چنانچہ اُس نے اُس پر یعنی خون کے قطرے پر جس کو جوش تھا
یعنی یحییٰ پیغمبر کے خون کا قطرہ آدمیون کو قتل کرے جس سے شاید یہ جوش جاتا رہے لہذا
اُس نے اُس جوش زن قطرے پر آدمیون کو ذبح کرنا شروع کر دیا اور جب ستّر ہزار آدمیون
کی نوبت پہونچی تو اُس کا جوش فرو ہوا۔ سدی نے اس واقعہ کو اسی طرح بیان کیا ہے
صرف اختلاف اتنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ لڑکی جس کی وجہ سے حضرت کا قتل واقع ہوا ہے
وہ بادشاہ کی بی بی کی بیٹی تھی اور پہلی روایت مین جو ہم لکھ چکے ہین یہ بیان ہوا ہے کہ وہ
بادشاہ کے بھائی کی بیٹی تھی اور سدی کی روایت مین یہ بھی ہے کہ وہ سر مبارک جب طشت
مین رکھکر بادشاہ کے روبرو آیا ہے اُس وقت بھی اُس پاک سر سے یہی صدا آتی تھی کہ یہ
لڑکی تیرے لئے حلال نہین ہے غرضکہ اُس خون کے قطرہ کا جوش کم نہ ہوا ہر چند اُس پر
اتنی مٹی ڈالی گئی کہ شہر کی دیوار کے برابر اونچا ڈھیر ہوگیا آخر کار بخت نصّر کے قتل عام نے
اُس جوش کو فرو کیا واللہ اعلم بالصواب

حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام قتل ہوگئے اور اُن کے والد ماجد کو معلوم ہوا تو وہ بھی خوف زدہ
ہو کر بھاگے اور بیت المقدس کے پاس ایک باغ تھا اُس مین داخل ہوئے بادشاہ ظالم نے
اُن کے پیچھے گرفتاری کے لئے آدمی روانہ کئے اور حضرت زکریا علیہ السلام ایک درخت کے
پاس سے ہو کر گذرے اُس درخت نے آپ کو پکارا کہ یا نبی اللہ میرے پاس آیئے آپ
جب اُس کے پاس گئے اُس درخت مین جوف ہوگیا آپ اُس مین داخل ہوگئے مگر شیطان
وہان کھڑا تھا اُس نے آپ کے دامن کا ایک گوشہ پکڑ لیا وہ باہر رہ گیا جب ڈھونڈھنے والے

ادھر آئے تو اُس مردود نے اُن لوگون کو آپ کے دامن کا کونا جو باہر رہگیا تھا دکھا دیا اُن لوگون نے اُس درخت کو آرے سے چیرڈالا حضرت کے سر پر بھی آرہ چل گیا اور اُس مین شہید ہو کر رہ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

یہ بھی کہتے ہین کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے قتل کا یہ سبب ہوا کہ ابلیس ایک آدمی کی صورت مین بنی اسرائیل کی ایک مجلس مین داخل ہوا اور حضرت زکریا علیہ السلام پر حضرت مریم علیہا السلام کے زنا کی تہمت لگائی اور قوم سے کہا کہ زکریا کے سوا اور کون ہے جس سے وہ حاملہ ہوئی ہون یہی اُس کے پاس آیا جایا کرتا ہے۔ اس شب بنی اسرائیل نے ان کو ڈھونڈا اور یہ بھاگے اور درخت نے ان کو پناہ دی اور وہ درخت چیرا گیا اور حضرت بھی اُس کے ساتھ چر گئے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت و نبوت اور اخیر وقت تک کے حالات

راویان اخبار بیان کرتے ہین کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ملوک طوائف کے زمانہ مین ہوئی ہے مجوس کہتے ہین کہ جب سکندر زمین بابل پر غالب ہو گیا ہے اُس سے پینسٹھ[۶۵] برس بعد حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے ہین اس وقت اشکانیون کی حکومت کو اکیاون[۵۱] برس گزرے تھے۔ اور نصاریٰ کہتے ہین کہ سرزمین بابل پر سکندر کے غلبہ سے تین سو تریسٹھ[۳۶۳] برس کے بعد آپ کی پیدائش ہوئی ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ حضرت مسیح کی پیدائش سے چھ[۶] مہینے پہلے حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ہین۔ اور حضرت بی بی مریم علیہا السلام کے حمل کی تین[۳] روایتین ہین۔ تیرہ[۱۳] برس کی عمر اور پندرہ[۱۵] برس کی اور بیس[۲۰] برس کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر شریف جب اُٹھائے گئے ہین بتیس[۳۲] برس اور کچھ دنون کی تھی اور حضرت مریم علیہا السلام اس کے بعد چھ[۶] برس اور زندہ رہین لہذا کُل عمر حضرت مریمؑ کی

اکیاون برس کی ہوئی اور حضرت یحییٰ حضرت کے اٹھ جانے سے قبل قتل ہوئے ہین اور حضرت مسیح تینتیس برس کی عمر مین نبی اور رسول ہوئے ہین۔

حضرت مریم کا یوسف نجار سے منسوب ہونا اور ساتھ ساتھ پانی بھرنے کو جایا کرنا اور فرشتہ کا تالاب پر حضرتؑ کو حاملہ کرنا

حضرت مریم اور اُن کے چچا کا بیٹا یوسف نجار بن یعقوب بن ماثان جو بڑھئی کا کام کیا کرتا تھا کنیسہ کی خدمت بھی اُس کے متعلق تھی اور یہ یوسف نجار بھی تھا اور طبیب بھی تھا اور جو کچھ اپنے پیشہ سے حاصل کرتا اُس سے صدقہ بہت دیا کرتا تھا نصاریٰ کا بیان ہے کہ حضرت مریم اُس کے ساتھ منسوب ہوئی تھین مگر یوسف نے انہین چھوا بھی نہین تھا ان دونون کا یہ قاعدہ تھا کہ جب دونون کا پانی ختم ہوجاتا تو دونون اپنے اپنے گھڑے لیکر ساتھ ہی ساتھ جایا کرتے اور تالاب سے پانی لے آتے اُس روز کہ جب حضرت مریم سے جبرئیل ملے ہین حضرت مریم کا پانی ختم ہوچکا تھا آپ نے یوسف سے کہا کہ چلو پانی لے آئین اُس نے کہا کہ میرے پاس تو پانی ابھی ہے وہ کل تک کافی ہوگا لہذا مریم علیہا السلام اکیلی اپنا گھڑا لیکر چلین اور تالاب پر پہونچین وہان حضرت مریم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا جنہین اللہ تعالےٰ شانہ نے آدمی کی صورت مین اُن کے پاس بھیجا تھا حضرت جبرئیل نے کہا مریم مجھے اللہ تعالےٰ شانہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ مین تمہین ایک پاک سرشت لڑکا دون حضرت مریم نے کہا قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا حضرت مریم نے فرمایا کہ اگر تم تقی ہو تو مین تم کو خدا کا واسطہ دیتی ہون کہ تم میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ یعنی اللہ سے ڈرنے والے ہو۔ اور ایک روایت مین ہے کہ تقی ایک آدمی کا نام تھا وہ شاید آپ سے محبت کرتا تھا آپ اُسی کو سمجھین کہ یہ وہی شخص ہے۔ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ○ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا ○ قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ

هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ○ ترجمہ
کہا حضرت جبرئیل ع نے کہ مین تمہارے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہون اور اس واسطے آیا ہون
کہ تم کو پاک سرشت لڑکا دون حضرت مریم نے فرمایا کہ میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے کہ نہ تو
مین بدکار عورت ہون اور نہ پاک طریقہ سے مجھے کسی مرد نے چھوا حضرت جبرئیل نے فرمایا
کہ یونہیں ہوگا جیسا میں کہتا ہون تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ بات مجھ پر آسان
ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ ہم اُس کو لوگون کے لئے اپنی قدرت کی ایک نشانی بنائین
اور اُسے اپنی رحمت کا ایک ذریعہ قرار دین اور یہ بات ہماری طرف سے فیصل ہو چکی ہے
جب حضرت جبرئیل ع نے یہ بات کہی تو حضرت مریمؑ نے اللہ کے حکم کے واسطے سر تسلیم خم کر لیا
اور حضرت جبرئیلؑ نے اُن کے کُرتے کے گریبان مین پھونک دیا اور واپس چلے گئے
اور حضرت مریم علیہا السلام کو حمل قرار پا گیا پھر انہون نے اپنا گھر اٹھا اور اپنے گھر کو لوٹ آئین

یوسف نجار کا حضرت مریم کے حاملہ ہونے پر پریشان ہونا اور حضرت مریم سے اُسکا حال پوچھنا

حضرت مریم اور یوسف نجار جو حضرت مریم کا برادر عم زاد تھا یہ دونون عبادت مین ایسے مشہور
تھے کہ کوئی شخص ان سے بڑھکر نہیں سمجھا جاتا تھا اور وہ قرابت قریبہ کے سبب سے اکثر
آپ کے ساتھ رہتا تھا اور تالاب پر پانی لینے کے لئے بھی دونون ہمراہ جایا کرتے تھے
اور یہ بھی ایک سبب تھا کہ راستہ تنہائی مین اکھرتا ہے اور اگر دو تین آدمی ہون تو باتون
مین راستہ کی درازی زیادہ ناگوار نہین معلوم ہوتی۔ جب اُسے کسی قیاس اور قرینہ سے
آپ کے حاملہ ہونے کا حال معلوم ہوا تو سب سے اوّل اُسی نے اس بات کو بُرا سمجھا
اور اُسے یہ بات بڑے تعجب کی معلوم ہوئی اِس لئے کہ وہ ہمخانگی کے سبب سے آپکی
عصمت سے قرار واقعی مطلع ہو چکا تھا اب وہ اِس سوچ مین ہوا کہ اس کا سبب کیا قرار دے

جب اُس نے چاہا کہ اُنہین تہمت لگائے تو اُسے اُن کی پارسائی نے اجازت نہ دی اور
اُسے یہ خیال بھی ہوتا تھا کہ ہم دونون ایک ہی جگہ رہتے ہین اور شبانہ روز کا ساتھ ہے
میرے سوا کسی غیر کو یہان دخل نہین یہ بات ہوئی تو کیونکر ہوئی۔ یہ خیالات جب حضرت
مریم کی برائت کی دلیل قائم کرتے تو حمل کا وقوع پھر اسے پریشان کر دیتا۔ آخرکار جب
یہ بہت منتشر ہوا تو اِس نے ایک تمہید قائم کر کے حضرت مریم علیہا السلام سے یون استفسار
کیا کہ تمہاری طرف سے میری خاطر مین ایک ایسی بات آئی ہے کہ جسے مین چاہتا ہون کہ
فراموش کر دون لیکن مین نے ہرچند کوشش کی مگر اپنے ارادے مین کامیاب نہین ہوا
اس لئے کچھ کہنا چاہتا ہون۔ حضرت مریم نے فرمایا کوئی اچھی بات کہو۔ یوسف نے کہا۔
مجھے یہ بتا کہ بغیر تخم کے بھی کبھی کھیتی پیدا ہوا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہان ہوتی ہے
یوسف نے کہا کوئی درخت بغیر بارش کے پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہان ہوتا ہے۔ پھر
یوسف نے کہا کبھی بے مرد کے بھی بچا پیدا ہوتا ہے۔ کہا ہان ہوتا ہے۔ حضرت مریمؑ نے
فرمایا کہ تجھے نہین معلوم جب خدائے تعالےٰ نے پہلے کھیتی پیدا کی تو تخم کہان تھا۔ اور جب
پہلے درخت پیدا کیا تو بارش کہان تھی اُسی پروردگار نے بارش کو درختون کی زندگی قرار دی
لیکن جب اُس نے اُنہین پیدا کیا تو ہر ایک شے کو الگ الگ پیدا کیا تھا تو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ
کو بغیر تخم اور بارش کے نباتات پیدا کرنے کی طاقت نہین ہے یوسف نے کہا کہ مین تو یہ
نہین کہتا بلکہ مین یہ سمجھتا ہون۔ کہ اللہ تعالےٰ جو کرنا چاہے اُسپر قادر ہے وہ جب کچھ کرنا
چاہتا ہے تو کُن یعنی ہو جا کہدیتا ہے اور چیزین ہو جاتی ہین اور آپ سے آپ ہو جاتی ہین
کسی کو ہاتھ لگانے کی بھی ضرورت نہین پڑتی۔ حضرت مریم نے کہا کہ تجھے کیا نہین معلوم کہ
اللہ تعالےٰ نے آدم و حوا کو بغیر مرد و عورت کے پیدا کیا ہے۔ کہا بےشک۔ جب حضرت
مریم نے ایسی ایسی باتین فرمائین تو یوسف کا خیال جو منتشر تھا وہ ٹھیک ہو گیا اور اُسے
یقین ہوا کہ مریم پر ضرور کچھ خداوند تعالیٰ کی عنایت ہوئی ہے اور چونکہ وہ اُسے چھپاتی ہے

اِس لئے اب اور زیادہ پوچھنا مناسب نہین ہے۔

روایت کرتے ہین کہ جب حضرت مریم حاملہ ہوگئین تو اُن کی خالہ یعنی حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی رات کو اُن سے ملنے آئین جب حضرت مریم نے اُن کے لئے دروازہ کھولا تو حضرت مریم اُن سے چپٹ گئین وہ بولین کہ مین حاملہ ہون حضرت مریم نے اُن سے کہا کہ مین بھی حاملہ ہون حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی نے کہا کہ میرے پیٹ کا حمل تیرے پیٹ کے حمل کو سجدہ کرتا ہے۔ پھر حضرت زکریا کی بی بی کے پیٹ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت مریم کے مدت حمل مین اختلاف ہے کہ کتنی مدت تک رہا۔ بعض تو کہتے ہین کہ نو مہینے رہا یہ نصاریٰ کا قول ہے۔ اور کچھ لوگ آٹھ مہینے کی مدت بتاتے ہین۔ اور یہ ایک دوسرا معجزہ ہوا اس لئے کہ آٹھ مہینے کا بچہ اُن کے سوا اور کوئی زندہ نہ رہا اور ایک مدت حمل کو چھ مہینے اور کوئی تین ساعت اور کوئی ایک ہی ساعت بتاتا ہے اور قرآن پاک سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالے شانہ نے فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ شانہ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ترجمہ جب جبرئیل نے اُنہین لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دی تو حاملہ ہوگئین اور ایک الگ دور مکان مین جا بیٹھین یہان اللہ تعالے شانہ نے اِنْتَبَذَتْ پر فَ کو داخل فرما کر تعقیب کی ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الفور درد زہ کی علامت شروع ہوگئی اور اِسی لئے وہ الگ ہوگئین۔ مین علامہ ابن اثیر کے اس خیال کو مانتا ہون حکم خداوندی مین شک و شبہ نہین۔ جب کرامات اولیا اور معجزات انبیا مین عقل کو دخل نہین ہے تو حکم خداوندی مین چون و چرا کا کیا ذکر جس نے ایک کُن مین تمام دنیا پیدا کردی تو اُسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا کرنے مین اتنی دیر کی کیا ضرورت تھی مدتیں تو اُن کے واسطے ہین جن کا وجود اسباب کے ساتھ متعلق ہے جہان اسباب کا لگاؤ نہین وہان مدت کی گفتگو فضول ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

جب حضرت مریمؑ کو درد زہ معلوم ہوا تو وہ شرقی محراب کی طرف چلین اور سب سے دور چلی گئین جو سب سے دور تھی فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ترجمہ پھر وہ درد زہ کے سبب سے ایک کھجور کے درخت کی جڑ کے پاس چلی گئین اور جب درد زیادہ ہوا تو لوگون کی شرم سے حضرت مریم نے کہا کیا اچھا ہوتا جو مین اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور بالکل نسیا منسیا ہوجاتی یعنی دنیا سے میرا تذکرہ معدوم ہوجاتا۔ پھر جبرئیلؑ نے اُنھین اُس چشمے سے جو قدمون کے نیچے تھا بحکم خداوندی ندا دی کہ رنجیدہ خاطر نہ ہو دیکھ تیرے پروردگار نے تیرے پاس ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔ اب بعض تو اس مِنْ تَحْتِهَا کو بکسر المیم پڑھتے ہین اور جبرئیل کو منادی قرار دیتے ہین کہ یہ ندا جبرئیل نے دی تھی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مَنْ تَحْتَهَا پڑھتے ہین بفتح المیم کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے جنھین اللہ تعالےٰ نے اِسی وقت سے نطق دیا تھا وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ترجمہ اور کھجور کی جڑ پکڑ کے اپنی طرف کو ہلا کہ تجھ پر پکی پکی تازہ کھجورین جھڑ پڑینگی فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ترجمہ پھر اچھی طرح کھجورین کھاؤ اور چشمہ کا پانی پیو اور فرزند کو دیکھکر آنکھین ٹھنڈی کرو پھر جب کوئی آدمی تم کو نظر آئے تو اُس سے اشارہ سے کہدو کہ مین نے خدا کی نذر کا روزہ رکھا ہے آج مین کسی انسان سے بات چیت نہ کرونگی۔ اُس وقت یہی روزہ تھا کہ صبح سے شام تک کسی سے کلام نہ کرتے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے پر اسرائیلیون کا حضرت مریم علیہا السلام کو مطعون کرنا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بچہ پیدا ہوا تو بنی اسرائیل حضرت مریم کی تلاش مین نکلے اور چارون طرف خوب ڈھونڈھا اور مریم لڑکے کو گود مین لئے اپنے لوگون کے پاس آئین - اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ یوسف نجار نے چالیس روز تک بچے کو ایک غار مین چھپائے رکھا اُس کے بعد وہ مریم کو اور بچے کو اُن کے لوگون کے پاس لایا تھا جب اُنہون نے بچے کو دیکھا تو کہنے لگے - مریم یہ تو تو نے بہت ہی برا کام کیا ہے نہ تو تیرا باپ ہی بُرا آدمی تھا نہ تیری مان ہی بدکار تھی یہ تو نے کیا حرکت کی تو آپ نے اُس حکم کے موافق جو پروردگار نے دیا تھا بچے کی طرف اشارہ کیا وہ اس امر سے اور زیادہ غضبناک ہوئے اور کہنے لگے کہ تیرا مسخرا پن تو ہمین تیری بدکاری سے بھی بُرا معلوم ہوتا ہے ہم اس گود کے بچہ سے کچھ پوچھ کے کیا جواب پائینگے - قوم کی یہ بات سنکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یون دُرفشان ہوئے کہ مین اللہ کا بندہ ہون اُس نے مجھ کو کتاب عنایت فرمائی اور پیغمبری کا رتبہ بخشا اور مین کہین بھی رہون مجھے بابرکت کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ جب تک مین زندہ رہون نماز پڑھون اور زکوٰۃ دیا کرون -

فائدہ - سب سے اوّل حضرت نے عبدیت کا اقرار کیا پھر فرمایا کہ مین نبی بھی ہون اور مجھے کتاب بھی میرے خالق نے عطا فرمائی ہے اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ جب تک مین زندہ رہون نماز پڑھون اور زکوٰۃ دیا کرون -

کیون بے نماز درویشو کیا فرماتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر تھے یا نہین اور مرتبہ اُن کا تم سے اعلیٰ اور افضل تھا یا نہین تم پر تو کوئی کتاب مثل اُن کے نازل نہین ہوئی ہے یا ہوئی ہے - تمہارا لقب تو روح نہین ہے یا ہے پھر اُن پر کس قاعدہ سے نماز فرض ہوئی ہے اور تم مین ایسی کونسی خصوصیت ہے جو یہ فرض تمہارے سر سے اُتر گیا کیون یارو کچھ اللہ اور اللہ کے رسول سے شرم بھی آتی ہے یا نہین مجھے یہ تو سمجھا دو کہ بے نماز آدمی جس کے ہاتھ کا پانی پینا مسلمان کے لئے مکروہ ہو فقیر کیونکر ہوسکتا ہے

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ○ پڑھو اور سمجھو جس آیت کا مضمون اوپر تحریر ہوا ہے وہ آیت شریفہ یہ ہے اگر قرآن شریف تم نے پڑھا ہو تو اُس پاک کتاب مین اِس آیت کو ڈھونڈھ لو اور کسی مولوی سے اُس کا ترجمہ کرا لو وہو ہذا قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا یٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ○ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ○ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ○ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ○ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ○ ترجمہ اس کا اوپر گذر چکا ہے مگر ہماری بے نماز درویشون کی خدمت مین التماس ہے کہ آخر آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ حکم دیا مجھ کو پروردگار نے نماز کا اور زکوٰۃ کا مرتے دم تک کے لئے۔ اس آیت کی منسوخ کرنے والی کوئی آپ کے پاس آیت موجود ہے اگر ہو تو ہمین دکھا دیجیے اور اگر کوئی آیت آپ کے پاس موجود نہین ہے تو از سر نو مسلمان ہو کر غسل کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جائیے پھر دیکھیے کہ رسول اللہ کا فیض آپ کی طرف کس بہتایت سے آتا ہے جو فقیر نماز نہین پڑھتا اور احکام الٰہی بجا نہین لاتا وہ باتفاق اہل طریقت زندیق ہے

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد	گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی	

یَا اُخْتَ هٰرُوْنَ ایک روایت اس طرح بھی ہے کہ بی بی مریم حضرت ہارون کی نسل سے تھین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے مگر بعض حضرات یہ فرماتے ہین کہ وہ حضرت ہارون کی نسل سے نہ تھین۔ وہ سبط یہودا ابن یعقوب کی نسل سے اور سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے خاندان مین تھین یہ لوگ صالح اور نیک مشہور تھے۔ اور حضرت ہارون لاوی بن یعقوب کی نسل مین تھے۔ اُس وقت جب حضرت مریم اپنے بچے کو گود مین لیکر آئی ہین تو اُن کے سنگسار کرنے کو ہاتھون مین پتھر اُٹھا لئے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ ع نے کلام کیا تو قوم نے اُن کی جان بخشی کی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُسوقت

تک نہ بولے کہ جب تک اُن کی عمر اور بچّون کی طرح کلام کرنے کی نہ ہو گئی۔
یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح کے پیدا ہونے کے بعد اُن کی والدہ مکرمہ اُنہین مصر مین لے گئین اور اُن کے ساتھ یوسف نجار بھی تھا اور اس آیت مین (وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ترجمہ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ اور اُس کی مان مریم کو اپنی قدرت کی نشانی بنایا اور اُن دونون کو ایک اونچی جگہ کہ ٹھیرنے کے قابل اور شاداب بھی تھی لیجا کر پناہ دی) ربوۃ کا اللہ تعالیٰ شانہ نے جو ذکر فرمایا ہے اُس سے بھی مصر کا ملک مراد ہے اور بعض ربوۃ سے دمشق اور بعض بیت المقدس مراد لیتے ہین اور ہجرت کا سبب بنی اسرائیل کے بادشاہ کا خوف تھا یہ بادشاہ روم کی طرف سے تھا اور اُس کا نام ہیرودوس تھا یہود نے اُسے بہکا دیا تھا کہ اُنہین قتل کر دے اس لئے مریم اور یوسف نجار مصر کو چلے گئے اور وہین بارہ برس تک مقیم رہے جب یہ بادشاہ مرگیا تو پھر شام کو لوٹ آئے۔

حضرت مسیح کی نبوت اور اُنکے معجزات

حضرت مریم علیہا السلام جب مصر مین تھین تو ایک دہقان کے گھر مین رہتی تھین جسکا مکان فقرا اور مساکین کی فرودگاہ تھا ایک دن اُس کے مکان مین چوری ہو گئی لیکن اُس نیک بخت دہقان نے کسی مسکین پر تہمت نہ لگائی اس واقعہ سے حضرت مریم کو بڑا ملال ہوا جب آپ نے اپنی مادر مشفقہ کو غمگین دیکھا تو کہا کہ مین چوری کے مال کا پتہ تم کو بتا دون حضرت مریم نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے کہ سب مسکینون کی آبرو رہ جائیگی آپ نے فرمایا کہ یہ مال ایک اندھے اور ایک لنجے نے ملکر چورایا ہے اندھا لنجے کو اُٹھا کر لایا تھا اُس نے چوری کی۔ لوگون نے اندھے سے کہا کہ لنجے کو اُٹھا کر لے چل اُس نے کہا کہ مجھ مین اس قدر طاقت کہان ہے۔ حضرت مسیح نے اُس سے کہا کل شام کو جب

تو نے چوری کی تھی تو اُسے کیسے اُٹھا کر لایا تھا آخر اُس نے اقرار کیا اور مال اُس کے پاس نکلا۔ اور ایک دفعہ کا یہ واقعہ ہے کہ دہقان کے ہان کچھ مہمان آئے تھے اُس کے گھر مین سامان دعوت نہ تھا آپ نے اُس کے خالی برتنون پر اپنا دست مبارک پھیر دیا وہ سب بھر گئے اُس دہقان نے مہمانون کی دعوت اچھی طرح سے کی یہ زمانہ آپ کی بارہ برس کی عمر کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مردے کو زندہ کرنا

وہب نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچّون کے ساتھ کھیل رہے تھے ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے پر حملہ کیا اور مارا جس سے وہ لڑکا مر گیا اور اُس مقتول کو جو خون مین ڈوبا ہوا تھا حضرت مسیح کے قدمون مین لا کر ڈال دیا۔ انہین لوگ پکڑ کے اُس شہر کے حاکم کے پاس لیگئے اور بیان کیا کہ عیسیٰ نے اس بچے کو مار ڈالا ہے حاکم نے اِن سے دریافت کیا آپ نے کہا مین نے تو نہین مارا لیکن حاکم نے حضرت کی بات کا یقین نہ کیا سپاہیون نے چاہا کہ آپ کو گرفتار کرلین تو آپ نے فرمایا کہ اچھا اس بچے کو میرے پاس لاؤ مین اس سے بھی پوچھے لیتا ہون کہ تجھے کس نے مارا ہے لوگون کو آپ کی اس بات پر بڑا تعجب ہوا کہ مردہ کیا بتائیگا آخر کو لوگ اُس کی نعش اُٹھا لائے اور آپ کے پاس ڈالدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ شانہ کے حضور مین دعا کی وہ مرا ہوا بچہ زندہ ہو گیا۔ حضرت نے اُس سے پوچھا کہ تجھے کس نے مارا ہے اُس نے کہا کہ فلان شخص نے مجھے قتل کیا ہے اور اُس کا نام بتا دیا بنی اسرائیل نے حضرت کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ یہ کون ہے اُس نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم ہے اور وہ مقتول پھر مر گیا۔

حضرت عیسیٰ کا ایک ہی رنگ سے ہر رنگ کے کپڑے رنگنا

عطا نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو ایک رنگریز کے پاس تعلیم کے لئے سپرد کر دیا تھا اُس رنگریز کے پاس کچھ کپڑے اکھٹے ہوگئے اور ایک ضرورت اُسے پیش آئی جہان اُسے جانا ضرور تھا اُس نے آپ سے کہا کہ مین تو کام کو جاتا ہون ہر کپڑے مین ایک ایک رنگ کا دھاگا بندھا ہوا ہے اُسی کے موافق سب کپڑے رنگ رکھنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن سب کپڑون کو ایک ہی ماٹ مین ڈال دیا جب رنگریز آیا تو اُس نے پوچھا کہ تم نے کپڑے رنگ لئے آپ نے فرمایا کہ ہان۔ اُسنے کہا کہان ہین آپ نے فرمایا کہ اِس ماٹ مین ہین۔ اُس نے پوچھا کہ سب اسی مین ہین آپ نے فرمایا کہ ہان سب اسی مین ہین۔ رنگریز یہ بات سُنکر نہایت ناخوش ہوا کہ جن کے کپڑے ہین وہ کیا کہینگے تم نے تو یہ بڑا غضب کیا کہ سب کپڑے ایک ہی رنگ مین رنگ ڈالے آپنے فرمایا کہ غصہ نہ کر تو ان کپڑون کو نکال کر دیکھ تو لے اِس ماٹ مین ہر کپڑا جدا رنگ کا رنگا ہوا ہے۔ رنگریز نے جو کپڑے نکالے تو واقعی ہر کپڑا اُسی رنگ کا رنگا ہوا تھا جیسا اُس کا مالک کہہ گیا تھا رنگریز نہایت متحیر ہوا۔

حضرت مسیح کی نبوت اور مریضون کا علاج اور آپ کے حواری

جب حضرت عیسیٰ اور اُن کی والدہ مکرمہ لوٹ کر ملک شام مین آئے تو ایک گاؤن مین جسکا نام ناصرہ تھا سکونت اختیار کی اور اِسی گاؤن کی سکونت کی وجہ سے آپ کو لوگ ناصری اور آپ کے تبع لوگون کو نصاریٰ کہنے لگے یہان حضرت مسیح تیس برس کی عمر تک رہے اِس وقت اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن پر وحی نازل فرمائی اور حکم دیا کہ وہ لوگون مین جائین اور اُن کو اللہ کی طرف بلائین اور مریضون اور زخمیون اور مادرزاد اندھون اور مبروصون کا

علاج کرین۔ حسب الحکم حضرت مسیح نکلے اور پروردگار کے حکم کی تعمیل کرنے لگے اور مخلوق نے آپ پر ہجوم کیا اور کثرت سے آپ کا دین پھیلنے لگا اور تمام خلق اللہ مین آپ کی شہرت ہوگئی ایک مرتبہ حضرت مسیح کسی بادشاہ کے مہمان ہوئے آپ کے ساتھ اور لوگون کی بھی دعوت تھی جس طباق مین آپ کھانا کھارہے تھے اور لوگ بھی اُس مین شریک تھے اور بادشاہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھا تھا سب لوگون کے سامنے کے طباق خالی ہوگئے مگر آپ کا طباق جیسا تھا ویسا ہی رہا ذرا بھی کم نہ ہوا بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی اُس نے پوچھا آپ کون ہین حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مین عیسیٰ ابن مریم ہون یہ سنتے ہی بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کمال تعظیم کی اور اپنی سلطنت چھوڑدی اور اپنے چند رفقا کو ہمراہ لیکر حضرت کے ساتھ ہولیا یہی لوگ حوارین کہلاتے ہین اور بعض کا یہ قول ہے کہ حواری وہ رنگریز اور اُس کے ساتھی ہین جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے اور کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہین کہ حوارین کچھ شکاری اور ملاح اور دھوبی تھے واللہ اعلم بالصواب۔ اور تعداد حوارین کی بارہ تھی۔

حضرت عیسیٰ کا زمین سے روٹی اور پانی نکالنا اور مٹی کی چمگادڑ بناکر اسمین جان ڈالنا اور اندھون اور کوڑھیون کو اچھا کرنا اور عازر و سام و عُزیر اور ایک عورت کو زندہ کرنا

ان حواریون کا یہ قاعدہ تھا کہ ہر وقت آپ کی خدمت مین حاضر رہا کرتے تھے جب اُن کو بھوک یا پیاس معلوم ہوتی تو وہ کہتے یا روح اللہ ہم بھوکے پیاسے ہین تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہاتھ زمین پر مارتے تو زمین سے ہر آدمی کے لئے دو دو روٹیان اور کچھ پانی نکل آتا جب حواریون کو اس طرح کھانے کو ملتا تو وہ کہتے کہ ہم مین افضل کون ہے جب ہم چاہتے ہین تو آپ کھانا کھلاتے ہین اور پانی پلاتے ہین۔ حضرت عیسیٰ فرماتے کہ تم مین افضل وہی شخص ہے

جو اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ مزدوری کرکے کھائے لہذا آپ کے حواری اُجرت پر کپڑے دھونے لگے۔

اللہ تعالےٰ شانہ نے اُنہیں اپنا رسول کیا تو آپ نے مخلوق کو معجزات دکھائے اور مٹی کی ایک چڑیا کی صورت بنائی اور اُس پر پھونک دیا وہ اللہ کے حکم سے زندہ پرندہ ہوکر اُڑ گئی کہتے ہین کہ یہ پرندہ چمگادڑ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ عیسائیون مین اسکی کچھ قدر نہین ہے۔ وہ روایت بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جو درایت کے ساتھ ہو۔ اُس زمانہ مین طب کے فن کو بڑی رونق تھی اور بڑے بڑے لوگ اس فن کے جاننے والے موجود تھے لہذا اللہ تعالےٰ شانہ نے آپ کو وہی معجزہ عنایت فرمایا کہ اُس کے ذریعہ سے اُس فن کے ماہرین کو ساکت کرین۔ لہذا آپ کا معجزہ یہ تھا کہ بیمارون کو آپ کے دم جان بخش سے صحت ہوتی تھی کور مادرزاد بینا ہوجاتے تھے۔ جذامی تندرست ہوجاتے تھے۔ مردے زندہ ہوکر کلام کرنے لگتے تھے اور یہ معجزہ آپ کا مشہور ہے۔

مائدہ بھی آپ پر نازل ہوا تھا کلام اللہ شریف مین اس کا ذکر سورۂ مائدہ مین مفصل ہے اللہ تعالےٰ شانہ آپ پر آسمان سے ایک خوان نازل فرماتا تھا اُس خوان مین روٹی اور گوشت ہوتا تھا جس قدر آدمی کھائین وہ کم نہ ہوتا تھا مگر جب سے حریصون نے جمع کرنا شروع کردیا سو موقوف ہوگیا مائدہ کے خوان کی روایتین مختلف ہین کہ اُس مین کیا کیا چیزین ہوتی تھین لہذا مین نے پہلی ہی روایت پر جو زیادہ قوی ہے قناعت کی۔ جب بعض لوگون نے اس سے انکار کیا تو صورتین اُن کی مسخ ہوگئین اور اُس کا نازل ہونا بند ہوگیا اور کہا جاتا ہے کہ دسترخوان اُس کا سرخ رنگ کا تھا اور اُس مین سے نہ تو حضرت مسیح نے کبھی کھایا اور نہ حواریون نے۔

حضرت مسیح کا آسمان پر اُٹھ جانا اور اپنی مان کے پاس

آکر پھر آسمان پر چلا جانا

کہتے ہین کہ حضرت مسیح کے پاس کچھ یہود آئے اور آپ کو دیکھکر بولے کہ یہ ساحر ساحرہ کا بیٹا ہے اور آپ کو اور آپ کی مادر مکرمہ کو جنہین اللہ تعالے شانہ نے پاک رکھا تھا تہمت لگائی نعوذ باللہ منہا جب آپ نے اُن کی یہ ناشایستہ باتین سنین تو اُن پر بددعا کی۔ اور اللہ تعالے شانہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اُن بدبختون کی صورتین مسخ کردین جب اسرائیلیون نے یہ بات دیکھی تو وہ بہت گھبرائے اور اُن کا سردار بھی بہت پریشان ہوا اور اُس نے اپنی قوم کو اس امر پر رضامند کیا کہ حضرت مسیح کو قتل کرڈالین چنانچہ بہت سے یہود متفق ہوکر آپ کے پاس آئے اور سوال و جواب کرنے لگے حضرت مسیح نے فرمایا کہ اے یہود تم سے خدا ناراض ہے یہ سُنکر یہودیون کو بہت جوش ہوا اور فوراً آپ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اللہ تعالے شانہ نے آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا ادھر یہود نے آپ کو پکڑکر ایک مکان مین پہونچا دیا جس کی چھت مین روزن تھا اُسی روزن سے اللہ تعالے شانہ نے آپ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ جب یہود کے سردار نے دیکھا کہ عیسیٰ اُس مکان مین چلے گئے تو اُس نے اپنے ایک آدمی کو جس کا نام تطلیانوس تھا اُس مکان کے اندر جانے اور آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا جب وہ اُس مکان کے اندر گیا تو وہان کسی کو بھی نہ پایا اور تطلیانوس کی صورت حضرت عیسیٰ کی سی ہوگئی جب وہ باہر نکلا تو لوگون نے جانا کہ وہی مسیح ہے لہذا اُسی کو قتل کرڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا۔

حضرت مسیح کا موت کی خبر سنکر گھبرانا اور حواریین سے دعا چاہنا اور حواریون پر نیند کا غلبہ اور دعا سے معذور رہنا

کہتے ہین کہ جب اللہ تعالے شانہ نے حضرت مسیح کو حکم بھیجا کہ تم اس دنیا سے اب نکل جاؤگے

توحضرت مسیح علیہ السلام بہت پریشان خاطر ہوئے اور اپنے حواریون کو بُلایا اور اُن کی دعوت کی اور اُن کے لئے کھانا پکوایا اور کہا کہ آج رات کو تم میرے پاس رہو مجھے تم سے کچھ کام ہے جب وہ رات کا کھانا کھانے کو بیٹھے تو حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام اُن کی خاطرداری کے لئے اُٹھے جب وہ کھانا کھا چکے تو حضرت مسیح علیہ السلام نے خود اُن کے ہاتھ دُھلائے اور اپنے کپڑے سے اُنہین پونچھنے لگے تو اُن لوگون نے اس پر تعجب کیا اور اسے اچھا نہ سمجھا حضرت مسیح نے ارشاد فرمایا کہ آج مین جو کچھ کرون اُس سے مجھے رو کو مت اگر کوئی میری بات کو آج نہ مانیگا وہ میرا نہین ہے لہذا سب کے سب خاموش ہو گئے جب حضرت مسیح اُنکے خدمت سے فارغ ہو گئے تو اُن سے کہا کہ مین نے جو کھاتے وقت تمہاری خدمت کی اور تمہارے ہاتھ دُھلائے اور اپنے کپڑے سے پونچھے یہ اس لئے تھا کہ تم میری باتین سیکھکر میرا طریق اختیار کرو اور آپسمین ایک دوسرے سے غرور نہ کرے اب رہی میری حاجت جو تم سے آج مجھے ہے وہ یہ ہے کہ میرے واسطے دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ شانہ میری موت کو ٹال دے ۔ الغرض جب حواریئین دعا کرنے کو آمادہ ہوئے تو اُن پر نیند کا غلبہ ہو گیا ۔ اور دعا کرنے کی طاقت نہ رہی حضرت مسیح اُنہین جگاتے اور کہتے کہ واہ ایک رات بھی میرے لئے تم جاگ نہین سکتے اسپر وہ جواب دیتے کہ ہم نہین جانتے کہ ہمین کیا ہو گیا ہے کہ آج ہماری آنکھین خود بخود بند ہوئی جاتی ہین ہم تو بہت رات تک جاگا کرتے تھے اور دیر تک باخود ہا سلسلۂ کلام قائم رہتا تھا لیکن نہین معلوم یہ رات کیسی رات ہے کہ نہ تو نیند ہم سے جدا ہوتی ہے نہ دعا کے لئے زبان کھُلتی ہے ۔

پھر حضرت مسیح نے فرمایا کہ چرواہا جائیگا تو بکریان مُنتشر ہو جائینگی یعنی جہان مین تم سے جُدا ہوا کہ حواریئین متفرق ہو جائینگے اور آپ نے اپنے انتقال کی خبر دی پھر کہا کہ صبح کے مرغ کی آواز سے پہلے تم مین سے ایک شخص تین مرتبہ میرا دوست ہونے سے انکار کریگا اور تم مین ہی سے ایک آدمی بہت تھوڑے درہمون پر مجھے فروخت کریگا اور وہ میری قیمت کو

کھائیگا پھر وہ نکلے اور اپنی اپنی راہ چلے گئے اور یہود حضرت مسیح کو تلاش کرتے پھرتے تھے اُن لوگون نے آپکے حواریون مین سے شمعون کو کہین پکڑ لیا کہا یہ اُسکا شاگرد ہے۔

علما رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین اِس مسئلہ مین اختلاف کرتے ہین کہ حضرت مسیح آسمان پر جانے سے پہلے واصل بحق ہوئے ہین یا بعد۔ بعض تو فرماتے ہین کہ وفات سے پہلے مرفوع ہوئے ہین اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ آپ نے رحلت فرمائی اور رحلت کی تین ساعت بعد اللہ تعالےٰ شانہ نے آپ کو زندہ کیا اور پھر اُٹھا لیا۔ جب وہ آسمان پر اُٹھ گئے تو بحکم پروردگار تعالیٰ شانہ پھر زمین پر تشریف لائے۔

پھر جب شمعون سے حضرت مسیح کی نسبت پوچھا گیا کہ وہ کہان ہین تو اُسنے کہا کہ مین نہین جانتا۔ یہ سوال اُس سے یہود نے تین مرتبہ کیا اور اُس نے یہی جواب دیا اِس مین مرغ نے بانگ دی تو شمعون کو حضرت مسیح کی بات یاد آئی وہ بہت رویا اور اُسے اِس کا بڑا رنج ہوا۔

اور ایک آدمی انہین حواریون مین سے یہودیون کے پاس آیا اور اُنہین حضرت مسیحؑ کا پتا بتایا یہود نے اُسے تیس ۳۰ درم دلئے وہ اُس گھر مین جہان مسیحؑ تھے اُن لوگون کو لے گیا اور اُس مین داخل ہوا۔ اُسی وقت اللہ تعالےٰ شانہ نے آپ کو اُٹھا لیا اور اُس پتا بتانے والے کو آپ کی صورت مین متمثل کر دیا یہود اُسی کو مسیح سمجھکر پکڑ لائے ہرچند وہ عذر کرتا رہا کہ مین مسیح نہین ہون مگر کسی نے کچھ نہ سُنا اور صلیب پر چڑھا دیا۔

پھر اللہ تعالےٰ شانہ نے حضرت مسیح کو آسمان سے اُترنے کا حکم دیا حضرت مسیحؑ سات دن کے بعد آسمان سے اُترے تو پہاڑ اُن کے نور سے چمکنے لگا۔ حضرت مریم علیہا السلام اُس کے پاس کھڑی رو رہی تھین جو مصلوب پڑا ہوا تھا اور اُن کے پاس ایک اور عورت بھی تھی جو پہلے مجنونہ تھی اور اُسے حضرت مسیحؑ نے اچھا کیا تھا۔ حضرت مسیحؑ نے اُن دونون سے کہا کہ کیون روتی ہو اُن دونون نے کہا تجھ پر روتے ہین آپ نے فرمایا

کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے پاس اُٹھا لیا ہے اور مجھے کچھ بھی تکلیف نہین ہوئی
ہے یہ جو مصلوب پڑا ہے اِسے میرے شبہ مین یہود نے صلیب پر چڑھا دیا ہے۔ پھر
اپنی مادر مکرمہ سے آپ نے فرمایا کہ میرے حواریون کو جمع کرو۔ جب وہ سب جمع ہوگئے تو
حضرت عیسیٰ نے اُنھین اللہ تعالےٰ شانہ کی طرف سے رسول کر کے ملک مین روانہ کیا
اور حکم دیا کہ جو اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے اُسی کی مخلوق مین تبلیغ کرین اس کے بعد
اللہ تعالےٰ شانہ نے اُن کو اوپر اُٹھا لیا اور اُن کو پر دیدیئے اور نور کا لباس پہنا دیا
اور کھانے پینے کی لذت اُن سے لے لی گئی وہ فرشتون کے ساتھ اُڑ گئے اور اب وہ
زمرہ ملائکہ مین ہین سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ایک انسان زمینی الاصل ملکی صفات اور
آسمانی سیرت ہوگیا۔

اے پروردگار تعالےٰ شانہ یہ تیرا ضعیف بندہ محمد اکبر سوائے تیری
ذات پاک کے اور کوئی اپنا یار و مددگار نہین رکھتا۔ جب مین نے شعور سنبھالا تو تیری رحمت
نے مجھے ایک تیرے برگزیدہ بندے کے سپرد کر دیا تیرے اُس برگزیدہ بندے نے مجھے تیری
توحید بتائی اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے معنی سمجھا کر کہدیا کہ کچھ ہی کیون
نہ ہو جائے خدا کو ہر امر پر قادر اور وحدہٗ لاشریک سمجھتے رہنا تمام گناہون سے بالا ترین
گناہ شرک ہے اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو رسول
اور اُس کا بندۂ برگزیدہ سمجھنا اور اُس مبارک رسول کے احکام کی نا بمرگ پیروی کرتے رہنا
کہ اسی مین نجات ہے اے میرے مالک جو کچھ مجھ ضعیف بندہ سے ہوتا ہے کرتا ہون قبولیت
تیرے اختیار مین ہے میری ایسی بندگی نہین ہے کہ جس کی مزدوری بھی مانگ سکون میرے
دونون ہاتھ خالی ہین مگر تیری بارگاہ مین میرا دامن پھیلا ہوا ہے مجھے سوال کرنے کی تجھ سے
کریم کے سامنے جرأت نہین تو میری خواہشون کو جانتا ہے اور تیرا پاک نام وَاہِبُ الْعَطَایَا
ہے اپنے فضل و کرم سے مجھے عطا فرما اور میرے فرزندان قلبی و صلبی دونون جماعتون کو

اور پھر اُس مین بھی میری شرکت سے محروم نہ رکھ اللھم آمین یارب العالمین آمین۔
اے کریم اے رحیم پھر مین ایک عرض کرتا ہون جو میرے خیال مین بہت مشکل ہے تیرے سامنے آسان سے زیادہ آسان ہے جسوقت تو مجھے اپنے جوار رحمت مین بلالے اُس سے بہت پہلے دنیا کو میری نگاہ مین بالکل ذلیل کردیجیو اور اپنے دیدار سے دنیا ہی مین مجھے مشرف فرمائیو کہ وہان کے لئے بھی میرا حق قائم ہوجائے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

یہود کا حواریون کو تکلیف دینا اور ہیرودس بادشاہ کا بچانا اور نصرانی ہوجانا

اب جو حواری باقی رہ گئے تھے اُن کی ایذا پر یہود نے کمر باندھی اور اُنہین طرح طرح کی تکلیف دینے لگے یہ بات روم کے بادشاہ ہیرودس نے سُنی جس کی حکومت مین یہودی رہتے تھے یہ ایک بت پرست بادشاہ تھا لوگون نے اُس سے کہا کہ اسرائیلیون مین ایک شخص تھا جو معجزے دکھایا کرتا تھا اُسے یہودیون نے زبردستی بغیر کسی قصور کے مار ڈالا وہ کہتا تھا کہ مین خدا کا رسول ہون اِس بادشاہ نے کہا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اُس کا تذکرہ کسی نے مجھسے نہ کیا اگر مجھے یہ حال معلوم ہوتا تو مین اُنہین کبھی قتل نہ کرنے دیتا پھر اُسنے حواریین کو بلایا اور یہودیون سے اُن کو چھڑایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کا اُن سے حال پوچھا جب اُن لوگون نے اس مذہب کی حقیقت سنائی تو وہ اُن پر ایمان لایا اور جو شخص مصلوب ہوا تھا اُسے وہان سے اُٹھوا کر پھنکوا دیا اور جس لکڑی پر اُسے صلیب دی تھی اُسے لے لیا اور بڑی تعظیم کے ساتھ حفاظت سے رکھا اب اُس نے بنی اسرائیل سے بدلہ لیا اور اُن کی جماعتون کو منتشر کردیا اور سیکڑون آدمیون کو قتل کر ڈالا رومیون مین جو نصرانی مذہب شایع ہوا ہے اُسکی اصل یہی ہے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ ہیرودس بادشاہ روم کے بڑے بادشاہ ملقب بہ قیصر کا

نایب تھا اِس قیصر کا نام طیباریوس تھا اور اُس کو بھی بادشاہ کہتے تھے اور طیباریوس نے تیئیس برس بادشاہی کی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ارتفاع تک اُس کی حکومت کو اٹھارہ برس گذرے تھے فقط

پروردگار تعالیٰ شانہ کا ہزار ہزار شکر ہے

کہ اس تاریخ انبیا کی پہلی جلد کا نصف حصہ

جو حضرت مسیحؑ کے زمانہ تک ہے ۲۷ شعبان روز چہار شنبہ ۱۳۲۱ ہجری کو جو میری پیدایش کا دن اور مہینا ہے پورے اکسٹھ برس کی عمر میں بمقام اکبرآباد محلہ نئی بستی (اور یہی محلہ ہے کہ جس کے ایک مکان میں جو سوداگرون کی مسجد کی اُتر طرف واقع ہے میری پیدایش ہوئی یہ مکان مسجد کے حجرۂ شمالی کے سامنے ہے اور گلی اُس مکان اور مسجد کے بیچ میں حائل ہے) برادر مکرم منشی فخرالدین صاحب مرحوم کے مکان میں مکمل ہوا۔ اسکے دوسرے نصف میں حضور پُرنور سرور عالم حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف ابتدا سے انتہا تک ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ التماس

المعروف بہ

دیرو دنیا

الحمد للہ نحمدہٗ و نستعینہٗ و نؤمن بہٖ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا و من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ و من یضللہ فلا ھادی لہٗ۔ و اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ۔

حمد

ترا نام سچا ہے بندہ نواز
تو ہی ہے جو بندون کا ہے کارساز

پکارا تجھے جب مصیبت پڑی
لیا نام تیرا جو آفت پڑی

تو عقدہ کشا اپنے بندون کا ہے
تو غمخوار ہمدردمندون کا ہے

ترے لاکھون احسان ہین سب بےغرض
ہے بندون کو ناشکریون کا مرض

ہمین دی نظر تو نے دیکھا تجھے
ہمین فکر دی تو نے سمجھا تجھے

زبان دی ہمین ذکر تیرا کیا
پڑھایا ہمین نام تیرا پڑھا

جو پیدا ہوئے ہم تو خالی تھے ہاتھ
یہ جو کچھ ہے کچھ بھی نہ تھا اپنے ساتھ

ہمین اپنی صورت پہ پیدا کیا | شرف یہ ہے جو تو نے ہم کو دیا
یہ نازان بہت اپنی قسمت پہ ہین | ترے بندے ہین تیری صورت پہ ہین
ہمین پالکر پھر یہ رتبہ دیا | دیا علم اسما خلیفہ کیا
ملک پر ہمین تو نے دی برتری | رعیت ہوئی جملہ دیو و پری
خدایا یہ عزت ہے تیرے ہی ہاتھ | ترا فضل یارب رہے سب کے ساتھ
ترے در پہ ہم سر بہ سجدہ رہین | جو کچھ ہم کو کہنا ہو تجھ سے کہین
نہ مانگین کسی سے نہ جائین کہین | نہ چھوڑین کبھی تیرے در کی زمین
ترا بندہ ہو اور پھیلائے ہات | خدایا بڑے شرم کی ہے یہ بات
بڑا ننگ ہے یہ تو اِس سے بچا | خزانے سے اپنے ہمین کر عطا
امیرون کے در پر نہ لیجا ہمین | نہ شاہون کا نوّاب بنوا ہمین
اکیلا نہ چھوڑے ہمین یہ کبھی | ہمیشہ رہے لاگ تیری لگی
ترا شکر کیونکر کرون مین ادا | جو کچھ مین نے مانگا مجھے وہ ملا
مجھے پیر[له] بخشا فرشتہ صفات | بہت منکسر اور بہت پاک ذات
ترے ہی لئے اُس کا ہر کام تھا | جو آغاز تھا بس وہ انجام تھا
بتائے مجھے اُس نے تیری ہی نام | سکھائے مجھے تیری مرضی کے کام
پھر اُس پاک باطن نے مجھ سے کہا | ہے ہر حال مین تیرا حافظ خدا
پرستش کے قابل وہی ہے وہی | اُسی سے ہمیشہ رہے لو لگی
جہان اُس کو ڈھونڈیگا تو پائے گا | جو مانگے گا اُس سے وہ لیجائے گا
فقیر اُس کا شاہون کا سرتاج ہے | فقیرون ہی کا ہر جگہ راج ہے
وہ ہے خالق آسمان و زمین | جہان ڈھونڈنے اُس کو جانے وہین
ہے دنیا اُسی کی بنائی ہوئی | زمین پانی پر ہے بچھائی ہوئی

[له] یعنی حضرت مولانا سید شاہ محمد قاسم ابوالعلائی داناپوری قدس سرہٗ عم بزرگ فقیر مولف کی سبب ہوا ۱۲

زمین پر لگائے ہین اُس نے ہی باغ
فلک پر جلائے ہین اُس نے چراغ

ہمارے لئے اُس نے بھیجا رسول
رسول ایسا عالم کا اصل الاصول

شَفِیعٌ مُطَاعٌ نَبِیٌّ کَرِیْمٌ
قَسِیْمٌ جَسِیْمٌ نَسِیْمٌ وَسِیْمٌ

کَرِیْمُ السَّجَایَا جَمِیْلُ الشِّیَمْ
نَبِیُّ الْبَرَایَا شَفِیْعُ الْاُمَمْ

امام رسل پیشوائے سبیل
امینِ خدا مہبطِ جبرئیل

شفیع الورا خواجۂ بعث و نشر
امام الہدیٰ صدر دیوانِ حشر

نبی نے ہمین شرع کی اک عطا
کہ پہچان لین جس سے کھوٹا کھرا

کسوٹی یہ اللہ والون کی ہے
کہ جانچ اس سے عالی خیالون کی ہے

جو ہے حق پرست اسمین کس جائیگا
کسوٹی پر اچھا ہی رنگ آئیگا

جو کھوٹا ہے بالکل وہ بدرنگ ہے
کسوٹی کو کسنا اُسے ننگ ہے

طریقت مین وہ لوگ ہین خارجی
شریعت نے جس کی گواہی نہ دی

رسولِ خدا کی وہ اُمت نہین
جسے پیروِی شریعت نہین

شریعت کی تعریف ہے یہ لکھی
کہ یہ شمع ہے ظلمتِ کفر کی

یہی فارقِ کفر و اسلام ہے
اسی سے خدا والون کو کام ہے

جو با شرع ہین وہ ہین اہلِ طریق
تو اے اکبر اِن لوگون کا ہو رفیق

نجات اپنی تجھ کو جو درکار ہو
انہین کا تو نعلین بردار ہو

بڑا زور منصور پیارے کا تھا
شریعت سے کچھ زور اُس کا چلا

شریعت نے جو حکم جاری کیا
ادب سے دیا اُس نے سر کو جھکا

کہا اُس نے جو حکم محبوب کا
مری جان اس حکم پر ہے فدا

اگرچہ ہے رگ رگ مین میری خدا
ٹلے گا نہ پر حکم محبوب کا

یہ ہے حکم اُس شاہ ذی جاہ کا
کہ عرشِ مجیدش بود متکا

اسی شاہ کا ہون مین یارب غلام — مرے ڈوبتے بیڑے کو جلد تھام
مجھے نفس نے کرلیا ہے اسیر — خبر لے مری اے مرے دستگیر
مین ہون تیرا عبدِ ضعیف اے قوی — نہ ہو مجھ پہ حاکم یہ نفسِ غوی
الٰہی مری التجا کر قبول — مجھے بخش مین ہون ظلوم جہول

اما بعد۔ فقیر حقیر سید محمد اکبر ابو العلائی داناپوری غفر اللہ ذنوبہٗ اپنے برادران طریقت کی خدمت مین ملتمس ہے۔ میری التماس پر غور کی نظر فرمایئے اگر وہ تسلیم کے قابل ہون تو ان پر عمل فرمایئے اور میری نجات کے واسطے دعا کیجئے وہو ہذا

التماس اوّل (یا اللہ میری التماسین خاص تیرے ہی واسطے ہون اور ان مین اثر عظیم کرامت فرما آمین) آپ حضرات میری آنکھون کے نور اور میرے دل کے سرور ہین انشاء اللہ تعالیٰ اگر آپ حضرات طریقہ اہل سنت والجماعت پر قائم رہے اور اتباع شرع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنا شعار قرار دیا اور جیسا کہ چاہئے ویسی اتباع ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کرتے رہے تو اس کو یقین ثلاثہ کے ساتھ سمجھ لو کہ شیطان رجیم کا مکر تم پر کبھی نہ چلیگا اور ہمیشہ تم رسول اللہ کے دامن کے سایہ مین تربیت پاتے رہوگے حق و باطل کی کسوٹی۔ شرع شریف ہے۔ ۵

شریعت را مقدم دار اکنون — طریقت از شریعت نیست بیرون
کسے کو در شریعت کامل آید — طریقت راہ خود بروے کشاید
طریقت نردبانِ معرفت ہست — نبی این را پئے عشاقِ حق بست
چو بر بام آمدی بالا نظر کن — پس این بام را ہم رہگذر کن
نظر فرما بعرش و فرش بگذار — حقیقت را ہمین کانجا ست دلدار

التماس دوم۔ جانمن یہ مقامات بغیر اتباع شریعت کے حاصل نہین ہو سکتے۔ شریعت شریعت لمولفہ منظم یعنی قطعہ

قطب ارشاد ہوگا وہ اکبر | جو فقیرون مین باشریعت ہے
ہے شریعت بڑا بلند مقام | عرش سے اونچی اسکی رفعت ہے
مصطفیٰؐ کا بچھا ہے تخت وہان | وہ مقامِ شہِ رسالت ہے
جو شریعت مین ہوگیا کامل | وہی صوفی باطریقت ہے
ہے طریقت مین دستگاہ جسے | معرفت کی اب اُس کو حاجت ہے
ہوا اس مرحلہ کا وہ سالک | یہ چلے جتنی اِس کو طاقت ہے
پر شرایعت یہان بھی ساتھ رہے | شرع شمعِ رہِ ہدایت ہے
منتظم ہے جہان کا صاحبِ شرع | شرع قانونِ نظمِ ملت ہے
جو دبائے شرع کو فقیر نہ کہہ | یہ گرفتارِ حرص و لذّت ہے
بزمِ پاکِ نبی سے دور ہے یہ | اسکے دل مین ہجومِ ظلمت ہے
خرقِ عادت بھی ہو اگر اس مین | جوگیون سے کچھ اُس کو نسبت ہے
ان کی افراد پر نظر ہے ہمین | جو ہے وہ بندۂ طبیعت ہے
کوئی مے خوار ہے کوئی کچھ اور | الغرض سب کی ایک حالت ہے
دشمنِ حق ہین یہ عدوے نبیؐ | من گھڑت ان کی ہر حکایت ہے
اِنھین اللہ سے بھی ہے شکوہ | پھر نبی سے بھی کچھ شکایت ہے
کہتے ہین کیون ہوئی شراب حرام | اسمین وہ کونسی قباحت ہے
رقص کس واسطے ہوا ممنوع | کونسی اسمین وجہ حُرمت ہے
اِنھین پدماوت آگئی ہے پسند | وہی ان کی کتاب وسنت ہے
ان مین جو آدمی ہوا داخل | سمجھو اُس سے نماز رخصت ہے
ہے لباس زنانہ زیبِ بدن | یہی مردانِ حق کی ہمت ہے
تارک الصوم والصلوٰة ہین یہ | یہ عبادت ہے یہ خشیت ہے

انہین توفیقِ توبہ دے یا رب	آدمی کی توان کی صورت ہے
جب کٹا مرحلہ طریقت کا	معرفت سے اب اس کو ملت ہے
یہ بھی منزل ہوئی جب اسکی تمام	پھر تو پیشِ نظر حقیقت ہے
کردیا حق نے اس کو مالکِ ملک	بس اسی کی یہان حکومت ہے
عالمِ دل ہے تخت گاہ اس کی	وہان دیکھو جو شان وشوکت ہے
یہ خلیفہ ہے اپنے مالک کا	شاہی کے ساتھ اسے خلافت ہے
نکلی ہین اس جگہ سے دو شاخین	دونون راہون کی ایک وسعت ہے
قطب ارشاد یہ وہ قطب مدار	دونون کا ایک دین وملت ہے
اختلافات کا وہان کیا ذکر	اس جگہ فیض واحدیت ہے
ہین بزرگی مین سب وہان یکسان	افضلیت ہی افضلیت ہے
نفس کو قتل کرچکے ہین وہ	اُن کو حق کی طرف سے نصرت ہے
چلکر اکبر اُنہین کی خدمت کر	اُن کا ہر فرد قطب ملت ہے

التماس سوم۔ فقرائے طریقت کے لئے جس قدر ضروری شئے صحبت شیخ اور اتباع شرع ہے اس سے زیادہ کارآمد نہ کوئی ریاضت ہے نہ کوئی شغل ہے۔ شیخ کی پیروی کی نسبت مولانائے رومی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہین ؎

ہرکہ در رہ بے قلاوزی رود	ہر دو روزہ راہ صد سالہ شود

اور حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیروی کے واسطے حضرت سعدی ؒ فرماتے ہین ؎

درین راہ جز مرد راعی نرفت	گم آن شد کہ دنبال داعی نرفت
مپندار سعدی کہ راہِ صفا	توان رفت جز درپئے مصطفٰے

جو شخص صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نقش قدم پر چلا وہ ہرگز

راستہ غلط نہ کریگا اس لئے کہ تمام اُمت نے انہین حضرات کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پہچانا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ شانہٗ کو رسولؐ اللہ کے سبب سے پہچانا یہ معرفت ہمین سینہ بسینہ اور واسطہ بواسطہ پہونچی ہے یعنی صحابہ سے تعلیم پائی تابعی نے اور تابعی سے تبع تابعی نے اور ان سے اتباع تبع نے الغرض سلسلہ بسلسلہ یہ روایتین ہم تک انہین تین قرنون کے حضرات سے پہونچی ہین اور خیریت بھی انہین قرنون مین ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ایسی سچی پیروی کی کہ اہلِ انصاف ہی کا دل جانتا ہے سخن حق تو یہ ہے کہ اسلام کا باغ لگایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ نے اور اس اسلام کے باغ کی باغبانی صحابہ رسولؐ اللہ نے کی خلفاے راشدین نے اس باغ کی بہار کو حد کمال تک پہونچا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس باغ کی سیر اپنی آرام گاہ سے کرتے ہین اور خوش ہوتے ہین چنانچہ اس خوشنودی کی سند مین دو صحابیون کو تو آپ نے اپنے پہلو ہی مین جگہ عنایت فرمائی کہ اب وہ قیامت تک آپ سے جدا نہ ہونگے اور تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی وہ بھی جنت البقیع ہی مین آرام فرماتے ہین بہت قریب ہین۔ چوتھے خلیفہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ وہ گو بظاہر کچھ فاصلہ پر ہین مگر لمک لمحی نے اُس دوری کو بہت ہی قریب کر دیا ہے ۵

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست	می بینمت عیان و دعا میفرستمت

التماس چہارم۔ اے میری آنکھون کے نور اور دل کے سرور تمہاری خیریت اسمین ہے کہ صحابہ کی آپس کی لڑائیون مین لب نہ کھولو۔ حضرت سیدنا علیؓ کے حقیقی بھائی عقیل تھے جن کے فرزند حضرت مسلم تھے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اُن سے ناخوش تھے اور وہ جنگ صفین مین حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ تھے اور دونون مین بہت اتحاد تھا اُن حضرات کا فیصلہ ہو چکا ہے اُن کی روحین عالمِ ارواح مین معانقہ کر رہی ہین۔

حضرت نور دیدۂ علی و بتول وجگر گوشۂ رسول مقبول سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ حکم سنا دیا اِن مقدمات مین ذراسی بھی جان باقی نہین رہی۔

التماس پنجم۔ تقلید ہمارے واسطے راہ ہدایت یہی ہے ہرگز ہرگز حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کو ترک نہ کرنا جو اِن چارون امامون مین سے کسی کا بھی مقلد ہے وہ دائرۂ حق مین محفوظ ہے۔

التماس ۶۔ طریقت بغیر شریعت کے گمراہی ہے اور شریعت بغیر طریقت کے نانِ خشک ہے جو بمشکل حلق سے فرو ہوتی ہے۔ ؎

	شریعت را مقدم دار اکنون		طریقت از شریعت نیست بیرون	
	کسے کو در شریعت کامل آید		طریقت راہ خود بروے کشاید	

التماس ۷۔ سماع مجرد کی اباحت مین تو کوئی گفتگو ہی نہین۔ مگر مزامیر مین اختلاف ہے۔ اور امرد قوال کا سماع بھی مشتبہ ہے۔ زمانہ بہت پُر شور ہے اور لامذہبون کی کثرت ان کی صحبت نے بڑے بڑے گناہون کو چھوٹے گناہون سے بھی کم کر دیا۔ لہٰذا مشتبہ امر سے جہانتک بچا جائے بچتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی کام مباح سمجھکر کیا اور کبیرہ مین مبتلا ہو گئے۔ **سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ۔** ؎

	سماع اے برادر نہ گویم کہ چیست		مگر مستمع را بہ بینم کہ کیست	
	اگر مرد شہواست و بازی ولاغ		قوی تر شود دیو اندر دماغ	
	ور از برج معنی بود طیر او		فرشتہ فرو ماند از سیر او	

التماس ۸۔ عرسِ بزرگان ۔ یون کیا جائے کہ دن کو قرآن خوانی ہو اور شب کو بعد نماز عشا محفوظ مکان مین مُنزکی نفوس حضرات کے ساتھ سماع سُنا جائے اور قوال وہ ہو کہ جوامردی کی حد سے باہر نکلا ہوا ہو۔

التماس ۹۔ مرید جب داخل طریقت ہو جائے تو پہلے جو حکم اُسپر کیا جائے وہ استغفار

کے ورد کا ہو اور اُس سے متواتر چند چلے استغفار کے کرائے جائیں تاکہ گناہوں کا اثر اُسکے دل سے جاتا رہے جب وہ پاک ہو جائے تو اُس کو درود شریف طریقت تعلیم کیا جائے اور رابطہ شیخ کے معنی سمجھا دئے جائیں کہ شیخ آئینہ جمال رسول کریم ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے اُس کے افعال واقوال کو اپنا دستور العمل کر لے۔

التماس ١٠ - مرید کو لازم ہے کہ اب زہد اختیار کرے اور **نوافل** کی کثرت کرے شیخ اسی کا حکم دے اور تہجد کی تاکید ہو اور اُس کا اہتمام قریب فرض کے ہو اور جو کچھ ذکر وغیرہ کیا جائے وہ بھی نماز تہجد ہی کے بعد ٹھیک ہے۔ نماز فرض تو خدا کا حکم ہے وہ کسی کی گردن سے کب اُتر سکتا ہے۔ نوافل کا اہتمام رسول اللہ کا حکم ہے وہ خدا کے حکم سے کب جُدا ہے نوافل کی کثرت سالک کے چہرے کو ایسا روشن کر دیتی ہے جیسے رات کی اندھیری کو ماہ کامل کی روشنی۔ جس **صوفی** کو تہجد کا اہتمام نہین ہے وہ صوفی نہین ہے نہ تو اُس کے دل مین نور ہے نہ پیرانِ طریقت کی نسبت یعنی اُسے عبادت کا مزہ ہی نہین آیا۔ جن اکابر کو نوافل کا اہتمام ہے بے شک بقدرِ طاقتِ بشری وہ اپنے معبود برحق کی عظمت کا خیال کرتے ہین۔ بندون کے واسطے اپنے مالک کے حضور مین پیش کرنے کے لئے اس سے زیادہ مقدس اور برگزیدہ کوئی تحفہ نہین ہے اگر اللہ تعالےٰ شانہ قبول فرمالے۔ اور واقعی اُس مالک الملک کو کسی شے کی ضرورت نہین ہے وہ تو تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے اور جو نعمت جس کے پاس ہے اُسی کی بخشی ہوئی ہے اُس کو کون بندہ کیا تحفہ دے سکتا ہے تمام جہان مین جو کچھ ہے اُسی کا ہے اور وہ سب کا خالق اور مالک ہے۔

التماس ١١ - میرے پیارے عزیزو سنو ؎

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند	جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

اپنے وقت کو مراقبہ کے لئے اور ذکر کے لئے مقرر کر لو۔ مراقبہ تو علی الدوام ہے یعنی ہر وقت اور اگر تم اپنے دنیاوی کام مین پھنسے ہو تو صبح وشام کے وقت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

التماس ۱۲۔ ذکر جہر اگر تم ایسے لوگون مین رہتے ہو کہ تمہارا ذکر جہر سبب تکلیف ہے تو ذکر خفی بہتر ہے اور اگر یہ سمجھو کہ ہمارے ذکر سے اور اللہ کے بندون کو شوق ہوگا تو جہر خفی سے بہتر ہے۔

التماس ۱۳۔ نمازون کی تفصیل یہ ہے تہجد نفل ہے فقیر نیازمند بارہ۱۲ رکعتین پڑھتا ہے اور آٹھ رکعتون کی بھی روایت ہے۔ نماز اشراق کی چند رکعتین ہین۔ نماز چاشت کی چار سے بارہ۱۲ رکعتون تک ہے۔ صلوٰۃ الاوابین کی چند رکعتین ہین اور اکثر بزرگ ۶ رکعتین پڑھتے ہین مغرب کے وقت۔ صلوٰۃ التسبیح یہ نماز سب گناہون کی مغفرت کے واسطے پڑھی جاتی ہے صغیرہ ہو یا کبیرہ وہ گناہ اس سے عمداً سرزد ہوئے ہون یا خطاءً حدیث شریف مین وارد ہے کہ حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ نماز حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی جو آپؐ کے چچا تھے یہ چار رکعتین ہین ہر رکعت مین بعد قراءت کے پندرہ۱۵ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پڑھے اور رکوع مین دس۱۰ بار۔ قومہ مین دس۱۰ بار سجدے مین دس۱۰ بار۔ سجدے کے جلسہ مین دس۱۰ بار۔ دوسرے سجدے مین دس۱۰ بار اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھکر دس۱۰ بار۔ ہر رکعت مین پچھتّر۷۵ بار۔ چارون رکعتون مین تین سَو۳۰۰ بار پڑھے۔ اگر مرید شوقین ہو تو یہ نماز روزانہ پڑھے۔ نہین تو ہر جمعہ کو یا مہینے مین ایک بار تو ضرور پڑھ لیا کرے۔ اور ان چار رکعتون مین یہ چار سورتین روایتاً بیان کی گئی ہین۔ سورہ تکاثر۔ سورۃ العصر۔ سورۃ الکافرون۔ سورۃ الاخلاص یعنی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ۔ موکدہ سنتین چار قبل فرض ظہر۔ دوؔ بعد فرض ظہر۔ دو رکعتین بعد نماز فرض مغرب۔ اور دوؔ رکعتین بعد فرض عشا۔ اور دوؔ رکعتین قبل فرض صبح۔ چار چار رکعتین قبل فرض عصر اور قبل فرض عشا کا بھی ثواب بہت ہے اکثر اکابر طریقت کی یہ آٹھ رکعتین بھی فوت نہین ہوئی ہین۔ نمازین ہوگئین۔

التماس ۱۴- اب روزون کا بیان ہے- فرض روزون کے سوا- تین روزے ایام بیض کے یعنی ہر مہینے کے تیرھوین- چودھوین- پندرھوین- اور پنجشنبہ اور دوشنبہ کے روزے- اور چھ روزے ماہ شوال کے دوسری تاریخ سے ساتوین تک نو روزے ماہ ذی الحجہ کے اوّل تاریخ سے نوین تاریخ تک- اور عاشورہ محرم کا روزہ نوین دسوین یا دسوین گیارھوین کا- آٹھ روزے اوّل ماہ رجب- اور اوّل ماہ شعبان کے رکھے یہ سولہ روزے ہوے- اور ایک روزہ ۲۷ رجب کا جسے ہزارہ روزہ کہتے ہین-

التماس ۱۵- بیان اوراد جملہ اوراد پر مقدم تلاوت قرآن ہے کم سے کم روزانہ ایک پارہ پڑھ لیا کرے اور بہتر یہ ہے کہ فمی بشوق کی طریق پر تلاوت کرے یعنی ایک منزل روز- بعد تلاوت- دلائل الخیرات کی روزانہ ایک منزل پڑھے اس کے بعد اوراد فتحیہ- حزب الاعظم ملا علی قاری- اور صبح کی سنت اور فرض کے درمیان سورہ فاتحہ اکتالیس بار اُسکے مضمون پر خیال کرکے خصوصاً اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پر اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پر نہایت عاجزی ظاہر کرے- اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم دس بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ- سورہ یٰسین ایک بار- اور تلاوت قرآن شریف اور دلائل الخیرات اور اوراد فتحیہ کا ورد صبح ہی کیوقت مناسب ہے اور اگر صبح کو فرصت نہ ہو تو جو وقت فرصت کا ہو- اور استغفار سو بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ- سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بابسم اللہ- بعد نماز ظہر سو بار کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اکتالیس بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْئَلُكَ اَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ

مَغْفِرَتِكَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ۔ پانچ سو بار اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا ایک بار۔
اور ایک منزل دلائل الخیرات چاہے صبح کو چاہے ظہر کو۔ بعد نماز عصر سورۂ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ
ایک بار۔ اور آیۂ کریمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سو بار
بعد نماز مغرب سورۂ واقعہ ایک بار۔ اس کے بعد صلوٰۃ الاوابین۔ اُسکے بعد مراقبہ
مگر مراقبہ بعد ذکر کے کیا جاوے اس لئے کہ ذکر سے قلب کا لطیفہ جاری ہو جاتا ہے اور
فیضان کی آمد شروع ہوتی ہے تو اُس فیضان کو جو منجانب اللہ ہے اطمینان سے اور
سکون سے قلب مین لیکر مراقبہ کے ذریعہ سے اُس کی پرورش کیجاوے اور جب مراقبہ سے
فرصت ہو تو ۱۰۰ بار اس دعا کو پڑھنا چاہیے نہایت عاجزی اور الحاح سے اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ
قَلْبِیْ عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ اَبَدًا اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ۔
بعد نماز عشا کے ایک بار سورۃ الملک اور ورد مزمل اس طرح پر کہ اوّل گیارہ بار استغفار
پھر گیارہ بار درود تُنَجِّیْنَا اور گیارہ بار مزمل شریف پھر گیارہ بار وہی درود شریف۔ بعد
تمام ہونے ورد مزمل شریف کے پلنگ پر جاکر قبلہ رو داہنی کروٹ سو رہے اور یہ ورد مزمل
شریف ہمیشہ کے لئے ہے اور مچھلی کا بھی ہمیشہ کے لئے پرہیز ہے اس نیازمند نے
چودہ برس کی عمر سے ورد مزمل شریف شروع کیا ہے۔ اس وقت عمر فقیر کی چونسٹھ برس
کی ہے مجھے نہین یاد آتا ہے کہ مین نے کبھی مچھلی کھائی ہو۔ یہ تو کسی کی مجال نہین ہے کہ
اس کو کوئی حرام کہے اس لئے کہ شارع نے جسے حرام کیا وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے کسی صورت
مین وہ حلال نہین ہوسکتی اور جس کو شارع نے حلال کہا ہے وہ ہمیشہ کے لئے حلال ہے
کسی صورت مین کسی کے حکم سے وہ حرام نہین ہوسکتی مگر صرف بزرگون کا حکم ہے اس سے
حرام سمجھکر پرہیز نہ کرے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مچھلی کا گوشت ریاح بہت
پیدا کرتا ہے اور بزرگون کو ایک ہی وضو سے بہت کچھ پڑھنا ہوتا ہے لہذا اُن حضرات نے
اس کا کھانا ہی ترک کر دیا۔ اسی طرح بکری کے گوشت کی نسبت گاے کا گوشت زیادہ

مباح پیدا کرتا ہے اُس سے بھی اجتناب کیا۔ اسکے سوا کوئی دوسری وجہ معلوم نہین ہوتی ہے

التماس ۱۶- ذکر

ذکر آن باشد کہ بکشاید درے		فکر آن باشد کہ پیش آید شئے	

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ ہے صفائے قلب اور انجلائے روح کے واسطے اکسیر ہے اور ذکر کی تعریف بزرگون نے یہ کی ہے کہ سائل کریم کے دروازے پر جاکر آواز دیتا ہے تو وہ سائل کی آواز سنکر اُسکی حاجت روائی کے لئے دروازہ پر آجاتا ہے تو جیسا سائل ہوتا ہے اُس کی استعداد کے موافق اُس کو دیتا ہے جب سائل اپنے مقصد کو پاجاتا ہے تو اطمینان سے اپنے حاجت روا کی شکرگذاری کرتا ہے اور ہمیشہ اُس کے احسان کو یاد کرکے اُس کے جمال بیمثال سے اپنے دل کو خوش کرتا ہے اور اُس محسن کی تصویر کو نصب العین کرلیتا ہے اور یہ حالت مراقبہ کی ہے حضرات نقشبند مریدون کی تعلیم ابتدا ہی مین مراقبہ سے شروع کرتے ہین اَور طُرق مین اذکار و اشغال مراقبہ پر مقدم ہین اسی کو حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ نے ایک شعر مین نظم کردیا ہے ؎

اوّل ما آخر ہر منتہی		آخر ما جیب تمنا تہی	

اے میرے پیارے نورچشمو تم کو اللہ عقل سلیم عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین ثم آمین اس شعر سے حضرت رضی اللہ عنہ کی یہ غرض نہین ہے کہ میرا طریقہ اَور طریقون سے افضل و بہتر ہے اور کسی مرید کو یہ شایان نہین کہ اپنے طریقہ کو اچھا سمجھے اور دوسرے طریقہ کو اُس سے کم۔ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے صرف اپنے طریقہ کا اُصول بتایا ہے جتنے طریقے اہل سلوک کے ہین اور وہ لباس شرع شریف سے آراستہ ہین وہ سب اللہ تعالیٰ شانہ سے ملنے کی راہین ہین اور یہ راہین وہین تک منتہی ہوئی ہین۔ فقیر محمد اکبر ؎

بیجا ہے جدھر سے جائے ملیگی وہی گلی		انسان چل کھڑا ہو کسی اک نشان پہ	

الباب شرع کی وہ راہ ہے کہ اس راستہ کا چلنے والا انشاءاللہ تعالیٰ کبھی راستہ نہ بھولیگا

اور نہ کسی قرآن کے دھوکے مین آکر لوٹا جائیگا دیکھو یہ آیت شریف کیا تعلیم دے رہی ہے
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ترجمہ اللہ تعالے شانہ اپنے
حبیب سے یون ارشاد فرماتا ہے۔ اے میرے حبیب تو کہہ دے اِن لوگون سے اگر
تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ پر چلو۔ **فائدہ**۔ آپ کی راہ شرع شریف ہے
کہ اللہ تعالے شانہ تم کو چاہنے لگے۔ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○
ترجمہ اور بخشے گناہ تمہارے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے انتہی۔ میرے نورچشمو اس
آیت شریف پر غور کرو یہ آیت پارہ تلک الرسل کے چوتھے رکوع کے اوّل مین ہے۔
سنو سنو سنو اللہ سے وہی بندہ ملیگا اور اللہ اُسی بندہ کو چاہیگا جو اُس کے رسول
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی اتباع کریگا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ
حضور پر نور کی اتباع اتباع شریعت ہے حضرت سعدی فرماتے ہین ؎

درین راہ جز مرد راعی نرفت	گم آن شد کہ دنبالِ راعی نرفت
مپندار سعدی کہ راہِ صفا	توان رفت جز در پئے مصطفٰے

دیکھو دین و دنیا کی خیریت سالک کے لئے اتباع شرع شریف مین ہے۔ اگر کوئی فقیر
زمین و آسمان کے قلابے ملا دے اور شمع ہدایت جو شرع شریف ہے اُس کی روشنی
اُس کے پاس نہ ہو تو باوجود آفتاب کی روشنی کے اُسکے واسطے عالم اندھیرا ہے سر و پا
برہنہ پڑے پھرنے سے کچھ حاصل نہین کس لئے کہ آثار سنن مین کہین دیکھا نہین گیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے پائے مبارک مین کبھی نعلین
نہ ہو اور سر مبارک پر عمامہ نہ ہو۔ ہان یہ شعار ہندؤن اور بنگالیون کا ہے۔ جب تک کوئی
بنگالی لکھ پتی نہ ہو وہ پاؤن مین جوتی نہین پہنتا۔ دفتر کے ملازم بنگالی اس اصول سے
جدا ہین۔ پھر اس آیت شریف کے نیچے کی آیت نے اس مطلب کو صاف کر دیا ہے کہ
جسمین کسی تاویل کی ضرورت نہین ہے قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۝ ترجمہ حضور پرنور سے جناب باری تعالےٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب تم ان لوگون سے کہدو کہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اُن لوگون نے منہ پھیرا یعنی اطاعت اللہ اور رسول کی نہ کی تو اللہ کافرون کو دوست نہین رکھتا۔ جوگیون کی سی ریاضتین کہ کوئی چارون طرف آگ جلا کر اور اُسے دوزخ کا نمونہ بنا کر بیچ مین اُس کے بیٹھا ہے۔ اور کوئی چلّے کے جاڑون مین ٹھنڈے پانی سے نہا رہا ہے۔ کوئی اپنا ایک ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہے یہانتک کہ وہ ہاتھ خشک ہو گیا کسی نے اپنے تیئن دو تختون مین بندھوا کر آرے سے چروا ڈالا۔ کسی نے راہبون کی طرح پادریون کی طرح شادی نہ کی مگر سب کام کئے تو کیا ان لغویات اور بیہودہ کفر کی باتون سے خدا ملا جاتا ہے۔ خدا اُسی کو ملیگا جو حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نقش قدم پر چلیگا انشاء اللہ تعالےٰ ۝

	کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او		محمد عربی کابروئے ہر دو سراست	

۝ حافظ

	سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود		بر زمینیکہ نشان کف پائے تو بود	

۝ فقیر محمد اکبر ابو العلائی

	سر رکھ دیا کسی کے قدم کے نشان پر		اب تو یہی نماز یہی جانماز ہے	

التماس ۱۷۔ اے میرے نور نگاہو ماہِ مبارک رمضان کی نہایت عزت کرنا اس کا ہر روز روزِ عید ہے اور ہر رات شب قدر ہے۔ یہ مہینا بڑی برکت کا ہے۔ تراویح مین ہرگز ہرگز ناغہ نہ ہون ایک ختم قرآن تو ضرور بالضرور تراویحون مین سُن لینا اور اگر خدا تم کو زیادہ توفیق وشوق دے تو تین ختم۔ پھر مین بطور تاکید تم سے کہتا ہون تہجد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو بہت محبوب تھی تم بھی اس سے عشق پیدا کر لینا۔

نمازِ تہجد کی ترکیب معمولِ حضرتِ سرحلقۂ سلسلۂ نقشبندیان خواجہ ابو یوسف ہمدانی قدس اللہ سرہٗ

بارہ۱۲ رکعتین چند سلام سے پڑھے دو رکعتون مین جو اوّل دوگانہ ہے پہلی رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی تا علی العظیم اور دوسری رکعت مین آمَنَ الرَّسُوْلُ۔ اب دس رکعتین رہین اُن مین سے آٹھ مین سورۂ یٰسین اس طور پر پڑھے ان آٹھون رکعت کی پہلی رکعت مین دس آیتین سورۂ فاتحہ کے بعد تا اِنَّا نَحْیِ الْمَوْتٰی یعنی مبین اوّل تک اور دوسری رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ وَمَا لِیَ کی آخر آیت یعنی تُرْجَعُوْنَ تک۔ تیسری رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے تا وَآیَۃٌ لَّھُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَۃُ تا آخر آیت یعنی یاکلون تک۔ چوتھی رکعت مین تا آیۃ وَآیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا آخر آیت تک۔ پانچوین رکعت مین بعد سورہ فاتحہ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ آخر آیت تک چھٹی رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْکُمْ آخر آیت تک۔ ساتوین رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ تا آخر آیت آٹھوین رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ تا آخر سورۂ یٰسین۔ یہ دس رکعتین ہوگئین دوگانہ دوگانہ کرکے۔ اب آخر کا دوگانہ باقی رہا اُسکی رکعتون مین قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تین تین بار بعد سورہ فاتحہ۔ یہ روش حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی قدس سرہ کی ہے اور اس فقیر نیازمند محمد اکبر ابو العلائی آپ ہی کے طریقہ کا دست گرفتہ ہے اپنے طریقہ کے بزرگون سے یہی روش پہونچی ہے مگر جسے سورۂ یٰسین یاد نہ ہو وہ ہر رکعت مین تین تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھ لیا کرے۔ یا عروج ونزول کے طریقہ پر پڑھے۔ فقیر نے پہلے نورچشم محمد محسن مد اللہ عمرہٗ کو عروج ونزول ہی تعلیم کی۔ جب تہجد سے موانست ہوجائے تو پھر اُسے اختیار ہے اس کو پڑھے۔ بعد تہجد سے فراغت ہونے کے یہ رباعی حضرت جامی کی دعا کے طور پر پڑھے۔ رباعی

از زندگیم بندگی تست ہوس	بر زندہ دلان بے تو حرام است نفس

خواہد ز تو مقصود دلِ خود ہمہ کس
جامی از تو ہمین ترا خواہد و بس

اور کتاب حزب الاعظم ملا علی قاری مین سے جو دعا پسند آئے وہ یاد کر لے بعد اس رباعی کے وہی دعا پڑھے۔ بعد دعا کے پیرانِ طریقت کے نام سے اس طور پر کہ ایکبار شجرہ پڑھ جائے پھر یکجائی فاتحہ سب کے نام سے پڑھ دے۔

التماس ۱۸ - بندون کی نماز ہی اُس مالک الملک کے لئے تحفہ ہو سکتی ہے بشرط قبول لمولفہ ؎

نماز تحفۂ خالق درود نذر نبی
یہ مصطفےٰ کے لئے ہے تو وہ خدا کیلئے

اے میرے نورنگاہو اگر تمہاری جان تمہارے ہونٹون پر ہو اور اللہ تعالےٰ شانہ ہوش بجا رکھے تو اُس وقت بھی اشارون سے نماز ادا کر لینا اور نہین تو صرف خیال ہی نماز کا تمہاری نماز سمجھی جائیگی اللہ تعالےٰ شانہ ہماری نماز کا محتاج نہین ہے ہماری نماز اُسے کیا فائدہ پہونچا سکتی ہے مگر ہان وہ ہماری نماز سے خوش ہوتا ہے جیسے ایک مہربان باپ اپنے سعادتمند فرزندون کے سلام سے خوش ہوتا ہے اور ناخلف لڑکون کے اطوار سے ناخوش۔ ایک سعادتمند لڑکا صبح کو جب سو کر اُٹھتا ہے اور خوابگاہ سے باہر آتا ہے تو پہلے وہ اپنے مہربان باپ کی خدمت مین حاضر ہوتا ہے اور اُسے ادب سے السلام علیکم عرض کرتا ہے پھر وہ اپنے مہربان باپ کے ہاتھ چومتا ہے تو باپ اُس کو نہایت سچے دل سے دعا دیتا ہے اور اُسے دیکھکر خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میری زندگی کا حاصل یہی ہے۔ اسی طرح جب بندہ پانچون وقت اپنے مالک کے حضور مین حاضر ہوتا ہے تو پروردگار تعالےٰ شانہ اُس کی فرمان برداری سے راضی ہوتا ہے اور فرشتگانِ مقرب اُس کو فرمان بردار بندہ کہکر صفوف ملائکہ مین اُس کا ذکر کرتے ہین اور جو بے نماز بندے ہین اُن کا ذکر شیاطین کے مجمع مین ہوتا ہے ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

لہذا اکابر طریقت نے مریدون کو سب سے پہلا حکم جو بیعت کے بعد دیا ہے وہ نماز کا حکم ہے جس کے لئے نماز نہین اُس کے لئے اسلام نہین - فقر کا سرچشمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قلب مبارک ہے - روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ وفات شریف کے دن تک تو آپ نے نماز پڑھی تھی - اب ایسا کون سا فقیر ہے جو نماز نہ پڑھے اور مردود طریقت نہ سمجھا جائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ -

التماس ۱۹- روزہ بھی فرض ہے جب تک کوئی شرعی عذر لاحق نہ ہو روزہ ترک نہ کرنا - یہ وہ محبوب عبادت ہے کہ چند ساعت کے لئے کھانا پینا چھوڑنے کی وجہ سے آدمی فرشتہ ہو جاتا ہے -

التماس ۲۰- حج وزکوٰۃ بھی ہر مسلمان پر فرض ہے جب اللہ تعالے لشانہ اپنے کسی بندے کو غنی کر دے تو اُس کا شکرانہ زکوٰۃ مال ہے کیونکہ جس کا بندہ یہ مستطیع ہے اُسی کا بندہ محتاج بھی ہے - زکوٰۃ دیتے وقت اس کو ضرور اپنے مالک کا شکر گذار ہونا چاہئے اور اپنے مسکین بھائی پر رحم کرنا چاہئے - اور جب بندہ کو خدا مالدار کرے تو اسکو کم از کم ایک بار تو اپنے مالک کے آستانہ کو چومنا چاہئے اور وہان حاضر ہو کر اپنے متول کا شکرانہ ادا کرنا چاہئے **فقیر بے نوا محمد اکبر** ؎

	اور بڑے گھر کے مکین کعبہ کے مالک داتا		ہم فقیرون سے بھی کچھ واحد وشاہد ہوتا	علہ

التماس ۲۱- خاموشی - سالک کے واسطے اس سے بہتر کوئی شغل نہین ہے خاموش آدمی کا دل زندہ رہتا ہے اور زیادہ بولنے والے کا مردہ ہو جاتا ہے ؎

بہ طبعم ہیچ مضمون بہ ز لب بستن نمی آید		خموشی معنئی دارد کہ در گفتن نمی آید	
؎	دل ز پر گفتن بمیرد در بدن		گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن

التماس ۲۲- نظر سالک کی جس شئے پر پڑے وہان سے خالی نہ پھرے کیونکہ شئے اُس پروردگار تعالیٰ شانہ نے عبث نہین پیدا کی اور نظر کو اُن اشیا کے ملاحظہ کے لئے پیدا

کیا ہے وہ آدمی کورباطن ہے جو ملاحظۂ اشیا سے معرفت الٰہی کا سرمایہ جمع نکرے نابینا جو ملاحظۂ قدرت سے بے نصیب ہے وہ غریب کیا کرے آنکھین ہی نہین ہین آنکھون والا جو سیر قدرت نہین کرتا وہ اندھے سے بہت زیادہ بدنصیب ہے۔

التماس ۲۳- دل مدام یاد الٰہی سے غافل نہ رہنے پائے دل بادشاہ بدن ہے جہان یہ غافل ہوا اس کی تمام رعایا پر اُس کا اثر پڑیگا۔

التماس ۲۴- غذا کم کھائی جائے باستثنائے طعام دعوت۔ حضور پرُنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کُلُوْا فِی بَعْضِ بَطْنِکُمْ یعنی چوتھائی پیٹ کھانا کھانا چاہئے۔

التماس ۲۵- خواب بھی کم چاہئے سالک شب کو عبادت کے لئے مخصوص کرلے نماز صبح وچاشت کے بعد آرام کرلیا کرے مگر قلیل مقدار مین۔

التماس ۲۶- غیبت- یہ بڑا سخت مرض ہے علاج اس کا آسان ہے لیکن دشوار بھی ہے یعنی غیبت کرنے والا گوشت کھاتا ہے اپنے برادر مردہ کا یہ قرآن پاک مین اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اگر آدمی کو یہ پسند آتا ہے تو کھایا کرے ورنہ ترک کرنا اُس کا بہرحال اولیٰ ہے اگر اللہ کا فضل ہو اور یہ باتین کمال کے ساتھ حاصل ہوجائین تو پھر یہ خیال رہے کہ نفس عجب وتکبر مین نہ مبتلا کردے۔

التماس ۲۷- زیارت قبور ہر مسلمان کے واسطے نہایت ضروری امر ہے اور سنت ہے اولیا اللہ کی- اور ثواب رسانی ہے اُن مجبورین کے لئے کہ جواب اپنی ذات کے واسطے کچھ حاصل نہین کرسکتے- حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مقابر مین تشریف لے جاتے تھے اور اہلِ قبور کے لئے دعائے بخشش فرماتے تھے اور اللہ تعالےٰ [illegible] نہ آپ کی دعا کی برکت سے گناہ اُن اہلِ قبور کے معاف فرماتا تھا ہر آدمی کو لازم ہے کہ وہ پنجشنبہ یا جمعہ یا اَور ایام متبرکہ مین زیارت قبور کا شرف حاصل کرے۔

اور اہل قبور کے واسطے دعا کرے۔ قرآن کی صورتین پڑھے اور اگر کچھ مستطیع ہو تو غربا کو انکی طرف سے نقد خیرات کرے۔ اور اپنے آباو اجداد عزیز و اقارب دوست آشنا کی قبرون حاضر ہو۔ اور قبر پر یون کھڑا ہو کہ پشت قبلہ کی طرف اور منہ قبر کی طرف اور میت کے سینہ سامنے کھڑا ہو اور سلام پڑھے ان لفظون سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ یَا اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَّاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُتَقَدِّمِیْنَ وَالْمُتَاَخِّرِیْنَ نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ یَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد

قبر کو یا پیر و مرشد کو سجدہ حرام ہے۔ مرشد کے۔ باپ کے۔ اور استاد کے ہاتھون کو بوسہ دینا جائز ہے۔ اور طواف قبر بھی درست نہین ہے۔ اور اگر کسی بزرگ نے شاید کسی بزرگ کی قبر کا طواف کیا ہو تو وہ فعل عام اصول مذہب حنفیہ کے موافق سند قرار نہ پائیگا۔

التماس ۲۸ - اقرار خطا - اگر آپ لوگون سے [illegible] مسئلہ مین غلطی ہو جائے اور کوئی پڑھا لکھا آدمی آپ کو اُس سے مطلع کرے تو فوراً اُس سے اعتراف کر و انصاف [illegible] لڑائی جھگڑے کی بنیاد نہ قایم کرو اور مناظرہ [illegible] اس کو علماے کرام کی ذات چھوڑ دو۔ تم اتنا ہی جواب دیدو کہ ہم مناظر نہین [illegible] اور جو شخص تم سے [illegible] اور حضرت امام عبداللہ یافعی کی تصنیف کو [illegible] نہین ہے۔

التماس ۲۹ - [illegible]

وہی ہین جو ہماری کتب [illegible]

التماس ۳۰ - [illegible]

وہ قدم رکھے جو مردانِ خدا کا سا دل رکھتا ہو ؎

جگرِ شیر نداری بہ رہِ عشق مرو	سبزۂ تیغ درین رہ ز کمر می گذرد

العیاذ باللہ کبھی عقلِ سلیم والا آدمی اِس بات کو یقین کریگا کہ ایک وقت کی نماز بغیر عذرِ شرعی قضا کرنے والا شخص فقیر سمجھا جائے۔ دعویٰ یہ کہ ہم رسول اللہ کی اُمّت ہین مگر اُن کے ارشادات کو نہین مانتے۔ نظم

تَعْصِى الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ	هٰذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ بَدِيْعٌ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ	اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

ترجمہ تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور دعویٰ تیرا یہ ہے کہ مین اُس کو دوست رکھتا ہون یہ بات تو کسی طرح قیاس مین نہین آتی۔ اگر تیری محبت اللہ سے سچّی ہوتی تو تو اُسکا فرمانبردار ہوتا اُس کے رسول کے احکام کو مانتا۔ جو شخص کسی کا عاشق ہوتا ہے وہ اپنے معشوق کا مطیع اور فرمان بردار ہوا کرتا ہے تو نے جو احکامِ شرع سے مُنہ پھیرا معلوم ہوا کہ تو اپنے نفس کا فرمان بردار ہے خدا و رسول سے تجھے کچھ سروکار نہین۔

التماس ۱۳۱۔ اے میرے نورِ نگاہو۔ اللہ تعالیٰ شانہ تمہاری عمرین دراز کرے نیک اعمال کے ساتھ وہ اعمال جو دین و دنیا کا مجموعہ ہون اَللّٰھُمَّ آمین اَللّٰھُمَّ آمین اَللّٰھُمَّ آمین سنو اور گوشِ دل سے سنو اور اللہ تمہین اُسپر عمل کی توفیق دے اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین اللّٰھم آمین

التماس ۱۳۲۔ دین دو چیزون کے مجموعہ کا نام ہے ایک چیز تو خود دین اور دوسری چیز دنیا اگر دنیا بھی دین کی طرح برتی گئی اور یہی ہونا چاہئے تو اِس زندگی ہی مین اُسکے واسطے حکمِ رضاے الٰہی پروردگار کا لگا دیا گیا۔ مولٰنا کا فلسفہ۔ سبحان اللہ وبحمدہ کیا اچھی تعریف دنیا کی ہے۔ ہزارون کشتیان معنون کی اس ایک شعر پر نچھاور کیجاہین تو کم ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

دوسرے شعر مین پھر دنیا کی تعریف کی ہے اور ایسی ہی بے مثال تعریف کی ہے جیسی اُس شعر مین۔ سبحان اللہ بڑون کی بات بڑی ہی ہوتی ہے ہم نے جو اپنی عمر شاعری مین برباد کی تو کیا کیا۔ بھاڑ جھونکا۔ کار آمد شاعری یہ ہے جس کے دو شعرون سے ہمارے تمام خیالات کا وارا نیارا کر دیا۔ ان دو شعرون مین نہ کہین رخسار معشوق ہے۔ نہ زلف معشوق ہے۔ نہ چشم معشوق ہے۔ اسی شاعری کو کہا ہے ؎

شاعری رمزیست از پیغمبری — جا بجا انش کفر خوانند از خری

پھر سنو میرا درد دل۔ ؎

بشنو از نے چون حکایت میکند — وز جدائیہا شکایت میکند
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق — تا بگویم شرح درد اشتیاق
من بہر جمعیتے نالان شدم — جفت خوش حالان و بد حالان شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من — وز درون من نجست اسرار من

التماس ٣٣۔ اے میرے نور نگاہو ہمارا تمہارا معشوق کون ہے تمام جہان کا پیدا کرنے والا۔ اُس معشوق کا درد آگین قصہ ہم سے کس نے کہا ہے اُسی معشوق کے حبیب نے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہماری جان ایسے پاکیزہ قصے سننے والے پر نثار۔ جس نے یہ پاکیزہ قصہ سنا کر ہمارے دلون مین عشق کی آگ لگا دی اور اس آگ نے دنیا کی جتنی چیزین مین سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ یا یون کہو کہ دنیا کا بازار لگا کر مشتاقون کا امتحان کر لیا۔ دیکھو یہ کہ یہ بازار سب لوٹ لو۔ بازار لوٹنے والون نے کوئی شے نہ چھوڑی مگر جن کے دلون مین اُس کی محبت کی آگ لگی تھی وہ اُس لوٹ کھسوٹ کے وقت آنکھین بند کئے کھڑے تھے اور اپنے گوشہ دل کی طرف چشم باطن سے دیکھ رہے تھے اُس معشوق حقیقی نے باوجود علم ان سے سوال کیا کہ تم کیون نہین لوٹتے۔ بھلا ان مین یہ قدرت

کہان تھی کہ اُس معشوق حقیقی کا جواب ان سے بن پڑتا وہ سراپا ناز خود ان کے کوشکِ دل مین آکر بیٹھا اور انہین جواب تعلیم کیا اور فرمایا کہ کہہ نہین دیتے کہ ہم نے بازار کے ملک کو لوٹ کر اپنے دل مین رکھ چھوڑا ہے بازار کی کیا ہستی ہے ؎

گویم درین گلشن گل و باغ و بہار از من	بہار از یار و باغ از یار و گل از یار و یار از من

بحمد اللہ علی احسانہ۔

التماس ۳۴۔ میرے نورنگاہ دنیا کے مال کا لالچ نہ کرو تمہاری عمر مین تھوڑی اور تمہارا مال تھوڑا۔ تم کو صرف اس قدر حلال طریقہ سے حاصل کرنا چاہئے کہ کھانا کھالو اور کپڑے پہن لو۔ تم نے اگر قارون کے برابر مال حاصل کیا تو اُس کا نتیجہ کیا ہوگا وہی ہوگا جو قارون کا ہوا۔ ؎ لمولفہ

ملا کسی کو جو قارون کا مال کیا ہوگا	مقام غور ہے اُس کا مآل کیا ہوگا

سعدیؒ فرماتے ہین ؎

کیمیائے ترا بیاموزم	کہ در اکسیر و در صناعت نیست
رو قناعت گزین کہ در عالم	کیمیائے بہ از قناعت نیست

جانِ من دنیا کے حاصل کرنے کے لئے جس کی عمر بہت کم ہے اُس سے دین کی خسارت اُٹھانی یہ دانشمندی کا کام نہین ہے۔

التماس ۳۵۔ اسلام کے سچے اور باآب و تاب جواہرات جو ہمارے پاس تھے وہ ہمارے پاس سے جاتے رہے اب ہم بالکل مفلس ہوگئے اور اس افلاس نے تمام جہان کے بُرے کام ہم سے کرا دیے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن افسوس ہزار افسوس

التماس ۳۶۔ مسلمان اور لباسِ صدق سے عاری۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ مسلمان سے جھوٹ بولنا بالکل ناممکن سمجھا جاتا تھا اور یہ بات ضرب المثل تھی کہ مسلمان جھوٹ نہین بولتا۔ روایت حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کے لشکر مین بعض صحابہ نے دھوکے مین

شراب پی لی۔ بعد اس کے حضرت کو معلوم ہوا آپ نے لوگون سے دریافت کیا کسی نے
کچھ جواب نہ دیا نہ اقرار کیا نہ انکار۔ آپ نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
لکھا اور وہ خط ایک شخص کو دیا وہ آدمی عیسائی تھا مگر ظاہر مین مسلمان تھا وہ خط
لیکر چلا اور دل مین کہتا جاتا تھا کہ یہ بات جو مشہور ہے کہ مسلمان جھوٹ نہین بولتے
اگرچہ اُس کا سر کٹ جاوے اِس کے امتحان کا موقع میرے واسطے یہی واقعہ ہے
وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے حضور مین حاضر ہوا اور حضرت ابو عبیدہ ؓ کا
خط حضور کے سامنے ڈال دیا۔ آپ نے وہ خط اُٹھایا اور پڑھا اور چہرہ مبارک آپ کا
متغیر ہو گیا۔ آپ نے جواب مین حضرت ابو عبیدہ کو لکھا کہ یہ خط تم سب کو پڑھکر
سُنا دینا۔ اُس مین یہ لکھا تھا کہ اے مسلمانو کیا تمہین معلوم نہین شراب حرام
کی گئی ہے اور یہ گناہ اللہ تعالے شانہ کا ہے۔ اگرچہ تم کو کسی آدمی نے شراب پیتے
نہین دیکھا مگر جس کا گناہ تم نے کیا ہے اُس نے تو تمہین دیکھا ہے تمہارا گناہ اُس سے
کیونکر چھپ سکتا ہے۔ اگر تم مسلمان ہو تو اُس گناہ سے توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ شانہ
کی حد کو اپنی پشت پر لو کہ عقبیٰ کے عذاب سے خالی ہو [illegible]
لیکر چلا ہے تو دل مین کہتا جاتا تھا کون ایسا بے وقوف ہوگا جو اپنے چھپے ہوے گناہ
کو آشکارا کریگا اور ہزارون آدمیون کے مجمع مین [illegible] کی ذلت کو گوارا
کریگا۔ جب یہ حضرت ابو عبیدہ کے حضور مین حاضر ہوا اور وہ نامہ گرامی دیا آپ نے
اُس کو پڑھا اور تمام لشکر کے لوگون کو جمع کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
فرمان شریف سب کو پڑھکر سُنا دیا۔ بس فوراً چند آدمی لشکر مین سے اٹھے اور آپنے
اور اللہ تعالیٰ شانہ کی حد کو اپنی پشت پر لیا۔ وہ عیسائی کہتا ہے کہ میرے اپنے ایمان
کی تجدید کی اور مین سچا مسلمان ہو گیا۔ اے میرے دوستو دیکھو ہمیشہ سچ بولو
کیونکہ یہ سچائی کا ہے کہ عمر بھر حضرت صدیق اکبر [illegible] عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وسلم کے صحبت سے شرف یاب رہے اور انتقال کے بعد بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پہلو سے مبارک مین آرام فرمایا ؎

راستی موجب رضاے خداست	کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست	

التماس ۳۷ - دوسری صفت اسلام کی عدل ہے۔ اسی صفت سے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ مشرف ہوے۔ اسی کی برکت بھی یہی تھی کہ آپ نے بھی حضور پُر نور کے پہلوے مبارک مین جگہ پائی۔

التماس ۳۸ - تیسری صفت اسلام کی حیا ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ حضور پُر نور نے ہر چیز کے اوسط کو اچھا فرمایا ہے مگر حیا کی نسبت فرمایا ہے اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ یعنی حیا سب کی سب اچھی ہے۔ افسوس کہ یہ دونون صفتین حیا اور عدل کی بھی ہم لوگون مین باقی نہ رہی۔ جہان حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ صداقت گئی وہین حضرت عمر او حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے ساتھ عدالت و حیا رخصت ہوئی۔

التماس ۳۹ - چوتھی صفت اسلام کی شجاعت ہے وہ حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھ نجف شریف کے قبہ مبارک کے سایہ مین آرام کر رہی ہے۔ ہزار حیف کہ ہمارے کیسے کیسے قیمتی جواہر غائب ہو گئے اور ہمین کچھ پروا نہین۔

التماس ۴۰ - میرے نورچشمو اپنے دنیوی معاملات کو درست کرو دیانت - امانت - نیک چلنی یہ تین صفتین ایسی ضروری ہین کہ نیک آدمی کے لئے جس کے ساتھ دنیا کے بھی کاروبار لگے ہوے ہین مذہبی احکام کے برابر سمجھو

کیا اچھی وہ دنیا کہ جس کے ذریعہ سے آدمی دین کا فائدہ اُٹھا
کیا بُرا وہ دین کہ جس کے پردہ مین آدمی دنیا حاصل کرے

وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان وہو نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ فقط

بالخیر

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را